[...]NIA UNIVERSITY
[...]LLEGE LIBRARY

تاریخ اودہ

جلد اول

مفصل و مکمل حالات از نواب سعادت خان برہان الملک
بانی سلطنت اودہ تا خاتم السلاطین جان عالم
واجد علیشاہ تحقیقی و مستند واقعات سن اولہ تا آخر

مرتبہ
جناب مولانا حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب رامپوری
ابن مولوی محمد عبد الغنی خان ابن مولوی عبد العلیخان ابن مولوی
محمد عبد الرحمن خان ابن حاجی مولوی محمد سعید خان محدث مدرس اعلی
فارسی مہاراجا ہائی اسکول اودیپور
مولف و مصنف کتب متعددہ متعلق تاریخ طب صرف و نحو و دینیات وغیرہ

فروری سنہ ۱۹۰۹ء

[illegible] العلوم مرادآباد [illegible] الدین علی [illegible] چھپا اور شائع ہوا

جز ۱ و ۲

تاریخ اودہ

مصنفہ مولوی حکیم محمد نجم الغنی خان صاحب ابن مولوی عبد الغنی خان - ابن مولوی عبد العلی خان ابن مولوی عبد الرحمن خان ابن مولانا حاجی محمد سعید خان

چونکہ مصنف ہمارے صمیمی دوست ہین اس لئے ہمنے اونکی تصویر کو اس حصے کے ساتھ شائع کرنا مناسب جانا - مصنف کا نسب نامہ یہی ہے جو ہمنے لکھا تاج التواریخ مین غلطی سے دوسرے طور پر لکھدیا گیا ہے

ایس اے علی مالک مطبع



MAULVI MOHMED NAJMULGANI.

THE INDIAN PRESS, ALLAHABAD.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و نعت

چمن مین شجر۔ شجر مین گل تر۔ گل تر میں ثمر۔ ثمر مین شکر۔ دہن مین زبان۔ زبان مین بیان۔
بیان مین حسن۔ حسن مین ادا۔ کسنے پیدا کی۔؟ صنعت کردگار نے۔ قدرت آفریدگار نے

ہر آن مین ہر ادا مین تو ہے	ہر تان میں ہر صدا میں تو ہے
بتا ہو کہ پھول ہو کہ بلبل	ہر رنگ مین ہر نوا میں تو ہے

کائنات کا لب لباب کون ہے؟ وہ ذات مقدس جس کو ذات آفریدگار سے یہ نسبت حاصل ہے۔ جیسا کہ پھول میں بو۔ اور آفتاب مین ضو۔ یعنی قریشی نبی فاتح قلوب خیر البشر محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم جن کے غلامون کی قدمبوسی کے فخر حاصل ہونے کی شاہان زمانہ نے آرزو کی ہے۔ مخالفون کو بھی اس سے چارہ نہین کہ جب وہ دنیا کے بڑے بڑے لوگون کا ذکر کرین تو حضور انور کا ضرور نام لین۔ اونکی وجہ سے یہ دنیا توحید پر قایم ہے۔ جس دین کی اونہون نے تلقین فرمائی وہ اب بھی اوسیطرح زندہ و توانا ہے۔ وہ شب و روز دنیا کے ہر گوشے مین پکارے جاتے ہین۔ تمام دنیا کی مخالفت یونانی فلسفہ موجودہ سائنس۔ سلطنتونکے اولٹ پھیر۔ اونکے قوانین۔ اور اوس کتاب کو جو اونکی ذریعے سے دنیا مین آئے ذرا بھی نہ بدل سکے۔ جو بو وہ اپنی زندگی مین اونہون نے

لگایا تھا اور جس کو اونہون نے اپنے اور اپنے اعزہ و اقارب کے خون سے سینچا تھا وہ بودا اب بہت بڑا درخت ہوگیا ہی - اوسکی جڑین زمین کے انتہائی حصے تک پہنچی ہوئی ہین - اور اوسکی شاخون نے دنیا کے بڑے بڑے حصے پر سایہ ڈال رکھا ہے - اور خداوند تعالے کی کرورہا مخلوق اس درخت کے سائے مین آرام پا رہی ہی -

مناجات

اے دو جہان کے خالق - اے مخلوق کے حقیقی پرورش کرنے والے ہمین ایمان کی توفیق دے اور ہماری زندگی کی عزت کی زندگی بنا - اور ہمین برکت عطا فرما تاکہ ہم تیرے دین کے سچے وارث بنین - اور ہماری بددینی اور نا راستی - اور بداعمالی کو معاف فرما - تو بڑا مہربان اور کل عالم کا نگہبان ہی - تو ہی سب کو پالتا اور روزی دیتا ہے - تو ہی جلاتا اور مارتا ہی - تو ہی بناتا اور بگاڑتا ہے - تو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا - ؎

مقدمہ تاریخ اودھ

عالم اسباب مین قانون قدرت نے جو کچھ اصول انسانی مفاد و مضرت کے بارے مین تجویز کیے وہ مختلف الاقسام ہونے کے ماسوا زمانے کے تغیرات کا بھی رنگ لئے ہوئے ہین - ابتدا سے آفرینش سے وقتی اقتضا اور شخصی ضرورتون نے جو مجبوریان پیش کین اوسکی درستی اور سہولت کے قواعد بہم پہونچانے کا مادہ بھی خدا کی عام بخشش نے بعض دماغون مین پیدا کیا جو ابتدائی حالت مین نہایت مختصر حیثیت سے وقتی اور فوری اجراے کام کے واسطے کام مین لائے گئے لیکن زمانہ کے امتداد اور خواہشون کی کثرت نے اون ابتدائی قواعد سے نتائج ضروری کا استنباط شروع کیا - جسکا نتیجہ آخری مقتضاے تمدن قیام سلطنت ہو کر کفیل حل مشکلات عوام ہوا - شاہی احکام نے حسن سلوب اور سہولت کے ساتھ مہام امور کے

سرانجام مین مستعدی کا اظہار کیا وہ قابل دید و شنید ہین ۔ لیکن یہ دنیا کے پیدائشی اور طفولیت
کے اطوار و انتظام حسن کو قرن گذر گئے کیونکر تم تک پہونچے ۔ یہ پہلو ضرور ایک خاص توجہ کے قابل ہے
دنیا مین کوئی انسان بلا اعانت غیرے اپنی زندگی بسر نہین کرسکتا کیونکہ ضروریات ذاتی جسپر
حیات کا دارومدار ہے باہمی ارتباط کی مضبوط رسی سے جکڑے ہوئے ہین جسکا نتیجہ یہی
آنکھین دیکھ سکتی ہین جن کو قدرتی تغیرات و تبدلات کے خوشنما مناظر کے دیکھنے کی عادت ہے ۔
موالید ثلثہ مین حیوان اور حیوان مین انسان ہی ایک ایسے پیمانے اور طرز وضع پر مخلوق کیا گیا
ہے جو عالم امکان مین خدائی قانون کا زیادہ ذمہ دار ہے ۔ گو انکار اس سے بھی نہین کہ جمادات و نباتات
کے واسطے قدرت نے کوئی قانون و ضابطہ رکھا ہو ۔ الا عدم طلاقت لسانی اوس کے اظہار کے واسطے
سد باب ہے ۔ الغرض قطع نظر مذاہبی اصول کے عقلاً بھی انسان ہی بہت سی ذمہ داریون کا
مرکز قرار پاتا ہے ۔ مگر دنیا مین ایک خاص گروہ انسانی ایسا باعظمت و شان کا ہمارے ذمے
لئے ہوئے ہے جسکا نظیر مشکل سے دستیاب ہوسکتا ہے ۔ حضرات یہ گروہ طبقہ مورخین ہے
جنھون نے خاص ہمدردی کے واسطے اپنی پیاری زندگی کے عزیز وقت کو وقف کر دیا ہے
مقام غور ہے کہ اگر طبقۂ مورخین اس مہتم بالشان کام کو پوری توجہ کے ساتھ تکمیل کو نہ پہنچاتا تو کوئی
شخص بھی ایسا ہوتا ؟ جو اپنی پیدائش سے پچاس برس پہلے کے کسی واقعہ کی بابت کچھ واقفیت
رکھ سکتا ۔ ہرگز نہین ۔ چہ جائے کہ ہم آج اسی باہمت گروہ کی بدولت اپنے سے صدیون پہلے
واقعات کو چشم دید واقعات کی طرح بیان کرنے مین پس و پیش نہین کرتے ۔ گو زمانے کی کم توجہی
نے علی العموم ہر علم اور بالخصوص علم تاریخ کے ساتھ بہتیرے کچھ نازیبا اور ناگوار برتاو کیا ۔ اوسکے
جگمگاتے ہوئے اور روشن لیمپ کو پریشانی کی تیز ہواؤن سے بجھانے کی کوشش مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہین کیا ۔ لیکن قدرت نے ہمیشہ کی غیر محدود تاریکی سے جس کو فنا کہتے ہیں بچایا اور بپابندی قواعد
مجربہ عالم **گورنمنٹ انگلشیہ** کو علم تاریخ کا سرپرست قرار دیا جس کے دامن عاطفت
نے چراغ علم کو مخالف ہواؤن کے جھونکون سے محفوظ و مصئون رکھا ۔ ہماری گورنمنٹ کے

جو کچھہ شاہانہ الطاف ہم پر روزانہ مبذول ہوتے ہین اوسکی تشریح و توضیح کی چندان ضرورت نہین
کیونکہ ہر اہل علم اوس سے پوری پوری واقفیت رکھتا ہے۔ غرضکہ **علم تاریخ** معلومات
احوال ماضیہ کے واسطے پُرضروری ہونے کے علاوہ دانشمندون میں عبرت و آگاہی پیدا کرتا ہے
اور حکام کا معاملات ملکی مین معاون و مشیر ہے۔

مسلمان حکمرانان اودھ کی کوئی منقح اور مفصل اور جامع تاریخ اس سے پہلے نہین لکھی گئی انکو
جسقدر حالات ہیں وہ مختلف کتابون مین ہین۔ اور اون مین سے بعض کتابین ایسی ہیں کہ اُنکے نسخے
بہت ہی نادر ہین۔ زبانین اونکی فارسی ہین۔ اور یہ حالات منضبط اور ایک جگہہ نہین بلکہ
متفرق طور پر پائے جاتے ہیں۔ جنکی تلاش کرنے مین بڑی دردسری ہوتی ہے۔ اس لئے مجھہ
ہیچمیرز نے والیان اودھ کی تاریخ نہایت سچائی اور نیک نیتی سے لکھی۔ اس حیثیت پر جیسے
کہ ایک مورخ کو بلا تعصب و رعایت لکھنا چاہیے۔ ناظرین آپ دیکھین گے کہ سعادت خان برہان الملک
نے نہایت جدوجہد کے ساتھ اودھ کے اطراف مین کس قوت و شدت کی وقعت پیدا کی۔ اور اوسمین
ایک مضبوط حکومت کو قایم کر دیا۔ اور وہ حکومت جو ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی تھی۔ اور ہر ایک بادشاہی
افسر من ملنے اموال و ارواح مین تصرف کرتا تھا اوس کو ایک ریاست واحد کر کے ایک ہی قوم
کے لئے دیدیا کسدل اور کس زبان سے اونکی اوس قوت کا ذکر کرون جو اونہون نے اس سرزمین
مین حکومت جمانے کے لئے ظاہر کی تھی جس کو اونکے پچھلے جانشینون نے برباد کر کے رکھدیا اور
اوس چمکتے آفتاب کو عظمت و اقبال کے آسمان سے نیچے گرا دیا اور حکومت کی خودمختاری پر
یہانتک غیر قوتنے دست درازی کرائی کہ اوسپر اعتراضونکے گولے گولیان کے مینہ کی بوچھار
ہونے لگی اور غیر لوگ اوس مین داخل ہو کر نواب گرین گئی جسکا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۸۵۶ء مین ایک
غیر قوم کے قبضے کی کارروائی جاری ہوئی۔ اور ایک اولوالعزم فاتح کی اولاد ننگ و عار کی سزا
بھگتنے لگی۔ گورنمنٹ انگریزی جس کا دارومدار حکمت انجام و عاقبت بینی پر ہے اوس کی بعض
عہود و شرائط و اودھ کے معاملات مین تم کو ایسے نظر آئینگے جو کہین بال سے زیادہ کمزور

اور کمین لوہے سے زیادہ مضبوط ہین۔ لیکن والیان اودھ کے دور حکومت کے گروپ کو تحقیق کی نظر سے دیکھنے کے بعد وہ طرز بمقتضائے وقت ضروری معلوم ہوگی۔ میرے معاصر مجھکو ضرور اس امر پر سرزنش کرینگے کہ مینے مسلمان ہوکر کیون ایک مسلمان حکمران خاندان کا کچا چٹھا لکھا۔ اور ایسے حالات جو اسوقت تک عام نگاہون سے پوشیدہ اور مشکل الحصول تھے کیون یکجائی جمع کئے لیکن شاہان تیموریہ اور والیان اودھ کے باہمی معاملات پر نظر کرینگے تو پوری طور سے ظاہر ہو جائیگا کہ اس خاندان نے قومی سلطنت کو کیون معرض خطر مین ڈالا۔ اور وہ کونسی وجہ تھی جسنے تخریب مملکت کے سامان بہم پہنچاکر اہل اسلام کو جو فاتح ہونے کا فخر رکھتے تھے مفتوح بناکر آج پستی کی تاریک گھاٹیون اور تنزل کے انتہائی درجہ کو پہنچایا۔

اس انقلاب سلطنت کی اصلیت کے معلوم کرنے کے واسطے ضرورت اس امر کی ہی کہ والیان اودھ کی پرایویٹ زندگی اور رنج کی سالم تصویرین دیکھی جائین۔ آسایش۔ غفلت۔ تعصب عیش۔ کاہلی۔ ضعف عقل۔ پست ہمتی۔ کم حوصلگی۔ بزدلی۔ وعدہ خلافی۔ داد و دہش مین بے سلیقگی یعنی سخاوت کی جگہ کفایت اور کفایت کی جگہ سخاوت۔ خودغرضی۔ لالچ۔ غیر مستقل مزاجی۔ بیموقع اولوالعزمی۔ نفس پرستی۔ اور دوسری طفلانہ حرکات ریاست و حکومت دولت و عظمت کو کھونے والے ہین۔

مینے اس تاریخ مین جسقدر ریاضت کی ہی اور مسلسل کوشش عرقریزی کے ساتھ کی ہی اوس کے واقعی حالات کا اندازہ وہی علم دوست اصحاب کر سکتے ہین جنکو تالیف و تصنیف کی دشوار گزار گھاٹیون میں سعی مردانہ کے ساتھ چلنے کا اتفاق ہوا ہی۔ اس تالیف سے میرا مقصود والیان اودھ کی عیب جوئی نہین ہی۔ بلکہ بخیال ہمدردی موجودہ طبقہ رؤسا کو عبرت دلانا ہی۔ تاکہ وہ متنبہ ہوکر اپنے ماتحت و محکوم رعایا کی حالت کے ہر طرح انصاف کے ساتھ خبرگیران رہکر لطف زندگی و سلطنت اوٹھائین۔ اور خواص و عوام کو اپنے عدل کا معترف بنائین۔ اور اہل ملک جو بحیثیت انسانی بلاخیال مذہب و ملت میرے بھائی ہین۔ میری اس ناچیز

تحریر کے ذریعے آرام و آسایش پاکر مجھکو میری محنت و جانفشانی کی داد دین اور دنیائے فانی مین میرے بعد علم دوست اصحاب مین یادگار کا وسیلہ ہو۔

غرض نقشیست کز ما باز ماند — کہ ہستی را نمے بینم بقائے

مگر صاحبدلے روزی برحمت — کند در حق این مسکین دعائے

جس قوم مین کہ سلسلہ تاریخ نہین ہی وہ ہرچند اپنے منہ میان مٹھو ہے لیکن وہ اپنی اسلاف کا کوئی کارنامہ پبلک کے مواجہہ مین پیش نہین کرسکتی جو اوسکی اصلی عزت اور واقعی افتخار کا ذریعہ ہو فن تاریخ نے انسان کی محدود زندگی کو اس استحکام کے ساتھ غیر محدود و وسیع کردیا ہے جس کا بیان امکان سے باہر ہے۔ بیشتر قصہ اور کہانیان ہر ملک مین نامی نامی اشخاص مقتدر کی نسبت منسوب ہوکر شہرت پذیر ہین لیکن اونکی سچائی کا معیار بھی تاریخ ہی ہے اگر تاریخی صفحات مین اونکا پتہ ہے تو واقعی اور اصلی ہین نہین تو بوستان خیال اور طلسم ہوشربا کے مرتبے سے زیادہ اونکا اعتبار نہین ہی۔

میری راست بیانی کا سب سے زیادہ ثبوت اس کتاب کے صفحوں مین ناظرین بعض شاہان اودھ کی شاعری کی وساطت سے ملیگا جو اپنے عہد حکومت و زندگی مین اونھون نے خود تصنیف فرماکر واقعات واقعی یا سرگذشت کا اظہار کیا ہی۔ ناظرین کتاب کو طبقہ وزرا کی کور نمکی با نمک حلالی کا بھی حیرت بخش مرقع نظر آئے گا جنھون نے وہ رویہ اختیار کیا تھا کہ اوس سے پایا جاتا ہے کہ وہ نہین چاہتے تھے کہ سلطنت اودھ کو قوت حاصل ہو ملک خیر و برکت کا قدم ڈالے اور اہل اودھ ترقی و عروج پائین جسکی بناپر بربادی و تباہی سلطنت کے آثار پیدا ہوتے۔ ہم یہ بات یون ہی بے سوچے سمجھے نہین کہتے بلکہ اس پر سیکڑون دلایل موجود ہین یہ واقعات والیان ملک کی خاص توجہ کے قابل ہین کیونکہ وہ اس کسوٹی پر اپنے موجودہ ماتحت کارکنون کی عقیدت مندی و خود مطلبی کو کسکر آخر نتیجہ نیک و بد کو بخوبی معلوم کرسکینگے۔ ہم سمجھتے ہین کہ انگریز خود ہر ایک ایسے لکھنؤ کے اہلکار کی حقارت کرتے تھے

جو اونکی خاطر سے یا اپنے ذاتی اغراض کیوجہ سے سلطنت مین ضعف پیدا ہونے کے سامان
مہیا کرتا تھا کیونکہ وہ اگرچہ پسند کرتے ہین کہ لوگ اونکے لئے اپنے وطنون کی نمک حرامی کرین -
مگر وہ نمک حرامون کو پیار نہین کرتے اور گو وہ مقابل او ٹھ کھڑے ہونے والون اور اپنے
ملک کی مداہنت کرنے والون کو نفرت سے دیکھتے ہین - مگر اس مین شک نہین کہ وہ محبان وطن
کو خواہ وہ کہان ہی کیون نہون تعظیم اور اعزاز کی نگاہ سے دیکھتے ہین - اب مین اس مطلب کو ختم کرکے
یہ ہدیہ محقر یعنی **کتاب تاریخ اودھ** اہل ملک کی نذر کرتا ہون - خدا کرے کہ خلعت
قبولیت عام سے ممتاز ہو -

نام اون کتابونکے جن سے اس تاریخ کی تالیف مین مدد لی گئی ہے

عماد السعادت - ذہبہ نامہ - خزانۂ عامرہ - منتخب اللباب - مرآت واردات محمد شفیع - ماثر الامرا
تنقیح الاخبار فی آثار الادوار - تاریخ احوال سلاطین متاخرین ہند - مرآت جہان نما مولفہ محمد بن شفیع
سیر المتاخرین - تاریخ مالوہ مولفہ سید کریم علی - جہان کشای نادری - درہ نادرہ - عالم شاہی ف
تاریخ مظفری - آئین اکبری - فراست نامہ جلد نمبر ۳ - جامع التواریخ - جام جہان نما -
مولفہ مولوی قدرت اللہ شوق - عزیز القلوب - گیان پرکاش - تاریخ فرخ آباد - مولفہ آرون
صاحب - مرآت آفتاب نما - دریاے لطافت - ملخص التواریخ - تکملہ ذکر ملوک - فرح بخش
تاریخ ہندوستان - مولفہ الفنسٹن صاحب - وقایع راجپوتانہ - روہیلکھنڈ گزیٹر - سفر نامہ
بنگڈھ - از انندرام مخلص - چارگلشن محمد شاہی - آثار الصنادید - منتخب التواریخ - مفتاح التواریخ

ف بابر کے عہد سے سنہ ۱۲۰۹ ہجری تک کے حالات کہ شاہ عالم ثانی کا عہد تھا جمع کرکے اوسکا نام تاریخ عالم شاہی رکھا ہے - ۱۲

مرآت احمدی - شاہجہان نامہ - گلستان رحمت - گل رحمت - جلد دوم عہد نامجات - تاریخ ہند مولفہ ذکاء اللہ صاحب جارج نامہ - منتخب العلوم - اخبار حسن - بوستان اودھ - ہملٹن کی تاریخ - انتخاب یادگار - تاریخ فرخ آباد مولفہ مولوی سید ولی اللہ - تذکرۃ حکومت المسلمین - انشائے فیض بخش تاریخ اودھ مولفہ گورسہای ولد لالہ بیجی پرشاد ابن دینا ناتھ قانونگوئے شاہ آباد - قنوج جسکو ۱۲۳۴ھ ہجری ابن غازی الدین حیدر کی جلوس تک لکھا ہے - لینبرج کی تاریخ محتشم خانی منشی صاحب کی تاریخ - طلسم ہند - آصف نامہ مثنوی معظم - دُر منظوم - سوانح محمد عباس خان - آبحیات - ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان - کلیات سودا - کلیات مصحفی - وقایع دلپذیر جو مناجان کے حالات میں ہے - صبح صادق - تالیفات واجد علیشاہ - تذکرۃ السلاطین جغتائی حبیب السیر - روضۃ الصفا - انڈین میوزیم کے اندر رکھے ہوئے سکوں کی فہرست - طبقات الشعرا - حسین شاہی - مل کی تاریخ - تاریخ ہندوستان جیمس گرینٹ - شاہنواز خانی شاہ عالم نامہ - مساکن فلسفی - سیر طالبی - وقایع عالم شاہی - مرات التاریخ - تاریخ بھوپال

برہان الملک نواب سعادت خان کا نسب نامہ

میر محمد امین - ابن میر محمد نصیر - ابن میر محمد امین - ابن میر محمد جعفر - ابن قاضی میر شمس الدین شہید ابن سید محمد - ابن سید غیاث الدین محمد - ابن سید علی[۱] - ابن سید سراج الدین علی - ابن سید اسحاق - ابن سید محمد ابن سید یحییٰ - ابن سید غیاث الدین - ابن سید محمد ثانی[۲] - ابن سید موسیٰ - ابن سید قاسم - ابن سید علی ثانی - ابن سید جعفر - ابن سید حسین المقدم[۳] ابن سید عبدالحی - ابن سید عمر - ابن سید ارقم - ابن سید عبدالقادر - ابن سید تاج الدین - ابن سید فخر الدین[۴] ابن سید زید[۵] - ابن موسیٰ کاظم علیہ السلام (۲۷)

---

[۱] یہ نام قیصر التواریخ کی پہلی جلد میں نہیں وزیر نامہ میں ہے ۱۲ [۲] وزیر نامہ میں یہ نام ہے اور قیصر التواریخ میں نہیں ۱۲ [۳] موافق نسخہ وزیر نامہ اور قیصر التواریخ میں لفظ زاہد یا شہید لکھا ہے اور فخر الدین اور زاہد میں سید علی کا واسطہ ہے ۱۲ [۴] حسین المخدوم تحفۃ التواریخ لکھا ہے - وزیر نامے اور عماد السعادت میں حسین المقدم ہے ۱۲ [۵] موافق نسخہ وزیر نامہ اور قیصر التواریخ میں محی الدین ہے ۱۲

برہان الملک کے خاندان کا حال اور اونکے ہندوستان مین آنے کا بیان

قاضی سید شمس الدین نجف اشرف مین رہتے تھے۔ صاحب علم تھے شاہ اسمٰعیل صفوی نے اونھین بلاکر قاضی القضاۃ بنایا۔ اور نیشاپور مین بہت سی جاگیر عطا کی۔ سید شمس الدین کے کئی بیٹے تھے۔ سب سے بڑے بیٹے کا نام سید محمد جعفر تھا محمد جعفر کے دو بیٹے تھے۔ ایک سید محمد امین دوسرے سید محمد سید محمد امین کے ایک بی بی سے دو بیٹے تھے میر محمد نصیر۔ اور میر محمد یوسف جیسا کہ عماد السعادت مین مذکور ہی۔ اور تاریخ اودھ معروف بہ قیصر التواریخ کی پہلی جلد مین میر محمد نصیر اور میر محمد یوسف کو چچا زاد بھائی بتایا ہے۔ یہ دونون بھائی شاہ عباس ثانی کے عہد مین تھے۔ بادشاہان ایران کا قاعدہ تھا کہ سفر او رشکار مین کئی شخص بادشاہ کی سواری کے آگے آگے چلتے تھے۔ اور سارا لشکر پیچھے ہوتا تھا۔ اتفاقاً ایکدن جنگل مین بادشاہ کی سواری چلی جاتی تھی۔ ایک شیر نے نکلکر بادشاہ پر حملہ کیا اور گھوڑے سے گرادیا۔ میر محمد یوسف گھوڑا دوڑاکے کود پڑے اور شیر کو مشت قبض سے مار ڈالا۔ بادشاہ چونکہ زرہ پہنے ہوے تھے اسواسطے کوئی صدمہ نہ پہنچا بادشاہ نے ایسے کار نمایان کے صلے مین چاہا کہ اونھین اپنا وزیر کرین۔ میر محمد یوسف نے عرض کیا کہ مین سپاہی ہون مجھے سیاست ہو سکتی اور بے سکے انتظام سلطنت غیر ممکن ہی۔ اس لئے مین اس عہدے سے معافی چاہتا ہون مگر میری یہ آرزو ہی کہ میر محمد نصیر میرا بھائی ابھی تک کتخدا نہین ہوا ہی اوس کا بیاہ رضا قلی بیگ وزیر کی بیٹی سے کرادیا جاوے وزیر قوم قزلباش سے تھا۔ بادشاہ نے وزیر سے فرمایا کہ میر محمد نصیر میرا بیٹا ہے اوس کو مینے تیری بیٹی سے کتخدا کیا تاکہ ہمارے اور تیرے درمیان قرابت قایم ہو جاوے وزیر نے اس شرط سے اس رشتہ داری کو قبول کیا کہ اگر داماد کے

بیٹی پیدا ہو تو وہ میری قوم کے آدمی سے منسوب ہو - اور یہ رسم ہمیشہ قایم رہی - بادشاہ نے
قبول کیا - اور میر محمد یوسف کو نیشاپور مین بہت سی جاگیر عطا کی - میر محمد نصیر سے دو بیٹے
اور دو بیٹیان پیدا ہوئین - بڑے بیٹے کا نام میر محمد باقر چھوٹے کا نام میر محمد امین تھا میر محمد امین اپنی
ایک بہن سے عمر مین بڑے اور ایک بہن سے چھوٹے تھے - جب میر محمد نصیر کی اولاد جوان
ہوئی اونکی بی بی نے اپنے شوہر سے کہا کہ محمد قلی خان بیگ میری مان کا بھتیجا نسل بادشاہان
ترکمان یعنی مرزا قرا یوسف سے ہے اوسکے بڑے بیٹے جعفر خان بیگ کے ساتھ اپنی بڑی بیٹی کی
شادی کر دو - اور اپنے اوس وعدے کو وفا کرو جو میرے والد سے کیا تھا اونہون نے جواب دیا
کہ مین اس شرط سے اپنی بیٹی جعفر خان بیگ خلف محمد قلی خان بیگ کو دے سکتا ہون
کہ محمد قلی خان بیگ اپنی بیٹی میرے بڑے بیٹے **میر محمد باقر** سے منسوب کر دے محمد قلی خان بیگ نے
یہ شرط منظور کر لی اور دونون شادیان ہوگئین - جعفر خان بیگ کے نطفے سے دو بیٹے اس لڑکی
کے پیدا ہوے بڑے بیٹے کا نام مرزا محسن اور چھوٹے کا نام مرزا نعیم تھا - میر محمد نصیر نے
اپنی چھوٹی بیٹی کو میر محمد شاہ میر پسر میر محمد یوسف کے ساتھ منعقد کیا - اس لڑکی کے میر محمد شاہ
میر سے دو بیٹیان اور دو بیٹے پیدا ہوے - بڑے بیٹے کا نام مرزا محمد یوسف اور چھوٹے کا
نصیر الدین حیدر خان بیگ تھا - اور میر نصیر نے اپنے چھوٹے بیٹے **میر محمد امین** کی
شادی میر محمد یوسف کی بیٹی کے ساتھ کی میر محمد یوسف کے املاک بہت تھین اسوجہ سے
میر محمد امین کو خانہ داماد کیا -

گور ہسلے نے تاریخ اودھ مین لکھا ہے کہ ۱۱۸ہجری عہد بہادر شاہ بن اورنگ زیب
عالمگیر مین میر محمد نصیر نے ہندوستان کا قصد کیا اونکے بڑے بیٹے میر محمد باقر ہمراہ تھے - یہ سفر
جہاز کی سواری مین کیا - بنگالہ مین جہاز پہنچا - میر محمد نصیر نے عظیم آباد مین سکونت اختیار
کرلی - شجاع الدولہ ناظم بنگالہ اونکی خبر اور پرورش رکھنے لگا - میر محمد نصیر کے بیٹے محمد باقر کا
اس عرصے مین ازدواج ہوا اور اونکی ایک بیٹا پیدا ہوا - جو اپنے چچا نواب برہان الملک کے

۱۵ دیکھو عماد السعادت و وزیر نامہ ۱۲

عہد مین **شیر جنگ** کے خطاب سے مشہور ہوا۔ اور محمد شاہ کے عہد مین صفدر جنگ کیطرفسے کشمیر کا صوبہ دار ہوا۔ تہوڑے دنون کے بعد میر محمد نصیر فوت ہوگئے۔ میر محمد امین اونکے بیٹے جو ابھی تک وطن ہی مین تھے اونکو بی بی نے ایکدن کسی بات پر طعنہ دیا۔ صاحب غیرت تھے ۱۱۳۰ ہجری مین وطن کو چھوڑکر ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ عظیم آباد پہونچے تو معلوم ہوا کہ اونکے والد مرگئے ہین۔ بعض یہ کہتے ہین کہ میر محمد امین نے نیشاپور مین کچھ ٹھیکہ لیا تھا۔ خسارہ ہوا۔ میرزا یوسف کی ماں نے زیور فروخت کرکے اوس روپیہ کو ادا کردیا۔ میر محمد امین اس خجالت اور غیرت کی وجہ سے ہندوستان مین چلے آئے بہادر شاہ کا عہد تہا[1] بہرصورت میر محمد امین اور میر محمد باقر عظیم آباد سے دہلی چلے گئے۔ بعضے یہ کہتے ہین کہ میر محمد امین کے ہندوستان مین آجانے اور صاحب منصب ورتبہ ہوجانے کے بعد میر محمد باقر ہندوستان کو آتے اور راہ مین قندہار کے قریب اپنا نکاح کیا اوس زوجہ سے ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام نثار محمد رکہا جب ہندوستان مین پہونچے تو فرخ سیر کی ملازمت حاصل کی اور سیادت خان خطاب ملا۔ اور نثار محمد کو محمد شاہ نے خطاب نواب شیر جنگ دیا تہا۔ میر محمد امین المخاطب بہ سعادت خان برہان الملک کے ایک بیٹا اور پانچ بیٹیان ہوئین جنکی تفصیل اونکی سوانح عمری کے آخر مین بیان کیجائیگی۔

میر محمد امین کا دہلی پہنچکر شاہزادونکی جاگیرون کا اجارہ لینا اور معاملہ ایسی خوش وہندی سے رکہنا کہ جسکی وجہ سے رفتہ رفتہ بادشاہی منصب دار ہوجانا اور ہنڈون بیانہ کی فوجداری پانا۔ اور صوبہ دار اکبرآباد کی بیٹی کے ساتھ عقد نکاح کرنا

[1] دیکھو خزانہ عامرہ ۱۲

میر محمد امین نے دہلی مین پہنچکر ایک عمدہ حاکم کی رفاقت اختیار کی اور بعض جگہونکی حکومت بھی اوسکی وجہ سے پائی تھوڑے دنونکے بعد نواب سر بلند خان صوبہ گجرات سے تعارف ہوگیا اور اوس نے اپنی سرکار مین میر منزل کا عہدہ دیا ایک بار نواب کے خیمے ایک نیچی زمین مین کھڑے ہوگئے تھے ۔ شب کو بارش ہوئی نواب کے رہنے کے تمام خیمے مین پانی بھر گیا نواب بہت بیچین رہا اور رتھہ مین بیٹھا رہا ۔ صبح کو میر محمد امین کو اپنے سامنے بلا کر نواب اونپر خفا ہوا اور کہا تمھارے دماغ سے بو یعنی ہزاری پائی جاتی ہے اپنے فرض منصبی پر کم اعتنا کرتے ہو ۔ میر محمد امین کو یہ لفظ ناگوار گذرے اور اونکی نوکری سے استعفا دیدیا ۔ دوسرے دن سر بلند خان نے میر محمد امین کو بلا کر معذرت کی ۔ مگر اونھون نے نہ مانا ۔ اور دلی چلے آئے ۔ اور شاہزادونکی جاگیر کا ٹھیکہ لیا ۔ جو محاصل اس صیغہ متاجری سے حاصل ہوتا اوس مین سے بھی چہارم بنظر رسوخ شاہزادون کو دیا کرتے تھے ۔ جب انکی دیانت اور امانت اور کارگذاری کی شہرت ہوئی تو شاہزادونکے ذریعے سے بادشاہ کی حضوری تک نوبت پہونچی منتخب اللباب اور مآثر الامرا مین ذکر ہے کہ میر محمد امین ابتدا مین منصب ہزاری پر فائز ہوئے اور فرخ سیر کے رفقا مین داخل ہوئے ۔ مرآت واردات مین لکھا ہے کہ ایسا منصب والا شاہی کہلاتا ہے جو بادشاہزادگی کے دنون مین زمانہ سلطنت و سریر آرائی سے قبل کسی کو دیا جائے فرخ سیر نے بھی ایسی ہی حالت مین میر محمد امین کو ہزاری منصب دیا تھا ۔ جب فرخ سیر تخت نشین ہوا تو محمد جعفر المخاطب بہ تقرب خان خانسامان کو ابتدای جلوس فرخ سیری مین کرور گیری[۵۱] گنج کی خدمت بھی مفوض ہوئی تو اوسکی نیابت مین میر محمد امین مقرر ہوئے ۔ محمد امین نے راے رتن چند دیوان اعظم قطب الملک عبد اللہ خان سے محبت اور دوستی پیدا کرلی ۔ اوسنے سنہ ۱۱۲۸ ہجری مین ہندون بیانہ متعلق صوبہ اکبر آباد کی فوجداری کی سند دلادی

[۵۱] کرور گیری محاصلات پر ممد ۔ ساتوان ۔ ۱۲

اس علاقے کی آمدنی اٹھارہ لاکھ روپئے سالانہ تھی محمد امین نے اس علاقے کا بڑی عمدگی
سے انتظام کیا۔ مفسدونکو خوب سزا دین اور نام پایا اس وجہ سے منصب مین بھی افزدی
کا اضافہ ہوا۔ اور سید حسین علیخان اور عبداللہ خان انکی بہت عزت کرنے اور کارگذار آدمی
سمجھنے لگے اونہین دنون نواب محمد تقی خان صوبہ دار اکبرآباد کی بیٹی سے شادی کی۔ لیکن
اس شادی سے قبل سید طالب محمد خان آصف جاہی کی بیٹی اونکے نکاح مین تھی بلکہ
اس نکاح سے بھی قبل ایک شریف خاندانی آدمی کی بیٹی سے جس خاندان سے اشرف علیخان
تھے عقد ہوچکا تھا لیکن بیاہ کے بعد ہی یہ عورت لاولد مرچکی تھی۔ میر محمد امین کی بیٹی جو
شجاع الدولہ کی والدہ اور صفدر جنگ کی بی بی ہی بیاہنے مین اپنے والد کے ہمراہ تھی
اور اس وقت اوسکی عمر پانچ یا اس ہی کچھہ زیادہ برس ہوگی تھی۔

میر محمد امین کا نواب حسین علی خان امیر الامرا قطب الملک کے قتل کی سازش مین شریک ہوکر اوسکو مرڈالنا

حسین علیخان کا بڑا بھائی عبداللہ خان جو فرخ سیر شہنشاہ ہندوستان کا وزیر اعظم تھا لائق
فائق آدمی تھا مگر عیاش اور کاہل بھی تھا اور یہی باعث تہا کا وسکی وزارت کا کام اوس کے
نائب رتن چند نام ایک ہندو کی سعی و اہتمام پر موقوف تھا جسکی سخت تدبیرون اور خود مختاری
کے طور ونکی بدولت انتظام اوس کا عام پسند نہ تھا غرضکہ نائب کی بدکرداری اور رعیب کی
غفلت شعاری سے فرخ سیر کو یہ جرات حاصل ہوئی کہ وہ اپنی پوری خودمختاری کی تدبیر سوچنے
لگے۔ اوراونکی اس ارادے کی جا بجا ہوائیان اوڑین کہ وہ اپنے وزیر کو پھانسنا چاہتے ہین
عبداللہ خان نے اپنے خلاف سازشون سے خوف کہا کر اپنے بھائی حسین علیخان کو جسنے
حزم و احتیاط کی ضرورت سے بادشاہی آوردون کو حکومت سے خارج کرکے ساری فوجون
کو اپنا جان نثار بنا رکھا تھا خاندیس سے بلایا۔ مہاراجہ جے سنگھہ نے بادشاہ کو اسبات پر

بہت سا برانگیختہ کیا کہ اب تہوڑا سا عرصہ باقی رہگیا ہے اگر کوئی معقول تدبیرین برے
تو جلد عمل مین لائین اور ہرگز کاہلی نہ برتین - مگر وہ بادشاہ ایسے بودے تھے کہ راجہ کی ترغیب
وتحریص سے ایسی شجاعت پر بھی آمادہ ہوئے جو بقول شخصے مرتا کیا نہین کرتا مایوسی کے
وقت اول کمزور شور اپنا دکہاتی ہے - غرضنکہ حسین علیخان دلی مین داخل ہوا اب بادشاہ بڑی
ذلت سے اپنے دشمنونکی اطاعت پر مائل ہوئے اگرچہ حسین علیخان شہر کے باہر فوج لئے پڑا تہا
مگر عبد اللہ خان کے پہرہ دنکی شہر مین آنے کی اجازت حاصل ہوئی - اور اب یہ نوبت پہونچی کہ
بادشاہ کی قسمت کا فیصلہ دونون بہائیون کی صلاح و مرضی پر موقوف رہا - مگر باوصف اسکے
بعض بعض امیر بادشاہ کے خیرخواہ اپنی ملازمون اور رفیقون کو ہمراہ اپنے لیکر بادشاہ کی امداد
واعانت کی غرض سے آئے مگر حسین علیخان نے شہر مین داخل ہوکر بادشاہ کو زندہ چھوڑنا
اپنی سلامتی کے لحاظ سے مناسب نہ سمجھا اور بادشاہ کو جو حقیقت مین بادشاہ کا سایہ تہا محل سرا
سے پکڑ لائے جہان جان اپنی بچانے بیٹھے تھے اور ماہ فروری ۱۷۱۹ء مطابق ربیع الثانی
۱۱۳۱ھ ہجری مین اونکو خفیہ خفیہ مروا ڈالا جب فرخ سیر سے تخت خالی رہا سیدون نے
بادشاہی خاندان کے ایک نوجوان کو رفیع الدرجات کے خطاب سے تخت نشین کیا - مگر یہ بادشاہ
سل کی بیماری سے تین مہینے کے بعد مر گیا - اور بعد اوسکے ایک اور جوان کو رفیع الدولہ کے
خطاب سے سنہ مذکور مین تخت پر بٹھایا - مگر اوسکی عمر نے بھی وفا نہ کی - چنانچہ وہ بھی تین مہینے
سے کم عرصے مین جہان فانی سے گذرا - اگرچہ اوسکے مرنے سے سیدون کو تہوڑا بہت تردد
لاحق ہوا - مگر بعد اوسکے ایک نہایت قوی آدمی کو جانشین اوس کا کیا - یہ جوان آدمی روشن اختر تہا
جسکا حال اپنی پہلی حالت مین عام لوگون کی حالت سے بہتر تھا یعنی وہ کسی زیور کمال سے
آراستہ نہتہا - ماہ ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ ہجری مطابق ماہ ستمبر ۱۷۱۹ء مین یہ شہزادہ محمد شاہ کے
خطاب سے تخت پر بیٹھا - محمد شاہ نے اپنی مان کے سکہلانے پڑہانے سے سیدون سے
علانیہ بگاڑ نہ کیا تھا نہایت حزم اور احتیاط اس معاملے مین برتتے تھے اور بڑی صبر

اور تحمل سے ایسی صورتون کے منتظر تھے جو اونکی استحقاق حکومت کے ممد و معاون اور
دعوے سلطنت کے موافق اور مناسب ہووین اور نہایت مخفی طور پر ایسی باتونکو سوچتے تھے
جنکے ذریعہ سے اونکو بہت جلد آزادی حاصل ہووے اور اس بڑی خوفناک ارادے مین صلاح کار
اون کا وہ محمد امین خان تھا جسنے فرخ سیر سے جب کنارہ کیا تھا کہ اون کو زبان کا کچا اور
خاص اپنے معاملے مین پیٹ کا ہلکا پایا تھا - اگرچہ سیدون کے زور و قوت اور غرور و نخوت سے
محمد امین خان کمال متنفر تھا مگر کام ناکام اُسنے زمانہ سازی کی راہ سے موافقت پیدا کی تھی
محمد امین خان چین بہادر محمد شاہ سے ترکی زبان مین بات چیت کرتا تھا - اگرچہ سیدونکی رشتہ دار
اور آوردے بادشاہ کو گھیرے رہتے تھے - مگر بات چیت اونکی چلی جاتی تھی - اور جبکہ اُنکے
آپسمین اشارے کنایے ہونے لگے تو اونکی بدولت خفیہ خط و کتابت کا رستہ کھلا -
اور رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہنچی کہ ایک گروہ قایم ہوگیا جسمین پسر محمد امین معروف بخانہ زمان
ابن میر محمد نصیر کو دوسرا درجہ حاصل تھا اگرچہ یہ سازش ہزارون پردون مین کی گئی - مگر سیدونکو
دلونپر بڑے بڑے خیال گذرنے لگے جبکہ آصف جاہ کی بغاوت فرو کرنے کے لئے دکن کو
جانے کا کام سیدون پر آپڑا تو اونہون نے بادشاہ کو قابو مین رکہنے کے لئے یہ بات قرار دی کہ
حسین علی خان بادشاہ اور بعض مشتبہ امیرون سمیت دکن کو روانہ ہوا اور عبد اللہ خان دلی مین
موجود رہے اور بادشاہ کے مضار و منافع کی نگرانی رکھے دونون بھائی بہت سے غور و خوض
کے بعد آگرے سے روانہ ہوئے - چنانچہ حسین علیخان نے دکن کو اور عبد اللہ خان نے دلی
کو باگ اوٹھائی اور سازش کرنے والون نے دونون کی جدائی سے قیاس کیا کہ مراد
پوری ہونے کا موقع ہاتھ آیا - چنانچہ حسین علیخان کا قتل تجویز ہوا - تاریخ سلاطین متاخرین
ہند اور ماثر الامرا مین لکھا ہے کہ جب نواح اکبر آباد مین محمد شاہ کا لشکر پہنچا تو سعادت خان
برہان الملک ہندون بیانہ سے بہاری جمعیت کے ساتھ اپنے بعض مطالب کے سرانجام کی
غرض سے آکر شامل ہوئے - عماد السعادت مین اونکی فوج کی تعداد چودہ ہزار پیادہ و

سوار تیار ہی ہے۔ بادشاہ نے سعادت خان کی تھوڑی سپاہ کے ساتھ آنے کو غنیمت جانا۔ اسی
کتاب مین یہ بھی لکھا ہی کہ نواب حیدر قلیخان میر آتش نے بادشاہ سے اونکی بہت تعریف
کی بادشاہ تو ایسے جرار شخص کے دیسے خواہان تھے کہ وہ سپاہ اپنا کا استعمال کرے
نواب حیدر قلیخان نے اپنی فرزندی کے ساتھ میر محمد امین کو عزت بخشی اور بادشاہ نے حیدر قلیخان
کی سفارش سے اونکو سعادت خان بہادر کا خطاب[٥١] اور اونکے بڑے بھائی کو جنکا انتقال ۱۱۳۱
ہجری مین ہوا - سیادت خان کا خطاب عطا کیا اور مآثر الامرا مین لکھا ہی کہ مرزا مقیم کے باپ کو
سیادت خان کا خطاب دیا تھا جو سعادت خان کے بہنوئی تھے - منتخب اللباب مین مذکور ہی
کہ سعادت خان نے محمد امین خان اعتماد الدولہ سے بہت دوستی پیدا کرلی یہانتک کہ اوسکے
ہمراز اور شریک مہمات ہوگئے - سعادت خان کے دلمین ہمیشہ فرخ سیر کے خون ناحق کا بغض
جوش مارتا تھا - اونہون نے میر حیدر خان کاشغری کو جو اون کا رفیق تھا حسین علیخان کے قتل
کے لیے آمادہ کیا اور یہ راز ان تینون شخصون نے یہانتک مخفی رکھا کہ بادشاہ اور قمر الدینخان
پسر اعتماد الدولہ محمد امین خان تک کو واقف نہونے دیا البتہ دو عورتین آگاہ تھین ایک بادشاہ
کی والدہ - دوسرے صدر النساء جو عبداللہ خان کی وجہ سے عزت و ترقی حاصل ہوئی تھی - مگر
سیر طالبی سے جس کو عالم شاہی بھی کہتے ہین ثابت ہوتا ہی کہ بادشاہ بھی اس مشورے مین شریک
تھے اور اونہون نے میر حیدر سے کہا تھا کہ اگر تو نے حسین علی خان کو مار ڈالا اور خود زندہ رہا
تو ہفت ہزاری منصب پر پہنچاونگا - اور اگر تو مارا گیا تو تیری اولاد کے ساتھ بڑا سلوک
کرونگا - چہارشنبہ ٥ ذی حجہ ۱۱۳۲ ہجری کو فتحپور سے ۳۵ کوس پر مقام تورہ مین بادشاہ
کا قیام ہوا - امیر الامرا حسین علی خان خیمہ سلطانی سے نکلکر اپنے لشکر کو عازم ہوا - اوسوقت

---

[٥١] تاریخ سلاطین متاخرین ہند اور مآثر الامرا سے ثابت ہے کہ سعادت خان اور بہادر کا خطاب
اونہین حسین علیخان کے واقعہ کے بعد ملا تھا ۱۲

میر حیدر نے ایک عرضی محمد امین خان حسین بہادر کی شکایت مین لکھی اور امیر الامرا کو دینے کے لئے چلا۔ امیر الامرا جہالردار پالکی مین سوار گلال باڑی کے پاس پہنچا تھا کہ میر حیدر خان نے نواب کو عرضی دکہائی وہ پڑہنے لگا۔ میر حیدر نے دفعتہً اوسکی پیٹ مین چھرا مار کر کام تمام کردیا نواب کی پھوپی کے بیٹے نور اللہ خان پسر سد اللہ خان نے قاتل کو بھی مارڈالا جب امیر الامرا مر گیا تو مغلون نے اوس کا سر کاٹ لیا اور بادشاہ کے پاس لیگئے اس قوی وزیر کے مرنے سے اوسکی فوج مین ہل چل پڑ گئی اور اوسکے رشتہ دارون اور رفیقون اور سازش کرنے والون اور اونکی رفیقون مین بڑا جھگڑا قایم ہوا۔ ادرغیرت خان امیر الامرا کے بھانجے نے دو تین ہزار سوارون کو ساتھ لیکر بادشاہ سے مقابلے کا ارادہ کیا۔ سعادتخان حیدر قلیخان کے ہمراہ اعتماد الدولہ محمد امین خان حسین بہادر کے فرمانے سے بیباکانہ حرم سرائے بادشاہی کے دروازے پر جسمین بادشاہ تشریف رکھتے تھے ایسے وقت مین پہنچ گئے کہ حسین علیخان کے جان نثار بادشاہ کے قتل پر آمادہ تھے اسوقت بادشاہ کی ماں باہر نکلنے سے بادشاہ کو روک رہی تھی کہ سعادت خان دشمنون کو صاف کرکے امیر الامرا کا سر ہاتھ مین لئے ہوئے چند ایرانی مغلون کو ساتھ لیکر اور شال منہ پر ڈالکر زنانے مین گھس گئے اور بڑی منت و خوشامد کرکے بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر باہر لائے اور اونکو اسپر آمادہ کیا کہ وہ اپنے خیرخواہونکی سرداری اختیار کرکے سیدون سے علانیہ جنگ کرین۔ اعتماد الدولہ نے بادشاہ کو ہاتھی پر بٹھایا اور خود خواصی مین بیٹھا بادشاہ کے ساتھ اسوقت بہت کم آدمی جمع ہوسکے تاہم حیدر قلی خان نے توپخانے کے سپاہیون کو مستعد کرکے ہراول مین رکھا اور غیرت خان پر گولہ باری شروع کی۔ قمر الدین خان اور سعادت خان اوسکی مدد کو پہونچے اور یہ بھی لڑنے لگے۔ اس عرصے مین امیر الامرا کا تمام لشکر لٹ گیا اور غیرت خان بھی مارا گیا۔ اور سعادت خان غیرت خان کے لشکر کی لوٹ سے سرمایہ دار بن گئے[۵۱] سیدون کا

---

[۵۱] دیکھو تنقیح الاخبار ۱۲

گروہ میدان سے بھاگ نکلا اور بہت سے سیدون نے نوبت کے اوس حصے سمیت جو کسی فریق کا ممد و معاون نہوا تھا بادشاہ کی طاعت اختیار کی ۔ سعادت خان نے رفقای حسین علی خان کی شورش کے دفعہ کرنے مین بڑی کوشش سے حملے کئے تھے اور اونکی بیخ کنی کی تھی اس جلدوی مین اون کا منصب پنجہزاری ذات تک پہنچ گیا۔ اس مین اصلی منصب اور اضافہ دونون شامل تھے ۔ اور پانچہزار سوار اور بہادری کا خطاب اور علم اور نقارے سے ترقی پائی ؁ محمد شاہ نے محمد امین خان چین بہادر کو اپنا وزیر بنایا اور صمصام الدولہ کو میر بخشی کیا اور قمرالدین خان کو بخشی دوم کیا اور حیدر قلی خان کو ہفت ہزاری منصب اور ششش ہزار سوار دو اسپہ دیکر دہلی کو کوچ کیا - محمد ہادی موسوم بہ کاموخان نے تذکرۃ السلاطین چغتائی مین یون بیان کیا ہے کہ دہلی کے راستے مین جب بادشاہ کا مقام موضع گوپال پور کے قریب ہوا تو اس جگہ ۱۳ ذیحجہ ۱۱۳۲ ہجری کو سعادت خان کو شش ہزاری منصب اور پانچہزار سوار اور صوبہ اکبر آباد کی حراست اور خلعت خاصہ اور اسپ و فیل اور علم و نقارہ بادشاہ نے عطا کیا تھا - اور مرآت جہان نما سے معلوم ہوتا ہے ۱۱۳۳ ہجری مین یہ صوبہ اونکی تفویض ہوا تھا ۔

میر محمد امین کا چودہ ہزار سپاہ کے ساتھ شریک ہو کر قطب الملک عبداللہ خان سے جنگ کرنا

عبداللہ خان ابتک دلی مین نہ پہنچا تھا کہ بھائی کی مناونی پہنچی اُسنے دلی مین رفیع القدر کے بڑے بیٹے ابراہیم کو جو مقید تھا ابو الفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم کے لقب سے بادشاہ بنایا ۔ اور اوسکے نام کی منادی کرائی ۔ اور اوسکی طرف سے لوگون کو مراتب عنایت کئے

؁ دیکھو مآثر الامرا و تاریخ سلاطین متاخرین ہند ۱۲

اور اپنی فوج لیکر آگرے کی جانب روانہ ہوا جاٹون کا سردار چورامن راہ مین آکر اونسے ملا اور بہت سی لوٹ ہوئے ہوئے سید بھی اون کے پاس آگئے جو بادشاہ کی اطاعت کی بعد اونکو چہوڑکر بہاگے تھے اور سعادت خان برہان الملک کو بھی جو ہنڈون بیانہ کے فوجدار تھے ایک خط بہیجا کیونکہ اونکی ترقی دولت کا باعث نواب عبداللہ خان کا دیوان راے رتنہ چند ہوا تھا۔ لیکن اونھون نے بغور وتامل حقوق سلطانی اور اپنی دنیاوی نیکنامی کو مقدم سمجہا اور چودہ ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت کے ساتھ بادشاہ کے شریک ہی محمد شاہ کو اون چار ہزار سوارون کے بہیجنے سے تازہ مدد پہونچی جنکو جے سنگہہ راجہ نے اون کی امداد و اعانت کے لئے شتابی مین روانہ کیا تھا محمد خان بنگش بھی تین ہزار سپاہ کے ساتھ اور عزیز خان روہیلہ اور بایزید خان میواتی چار ہزار سپاہ کے ساتھ بادشاہ کی مدد کو آگئے۔ نوین محرم ۱۱۳۳ہجری کو بادشاہ کی فوج شاہ پوری سے گذر کر ٹہیری اور قطب الملک حسن پور مین بادشاہ کے لشکر سے تین کوس کے فاصلے پر آکر ٹھیرا۔ روز پنجشنبہ ۱۳ محرم ۱۱۳۳ ہجری کو عبداللہ خان نے فوج آراستہ کی اور سلطان محمد ابراہیم کے ساتھ غول مین آپ ٹہیرا اور خواجہ عبدالغنی ولد خواجہ عبدالرحیم کو محمد ابراہیم کی خواصی مین بٹھایا۔ اور نجم الدین علیخان و سیف الدین علیخان و شجاعت اللہ خان و عبدالنبی خان اور بہت سے سادات بارہ اور اپنی نوکر افغانون کو لشکر کا ہراول کیا اور بخشی الملک سید صلابت خان بہادر و غازی الدین خان بہادر غالب جنگ و لشکر اللہ خان و قلیچ محمد خان و نعمت اللہ خان و بیرام خان و امیر خان و جان محمد و حمید خان کو ہراول کی مدد کے لئے مقرر کیا اور سہامت خان و فتح محمد خان و کمل خان و تہور علیخان بارہ و راجہ محکم سنگہہ و عبدالقادر خان و حفیظ اللہ خان و مریفان و خداداد خان وغیرہ اپنی مددگارون کو یمین و یسار مین کھڑا کیا اور توپخانے کو ہراول کے آگے رکھا۔ بادشاہ کی طرف بھی مقابلے کی تیاری ہوئی اور جمعرات کو بادشاہ مقابلے کے لئے سوار ہوتے اعتماد الدولہ بہادر ظفر جنگ وزیر اعلے و قمر الدین خان بہادر و سیف اللہ خان بہادر وغیرہ

گذرداران وامین الدین خان میر توزک و معتمد الملک میر جملہ بہادر و عزیز خان بہادر چغتہ کو بادشاہ نے اپنے پاس قلب مین کھڑا کیا۔ حیدر قلیخان ناصر جنگ افسر توپخانہ ہراول مین متعین ہوا امیر الامرا خان دوران بہادر صمصام الدولہ منصور جنگ کو میمنہ پر کھڑا کیا۔ اور سید نصرت خان وثابت خان عرف جعفر بارہ اور دوسرے امرا اونکی رفاقت کو مقرر ہوئے اور محمد خان بنگش والی فرخ آباد دست راست پر متعین ہوا اور بخشی الملک ظفر خان بہادر رستم جنگ وراجہ راج بہادر راٹھور وراجہ گلیان سنگھ عبد دریہ جنداول یعنی عقب فوج کی حراست کے لیے مقرر ہوئے۔ مرات جہان نما سیر المتاخرین اور منتخب اللباب مین ثابت ہی کہ برہان الملک دست راست پر تھے۔ اور ماثر الامرا مین لکھا ہی کہ وہ اسوقت میسرہ کی جانب تھے ابھی کسیقدر رات کا اندھیرا باقی تھا کہ لڑائی شروع ہوئی نجم الدین علی خان برادر عبد اللہ خان نے دس بارہ ہزار سوار اور توپخانہ آتش بار کے ساتھ کنجان درختون کے سایے مین جا کر بادشاہی لشکر پر ایسی آگ برسائی کہ طائر خیال کے پر جلنے لگے۔ نامی بہادرون کے چہرونپر ہوائیان اوڑنے لگین۔ حیدر قلیخان اور صمصام الدولہ یہ حال دیکھکر نصرت خان اور ثابت خان وغیرہ کے ہراول پر آئے نجم الدین علیخان کے مورچے مین توپون کی شرائی سے آگ لگادی وہ مورچہ سیدون کے ہاتھ سے نکل گیا۔ جمعرات کا تمام دن لڑائی ہی مین بسر ہو کر جمعہ کی جسوقت تھوڑی رات گذری تو حیدر قلیخان نے توپخانہ بڑہانے کی کوشش کی۔ گولے مارتے ہوئے قدم بڑہایا۔ جہان کھڑا تھا وہانسے آہستہ آہستہ آگے کو بڑہا۔ عبد اللہ خان کی فوج پر گولے برستے رہی اکثر بہادر مجروح و مقتول ہوئے۔ اور اوس کے اکثر ہاتھی نشینون نے بھاگنا شروع کیا جن کو گنواروں نے لوٹ لیا۔ پچھلی رات کو راجہ محکم سنگھ کی سواری کے ہاتھی کے گولہ لگا محکم سنگھ گھوڑے پر سوار ہو کر رن سی اس طرح باہر نکل گیا کہ دیر تک اوس کے مرنے جینے کی خبر معلوم نہوئی۔ ۱۴ محرم کو جمعہ کے دن عبد اللہ خان کے ساتھ ایک لاکھ سوارون میں سے صرف پندرہ سولہ ہزار

سوار باقی رہ گئے تھے جب سورج نکلا تو بادشاہ پسند ہاتھی پر محمد شاہ سوار ہوئے آٹھ تو پہر شب و روز بادشاہ بہ نفس نفیس میدان جنگ مین اپنے جان نثارون کے ساتھ موجود رہے تھے بادشاہ نے یورش کا حکم دیا نجم الدین علیخان اور دوسرے سادات بارہ نے جو بہاپتا کبیر قدم جرات آگے بڑہایا اور بادشاہی فوج پر ٹوٹ کر قیامت برپا کردی - حیدر قلیخان اور صمصام الدولہ نصرت یارخان نے سیدون کا مقابلہ کیا - دونون طرف سے تیر و تفنگ سے آگ برسنے لگی - ہتہیارون کے دل جلنے لگے ایسے وقت مین سعادت خان مدد کے لئے پہونچگئے - طرفین کے بہت سے آدمی کام آئے - نجم الدین علیخان بھی سخت مجروح ہوا عبداللہ خان اپنے بھائی پر وقت تنگ دیکھکر با تمام دلاورون کو ساتھ لیکر نجم الدین علیخان کی مدد کو بڑہا چورامن[۱] جاٹ نے بادشاہی لشکر کے عقب مین پہونچکر

---

[۱] سیر المتاخرین مین لکھا ہے چورامن جاٹ بدربدن سنگھ جد سورجمل مہندر سورجمل متھرا اور اکبرآباد کا بڑا زمیندار تھا و قلیع راجپوتانہ مین چورامن کی حالت یون بیان کی ہے موضع تھون پر جو اب پرگنہ نگر مین ہے راجہ رام پسر بھگونت ابن خان چند جاٹ قابض تھا - یہ شخص علاقہ تہانہ آو مین غارتگری کیا کرتا تھا سو جہ سے گرفتار ہوکر مارا گیا - اسکا بیٹا فتح سنگھ تھا مگر اوس مین اپنی قوم کے خوش رکھنے کی لیاقت تھی موضع سنسنی کے کل آدمیون نے جہان بدن سنگھ پدر سورجمل جاٹ حکمران تھا جمع ہوکر فتح سنگھ کو خارج کیا اور چورامن ابن برج ولد خان چند جاٹ کو سردار بنایا - رستم جاٹ نے چورامن جاٹ سے اتفاق کرکے ایسی غارتگری کی کہ دہلی اور اجمیر اور آگرہ اور گوالیار کے راستے بند کردئے - فرخ سیر نے چورامن کو خطاب بہادرخان اور پانچ پرگنے نگر اور کھومر اور ... (... ...) اور بیلکرا اور آو دیکر غارتگری سے منع کیا اور رستم جاٹ اور اوسکے پسر کنہکرن کو جاگیات خلعت بہادری و دیہات بہر تیور وملاح واکاہ پور وبارہ واکرن وغیرہ کے راہزنی سے باز رکھا - مگر یہ تدبیر کچہہ کارگر نہوئی سمت ۱۷۷۰ بکرمی مین ٹھاکر چورامن اور اوسکے بیٹے محکم سنگھ پسر خود زہر کہا کر فوت ہوا - محکم سنگھ نے باپ کا قایم مقام ہوکر بدن سنگھ ابن بھاو سنگھ ابن خان چند سے نااتفاقی پیدا کی بدن سنگھ نے مہاراجہ سوائی جے سنگھ کی مدد سے محکم سنگھ کو شکست دیکر بھگا دیا - اب بدن سنگھ تھون پر بھی قابض ہوگیا - بعض مورخ یہ کہتے مین کہ یہ لڑائی خود چورامن سے ہوئی تھی - اور بعد شکست کے چورامن اور محکم سنگھ دونون مفرور ہوئے اور بدن سنگھ نے فتحیاب ہوکر کل قوم جاٹ کی افسری حاصل کی ۱۲

بھیر پر حملہ کیا اور کئی آدمی مار ڈالے ایک ہزار کے قریب بیل اور اونٹ باربرداری کے جو جمنا کے کنارے ریت کے ٹیلے پر جمع تھے پکڑ لیے اور لنگر خانے کا کچھ سامان اور صدارت کا دفتر بھی لوٹ لیا اور اس تاریخی کے بعد عبداللہ خان کی کمک کے لئے ملا بادشاہ نے جمدورسی اوسکی جمعیت کو دیکھا تو اپنے ہاتھ سے چار تیر اوس طرف پھینکے اعتماد الدولہ محمد امین خان اور ہادی خان داروغہ بندوقچیاں خاص اوسکے مقابلے کو ادھر گئے عبداللہ خان کے پہنچنے سے نجم الدین علیخان کی سپاہ قوی دل ہو کر حملہ کرنے لگی بادشاہ کیطرف سے صمصام الدولہ بھی نہایت دلیری کے ساتھ مقابلہ کر رہا تھا - اسپر بھی بادشاہی لشکر کے بہت سے آدمی گھبرا گئے - اور صفوں میں پریشانی پیدا ہونے لگی - یہ حالت دیکھکر سعادت خان اور محمد خان بنگش انکی تقویت کے لئے متوجہ ہوئے - اور انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ عبداللہ خان کی فوج کی کمرگاہ پر حملہ کیا جائے - عبداللہ خان نے اس ارادے پر مطلع ہو کر اپنا ہاتھی حیدر قلیخان کے مقابل بڑھایا ادھر سے بھی اوس کے حملے کا جواب ملنے لگا - اسموقع پر ابوالحسن خان بخشی سادات کا بھائی سید علیخان بخشی رسالہ زخمی ہو کر گرفتار ہوا - شیخ ہیبت اللہ جو سید عبداللہ خان کے توپخانہ کا انتظام کر رہا تھا اوسپر طلع یار خان نے حملہ کرکے قتل کر ڈالا - راجپوت جو بادشاہی فوجمین تھے اوسکی لاش کو گھسیٹ کر بادشاہی لشکر مین لے گئے - حیدر قلی خان اور دوسرے جوانمردوں ایسی پھرتی سے عبداللہ خان پر لوٹ پڑے کہ اوس کو اظہار بہادری کا موقع ہی نہ ملا اسوقت مین عبداللہ خان کے ہمراہ دو تین ہزار سوار تھے - اور وہ ہاتھی پر سوار تھا - اوس نے یہ خیال کیا کہ اگر مین ہاتھی سے اوتر کر گھوڑے پر سوار ہو جاؤنگا تو سواران ہمراہی گھوڑوں سے اوتر کر جانفشانی کرینگے - چنانچہ وہ ہاتھی سے اوتر کر گھوڑے پر سوار ہوا سرداران ہمراہی نے جو اوس کے ہاتھی کو خالی دیکھا تو یہ سمجھے کہ شاید عبداللہ خان مارا گیا - یا یہ سمجھے کہ آخر کار شکست ہوگی قطب الملک عبداللہ خان کو تنہا چھوڑ کر میدان سے

بہاگنے لگے ان بہگوڑون مین سیف الدین علیخان اور شجاعت اللہ خان - اور
ذوالفقار علی خان اور عبداللہ خان ترین وغیرہ سردار تھے - اور بخشی فوج نے بھی ان
معزورون کا ساتھ دیا بعضے کہتے ہین کہ عبداللہ خان ابھی ہاتھی سے اوترا نہ تھا کہ
سیف الدین علی خان نے میدان چھوڑ دیا تھا - راستے مین اس بہاگی ہوئی جماعت کو گنوارون
نے بہت دق کیا - اور بہت سے ہاتھی چھین لئے - عبداللہ خان کے ہاتھ پر تلوار کا زخم
پہنچا تھا - اور پیشانی پر تیر لگا تھا اسوقت حیدر قلی خان تھوڑے سے ساتھیو نکے ساتھ
ہاتھون مین ننگی تلوارین لئے ہوے عبداللہ خان کے سر پر پہنچ گیا - عبداللہ خان نے اپنی
سیادت کو شفیع بنا کر امان جان چاہی حیدر قلی خان نے اوسکو قتل نہین کیا - اوسی طرح گرفتار
کرلیا - نجم الدین علی مجروح بھی گرفتار ہوا اور دوسرے سردار بھی گرفتار ہو کر آئے - حامد خان
اور عبدالنبی خان اور دوسرے سردار بادشاہ کی اطاعت کے لئے فوج شاہی مین حاضر
ہوگئے - عبداللہ خان کے ہاتھی گہوڑے اور کارخانے اور خزانہ جو کچھ لٹنے سے
بچا ضبطی مین آیا - سلطان ابراہیم بھی گرفتار ہوا - چونکہ اوس نے عبداللہ خان کی شرکت
بمجبوری اختیار کی تھی اسلئے اوسکی جان بخشی ہوئی - فاعتبروا یا اولی الابصار
اس واقعہ کی تاریخ ہے -

میر محمد امین نے اس جنگ مین بڑی جوانمردی دکہائی تھی - بادشاہ نے اوسکے
منصب مین اور اضافہ کیا - اصل اور اضافہ ملا کر ہفت ہزاری منصب ذات پر پہنچا دیا
اور رسالہ ہزار سوار اور خطاب برہان الملک بہادر بہادر جنگ عطا کیا[۱] - اور ماہی
مراتب بھی بخشا[۲] - اور خلعت فاخرہ بھی دیا[۳]

سعادت خان برہان الملک کو صوبہ اکبرآباد کی حکومت

---

[۱] دیکھو ماثر الامرا ۱۲ [۲] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲ [۳] دیکھو مراۃ جہان نما ۱۲

اور خواص بادشاہی کی داروغگی ملنا

مرات جہان نما مین محمد شفیع کہتا ہے کہ بادشاہ نے ۱۰ ربیع الاول ۱۱۳۲ ہجری مطابق سنہ ۲ جلوس محمد شاہی کو انجمن خلوت مین سعادت خان کو اپنے خواصونکی داروغگی اور خلعت خاصہ بخشا۔ اور اسی سنہ مین بادشاہ نے اونکو اکبرآباد کا صوبہ دار کیا۔ اور اونکے بھتیجے نثار محمد خان کو نواب شیر جنگ کا خطاب دیا۔ سعادت خان بادشاہ سے رخصت ہوکر صوبہ اکبرآباد مین داخل ہوئے۔ سرکشونکی بیخ کنی مین بڑی کوشش کی تین چار قلعے جو متھرا کیطرف اور شاہ جہان آباد کی راہ پر تھے محاصرے اور کشت و خون کے بعد دشمنون سے چھین لئے۔ ان جنگون مین انکے ساتھ چار سو کے قریب آدمی مارے گئے اور دشمن بھی بہت سے مقتول اور مجروح ہوئے۔ بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو برہان الملک کے لئے خلعت اور خنجر مرصع اور ایک فرمان اونکی بہادری کی تعریف اور اپنی عنایت کے اظہار مین اونکو بھیجا

مہاراجہ اجیت سنگھہ والی جودھپور کے سپرد صوبہ اجمیر اور احمدآباد بھی تھے ۱۱۳۳ ہجری مین ان صوبون کی بہت سی رعایا نے شاہجہان آباد مین حاضر ہوکر استغاثہ کیا کہ راجہ نے اپنے ماتحت علاقے مین گاؤکشی بند کردی ہے۔ بادشاہ نے دونون صوبے اوس سے نکال لئے۔ حیدر قلیخان کو صوبہ گجرات دیا اور مظفر علیخان کے سپرد صوبہ اجمیر کیا۔ اجیت سنگھہ نے بغاوت پر کمر باندھی۔ بادشاہ نے اوس کو سزا دینا چاہا اور حیدر قلی خان کی تجویز سے سعادت خان برہان الملک اس کام کے لئے اکبرآباد سے بلائے گئے۔ کیونکہ امرائے حاضر حضور اس مہم پر جانے سے جی چراتے تھے۔ سعادت خان حکم کے پہنچتے ہی بطریق ایلغار اکبرآباد سے روانہ ہوئے اور آخر ذی قعدہ ۱۱۳۲ ہجری مین داخل شاہجہان آباد ہوئے۔ جب ۲ جمادی الاول

اس مہم کے لئے سامان وغیرہ جاتا تو بعض امرائے بزدل ساتھ دینے کو تیار ہوئے اور نہ بادشاہ نے اسقدر سامان سے اعانت کی جسقدر وہ چاہتے تھے اسلئے اون کا جانا ملتوی رہا

ناگر نائب سعادت خان کا اکبر آباد میں مارا جانا اور صوبہ اکبر آباد راجہ جے سنگھ کچھواہہ کو ملنا۔ برہان الملک کا صوبہ اودھ کی حکومت پر مقرر ہونا اور توپخانہ بادشاہی کی داروغگی بھی پانا

صوبہ اودھ کی خدمت گردھر بہادر ناگر کے متعلق تھی۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا کہ اوس کا انتظام خاطر خواہ نہین ہو سکتا بڑی بے انتظامی ہے تو بادشاہ نے برہان الملک کو یہ خدمت دی ظاہرا صوبہ اودھ علاوہ صوبہ اکبر آباد کے برہان الملک کے سپرد ہوا تھا۔ برہان الملک صوبہ اودھ کے انتظام کے لئے روانہ ہوئے اور اکبر آباد مین اپنی ایک نائب راے نیلکنٹھ کو چھوڑ ا یک نیلکنٹھ ایک روز فیل پر سوار چلا جاتا تھا۔ کسی بڑے زمیندار کی اشارے سے ایک جاٹ درختون کے جھاڑے مین مخفی بیٹھا تھا۔ اوس کے برابر سواری پہنچی تو اوس نے نیلکنٹھ پر بندوق سر کی جسکی گولی سینے کے پار نکل گئی۔ برہان الملک کو جب یہ خبر پہونچی تو اونہون نے اودہ اکبر آباد دیکھنے کا عزم کیا تاکہ اپنے نائب کا بدلہ لین۔ دربار مین صمصام الدولہ نے یہ سازش کی کہ اکبر آباد کی خدمت برہان الملک سے نکلوا کر راجہ جے سنگھ کچواہہ کو دلا دی اور برہان الملک کے پاس صرف اودہ کی صوبہ داری رہی۔ مگر ماثر الامرا سے معلوم ہوتا ہی کہ چورامن جاٹ جو سادات بارہ کی متوسلون مین سی تہا۔ سلطان ابراہیم اور عبد اللہ خان کے ہمراہ بادشاہ کے مقابلے مین کام آیا تہا اوسکے بیٹون نے اپنے قلعون کو مضبوط کر کے خود سری اختیار کی تو برہان الملک اونکی سزا دہی کے لئے مامور ہوئے۔ اور اونکی بیخ کنی مین بہت کچھہ کوشش کی مگر جنگل کے گنجان ہونے کی وجہ سی اون کا قرار واقعی استیصال نہو سکا اسلئے بادشاہ نے صوبہ اکبر آباد کی حکومت سی اونکو معزول کیا۔ اور توپخانہ کی داروغگی اور اودہ کی صوبہ داری عطا کی۔ برہان الملک نے اس صوبے مین پہنچکر بہت سی فوج جمع کی اور بھاری توپخانہ[¹] بالیا ملک کا بخوبی انتظام کیا سرکشون کو سزائین دین اور بعض کے ساتھ ملائمت کا برتاو کیا اور اصلاح اور قابو مین لائے۔ خزانہ عامرہ مین لکھا ہے کہ صوبہ اودہ کے زمیندار سرکشی مین مشہور زمانہ ہین شاید ابتدا از ایجاد

[¹] دیکھو سیر المتاخرین ومنتخب اللباب۔ [²] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

عالم سے اونہون نے کسی حاکم کی قرار واقعی اطاعت نہ کی ہوگی - برہان الملک نے سب کو بزور شمشیر
مطیع اور خراجگذار بنایا اور اوس صوبہ مین وہ حکومت جمائی کہ کسی عہد مین یہ بات حاصل نہوئی تھی -
اور صوبہ الہ آباد کے اکثر عمدہ شہر جیسے جونپور بنارس اور غازیپور اور کڑہ مانکپور اور کوڑہ جہان آباد وغیرہ
قبضے مین لے آئے اور بادشاہ کے حضور سے سند حاصل کی - موہن سنگہ کھنوریہ قوم راجپوت تلوی
کا زمیندار تھا اوس نے کبھی کسی ناظم اودہ کی اطاعت نہین کی تھی اوس نے سعادت خان کے ساتھ بھی
سرکشی کی برہان الملک نے اول اول اوس کو بنظر ترحم فہمایش کی جب رام نہوا اور پچاس ہزار راجپوت
ہمراہ لیکر مقابلے کو آمادہ ہوا تو نواب نے بھی اوس کی گوشمالی مناسب سمجھی - لڑائی ہوئی نواب کے ہمراہ
صرف دس ہزار سپاہ تھی راجہ مارا گیا - اور اوس کے بہت سے ساتھی کام آئے - باقیماندہ بھاگ گئے
بادشاہ نے جب یہ کارنامے سنے تو ثابت جنگ خطاب دیا - لکھنؤ کے شیخ زادون کی سرکشی اور نواب سعادت خان
کے اون کو قابو مین لانے کا واقعہ بھی دلچسپی سے خالی نہین سننے کے قابل ہے - مشہور ہے کہ یہ شیخ زادے شیخ
عبدالرحیم کی نسل سے ہین جو قصبہ بجنور ضلع روہیلکھنڈ کا باشندہ تھا نہایت افلاس اور محتاجی کی حالت مین
اپنے گھر سے تلاش معاش نکلا - اور اپنے طالع کی یاوری سے اکبر اعظم شہنشاہ ہندوستان کا ملازم ہوگیا -
ایک مدت تک نہایت جانفشانی کر کے ایسی عزت پیدا کی کہ زیر تخت شاہی منصبدارون مین کھڑا ہونے لگا -
بادشاہ نے شیخ عبدالرحیم کو کمال مرحمت خسروانی سے پرگنہ کوبج اور لکھنو جاگیر مین دیا شیخ مذکور بڑی دہوم
دہام سے داخل لکھنؤ ہوا اور پانچ محل اپنی پانچ بی بیون کے واسطے بنوائے جسے آج تک پنچ محل کہتے ہین
وہ اب داخل حصار قلعہ مچھی بہون ہوگیا ہے - اور قلعہ مچھی بہون اپنے رہنے کو دریاے گومتی کے کنارے
پر بنوایا اوس کا مقبرہ عیش باغ کے قریب ہے جسے ندان محل کہتے ہین - بیان کرتے ہین کہ قلعہ مین ایک مکان
کے چھبیس دروازے تھے ہر دروازے پر گچ کارون نے دو مچھلیان گچ سے بنا دی تھین - اس جہت سے
اسے مچھی باون کہتے تھے اب کثرت استعمال سے مچھی بہون ہوگیا - شیخ مذکور کے بعد اوسکی اولاد ترتیب وار
وارث جاگیر رہی - نواب سعادت خان جب اودہ پر قبضہ کرنے کے لئے چلے اور اثناے راہ مین فرخ آباد
مین آئے تو نواب محمد خان نے بڑی خاطر و مدارات کی اور سعادت خان کو یہ صلاح دی کہ لکھنؤ کے شیخ زادے
بڑے سرکش ہین کہین ایسا نہو کہ مثل اورونکے آپ کا بھی حال ہو - اور آپ کی حکومت نہ جمے مناسب یہ ہے
کہ آپ [illegible] یکایک لکھنؤ مین داخل نہو جیے گا - بلکہ ادھر ادھر کے گانون مین رہیے گا - بعد تدبیر مناسب
از راہ حکمت عملی داخل ہونا بہتر ہوگا - وہ تدبیر یہ ہے کہ شیخ زادون اور قصبات کے رہنے والون مین موافقت
نہین بلکہ عداوت ہے - اور کمزور اپنے بالادست کے ہاتھ سے ہمیشہ تنگ رہتے ہین - غالب ہے کہ وہ لوگ

آپ کی حکومت کو اپنا وسیلہ نجات دعافیت سمجھ کر طرفدار ہو جائینگے اور شیخ زادون کا زور اونکی اعانت سے ٹوٹ جائیگا - نواب وہان سے چلکر دریاے گنگا کے کنارے پر پہنچے برسات کا موسم تہا - دریا خوب چڑہا ہوا تہا مع لشکر پار اوترے مشہور ہی کہ جب سواری کی کشتی بیچ دریا مین پہنچی ما ایک مچھلی جست کر کے نواب کے دامن مین آپڑی - نواب نے اوسی شگون نیک جانکر رکہہ چہوڑا چنانچہ اوس مچھلی کے استخوان سالم بہت احتیاط سے سرکار شاہی مین بہی اور اوسے تبرک سمجھہ کر خزانہ شاہی مین واجد علیشاہ کے عہد تک رکہا تہا خلاصہ یہ ہی کہ نواب نے پہلے مقام نواح قصبہ کاکوری مین کیا یہان کے شیوخ لکھنؤ کے شیخزادون کی مخالف تہی - نواب کا آنا اپنی بہتری کا ذریعہ سمجھے - اور شریک صلاح نیک ہوے - اور سب طرحکے نشیب و فراز سے آگاہ کر دیا کہ آپ علانیہ فوج کے ساتھہ شہر مین داخل ہون وہانکی بستی دبلندی ٹیلون کی بہہر سے بسلامت گذرنا مشکل پڑے گا - کیونکہ مقام کمین پر سپاہی مسلح بیٹھے رہتے مین خواہ مخواہ برسر فساد ہونگے پہلے اپنے آنے کی اونہین اطلاع دیجئے - اور مقام فرودگاہ لشکر پوچھئے - موافق دستور قدیم وہ گومتی کے اوس پار کہلا بہیجینگے اوس وقت لشکر کو حکم دیکر ریت اپنا خیمہ کہڑا کرائے گا - اور تہوڑی سی فوج بھی روانہ ہو تا کہ اونہین داخلہ شہر سے غفلت ہوجائے - چنانچہ یہی صورت ہوئی کہ عبور لشکر کا گاو گہاٹ سے ہوا - نواب رات کو مع سپاہ کے گئی تو مین لیکر بسلامت شیخن دروازہ سے گذرے - نواب ہاتھی پر سوار تہے - اونہون نے پہلے اوس تلوار کو جو اوس دروازے کی چہت مین نمایش نخوت و غرور ودبدبہ کے واسطے لٹکا رکہی تھی کہ صوبہ دار اوسکے نیچے سے چلا آئے کاٹ کر زمین پر گرا دیا - بعد اس کے خیمہ خاص روبرو پہاٹک مچھی بہون جہان واجد علیشاہ کے عہد تک نقارخانہ قایم رہا نصب کیا - اوسوقت بڑے بڑے شیخزادے دست بستہ حاضر ہوے - اور بہ مجبوری سر جہکایا - سمجھے کہ یہ کام بیگانے کا نہین یگانے کا ہے - بعد گفتگوے معاملات والفضول مقدمات نواب نے فرمایا کہ ہمارے رہنے کو قلعہ مچھی بہون خالی کر دو - اونہون نے مہلت مانگی کہ ہمارے لڑکے چیچک مین گرفتار ہین - جب تک اونہین غسل سے فراغت ہو تعمیل سے معاف رکہا جائے - نواب نے قبول کیا - بعد ہفتہ کے جسقدر مال و اسباب تہا لیکر اوٹہ گئے - نواب داخل قلعہ ہوے اور جسقدر اسباب وہ نہ لیجا سکے وہ نواب کے آدمیون نے لیلیا - اور ابھی نواب خیمہ سے اوٹہی تہے اور شیخ صدر الدین، محمد خان از مجمد الدین احمد خان و شیخ عین بزرگ شیخ معزالدین خان

وغیرہ قریب سات سو آدمیوں کے جو سب باہم قریبی رشتہ دار تھے۔ اور دوسرے شہر کے خاص خاص آدمی اور بیرونجات کے بھی شیخ زادے حاضر تھے بعد قیل و قال اہل شہر نے جلکر عرض کیا کہ نواب صاحب اگر ہماری قوم آپکی رہبری نہ کرتے تو آپ کا اسطرح یہانتک آنا مشکل ہوتا نواب نے بھی درستی کے ساتھ جواب دیا۔ اسپر طرفین سے نوبت کشت و خون کی پہونچی۔ مگر فوج مغلیہ نے اون کو مغلوب کرلیا آخر کار شیخ بچاو ہوگیا۔ بعض ناقل ہیں کہ کشت و خون نہیں ہوا۔ اسوجہ سے نواب نے اس مقام کو بنیاد فتح و فیروزی تصور فرماکر نقار خانے کا حکم دیا تھا۔ ۲ یا ۲ ہزار روپئے اوسکی تعمیر مین صرف ہوئے۔ بہر صورت اوس دن سے قلعہ مچھی بھون دار الامارت مقرر ہوا۔ نواب کا بتدریج تمام صوبے پر تسلط ہوگیا۔ اور پھر کسی نے سر نہ اوٹھایا۔ نواب صفدر جنگ کے وقت مین پانسو روپے بابت کرایہ شیخ محلہ شیخ زادون کو ملتے تھے۔ نواب شجاع الدولہ کے عہد مین فقط دوسو روپے رہگئے تھے اسوجہ سے کہ شیخ معز الدین خان کو نخوت و غرور بہت ہوگیا تھا اور وجہ اسکی یہ تھی کہ جب صفدر جنگ کو شکست دینے کے بعد نواب احمد خان والی فرخ آباد کی سپاہ نے لکھنؤ پر قبضہ کرلیا۔ تو اونھون نے تمام شیخزادون کو جمع کرکے پٹھانون کو وہانسے نکالدیا۔ اور صفدر جنگ کی حکومت قایم کی۔ نواب شجاع الدولہ بھی اونکے اس امر مین احسانمند تھے وہ کبھی نواب کے دربار مین نہ جاتے تھے۔ نواب آصف الدولہ نے بعوض محلات سنگین دروازہ وغیرہ جو حسن باغ کے قریب تھے زمین وسیع مفتی علام حضرت کو اور دوگانون اور کنڈلی اولاد شیخ عبد الرحیم خان کو معاف فرمائی اور کرایہ موقوف کیا اور حکم دیا کہ جوری کا ذمہ کرین۔ کیونکہ زمیندار ہین جو زمینداری لیتے ہین۔ شیخزادون نے قبول نہ کیا۔ اوس وقت سے محصول فروخت مکانات داخل سرکار ہونے لگا۔ شیخ زادے برائے نام زمیندار رہے۔ اس صوبے کی آمدنی ستر لاکھ سے زیادہ نہ تھی نواب نے پہلے ہی سال ایک کرور سات لاکھ روپئے پہونچائی جب بادشاہ کو خوش انتظامی کا حال معلوم ہوا۔ تو اور زیادہ خوش ہوتے۔ عماد السعادت کا مؤلف کہتا ہے کہ اس موقع پر بادشاہ نے برہان الملک کا خطاب عطا کیا۔ صوبہ اودہ مین امرا اور شاہزادونکی بھی جاگیر تھی۔ اور زمیندارونکی شرارت اور ناظمونکی کمزوری کی وجہ سے اونکو آمدنی وصول نہوتی تھی۔ ان لوگون نے بھی اپنی جاگیرون کا ٹھیکہ برہان الملک کو دیدیا۔ دوسرے سال تمام صوبہ اودہ کی آمدنی مع آمدنی جاگیر امرا دو کرور تک پہونچ گئی۔

متفرق واقعات از نواب محمد خان بنگش و نواب سعادت خان برہان الملک

کے بعض قابل تذکرہ معاملات

محمد شاہ کی بادشاہت کے پہلے برس کالپی اور اونچ اور دوسرے مقامات واقع بندیلکھنڈ
محمد خان کو تنخواہ مین ملے - اسی سال بندیلون نے کالپی کو لوٹ لیا - اور بعض مسلمانونکی عورات اور
بال بچون کو گرفتار کرلیا - اونکے مکانات اور مساجد اور مقبرے وغیرہ سب مسمار کردئے - نواب
برہان الملک نے چاہا کہ مفسدون کو حملہ آورونکی مقابلے مین بھیجین - مگر بادشاہ نے محمد خان بنگش
کو اونکی تنبیہ کے لئے کافی سمجھا - محمد خان چیلہ دلیر خان مناسب سپاہ کے ساتھ بھیجا گیا -
اور وہ ۱۱۳۳ ہجری مطابق ۱۷۲۱ء مین چھترسال کے مقابلے مین مارا گیا - اوسکی وفات پر
محمد خان صوبہ الہ آباد کا گورنر مقرر ہوا اوس وقت بندیلکھنڈ بھی اوس سے متعلق تھا سنہ ۱۷۳۲ع
کے آخر مین جب محمد خان دربار جاتے ہوئے میرٹھا پہونچا تو ایک فرمان مع ایک حکم مہری
امیر الامرا خاندوران خان کے وصول ہوا جس مین تحریر تھا کہ چھترسال نے بہت سے بادشاہی
علاقے پر اپنا قبضہ کرلیا ہے اور برہان الملک اوس کے مقابلے کے واسطے بھیجے گئے ہین
تم بھی جلد وہین جاؤ - اس حکم کے موجب محمد خان الہ آباد کو روانہ ہوا - اس سے قبل برہان الملک
لوٹ آئے تھے - برہان الملک اور محمد خان کے دلومین صفائی نہ تھی اس لئے اونھون نے
۱۷۲۸ء مطابق ۱۱۴۱ ہجری مین محمد خان کے مقابل چھترسال کو اکسایا اور اوسکی قاصدونکی
خاطر تواضع کی - اسی سنہ مین جبیت پور علاقہ بندیلکھنڈ مین مرہٹون نے جنکو چھترسال نے اپنی مدد
کے لئے بلایا تھا محمد خان کو گھیر لیا تو ایسی مصیبت مین اوس نے اپنے بیٹے قایم خان کو حکم دیا کہ
نواب سعادت خان برہان الملک کے پاس جاکر مدد مانگو قایم خان فیض آباد مین آیا مگر سعادت خان
نے کچھ فوج قایم خان کو دینا نہ چاہی - بلکہ اوسے بھی کشمکش و پیچ مین ڈال رکھا - ایک دن
سعادت خان کی فوج کے ایک رسالہ دار نے جو قوم کا آفریدی اور بارہ سو سوارون کا افسر تھا
قایم خان سے کہا کہ تمھین نہ یہانسے فوج ملے گی نہ تم خود یہان سے جانے پاؤگے اب تم
کوئی اور تدبیر کرو - قایم خان کی مان بی بی صاحب نے جب دغابازی کا حال سنا تو نیکنام
خان چیلے کو فیض آباد کو روانہ کیا - اس شخص نے وہان پہنچتے ہی اوس رسالہ دار کے
پاس جاکر اوس کو مع اوسکے بھائیونکے جو مئو فرخ آباد و شاہجہانپور آنولے کے رہنے
والے تھے یقین کامل دلایا کہ محمد خان کو گرفتار کرادینے کی بہ نسبت تمھاری حق مین بہتر
ہوگا کہ اوسکی خلاصی کراؤ - نیکنام خان نے اون لوگون سے کہہ رکھا تھا کہ جسوقت کوچ کیجے

نقارہ ہی بجرے لشکر مین بجین اوسیوقت سب لوگ جمع ہو جاوین - اور اوسی دن قایم خان و نیکنام خان نواب سعادت خان کی ملاقات کے لیئے گئے - اور روانگی کے لیئے رخصت چاہی اونہون نے جواب دیا کہ مینے فوج طلب کی ہی وہ چند روز مین پہنچنے والی ہی - اوس کا انتظار رہنا مناسب ہی - نیکنام خان نے نواب کی طرف اشارہ کرکے قایم خان سی کہا کہ تم محمد خان کو انکے ذریعہ سی رہائی نہین دلاسکتے اور یہ کہکر حالت غضب ناکی مین قایم خان کا ہاتھ پکڑکے دیوان خاص کے باہر نکال لایا - امراے مذکور کی ساتھ ساٹھہ پٹھان زرہ بکتر پہنے ہوے موجود تھے - جنکو یہ حکم تہا کہ اگر کوئی ہماری طرف اونکلی اٹھوانے کے لیئے اوٹہاے تو اوس کو مار ڈالو - جب قایم خان و نیکنام خان لشکر مین پہنچے تو کوچ کے نقارے بجے - اونکی آواز سنتے ہی وہ بارہ سو پٹھان جو نواب سعادت خان کے نوکر تھے اونکو چھوڑکر قایم خان کے ساتھ ہوے - یہ خبر سنکر نواب سعادت خان نے ایک شتر سوار قایم خان کے لوٹا لانے کے لیئے بھیجا - مگر نواب کے اس پیغام پر کچھ لحاظ نہ کرکے قایم خان نے اپنا رستہ لیا اور گھر کی راہ لی - شرایف عثمانی مین درج ہی کہ جب محمد خان بندیلکھنڈ سے واپسی پر فتوح پہنچا تو روح الامین خان بلگرامی جو قایم خان کی جمعیت بطور ایک افسر کے بھرتی ہوا تہا محمد خان کے پاس بلگرام کے ایک قاضی محمد احسان نامی کو لایا جس کی جاگیرین برہان الملک نے ضبط کرلی تھین نواب محمد خان نے اوس سے وعدہ کیا کہ مین بادشاہ سے تمہاری سفارش کرونگا - وہ قاضی محمد خان کے ساتھ دہلی کو روانہ ہوا - مگر محمد خان اور روح الامین خان کے درمیان ایک لاکھ روپیہ بقایا کی بابت جو روح الامین خان سی واجب الادا تہا اور جسکے وہ دینے سے انکار کرتا تہا جھگڑا ہوا - اور قاضی مذکور کا مددگار چھوٹ گیا - مصنف سیر المتاخرین نے لکھا ہی کہ بندیلکھنڈ مین ناکامیاب ہونے کے باعث صوبہ الہ آباد محمد خان سی لے لیا گیا - مگر تبصرہ الناظرین سے معلوم ہوتا ہی کہ محمد خان سی صوبہ الہ آباد کی علحدگی بسبب اوس رنجش کے جو بادشاہ کو محمد خان کی کارروائی ملک مالوے مین ہوئی ظہور مین آئی جہان کہ محمد خان اوسوقت موجود تہا - اور یہ صوبہ سربلند خان مبارز الملک کو عطا ہوا جبکہ ۱۱۴۵ ہجری مطابق ۱۷۳۲ء مین محمد خان مالوے سے موقوف ہوا تو اوس نے صوبہ الہ آباد کے خواستگار تھی باوجودیکہ برہان الملک باعتبار رتبہ اور وقعت کے محمد خان سے بڑھے ہوئی تھے اور اونہون نے پندرہ لاکھ روپے بھی پیشکش کیئے مگر محمد خان کے استحقاق پر کسیقدر لحاظ ہوا - چنانچہ ۱۱۴۸ ہجری مطابق ۱۷۳۵ء مین صوبہ الہ آباد دوبارہ محمد خان کو عطا ہوا - مگر چند ماہ کے بعد یعنی ۴ - محرم ۱۱۴۹ ہجری مطابق ۴ - مئی ۱۷۳۵ء کو سربلند خان اس

صوبے پر بہر بحال ہوگیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بعد اوسکی محمد خان سی پھر عہدی بحالی کے ہوے تھے مگر اوس کے استحقاق پر عمدۃ الملک امیر خان کو ترجیح دیگئی۔ جب محمد خان بنگش کو نواب سعادت خان کے ساتھ عداوت کا اتفاق ہوا تو اوس نے برہان الملک کے چڑانے کے لئے اپنے چھوٹے بیٹے سعادت خان کو بھی برہان الملک کا خطاب دیدیا۔

بھگونت سنگھہ ولد اراُرو زمیندار جکلہ کوڑہ کی سرکشی جان باز خان کا مارا جانا برہان الملک کی توجہ سے اس ضلع کا انتظام ہو جانا[1]

جبکہ بھگونت سنگھہ زمیندار جکلہ کوڑہ نے سلطنت مین ابتری دیکھہ کر سر اوٹھایا۔ اور اپنے حاکم جان باز خان کو روانہ عدم کیا تو اعتماد الدولہ قمر الدینخان وزیر محمد شاہ نے اپنے بھائی عظیم اللہ خان کو اوسکی تنبیہ و تادیب کے لئے بھیجا اور زمیندار مذکور اوسکی آمد کا حال سنکر و شوار گذار جنگلون مین چلا گیا عظیم اللہ خان نے اوس کا تعاقب تو نہ کیا جکلہ اناوہ مین ٹہیر گیا پھر خاجم بیگ خان تورانی وغیرہ کو اوس جکلہ کی حکومت دیکر دہلی کو لوٹ گیا۔ بھگونت سنگھہ کو سزا دینے کے لئے اوس کو حکم دیگیا۔ بھگونت سنگھہ عظیم اللہ خان کے واپس ہوتے ہی پھر میدان مین نکل آیا۔ اور خاجم بیگ خان وغیرہ کو مار ڈالا تو اعتماد الدولہ نے اوسکی سرکشی سے مجبور ہو کر برہان الملک سی اس معاملہ کو رجوع کیا اور تاکید کے ساتھہ لکہا کہ اسلام اور مغلون کی آبرو کا پاس ضروری ہے۔ برہان الملک نہایت شجاع تھے شئہ مردانگی سے معمور تھے۔ ۱۱۴۸ ہجری مین شاہجہان آباد کو بادشاہ کے مجرے کے لئے روانہ ہوتے تھے اثنای راہ سے ماہ جمادی الاخرے مین بھگونت سنگھہ کی سزا دہی کے لئے اوس کے سر پر جا پہنچے اوس نے بہت چاہا کہ فریب کر کے برہان الملک کو اپنا طرفدار کرے اور موقع پاکر کام تمام کردے۔ مگر یہان فریب نہ چلا۔ مجبور ہو کر برہان الملک سے لڑائی کے لئے آمادہ ہوا۔ برہان الملک جسوقت راہ سی چلکر خیمے مین داخل ہوے تو اوس وقت اتفاق سی سبز کپڑے پہنے ہوے تھے۔ مخبرون نے بھگونت سنگھہ کو خبر پہونچائی کہ برہان الملک سبز لباس مین خیمے مین داخل ہوے ہین۔ اور اونکی داڑھی سفید اور دراز ہے۔ بھگونت سنگھہ کمین گاہ سے نکلکر مع اپنی فوج کے برہان الملک کے لشکر کے قریب جا پہنچا۔ اوسیوقت برہان الملک نے

---

[1] مرآت واردات محمد شفیع مین یہ نام اسی طرح لکہا ہے ۱۲

ہاتھی پر سوار ہوکر فوج کی کمربندی کا حکم دیا پوری فوج تیار نہوئی تھی صرف بعض ملازمان رکاب تیار
ہوکر ہمراہ ہوئے اور اس تھوڑی سی لشکر کے ساتھ برہان الملک بھگونت سنگھ کے مقابلے کے
لئے بڑھے اور اس وقت وہ سفید اور موٹا لباس پہنے ہوئے تھے۔ اور ابو تراب خان تورانی جو
برہان الملک کا نامی سردار تھا اتفاق سے اوس وقت سبز لباس مین تھا اور اس شخص کی
داڑھی بھی سفید تھی بھگونت سنگھ نے ابو تراب خان کو برہان الملک تصور کرکے اوس کے ہاتھی
کی طرف متوجہ ہوا اور قریب آکر گھوڑی کو کوداکر اس سختی سے ابو تراب خان کی چھاتی مین برچھا مارا کہ
سنان سینہ سے پار نکل گئی۔ برہان الملک کے اکثر ہمراہی اس مردانہ حملے سے بھاگ نکلے
برہان الملک تھوڑے سے ہمراہیونکے ساتھ مقابلے مین جمے رہے اور تیرون کی سن سن مین
بھگونت سنگھ کو گھیر لیا۔ ارجن سنگھ جو اوس کا رفیق تھا اور پھر برہان الملک سے موافق ہوگیا تھا۔
اوسنے برہان الملک کو بتلا دیا کہ بھگونت سنگھ وہ ہے اور گھوڑے کو دوڑا کر اوسکی سر پر جا پہنچا
ہتیار چلنے لگے۔ آخر بھگونت سنگھ مارا گیا۔ ارجن سنگھ کے ہاتھ سے اور برہان الملک کے
تیر سے جہد کرراہی عدم ہوا۔ برہان الملک نے اللہ کا شکر کیا اور اوس کا سر کٹوا کر بادشاہ
کی نذر کے لئے اور اوس کا پوست کھنچوا کر گھاس سے بھر کرکے قمر الدین خان وزیر کے لئے بھیجا
اور چند روز کے بعد لشکر کی سرداری پر صفدر جنگ کو مقرر کرکے خود دہلی کو روانہ ہوگئے
۷۔ رجب سنہ ۱۱۴۸ ہجری روز چہارشنبہ کو بادشاہ کی ملازمت سے شرفیاب ہوئے۔ ایکہزار
نو اشرفیان اور ایک خنجر اور ایک شمشیر نذر دکھائی۔ بادشاہ نے ننہ مبتوا فرماکر خلعت مع
سرپیچ مرصع و شمشیر و اسپ و فیل عطا کیا۔ ابو المنصور خان صفدر جنگ اور شیخ عبداللہ
وغیرہ سرداران لشکر نے برہان الملک کو لکھا کہ بھگونت سنگھ کا بیٹا مرہٹون کو اپنی مدد کے
لئے ادہر لا رہا ہے۔ آپ چلے آئے اس لئے برہان الملک ۲۔ شوال سنہ ۱۱۴۸ ہجری روز
یکشنبہ کو بادشاہ سے رخصت ہوکر دہلی سے روانہ ہوئے۔

برہان الملک کی مرہٹون سے لڑائی اور اونپر فتحیابی

باجی راو پسر بالاجی نے دکن سے ہندوستان کی عزیمت کی تاکہ حاصل ملک بادشاہی کا زر
چہارم جسکو چوتھ کہتے تھے دہلی سے وصول کرے اور اپنے نام سند تازہ بادشاہ سے حاصل کرے
پس اول اوس نے اس مدعا کو بادشاہ کے حضور مین اپنے وکلا کے ذریعہ سے التماس کرایا۔ چونکہ

امرا کے اختلاف اور نفاق اور خودغرضی کیوجہ سے یہان کی حالت خراب ہو رہی تھی کوئی جواب نہ گیا تو
تو اوس کو زیادہ جسارت پیدا ہوئی - اور ابتدای سنہ ۱۱۴۹ ہجری مین دہلی کیطرف بڑہا - چونکہ اوسکی فوج
نہایت جفاکش اور بہادر تہی جہان حملہ کرتا وہانکی تمام رعایا اور سپاہ شاہی بہاگ جاتی محمد شاہ
بادشاہ کی طرف سے اس مہم پر اعتماد الدولہ قمرالدینخان اور امیر الامرا صمصام الدولہ ایک بہاری
فوج کے ساتھ مامور ہوئے - مگر انہون نے جرات کرکے مرہٹون پر حملہ نکیا - اس مہم کو لیت
ولعل مین ڈالکر صلح کی تجویزین پیدا کرتے رہے اور آخر کار مرہٹون کا مقابلہ اپنی طاقت سے باہر
سمجہکر جنگ و صلح کے باب مین مشورہ کی بہانے سے دہلی کو لوٹ گئے - اور مرہٹون کی لڑائی اور
اس مقدمہ کے انفصال کو زمانہ آئندہ پر چہوڑ دیا - برہان الملک نے جو صرف صوبہ اودہ کے
حاکم اور خواص بادشاہی کے داروغہ تھے اور اعتماد الدولہ قمرالدین خان اور امیر الامرا صمصام الدولہ
اور عمدۃ الملک امیر خان کی بنسبت چہوٹے رتبے مین تھے - مگر نہایت دلیر اور صاحب شعور
اور جوہر پائے نام تہے جوان امرا کی سستی اور مرہٹونکی چیرہ دستی دیکہی تو اونکو غیرت آئی -
باوجودیکہ اونکے صوبے کو مرہٹون کے ہاتھ سے کوئی نقصان نتہا - کیونکہ اونکے صوبے کی سرحد گنگا
کے شمال رویہ تہی - اونہون نے ایسی شجاعت سے جو اونکے ہمعصرون مین موجود نہ تھی فوج کو تیار
کرکے مع اپنے داماد ابوالمنصور خان صفدر جنگ کے مرہٹون سے جنگ کے لئے اپنی دارالحکومت
سے کوچ کیا قمرالدین خان وزیر کی فوج جسے مرہٹے مقابلہ کر رہے تھے - اور ہنوز معرکہ عظیم نہ ہوا تہا
کہ برہان الملک ساٹھ کوس راہ ایک دن مین طے کرکے آئے - باجی راو اس سردار کے
آنے کی خبر سنکر ریواڑی اور پاٹودی کو چلا گیا - اور ان قصبون کو لوٹا اور واپس ہوکے گجرات ہوتا ہوا
مالوے مین آیا راجہ بہدا ورکو مرہٹون نے ایک قلعہ کے اندر محصور کر لیا - راجہ برہان الملک
سے توسل رکہتا تہا اوس نے برہان الملک کو عریضہ لکہا اور مدد چاہی - برہان الملک راجہ
کی عرضی پڑہکر تیار ہوئے اور راجہ کو جواب لکہا کہ ہرگز نہ گہبرانا - مین آیا - جلد آتا ہون -
مرہٹون کو سزا دیتا ہون - بعد لکہنے جواب کے برہان الملک نے فوج کو آراستہ کیا اور سپاہ
کا آزوقہ ہمراہ لیا مثل برق و باد روانہ ہوکر گنگا کے پار آئے - اور یہ ارادہ کیا کہ جمنا کو بہی
عبور کرکے راجہ کی مدد کرکے مرہٹون کو مجبور کرین - چونکہ مرہٹون اور بندیلون نے اتفاق
کرکے دریاے جمنا کے گہاٹون کا بڑی احتیاط سے انتظام کر لیا تہا اسلئے برہان الملک
کو آسانی کے ساتھ جمنا کا عبور جلد میسر نہوا - اور راجہ بہدا ور سے کمک پہنچنے مین

ہاتھی پر سوار ہوکر فوج کی کمر بندی کا حکم دیا پوری فوج تیار ہوئی تھی صرف بعض ملازمان رکاب تیار
ہوکر ہمراہ ہوئے اور اس تھوڑی سی لشکر کے ساتھ برہان الملک بھگونت سنگھ کے مقابلے کے
لئے بڑھے اور اس وقت وہ سفید اور موٹا لباس پہنے ہوئے تھے - اور ابو تراب خان تورانی جو
برہان الملک کا نامی سردار تھا اتفاق سے اوس وقت سبز لباس مین تھا اور اس شخص کی
داڑھی بھی سفید تھی بھگونت سنگھ نے ابو تراب خان کو برہان الملک تصور کرکے اوس کے ہاتھی
کی طرف متوجہ ہوا اور قریب آکر گھوڑی کو کدا کر اس سختی سے ابو تراب خان کی چھاتی مین برچھا مارا کہ
سنان سینے سے پار نکل گئی - برہان الملک کے اکثر ہمراہی اس مردانہ حملے سے بھاگ نکلے
برہان الملک تھوڑے سے ہمراہیونکے ساتھ مقابلے مین جمے رہے اور تیرون کی سن سن مین
بھگونت سنگھ کو گھیر لیا - ارجن سنگھ جو اوس کا رفیق تھا اور پھر برہان الملک سے موافق ہو گیا تھا -
اوسنے برہان الملک کو بتلا دیا کہ بھگونت سنگھ وہ ہے اور گھوڑے کو دوڑا کر اوسکی سر پر جا پہنچا
ہتیار چلنے لگے - آخر بھگونت سنگھ مارا گیا - ارجن سنگھ کے ہاتھ سے اور برہان الملک کے
تیر سے جہد کراہی عدم ہوا - برہان الملک نے اللہ کا شکر کیا اور اوس کا سر کٹوا کر بادشاہ
کی نذر کے لئے اور اوس کا پوست کھچوا کر اور گھاس سے بُر کرکے قمرالدین خان وزیر کے لئے بھیجا
اور چند روز کے بعد لشکر کی سرداری پر صفدر جنگ کو مقرر کر گئے خود دہلی کو روانہ ہو گئے
۷ - رجب ۱۱۴۸ ہجری روز چہارشنبہ کو بادشاہ کی ملازمت سے شرفیاب ہوئے - ایکہزار
نو اشرفیان اور ایک خنجر اور ایک شمشیر نذر دکھائی - بادشاہ نے نذر قبول فرما کر خلعت مع
سرپیچ مرصع و شمشیر و اسب و فیل عطا کیا - ابو المنصور خان صفدر جنگ اور شیخ عبد اللہ
وغیرہ سرداران لشکر نے برہان الملک کو لکھا کہ بھگونت سنگھ کا بیٹا مرہٹون کو اپنی مدد کے
لئے ادہر لا رہا ہے - آپ جلد آئیے اس لئے برہان الملک ۱۹ - شوال ۱۱۴۸ ہجری روز
یکشنبہ کو بادشاہ سے رخصت ہوکر دہلی سے روانہ ہوئے -

برہان الملک کی مرہٹون سے لڑائی اور اونپر فتحیابی

باجی راؤ پسر بالاجی نے دکن سے ہندوستان کی عزیمت کی تاکہ حال تک بادشاہی کا زر
چہارم جسکو چوتھ کہتے تھے دہلی سے وصول کرے اور اپنے نام سند تازہ بادشاہ سے حاصل کرے
پس اول اوس نے اس مدعا کو بادشاہ کے حضور مین اپنی وکلا کے ذریعہ سے التماس کرایا - چونکہ

امرا کے اختلاف اور نفاق اور خود غرضی کی وجہ سے یہاں کی حالت خراب ہو رہی تھی کوئی جواب نہ گیا تو
تو اون کو زیادہ جسارت پیدا ہوئی - اور ابتدائی سنہ ۱۱۵۰ ہجری میں دہلی کی طرف بڑھا - چونکہ اوسکی فوج
نہایت جفاکش اور بہادر تھی جہاں حملہ کرتا وہاں کی تمام رعایا اور سپاہ شاہی بھاگ جاتی محمد شاہ
بادشاہ کی طرف سے اس مہم پر اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور امیر الامرا صمصام الدولہ ایک بھاری
فوج کے ساتھ مامور ہوئے - مگر انہوں نے جرات کر کے مرہٹوں پر حملہ نکیا - اس مہم کو لیت
و لعل میں ڈالکر صلح کی تجویزیں پیدا کرتے رہے اور آخر کار مرہٹوں کا مقابلہ اپنی طاقت سے باہر
سمجھکر جنگ و صلح کے باب میں مشورہ کی بہانے سے دہلی کو لوٹ گئے - اور مرہٹوں کی لڑائی اور
اس مقدمہ کے انفصال کو زمانہ آئندہ پر چھوڑ دیا - برہان الملک نے جو صرف صوبہ اودہ کے
حاکم اور خواص بادشاہی کے داروغہ تھے اور اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور امیر الامرا صمصام الدولہ
اور عمدۃ الملک امیر خان کی بہ نسبت چھوٹے رتبے میں تھے - مگر نہایت دلیر اور صاحب شعور
اور جوان بانام تھے جوان امرا کی سستی اور مرہٹوں کی چیرہ دستی دیکھی تو اونکو غیرت آئی -
باوجود یکہ اونکے صوبے کو مرہٹوں کے ہاتھ سے کوئی نقصان نتھا - کیونکہ اونکی صوبے کی سرحد گنگا
کے شمال رویہ تھی - اونہوں نے ایسی شجاعت سے جو اونکے ہمعصروں میں موجود نہ تھی فوج کو تیار
کر کے مع اپنے داماد ابو المنصور خان صفدر جنگ کے مرہٹوں سے جنگ کے لئے اپنی دار الحکومت
سے کوچ کیا قمر الدین خان وزیر کی فوج سے مرہٹے مقابلہ کر رہے تھے - اور ہنوز معرکہ عظیم نہ ہوا تھا
کہ برہان الملک ساٹھ کوس راہ ایک دن میں طے کر کے آئے - باجی راو اس سردار کے
آنے کی خبر سنکر ریواڑی اور بائودی کو چلا گیا - اور ان قصبوں کو لوٹتا اور رولتا ہوا گجرات ہوتا ہوا
مالوے میں آیا راجہ بھدا ور کو مرہٹوں نے ایک قلعہ کے اندر محصور کر لیا - راجہ برہان الملک
سے توسل رکھتا تھا اوس نے برہان الملک کو عریضہ لکھا اور مدد چاہی - برہان الملک راجہ
کی عرضی پڑھکر تیار ہوئے اور راجہ کو جواب لکھا کہ ہرگز نہ گھبرانا - میں آیا - جلد آتا ہوں -
مرہٹوں کو سزا دیتا ہوں - بعد لکھنے جواب کے برہان الملک نے فوج کو آراستہ کیا اور سپاہ
کا آزمودہ ہمراہ لیا بمثل برق و باد روانہ ہو کر گنگا کے پار آئے - اور یہ ارادہ کیا کہ جمنا کو بھی
عبور کر کے راجہ کی مدد کر کے مرہٹوں کو مجبور کریں - چونکہ مرہٹوں اور بندیلوں نے اتفاق
کر کے دریائے جمنا کے گھاٹوں کا بڑی احتیاط سے انتظام کر لیا تھا اسلئے برہان الملک
کو آسانی کے ساتھ جمنا کا عبور جلد میسر نہوا - اور راجہ بھدا ور نے کمک پہنچنے میں

دیر ہو جانیکی وجہ سے مرہٹونکے ہاتھ سے سخت صدمہ پایا ملہار راو ہلکر و پلاجی راو کا بہادر سردار اور
اور بہی سردار مع فوج سوار جمنا کے پار جاکر میان دوآب مین لوٹ مار کرتے تہے - جب برہان الملک
کا آنا ان سردارون نے سُنا مثل مظفر خان و امیر الامرا کے انھین بہی جانا ارادہ محاصرہ کا کیا
اور اونکی قریب پہرنے لگا اور اٹاوے سے تا موتی باغ جو آگرے مین ہی سب آبادی کو جلایا -
اور قصبہ سعد آباد و جلیسر کو لوٹا - برہان الملک یہ خبر سنکر طیش مین آئے اور فوج کو آمادہ کارزار
کیا اور دوشنبہ ۲۲ - ذیقعدہ ۱۱۴۹ ہجری کو دہاوا کئے ہوئے ملہار راو[1] ہلکر کے سر پر مسافت بعید
طے کر کے پہنچے مرہٹون کو فرصت سر کہجانے تک کی نہ دی تلوار سپر و تیر مرہٹونکے جتنی بہت مارے
مارے گئے باقی بہاگے - برہان الملک نے اعتماد پور تک جو میدان جنگ سے چار کوس کے فاصلے
پر تہا پیچہا کیا تین سردارون اور بہت سے مرہٹون اور اونکی عورتون کو قید کیا - ملہار راو بہی
مجروح خفیف ہوکر بہاگا - اور ایسی گہبراہٹ مین بہاگا - کہ جمنا کے ایسے گہاٹ سے عبور کرنا
چاہا جو پایاب اوترنے کے قابل نہ تہا موجون کی زنجیرون نے سیکڑون مرہٹونکے ہاتہہ
باندہ باندہ کر دریاے عدم کے کنارے لگا دیا - خزانہ عامرہ مین لکہا ہی کہ ڈیڑہ ہزار کے قریب
مرہٹے گرفتار ہوئے برہان الملک نے ہر ایک قیدی کو ایک چادر اور دس روپئے دیکر رخصت
کردیا - ملہار راو کے ہمراہ تہوڑے سے آدمی نیم جان سے رہگئے تہے - ملہار راو باجی راو کے
پاس پہنچا جو اون دنون سیدون کے کوٹلہ مین گوالیار کے قریب مقیم تہا - ملہار راو بہت بے سامان
ہوگیا - سب سامان اوس کا لٹ گیا اس لڑائی اور مار پیٹ سے جس کو لوگون نے بڑی فتح بیان
کی جگہ جگہہ یہ ہوائیان اوڑین کہ سارے مرہٹے دکن کو بہاگ گئے - مگر باجی راو ایسی افواہون
کے اوڑنے سے اس بات پر آمادہ ہوا کہ بدنامی کا دہبہ مٹاے اور بادشاہ کو یہ معلوم ہوجاے
جیسا کہ اوس نے اپنی زبان سے کہا تہا کہ مین اب بہی خاص ہندوستان مین موجود ہون -
برہان الملک ملہار راو کو میان دوآب سے نکالکر جمنا اُترے اور دس دس کوس کی منزلین
کرتے چنبل ندی کے کنارے آئے کہین مرہٹون کا نشان نہ پایا - دہولپور باڑی مین
کہ دریاے چنبل کے اس پار ہی مقام کر کے یہ ارادہ کیا کہ جریدہ باجی راو پر دہاوا ہو وہ بہی
یاد کرے ایسی سزا ہو - باین ارادہ اپنے لشکر مین یہ منادی کرادی کہ لشکر کے سوار چار روز کا

---

[1] دیکہو سیر المتاخرین اور خزانہ عامرہ مین بلاجی لکہا ہی ۱۲

کہانا اپنے گہوڑون پر رکہہ لین - اور مسلح و مکمل ہوکر تیار رہین - اور برہان الملک نے پانی چہاگلون مین بھروایا اور خیری روٹیون کو بافراط اونٹون پر لدوایا اور توپین سبک مثل خرایل یا ہاتہیون اور اونٹون پر رکہوائین اسطرح کی تیاریان کین - اور یہ حکم دیا کہ جس کے پاس گہوڑا ہوگا اور وہ ہمراہ نہ چلیگا اور لشکر مین رہیگا اوسکو گہوڑے کی دم کاٹ کر تشہیر کیا جائیگا - برہان الملک نے دلمین یہ ٹہان لیا کہ اگر باجی راو دریاے چنبل کے اوس پار ہوگا تو مین عبور کرکے فوراً اوسپر حملہ کر دونگا - اس نیت سے برہان الملک نے ملکا سامان ضرورت کے لایق فراہم کرکے روانگی کا ارادہ کیا -

صمصام الدولہ کا برہان الملک کو مرہٹون کے تعاقب سے روکدینا مرہٹون کا پیشدستی کرکے شاہجہان آباد کیطرف پہنچ جانا - اور اوسکو غارت کرنا برہان الملک اور مرہٹون مین دوستی کا معاہدہ ہوجانا

برہان الملک ہمہ وجوہ تیار تہے کہ یکایک صمصام الدولہ کا شتر سوار آیا اور ایک خط برہان الملک کو دیا مورخون کو مضمون خط مین اختلاف ہے بعض کا یہ قول صاف ہے کہ صمصام الدولہ کے خط مین یہ لکہا تہا مین باجی راو کی تادیب کو مامور ہوا ہون - یہانتک آیا ہون تعجیل نکرو مجہے آجانے دو - تمہین خدا کی قسم جو آگے قدم بڑہاو تمہین بادشاہ کا واسطہ جو آگے جاو - اور بعض نے یہ لکہا ہے خط مین یہ مضمون تہا کہ خبردار قدم آگے نہ بڑہانا بادشاہ کا حکم مجہے لڑنے کا ہے تم نہ لڑنا آگے جاوگے بادشاہ کی عدول حکمی ہوگی یہ جو جرات تمنے کی ہے اس کی بازپرس ہوگی - اس کام مین میرا اختیار ہے تمہین کیا سروکار ہے - مرہٹونکی فوج کوتانا بھرو نکے چہتے مین پتھر مارنا ہے - خودرائی کرنا سلطنت بگاڑنا ہے - بتدبیر مناسب مرہٹون کا تدارک کیا جائیگا تعجیل کروگے تو کام بگڑ جائیگا - اور بعض نے یہ لکہا ہے کہ جب امیرالامرا صمصام الدولہ نے برہان الملک کی جرات سے مرہٹون کی مغلوبی سنی اسے بہت ندامت ہوئی - دفع خجالت کے لئے یہ ارادہ کیا کہ برہان الملک کو ہمراہ لیکر نام پیدا کرے اور بہادری مین قدم رکہے - یا اونہین بہی مثل اپنے بدنام کرے - اسلئے برہان الملک کو مرہٹونپر جانے نہ دیا اور بہتیرا کرکے روکا برہان الملک نے بجاے تحسین نفرین پائی - صمصام الدولہ کی

کم لیاقتی و نادانی پر ہنسی آئی اور یہ سمجہہ لیا کہ اس نادان کم جرأت نے سلطنت بگاڑ رکہی ہے
مناسب یہ ہی کہ باجی راو سے صلح ہو جاے ۔ میرا ملک مرہٹون کی تاخت و تاراج سے بچ جاے
باین خیال باجی راو کے سردارون کو جو قید تہے بلایا اونسے خاطر خواہ قول و اقرار کر دیا اور
کاغذ لکہا لیا ۔ بعد اسکے اون سردارون اور دوسرے قیدیون کو خلعت و خرچ دیکر باجی راو کے
پاس بہجوایا باجی راو نے برہان الملک کی اس عنایت کا شکریہ ادا کیا ۔ اور اپنے معتمدون
کو بہجواکر یہ اقرار و سوگند کیا کہ آپ کے ملک پر مرہٹونکی فوج نہ جائیگی اور تاخت و تاراج نہ کریگی
مرہٹونسے اور برہان الملک سے یہ قول و قرار ہوگیا ۔ مرہٹون نے اوس کا نباہ کیا ۔
اودہ کے صوبے مین مرہٹونکی فوج کبہی نہین گئی ۔ اور چوتہہ و دیس مکہی بہی اس صوبے سے
نہین لی ۔ چندوسی کو ایکمرتبہ لوٹا تہا یہ امر سہواً ہوا تہا[1]

محمد شاہ کو مرہٹونکی جرأت کا بہت اندیشہ تہا اسلئے اونہون نے قمر الدین خان وزیر کو بہی مع
اپنی فوجکے شاہجہان آباد سے روانہ کر دیا تہا جو دہلی سے تیس کوس کے فاصلے پر صوبہ
اجمیر کی راہ پر تہے اور نواب محمد خان غضنفر جنگ بنگش بہی مع اپنے لشکر کے مرہٹونکے
مقابلے کے لئے ایکطرف مامور تہا جب صمصام الدولہ اور برہان الملک کی ملاقاتین ہوتین اور
مہمانونکی ضیافتین ہوچکین ۔ اس عرصے مین چہہ سات روز کی مہلت مرہٹون کو مل گئی اور برہان الملک
کے تعاقب سے دلجمعی حاصل ہوئی ۔ اور یہ معلوم ہوا کہ شاہجہان آباد فوج شاہی سے خالی ہے
تو باجی راو یکلخت جمنا سے الگ ہوا اور اوس بادشاہی فوجکے بازو سے جو قمر الدین خان وزیر کے
تحت حکومت متہرا کے متصل بے حس و حرکت پڑی ہوئی تہی چودہ میل کے فاصلے پر بچکر گذرا ۔
اور ۸ ذیحجہ ۱۱۴۹ ہجری روز سہ شنبہ کو باجی راو اپنی لشکر کے ساتہہ تغلق آباد مین جا پہنچا شاہجہان
آباد کے ہندو مسلمان کالکا کے میلے کی تقریب سے تماشے کے لئے وہان جمع تہے اون سب کو
لوٹ لیا اور دوسرے روز شاہجہان آباد کا محاصرہ کر لیا ۔ جبکہ امراے شاہی کو جو مرہٹونکے
تعاقب اور مقابلے کے لئے مامور تہے یہ معلوم ہوا کہ مرہٹون نے دہلی پر یورش کی ہے اور اپنے
مقابلے مین اونکو نہ پایا تو فوراً دہلی کیطرف بہت عجلت کے ساتہہ روانہ ہوئے ۔ اعتماد الدولہ
وزیر جو بہ نسبت دوسرے امرا کے دہلی سے زیادہ قریب تہے جلد جا پہنچے ۔ اور ۹ ذیحجہ روز چہار شنبہ

---

[1] دیکہو تاریخ مالوہ مولفہ سید کریم علی ساکن ساڈہہ سرکار کالپی ۲

کو مرہٹون سے خفیف سی لڑائی ہوئی مرہٹے ہٹ کر پیچھے جا پڑے - برہان الملک بھی آگرے سے ۸ ذی حجہ روز سہ شنبہ کو بطریق یلغار روانہ ہوئے - چہار شنبہ کے دن ۳۰ کوس مسافت کے بعد قصبہ تلپٹ مین جو دہلی کے متصل ہے برہان الملک جا پہنچے - دوسرے روز کہ عید الضحی تھی شاہجہان آباد مین برہان الملک ہو چکے صمصام الدولہ بھی ہمراہ تھا تیسرے روز نواب محمد خان بنگش بھی آ کر مل گیا چونکہ برہان الملک کی شمشیر آبدار کا مزہ مرہٹے چکھ چکے تھے اونکے لشکر کے پہنچنے کی خبر سنتے ہی بیتاب ہو کر قصبہ ریواڑی اور پاٹودی کی طرف چلے گئے - اوران دونون قصبون کو لوٹ لیا اور وہین سے گجرات اور مالوے کو چلے گئے - اگرچہ باجی راو دکن کو لوٹ گیا - مگر آصف جاہ جو بادشاہ کی اعانت پر تھا - اپنے کوچ و رحلت پر برابر قایم رہا اور پورے اختیارات اوس کو اسباب کے لئے عنایت ہوئے کہ جو وسیلے ذریعے سلطنت کی حفاظت کے ممکن ہون وہ تمام اکٹھے کرے - بادشاہ کی قوت ایسی بودی ہوگئی تھی کہ آصف جاہ اوسکے ذریعہ سے اپنی ذاتی فوج کو چونتیس ہزار آدمیون تک بڑھا سکا آصف جاہ کی تدبیر کا کارخانہ نہایت عمدہ تھا اور سعادت خان کے داماد صفدر جنگ کے زیر حکومت فوج اوسکی تائید کے لئے موجود و آمادہ تھی - برہان الملک کے سوا شاہجہان آباد مین کسی امیر کو مرہٹون کے تعاقب کی ہوس نہ تھی ہر ایک نے عذر کیا - اور اونکی تعاقب مین کوچ نہ کیا - بادشاہ اور وزیر اور امرا نے چوتھ دینے پر رضامندی ظاہر فرمائی صلح کر کے آتش فساد بجھائی -

نادرشاہ کی ہندوستان پر چڑھائی برہان الملک کا محمد شاہ کی مدد مین نادرشاہ سے لڑنے کے لئے شریک ہونا شکست پا کر گرفتار ہو جانا پھر رہائی پانا - برہان الملک کا نادرشاہ کو دہلی جانے اور ہندوستان سے روپیہ وصول کرنے کے لئے اکسانا

نادرشاہ نے تخت نشین سلطنت ایران ہو کر ایک قزلباش سردار کو برہان الملک کے پاس بھیجا - اور اوس کو دو خط دئے ایک محمد شاہ کے لئے دوسرا برہان الملک کے نام سفیر کو ہندوستان کی حدود مین ڈاکوون نے لوٹ لیا - مگر اوسنے وہ دونون خط بچالئے اور کار سفارت ادا کیا - مگر جو ذمہ مراجعت

کی قدردت نمائی - جبکہ نادرشاہ قندہار کے محاصرے مین معروف تہا تو اوس نے دلی کے دربار
سے گرفتاری یا اخراج اون چند افغانون کا چاہا تہا جو غزنی کے پاس ہندوستان کے ملکون مین
بہاگ کر گئے تہے اور اصل حقیقت یہ ہی کہ ہندوستان کی سلطنت اس قابل نہ تہی کہ وہ اس
درخواست کو قبول کرتی - علاوہ اس کے یہ بھی دریافت ہوتا ہی کہ اس سلطنت نے نادرشاہ
کی نادرشاہی کے قبول وتسلیم مین گونہ تامل کیا تہا - غرضکہ نظر بوجوہ مذکورہ درخواست کے
جواب مین بہت عرصہ گذرگیا اور جبکہ جواب اوس کا نہ پہنچا تو نادرشاہ نے تساہل وغفلت
کی بڑی شکایت کی اور بہت برا بہلا کہکر کچہہ توقف نہ کیا - چنانچہ سیلاب کی مانند آگے کو غزنی
وکابل پر یورش آیا بعد اسکی صفر سنہ ١١٥١ ہجری مطابق سنہ ١٧٣٨ء مین ایک ایلچی یہان سے دہلی کو روانہ
کیا جسکو پہاڑی پٹہانون نے پہگتنے لگایا تہا تک کہ نادرشاہ نے ہندوستان کی چڑہائی کر
نا واجب سمجہا اور اوسکے لئے بہانہ معقول پایا اور ماہ شعبان سنہ ١١٥١ ہجری مطابق ماہ اکتوبر
سنہ ١٧٣٨ء مین اوپنی مشرقی جانب کوچ ومقام کو جاری کیا - مگر دلی کا دربار اب مرہٹون کے خوف
وہراس اور اپنی خانگی فسادون مین ایسا مبتلا تہا کہ نادرشاہ کے میل وحرکت پر بہت سی توجہہ
نہ کرسکا - ؛

جسقدر دلی کا دربار پہلے نادرشاہ کیطرف سے بےپروا اور غافل تہا ویسے ہی اس وحشت اثر
خبر کے سنتے ہی پریشان وہراسان ہوا کہ نادرشاہ پہاڑون سے آگے کو بڑہا - اور اوس تہوڑی سی
ہندوستانی فوج کو جو لاہور کے حاکم کی زیر حکومت اون کے مقابلے پر آئی تہی شکست فاش
دیکر اٹک تک آپہونچا اور وہان کشتیون کا پل بناکر پنجاب مین داخل ہوا اور آگے کو بلا تحاشا چلا
آتا تہا - جہانتک کوئی چہوٹی بڑی روک ٹوک بہی پیش نہ آئی یعنی دلی سے سو میل کے اندر بلا تکلف
بڑہا چلا آیا اور کسی نے چون بہی نہ کی - اور جب وہ وہان پہنچا تو ہندوستانی فوج کے قرب وجوار
مین اپنے آپ کو پایا - نادرشاہ کی فوج اور سارے ہمراہیون کی جو سب مسلح تہے تعداد بموجب اوس
روزنامچہ کے جس کا ترجمہ فیروزشاہ نے لکہا ہی ایک لاکہہ ساٹہہ ہزار آدمی تہے - مگر اوس کی
فوج کے ایک اخبار نویس نے جو بمقام پشاور اوس کی فوج مین داخل تہا سارہے چونسٹہہ ہزار
سپاہی اور چار ہزار بہیر بنگاہ اوسکی بیان کی ہے محمدشاہ نے بڑے جد وجہد اوٹہاکر تہوڑی بہت فوج
اکٹہی کی تہی - چنانچہ کرنال کی جانب روانہ ہوئے جہان بڑا لشکر اون کا پڑا تہا اور جبکہ نادرشاہ
آپہنچا تو سعادت خان اودہ کے صوبہ بہی اوسی زمانہ کے قریب اپنے بادشاہ کی مدد کے لئے

روانہ ہوئے۔ جب محمد شاہ کو برہان الملک کے قریب آجانے کی خبر معلوم ہوئی تو خاندوران خان کو استقبال کے لئے بہیجا۔ ۱۵۔ ذیقعدہ ۱۱۵۱ہجری روز سہ شنبہ کو خاندوران نے لشکر سے آدہ کوس کے فاصلے پر استقبال کیا۔

جہان کشائے نادری مین لکہا ہو کہ جب نادرشاہ نے یہ خبر سُنی کہ برہان الملک تیس ہزار سپاہ اور توپخانہ کے ساتھ اپنے بادشاہ کے شریک ہونے کو آرہے ہین اور بہت جلد اردوے محمد شاہی مین داخل ہونے والے ہین تو اونہون نے رات ہی مین اپنی فوج قزاولی کو متعارف راستے پر متعین کردیا کہ وہ برہان الملک کو روکے لیکن وہ غیر متعارف راستے سے آدہی رات کے وقت محمد شاہ کے لشکر مین داخل ہوگئے۔ اس فوج قزاولی نے اون کا تعاقب کیا اور بہت سے آدمی مارے اور اسیر کئے اور جو اسباب بار پایا لوٹ لیا۔ جبکہ برہان الملک نے یہ حال سنا کہ ایرانیون نے اونکے عقب لشکر پر حملہ کیا اور اسباب لوٹ لیا تو اونہون نے اس خبر سے برآشفتہ ہوکر امیر الامرا کو پیام بھیجا کہ مین اپنے لشکر کی حمایت اور مدد کے لئے سوار ہوتا ہون اور یہ کہکر ہاتھی پر سوار ہوئے باوجودیکہ اونکے بالون مین زخم تہا جس کو خزانہ عامرہ مین شقاقلوس کا مادہ بتایا ہی اونکی سپاہ ابھی تمام نہ آنے پائی تھی کیونکہ وہ کڑی کڑی منزلین کرکے آئے تھے۔ اکثر سپاہی منزلون مین اونکے ساتھہ نہ پہنچ سکے تھے پیچھے رہ گئے تہے اور جسقدر آدمی ساتھ پہنچے تہے وہ طولانی کوچون کی وجہہ سے تہکے ہی تھے۔ اور اسوجہ سے کہ آدہی رات کو عسکر مین داخل ہوئے تہے اکثر خواب مین تھے۔ جب برہان الملک بادشاہ کی ملازمت کے لئے گئے ہوئے تہے اور اونکے ہمراہی کہ تازہ آئے تھے وہ لڑائی کی خبر۔ اور قزلباشون کے قریب ہونے کی اطلاع نہین رکھتے تہے نقیب بتیرا چلاتے تھے کہ تیاری کرو نواب جنگ کے لئے سوار ہوگئے ہین کوئی یقین نہین کرتا تہا۔ بہرصورت برہان الملک چار پانسو سوار اور اسیقدر پیادے اونکے ساتھہ قزلباشون سے لڑنے کے لئے چلے گئے۔ اور لشکرگاہ کے کنارے تک کوئی تین چار ہزار سوار اور ایکہزار پیادے ملگئے۔ صمصام الدولہ نے برہان الملک کا پیام بادشاہ کو اور بادشاہ نے آصف جاہ کو کہلا بہیجا آصف جاہ نے

---

[۱] عالم شاہی مین لکہا ہو کہ برہان الملک محمد شاہ کے پاس بیٹھے ہوئے تہے جو اون کو اپنے آدمیون کی درانیون کے ہاتھوں سے تباہی کا حال معلوم ہوا اوسوقت غیظ و غضب مین آکر مقابلہ کے لئے کہڑے ہوئے۔ بادشاہ نے کہا کہ برہان الملک کام سوچ سمجھہ کر کرنا چاہیے۔ وہ چونکہ غصے مین بہرے ہوئے تہے بزور حضور سے رخصت ہوئے ۱۲

جواب دیا کہ ایک تہائی دن سے کم باقی رہگیا ہے اور ابھی برہان الملک کا لشکر تھکا ماندہ ہے
اوسنے آرام نہین پایا ہے اس لئے لڑائی مناسب نہین اونہین حکم دیجئے کہ جلدی نہ کرین صبح
کو بہئیت مجموعی دشمن پر چڑہائی ہوگی محمد شاہ نے یہی جواب صمصام الدولہ کو کہلا بہیجا
صمصام الدولہ نے آصف جاہ کی سہل انگاری خیال کرکے کہلا بہیجا کہ اب برہان الملک
دور نکل گئے کچھہ عجب نہین کہ فوج مخالف سے بھی مقابلہ ہوگیا ہو پس ایسے جان نثار سردار
کی مدد نکرنا مصلحت کے خلاف ہے اور کوئی جائے یا نجائے بندہ تو اونکی کمک پر روانہ ہوتا ہے
یہکہکر ہاتھی پر سوار ہوکر موجودہ لشکر اور توپخانے کے ساتھہ جو مختصر سا تھا برہان الملک کی
کمک کو روانہ ہوا پہر دن باقی رہا تہا کہ برہان الملک اور صمصام الدولہ دونون نادرشاہی
لشکر کے متصل پہنچگئے صمصام الدولہ نے اپنی فوج کو برہان الملک کی برابر اوس سے
آدھہ کوس کی فاصلے پر کہڑا کیا جہان کنارے نادری اور درہ نادرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد شاہ
بھی نظام الملک اور قمر الدین وزیر کو ساتھہ لیکر انکے پیچہے آدہے فرسنگ کے فاصلے سے
اپنی فوج اور توپخانے کے پرے جماکر کھڑے ہوئے نادرشاہ نے مقابلے کے لئے اپنی
سپاہ کے تین حصے کئے دو حصے برہان الملک اور صمصام الدولہ سے لڑائی کے لئے روانہ کئے
اور ایک حصہ اپنے ہمراہ رکہا۔ قزلباش برہان الملک اور امیر الامرا کے لشکرون کے سر پر
پہنچ گئے اور دو گہڑی میں یہ تمام مخالف ملکر لڑائی شروع ہوئی۔ اور امیر الامرا صمصام الدولہ
کے ہمراہی بہت نامور تھے اونمین سے بہت سے مارے گئے۔ اور صمصام الدولہ خود مجروح ہوکر مع چند رفقاے
باقیماندہ کے میدان جنگ سے سر شام لوٹکر اپنے خیمون کی طرف آیا جسنے سہ شنبہ ۱۹ ذی قعدہ[۱]
کو قضا کی اور برہان الملک میدان جنگ مین کھڑے ہوئے تہے۔ اور اونکی ہمراہیون مین سے
بعض مارے گئے تھے اور باقیماندہ نہایت پریشانی کی حالت مین ایک جگہہ جمع تہے۔
قزلباشون نے اون کو چارون طرف سے گہیر لیا۔ ایک نیشاپوری ترک جو برہان الملک
کا ہموطن تھا جرات کرکے برہان الملک کے ہاتھی کے قریب پہونچ گیا۔ برہان الملک نے
اوسکے جوبین تیر مارا خان مذکور نے آواز دی کہ او محمد امین تم دیوانے ہوئے ہو کس سے
لڑتے ہو اور اپنی فوج پر کس پر اعتماد رکہتے ہو۔ یہ کہکر نیزہ مین بلن گاڑکر اوس سے گہوڑے کو

[۱] تاریخ مظفری مین ہے کہ ۱۵ کو لڑائی ہوئی اور اوسکے دوسرے دن صمصام الدولہ مر گیا۔ ۱۲

باندھ دیا اور ہاتھی کا رسا پکڑ کر برہان الملک کی عماری میں جا پہنچا برہان الملک ایران کے
ضابطہ سے واقف تھے اسلئے اطاعت بجالائے اور اسیر پنجۂ تقدیر ہو کر اوس ترک کے ہمراہ نادرشاہ
کے حضور مین گئے نادرشاہ نے تقصیر معاف فرمائی اونکے ہمراہ نثار محمد خان شیر جنگ بھی
گرفتار ہوا تھا۔ خزانہ عامرہ مین لکھا ہے کہ برہان الملک کی پایداری اور شجاعت کو نادرشاہ نے
بہت پسند کیا۔ اور کئی بار کہا کہ ایسی جوانمردی جو برہان الملک سے ظہور مین آئی ہندوستان
کے اندر کسی لڑائی مین ہمنے نہین دیکھی۔ اور ہمیشہ برہان الملک کی تعریف کرتا تھا خزانہ عامرہ
مین اونکی گرفتاری کا واقعہ اسطرح لکھا ہے کہ شیر جنگ کی سواری کا ہاتھی مست تھا
اور عالمشاہی مین لکھا ہے کہ اس کو برہان الملک کی سواری کے ہاتھی سے عناد تھا اوسی
بگڑ کر برہان الملک کی سواری کے ہاتھی پر حملہ کیا۔ اور اس کو ریلتا ہوا نادرشاہ کے لشکر مین
لیگیا تلوار اور نکس کے بہت اوسپر وار کئے۔ مگر نہ مانا اسطرح برہان الملک دو تین ہمراہیون
کے ساتھ نادرشاہ کے قبضے مین آگئے۔ برہان الملک نے دو زخم اوٹھائے تھے ایک
تیر کا دوسرا نیزے کا نادرشاہ نے اون کو مصطفے خان شاملو کے حوالے کردیا۔ برہان الملک
نے صمصام الدولہ کی وفات کی خبر سنی تو منصب امیر الامرائی کے امیدوار ہوے نادرشاہ
سے مصلحت آمیز باتین کرکے دو کروڑ روپئے پر اوس سے صلح کرلی۔ اور یہ قرار پایا کہ آصف جاہ
یہ دو کروڑ روپئے حاضر ہو کر پیش کریگا بعد اسکے نادرشاہ واپس چلا جائیگا برہان الملک نے
اس تمام مضمون کو ایک کاغذ مین تحریر کرکے بادشاہ کے ملاحظہ کے لئے آصف جاہ کی پاس
بھیجدیا جب یہ رقعہ پہنچا تو آصف جاہ اور محمد شاہ جو نہایت متردد تھے نہایت خوش ہوئے
محمد شاہ کے حکم سے آصف جاہ بہت جلد نادرشاہ کی پاس گیا۔ اور ملازمت حاصل کرکے زر
موعود ادا کیا۔ اور خوشی خوشی اپنے لشکر مین واپس آیا۔ اور محمد شاہ کے حضور مین پہنچکر اپنی
خیر خواہی اور دولت خواہی کا حال عرض کیا چونکہ صلح کا عہد و پیمان کر آیا تھا امیر الامرائی کا
خواستگار ہوا بادشاہ نے اوس کے التماس کے موافق صمصام الدولہ کے انتقال کے
دن ہی امیر الامرائی کا خلعت آصف جاہ[1] کو عطا کردیا۔ برہان الملک کو جب یہ خبر پہنچی
کہ آصف جاہ نے امیر الامرائی کا عہدہ پایا تو بیقرار ہو گئے۔ اور نادرشاہ سے عرض کیا کہ لشکر محمد شاہ
مین آصف جاہ کو پورا قابو حاصل ہے اوسکے سوا کوئی کچھ نہین کرسکتا اوسکی نزدیک ایک دو کروڑ روپئے

[1] دیکھو سیر المتاخرین - ۱۲

کچھ حقیقت نہین رکھتی اسقدر روپیہ تو مین بھی اپنے گھر سے دے سکتا ہوں باقی امرا اور خزانہ بادشاہی اور مہاجنون کا کیا ذکر ہے اگر حضور شاہجہان آباد کو جو تیس چالیس کوس سے زیادہ دور نہین تشریف لے چلین تو حصول مدعا ممکن ہے ۔ نادرشاہ اس بات سے خوش ہوا ۔ اور محمد شاہ کو مع حشم و خدم کے اپنے لشکر مین بلا لیا ۔ اور برہان الملک پر نادرشاہ روز بروز عنایت زیادہ فرمانے لگا ۔ خلعت فاخرہ عطا کیا ۔ اور اپنی خاص محفل مین حاضر ہونے کی اجازت دی اور اونکو دولتین کا وکیل مطلق قرار دیا اور صاحب اختیار کل مقرر فرمایا[۵] ۔ اور طہماسپ خان جلائر کو جو نادرشاہ کی فوج کے ہراول کا افسر تھا ۔ برہان الملک کے ساتھ دلی کو اپنی روانگی سے قبل بھیجا اور بہ بابت نظامت دہلی کے ایک فرمان اپنی طرف سے اپنی مہر لگا کر اور ایک شقہ محمد شاہ سے لکھوا کر شمس الدولہ کے لیے دیا جس کو محمد شاہ دلی مین چھوڑ آئے تھے ۔ نادرشاہ کے فرمان کی نقل یہ ہے ۔

عالیجاہ لطف اللہ خان صادق بہادر امیدوار مراحم بادشاہانہ بودہ معلوم نماید کہ آن رفیع الشان منیع المکان را از امرای قدیم دولت تیموریہ و معتمدان جاہ گورگانیہ دانستہ نظامت دار الخلافت شاہجہان آباد کہ اعظم دیار ملک ہندست و حرم سرای اشرف سلاطین بروی زمین است سرفراز فرمودیم و حسن خدمت و جواہر امانت و دیانت ہر یک آن سرگروہ نوئینان عالی مقدار بہ گذارش عقیدت گزین راسخ الاعتقاد والا منزلت عالی مرتبت برہان الملک بہادر جنگ کہ بحضور خاکپای مامورہ بود مستحسن و مقبول افتاد باید کہ آن رفیع القدر سکنہ شہر را دلاسا نماید و امیدوار دولت خداداد سازند و نوعی بپردازد کہ رعایا و برایا باسودگی بسر برند و زبردست و زیردست مساوی زیند بشود کہ قادر بر عاجز غلبہ آرد و ضبط کار خانجات و اسباب پادشاہی و حراست سلاطین ذمہ خود شناسد خبر نظامت و کلیہ قلعہ مبارک با جمع کار خانجات حوالہ طہماسپ خان سردار کہ ہمپای برہان الملک می رسد نماید درین مادہ شقہ خاص لعلیحضرت نیز بان قدیم الخدمت صادر شدہ حسب الارقام عمل آرد و مارا متوجہ احوال خود شناسد ۔ درین باب تاکید داند تحریر فی التاریخ ۱۱ شہر ذی القعدہ الحرام

نقل شقہ دستخط خاص محمد شاہ

قدیم الخدمت من ۔ برہان الملک و طہماسپ خان بہادر مع منشور نظامت کہ بنام آن قدیم الخدمت

---

۵ دیکھو خزانہ عامرہ ۱۲ ۔ ۵ دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

از پیشگاه شہنشاه صادر شده میرسد باید که کلید جمیع کارخانجات را حواله سردار سازد ودرین باب
قدغن بلیغ وتاکید شدید دانند- برہان الملک نے اپنی روانگی سے قبل شمس الدولہ کو اپنی طرف سے
ایک خط لکھکر مع اون دونون فرمانونکے آغا حسن کاشی کی معرفت بھیجا نقل خط برہان الملک-
نواب صاحب مشفق مہربان سلمہ اللہ تعالے- بتاریخ یازدہم ذیقعدة الحرام دولت قاہرہ
آستانہ شہنشاه دست داد ومنشور نظامت بنام آن مہربان مع شقہ خداوند نعمت حاصل نموده شد
چنانچہ آغا حسن میرساند وطہماسپ خان بہادر دررفقہ بتاریخ سلخ سنہ داخل شہر شوم تا باولی استقبال
طہماسپ خان قرین صلاح ست واز قلعہ وار کلید قلعہ پیش خود طلبید با کلید ہاے دیگر کارخانجات
دراول ملاقات حوالہ سردار خواہند فرمود زیاده والسلام-

یہ تحریرین شمس الدولہ کے پاس پہنچنے کے بعد پیچھے سے برہان الملک اور طہماسپ خان بھی
دہلی پہنچے- شمس الدولہ باولی تک استقبال کو آئے اور ملاقات کے بعد برہان الملک اور
طہماسپ خان وشمس الدولہ کامگار خان کے باغ مین اوترے- تہوڑی دیر یہان بیٹھکر کشمیری
دروازے سے شہر مین داخل ہوکر قلعہ کو چلے یاربیگ خان نے قلعہ کی کنجیان حوالے کرنے مین
تہوڑی دیر توقف کیا- جبکہ محمد شاه کا شقہ دیکھا تو قلعہ کا دروازه کہولدیا- طہماسپ خان کی ساعی سے
دیوان خاص سے اسد برج تک تو نادرشاه کی حرم سرا کے لئے مکانات مقرر کئے گئے-
اور باغ حیات بخش سے شاه برج تک محمد شاه کے لئے جگہہ چہوڑدیگئی- نادرشاه بھی محمد شاه
کو ساتھہ لیکر دہلی کو عازم ہوا- ۸- ذیحجہ ۱۱۵۱ ہجری روز پنجشنبہ کو محمد شاه اور ۹- ذیحجہ روز جمعہ کو
نادرشاه قلعہ شاہجہان آباد مین داخل ہوے- نادرشاه نے تہوڑی سی فوج کو شہر مین منقسم
کرکے یہ حکم صادر فرمایا کہ فوج کے قانون کی سخت پابندی عمل مین آئے اور محمد شاه کی حفظ و
حراست کے لئے پہرے بٹھائے جائین- باوصف اس کے کہ نادرشاه نے یہ دوراندیشیان
اور ہوشیاریان برتین- مگر ہندوستانی اوس سے راضی نہوتے اور دوسرے دن یہ افواه
مشہور کی گئی کہ نادرشاه نے وفات پائی- اور جون ہی کہ دلی کے گلی کوچون مین یہ خبر
پہیلی تو ہندوستانیون کی نفرت بلا مزاحمت ظاہر ہوئی- اور ایرانیون کا قتل ہونا شروع
ہوا اور جسطرح سے کہ ایرانی سپاہی جگہہ جگہہ پہیلے ہوے تھے اوسکی وجہ سے بہت سے لوگ
اونکے ہندوستانیونکے غیظ وغضب کی قربانی ہوے- ہندوستانی امیرون نے
ایرانیونکے بچانے مین کوشش نہ کی- بلکہ بعض امیرون نے ایرانیون کو قاتلون کے

حوالے کیا جاوانکی محلسرایون کی حفظ و حراست کے لئے متعین کئے گئے تھے - علی حزین نے بیان کیا ہے جس کو سیر المتاخرین والے نے لفظ بلفظ نقل کیا ہے کہ سات سو ایرانی مارے گئے اور سکاٹ صاحب کی جلد ۲ صفحہ ۷ میں ایکہزار آدمی بیان کیئے گئے ہین - نادرشاہ نے پہلی پہل تو فساد کا دبانا چاہا اور اس بات کے دریافت ہونے سے گو نہ رنجیدہ ہوا - کہ وہ فسادات پھر بہ بارہا اور تنزل کی جگہہ اوس کو ترقی حاصل ہوئی - باوصف اسکے صبح کو گہوڑے پر سوار ہو کر اس نظر سے باہر نکلا کہ اوس کو جیتا جاگتا دیکہہ کر پھر امن و امان قایم ہو جاتے اور جبکہ وہ باہر نکلا تو اوس نے گلی کوچون مین اپنے ہموطن بہائیونکی لاشونکو پڑا ہوا دیکہا - مگر اس پر بھی جوش اوس کو نہ آیا یہانتک کہ ادہر اودہر سے پتھر پھینکنے لگے - اور چارون طرف سے تیر وبان وسپر برسنے لگے اور یہ نوبت پہونچی کہ ایک سردار اوس کا جو اوس کے پہلو مین جاتا تہا اوس گولی کا نشانہ ہوا جو خاص اوس پر چہوٹ کر آئی تھی - غرضکہ جب نادرشاہ نے یہ دست درازیان دیکھین تو وہ بہت غضبے ہوا - اور قتل عام کا عام حکم سنایا - چنانچہ صبح سے بہت دن چڑہے تک وہ حکم قایم رہا - اور اوسکی بدولت وہ صورتین پیش آئین جو لوٹ مار اور پاوہن و تاراک کی لفظ سے پیدا ہو سکتی ہین یعنی شہر کو چند مقامون سے ایسا جلایا ہوگا کہ وہ آتشبازی کا تماشا اور خونریزی و ویرانی کا نمونہ بن گیا - خانزادے کاظم خان شیدا نے اس قتل عام کی تاریخ غضب عام[۱] سے نکالی ہے - جبکہ نادرشاہ قتل عام سے سیر ہو چکا تو محمد شاہ یا اوس کے وزیر کی سفارش سے غیظ اوس کا ٹہنڈا ہوا - اور قتل کی ممانعت کا حکم سنایا گیا - اور انتظام اوس کا ایسا مستقل تہا کہ جس وقت قتل کی بندش کا حکم صادر ہوا - تو اوسی وقت فوج نے تسلیم کیا اور کسی نے دم نہ مارا - قاتلون کے ہاتھ جہان کے تہان رہگئے - مگر دلی والونکی تکلیفات اسپر موقوف نہو سکین اسلیئے کہ نادرشاہ کا بڑا مطلب ہندوستان کی چڑہائی سے یہ تہا کہ اوسکے مال و دولت سے اپنے آپ کو مالامال کرے اور جب سے اوس نے فتح پائی تھی تب ہی سے روپیہ کے اخذ و جبر کے رنگ ڈہنگ اوس نے ڈالے تھے جسکا وہ خواہان تہا - چنانچہ پہلے سے اوس کی سعادتخان ہوئے مگر دہلی کے پہونچنے پر تہوڑی مدت گذری تھی کہ سعادت خان مرگئے اور دہلی مین مدفون ہوئے -

برہان الملک کی وفات

ماثر الامرا وغیرہ مین ذکر کیا ہے کہ برہان الملک اس لڑائی کے زخمون سے ۹ - ذیحجہ روز شنبہ

---

[۱] دیکہو طبقات الشعرا تالیفہ مولوی قدرت اللہ شوق ۱۲

کی شب مین مر گئے اور مرآت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ جسدن نادرشاہ شاہجہان آباد مین داخل ہوا اوسکی صبح کو برہان الملک نے وفات پائی۔ اور سیر المتاخرین مین بیان کیا ہے کہ لڑائی سے چند روز کی بعد برہان الملک مرض سرطان کے صدمے سے جو اوکی پانون مین تہا راہی ملک آخرت ہوئے خزانہ عامرہ مین مذکور ہے کہ لوگ دیکھہ کو برہان الملک نادرشاہ کے حکم کے بموجب دن بھر اپنے گہر پر بادشاہی کام سرانجام دیتے رہے۔ مگر شفا قلوس کا درد اور بیتابی بہت تھی۔ کبھی غش آجاتا تہا کبھی افاقہ ہوتا تہا۔ عید قربان کی رات کو صبح سے پہلے اوکی سانس کل گئی جسم منتقل کیا نظام الملک آصف جاہ عیادت کے لئے گئے۔ اور بیشتر سے ایک آدمی کو بہیجدیا کہ برہان الملک کو منع کردی کہ وہ تعظیم کو نہ اٹھین۔ اونہون نے نہ مانا۔ جب آصف جاہ پہنچے خدمتگارون کی اعانت سے تعظیم کو کہڑے ہوئے۔ علی قلیخان والہ داغستانی نے اونکی مرثیے مین کہا ہے

رباعی دوران کو سپہر واژگون می گردید ۔ بسکہ زمانہ بے تو جون سے گریہ ۔ رفتی زجہان و پشت شمشیر شکست ۔ با قامت خم ہمیشہ خون می گرید ۔ شمشیر جنگ جو کہ قزلباش سوارونکی جمعیت کے ساتھ نادرشاہ کیطرف سے برہان الملک کے پاس مامور تہا تاکہ وہ کروڑ روپئے جنکے نذر کرنے کا اونہون نے وعدہ کیا تہا وصول کرے وہ اون سوارون کو لیکر اودھ مین گیا اور صفدر جنگ سے وہ روپئے وصول کرکے نادرشاہ کے پاس لایا۔ گیان پرکاش کے مولف نے برہان الملک کی وفات کا واقعہ اسطرح ذکر کیا ہے کہ ایکدن نادرشاہ نے سعادت خان برہان الملک اور آصف جاہ کو سخت اور ناملایم الفاظ کہے نظام الملک آصف جاہ ایک عیار آدمی تہا اوس نے سعادت خان سے کہا کہ اب زندگی بے لطف ہے اور ایک شربت کا پیالہ زہر کے بہانے سے پی لیا نواب سعادت خان کہ نہایت غیور تہے اور مردمی کا طنطنہ رکہتے تھے واقعی مین زہر کہا کر مرگئے۔ نادرشاہ ابہی شاہجہان آباد مین مقیم تہا۔ مگر عماد السعادت کا مولف گیان پرکاش کی روایت کی تردید کرتا ہے۔ اوس کا بیان یہ ہے کہ ایکدن نادرشاہ نے نظام الملک کو طلب کرکے فرمایا کہ اے بوڑہے تونے ہمکو قندہار تحریر کیا تہا کہ اگر حضور اشرف ہندوستان تشریف لا مین گے تو پچاس کروڑ روپئے کا انتظام کردونگا۔ اور جو کچھہ بادشاہ و امرا سے ہاتھہ لگیگا وہ علاوہ ہوگا۔ اب وہ روپئے کہان ہین۔ جا آج اور کل کی مہلت ہے۔ پرسون تک اگر حاضر نہ کرسکے گا تو تیری کہال نکلوالونگا۔ آصف جاہ نادرشاہ سے رخصت ہوکر برہان الملک کے پاس آیا۔ اور نادرشاہ کی ساری تقریر سنا کر کہا کہ بہائی آج یہ آفت ہمارے سر پر ہے

تمہاری خبر نہیں ہے اب کوئی صورت عمر بچانے کی باقی نہیں ہے۔ مین وہی آصف جاہ ہون کہ کئی بار دکن کو فتح کیا ہی مدت العمر مین ۷۰ لڑائیان سر کی ہین لف ایسی زندگی پر کہ بڑھاپے مین ایک گدا ہی فرلباش بچہ بے نام و نشان آکر میرے ساتھ ایسا سلوک کرے مین تو اب اسکے بہتر جانتا ہون کہ مین اپنی جان کو ہلاک کر ڈالون۔ اور زہر کا پیالہ پی لون۔ میرے اور نادر کے سوال و جواب قیامت مین ہونگے۔ برہان الملک صاف دل تھے۔ اونہون نے آصف جاہ سے کہا کہ آپ اپنے مکان کو تشریف لے گئے کہ مین بھی ایسا ہی کرونگا۔ آصف جاہ رخصت ہوکر اپنے مکان کو گئے اور برہان الملک نے ایک شربت کے پیالے مین زہر ملاکر پی لیا اور چادر تان کر سو رہے۔ اور مر گئے۔ مگر نظام الملک نے زہر نہین کہایا آرام سے اپنے دیوانخانے مین سو گیا۔ جب بیدار ہوا اور برہان الملک کی خودکشی کی خبر سنی تو ظاہر تاسف کیا اور باطن مین مسرور ہوا۔ اب آگے عماد السعادت کا مولف کہتا ہی کہ یہ حکایت محض بے اصل ہی حقیقت حال یہ کہ برہان الملک کے چند ماہ سے دنبل نکلا تہا اور کرنال کی جنگ مین وہ موجود تہا اوسی صدمے سے وہ مر گئے اونکی اور آصف جاہ کے درمیان ہرگز عداوت نتھی اور دلیل اسپر یہ ہی کہ آصف جاہ کا پوتا عماد الملک ایک شب اپنے ایک دوست سے بیان کرتا تہا کہ برہان الملک بڑی خوبی کے آدمی تھے۔ ہمارے دادا اونکو قمر الدین خان وزیر سے زیادہ عزیز رکہتے تھے کیونکہ قمر الدین خان تو ہمارے رشتہ دار تھے اور برہان الملک باوجود اجنبیت کے بڑے بڑے سلوک کرتے تھے۔ عماد الملک جب یہ بات کہہ چکا تو اوس کے دوست نے کہا بہلا کوئی سلوک بیان تو کرو اوس نے کہا کہ ایکبار محمد شاہ نے میرے والد کو بعض دشمنون کے اغوا سے پیش خانے کے پیادون کے حوالے کر دیا اور فرمایا کہ تا حکم ثانی انہین قید رکہین۔ والد نے قمر الدین خان کو لکہا کہ آپ اسوقت دستگیری فرماین۔ کیونکہ والد تو دکن مین ہین۔ اور مخالف لوگ دانت پیس رہے ہین اور بادشاہ کو غصے کر دیا ہے۔ آپ باپ کی جگہہ مین۔ اونہون نے جواب دیا کہ بادشاہ سلامت مختار اور جان و مال کے مالک ہین ہم سب اونکے غلام ہین وہ جو کچہہ کرتے ہین خوب کرتے ہین۔ بندگان اقدس کی مرضی کے خلاف عرض کرنے کی طاقت نہین رکہتا ہون والد نے جب یہ جواب سنا تو زندگی سے قطع امید کی اور اس بات پر آمادہ ہوئے کہ انگوٹھی سے ہیرا نکال کر اور پیس کر کہالین۔ اس اثنا مین برہان الملک جو دربار مین آئے ہوئے تھے اونہون نے بہی یہ حال سن لیا نہایت غصے ہوئے۔ اور بادشاہ کی پاس پہونچے تو خشم آلودہ وہین پر جبین

کھڑے رہے بادشاہ نے اس حال کا سبب دریافت کیا۔ برہان الملک نے عرض کیا کہ غلام سخت حیران ہی اور نہایت متعجب ہی کہ قلعہ کیون نہین منہدم ہو جاتا کہ آصف جاہ نے رکاب سعادت مین بڑی مستعدی سی خدمات کین اور اوس کا بڑا بیٹا جو حضور کا جان نثار ہی ایک ادنی آدمی کی طرح سی پیش خانے کے سپاہیو نکے پاس نظر بند ہی۔ جو کچھ اوس کے باپ نے خدمات کین اونکو اسطرح یک لخت بھلا دینے سے ثابت ہوتا ہی کہ اس غلام کی داڑھی بھی عنقریب اپنے خون سی رنگین ہوگی یہ بات کہی۔ اور پیش خانے مین آکر میرے باپ سی کہا کہ تم کیون یہان بیٹھے ہو تمہارا اسسرنا مرد ہے اوس سی کچھ توقع مت رکھو میرے ساتھ چلو دیکھون تو کون ایسی ہمت رکھتا ہی کہ مجھ سے تم کو چھڑا لے سکا۔ اوس نے بہت الحاح کیا کہ بادشاہ کے بے حکم اُٹھنا اچھا نہین۔ برہان الملک نے نہ مانا۔ اور اوس کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین مضبوط پکڑ کر اپنی پالکی مین بٹھا کر قلعہ سی نکالکر اوسکی حویلی مین پہنچا دیا اور کہا کہ میرا سر آصف جاہ کے فرزند پر نثار ہی۔ اگر اب کوئی فوج قلعہ سی آئے تو خدا کے لئے یہ نہ کرنا کہ خاموشی کے ساتھ اوسکے ہمراہ چلے جاؤ بلکہ مجھے خبر کر دینا اوسی وقت پہنچکر تمھارے باپ کی اون مہربانیونکا جو میرے اوپر ہین حق ادا کرونگا۔ عماد الملک نے یہ قصہ بیان کرکے کہا کہ والا صاحب اس حال کو سنکر برہان الملک کے بہت ممنون ہوے۔ جب تھوڑے دنون کے بعد دکن سی دہلی کو آئے اور برہان الملک اُنسے ملنے کو گئے تو لب فرش تک استقبال کیا۔ اور ایک مسند پر بیٹھے۔ اور اُس دن سی دونون مین محبت بڑہ گئی۔

برہان الملک کے طبعی عادات

برہان الملک عجیب سعید اور باوفا آدمی تھے اپنے مادام الحیات یہ دستور رکھا کہ جب سربراہ نواب سربلند خان کی سواری ملتی تھی تو ہاتھی سے اوترکر اونکو بڑے ادب سے سلام کرتے تھے جب سربلند خان صوبہ داری گجرات سے معزول ہوا۔ اور اوسکی جگہ ابھی سنگھ پسر جسونت سنگھ مقرر ہوا۔ تو سربلند خان دلی کیطرف لوٹا بادشاہ کے حکم سے اکبرآباد مین ٹھہر گیا۔ یہان سپاہ نے تنخواہ کے لئے اوسپر بلوہ کیا۔ سعادت خان نے مروت کی وجہ سے تنخواہ کو اپنے ذمے لے لینا چاہا۔ مگر سربلند خان نے نہ مانا۔ اور اسباب فروخت کرکے سپاہ کی تنخواہ ادا کی

سے دیکھو تنقیح الاخبار ۱۲

سعادت خان کی پیشانی پر یہ بدنامی کا داغ ضرور رہا کہ اونہون نے نادرشاہ کے ہاتھوں دلّی کو برباد کرا دیا تاریخ مظفری مین ہی روز دیگر فردوس آرامگاہ خلعت میر بخشی گری نظام الملک فتح جنگ مرحمت فرمودند سعادت خان برہان الملک کہ امیدوار این خدمت بود از حد کبیدہ خاطر گشت و نادرشاہ را برفتن دارالخلافت شاہجہان آباد ترغیب نمودہ داد نمک حرامی ادا کرد و خزاین و دفاین آنجا گوش زد کرد - مفتاح التواریخ مین بھی اسباب کی تصریح کی ہی - از گفتن او نادرشاہ از میدان قتال کرنال بہ بہانہ ضیافت در قلعہ شاہجہان آباد داخل شد و الا ارادہ نادرشاہ چنین نبود چنانچہ تاریخ وفاتش بزیادت یک عدد چنین یافتہ اند ؎ بے سعادت نمک حرام بمرد ؛ (۱۱۵۲ھ ہجری) ایکن برہان الملک اور عمدۃ الملک محمد شاہ کے حضور مین حاضر تھے - لواب نے امیر خان پر طعن کرکے کہا ؎ پسر نوح با بدان بنشست ؛ خاندان نبوتش گم شد ؛ یعنی تو کہ شاہ نعمت اللہ کی اولاد مین سے ہے نامعقول وضع رکھتا ہی - امیر خان - نے جواب مین کہا سچ ہے ؎ سگ اصحاب کہف روزی چند ؛ پے نیکان گرفت مردم شد ؛ یعنی تم کہ گمنام تھے اس مرتبہ کو پہونچگئے برہان الملک نہایت کارطلب امیر تھے جرأت کے ساتھ رعیت پروری بھی مزاج مین تھی - نہایت مدبر شجاع منتظم تھے مرتے وقت خزانے مین نقد نو کرور روپے چھوڑے طبیعت موزون تھی - شعر بھی کہتے تھے - امین تخلص کرتے تھے - میر عبدالعلی طالع تخلص ایک غزل کے مقطع مین کہتا ہے ؎ طالع این مصرع نواب دل از دستم برد ؛ دل غمگین بکسی اقوام و یا دم نیست دوسرا مصرع امین کا ہی - ریاض الشعرا مین علی قلی خان داغستانی نے اونکے نام سے یہ شعر لکھا ہے ؎ زکدام رہ بیایم کہ بجشم تو درآیم ؛ کہ نگاہ چشم مستت ہمہ سبزہ سیاہ ہست

نواب سعادت خان برہان الملک کا جانشین

قیصر التواریخ مین لکھا ہے کہ نواب برہان الملک کے مرنے کے بعد اونکے بیٹے کو جو چھوٹا تھا بادشاہ کے یہان سے خلعت عطا ہوا - مقدار وہ عارضہ چیچک یاکسی اور مرض مین بچپن مین ہی مرگیا

---

[1] امیر خان کے ساتھی زنانہ اطوار تھے کہ وہ آنکھون مین کاجل لگاتے تھے دانتون پر مسّی ملتے تھے - ہاتھ پیرون مین مہندی لگاتے تھے - انگوٹھی چھلّے اور چاندی کے تعویذ اور دونون کانون مین بالے پہنتے تھے اور خود نواب کی بھی یہی وضع تھی

تو مرزا مقیم کو جو نواب برہان الملک کے داماد تھے اصالۃً خلعت مرحمت ہوا جنہون نے اپنی
یاوری اقبال سے صفدر جنگ کا خطاب پایا۔

اولاد نواب سعادت خان

نواب سعادتخان برہان الملک کے ہندوستان مین ایک بیٹا اور پانچ بیٹیان پیدا ہوئین
بڑی بیٹی صدر جہان بیگم دوسری نور جہان بیگم۔ تیسری ہما بیگم عرف منذی بیگم۔ چوتھی محمدی بیگم
پانچوین آمنہ بیگم اور بیٹا برہان الملک کے بعد حالت طفلی مین مرگیا۔ جب برہان الملک کی بڑی
بیٹی صدر جہان بیگم کی عمر ۱۲ برس کی ہوئی تو اونکی اول یہ منشا ہوئی کہ اپنے بھتیجے نثار محمد خان شیر
جنگ سے بیاہ دین۔ لیکن چونکہ وہ لونڈے بازی مین مصروف رہتے تھے اسلئے اپنی بڑی بہن
کے بیٹے مرزا مقیم ابن جعفر خان بیگ کو نیشاپور سے بلاکر صدر جہان کی اُنسے شادی کردی
اور جب نواب کی دوسری بیٹی نور جہان بیگم عرف ہینگا بیگم دس برس کی عمر کو پہنچی تو اپنی چھوٹی بہن
کو جو میر محمد شاہ میر کی زوجیت مین تھی مع اوسکے بیٹے نصیر الدین حیدر خان بیگ کے نیشاپور سے
بلواکر نور جہان بیگم کی شادی اپنے اس بھانجے سے کردی۔ نواب کی تیسری بیٹی ہما بیگم نواب کے
بھتیجے سید محمد خان سے منسوب ہوئی تھی جو اپنے باپ سیادت خان کے خطاب کے ساتھ
مخاطب تھی۔ چوتھی بیٹی محمدی بیگم کا ازدواج نواب محمد قلیخان ابن مرزا محسن برادر مرزا مقیم کے
ساتھ ہوا۔ اور پانچوین بیٹی آمنہ بیگم کا بیاہ سید محمد خان سے ہوا انمین سے صدر جہان بیگم زوجہ نواب صفدر جنگ خانم صاحبہ بنتا

منصب کی توضیح

برہان الملک کے بیان مین مذکور ہوا ہے کہ ایکبار اونکو منصب ہزاری دوبارہ منصب ڈیڑھ ہزاری
تیسری بار پنج ہزاری چوتھی بار ہفت ہزاری ملا۔ سمجھنے کے لیے ان منصبونکی تھوڑی سی تفصیل
آئین اکبری سے یہان لکھتا ہون۔ اس کتاب مین بیان کیا ہے کہ اکبر شہنشاہ ہندوستان نے دہ ہزاری
تک منصب مقرر کیے تھے پھر اس مین ہر ایک کے باعتبار تنخواہ کے تین تین درجے تھے۔ ان منصبون
مین سے پنجہزاری تک نوکرون کو ملتا تھا اوس سے آگے بادشاہ کے بیٹون کے واسطے مخصوص تھا
ہر ایک منصب والے کے لیے گھوڑے ہاتھی۔ باربرداری اور تنخواہ خصوصیت کے ساتھ
مقرر تھی۔ مثلاً

منصب ہزاری کے لئے گہوڑونمین عراقی ۱ مجنس ۱ ترکی ۱۲ یابو ۱۲ تازی ۱۲ جنگلہ ۲۱ ہاتہیون مین شیرگیر ۷ سادہ ۸ منجہولہ ۶ کرہہ ۷ بہندرکیہ دوبار برداری مین اونٹ ۱۲ خچر ۴ گاڑی اور جہکڑے ۲ تہ تنخواہ ماہانہ درجہ اول ۸۲۰۰ روپیہ درجہ دوم ۸۱۰۰ روپیہ درجہ سوم ۸۰۰۰ روپیہ۔

ڈیڑھ ہزاری گہوڑون مین عراقی ۲ مجنس ۱۲ ترکی یابو تازی جنگلہ چوبیس چوبیس ہاتہیون مین شیرگیر ۹ سادہ ۱۰ منجہولہ ۸ کرہہ ۷ بہندرکیہ دوبار برداری مین شتر ۳۴ - خچر پانچ گاڑی اور جہکڑے ۵ تنخواہ ماہانہ درجہ اول دس ہزار روپیہ درجہ دوم نوہزار آٹہہ سو روپیہ درجہ سوم نوہزار سات سو روپیہ۔

پنجہزاری اسپ عراقی ۴۸ مجنس ۴۸ ترکی ۶۸ یابو ۸۴ تازی ۴۷ جنگلہ ۶۷ ہاتھی شیرگیر ۲۰ سادہ ۳۰ منجہولہ ۲۰ کرہہ ۲۰ بہندرکیہ ۱۰ - اونٹ ۸۰ خچر ۲۰ جہکڑے اور گاڑی ۱۶۰ تنخواہ درجہ اول تیس ہزار روپیہ درجہ دوم انتیس ہزار روپیہ درجہ سوم ۲۸ ہزار روپیہ۔

ہفت ہزاری اسپ عراقی ۴۹ مجنس ۴۹ ترکی ۸۹ یابو ۸۹ تازی ۸۶ جنگلہ ۸۶ فیل شیرگیر ۳۰ سادہ ۴۲ منجہولہ ۲۷ کرہہ ۲۷ بہندرکیہ ۱۲ - اونٹ ۱۰۰ خچر ۲۷ گاڑی جہکڑے ۲۲۰ ماہانہ ۵۰۰۰۰ روپیہ۔

مرزا مقیم المخاطب بہ نواب ابوالمنصور خان صفدرجنگ کے حالات

نسب مرزا مقیم

ترکمانون مین دو قومین ہین ایک سفید اور دوسری سیاہ پہلی کو آقا قوینلو اور دوسری کو قراقوینلو کہتے ہین - قراقوینلو کی شاخ مین سے قرا یوسف بن قرا محمد ترکمان فرمانرواے دیاربکر امیر تیمور کی سپاہ کے حملے سے بہاگ کر بادشاہ مصر کے پاس چلا گیا - جب امیر تیمور کا انتقال ہوگیا تو قرا یوسف کو اپنا ملک واپس لینے کا موقع ہاتہہ آیا بادشاہ مصر نے اوسکو سامان شائستہ دیکر رخصت معاودت عطا کی - فی الفور ترکمانونکی جمعیت کثیر اوس کے جہنڈے کے تلے جمع ہوگئی اور دیاربکر مین پہنچ کر اپنے ملک موروثی پر قبضہ کرلیا - ابابکر بن میران شاہ بن امیر تیمور سے تبریز مین لڑائیان ہوئین جن مین سے پہلی لڑائی مین کہ روز جمعرات ۲۴ - ذیقعدہ ۸۰۹ ہجری

واقع ہوئی تھی میران شاہ مارا گیا اور ابا بکر کرمان کیطرف بہاگ گیا۔ بعد اسکے امیر تیمور کا بیٹا
شاہ رخ مرزا ایک زبردست فوج لیکر قرا یوسف کے سر پر پہنچ گیا۔ مگر ابھی لڑائی شروع ہونے
پائی تھی دونون لشکر مقابل پڑے ہوئے تہے کہ شب ہفتم ذیقعدہ ۸۲۳ھ ہجری کو قرا یوسف نے
ہیضہ کیا اور مر گیا اوسکی وفات کی تاریخ وزیر نامے مین یون لکھی ہی۔ ع وفات میر یوسف شاہ
تبریز + کتابت سند بتاریخ کتابت + شاہ رخ مرزا نے اوسکے بیٹے جہان شاہ کو تبریز مین
باپ کا قایم مقام کر کے معاودت کی۔ جب جہان شاہ مر گیا تو اوسکی جگہہ اوس کا بہتیجا الغ شاہ
تخت پر بیٹھا۔ اور بعد الغ شاہ کے بعد حسین علی مرزا مسند نشین ہوا اوس کے بعد شاہزادہ
ناصر مرزا بادشاہ ہوا۔ اوسکی بعد شاہزادہ منصور مرزا مسند آرا ہوا یہانتک کہ ایران مین شاہ
عباس اول نبیرہ شاہ طہماسپ صفوی کا دور دورہ شروع ہوا۔ اس بادشاہ نے تبریز
کی تسخیر کے لئے کوشش کی اور اوسے فتح کر کے منصور مرزا کو اپنے ساتھ نیشاپور کو لیگیا۔
اور اوسکے لئے جاگیر مقرر کر دی۔ منصور مرزا کا بیٹا محمد قلی خان بیگ ہوا اوس کا بیٹا جعفر خان
بیگ تہا اور اوسکے بیٹا محمد قلی خان ثانی ہوا۔ محمد قلی خان بیگ کے دو بیٹے تھے (۱) بڑا
محمد شفیع خان بیگ (۲) چھوٹا جعفر قلی خان بیگ۔

عماد السعادت اور قیصر التواریخ کی جلد اول اور وزیر نامے مین اسی طرح مرقوم ہی اور یہ حالات
[illegible] شجرہ کے مخالف ہین ثبوت ان کا بجز انہین کتابونکے دوسری جگہہ نہین ملتا۔ غور کرو۔
(۱) [illegible]داق قرا یوسف کا پوتا نہین بیٹا تہا۔ چنانچہ حبیب السیر کی جلد سوم کے جزو سیم
[illegible] ہے کہ جب قرا یوسف ترکمان مصر مین پناہ گزین تہا تو وہان اوسکے ایک بیٹا پیدا
[illegible] م پیر بداق خان ہی۔ احمد جلایر بغدادی بہی اون دنون وہین پناہ گزین تہا۔ جسنے
اوس [illegible] کو اپنی فرزندی مین قبول کیا (۲) شاہ رخ مرزا نے آذربائجان پر چڑہائی
کی [illegible] ساز و سامان کے [illegible] سے الکاوجان مین آیا اور وہاین مر گیا
اسپند [illegible] تبریز پر قبضہ کر کے شاہ رخ کے [illegible] خطبہ پڑہا۔ شاہ رخ کی چڑہائی کے وقت
جہان شاہ [illegible] قرا یوسف سلطانیہ مین تہا وہ [illegible] وفات کی خبر سنتے ہی وہانسے بہاگ گیا
اسکندر اور اسپند قرا یوسف کے دو بیٹے تھے وہ بہی شاہ رخ کی فوج سے شکست پاکر بہاگ گئے
جب شاہ رخ تبریز سے فارغ ہوکر واپس ہوا۔ تو اسکندر نے پھر آذربائجان پر قبضہ کر لیا
شاہ رخ نے دوبارہ چڑہائی کی تو اسکندر بھاگ گیا۔ آخر کار شاہ رخ نے اپنا بھتیجا جہان[illegible]

جہان شاہ کو آذربائجان کی ولایت دیدی (۳) وزیرنامے مین جعفر بیگ خان کو محمد قلی بیگ
کا پوتا لکھا ہے - اور دوسری کتب مین بیٹا بتایا ہے (۴) شاہ عباس ماضی نے جب تبریز پر چڑہائی
کی تو اوس وقت وہ سلطان ترکی کے قبضے مین تھا نہ صفویہ کے چنانچہ جلد ہشتم روضۃ
الصفا مین ذکر فتوح آذربائجان و تبریز مین لکھا ہے کہ آذربائجان اور تبریز پر سلطنت
عثمانیہ کا قبضہ تہا - اور روم کیطرف سے علی پاشا یہان حاکم تہا اوس سے اور غازی بیگ کرد
سے اس زمانے مین جھگڑا پیدا ہوگیا علی پاشا نے اردان اوزنجوان اور تبریز کا لشکر جمع کرکے
غازی بیگ پر چڑہائی کی اوس نے اپنے بیٹے ابدال کو شاہ عباس ماضی کے پاس استمداد
کے لئے بہیجا شاہ عباس نے اس موقع کو بہت غنیمت جانا کیونکہ اسوقت مین تبریز روسیوں سے
خالی تھا اور تیاری کرکے ارادہ سفر مازندران کی شہرت دیکر ۷ ربیع الثانی سنہ ۱۰۱۲ ہجری
کو اصفہان سے کوچ کیا اور حدود قزوین سے چہہ دن مین گذر کر تبریز پہنچ گیا - اور گیارہوین
دن تبریز سے ۳ فرسنگ کے فاصلے پر مقام کیا رعایا یہان کی تمام شیعہ تھی اسلئے وہ
شاہ عباس کے آنے سے بیحد خوش ہوئی - اور بغیر لڑے شاہ عباس کو وہان قبضہ میسر ہوگیا
تبریز یہانتک خراب و ویران ہو رہا تہا - اسلئے کہ عرصہ بیس سال تک عثمانیہ فوج کے صدمات
اوٹھاتا رہا - علی پاشا غازی بیگ سے صلح کرکے شاہ عباس کے مقابلے کو آیا اور شکست
پائی اور تبریز پر شاہ کا قبضہ مستقل ہوگیا -

اب ہم اصل سلسلہ بیان کیطرف پھر رجوع کرتے ہین - اور انہین معمولی تواریخ اودہ کی
سند سے لکھتے ہین کہ مرزا **شفیع خان بیگ** پسر محمد قلی خان بیگ کی چار بیٹیان تہین
اونمین سے ایک بیٹی **مرزا مسیح** سے بیاہی گئی جن کی سیادت مین کلام ہے - اس لڑکی
کے مرزا مسیح سے دو بیٹے پیدا ہوئے ایک کا نام محمد علیخان اور دوسرے کا مرزا رحیم خان
تہا محمد علیخان ابن مرزا مسیح کے بیٹے مرزا حسین خان کی شادی نواب سالار جنگ کی بیٹی کے
ساتھ ہوئی اور وہ لاولد فوت ہوا - اور محمد علیخان کی ایک بیٹی بھی تھی جو نواب سالار جنگ کے
فرزند سے منعقد ہوئی تھی - اوسکی اولاد عالم طفولیت مین مر گئی - مرزا رحیم خان سے ہندوستان مین
ایک بیٹی ایک بیٹا پیدا ہوا - بیٹی مرزا مینڈو پسر نواب شجاع الدولہ سے بیاہی گئی -
اور مرزا رحیم خان کے بیٹے کا نام مرزا مسیح تہا جن کی پنشن ریاست لکھنؤ اور سرکار انگریزی
سے سو سو روپیہ ماہوار کی مقرر تھی - سرکار انگریزی مین اونہون نے ضلع اکبرآباد مین تحصیلداری.

کی خدمات ادا کی تہین جسکی وجہ سے وہ سرکار انگریزی سے پنشن پاتے تھے اور فنا و لکھنو سے قبل مرگئے **دوسری بیٹی** کا میر عبد اللہ سے بیاہ ہوا تہا جن کے بطن سے میر عبد اللہ سے تین بیٹے پیدا ہوئے نصیر الدولہ نواب عبد المطلب خان اور مرزا حیدر علیخان اور مرزا اکبر علیخان یہ سب بے اولاد مرگئے بجز مرزا عبد المطلب خان کے جنکے ایک بیٹی تھی جو مرزا مسیح ابن مرزا رحیم خان سے بیاہی گئی۔ میر عبد اللہ کا نسب امام حسن علیہ السلام کو پہنچتا ہے۔ اور **تیسری بیٹی** جو اپنی تمام بہنوں سے چہوٹی تھی مرزا یوسف سے منعقد ہوئی۔ اس سے چار بیٹے پیدا ہوئے (۱) سید محمد خان (۲) مرزا شاہ میر خان (۳) میر امین خان (۴) مرزا جعفر جو بخت گڈھ مین بیجسے کی چوب کے صدمے سے ہلاک ہوئے **چوتھی بیٹی** مرزا شفیع خان نے اپنے بھتیجے مرزا محسن سے بیاہی جو میر محمد امین سعادت خان برہان الملک کے بہائی تھے اور مرزا مقیم المخاطب بہ صفدر جنگ کے بڑے بھائی تھے۔

جعفر قلی خان بیگ ابن محمد قلی خان بیگ کی شادی میر محمد امین المخاطب بہ نواب برہان الملک کی حقیقی بہن سے ہوئی تہی جن کے دو بیٹے پیدا ہوے (۱) بڑے بیٹے کا نام مرزا محسن تھا (۲) اور چہوٹے کا مرزا مقیم تہا۔ مرزا محسن بھی چار برس کے تھے اور مرزا مقیم چھہ مہینے کے تھے جو انکی ماں نے انتقال کیا۔ مرزا مقیم کو انکی خالہ نے جو محمد شاہ پیر سر میر محمد یوسف کے ساتھ منعقد تھین اپنا دودہ پلاکر پرورش کیا تہا۔ اور یہ دونون بھائی اپنی خالہ کے گہر مین جوان ہوے۔ مرزا محسن (جنھون نے ۲۹۔ ذی الحجہ ۱۱۶۲ ہجری شب چہارشنبہ کو عارضہ ہیضہ مین انتقال کیا تہا) انکی شادی انکے چچا محمد شفیع خان بیگ کی بیٹی سے ہوئی تھی جس سے انکے دو بیٹے اور دو بیٹیان پیدا ہوئین بڑے بیٹے کا نام جعفر قلیخان اور عرف مرزا بزرگ تہا۔ اور چہوٹے بیٹے کا نام محمد قلیخان عرف مرزا کوچک تھا۔ اور انہین آغا بابا بھی کہتے تھے۔ مرزا محسن کی دونون بیٹیون مین سے بڑی بیٹی لاولد فوت ہوئی۔ اور چہوٹی بیٹی مرزا ابو تراب خان (۲) مرزا بوطالب خان سے منعقد ہوئی جو نواب صفدر جنگ کی بیوی کے بہتیجے تھے۔ اور نسب ان کا سادات حسینیہ تھا اور انکے دادا مرزا فخر الدین محمد خان مشہد مقدس مین حضرت امام رضا کے روضے کے متولی تھے۔ مرزا ابو تراب خان داماد مرزا محسن کے دو بیٹے پیدا ہوئے بڑے بیٹے کا نام مرزا محمد ابراہیم خان اور عرف مرزا سید تہا اور چہوٹے کا

مرزا ابو طالب خان نام تھا .... ابو طالب خان کا بیاہ نصیر الدولہ ابن نواب
سعادت علیخان ابن نواب شجاع الدولہ خلف نواب صفدر جنگ کی حقیقی بہن فاطمہ بیگم
نامی کے ساتھ ہوا۔ اور اونکی تین بیٹے پیدا ہوئے جن کے یہ نام ہین مرزا ابو تراب خان۔
اور مرزا ابو القاسم اور مرزا ابو الحسن عرف مرزا اتین۔ انہین سے مرزا ابو تراب خان کی
شادی غازی الدین حیدر خان ابن نواب سعادت علیخان کی نواسی حاجی بیگم سے ہوئی اور
مفتخر الدولہ مرزا ابو القاسم خان حاجی بیگم کی دوسری بہن زہرہ بیگم سے بیاہی گئی یہ دونون
لڑکیان نواب امین الدولہ کی حقیقی بہنین تہین جو بوٹی بیگم بنت غازی الدین حیدر کے بطن سے
تہین۔ مرزا منیر الدولہ ابو الحسن عرف مرزا اتین نصیر الدولہ محمد علیشاہ ابن نواب سعادت علیخان
کی چھوٹی بیٹی نواب روشن آرا بیگم سے بیاہی گئی مرزا محسن کے بڑے بیٹے جن کا نام جعفر
قلی خان اور عرف مرزا بزرگ تھا [illegible] شاہ میر کی چھوٹی بیٹی سے جو چھوٹی بی بی کے ساتھ
مشہور تہین بیاہی گئی۔ انسے ایک بیٹا مرزا شفیع خان نامی پیدا ہوا تھا۔ جب مرزا شفیع خان
نیشاپور سے ہندوستان مین آئے تو نواب شجاع الدولہ نے اونکو اپنی سپاہ مین رسالہ دار کردیا
اور آمنہ بیگم کی بیٹی کے ساتھ جو [illegible] المخاطب برہان الملک کی [illegible] تھی اونکی نسبت
ہوئی لیکن ابھی [illegible] عروس [illegible] نواب شجاع الدولہ نے انتقال کیا اور مرزا شفیع خان
دہلی کو چلے گئے [illegible] خان ذوالفقار الدولہ [illegible] انتقال کے بعد [illegible] امیر الامرا ہوئے محمد بیگ
خان ہمدانی نے دغا سے مار ڈالا [illegible] مرزا بزرگ کے ایک بیٹا اور بھی تھا [illegible] بی بی کے علاوہ
ایک اور عورت [illegible] سے تھا [illegible] زین العابدین خان تھا جو مرزا [illegible] سے عمر مین بڑے
تھے زین العابدین خان کا ازدواج [illegible] ان کی بیٹی بدھن [illegible] ساتھ ہوا تھا
بدھن بیگم برہان الملک کی بیٹی محمدی [illegible] ایک بیٹا [illegible] بیٹی پیدا ہوئے
بیٹی [illegible] بیاہی [illegible] بیٹے کو مرزا [illegible] نکاح نواب شجاع الدولہ
کی بیٹی سے [illegible] اس بیگم کے [illegible] سے مرزا [illegible] دوسری بی بی
ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوئے [illegible] بیٹے کا نام [illegible] علیخان تھا جو
مرزا [illegible] حیدر عرف مرزا [illegible] گئے تھے۔ اور قاسم علیخان کی
بہن مرزا [illegible] کے بیٹے نواب [illegible] کے ساتھ منسوب [illegible] بیٹے پیدا
ہوئے نواب [illegible] عرف مرزا [illegible] ابن مرزا محسن نواب بنے

چچا صفدر جنگ کیطرف سے الہ آباد کے ناظم تہے اور شجاع الدولہ کے ہاتھ سے مارے گئے
پہلے محمدی بیگم بنت نواب برہان الملک کے ساتھ بیاہے گئے تھے اُنسے ایک بیٹی بہو
صاحبہ نامی پیدا ہوئی جس کا بیاہ زین العابدین پسر مرزا بزرگ ابن مرزا محسن کے ساتھ
ہوا محمدی بیگم کے مرنے کے بعد محمد قلیخان نے میر شاہ میر پسر میر محمد یوسف کی بڑی بیٹی
عرف بی بی کلان سے نکاح کیا جس سے نیشا پور مین منسوب ہو چکے تھے اونسے ایک بیٹا
مرزا جعفر نامی پیدا ہوا اور محمد قلیخان کا ایک بیٹا اور بی بی سے محمد علیخان نام تہا محمد علیخان
مرزا جعفر سے دو برس بڑا تہا محمد علیخان کا بیاہ نہوا۔ مگر بی بیان بہت تہین۔ محمد علیخان کے
۵ یا ۶ بیٹے اور چار بیٹیان تہین۔ بڑا بیٹا مرزا احمد علیخان جنکی شادی ننھی بیگم بنت نواب
سعادت علیخان سے ہوئی دوسرا مقرب الدولہ مرزا مہدی علیخان بوتی بیگم بنت غازی الدین
حیدر سے جو بادشاہ بیگم کے بطن سے تہین منسوب ہوا۔ بوتی بیگم کا انتقال نواب سعادت علیخان
کے عہد مین ہو گیا ایک بیٹا محسن الدولہ اور دو بیٹیان حاجی بیگم اور نہر بیگم چھوڑین محسن الدولہ
کی شادی نصیر الدولہ محمد علیشاہ کی بڑی بیٹی نواب سلطان عالیہ بیگم سے غازی الدین حیدر
کے عہد حکومت مین ہوئی تہی محسن الدولہ کے ایک بیٹی مرزا علی قدر کی شادی علی نقی خان
وزیر واجد علی شاہ کی بیٹی سے ہوئی اور محسن الدولہ کی دونون بہنون کو بادشاہ بیگم زوجہ غازی
الدین حیدر نے پرورش کیا تہا جنکی شادیان مرزا ابوتراب خان مرزا ابو القاسم خان بیٹے مرزا ابو طالب خان
کے ساتھ ہوئین۔ محمد علیخان کا تیسرا بیٹا اکبر علیخان ہے جنکی شادی مرزا جعفر کی بیٹی سے
جو غازی الدین حیدر کے بڑے مقرب تہے ہوئی مرزا مقیم خلف جعفر خان بیگ کو جنکے
ماموں برہان الملک نے نیشا پور سے ہندوستان مین بلایا تو وہ حسب الطلب وطن سے روانہ ہند
ہوئے سعادت خان برہان الملک نے اپنی بڑی بیٹی صدر جہان بیگم کا عقد اون سے
کر دیا اور تہوڑے دنون کے بعد اپنے صوبے کی نیابت پر مقرر کر دیا۔ برہان الملک
کی سفارش سے محمد شاہ نے اونہین ابو المنصور خان صفدر جنگ خطاب عطا کیا[ف] اس
خاندان مین نواب صفدر جنگ اپنی بیاہتا بیوی نواب صدر جہان بیگم بنت سعادتخان
برہان الملک کے سوا مدت عمر مین کسی عورت سے واقف نہوئے۔ صفدر جنگ کے اکلوتے
بیٹے کا نام مرزا **جلال الدین حیدر** تہا جنکو صفدر جنگ نے پہلی پہل محمد شاہ سے

[ف] دیکھو جامع التواریخ ۱۲

تو بچانے کی دارو غگی دلا کر نائب میر آتش کرادیا تہا۔ یہ شجاع الدولہ کے خطاب کے ساتھہ مشہور و معروف ہین **فائدہ جلیلہ** یہ تمام حالات بیان کرنے کے بعد یہ بات بھی لکھنے سے چارہ نہین کہ فراست نامہ جلد نمبر سوم متعلقہ صفحہ ۱ مین لکھا ہے کہ پدر **منصور علیخان کا سعادت خان نیشاپوری تھا** مگر کئی کتابون مین دیکھا گیا ہے کہ ابو المنصور خان کی جگہ منصور علیخان لکھا ہے اور یہ سہو ہے۔

صفدر جنگ کی مسند نشینی

جب برہان الملک نے انتقال کیا اور وہ دفن ہو چکے تو انکے بھتیجے شیر جنگ نے طہماسپ خان جلائر کے ذریعہ سے نادر شاہ کے حضور مین ایک عرضی بھیجی جس کا مضمون یہ تہا کہ مین سعادتخانکے بڑے بھائی کا بیٹا ہون اور انکی جانشینی میرا حق ہے۔ اور ابو المنصور خان صفدر جنگ انکی بہانجے ہین بھتیجے کے موجود ہوتے بھانجے کو میراث نہین پہنچتی۔ اسلئے امیدوار ہون کہ اپنی بہائی محمد شاہ سے غلام کی سفارش فرماوین تاکہ صوبہ داری اودہ کی سند فدوی کو مرحمت ہو جاوے اس اثنا مین راجہ لچھمی نراین لیسر رائے ہر نراین وکیل نواب برہان الملک نے ایک عرضی اس مضمون کی تیار کی کہ نواب برہان الملک کو شیر جنگ کے ساتھہ صفائی دلی حاصل نہتی۔ اگر صفائی دلی حاصل ہوتی تو وہ اپنی بیٹی صفدر جنگ کو نہ دیتے برہان الملک کے مال و اسباب کے مالک نہ صفدر جنگ ہین نہ شیر جنگ ملازمان بادشاہی مالک ہین جس کو چاہین بخشین صفدر جنگ مرد متین اور صفدر جنگ اور صاحب لیاقت اور وعدے کے پابند ہین اور تمام سپاہ انسے راضی ہے اور دو کرور روپیہ حضور مین پیش کرنے کو انہون نے مہیا کیا ہے۔ یہ عرضی عبد الباقی خان زنگیہ کے توسط سے نادر شاہ کے حضور مین بھجوائی نادر شاہ نے دونون عرضیان ملاحظہ فرما کر محمد شاہ سے صفدر جنگ کے واسطے خلعت حاصل کر کے اپنے ایک مصاحب کے ہمراہ اودھ کو صفدر جنگ کے پاس بھیجا اور اپنی بہائی دو سو سوار بھی روانہ کئے تاکہ صفدر جنگ سے وہ زر پیشکش وصول کرلاوین۔ چنانچہ وہ خلعت صفدر جنگ کے پاس پہنچ گیا اور دو کرور روپئے داخل خزانہ نادری ہوئے اور صفدر جنگ صوبہ اودھ کی حکومت پر مستقل ہو گئے[1]۔ مگر جہان کشاے نادری اور درہ نادرہ مین لکھا ہے

---

[1] دیکھو عماد السعادت ۱۲

کہ برہان الملک کے مرنے کے بعد اونکی خزانہ اودہ سے ایک کروڑ روپیہ اور قیمتی جواہرات
اور دوسرا عمدہ اسباب اور ہاتھی نادرشاہ کی پاس آئے

بن جی زمیندار کے بیٹے اور بھائیون کا بغاوت کرنا اور صفدر جنگ کا اونکی تنبیہ کے لئے عزیمت فرمانا

بن جی نام ایک بہت بڑا زمیندار اودہ کی علاقے مین تھا اور یہ شخص ساختہ و برداختہ اسی خاندان
کے ہاتھ کا تھا جب تک وہ زندہ رہا نہایت مطیع رہا اوسکی بعد اوسکی بیٹے اور بھائیون نے اس
نعمت کی قدر نہ جانی اور کفران نعمت پر کمر باندھی۔ مخالفت کرنے لگے۔ صفدر جنگ نے
اونکی سزادہی کا قصد کیا وہ نہایت مضبوط قلعون مین رہتے تھے اسلئے اطاعت پر مائل نہوے
صفدر جنگ نے بارہ شبانہ روز اونسے لڑائی جاری رکھی اور آخر کار اونکی قلعے مفتوح
ہوگئے اور اونکی تمام ساتھی منہزم ہوے۔ اور بن جی کا ایک بھائی معرکہ مین کام آیا اور دوسرا
گرفتار ہوا۔ اور تمام ہاتھی گھوڑے اور توپین نواب کے قبضے مین آئین۔ اسی زمانہ مین
مرہٹون کی آمد آمد کی شہرت ہوئی۔ نواب نے اونکے مقابلے کے لئے انتظام کیا اور نواب
محمد خان بنگش والی فرخ آباد کو بھی لکھا اوس نے نواب کو جواب دیا کہ اگر وہ ادہر کا قصد کرینگی
تو مین ضرور اونسے جنگ کرکے سزا دونگا۔[1]

صفدر جنگ کا بادشاہ کے حکم سی بنگالہ کو جانا

عماد السعادت مین لکھا ہی کہ سراج الدولہ کے باپ الہ وردی خان مہابت جنگ صوبہ دار
بنگالہ کو مرہٹون کی مہم پیش آئی اور وہ تمام فوج کے ساتھ اونکی مقابلے کے لئے
روانہ ہوا۔ تو نواب امیر خان عمدۃ الملک صوبہ دار الہ آباد نے محمد شاہ کو متواتر عرضیان
اس مضمون کی بھیجین کہ ان دنون مہابت جنگ دکھنیون کی مہم مین مبتلا ہے بنگالہ

---

[1] مستفاد از عزیز القلوب جو مجموعہ ہی نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد کے خطوط کا جسکو بھگوانداس
میر منشی نواب مذکور نے جمع کیا ہے ۔ ۔

کی تمام فوج اوسکی ساتھ ہی حضور صفدر جنگ کو حکم دین تو وہ اپنی فوج کے ساتھ اوس
ملک پر قبضہ کرلین اور ایسا ملک وسیع اولیاے دولت کے قبضے مین آجاے - اگر حضور
اوس ملک کی نیابت صفدر جنگ کو متعلق فرمادینگے تو صفدر جنگ سال بسال زرخراج
بخوبی ادا کرتے رہین گے اور اگر وہ ملک کسی دوسرے امیر شاہی کے سپرد ہوجاے گا
تو وہ بھی ایسا ہی کریگا - بادشاہ نے عمدۃ الملک کا معروضہ پسند کیا اور صفدر جنگ کو
حکم دیا کہ وہ بنگالہ کو فوج لیکر چلے جاوین سلہ مگر جام جہان نما اور ماثر الامرا سے ثابت ہے
کہ بادشاہ نے صفدر جنگ کو ۱۱۵۵ ہجری مین مہابت جنگ کی مدد کے لیے بھیجا تھا جس کا
قافیہ مرہٹون نے تنگ کر رکھا تھا اور اس مہم کے صلے مین قلعہ رہتاس اور قلعہ چنار گڈھ
بادشاہ نے صفدر جنگ کو مرحمت کیا تھا - بہرصورت صفدر جنگ آدہی فوج نول راے
کی ماتحتی مین کرکے صوبہ اودھ کے انتظام کے لئے چھوڑ کر خود ۱۱۵۵ ہجری مین عظیم آباد
کو روانہ ہوے - اون دنون اسد الدولہ ہدایت علیخان سہارنپوری مہابت جنگ
کی طرف سے عظیم آباد مین نیابت کے طور پر صوبہ کا کام کرتا تھا اوسکی فوج کم تھی وہ صفدر
جنگ کی آمد آمد سے گھبرا گیا اور پرتاب نراین معروف بہ پرتاب سنگھہ ابن دیوان آتمارام سے
خط وکتابت کرکے اوسکی معرفت صفدر جنگ کی ملازمت حاصل کی - نواب نے اوس کے
حال پر مہربانی کی یہان روایت کی دو صورتین ہین - بعض کہتے ہین کہ صفدر جنگ کی فوج
عظیم آباد مین داخل ہوئی تھی اور بعض کہتے ہین کہ عظیم آباد کے باہر رہی تھی لیکن نزدیک تھا
کہ داخل ہو اسلئے کہ کوئی مانع ومزاحم باقی نرہا تھا - مہابت جنگ کو جبکہ وقایع نگار کی
تحریر سے یہ حال معلوم ہوا تو مرہٹون سے صلح کرکے عظیم آباد کیطرف لوٹا اور صفدر جنگ
کو لکھا کہ مجھکو عرصہ دراز سے آپکے ملنے کا اشتیاق تھا الحمد للہ کہ خود بدولت بہ نفس نفیس
تشریف لائے اگر اوسجگہ یاد کرتے تو بندہ خود حاضر ہوجاتا - اب امیدوار ہون کہ میرے
پہنچنے تک وہان سے روانہ نہون - نواب صفدر جنگ نے یہ تحریر دیکھہ کر سمجھہ لیا کہ مہابت
جنگ دھمکی دیتا ہے - اس لئے راجہ نول راے کو ایک شقہ لکھا کہ تم وہان کا انتظام
کرکے تمام فوج کے ساتھہ فوراً ہمارے پاس چلے آو کہ مہابت جنگ سے لڑائی درپیش ہے
بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اونہون نے صفدر جنگ کو ایک شقہ لکھا جسکا مضمون

سلہ دیکھو جام جہان نما ۱۴

یہ کہا تھا کہ مہابت جنگ سے جنگ کرنا ہماری مرضی کے خلاف ہے بہت جلد اپنے صوبے کو
لوٹ جاؤ۔ بادشاہ نے ایک شقہ مہابت جنگ کو بھی اس مضمون کا بھیجا۔ چونکہ تم کو مرہٹوں کی
مہم درپیش ہے اور تمام سپاہ کے ساتھ اونکے مقابلے کے لیے اپنے مقام سے کوچ کیا ہے
مگر ہمکو یہ خبر ملی تھی کہ بنگالے میں سوائے فوج پیادہ محافظ شہر عظیم آباد کے اور سپاہ نہیں
اسلیئے یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ مبادا مرہٹے وہاں پہنچکر غارتگری کریں پس صفدر جنگ کو
اوس ملک کی محافظت کے لیے مامور کیا تا کہ مرہٹے اودہر کا رخ نہ کریں اس لیے تم کو
اونکا مقابلہ نکرنا چاہیے بلکہ انسے محبت سے پیش آنا چاہیے۔ صفدر جنگ اس شقہ کے
بہیجنے کے بعد وہیں مقیم رہے۔ جب دیکھا کہ مہابت جنگ مرشد آباد میں ٹھیر گیا۔ اور جس
عجلت کے ساتھ اودہر آرہا تھا اب نہیں آتا تو اودہ کیطرف واپس ہوے اس کے بعد
مہابت جنگ عظیم آباد کو آیا۔ اور بادشاہ کا شقہ اپنے خط کے ساتھ صفدر جنگ کو بھیجدیا
مہابت جنگ کے خط کا مضمون یہ تھا کہ آپکی فوج کے دبدبہ سے مرہٹے بادشاہی ملک
میں داخل نہیں کر سکے بلکہ خاص آپکی آمد کیوجہ سے صلح کر کے چلے گئے پھر آپنے اتنی
جلدی کیوں مراجعت کی اتنا ضرور ٹھیرنا چاہیے تھا کہ میں وہاں پہونچ جاتا مراسم
شکرگزاری بجا لاتا۔ اب مجھکو نہایت شرمندگی ہے۔ غرضکہ صفدر جنگ نو مہینے کے بعد
اپنے صوبے میں داخل ہوگئے۔ سید ہدایت علیخان سہارنپوری ہمراہ تھا۔ مگر سید
ہدایت علیخان کے بیٹے نے سیر المتاخرین میں جو کچھ لکھا ہے وہ بیان عماد السعادت
کی اس روایت سے بہت کم ملتا ہے وہ کہتا ہے کہ جب رگھوجی بہوسلہ نے بہاسکر
پنڈت کو بنگالے پر یورش کیلئے بھیجا تو مہابت جنگ نے بادشاہ کی خدمت میں لکھا
کہ ایسے وقت میں کوئی سردار میری مدد کے لیے متعین فرمایا جاتے۔ اگر خدانخواستہ فدوی
تباہ ہوا تو سلطنت کی شان وشوکت میں بل آجائیگا۔ محمد شاہ نے اپنے امرا سے مشورہ
لیا اور عمدۃ الملک صوبہ دار الہ آباد کو بھی لکھا سب نے عرض کیا کہ ضرور مدد دینا چاہیے
بادشاہ نے نہایت جلد ایک شقہ خاص اپنے قلم سے ابوالمنصور خان صفدر جنگ
کو لکھا اور تاکید کی کہ جلد مہابت جنگ کی مدد کیلئے بنگالہ کو چلے جاؤ۔ اور عمدۃ
الملک صوبہ دار الہ آباد کو بھی لکھا کہ جسطرح ممکن ہو ابوالمنصور خان کو مہابت جنگ
کی مدد پر روانہ کریں تاکہ جلد نہ کرسکے پاتے ہے۔ بتعمیل حکم صفدر جنگ نے آتے ہی انتقال

یا اول ذیقعدہ ۱۱۵۵ ہجری مین فوج مغل اور ہندوستانی اور کسی قدر باز ماندہ مغلیہ فوج نادری
کے ساتھ جس مین مغل سات ہزار کے قریب ہونگے۔ اور ہندوستانی دس بارہ ہزار تھے اور دوسرا
سامان توپخانہ وغیرہ کا ہمراہ لیکر اپنی دارالامارت فیض آباد سے کوچ کرکے عمدۃ الملک کو لکھا کہ مین
بادشاہ کے حکم سے مہابت جنگ کی مدد کو جاتا ہون۔ مگر مرہٹون سے لڑنا آسان نہین ہے میرا صوبہ
مفسد اور بدمعاش زمینداروں کا آرام گاہ ہے۔ انکی وجہ سے ناموس کے باب مین بڑا اندیشہ
ہے نہ تو صوبہ اودہ مین چھوڑ سکتا ہون۔ کیونکہ کوئی مستحکم جگہ اس صوبے مین نہین ہے اور نہ ہمراہ
لے جا سکتا ہون۔ پس امیدوار ہون کہ قلعہ رہتاس اور چنارگڈھ عنایت ہون تاکہ عیال
واطفال کی طرف سے دلجمعی کرکے مرہٹون کی سزادہی مین مصروف ہوون۔ عمدۃ الملک نے اسے
منظور کرکے لکھا کہ بادشاہ سے عرض کرکے اجازت حاصل کرلو اور اس بارے مین مین بھی بادشاہ
کے حضور مین تحریک کرونگا۔ جب بادشاہ کی خدمت مین عرضی گئی تو اونہون نے قلعہ رہتاس
اور چنارگڈھ کی قلعہ داری صفدر جنگ کے حوالے کی اور قلعہ دارون کو حکم بھیجا کہ ان قلعون
کو صفدر جنگ کے حوالے کردین۔ صفدر جنگ بنارس تک پہنچکر پل باندھ کر دریائے گنگا سے
اوترے اور اپنی عیال واطفال کو لیکر قلعہ چنارگڈھ مین آئے اور اوس کو دیکھکر پسند کیا اور اپنی
جانب سے اوس کی محافظت کے لئے آدمی مقرر کرکے آپ بہ کمال شوکت و جاہ عظیم آباد کا
قصد کیا اور متعلقین کو عظیم آباد تک ہمراہ لے گئے۔ اس ارادے سے کہ اگر عظیم آباد کے گرد
ونواح مین مرہٹون سے مقابلہ ہو جائے گا۔ تو بہر صورت متعلقین کو قلعہ مذکور مین پہنچا دیا جائیگا۔
مہابت جنگ نے سید ہدایت علی نایب عظیم آباد کو لکھا کہ صفدر جنگ مدد کو آتے ہین جب قریب
پہنچین تو استقبال کرنا چاہئے تاکہ اونکو کسی طرح کا ملال نہو عظیم آباد مین صفدر جنگ کی فوج
مغلیہ کی آمد آمد سے عجیب طرح کا زلزلہ اور غلغلہ پڑ رہا تھا۔ گویا ایک قیامت برپا تھی۔ کیونکہ
یہاں کے لوگون نے دہلی مین قتل عام نادری کی خبر سن رکھی تھی۔ سید ہدایت علی کے پاس
جس قدر سپاہ اور سامان جنگ تھا صفدر جنگ کے ساز وسامان اور فوج کی آن بان
کے روبرو اوسکی کیا حقیقت تھی سید ہدایت علی چونکہ صفدر جنگ سے پہلے سے شناسائی
نہین رکھتا تھا حفظ آبرو کے خیال سے مرید خان کو ملاقات کے لئے واسطہ بنایا۔ یہ مرید خان
چونکہ محمد شاہ کے امرا مین سے تھا اسلئے صفدر جنگ سے تعارف رکھتا تھا۔ مرید خان صفدر
جنگ کی ملاقات کو گیا اور سید ہدایت علی کی ملاقات کے لئے تقریب کی اور صفدر جنگ کی طرفسے

ایک پروانہ تشفی اور دلاسی کے مضمون لیکر سید ہدایت علی کے پاس بھیجا۔ سید ہدایت علی گہاٹ
منیر تک اپنی ضروری سامان کے ساتھ استقبال کو گیا۔ صفدر جنگ نے اوسپر بہت مہربانی
کی بعد اسکے صفدر جنگ عظیم آباد کو آئے اور سید ہدایت علی کے طرز عمل سے بہت خوش رہی
صفدر جنگ نے عظیم آباد پہنچکر حکم دیا کہ قلعہ مہابت جنگ کے اسباب اور مال وغیرہ سے خالی کر دینا
چاہتے۔ بلکہ اس حکم سے پیشتر ہی او نکے نوکر قلعہ کے دروازوں پر بیٹھ گئے تھے۔ آدمیون کا
نکلنا اور اسباب کا باہر آنا متعذر ہوا۔ سید ہدایت علی نے حکم کی تعمیل کی۔ صفدر جنگ بڑے
کروفر سے شہر عظیم آباد مین داخل ہوئے اور قلعہ کو بنظر اجمالی ملاحظہ فرما کر چند ہمراہیون کو سکین
کیا۔ اور خود اپنی نانا کی قبر پر واسطے فاتحہ کے گئے جو عظیم آباد مین مدفون ہین۔ یہ جگہ سعادتخان
گے باب کے مقبرہ کے نام سے مشہور ہے اور وہانسے باقی یورپین [illegible] ادن کا لشکر مقیم تہا
گئے تمام منصب دار اور امرا و زمیندار اونکی سلام کو حاضر ہوتے صفدر جنگ مین غرور
و نخوت بہت تھی اکثر عالیشان آدمیون سے نہایت بے التفاتی سے پیش آتے جس سے وہ لوگ
بیدل اور ناراض ہوئے کچھہ عمدہ ہاتھی اور بڑی بڑی توپین مہابت جنگ عظیم آباد مین
اسلئے چھوڑ گیا تھا کہ اگر مرہٹے ادہر کا رخ کرین تو اونکی مقابلے مین کام آئین۔ صفدر جنگ نے
اونکی تعریف سنکر سید ہدایت علی سے فرمایا کہ وہ ہاتھی اور توپین ہمین دیدو اور اونکی قیمت ہمسے لیلو
ہدایت علی نے جواب دیا کہ نہ تو میرا آقا سوداگری اور نہ مین اوس کا گماشتہ ہون وہ بھی امیر ہے
اور حضور بھی امیر ہین اور باہم رابطہ و اتحاد ہے۔ بس اوس کا اور آپ کا مال و اسباب جو آپ چاہین
جو چاہے تصرف مین لائے۔ مگر مین اپنی طرف سے بدون اجازت مالک کے نہین دے سکتا
صفدر جنگ نے اس جواب پر کچھہ التفات نہ کیا۔ اور دو تین ہاتھی۔ تین چار توپین اپنی سرکار
مین داخل کرلین۔ اور یہ بات بالکل اونکی شان کے لایق نہ تھی۔ جب یہ خبر مہابت جنگ نے
سنی تو اوسپر بہت شاق گذرا اور اس نے خیال کیا کہ صفدر جنگ کی وضع مخالفانہ ہے
اسلئے صفدر جنگ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ آپ مرشد آباد کو نہ آئیں اپنے صوبے کو معاودت
فرمائیے۔ اور بادشاہ کو بھی عرضی لکھی کہ مجھے صفدر جنگ ایسے لوگون کی مدد کی حاجت نہین
باقبال حضور جو کچھہ ہوگا اپنی جانفشانی سے تعمیل کرونگا۔ امیدوار ہون کہ صفدر جنگ کے
نام واپسی کا حکم صادر فرمایا جائے۔ ورنہ میری اور اونکی صحبت موافق نہ آئے گی۔ بادشاہ نے
بموجب گذارش مہابت جنگ کے صفدر جنگ کے نام شقہ خاص جاری کیا کہ بہت جلد

اپنے صوبے کو لوٹ جاوئے اور اونکے وکلاء کو بھی تاکید سخت ہوئی ابھی صفدر جنگ کے پاس بادشاہ کا شقہ معاودت کے باب مین نہین پہنچا تھا۔ مگر اونکے وکلاء نے اونکو پیشتر سے اس امر کی اطلاع کر دی کہ مہابت جنگ کی عرضی موصول ہونے پر بادشاہ نے معاودت کے واسطے آپ کو لکھا ہے اور صفدر جنگ کو اونکے ہرکارونکے ذریعہ سے یہ بھی خبر پہونچی کہ بادشاہ کے حکم کے موجب بالاجی راو مہابت جنگ کی کمک کے لئے بہاسکر کے مقابلے مین اپنے مقر دولت سے روانہ ہوا ہے۔ چونکہ باجی راو اور برہان الملک سے ۱۱۴۹ ہجری مین جھگڑا ہوا تھا اور چند مرہٹہ سردارون کو برہان الملک نے میدان معرکہ مین گرفتار کیا تھا کہ وہ ابتک صفدر جنگ کی قید مین تھے اسلئے صفدر جنگ بالاجی راو سے اندیشہ رکھتے تھے اسلئے اونہون نے اپنا لوٹ جانا مصلحت سمجھا۔ اور بہت جلد عظیم آباد سے کوچ کر کے گھاٹ منیر پر پل باندھکر اوتر گئے اور منیر سے سید ہدایت علی کو رخصت کر دیا اور صفدر جنگ نے محمد خان بنگش کو بھی لکھا کہ آپ مرہٹون کو ادھر آنے سے روکین۔ اگر اون ممالک مین پہنچ گئے تو اونکے ہاتھ سے بڑا نقصان پہنچے گا۔ جس کا جواب محمد خان نے یہ دیا کہ ہوا خواہ کو دشمنی سے ہر طرح آپ اپنی دل کو مطمئن رکھین۔ کیونکہ کفار کے ہنگامے مین تمام مسلمانونپر واجب ہے کہ متفق اللفظ والمعنی ہون۔ اور چونکہ ہمارے اور آپکے درمیان مراتب ہمسائگی کے علاوہ اتحاد دلی متحقق ہے پھر کسطرح کفار کی شورش کے وقت علیحدہ رہ سکتا ہون اور پھر صفدر جنگ کے دوسرے خط کے جواب مین محمد خان یون لکھتا ہے کہ مرہٹونکی تنبیہ اور گوشمالی ساز و سامان سے تعلق رکھتی ہے۔ اور خدا کے فضل سے آپ ہر طرح کا سامان اور اقتدار رکھتے ہین اور توپین اور جزائل آپکے پاس ایسی ہین کہ اگر اون گمراہونکے ایک لاکھ سے زیادہ سوار مقابلے مین آئینگے تو اون کے صدمات سے مثل زاغان کمان دیدہ کے ٹھہر نہین سکینگے۔ اگرچہ میری خانہ نشینی اور بے سامانی کی کیفیت چھپی ہوئی نہین ہے۔ لیکن پہلے اس سے بھی مکرر آپ کو لکھا گیا اور اب پھر تحریر کرتا ہون کہ مین ہر طرح آپکا شریک ہون اگر فرض کر لیا جائے کہ مرہٹے جمنا کو عبور کرینگے تو اول اون کا مقابلہ میرے ہاتھ واقع ہوگا اور خدا کی عنایت سے اونکو سزا ایسی پر ایسی اچھی طرح دیدیجائے گی کہ پھر اونکو گنگا کے عبور کرنے کی مجال نرہیگی لہ

لہ دیکھو تنزیہ القلوب ۱۲

عمدۃ الملک کی تحریک سے بادشاہ کا صفدر جنگ کو دہلی مین بلانا

عمدۃ الملک امیر خان نے قمر الدین خان وزیر اعظم کی پیش دستی کے خوف سے جسکی وجہ سے
اوس کو شاہ جہان آباد چھوڑ کر الہ آباد کی صوبہ داری پر جانا پڑا تھا صفدر جنگ سے دوستی
پیدا کر لی تھی سنہ ١١٥٥ ہجری مین بادشاہ نے عمدۃ الملک کو دہلی مین طلب کیا تو اوس نے
بادشاہ سے عرض کر کے صفدر جنگ کو بھی اودھ سے بلوایا ابتدای رجب سنہ ١١٥٥ ہجری مین بادشاہ کا
شقہ صفدر جنگ کی طلب مین پہنچا ۔ بعد[1] ورود شقہ بادشاہی صفدر جنگ نے جو کہ سابق سے
عمدۃ الملک سے دوستی پیدا کر کے اپنے تئین اوس کا متوسل خیال کرتے تھے اوس سے
حاضری کے بارے مین رائے لی ۔ عمدۃ الملک نے ایسے مقدر کا اتفاق اپنے ساتھ بادشاہ
کے حضور مین ضروری سمجھ کر ترغیبات دین ۔ صفدر جنگ اوسکی ایما سے روانگی پر آمادہ ہوے
راجہ نولرای کو جو سابق مین صفدر جنگ کی سرکار مین ادنے درجے کا ملازم تھا اور بتدریج
ترقی کر کے اعلے درجے پر پہنچ گیا تھا اپنی نیابت پر تجویز کیا اور چند روز فراہمی فوج اور اپنے
سردارون اور معتمدون کے حاضر ہونے اور سامان سفر تیار کرنے کے لئے ٹھہرے رہے
اور عمدۃ الملک سے اپنی حاضری کا وعدہ کیا ۔ عمدۃ الملک صفدر جنگ کی روانگی
سے قبل الہ آباد سے کوچ کر کے رمضان سنہ ١١٥٤ ہجری مین دہلی پہنچ گیا تھا وسط شعبان مین صفدر
جنگ تمام سامان تیار کر کے چلنے کو تیار ہوتے ۔ جب تمام فوج اور سامان روانگی کو تیار
ہوا تو ایک گھڑی تک سمیع بیگ خان کے مکان مین ٹھہرے ۔ اور عبد الرحیم خان منجم باشی نے
آفتاب کو اصطرلاب مین دیکھ کر ساعت روانگی کی خبر دی ۔ صفدر جنگ سوار ہو کر اپنی پیش خیمے
مین داخل ہوتے جو تھوڑی مسافت پر استادہ تھا یہان چند روز قیام کر کے اوائل ماہ
رمضان مین کوچ کیا اور مع اہل و عیال کے روانہ دہلی ہوتے ۔ گیان پرکاش مین لکھا ہے
کہ سواری فیض آباد سے سات آٹھ کوس پہنچی تھی کہ وہان یعنی اثنائے راہ دہلی مین شجاع الدولہ
کی ولادت کی خبر پہنچی تمام رسالہ دارون اور جمعدارون اور امیرون نے مبارکباد کی نذرین
دکھائین ۔ ایک شخص نے تاریخ تولد اسطرح نظم کر کے نذر کی[2] بدولتخانہ نواب منصور
برآمد آفتاب از مطلع نور ۔ نواب نے ناظم کو پانچہزار روپے نقد دیے اور پانچ گانون جاگیر

[1] یہ بیان جام جہان نما سے لیا گیا ہے [2] یہ بیان سیر المتاخرین سے ماخوذ ہے ١٢

مین عطا کی اور جس مقام پر یہ عبور سنی تھی وہان مبارک گنج آباد کیا۔ اس سفر کے دوسرے
مصرع سے گیارہ سو چوالیس نکلتے ہین۔ اور یہ سفر گیارہ سو چھپن مین واقع ہوا تھا۔ گیان پرکاش
کے مؤلف کو سہو واقع ہوا۔ حقیقت مین شجاع الدولہ ۱۱۴۴ ہجری مین پیدا ہوئے تھے۔ مگر یہ
وہ زمانہ تھا کہ صفدر جنگ ابھی مسند نشین نہین ہوئے تھے۔ برہان الملک زندہ تھے۔
صفدر جنگ نے نانامؤ گھاٹ واقع پرگنہ بلہور[۱] ضلع کانپور پر پہنچکر چار روز تک مقام کیا
اور کشتیون کا پل بندھوا کر گنگا کو عبور کیا۔ شمشیر خان چیلہ نواب محمد خان والی فرخ آباد
کی طرف سے پرگنات موسی نگر بلہور اکبرپور اور قنوج کا عامل تھا۔ اوس نے کہا کہ جب تک
اوس نقصان کی بابت جو فصلون کو پہنچے معاوضہ نہ دیا جائے تب تک میری عملداری کی
حدود مین صفدر جنگ کے خیمے کھڑے ہون۔ یہ حکم شمشیر خان کا صفدر جنگ کو ناگوار
گذرا اور اونہون نے ایک سانڈنی سوار اس مضمون کا خط لکھہ کر فرخ آباد کو بھیجا نواب نامدار
سلامت شمشیر خود را درمیان بکن وگرنہ آب نہ خواہد ماند محمد خان نے اپنے دیوان جسا
رائے کو جواب ترکی بترکی لکھدینے کا حکم دیا منشی نے اوس خط کی پشت پر اسطرح
جواب لکھا نواب نامدار سلامت این شمشیر مردان در معرکہ میدان بے خون چشیدہ
بمیان نمی آید صفدر جنگ نے یہ جواب پاکر چاہا کہ شمشیر خان کے ساتھہ مقابلہ کرے
لیکن اونکی مشیرون نے اونکو لڑنے کی رائے نہین دی۔ اور یہ کہا کہ بادشاہ کی ناخوشی کا
سبب ہوگا اور لوگون نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ لڑے اور فتحیاب ہوئے تو کہا جائے گا
کہ چیلے کے ساتھہ لڑے تھے اور اگر خدانخواستہ نوع دیگر معاملہ ہوا تو ہمیشہ کے لیے
بدنامی کا ٹیکا آپکے ماتھے رہیگا۔ چنانچہ وہ اوس وقت وچارسی فی الفور روانہ ہوکر
دہلی چلے گئے۔ شمشیر خان کے اشارے سے اونکی خاص فوج کا اسباب لٹ گیا
کہتے ہین کہ اسی نزاع کی وجہ سے لکھنؤ کے حکام اور محمد خان کے خاندان مین باہم ملال
پیدا ہوگیا۔ یہ بیان آون صاحب کی تاریخ کے مطابق ہے۔ مگر عزیز القلوب سے
معلوم ہوتا ہے کہ نواب محمد خان بنگش اور صفدر جنگ مین اسوقت تک نہایت دوستی
اور اتحاد تھا اور نواب محمد خان کی عین خوشی یہ تھی کہ صفدر جنگ اثنائے سفر مین فرخ آباد
سے بھی نزول اجلال فرمائین۔ اور صفدر جنگ کا بھی ابتدا مین یہ ارادہ تھا۔ مگر پھر

[۱] یہ پرگنہ قنوج کے مشرق مین ہے ۱۲

محمد شاہ بادشاہ کی تاکید کی وجہ سے وہ فرخ آباد و نہ جاسکے جسکی معذرت اونہون نے محمد خان
کو لکھی تو اوس نے شمشیر خان اور افضل خان کو مراتب اشتیاق گذارش کرنے کیلئے صفدر
جنگ کے لشکر مین بھیجا تھا بلکہ جب صفدر جنگ کے دہلی کو روانگی کے ارادے سے گنگا کو عبور کرنیکا
حال اول محمد خان کو معلوم ہوا تو خود اوس کا جی چاہا کہ فرخ آباد سے چلکر صفدر جنگ کے پاس ملنے
کو جاوے مگر بوجہ علالت کے خود تو نہ جاسکا اپنی طرف سے عطاء اللہ خان کو صفدر جنگ کی لشکر مین
اونکی خیر و عافیت کے استفسار کے لئے بھیجا چنانچہ محمد خان کے تین خطوط مین اس بات کا ذکر ہے
جنکو عزیز القلوب سے یہان نقل کیا جاتا ہے **خط اول** انچہ بہجت تشریف بردن حضور انور مکنون
خاطر بودہ باشد مطلع باید ساخت لیکن الحمد کہ بہ تشریف بردن بہ بنیش گاہ فلک کارگاہ اصلح
واصوب است کہ درین صورت ہم نظام مہام مغلوبی و منکوبی مخالفان و ہم سرمہ گلوے تحریر
سخن طرازان خواہد بود و بفضل الہی ایتلاف قلوب ومحبتہاے روحانی آنقدر استحکام واسلوب
پذیرست کہ خمہ ازان تقریر و تحریر نتوان نمود انچہ بہ بنیان اتحاد و موکد باشد اہتمام تمام بر آن
لازم و ضرور وپاس این مراتب بروقت احتیاج از جانبین در رسم اعانت ہمگر از قوت بفعل رسد
یعنی عند الحواہد اگر در نواح متوصلہ کار پردازان شریف شورشی بر روی کار آید ازین طرف بہ فرق
فوج و عبور تشدید مبانی وداد لمعہ ظہور دہد و بر تقدیری کہ درین ضلع غبار آشوبی برخیزد بنشاندن
آن کار پردازان انکا لیکہ سامحت در مرافقت پردازند **خط دوم** نواب صاحب مہربان سلامت
درین ہنگام نشاط آغاز بہجت انجام تشریف شریف این روی دریای گنگ بعزیمت حضور
پر نور مسامع افروز گردیدہ دل اتحاد منزل را افادہ فراوان بہجت و سرور ساخت اگرچہ تمنای
باطن آن بود کہ بہ صدد و بشاشیر سباہات تخمیر نور آباستان بوس میمنت مانوس پردازد لیکن
بابتا بہ کثرت عارضہ و قلت توانائی نشست و برخاست لاچار چندی از دریافت این دولت عظمی
مقصر و معذور ماند انشاء اللہ المتعال متیقن کہ درین روزہا طبیعت رو بہ بہی دارد ہمین کہ از قرار
واقع رفع مرض می شود ناتوانی بتوانائی ابدال مے پذیرد برجناح استعجال شتافتہ کامیاب
دارین آرزو کہ احراز سعادت قدمبوس اقدس اعلی عبارت ازان ست می شود و بگرامی دریافت
ذخیرہ اندوز ابتہاج مے گردد بالفعل سیادت و رفعت پناہ سید عطاء اللہ را روانہ
ساختہ کہ حالات خجستہ سمات بچشم خود بلا واسطہ معاینہ نمودہ برنگارد مترقب کہ تا اقتضای
ایام مساعدت مدام بارقام خیریتہا قرین مسرت وشادمانی ما باید داشت — **خط سوم**

زبانی رستم بیگ ایلچی حوالہ شدہ بود با ابراز نامہ مذکورہ دریافت شد اگر تشریف آوری تشریف باین راہ اتفاق می شد لوازم ضیافت قسمی کہ دل میخواست بعرصہ ظہور می رسید لیکن چہ توان کرد بنا بر تاکید حضور انور عزیمت سامی از ہمان راہ صورت گرفت باین سافت رسیدن طعام پختہ متعذر بود لہذا رفعت پناہ شمشیر خان و افضل خان را فرستادہ شدہ مراتب اشتیاق را گذارش خواہند آورد امید کہ تا ہنگام مواصلت مسرت مسالمت ہموارہ بہ صحائف نشاط آگین انبساط تزئین خاطر دوستی دوست را مسرور و منبسط باید داشت - اب ہم پھر اصل بیان کیطرف رجوع کرتے ہیں کہ نول رای جو صفدر جنگ کے ساتھ تھا اوسکو صفدر جنگ نے گنگا کے گہاٹ سی اودھ کو رخصت کر دیا اور سید ہدایت علی کو خیر آباد کی فوجداری دیکر نول راے کے ہمراہ کیا اور کہا کہ تمنے سفر کا رنج اوٹھایا ہے - چند روز آرام کرو اگر راجہ سی صحبت بر آر نہو تو ہماری پاس چلے آنا - مگر سید ہدایت علی نے راجہ کی ماتحتی قبول نہ کی اور صفدر جنگ کے ہمراہ رہے کوہ جالیسر کے نواح میں عید آئی صفدر جنگ نے وہان مقام کیا مراسم عید ادا ہوتے پھر کوچ کر کے دہلی کے نزدیک پہونچے نثار محمد خان بہادر شیر جنگ ولد سیادت خان برادر سعادت خان برہان الملک جو کہ صفدر جنگ کے ماموں کا بیٹا تہا اور بجاے خود ایک امیر تھا مع راجہ لچھمی نراین وکیل صفدر جنگ کے دو تین منزل پیشتر استقبال کو آیا اور صفدر جنگ دریاے جمنا کے کنارے پہونچے اور یہان مقام کیا اور اپنی فوج مغلیہ اور ہندوستانی کو تیار کر کے جنکے پاس باناتی وردی اور ولایتی گہوڑے نقرئی سازسے آراستہ تھے - اور ہاتہیون کو زری کی جہولون اور گنگا جمنی حوضون سی سجا کے بڑے تجمل اور شوکت سی اپنے مقام سے سوار ہو کر قلعہ شاہی کیطرف روانہ ہوئے صفدر جنگ کے ہمراہ دس بارہ ہزار آدمیون سی کم ہجوم نہ تھا صفدر جنگ قلعہ بادشاہی کے مقابل ہو تجکر حسب ضابطہ دیوان خاص کے طلائی برج ثمن کے مقابل جو خورشید کی طرح دمک رہا تھا سواری سی اوترے اور اداے تسلیمات اربعہ بجا لا کر تہوڑی دیر کہڑے رہے اور پہولون کا ہار لیکر جو بادشاہ نے کسی خواجہ سراے محل کے ہاتھ بہیجا تہا سوار ہو کر اپنے قیامگاہ کو لوٹ آئے - بادشاہ صفدر جنگ کی طرز سواری سی نہایت محظوظ ہوتے جمعرات کے دن ۱۵ شوال سنہ مذکور کو جبکہ ملازمت کا وقت تھا قلعہ بادشاہی کے پاس جمنا کے کنارے برہ دوری کے خیمے برپا ہوتے اور صفدر جنگ تمام خدم و حشم اور فوج و سامان کے ساتھ کشتیونکے پل پر سے عبور کر کے اپنے خیمہ گاہ مین جا اوترے

وزیر اعظم قمر الدین خان حسین بہادر نصرت جنگ استقبال کو آئے چنانچہ اول ملازمان صفدر جنگ سے پھرا ہوا تھا حکم دیا کہ یہ سب آدمی خیمے سے نکلکر میدان مین زین پوشون پر بیٹھ جاوین اور خیمے کو ہمراہیان وزیر کے لئے خالی کردین وزیر کے ہمراہیون نے اوس خیمے مین پہونچکر ہجوم کیا وزیر صفدر جنگ کے خاص خیمے کے دروازے پر پہنچکر وہان ذرا ٹہرے اور چند مصاحبون اور امرا کو ہمراہ لیکر اندر گئے - صفدر جنگ بھی چند مصاحبون کے ساتھ خیمے مین انتظار کرتے تھے جب وزیر کو دیکھا تو مسند سے اٹھے اور وسط صحن تک استقبال کرکے بعد معانقہ ایک مسند پر آ بیٹھے گھڑی بھر اختلاط رہا پھر عطر و پان کی مدارات ہوکر جواہرات اور کپڑونکے خوان اور ہاتھی گھوڑے پیشکش مین دئے گئے - اسکے بعد وزیر رخصت ہوکر پیشتر چلے اور اونکے پیچھے سے صفدر جنگ بڑے کروفر کے ساتھ سوار ہوکر شام کو بادشاہ کی حضور مین پہونچے اور تقبیل کورنش ہوکر دارا شکوہ کی حویلی مین داخل ہوئے یہ حویلی برہان الملک کے عہد سے بادشاہ کی عنایت سے اونکے قبضے مین چلی آتی تھی - آخر بتدریج تمام لشکر اور فوج شہر مین داخل ہو گئی -

نول رائے کا حال و انتظام

یہ نول رای صفدر جنگ کا دیوان یعنی بخشی تہا اور سکسینہ کا یستھ جلوا اور پرانا خاندان سے تہا اور پرگنہ اٹاوہ کا موروثی قانون گو تھا - اپنی خوش لیاقتی سے صفدر جنگ کا دیوان ہو گیا تہا - اول اول رتن چند دیوان اعظم عبد اللہ خان و حسین علیخان قاآلان فرخ سیر کی نظر عنایت اسکی جانب زمانہ سنہ ۱۱۳۲ھ مین ہوئی تھی - گیان بر کاش مین لکھا ہے کہ جب نواب صفدر جنگ محمد شاہ کے پاس چلے گئے تو نول رای نے اودہ مین سپاہ کو ترقی دی عدالت گستری کے ساتھ حکم چلایا مزاج مستقل رکھا جو بات منہ سے نکالتا اوسپر جم جاتا تو مغل اور ہندوستانی کو ایک نظر سے دیکھتا تمام ملازمین کو ماہ بماہ تنخواہ دست بدست تقسیم کرتا - اوسکی سرکار مین پانچ ہزار سوار خوش اسپہ و جو اسپہ ملازم تھے - اور پیادونکی فوج بھی بھاری تھی - اور توپخانہ - اور شتر نال اور زنبورچی اور شیر بچے بہت کثرت سے رکھتا تھا - اور جزائل انداز اور بان انداز اور کمان انداز بھی کثرت سے جمع کئے تھے جب کبھی اوسکو یہ خبر پہنچتی کہ فلان جگہ کے زمیندار نے سرکشی کی ہے تو فوراً دندناتا ہوا وہان پہنچتا - اور اوسکو قرار واقعی سزا دیتا زر تحصیل مین اوسنے نہایت آسانی کر دی تھی - اور تنخواہ سب کو خزانے سے نقد دیتا تھا - اور ماہ اساڑھ

مین رہا ایک پرگنہ اور گاؤن کی تشخیص کرتا اور تشخیص سے ایک حبہ زیادہ نہ لیتا رعایا اور آبادی کی ترقی مین رات دن کوشش کرتا مال ملک مین بڑھاتا۔ اوس کے عہد حکومت مین سب خوش تھے اوس کی انصاف کی ایک حکایت یہان بیان کی جاتی ہی کہ ایک بار نول رای کا مقام پرگنہ سانڈی مین قصبہ سی چار کوس کے فاصلہ پر ہوا۔ اوس کی سفر کا یہ قاعدہ تھا کہ بہیر اور سامان اور تمام لشکر کو رات سی روانہ کردیتا اور خود غسل اور پوجا کرکے اور کہانا کہاکر پہر دن چڑہے سوار ہوتا۔ اوسدن اپنی ضروریات سی فرصت پاکر کمر باندھکر ہتہیار لگاکر ڈیرے سی نکل کر ہاتھی پر سوار ہونا چاہا کہ اوسی وقت پرگنہ سانڈی کی رعایا سے اہل حرفہ نے آکر دہائی دی اور فریاد کی کہ سلام اللہ چوہری نے ڈاکہ مارا ہی۔ ہمارا مال لوٹ لیگیا ہی۔ راجہ نے حکم دیا کہ سلام اللہ کو فوراً حاضر کرین غول سی دو شتر سوار نکلے اور اوسکو لانے کے لئے شتر دوڑاکے گئے۔ ابھی راجہ کہڑا تھا کہ فراشون نے مرضی پاکر کرسی اور مونڈھا لاکر بچھایا راجہ اور رسالہ دار و جماعہ دار و مصاحب گہوڑون سے اوتر کر بیٹھے اور بادشاہون کا تذکرہ باہم ہونے لگا۔ ایک پہر نہ گذرا تہا کہ سلام اللہ کو شتر سوار لے آئے راجہ نے اوس سی بلند آواز کی ساتھہ کہا کہ یہ آدمی مشتر فریادی ہین۔ تمنے کیون انکو لوٹا ہے۔ سلام اللہ نے دست بستہ عرض کیا کہ غلام گناہگار ہی۔ حکم ہوا کہ راضی نامہ لاؤ اوسیوقت سب کے سامنے عاجزی کرکے راضی کیا اور اونسی راضی نامہ حاصل کرکے نذر کیا نول رای نے رعایا سی دریافت کیا کہ راضی ہوگئے۔ عرض کیا کہ مہاراجہ کی بدولت اپنی داد کو پہنچے اوسوقت راجہ سوار ہوا نقارہ آگے تہا۔ نقارچی نے ڈنکے پر چوٹ ماری۔ غرضکہ راجہ نول رای ایسا دادگستر تہا کہ رعایا اور سپاہ دونون اوس سی راضی تھے۔

صفدر جنگ کو توپخانہ کی افسری اور کشمیر کی صوبہ داری ملنا

عمدۃ الملک کی سفارش سی ۱۔ صفر ۱۱۶۰ہجری روز یکشنبہ کو اول روز مین بادشاہ نے صفدر جنگ کو میر آتشی یعنی توپخانے کی افسری کا خلعت عطا کیا اس موقع پر بادشاہ نے وفاداری اور حقوق نمک خواری کی بقا اور توقعات کے الفاظ اپنی زبان سی ارشاد کئے۔ صفدر جنگ نے اپنا پیش خانہ جو آتش کے لئے ضروری ہوتا تہا قلعہ مین آراستہ کرکے اپنی سکونت وہان قرار دی اور سید ہدایت کی بادشاہ سی سفارش کرکے جبکہ سکندرہ کی سند اوسکو دلادی اور بادشاہ کی کورنش سے مشرف کرایا۔ اور خدمت مذکورہ کا خلعت دلوایا۔ ۲۷۔ شعبان ۱۱۵۹ہجری

کو بادشاہ نے اسد الدولہ اسدیار خان کو صوبہ داری کشمیر سے معزول کر کے یہ خدمت صفدر جنگ
کو عطا کر دی جنہوں نے اپنے ماموں کے بیٹے شیر جنگ کو مع فوج مغلیہ اور ہندوستانی
کے وہاں کے بندوبست کو روانہ کیا۔ شیر جنگ نے وہاں پہونچکر بیر اللہ کو جو بڑا بہادر اور متمرد تہا
جہوٹے عہد و پیمان کے ساتھ دلجوئی کر کے اپنے پاس بلا لیا اور قید کر دیا۔ اور تہوڑے دنون
وہاں رہکر انتظام کر کے صفدر جنگ کے ایک رفیق افراسیاب خان نامی کو صفدر جنگ کے
حکم سے اوس صوبے کی نیابت پر چہوڑ کر خود شاہجہان آباد کو لوٹ گیا۔

ملازمان نواب علی محمد خان روہیلہ کے ہاتھ سے داروغہ عمارات صفدر جنگ کو ہزیمت پہنچنا صفدر جنگ کا محمد شاہ کو نواب علی محمد خان سے ناخوش کر دینا۔ بادشاہ کی نواب علی محمد خان پر چڑہائی طول طویل محاصرے کے بعد نواب علی محمد خان کا بادشاہ کی اطاعت کر لینا بادشاہ کا نواب علی محمد خان کے ہاتھ سے ملک روہیلکھنڈ نکال لینا

۱۱۵۸ھ میں داروغہ عمارات نواب صفدر جنگ سال کے لٹھے کاٹنے کے لئے دامن کوہ
کمایوں میں آیا تہا۔ نواب علی محمد خان روہیلہ کے ملازم تہانے میں متعین تھے اوس سے لڑائی ہوگئی
اور کئی آدمی دونوں طرف سے مارے گئے۔ اور ملازمان صفدر جنگ بہت مغلوب ہوئے
گئے داروغہ کارخانے کو جنگل میں چہوڑ کر دہلی پہنچا۔ اور صفدر جنگ سے کہا کہ آپکی عمارت کا
تمام کارخانہ روہیلوں نے برباد کر دیا اور نوکروں کو مار ڈالا۔ صفدر جنگ کو بہت غیظ پیدا
ہوا کہنے لگے کہ اب ہماری یہ ذلت ہوگئی کہ روہیلوں نے ہمارے کارخانہ عمارت کو لوٹ لیا
اعتماد الدولہ قمر الدین خان سے کہلا بہیجا کہ اگر آپ ہماری رفاقت اس بات میں کریں اور بادشاہ
کو علی محمد خان کی سزادہی پر متوجہ کریں تو بہتر ہے۔ ورنہ میں ضرور بادشاہ سے عرض کرونگا اعتماد
الدولہ نے اگرچہ بظاہر آرے سے بلے کر دیا لیکن صفدر جنگ سے دلی عناد کی وجہ سے درپردہ
نواب علی محمد خان کے طرفدار رہے۔ صفدر جنگ کو جب یہ بخوبی یقین ہوگیا کہ اعتماد الدولہ دل سے
نواب علی محمد خان کی جانبداری کرتے ہیں تو عمدۃ الملک امیر خان اور غازی الدین خان

فیروز جنگ اور محمد اسحاق خان اور حیدر قلیخان اور صمصام الدولہ سہرام خان اور کامیاب خان وغیرہ
کو موافق کر کے ایک بڑا شکایت آمیز واقعہ بادشاہ کے سامنے پیش کر کے بادشاہ کو روہیلون کے
استیصال پر متوجہ کیا - چنانچہ محمد شاہ ایک لاکھ جمعیت کے ساتھ بذات خود اس مہم پر آمادہ ہوئے
انند رام مخلص نے اس مہم کے سفرنامہ مین لکھا ہے کہ ۲۴ محرم سنہ ۱۱۵۸ ہجری کو محمد شاہ دہلی سے سوار
ہو کر لونی باغیچین ٹہیرے - وزیر الممالک اعتماد الدولہ اور عمدۃ الملک امیر خان اور ابو المنصور خان میر آتش
وغیرہ امرا ہمرکاب تھے - ماہ صفر مین بادشاہ نے امرا کو جمع کر کے علی محمد خان کی تنبیہ کے لئے
روانگی کی رائے قرار دی - لشکر کی ہراولی وزیر الممالک کو ملی - ۱۲ صفر کو پانچ گھڑی دن چڑھے
بادشاہ نے تخت روان سکاری پر سوار ہو کر فرحت افزا سے کوچ کر کے دریاے ہنڈن کے پاس
خیمون مین مقام کیا - ۱۵ کو جشن نوروز کی محفل منعقد ہوئی جسکا رنگ سبز مشتری تھا اور وہ مراد ہے
تحویل آفتاب سے بیت الشرف مین - وزیر اور صفدر جنگ اور عمدۃ الملک نے ایک ایک سو ایک ایک
اشرفیان نذر دکہائین - اور تہنیت کے اداب بجا لائے اور ۱۹ صفر کو بادشاہ نے پرگنہ موا سنہ مین
پہنچکر حکم دیا کہ میر بخشی دریاے گنگا کے پل کی درستی کو روانہ ہو اور بادشاہ رام گہاٹ ضلع بداون
کی راہ گنگا کو عبور کر کے پرگنہ گنور مین آ پہنچے - اسوقت نواب علی محمد خان نے آنولہ کو چھوڑ کر بن گڈھ
عرف یوسف نگر مین پناہ لی - ۹ ربیع الاول سے ۱۶ ربیع الاول تک سنبہل نور مین بادشاہ کا مقام
ہوا ۱۷ کو آگے روانہ ہوئے - صفدر جنگ کے قزلباش ملا نعر گانون مین جا کر لوٹ مار کرتے تھے
اور جانور اور آدمی پکڑ لاتے تھے - وزیر الممالک نے بادشاہ سے عرض کر کے کہیتون اور دہات
کی حفاظت کے لئے فوج مقرر کر دی اور حکم دیا کہ اب اگر کوئی قزلباش رعایا کو ستاے تو اوسکو
سزا دیا چاہیے - اور باندھ کر لانا چاہیے - ایکدن صفدر جنگ کی سرکار کے چالیس ہاتھی
کہیتون کی پیڑیون سے لدے ہوئے تیس قزلباشون کے ساتھ لشکر مین آرہے تھے فوج محافظ
اونکو وزیر الممالک کے پاس پکڑ لائے - وزیر نے اونکو بادشاہ کے حضور مین پیش کر دیا حکم ہوا کہ
ہاتھی جسکے ہین اوسکے پاس پہنچا دو مگر آیندہ ایسا ہوگا - تو جملہ چیزین سرکار مین ضبط کر لی جاینگی
صفدر جنگ نے اون قزلباشون کو اتنا پٹوایا کہ دو آدمی صدمے سے مر گئے - پہلی ربیع الثانی
کو سنبہل سے بادشاہی فوج آگے بڑھی ۱۷ ربیع الثانی کو ایک مقام پر امرا بادشاہ کے
پاس حاضر ہوتے - چونکہ تھوڑے عرصہ سے بعض وجوہ سے صفدر جنگ اور قایم جنگ مین ملال تھا
اسلئے وزیر اعظم نے بادشاہ کے حکم سے دیوان خاص کے خیمے مین بادشاہ کے پس پشت

دونون کے ملاپ کرا کے بغلگیر کرا دیا۔ ۲۳ ربیع الثانی کو بادشاہی فوج بن گدھ سے
چار پانچ کوس کی فاصلہ پر جا پہونچی سہ پہر کے وقت نواب علی محمد خان کی فوج شاہی فوج پر
حملہ کرنے کے لئے قلعہ سے نکلی اور آگے بڑھی۔ عمدۃ الملک امیر خان اور صفدر جنگ
حاکم توپخانہ اور نواب وزیر الممالک مقابلے کو روانہ ہوئے اور گولہ اندازی شروع کرائی۔ نواب
علی محمد خان کی فوج پسپا ہوکر قلعہ مین گھس گئی ۲۶ ربیع الثانی کو یہ خبر مشتہر ہوئی کہ نول رائے
نائب نظامت صوبہ اودھ بادشاہ کے حضور مین آتا تھا کہ اوسکی اور علی محمد خان کی سپاہ سے
لڑائی ہوگئی اور پایندہ خان علی محمد خان کا سردار مارا گیا صفدر جنگ یہ خبر سنکر مدد کو
سوار ہوئے۔ نواب وزیر نے اپنے سرکار کے بخشی اول صوفی بیگ خان نامی کو حکم دیا کہ فوج
لیکر صفدر جنگ کے ساتھ جائے اور وزیر آپ سوار نہ ہوئے۔ اسلئے کہ ہرکارونکی زبانی معلوم
ہوگیا کہ لڑائی ہونے کی خبر غلط ہے۔ اصل اس واقعہ کی اسقدر تھی کہ نول رائے کی آمد آمد کی خبر سنکر
صفدر جنگ اس خیال سے سوار ہوئے تھے کہ بادا نواب علی محمد خان اوس کا راستہ نہ روکیں
ان سب باتون کے علاوہ صفدر جنگ کی اصلی غرض یہ تھی کہ وہ بادشاہ پر عرض کر سکے کہ نائب
اودھ کا نائب ایک بھاری جمعیت رکھتا ہے۔ حالانکہ ایسا نتھا تو اوسکے ہمراہ لانے مین اوسکے
ہمراہیونکی تعداد کھلے گی نہین مغلطہ باقی رہیگا۔ اور یہ رای اونکی بہت صائب تھی۔ غرضکہ
صفدر جنگ نول رائے کو ساتھ لیکر سہ پہر کے وقت لشکر شاہی مین داخل ہوئے۔ امرائے
بادشاہی نے علی محمد خان کے مغلوب کرنے مین نہایت سستی اور کاہلی کا برتاو کیا۔ انند رام اس
امر کی نہایت شکایت کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ معلوم نہین ہوتا کہ نمک خوار خدامت اور برگزیدہ نا
دولت نے کیا مدنظر ہے۔ سنہ ۱۱۵۱ ہجری مین انکی اہین بودی تدبیرونکی وجہ سے لشکر نادرشاہی
ہندوستان پر مسلط ہوگیا۔ اور اُسے تباہ کر دیا۔ نواب علی محمد خان ایک چھوٹا سا تعلقہ دار ہے
بادشاہ نے اوسپر بنفس نفیس چڑھائی کی۔ اور اوس کے قیامگاہ سے تین کوس کے فاصلے
پر پہونچگئی۔ مگر وہ ابتک مطیع نہوسکا۔ امرائے شاہی روز حملے کے لئے سوار ہوتے ہین
اونہین کچھ دور جاکر لوٹ آتے ہین۔ اور اسی قدر پران سردارون نے کفایت نہین کی۔ بلکہ
ایک یہ قیامت کی بات ہے کہ بادشاہ کو بعض امرائے بے سروپا اور تھوڑے سے خواص اور
چند خواجہ سراکے ساتھ تنہا چھوڑکر خود آگے بڑھکر ڈیرے کر دئے ہین۔ میر آتش کا
یہ حال ہے کہ وہ توپخانے کے افسر ہین مگر سب سے زیادہ کاہل مزاج اور بے پروا

ہین - ماثر الامرا مین لکہا ہی کہ وزیر کے مقصد ہی بہ ہشند کو نواب علی محمد خان نے غارت کردیا تہا
مگر پہر بہی وزیر عمدۃ الملک اور صفدر جنگ کے برخلاف نواب علی محمد خان کی طرفداری کرتے تہی
سیر المتاخرین کا موءلف بہی کہتا ہی کہ وزیر عمدۃ الملک اور صفدرجنگ کے ساتہ تعلق رکہتے تہی
اسلیئے نواب علی محمد خان کے در پردہ طرفدار تہی - ان دونون امیرون نے بہی اس روہیلے کی مہم
کو وزیر کی مرضی پر چہوڑ کر آپ ڈہیل ڈال دی تہی - بنگڈہ کے گرد اسقدر گنجان بانس ہوتے ہوتے
تہے کہ کسی صورت سی گولہ اونکی پار نہ جا سکتا تہا - ہان بڑے بڑے گولے شاہی توپون کے
بن گڈہ مین پہنچتے تہے اور طول محاصرہ سی گہوڑون وغیرہ کو گہاس چارہ کی تکلیف ہونے لگی تہی
آخر الامر روہیلون نے نواب علی محمد خان کو صلاح دی کہ صلح کر لینا چاہئے - کیونکہ جو اپنے سلطان
جنگ کرتا ہے اوسپر اوسکی عورت حرام ہو جاتی ہی - یکم جمادی الاولی کو نواب علی محمد خان نے نواب
قایم خان والی فرخ آباد کی معرفت بادشاہ کی خدمت مین اطاعت اور عفو قصور کی درخواست
کی اور بادشاہ کے بعض شرائط کی بجا آوری پر راضی ہوئے اور کہا کہ اپنی مقدرت کے موافق
زرلطف بہی نذر کرونگا - وزیر الممالک نے مدعو سے ایک عرضی اس مضمون کی بادشاہ کے حضور مین
بہیجی - بادشاہ رضامند ہوگئے اور وزیر الممالک کو اختیار دیا کہ جو تمہاری رای ہے اوس کے مطابق
کارروائی کرو - اور دوسرے دن سوال و جواب ہو کر صلح قرار پائی - او طرفین سے گولہ باری موقوف
ہوئی - ۲ - جمادی الاولی روز جمعہ کو نواب علی محمد خان بنگڈہ سے بادشاہ کی قدمبوسی کے ارادی
سوار ہوئے - اس عرصے مین آندہی چلنے لگی - پہر کچہہ بوندا باندی ہوئی - اونکی سواری آہستہ
آہستہ چلکر قایم خان کے ڈیرے کے پاس پہنچی - وہان تہوڑی دیر قیام کیا - اور اپنی گرد آلود
اور بہیگی ہوئی پوشاک بدلی - انندرام مخلص نے بنگڈہ کے سفرنامہ مین اسی طرح لکہا ہے -
یہان ایک بات جان لینے کے قابل ہی کہ تاریخ فرخ آباد مین آرون صاحب نے بیان کیا ہی
کہ نواب علی محمد خان صفدر جنگ کے ذریعہ سے حضور سلطانی مین حاضر ہونا چاہتے تہے -
اور نواب صفدر جنگ کے دیوان نول راے کے توسل سے معاملہ عہد و پیمان شروع ہوا تہا
قایم خان کی فوج صفدر جنگ کے داہنے ہاتہ کیطرف تہی - ایکدن نواب علی محمد خان بارہ ہزار
زندہ پوش بہائیون کی ہمراہی مین صفدر جنگ کے پاس جاتے تہے - جب اونکی نظر قایم خان کی
چہنے پر پڑی تو پوچہا کہ یہ خیمہ کسکا ہی - جواب ملا کہ قایم خان کا - تب اونکی خاص سردارون
نے کہا کہ کیا ضرور ہی معاملہ صلح کا اعتبار ایک شخص اور اوسکے دیوان نول راے پر کہا جائے

یہان آپکے عمقوم نواب قایم خان موجود ہین اونسے سفارش کے واسطے درخواست کیجی نواب نے اس بات کو قبول کیا۔ اور قایم خان کے پاس گئی قایم خان اونسی نہایت تپاک سے ملے جب صفدر جنگ نے جو منتظر تھے یہ مضمون سنا تو نہایت برہم ہوئے اور تمام عمر نواب قایم خان سی بغض رکھا۔ یہ بیان آنند رام کے بیان کی سلسلے جس سی ہمنے اقتباس کیا ہی صحیح نہین معلوم ہوتا اور نہ یہ قیاس مین آتا ہے کہ نواب علی محمد خان پہلے سے بچگی کئے بغیر یون ہی قایم خان کے ڈیرے چلے جاتے۔
خلاصہ کلام یہ ہے کہ نواب علی محمد خان نے اپنی فوج کو نواب قایم خان کے ڈیرے پر چھوڑا سن اور دو تین سو سوار اونکی ساتھ نواب وزیر الممالک کے ڈیرے پر گئے۔ عمدۃ الملک اور ابو المنصور خان صفدر جنگ اور قایم خان مورچھلی سوار ہوکر بادشاہ کے دربار مین چلی گئی اور سہ پہر کے وقت نواب وزیر نواب علی محمد خان کو اپنی ہمراہ لیکر مورچھلی سوار ہوئے وزیر الممالک پہنچے تو بادشاہ محل کے اندر سی نکلے۔ دیوان خاص مین مسند زرین پر بیٹھے۔ اول عمدۃ الملک مدار المہام وغیرہ دوسری امراے سلطنت باریاب مجرا ہوئے۔ بعد اسکے بادشاہ نے علی محمد خان کی حاضری کا حکم دیا اعتماد الدولہ خلف وزیر اعظم اونکی دونون ہاتھ رومال سے باندھ کر حضور مین لیگئی بادشاہ نے فرمایا کہ اس کو آزاد اور اسکی تقصیرات کو معاف کیا اسکی ہاتھ کہولدینا چاہیے۔ نواب علی محمد خان ادب بجالائی اور ہفرار اشرفیان نذر گذرانین جو منظور ہوئین۔ نواب علی محمد خان کو رخصت کردیا۔
اور حکم دیا کہ بالفعل قایم جنگ کے پاس رہین۔ پانچ جمادی الاولی یکشنبہ کو چھ گھڑی دن چڑہے بادشاہ نے کوچ کردیا۔ تمام لشکر کے پیچھے عمدۃ الملک تھے۔ اور نواب علی محمد خان سو سوار اور سو پیادہ اونکی ساتھ عمدۃ الملک کے ساتھ ساتھ تھے۔ اور اونکی تمام علاقہ پر فرید الدین خان ابن نواب عظمت اللہ خان سابق صوبہ مراد آباد حاکم مقرر کئی گئے۔ اور بادشاہ نی قایم خان کو قایم الدولہ کا خطاب عطا کیا۔ واپسی کے وقت گنگا کے پل کی تیاری کا کام محمد علی خان جارچی ملازم صفدر جنگ کے سپرد ہوا تھا۔ پل کی تیاری مین بڑی دیر اور دقت واقع ہوئی۔ سلخ جمادی الاولی ۱۱۵۸ہجری کو بادشاہ شاہجہان آباد مین پہنچ گئے۔ ابو المنصور خان صفدر جنگ روہیلون کی خرابی کے نہایت درپے تھے چاہتے تھے کہ انہین کا ایک متنفس باقی نرہے اسلئے بادشاہ سی کئی بار عرض کیا کہ حضور نواب علی محمد خان کو میرے حوالہ کردین۔ مگر وزیر اعظم ادسکے ہمیشہ آڑے آتے رہی اور صفدر جنگ کی کوئی بات نواب علی محمد خان کی برخلاف بادشاہ کی حضور مین چلنے نہ دی

سلہ دیکھو تاریخ عالمشاہی

شجاع الدولہ کی شادی

محمد شاہ بادشاہ نے اس خیال سے کہ صفدر جنگ اور نجم الدولہ مین قرابت پیدا ہو جاے
ایک دن صفدر جنگ سے کہا کہ شجاع الدولہ کا کہان بیاہ کروگے عرض کیا کہ میرے ماموں سادت خاں
کی بیٹی آگے اوس سے نامزد ہوئی تھی مگر اوس لڑکی کی پیٹھ پر ایک خط منحوس ظاہر ہوگیا ہے - اس لئے
شجاع الدولہ کی ماں اس نسبت پر راضی نہین ہے - تھوڑے عرصے سے نسبت کا پیغام علی قلیخان
داغستانی ششش انگشتی کے گہر سے آتا ہے - اگرچہ علی قلیخان سید عباسی ہے اور حسن علیخان کا
بھتیجا ہے جو شاہ طہماسپ صفوی ثانی کا وزیر تھا - لیکن چونکہ اوسکی بیٹی گنا بیگم ایک کسبی کے بطن سے
ہے اسلئے شجاع الدولہ کی ماں اس قرابت سے بھی راضی نہین اب دیکھئے کہان قرار پاے بادشاہ نے
فرمایا کہ نجم الدولہ کے بھی ایک بہن موجود ہے اور اس کا سلسلہ نسب علیمہ مرضیہ حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو پہنچتا ہے - ہمارے نزدیک یہ بہتر ہے کہ شجاع الدولہ کا بیاہ نجم الدولہ کی بہن کے
ساتھ ہو جاے صفدر جنگ نے عرض کی حضور کا حکم غلام کے سر و چشم پر بادشاہ نے فرمایا
کہ وہ لڑکی میری لڑکی ہے صفدر جنگ نے آداب تسلیم ادا کیا - چنانچہ ۱۱۵۸؁ ہجری مین شادی
قرار پائی بڑی دہوم سے شادی ہوئی ۴۶ لاکھ روپئے صرف ہوئے[1] صفدر جنگ نے اپنی
خوشی اور بادشاہ کی خوشنودی کے لئے بڑا تکلف اور کر و فر کیا تھا - یہانتک کہ ساچق کے دن ایکہزار
کبھی سو گھوڑے چاندی کے تیار کرا کے عروس کے گہر بھجوائے کہ ہر ایک گھوڑا اسو روپئے کو مین تیار ہوا تھا
بادشاہ نے عروس کی جانب سے انتظام کے لئے عمدۃ الملک امیر خان کو کھڑا کیا تھا[2] - الجبات مین
مولوی محمد حسین آزاد نے لکھا ہے کہ معتبر لوگون کی زبانی معلوم ہوا کہ جب گنا بیگم دختر قزلباش خاں امید
کے حسن و جمال اور سلیقے اور سگھڑاپے اور حاضر جوابی اور موزونی طبع کی شہرت ہوئی تو نواب شجاع
الدولہ نوجوان تھے اوس سے شادی کرنی چاہی - بزرگون نے حسب آئین بادشاہ سے اجازت
مانگی - فرمایا کہ اوس کے لئے ہمنے تجویز کی ہوئی ہے - ایک خاندانی سیدزادی لڑکی کو حضور نے بنظر نواب
حذ بیگم کرکے پالا تھا اوس کے ساتھ شادی کی - اور اس دہوم سے کی کہ شاید کسی شاہزادی
کی ہوئی ہو - یہی سبب تھا کہ شجاع الدولہ اور تمام خاندان انکی بڑی عظمت کرتے تھے -

---

[1] دیکھو عماد السعادت [2] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

دولہن بیگم صاحبہ اون کا نام تہا - اور آصف الدولہ کی والدہ تھین - اس بیان مین بعض باتین غلط
ہین - اور غلطی اونکی ایسی ظاہر ہے کہ تشریح کی احتیاج نہین -

نجم الدولہ اسحاق خان بن موتمن الدولہ اسحاق خان کا حال

اسحاق خان موتمن الدولہ کا باپ شوستر سے ہندوستان مین آیا اور دلی مین ٹہیرا محمد شاہ کے عہد مین
بادشاہی نوکر ہوا اور علام علیخان خطاب پایا - نکاولی کا تعلقہ اوسکی سپرد ہوا - اسحاق خان ہند مین
پیدا ہوا - محمد شاہ نے علام علیخان کو خانسامانی کی خدمت دی مرزا حسن اوسکے باپ کا نام تہا اسحاق خان
نے کمالات مین خوب دستگاہ حاصل کی - نظم و نثر عربی و فارسی مین مہارت کامل رکہتا تھا محمد شاہ
کی خدمت مین اسکا تقرب بہت بڑہ گیا - موتمن الدولہ خطاب پایا - دیوانی خالصہ کی خدمت اوسکے
سپرد ہوئی اوس کے رسالے مین کئی ہزار سوار بادشاہی نوکر تھے جنکے گہوڑون کا داغ حرف ق
مقرر تھا جو اسحاق خان کے نام کا حرف آخر ہے - بادشاہ کو جسقدر اوسپر اعتماد تھا اوتنا کسی دوسرے
امیر پر نہ تھا - اوسکی ناک مین چند پہنسیان نکلین ورم آگیا پانچ چہہ روز بعد نوبت آئی ۲ - صفر ۵۲ ۱۱
ہجری کو دوشنبے کے دن انتقال کیا یہ شعر اوس کا ہے ؎

زبسکہ در دل تنگم خیال آن گل بود ❊ بغیر خواب من امشب صفیر بلبل بود

موتمن الدولہ نے تین بیٹے اور ایک بیٹی چہوڑی - ۹ صفر روز جمعہ کو تینون بیٹے بادشاہ کی سلام سے مشرف
ہوئے موتمن الدولہ کی اس بیٹی کی شادی محمد شاہ نے شجاع الدولہ کے ساتھ کرائی - بیٹوں کے
یہ نام ہین (۱) مرزا محمد یہ دونون بہائیون سے بڑا تہا - بادشاہ نے اول اسکو اسحاق خان خطاب دیا
جو اوسکے باپ کا خطاب تہا - اور آخر مین نجم الدولہ خطاب پایا بادشاہ اسپر بیحد مہربانی کرتے تھے
ایکبار مرزا محمد کو بادشاہ نے بطور رسم سلاطین کے عہد طفلی مین تخت پر اپنے روبرو خلاف ضابطہ
بٹھا لیا - کہتے تھے کہ اگر اسحاق خان نے مرزا محمد کو نذر کیا ہوتا تو ہین جانتا ہین کہ میری زیست
کیونکر ہوتی نجم الدولہ بخشی چہارم تھا محمد شاہ کے انتقال کے بعد احمد شاہ کے عہد مین
بھی بخشی گری کی خدمت پر رہا - اور شاہ جہان آباد کی کروڑ گیری کی خدمت بھی اوس سے متعلق
رہی صفدر جنگ کے ہمراہ احمد خان بنگش ابن نواب محمد خان بنگش کی لڑائی مین ۲۲ شوال
۱۱۶۳ ہجری کو مارا گیا - اور دہلی مین مدفون ہوا (۲) مرزا علی افتخار الدولہ (۳) مرزا محمد علی
سالار جنگ - آخر محرم ۱۱۶۸ ہجری مین یہ دونون بہائی عالمگیر ثانی کے عہد مین اودھ کو

چلے گئے صفدر جنگ کا انتقال ہوچکا تہا - شجاع الدولہ حکومت کرتے تھے پھر شاہ عالم نے علاؤ خنگ کو تین بخشی گری کا قلعہ دیا - یہ واقعہ ۲۴ - رجب ۱۱۵۵ ہجری کا ہے - دریای لطافت مین لکہا ہے کہ یہ تینون بہائی نہایت عیاش تھے - اسلئے لطیفہ گو اور خوش کلام اور بری بیکر دہلی کے اونکی صحبت مین رہتے تھے -

احمد شاہ ابدالی کے مقابلے کے لئے صفدر جنگ کا سرہند کو جانا اور قمر الدین خان وزیر اعظم کی مقتولی کے بعد کارنمایان دکھانا صفدر جنگ کی کوشش سے احمد شاہ کا شکست پانا

صوبہ الہ آباد بھی صفدر جنگ کو مل جانا

مآثر الامرا مین لکہا ہے کہ ۱۱۵۹ ہجری مین بادشاہ نے صوبہ الہ آباد عمدۃ الملک سے نکال کر صفدر جنگ کے سپرد کر دیا - اور خزانہ عامرہ مین لکہا ہے کہ ۱۱۵۹ ہجری مین عمدۃ الملک اپنے ایک نوکر کے ہاتھ سے مارا گیا تو بادشاہ نے صوبہ الہ آباد بھی صفدر جنگ کے حوالہ کر دیا - ۱۱۶۱ ہجری مطابق ۱۷۴۸ء مین احمد شاہ درانی نے صوبہ لاہور و ملتان پر چڑہائی کی اور اوس ملک کو دل کہولکر لوٹا جب اوس کو ملک ہند کی بدنظمی اور دربار کی بے خبری کی خبر پہونچی تو دہلی کی تسخیر کا ارادہ کیا اور لاہور سے دہلی کیطرف کوچ جاری کیا - محمد شاہ نے احمد شاہ کے مقابلے کے لئے اپنی تمام فوج اور توپخانہ اپنے ولیعہد شاہزادہ احمد کے ساتھ کر کے اور وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور ابو المنصور خان صفدر جنگ اور راجہ ایسری سنگہ ولد راجہ جے سنگہ سوائی وغیرہ کو اوسکی ہمراہ کر کے روانگی کا حکم دیا - ایسری سنگہ نے اسوقت پر بادشاہ سے عرض کرایا کہ قلعہ رنتھنبور مجہے عطا ہوجائے - اور اوس قلعہ کے ملنے تک جانے مین ڈہیل کرتا تہا - بہت سے امرا کی مرضی ہوئی کہ قلعہ راجہ کو دیدیا جائے - مگر قمر الدین خان وزیر اور صفدر جنگ نے کہا کہ ایسا قلعہ نہ دینا چاہئے - اگر کبہی مخالفت ہوگئی تو راجپوتون کے ہاتھ سے اوس کا نکلنا مشکل ہوگا - ۱۸ - محرم ۱۱۶۱ ہجری کو بادشاہ نے صفدر جنگ اور ذو الفقار جنگ اور معین الملک وغیرہ کو پہر دن چڑہے فتح پیچ عنایت کر کے رخصت فرمایا - اور نو گہڑی دن چڑہے بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے وزیر اعظم کے سر پر سرپیچ باندہا اور بادلہ کا طرہ اپنی دستار سے نکالکر

اونکی دستار مین لگا دیا اور ابدالی سے جنگ کرنے کے لئے رخصت فرمایا۔ تاریخ احوال سلاطین متاخرین ہند سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت شجاع الدولہ صفدر جنگ کے ہمراہ نہین گئے تھے بادشاہ کے حضور مین رہے تھے۔ شاہزادہ احمد تمام لشکر اور امرا کے ساتھ سرہند سے گذر کر دریائے ستلج کے کنارے ماچھی واڑے مین پہنچا اور احمد شاہ ابدالی لودہیانہ کی راہ بالا بالا داخل سرہند ہوا اور ۱۳ ربیع الاول کو اس مقام کو لوٹ لیا۔ شاہزادہ یہ خبر سنکر ابدالی کے تدارک کے لئے اوسطرف کو روانہ ہوا اور اپنی فوج کا پڑاو ڈالکر ابدالی کے لشکر کے خوف سے اپنی سپاہ کے گرد خندق کہدوائی۔ ۱۵ ربیع الاول سے ۸ تک لڑائی جاری رہی۔ کسیقدر رسد کی گاڑیان اور بار بونکے جھکڑے اور توپون کی گاڑیان شاہزادے کے لشکر سے پیچھے رہگئی تھین اون پر ابدالی کے لشکریون نے قبضہ کر لیا۔ ہندوستانی فوج اور بہیر بہت تھی۔ مگر افغانی فوج کے خوف سے خندق کے اندر محصور تھی۔ ۲۲ ربیع الاول کو اعتماد الدولہ قمر الدین خان اپنے خیمے مین چاشت کی نماز ادا کر رہے تھے کہ ابدالی کے لشکر مین سے ایک گولہ آکر اونکی لگا اور وہین رنگرای ملک بقا ہوئے۔ راجہ ایسری سنگھ وغیرہ راجپوت سردار جنکے ساتھ بیس بیس ہزار آدمی تھے وزیر کی مقتول ہونے ہی بہاگ نکلے۔ صفدر جنگ اور معین الدین خان عرف میرمنو ابن قمر الدین خان نے مع شاہزادے کے پاںداری کی۔ ۲۴ ربیع الاول کو احمد شاہ ابدالی نے فوج ہند کے مورچے برہم کیا۔ معین الملک نے بڑی جوانمردی کے ساتھ مقابلہ کر کے مخالف کے اکثر آدمیون کو ملک عدم کو پہنچایا۔ مگر ہندوستانی بہت کثرت سے کام آئے۔ چونکہ افغانی فوج قریب آگئی تھی اسلئے قریب تھا کہ ہندوستانیونکو شکست عظیم ہو۔ صفدر جنگ نے یہ حال دیکھکر تہوڑی فوج شاہزادے کی کمک کے لئے روانہ کی۔ اور خود پیادہ پا ہوکر اپنی توپ جکے رہکلے اور بان اور جزائل اپنے سامنے کر کے معین الملک اور ابدالی کے درمیان مین حائل ہو گئے۔ اور بڑی دلاوری کے ساتھ لڑائی کی۔ اودھر تو ابدالی کی فوج معین الملک کی جنگ کا صدمہ اوٹھا چکی تھی کہ یکایک صفدر جنگ بہت سی فوج اور توپخانہ آتشبار کے ساتھ آگئے۔ اور اس گرما گرمی مین ہندوستانی توپخانہ کا ایک گولہ احمد شاہ ابدالی کے توپخانے مین جاکر گرا جس سے توپون کی گاڑیون مین آگ لگ گئی ہزارون بان چلنے لگے۔ ابدالی کے بہت سے آدمی خاک برباد ہوگئے۔ اور اوسکی فوجکی ساری جوانمردی ختم ہو گئی۔ یہانتک کہ میدان جنگ سے قدم اوٹھ گئے۔ رات کو احمد شاہ نے کچھ پیام صفدر جنگ کے پاس بھیجے۔ اور صبح کو

میدان جنگ سے کوچ کر کیا محمد شاہ مژدۂ فتح و فیروزی اور وزیر کی جان نثاری اور صفدر جنگ کی جوانمردی اور کوشش کی خبر سنکر بہت مسرور ہوئے چونکہ بادشاہ کی طبعیت ان دنون علیل تھی اسلئے شاہزادے اور صفدر جنگ کو عجلت کے ساتھ اپنے پاس طلب کیا میدان جنگ سے شاہزادہ مع صفدر جنگ کے روانہ ہوا محمد شاہ کا مرض دمبدم زیادہ ہوتا تھا اسلئے شاہزادے اور صفدر جنگ کی طلب مین متواتر شقے صادر ہونے لگے۔ اور یہ لوگ جلدی روانہ ہوئے ابھی پانی پت کے متصل پہنچے تھے کہ ۲۷ ربیع الثانی سنہ ۱۱۶۱ ہجری مطابق ۵۔ اپریل سنہ ۱۷۴۸ کو محمد شاہ نے انتقال کیا ۲۔ جمادی الاولی سنہ ۱۱۶۱ ہجری کو صفدر جنگ نے مقام پانی پت مین چتر شاہی اور لوازم جلوس آراستہ کرکے بادشاہ کی نذر سے گذرانا۔ اور سلطنت ہندوستان کی مبارکباد دی۔ اور آداب بجالائے۔ بادشاہ نے کہا کہ وزارت تمکو مبارک ہو[۱]

صفدر جنگ کو دہلی کی وزارت ملنا

احمد شاہ اپنے باپ محمد شاہ کے جانشین ہوئے وہ احمد شاہ درانی کی موت کی دھوم دہام ہونے سے ترسان اور لرزان رہتے تھے اور اونہون نے فیروزمند کی لوٹ مار سے سلطنت کو حفظ و حراست مین رکھنے کی غرض سے وزارت کا عہدہ آصف جاہ کے سپرد کرنا چاہا۔ مگر جبکہ آصف جاہ نے انکار کردیا[۲] اور صفدر جنگ کو لکھا کہ جو بہتر سمجھو کرو۔ جسکے بعد ہی اونھون نے وفات پائی تو بادشاہ نے ناصر جنگ آصف جاہ کے جانشین کو اپنی امداد و اعانت کے واسطے اوس فوج سمیت بلایا جو اوسکی سعی و ہمت سے فراہم ہوسکتی تھی۔ مگر تھوڑے عرصے مین یہ بات دریافت ہوئی کہ احمد شاہ درانی اپنی قلمرو کے مغربی حصے مین مصروف و مشغول ہے۔ چنانچہ اس خبر کو سنکر احمد شاہ ہندوستانی کے اوسان درست ہوئے اور انتظام اپنی قلمرو کا اپنی مرضی کے موافق پورا کرنا چاہا۔ اور اب اوسکی مدد کی کچھ ضرورت نرہی اسوقت جدید وزارت قایم کرنے کی تجویز درپیش ہوئی۔ صفدر جنگ کو خلعت وزارت کی بڑی خواہش تھی۔ اور طرح طرح کی کوششین اس کامیابی کے واسطے کر رہے تھے۔ نواب علی محمد خان روہیلے کو جو ابدالی کے حملے کے موقع پر دوبارہ روہیلکھنڈ کی حکومت پر قایم ہوگئے تھے ایک خط اونہون نے

---

[۱] دیکھو مرات آفتاب نما ۱۲ [۲] دیکھو الفنسٹن صاحب کی تاریخ ۱۲

اس مضمون کا لکھا کہ احمد شاہ محمد شاہ کی جگہ تخت نشین ہوئے مگر اتنک عہدۂ وزارت کسی امیر بادشاہی
کے نام قرار نہین پایا ہی لیکن یہ مدنظر بادشاہ کی میری طرف ہی۔ مگر امرا سے تورانی چاہتے ہین
کہ خلعت وزارت انتظام الدولہ ابن اعتماد الدولہ قمرالدین خان کو مرحمت ہوا۔ اگر آپ بھی تشریف
لاکر ہمارے شریک ہون تو ہم آپکی اعانت قمرالدین سے زیادہ کرینگے نواب علی محمد خان ان دنون
محمد شاہ کے مرنے اور نئے بادشاہ کے مسند نشین ہونے کی وجہہ سے چاہتے تھے کہ اپنی طرف سے
کوئی آدمی دہلی کو بھیجکر کسی رکن سلطنت کی معرفت اپنے معاملے کی بحالی بادشاہ کے حضور سے
کرالین صفدر جنگ کی تحریر کو غنیمت سمجھکر اونکو اپنا طرفدار بنانا مناسب جانا مگر اس وقت
نواب علی محمد خان کی یہ حالت تھی کہ مرض استسقا مین مبتلا تھے۔ قوت سامعہ مین بھی بڑا خلل آگیا تھا
دوسرے قوی بھی بیکار تھے اسلئے آپ تو جا نہ سکے حافظ رحمت خان کو ہزار سوار دیکر دہلی کو
روانہ کیا حافظ صاحب دہلی کے قریب پہونچے تو صفدر جنگ نے جن کو بڑا انتظار تھا حافظ
صاحب کے ورود کی خبر سنکر اپنے بیٹے شجاع الدولہ کو اسحاق خان کے ساتھ استقبال کو بھیجا
یہ دونون سردار حافظ صاحب کو اپنے ہمراہ دہلی مین لے گئے اور اونکی ڈیرے شیر جنگ کے باغ مین
نصب کرائے صفدر جنگ نے تمام لشکر کے لئے ضیافت بھیجی۔ دوسرے دن صبحکو صفدر جنگ نے
حافظ صاحب کو اپنی ملاقات کے لئے بلایا اور بہت تعظیم و تکریم کی گلے سے لگایا اور تخلیہ کرکے
تورانیون کی مخالفت اور ایرانیونکی موافقت کی ساری داستان بیان کی۔ حافظ صاحب نے
صفدر جنگ سے کہا کہ مین آپکی مرضی کا تابع ہون آپ جو حکم دینگے اوسکی تعمیل کرونگا۔ اور اپنی قیامگاہ
کو لوٹ آئے اور روزانہ حافظ صاحب صفدر جنگ کی ملاقات کو جانے لگے۔ کئی دن کے بعد
صفدر جنگ نے حافظ صاحب کو طلب کرکے کہا کہ کل مین خلعت حاصل کرنے کے لئے قلعہ کو
جاؤنگا۔ پانچ ہزار تورانی انتظام الدولہ کے ہمراہ میرے روکنے کی کوشش کے لئے قلعہ کے
دروازے پر کھڑے ہونگے۔ اور یہ چاہین گے کہ مجھپر سبقت کرکے انتظام الدولہ کو خلعت دلوادین
اسلئے کل صبح آپ اپنے سوارون کو ساتھ لیکر میرے پاس آجائین۔ چنانچہ دوسرے دن صبح کو کہ
رجب کی چوتھی تاریخ اور دوشنبہ کا دن تھا حافظ صاحب تیاری کرکے صفدر جنگ کے دروازے پر
پہنچے صفدر جنگ قبل سے اپنی فوج کو تیار کرکے حافظ صاحب کے منتظر تھے اونکے پہنچتے
ہی نہایت تزک و شان کے ساتھ قلعہ کو روانہ ہوئے۔ تورانی قبل سے پانچ چھ ہزار کے قریب
جمع ہوکر چاہتے تھے کہ قلعہ مین گھس جائین۔ مگر جاوید خان قلعہ دار نے جو صفدر جنگ کا طرفدار تھا

اونکو قلعہ کے اندر داخل نہین ہونے دیا کہ اتنے مین صفدر جنگ کی سواری جا پہنچی ....
.... تورانی صفدر جنگ کی جمعیت دیکھکر دم بخود ہوگئے اور کچھ نہ بولے صفدر جنگ قلعہ
کے دروازے پر پہنچے اودہم بائی المخاطب بہ قدسیہ بیگم والدہ بادشاہ کے حکم سے جاوید خان نے قلعہ
کا دروازہ کھولدیا اور صفدر جنگ کو تھوڑے سے خدمتگارون کے ساتھ قلعہ مین لے لیا حافظ
رحمت دروازے پر تورانیون کے مقابلہ کے لئے کھڑے رہے - بادشاہ نے صفدر جنگ کو خلعت
ہفت پارچہ مع چارقب وزارت اور قلمدان مرصع اور دوسرے جواہر کے دیا اور جملۃ الملک[1]
مدار المہام وزیر الممالک برہان الملک ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ سپہ سالار خطاب عطا
کیا اور منصب ہشت ہزاری ذات اور ہشت ہزار سوار کا دیا تھوڑی دیر کے بعد صفدر جنگ خلعت
وزارت ہندوستان پہنکر قلعہ سے نکلے - اور اوس جمعیت کے ساتھ اپنی حویلی کو چلے آئے تیسرے
روز صفدر جنگ نے حافظ رحمت خان کو احمد شاہ کے دربار مین پیش کر کے خلعت اور نوبت
اور خطاب حافظ رحمت خان بہادر نصیر جنگ دلایا پھر باہم دوستی کا عہد و پیمان کر کے
اپنی طرف سے خلعت گھوڑا ہاتھی حافظ صاحب کو دیکر رخصت کیا اور نواب علی محمد خان کے
لئے تمام روہیلکھنڈ کی حکومت کی منظوری کا حکم بھی سلطنت کی طرف سے جاری کرا دیا -
میر آتشی کا خلعت صفدر جنگ پر بحال رہا - اور تھوڑے دلون کے بعد اونکی استدعا کے
موجب میر آتشی کی نیابت کا خلعت اونکے بیٹے شجاع الدولہ کو بادشاہ نے دیا

صفدر جنگ کی ہلاکت کے لئے سازش ہونا اور اون کا اس حادثے سے صحیح و سالم رہنا صفدر جنگ کا بادشاہ سے روٹھ جانا بادشاہ کا اون کے منانے کے لئے اونکی حویلی پر جانا - اکبر آباد و ملتان اور اجمیر اور الہ آباد کی حکومت کا انتظام

سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین ایک عجیب سانحہ واقع ہوا - وہ یہ کہ نواب صفدر جنگ عید اضحی کے دن عیدگاہ سے لوٹکر گھر کیطرف آرہے تھے کہ قلعہ کے پاس حدیقہ

---

[1] دیکھو سیر المتاخرین بعض تواریخ اور تاریخ مظفری مین جملۃ الملک کی جگہ بلفظ عمدۃ الملک ہے ۵ سنہ مرات آفتاب نما مین لکھا ہے کہ در حیتہ کہ تکمو مشہور ست عرض راہ یکسر بقیہ چہیر بالسے دست راست الا آتش گرفتہ بان و گولہ و تمنچہ و تفنگ الی آخرہ اور احوال سلاطین متاخرین ہند مین یون لکھا ہے - درانثا تمرداہ جیتہ تکمو یکبارگی آواز بان و طپانچہ و بندوق بیامد و آگ پیہا افتادند و آتش ریخت اور تاریخ مظفری مین ہے - در کلبہ ساباط تکمو قرب قلعہ بادشاہی از زمین بر بلندی عماری فیل جون است صفدر جنگ محاذی کلبہ مذکور آمد آنرا آتش دادند - ساباط بسین مہملہ مفتوح الف ساکن اور بای موحدہ مفتوح اور

مین جو لکھنو کی نام سے مشہور ہی مسجد رسر راہ مکانات پر چھپر تھے اونکو آگ لگ گئی اور اوس آگ مین بان اور گولے چلنے لگے۔ صفدر جنگ کی سواری کا گھوڑا اور دو تین خدمتگار اونکی صدمی سے مر گئے اور صفدر جنگ گھوڑے سے گر پڑے۔ مگر کوئی صدمہ نہ پہونچا۔ بعد اس کے صفدر جنگ بڑی احتیاط کے ساتھ سوار ہوتے۔ بہت سی تحقیقات کی اس سانحہ کے متعلق کوئی راز نہ کھلا۔ تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ اس واردات کا گمان انتظام الدولہ خلف کلان قمر الدین خان کی طرف پیدا ہوا اور وہ بھی چند روز کے بعد اس ظنہ کے رفع کرنے کے لئے وزیر کے گھر معذرت کو آیا گو ظاہر مین صفائی ہو گئی۔ مگر طرفین کے دل صاف نہوے۔ اور مرآت آفتاب نما مین بیان کیا ہی کہ صفدر جنگ کے دل مین بادشاہ کیطرف سے کدورت پیدا ہو گئی۔ اور تین مہینے تک بادشاہ کے مجرے کو نہ گئے۔ بادشاہ نے مصلحت اسی مین سمجھی کہ صفدر جنگ کے مکان کو خود تشریف لیگئے۔ اور ہر طرح سے مطمئن کر دیا۔ مگر چونکہ جاوید خان خواجہ سرا کو بادشاہ کے مزاج مین بہت دخل حاصل ہو گیا تھا۔ بادشاہ نے اوس نواب بہادر خطاب دیا تھا۔ بادشاہ کے تمام احکام اوسکی مرضی کے موافق صادر ہوتے تھے۔ اسلئے صفدر جنگ کے دل مین کدورت جم گئی رہی۔ تاریخ مظفری مین بیان کیا ہی کہ صفدر جنگ کے مخلع ہونے کے چند روز بعد پنجشنبہ ۱۴ رجب ۱۱۶۱ ہجری کو اکبر آباد اور الہ کی صوبہ داری کا خلعت سید صلابت خان بہادر ذوالفقار جنگ خلف سادات فرخ سیری کو مرحمت ہوا۔ اور روز چہار شنبہ ۲۰ رجب کو صوبہ داری اجمیر کا خلعت اور اودہ کی صوبہ داری کی مستقل کا فرمان اور عسلخانہ اور تسبیح خانے کی داروغگی علاوہ پہلی عطیات کے صفدر جنگ کو بادشاہ نے عطا کی۔ مگر پھر یہ تجویز قرار پائی کہ صوبہ اجمیر جو صفدر جنگ کو مرحمت ہوا تھا۔ صوبہ الہ آباد سے جو ذوالفقار جنگ سے متعلق تھا تبدیل ہوا۔ کیونکہ الہ آباد کو اودہ سے قرب تھا۔ پس اودہ اور الہ آباد صفدر جنگ کے پاس رہی۔ اور اجمیر اور اکبر آباد امیر الامرا ذوالفقار جنگ کو مل گئے تاریخ[۵۷] مظفری مین ذکر کیا ہے کہ بادشاہ نے اپنے جلوس سے دوسرے سال صفدر جنگ کے مشورے سے شاہنواز خان پسر دوم عز الدولہ ذکریا خان کو صوبہ داری ملتان کا خلعت دیا۔ کیونکہ معین الملک سے صفدر جنگ کو ملال تھا۔ شاہنواز خان

---

[۵۷] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

پندرہ سولہ ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے لاہور کیطرف گیا۔ ملتان کے متصل معین الملک کے نائب کوڑامل کے ہاتھ سے شکست پائی اور مارا گیا۔

صفدر جنگ کا نواب قایم خان بنگش والی فرخ آباد کو روہیلوں سے لڑا دینا قایم خان کا مارا جانا صفدر جنگ کا ریاست فرخ آباد کو ضبط کر لینا۔ اور خاندان بنگش کی بربادی و ہزیمت مین فریب اور حیلے کام مین لانا

صفدر جنگ خاندان بنگش کے دشمن جانی تھے اونھون نے ایک فرمان قایم خان کی طلبی مین جاری کروایا قایم خان نے بادشاہ کو جواب بھیجا کہ فدوی خاکسار صفدر جنگ پر اعتماد نہین رکھتا ہے وہ اوسکی خاندان کے دشمن ہین۔ اس جواب سے بادشاہ اور وزیر دونون سخت ناراض ہوے۔ وزیر نے جاوید خان سے صلاح پوچھی کہ اب اس کا انتقام کیونکر لینا چاہیے اوس وقت صفدر جنگ کو یہ سوجھا کہ قایم خانکو روہیلون سے لڑا دو دونون مین سے جس کو شکست ہوگی اوسمین اپنا مطلب نکلتا رہیگا کیونکہ نواب صفدر جنگ روہیلون سے بھی دلی عداوت رکھتے تھے اور اپنی ملک کے قریب اون کا جما ہونا اون کو پسند نہ تھا۔ قمر الدین خان وزیر اعظم اور نواب علی محمد خان جب تک رہے صفدر جنگ اپنے دل کا بخار روہیلون سے نہ نکال سکے جبکہ ۳ شوال سنہ ۱۱۶۲ ہجری مطابق ۴ ستمبر سنہ ۱۷۴۹ء کو نواب علی محمد خان کا آنولے مین مرض استسقا سے نہ مرض سرطان سے جیسا کہ سیر المتاخرین مین ہے انتقال ہوگیا تو صفدر جنگ کی رای سے روہیلکھنڈ کی گورنری کا فرمان قایم خان کے نام اس مضمون کا تیار ہوا کہ ایک شاہی حکم تمھارے ذمے کیا گیا ہے یعنی بہت سے محال بریلی و مراد آباد کے جو محمد شاہ کے زمانے مین تمھاری مدد سے حاصل ہوے تھے اونپر دوبارہ سعد اللہ خان ولد علی محمد خان روہیلہ نے قبضہ کر لیا ہے لہذا یہ ملک تمھاری حوالے کیا جاتا ہے۔ اور حکم دیا جاتا ہے کہ جا کر اوسپر قبضہ کر لو۔ یہ فرمان شیر جنگ ولد سیادت خان برادر کلان برہان الملک سعادت کے ہاتھ روانہ کیا گیا۔ شیر جنگ فرخ آباد کی

سے تکملہ ذکر ملوک مؤلفہ حاجی محمد رفیع الدین خان مراد آبادی ۱۲

قریب پہنچا اور دو کوس کے فاصلے پر قایم خان نے بڑے تزک و احتشام سے استقبال کیا فرمان اوسکو پڑہکر سنایا گیا۔ قایم خان آداب بجا لایا اور خلعت سرفرازی کو زیب تن کیا بعد ازان قلعہ کو واپس آیا یہان شرفا اور عہدہ دارون نے آکر نذرین گذرانین اور مبارکبادی قایم خان کا ملک روہیلکھنڈ سے بالکل ملا ہوا تھا اسواسطے اوسکے اور روہیلون کے درمیان بہت ناموافقت تھی۔ روہیلے نواب قایم خان کی طرف سے جملے کی صورت دیکھکر خوفزدہ ہوئے۔ اور اس بلا کے ٹال دینے کے لئے اونہون نے ایک عرضداشت نواب علی محمد خان کی بیوہ کیجانب سے نواب قایم خان کی خدمت مین بھیجی اور عرض کرایا کہ ہم ایک رقم معقول نذر کرینگے اور چند پرگنے دریاے گنگا کے کنارے پر واقع ہین چھوڑ دینگے اور ارواح حضرت رسول مقبول و حضرت غوث اعظم کو شفیع بنایا مگر نواب نے بحثی محمود خان کے بہکانے سے صلح نامنظور کی اور روہیلون کی سفارت ناکامی کے ساتھ آنولے کو واپس آئی روہیلے فوراً اپنی فوج جمع کر کے جسمین پچیس ہزار آدمی سے کم اور چالیس ہزار آدمی سے زیادہ نہین بتاتے ہین دوری رسولپور کے باغات مین جو بداون سے چار میل جنوب و مشرق مین آئی خیمہ زن ہوئی نواب قایم خان پچاس ساٹھ ہزار سپاہ اور بڑے توپخانے کے ساتھ فرخ آباد سے آگے بڑہا اور منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا دریای گنگا کے کنارے قادرگنج مین پہونچا اور یہان کشتیون کے پل کے ذریعے سے گنگا کو عبور کر کے ضلع بداون مین داخل ہوا۔ روہیلون نے راہ فرار مسدود دیکھکر اپنے خیمون کے گرد خندق کہودنی شروع کی۔ نواب قایم خان نے ۱۵۔ ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۲ ہجری کو علی الصباح حکم جنگ کا دیا اور جو ولاس رزم مین گر مع اپنے بہائیون اور خاص سردارون اور رشتہ دارون اور اون راجون کے جو کمک کو آئے تھے ہاتھی پر سوار رہا۔ روہیلون کیطرف سے بھی فوج مقابلے کو تیار ہوئی۔ اور بہت بڑے کشت و خون کے بعد قریب ڈیڑہ گہنٹہ دن چڑہے قایم خان مارا گیا۔ اور اوسکی باقی ماندہ سردار کچہہ زخمی اور خستہ و خراب ہو کے بہاگ اور روہیلون نے قایم خان کے کیمپ پر قبضہ کر لیا اور قایم خانکی لاش کو تلاش کر کے پالکی مین رکہوا کر چند معتمدون کے ساتھ فرخ آباد کو میدان جنگ سے روانہ کیا لڑائی سے تیسرے روز وہ لاش فرخ آباد پہنچی۔ اور اوسکے باپ محمد خان کے پہلو مین دفن ہوئی قایم خان کی تجہیز و تکفین کے بعد مالیہ بیگم عرف بی بی صاحبہ والدہ قایم خان نے نواب محمد خان کے گیارہوین بیٹے امام خان کو قایم خان کی جانشینی کے لئے نامزد کیا جب قایم خانکی شکست و موت کی خبر دہلی مین پہنچی اکثرون کو سخت صدمہ ہوا۔ سوای ابوالمنصور خان صفدر جنگ کے کہ

وہ اس خبر سے نہایت شاد ہوئی اور خوب ہنسی اور کلمات ہزل آمیز زبان پر لائی۔ کیونکہ صفدر جنگ قایم خان سے ابتدا سے عداوت رکہتی تھے۔ اور وجہ عداوت کی یہ تھی کہ جب قایم خان محمد شاہ کی ملازمت کو جاتا تو دیوان عام مین گہوڑے پر سوار ہو کر آتا تہا۔ حالانکہ ہندوستان کا قاعدہ تہا کہ وزیر اور بخشی اور تمام امرا نقار خانے کے دروازے سے پیادہ پا دیوان عام مین داخل ہوا کرتے تہے محمد شاہ نے قایم جنگ کو یہ خاص اعزاز عطا کیا تہا[۹۱] جبکہ صفدر جنگ اپنے بڑے مطلب یعنی روہیلونکی شکست سے مایوس ہوئے تو اونہون نے اپنی بدبختی کے نقصان کو یون پورا کیا کہ قایم خان مقتول کے ملک پر قبض و تصرف کرنے کا ارادہ کیا اور بادشاہ کو اس امر کی ترغیب دی کہ خود بدولت بنفس نفیس فرخ آباد کیطرف نہضت فرمائین تاکہ بقیہ سرداران بنگش کو کوئی عذر باقی نرہی اور سب مطیع ہو جائین۔ اور اگر کوئی بندگی سے انحراف یا روپیہ داخل کرنے سے انکار کرے تو اوسکا وہی انجام ہو جو قایم خان کا ہوا وہ سب بہگا دیے جاینگے اور اونکی بنیاد ملک سے مستاصل کر دیجائیگی بادشاہ چونکہ وزیر کا بندہ ہو رہا تہا جو تدابیر وزیر نے پیش کین سب بے تامل راضی ہو گئے اور ۲۰ ذی الحجہ ۱۱۶۳ھ ہجری مطابق نومبر ۱۷۵۰ء پنجشنبہ کو احمد شاہ دہلی سے روانہ ہو کر کول پہنچے اور صفدر جنگ نے بادشاہ کو اس مقام پر چہوڑا جو بہالیس میل دہلی کول سے ہے اور خود تہانہ دریا گنج کیطرف بڑہے۔ یہ تہانہ پرگنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ مین فرخ آباد سے ۵۰ میل کے فاصلے پر گوشہ شمال و مغرب مین واقع ہے وزیر کے ہمراہ چالیس ہزار ایرانی مغل تھے۔ اور یہ سب اونکی قرابت دار مرزا نصیر الدین حیدر و نواب شیر جنگ و نواب اسحاق خان وغیرہ کے زیر حکم تہے۔ باوجود اسکے وزیر نے راجہ نول رای کو یہ حکم بہیجا کہ تم فی الفور آکے میرے شریک ہو تو لڑائی نے صوبہ اودہ کو چہوڑ کر فرخ آباد کی طرف کوچ کیا۔ ۱۰ محرم ۱۱۶۴ھ ہجری مطابق ۱۰ دسمبر ۱۷۵۰ء کو مع راجہ نراین کے جو دس ہزار جوانون کے ساتھ اوس سے آن ملا تہا دریای گنگا کو عبور کیا اور دوسرے روز کالی ندی کے کنارے کیطرف جو اوس مقام سے چار پانچ کوس کے فاصلے پر واقع ہے روانہ ہوا۔ اسکے دوسرے دن تو لڑائے اور تعاقب ایک گہاٹ سے ندی کے پار ہو کر پیادہ کہڑے ہوئے۔ اور اپنے سپاہیونکو ہمت دلانے لگے کہ خوب قدم جما کر لڑنا اور بڑی بہادری سے مقابلہ کرنا۔ ندی اوسوقت بڑے جوش و خروش سے جا رہی تہی۔ پانی بہ شدت برس رہا تہا

---

[۹۱] دیکہو فرح بخش ۔ دیکہو تاریخ ہندوستان مولفہ الفنسٹن صاحب ۱۲

اور ہواے شمال خوب سردی جہنکا رہی تہی ۔ اور رسد کی نہایت قلت تھی ۔ غلہ زعفران کے بہاؤ تہا ایک دن کبڑون اور اسباب کے خشک کرنے مین گذرا ۔ بعد اس کے فوجنے خدا گنج کی طرف تین کوس کا کوچ کیا ۔ یہان افغان مع فوج تعدادی ۲۹ ہزار و توپخانہ کے مقیم تہے نولرای کی فوج نے ڈیڑہ کوس کا اور کوچ کیا ۔ اور نی الفور جنگ کی تیاری ہونے لگی ۔ میر محمد صالح اور راجہ برہتی بت میش لشکر پر متعین تہے ۔ قلب لشکر خود نولرای کے زیر حکم تہا میسرہ نواب بقا باالله خان کے تحت مین اور میمنہ رام نراین کے حکم مین تہا ۔ کل لشکر مین پچیس ہزار سوار تھی اور ایک سو ہاتھی اور متعلقین لشکر کا کچہہ شمار ہی نہ تھا ۔ خیمے پانچ چہہ کوس کے میدان مین استادہ تھی ۔ بلکہ جہانتک نظر جاتی تھی خیمے ہی دکہلائی دیتے تھے ۔ شرایط عہد و پیمان باہم شروع ہوتے اور پٹھان فرخ آباد کو واپس گئی ۲۲ ۔ محرم سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۲۲ ۔ دسمبر سنہ ۱۷۴۹ ء کو نول رای خدا گنج کو پہونچا ۔ وقت یہ مشہور ہوا کہ نواب وزیر کا سنگم لین پہونچ گئے ہین ۔ اور فرخ آباد کا محاصرہ کرنے کی گفتگو ہو رہی ہے اب یہان فرخ آباد کے حالات مذکور ہوتے ہین اگرچہ قایم خان کے چہوٹے بہائی ۔ اور بہت سے کار آزمودہ چیلے زندہ موجود تھے ۔ مگر ابتدا مین کوئی تیاری نہ کی گئی ۔ مگر آخر میں چیلہ شمشیر خان کی کوشش سے کچہہ آدمی فراہم ہوتے اور کالی ندی کے کنارے پر متصل خدا گنج شہر ۱۷ میل کے فاصلے پر سمت جنوب و مشرق متعین کئی گئے تاکہ نولرای کو بڑہنے سے باز رکہین بعظیم خان نام چیلہ شمس آباد کا عامل مقرر ہوکر دوسری سمت بہیجا گیا ۔ داود خان سعادت علی خان اسلام خان اور دوسرے چیلے شب و روز شہر کے گرد گشت کرتے تھے ۔ اور بی بی صاحبہ اور امام خان درگاہ باریتعالے مین دست بدعا رہتے تھے کہ بار خدایا ایسا ہو کہ بادشاہ بد اندیش و زبر کی صلاح پر عمل کرکے ہمارا قصد کرے ۔ اور محمد خان بنگش غضنفر جنگ کا ملک ہماری خاندان سے چہین لیوے از راہ پیش بینی بطور تقدم بالحفظ ایک تحریر دوستانہ اس مضمون کی ابوالمنصور خان صفدر جنگ کے نام نہایت عجز و انکسار کے ساتھہ روانہ کی کہ زمانہ سابق مین یہ قاعدہ تہا کہ اگر کوئی امیر میدان جنگ مین مارا جاتا تھا تو اوس کے خزاین ضبط ہو جایا کرتے تھے ۔ مگر اوس کے مراتب بدستور اوسکی اولاد پر برقرار رکہی جاتے تہے ۔ لہذا مراحم خسروانہ سے امید کیجاتی ہے کہ عرض زن بیوہ کی درجۂ اجابت کو پہونچے اور ایک فرمان مشعر لعفو جرایم سابقہ و عطاے ریاست امام خان مرحمت ہو ۔ وزیر نے اپنے لشکرگاہ مقام دریا گنج سے یہ جواب بہیجا کہ مین قبل ازین ایک عرضداشت بہمین گذارش خدمت سلطانی مین پیش کرچکا ہون ۔ اور جہان پناہ

نے بفضل نامتناہی ایک فرمان بھی نسبت بحالی ریاست بنام امام خان فرزند دستخط خاص عنایت فرمایا ہے وہ مین اپنے ساتھ لایا ہون اوس زمانے مین یہ دستور معین تہا کہ جس کسی کو ایسی غرض پیش آتی وزیر کے خیمہ گاہ مین بذات خود حاضر ہوتا اور ایک رقم کثیر نذرانہ کی پیش کرتا۔ وزیر کو تو کل اختیار حاصل ہی تہا فوراً فرمان شاہی اوس کی ذریعہ سے حاصل ہو جاتا بلکہ خلعت سرفرازی بھی ملتے تھے اور مراتب نوابی بحال ہو جاتے تھے صرف اوسوقت حسب مذکورہ بالا اپنی تعین مطیع سرکار ظاہر کرنے کی شرط تہی۔ خیر یہ اوسوقت کا قاعدہ تھا جو مذکور ہوا۔ وزیر کے خط مین اور بھی مکر اور خوشامد کی الفاظ تھے یعنی اونہون نے تحریر کیا کہ قایم خان کی وفات سے مجھکو کمال صدمہ ہوا مین اوس کو اپنا برادر حقیقی سمجھتا تھا۔ اب گویا میرا دہنا بازو ٹوٹ گیا۔ لیکن اگر بفضل الٰہی شامل حال ہی تو مین روہیلون کا نام و نشان ملک ہندوستان مین باقی نرکھونگا بی بی صاحبہ نے اونکی تحریر کو راست تصور کر کے اور اون کے مواعید قریبی پر بھروسہ کر کے اونکی لشکرگاہ مین جانے کی تیاری شروع کی اور ایک شتر سوار شیر خان و جعفر خان کو خدا گنج سی واپس لانے کے واسطے دوڑایا یہان یہ دونون نولراے کو روکے ہوئے تھے۔ ان دونون کو یہ بھی حکم بھیجا کہ نولراے سے بھی حتی المقدور اس باب مین کچھ قول و قرار ضرور کرنا چاہیے کیونکہ یہ شخص وزیر کے مزاج مین بہت دخیل ہے۔ یہان نولراے نے دیکھا کہ بے جنگ و جدل راستہ پانا بہت مشکل ہی فوراً اوس نے ایک تحریر اس مضمون کی شمشیر خان اور جعفر خان کے پاس بھیجی کہ مین غضنفر جنگ کے خاندان کا ہوا خواہ ہون۔ اور جسوقت مین وزیر کے پاس پہونچونگا تا مقدور تمہاری بہت کچھ سفارش کرونگا۔ اور تمہاری منشاے دلی کے حصول مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہوگی۔ اون چیلون نے اپنی صداقت شعاری کے سبب سے اوسکی سخنان فریب آمیز کو بھی سچ جانا۔ اور چونکہ اوس وقت اونکو یہ بھی معلوم ہوا کہ بی بی صاحبہ وزیر کے لشکرگاہ مین جانے کا مقصد رکھتی ہین۔ لہذا اور بھی اوس کے اقرار پر بہر و سہ کیا۔ اور فی الفور خدا گنج سی کوچ کر کے فرخ آباد کو واپس گئے۔ اونکے پہونچتے ہی بی بی صاحبہ نے مع اپنے چیلون کے وزیر کے لشکرگاہ کیطرف کوچ کیا۔ جسوقت موَ مین پہونچین سب پٹھان خدمت مین حاضر ہوے اور جسوقت وہانسے روانہ ہوئین سب رئیس جلو مین اونکے ساتھ ہوے۔ جب وزیر کے لشکرگاہ کے قریب پہونچین سب پٹھان سردارون نے وہان مقام کیا۔ وزیر نے جسدم بی بی صاحبہ کے آنے کی خبر سنی شمشیر جنگ کو استقبال کے واسطے بھیجا۔ جسوقت شیر جنگ

قریب پہنچا اپنے ہاتھی سے اوترکر باادب کھڑا ہوا اور آنکھون مین آنسو بھر لایا اور قایم خان کے
قتل پر بڑا افسوس ظاہر کیا وہ خونبہ دیا اسوجہ سی کہ وہ دونون ایک طور سی بھائی ہوتے تھے - کیونکہ
اونہون نے باہم پگڑی بدلی تھی - بی بی صاحبہ نے کہا کہ مین تم کو بجاے قایم خان کے سمجھتی ہون
اس مصیبت کے وقت میرے کام آؤ - اوس نے جواب دیا مین بسر و چشم حاضر ہون - جان تک
دریغ نہ کرونگا - بعد اس گفتگو کے بی بی صاحبہ وزیر کے قریب اپنی فرودگاہ کی طرف گئین اب
بتوسط شیر جنگ شرائط عہد و پیمان شروع ہوتے - تہوڑی دیر بعد نول رای وہان پہنچا - جب وہ وزیر
کے روبرو حاضر ہوا اوسنے اون قول و قرار پر جو بیان بالکل عمل نہ کیا جو اوس نے خدا گنج مین کیے تھے
بلکہ جو کچہہ وہان وعدہ کر آیا تھا یہان بالکل اوسکے خلاف گفتگو کی - اور بجز برائی کے ایک بات بھی
خاندان بنگش کے حق مین بھلائی کی مُنہ سے نہ نکالی - چونکہ اسکو بمقابلے اور نوکرون کے وزیر کے
مزاج مین زیادہ رسوخ تھا - پس جو کچہہ برائی اوس نے بیان کی وزیر نے تسلیم کرلی اوسوقت شیر جنگ
سے کچہہ کام نہ رہا اور معاملہ نول راے کے توسط سی شروع ہوا - اوسنی ششیر خان اور جعفر خان
اور اور لوگون کو بلایا اور اونسی کہا کہ ملک و معافی کی گفتگو شروع ہونے سے قبل ایک کرور روپیہ
داخل خزانہ شاہی ہونا چاہیے - بعد تہوڑی بحث کے ششیر خان و جعفر خان نے علحدہ جاکر
باہم کچہہ مشورہ کیا - اور آکر نول رای سی کہا کہ ہم تیس لاکہہ روپیہ دینے کا اقرار کرتے ہین - اس مین سے
نو لاکہہ فی الفور کچہہ نقد اور کچہہ اسباب کی قسم سے حاضر کرتے ہین - اور باقی اکیس لاکہہ تین
سال کی مدت مین اداکرینگے مگر شرط یہ ہی کہ فرمان شاہی بعطاے حقوق نواب سابق و خلعت سرفرازی
حاصل ہونا چاہیے - راے مذکور نے وہان سی یہ کہتا ہوا اوٹھا کہ جو کچہہ تم کہتے ہو ویسا ہی ہو - مین وزیر
کو اطلاع کیے دیتا ہون اور جو کچہہ حکم ہوگا آج شام کو اوس سی مین مطلع کر دونگا - یہ کہکر وزیر کے
پاس گیا - اور کل ماجرا بیان کیا اونہون نے باہم صلاح و مشورہ کر کے ناظر یعقوب خان کو
بی بی صاحبہ کے پاس بھیجا - جسوقت بی بی صاحبہ کی نظر یعقوب خان پر پڑی اونکو اپنا چیلہ
یعقوب خان و خان بہادر یاد آیا - اور اوس کو یاد کر کے خوب روئین - ناظر نے یعقوب خان
و خان بہادر مرحوم کی یاد پر بی بی صاحبہ کو بہت تسلی دی - بعد ازان جس پیغام کے واسطے
آیا تھا اوس کا مذکور شروع کیا - کہا وزیر نے فرمایا ہی کہ مین آپ کو اپنی مان کی برابر جانتا ہون
غضنفر جنگ اور قایم خان بڑے رتبے کے امیر تھے - اور ضرور ہی کہ اونکی جانشینونکو
بھی وہی مرتبہ حاصل رہی - بالفعل خزانہ شاہی مین ایک کرور روپیہ داخل کرنا چاہیے -

بی بی جھجیان نے بے سمجھے بوجھے اور بغیر بی بی صاحبہ سے مشورہ کیے کہدیا کہ بی بی صاحبہ
اس عالم مجبوری مین کیا کرین نصف کرور یعنی پچاس لاکھ روپیہ دینگی - ناظر نے تب ایک سادہ کاغذ
مسجل بہ مہر بی بی صاحبہ سے طلب کیا - اور بی بی صاحبہ نے اس امر کی اطلاع بہی شمشیر خان
اور جعفر خان کو نہ کی - اور کاغذ مہر کر کے ناظر کے حوالہ کر دیا - ناظر کاغذ وزیر کے پاس لے گیا -
اور وزیر نے ساٹھ لاکھ روپیہ کا اقرارنامہ لکھدیا - اور بی بی صاحبہ سے کہا کہ فرخ آباد جاؤ
اور ناظر یعقوب خان و جگل کشور کو روپیہ لانے کے لیے ساتھ کر دیا - نول رای نے شمشیر خان
و جعفر خان کو طلب کیا اور اونسے کہا کہ بی بی صاحبہ نے خود اپنی زبان سے ساٹھ لاکھ روپیہ دینے کا
اقرار کیا ہے - چنانچہ یہ رقم خزانہ شاہی مین داخل کرینگی - تم جواب دہ ہو - اس کے عوض تعاقب
اور معافی محصول کا وعدہ کیا گیا ہے - شمشیر خان اور جعفر خان بی بی صاحبہ کے پاس گئے
اور شکایت کی کہ ہمنے تو تیس لاکھ روپیہ پر تصفیہ کر لیا تھا - آپنے ساٹھ لاکھ کا اقرار کیون
لکھدیا - بی بی صاحبہ نے جواب دیا کہ اس مین اصلا میرا قصور نہین ہے - جو کچھہ کیا بی بی جھجیان
نے کیا - خود کردہ را علاج نیست - ناچار بی بی صاحبہ ہمراہی ناظر یعقوب خان و جگل کشور
فرخ آباد کی طرف روانہ ہوئین - وہان پہنچکر جو کچھہ از قسم نقد و جواہر - ہاتھی گھوڑے
اسباب خانہ داری - باورچی خانہ کے برتن وغیرہ ہاتھہ لگا سب وزیر کے مختار کے
حوالے کیا - وہان خواجہ سراؤن نے ہر چیز کو جانچا - اور ہر شے کی نصف قیمت لگائی
اور جو قیمت اس طور سے مشخص ہوئی اوس مین سے پچاس ہزار مہنا کر لیا - یہ سب اسباب چالیس
لاکھ کا ٹھیرا - تب مختارون نے باقی بیس لاکھ کا شمشیر خان و جعفر خان سے مطالبہ کیا -
مگر انہون نے یہی جواب دیا کہ تین سال مین ادا کرینگے - ناظر نے کہا کہ بی بی صاحبہ وزیر کے
لشکرگاہ کو چلین جو کچھہ سفارش وغیرہ ہونا ہوگی وہین ہو جائیگی - دوسرے روز بی بی صاحبہ
مع بیٹون اور چیلون کے وزیر کے لشکرگاہ کیطرف روانہ ہوئین - جب مئو مین پہونچین نہال
استقبال کو آئے اور وہان سے انکی جلو مین ہمرہ ہوئے - جب وزیر کے لشکر کا قریب پہونچین
وہان اپنا پڑاؤ قایم کیا - دوسرے روز نولراے نے شمشیر خان - اور دوسرے چیلون
کو بلا بھیجا - اور باقی رقم کا مطالبہ کیا - اور تمام دن چکنی چپڑی باتون مین گذرا -
اور شام تک وہ اس امید مین بیٹھے رہے کہ تصفیہ حسب دلخواہ ہو جائیگا - اب نولراے
بذریعہ ہرکارے کے اول اطلاع بہیجکر وزیر کے پاس گیا - اور کل حال بیان کیا - قریب

دس بارہ ہزار سوار ونکے ساتھ رہتے تھے - یہ جاسوسی یا قاصدی کے کام پر متعین تھے
چیلونکے مذکور مین وزیر سے نول رای نے یہ بھی ظاہر کردیا کہ بی بی صاحب کے ساتھ ایک
انبوہ پٹھانون کا آیا ہے - اوسوقت چیلون نے کہلا بھیجا کہ آج رات تم ہمین ہو تمہارا معاملہ کل پر
ملتوی کیا گیا ہی - اور نول رای نے اس احتمال کی نظر احتیاط کہ شاید پٹھان مقابلہ مین آجائین
بی بی صاحبہ کے خیمے کے روبرو چند توپین زنجیرون سی جکڑی ہوئین تمام رات قایم رکھین رات کی
تاریکی بیان سے باہر ہے - اب بی بی صاحبہ سی یہ دریافت کر بھیجا کہ آپ بغرض تصفیہ مقدمہ آئی
آئی ہین یا بقصد جنگ اگر بہ ارادہ صلح آئی ہین توان مسلح افغانون کو جو آپکے ہمراہ آئی ہین اپنے
مکانون کو واپس بھیج دیجیے - بی بی صاحبہ نے ہر ایک متن کے سردار کو بلا کر حکم دیا کہ سب تم لوگ واپس
جاؤ - پٹھانون نے عرض کیا کہ ہم ملازم موروثی ہین ہم سے نہین ہو سکتا کہ آپکو اس صورت سی دشمن کے
قابو مین چھوڑ جاین کیونکہ تنہا چھوڑنے سے ہمین خوف ہے کہ کچھ آسیب آپکو نہ پہونچے بی بی صاحبہ
نے جواب دیا کہ کوئی عاقل رقم کثیر دینے پر رضامند ہونے کے بعد پھر الجھاؤ مین پڑنا پسند نکریگا
تب پٹھانون نے دیکھا کہ بی بی صاحبہ کے عزم مین ہماری عرض کارگر نہوگی لاچار تو کو واپس گئے
اور باغات مین بغرض حفظ اپنی جاہداد و خاندان کے قیام کیا اور یہان شب و روز مسلح کھڑے
رہتے تھے - شمشیر خان اور دوسرے چار چیلون کو زیر حراست رکھنے کا حکم دیکر وزیر نے مشرق
کی جانب کوچ کیا - جب یہ خبر فرخ آباد کے پٹھانون کو پہونچی کہ پانچ چیلے گرفتار ہوگئے ہین اور
وزیر مشرق کیطرف بڑہتے آتے ہین سب شہر کو چھوڑ کر مع متعلقین مئو کو اوٹھ گئے - اور
ایک متنفس بھی شہر مین باقی نرہا جب وزیر مع لشکر مئو کے قریب پہونچے تو نول رای نے اجازت چاہی
کہ حکم ہو تو مین مئو کو جلا کر خاک سیاہ کردون کہ نام و نشان اس قوم پٹھان کا باقی نرہو - ہر چند کہ
وزیر کی آرزو دلی بھی یہی تھی - مگر از راہ دوراندیشی یہ جواب دیا کہ ہنوز پٹھانون مین بہت زور
باقی ہی - اور بہت کثرت سے ہین - شاید انکو غلبہ حاصل ہوجاوے اسلیئے ابھی حملہ کرنا خوب نہین
اس ارادی کو کسی موقع مناسب پر موقوف رکھنا چاہیے - یہ بڑے فکر کا مقام ہی کہ قایم خانکی
مان اور اوس عورت کے بیٹے اور چیلے ہمارے ہاتھ آگئے ہین - جب وزیر مئو کے قریب پہونچی
تو جو اندیشہ کہ اونہون نے اپنے دل مین تصور کیا تہا اوس کو بالکل صحیح پایا تمام افغان کیا پیدل
کیا سوار سب تیر تبر - بان بندوق سی مسلح باپا دہ صفین باندھے کھڑی تھے - وزیر اونسی
جنگ کی کوشش نکر کے مشرق کیطرف دریاے گنگا کے کنارے بڑہتے چلے گئے -

یہانتک کہ یاقوت گنج مین داخل ہوئی یہ مقام فرخ آباد سے چھ میل کے فاصلے پر جنوب مشرق کی طرف واقع ہی۔ یہان وزیر نے بڑا ڈالدیا نول رای شمس آباد سی گذرکر فرخ آباد پہنچا اور قلعہ مین داخل ہوا اور وہان بوجوہ چند مقام کیا۔ جب اوسنے قلعہ اور مکانات کو دیکھا کہا کہ اونھین مکانات کے بہروسے پر باون ہزاری بنتے تہے قلعہ تو چہوٹے سے زمینداری گڑھی کی برابر بھی نہین ہی اور اسی طرح کے الفاظ تہتک آمیز زبان پر لایا۔ دوسرے روز کوچ کرکے یاقوت گنج مین وزیر سے جا ملا عجب سی کہ چڑہیار جڑ بونکو دام مین لانکی غرض سے وانہ ڈالتا ہی اوسی طرح وزیر بی بی صاحبہ اور چیلون کو طرح طرح نعمتین کہلاتے تھے اور رسد وغیرہ بافراط مہیا کردی تھی اور تصفیہ معاملہ مین آج کل کرتے تھے اور بی بی صاحبہ وغیرہ کا ہر روز اس امید مین گذرتا تھا کہ آج ہم بطلسے خلعت وعطاب رخصت کئے جائینگے ان بیچارونکے کتنے روز اس امید موہوم مین کٹگئے ایک رات وزیر نے نولراے سے صلاح پوچھی کہ اب کیا کرنا چاہیے اوسنے رای دی کہ چیلون کو پابزنجیر کرکے اپنے ساتھ لیکر آپ دہلی کیطرف روانہ ہون۔ اور بعد آپکی روانگی کے مین بی بی صاحبہ اور اونکی پانچون بیٹونکو گرفتار کرکے الہ آباد کے قلعہ مین بہیجدونگا وزیر نے اس عرض کو منظور کیا۔ اور دوسرے روز پانچون چیلون یعنی شمشیر خان وجعفر خان ومقیم خان واسلام خان وسردار خان کو گرفتار کرکے ہاتھی پر سوار کیا اور فوج منزل بمنزل محمد آباد وسرای اگہت کی راہ سے دہلی کیطرف روانہ ہوئی وزیر کی روانگی کی بعد نول راے نے قایم خان کے پانچون بہائیون حسین خان اور اسمٰعیل خان اور امام خان اور فخر الدین خان اور کریمداد خان کو طلب کیا اور اونکی روبرو از راہ مکر اونکی خاندان کی سخاوت وشجاعت وصولت ودبدبہ کی بڑی تعریف کی۔ اور بعد اسکے خودکسی حیلہ سے اوٹھا اور ایک معتمد سے یہ کہتا ہوا چلا کہ صاحبزادونکی واسطے خلعت لاؤ یہ کہکر وہ تو چلا گیا اور فی الفور میر محمد صالح چند مسلح جوان اور ایک لوہار لیکر مع زنجیرونکے آموجود ہوا۔ نواب حسین خان کہ وہ بھی امامیہ مذہب تھا میر محمد صالح سے کہنے لگا میر صاحب کیا اور کوئی موجود نہ تھا کہ اس کافر نے یہ کام آپکے سپرد کیا جاے تعجب ہی کہ آپ سید ہوکر ایسے نالایق کام کو اختیار کرین کاش ہمارے سلاح ہمارے پاس اسوقت موجود ہوتے تو تلوار کا لطف دکہلاتے۔ یہ کہکر پاؤن بڑہا دیا۔ ہر ایک بہائی نے بوجہ باہمی محبت کے کہا کہ پہلے بیڑیان میرے پاؤن مین ڈالو۔ بعد ازان انکو زیر حراست کرکے الہ آباد کے قلعہ مین بہیجدیا جب انکی گرفتاری کی خبر مشہور ہوئی تو افغانونکو بڑا انتشار پیدا ہوا۔

وزیر کا نول رائے کو قایم خان بنگش کے ملک پر اپنی طرف سے حاکم کرنا۔ نول رائے کا پٹھانون کو بڑی ذلت پہونچانا بی بی صاحبہ کی رہائی

نواب وزیر کے حکم سے نولرای نے قنوج مین قیام اختیار کیا۔ یہ شہر فرخ آباد سے بسمت جنوب و مشرق چالیس میل کے فاصلے پر دریاے گنگا اور کالی ندی کے اتصال پر واقع ہے یہ شہر اسوجہ سے پسند کیا گیا کہ صوبہ اودہ الہ آباد و ریاست فرخ آباد کے وسط مین واقع ہی نول رائے نے موتی محل مین سکونت اختیار کی اس عمارت کو میران کی سرائے کے بانی نے تعمیر کروایا تھا اس مکان کو نول رائے نے رنگ محل کے نام سے موسوم کیا تھا۔ خاص نول رائے کے حکم مین چالیس ہزار سوار تھے۔ اسکے سوا بہت سی فوج بسرکردگی اللہ خان و امیر خان و عطاء اللہ خان حاکم سابق عظیم آباد و مرزا علی قلی خان و مرزا محمد علی خان کوچک و مرزا نجف بیگ و مرزا مشہدی و آغا محمد باقر و میر قدرت علی خان دای پوری و میر محمد صالح میران پوری کے زیر حکم تھی وزیر نے تمام ریاست فرخ آباد کو خالصہ کر لیا مگر شہر فرخ آباد مع بارہ ضلع کی جو عہد فرخ سیر سے افاغنہ کے آل تمغا تھے قایم خان کی والدہ کے نام بحال رکھی[سلہ] قنوج سے عامل و سزاول روانہ کئے گئے کہ وہ کوچہ بکوچہ ہر ایک گانو مین افغانو کی شکست و ذلت کی منادی کرین۔ ان ملازمین نے اس حکم پر اور بھی حاشیہ چڑہایا کہ شہر شمس آباد و عطائی پور و قایم گنج کے علاقہ مین جو بستیان مین وہانسے جرمانہ بھی وصول کیا۔ فقط مئو اس ظلم سے مصئون تھا۔ اور یہ بھی صرف اس باعث سے حفاظت مین تھا کہ یہان بیشمار پٹھان بنگش خاندان کے از اقوام آفریدی و طوبہ و خٹک و غلزی و ورکزی دگو جرو خلیل و مہمند بستے تھے۔ یہ سب شب و روز مقابلے کے واسطے آمادہ رہتی تھی مگر اس خوف سے اپنی جانب سے جنگ کی ابتدا نہین کرتے تھے کہ مبادا دشمن بی بی صاحبہ کو ضرر پہونچائین جو نول رائے کے اختیار مین تھین۔ گمان پرکاش کا مولف اس مقام پر نول رائے کے دبدبہ اور سیاست کے متعلق ایک بات بیان کرتا ہی کہ راجہ اکبر یار خان حکم

سلہ۔ دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

فرخ آباد چہوڑکر قنوج کو گیا۔ معلوم ہوا کہ چورون اور ڈاکون کے خوف سے شہر کے دروازے
شام سے بند ہوجاتے ہین راجہ نے منادی کرادی کہ جو کوئی دروازہ بند کرے گا وہ مجرم
مقصور ہوگا ۔ اور کوتوال کو یہ حکم دیا کہ اگر اب شہر مین چوری ہوئی تو سخت سزا دون گا جب تک
راجہ کا عمل دخل رہا کسی شخص کا ایک بائی کا نقصان نہوا اب پٹہانون نے بی بی صاحبہ کی رہائی
کے لئے یہ تجویز کی کہ منشی صاحب رائے قدیم ملازم بنگش کو جو نول رائے سے شناسائی بھی
رکہتا تہا ۔ نول رای کے پاس روانہ کیا ۔ چونکہ نول رای اور صاحب رای دونون ایک قوم کے تہے
اور صاحب رای نے نول رای سے دلی مین شناسائی بھی حاصل کرلی تہی ۔ اوس نے نول رای
کے پاس پہونچکر تہوڑے دنونمین اسقدر رسائی بہم پہونچائی کہ صحبت مے نوشی مین بھی آنے جانے
لگا ۔ اور یہ صحبت ہر شب کو بعد انصرام امور منصبی کے رنگ محل مین ہوا کرتی تھی ۔ ایک دن صاحب رای
نے رخصت کے بارے مین عرضی لکہہ کر ایک ذراسی جگہہ خالی چہوڑ کر اپنے ہاتہہ مین لیکر رات کو صحبت
مے نوشی مین راجہ کو پیش کی اور عرض کیا کہ شادی درپیش ہے داروغہ کے نام رخصت کی اجازت
چاہتا ہون ۔ اوس نے حکم دیا کہ رخصت کردین ۔ اسطرح حکم لکہا کر رخصت ہوکر اپنے ڈیری پر
آیا ۔ اور عرضی مین جو جگہہ ذراسی سفید چہوڑی تھی وہان بی بی صاحبہ والدہ قائم خان کا نام
لکہکر داروغہ کے پاس جاکر دو ہزار روپئے بی بی صاحبہ کیطرف سے بطور انعام کے دیئے اور
پہر ہر رات باقی رہی رتہہ پر سوار کرا کے روانہ ہوگیا ۔ اور کہنے لگا کہ اپنی جان سے ہاتہہ دہوکر یہ
کیا ہے ۔ جب صبح کو راجہ نول رای دربار مین بیٹہا داروغہ نے مجرا عرض کر کے وہ عرضی دکہائی راجہ
حکم اور دستخط دیکہکر دریاے حیرت مین ڈوب گیا ۔ اور سوچنے لگا کہ اگر یہ کہتا ہون کہ مغالطہ دیکر
دستخط کرالئے ہین تو بدنامی ہے ۔ اور جس شخص نے یہ کام کیا ہے ۔ اوس نے اپنی جان سے ہاتہہ
دہوکر اپنے آقا کے ساتہہ نمک حلالی کی ہے ۔ راجہ نے صاحب رائے کو بلاکر کہا کہ تیری نمک حلالی پر
آفرین ہے کچہہ جان کا خوف نہ کیا ایسے آدمی جہان مین کم ہوتے ہین[1] ۔ نگما آردن صاحب نے
تاریخ فرخ آباد مین اس حکایت کو دوسرے طور پر بیان کیا ہے ۔ اوس نے لکہا ہے کہ یہ کام
نول رائے بدست ہوا ۔ اور گو کہ دہرم شاستر کا اوس کو ذرا بھی علم نہ تہا ۔ مگر اوسوقت
حالت نشہ مین کچہہ مذکور دہرم کا اور کچہہ برائی اپنی بہادری کی کرنا شروع کی صاحب رای بھی

---

[1] دیکہو گیان پرکاش ۱۲

اوسوقت ستوالا بنا اور اسیطرح سی گفتگو کرنے لگا - کہ یہ سب صحیح ہی - لیکن جبتک قول و فعل
یکسان نہون تو سب دہرم بیچ ہے - کیونکہ مین دیکہتا ہون تمہارے سب کام شاستر کی خلاف
ہین نول راے نے جواب دیا کہ مینے آجتک کوئی کام ایسا نہین کیا جو شاستر کے خلاف ہو صاحبراے
نے کہا کہ اچہا بتلاؤ کہ شاستر مین کہان لکہا ہی اور کس ستی یا رشی کا قول ہی کہ بے گناہ بیوہ عورت
پر ظلم روا ہے - اگر کوئی اشلوک شاستر کا تمکو معلوم ہی تو سناؤ - نول راے نے جواب دیا کہ مینے
کسی عورت پر ظلم روا ہے - اگر کوئی اشلوک شاستر کا تمکو معلوم ہی تو سناؤ - نول راے نے جوابدیا کہ مینے
کسی عورت کو ایذا نہین دی ہی - صاحبراے نے موقع دیکہکر کہا کہ مینے ایک بہائی کو قید مین رکہا ہی
اور لوگ کہتے ہین کہ اوس کا کچہہ بہی قصور نہین ہی - پہر یہ ظلم نہین تو کیا ہے - اب جو تم دہرم کی
باتین کرتے ہو سب فضول ہین - اور فرض کیا جاے کہ اوس نے قصور بہی کیا ہی - لیکن اب تو
تمام ملک تمہارے قبضے مین ہی - اور تم نے امن بہی قایم کر لیا ہے - پہر ایک بیگناہ بیوہ عورت کو
قید مین رکہنا کیا ضرور ہی - صاحبراے کی یہ تقریر نول راے کو معقول معلوم ہوئی اوسوقت آدہی
رات تہی اوسنے صاحبراے سے کہا اچہا تم جاکر اوس کو چہوڑ دو صاحبراے نے کہا بغیر تمہاری
تحریری حکم کے سپاہی ہرگز نہ چہوڑینگے فوراً نول راے نے مدہوشی مین ایک تحریری حکم رہائی پر
اپنی مہر ثبت کر کے صاحبراے کے حوالے کیا صاحبراے فی الفور پہاٹک پر پہونچا سپاہیونکو حکم
دکہلایا اور اونکو کچہہ انعام بہی دیا اور بی بی صاحبہ کو وہانسے نکالکر تاکید کی کہ فوراً اپنے رتہہ پر
سوار ہوکر جلدی یہانسے روانہ ہوا ونہون نے اسقدر جلدی کی کہ اٹہہ میل کا فاصلہ نو گہنٹون
مین طے کیا - اور بتو پہونچکر ایک بیل گر کر مر گیا - جب قنوج مین صبح ہوئی تو صاحبراے نے سب لوگونکو
خاموش رہنے کی غرض سے خود نول راے سے پیشتر سے پوچہا کہ تمنے کل رات کوئی حکم بی بی صاحبہ
کی رہائی کا دیا ہے - جب نول راے نے انکار کیا تو اوس نے حکم تحریری نکالکر دکہلایا - اوسوقت
نول راے نے صاحبراے کو بہت ملامت کی کہ تمنے اپنی دوست قدیم کو فریب دیا اوس نے
جواب دیا کہ حق نمک حق دوستی سے بڑہکر ہے تب نول راے نے خفا ہوکر کہا کہ ہماری سامنے
سے چلے جاؤ یہ کہکر اوس نے حکم کیا کہ پانسو سوار پہائی کو گرفتار کرلانے کے لئے فوراً روانہ ہون
یہ سوار بہی گنج دکالی ندی تک گئے - مگر اوس کو کہین نہ پایا - اب نول راے نے کل ماجرا وزیر کو لکہہ بہیجا
مگر اسطرح سے بناکر لکہا کہ کسیطرح سے اپنے اوپر حرف نہ آئے -

نول راے کی حکومت کی سختی سے پٹہانون مین بغاوت کے

غریبون کے پاس روپیہ تھا رستم خان نے اس اقرار پر چند ہزار روپیہ دیا کہ جسقدر ریاست واپس ملے اوس مین سے نصف حصہ مجھے ملے یہ روپیہ حسب ضرورت اوسکے بھائیون اور تمنداروں مین تقسیم ہوا اوس ہزار روپیہ احمد خان کو بھیجا گیا کہ اپنی اشد ضرورت مین صرف کرے بعوض اسکے احمد خان نے رستم خان کو بخشی یعنی سپہ سالار مقرر کیا۔ اور خلعت ہفت پارچہ مرحمت کیا۔ موضع قایم گنج کے متصل موضع جلولی کے ایک دولتمند گہیا نامی اہیر نے کئی ہزار روپیہ اس اقرار پر پیشگی دیا کہ بعد فتح موضع مذکور کی معافی اوسے دیجائیگی۔ اور ایسا بھی کہتے ہین کہ کچھہ روپیہ لوٹ سے بھی حاصل ہوا یعنی ایک مہاجن کا مکان جو مئو سے سو قدم پر تھا لوٹ لای جہان ستر توڑے روپیونکے اور ایک توڑہ اشرفیون کا ملا۔ جب اس صورت سے کچھہ روپیہ فراہم ہوگیا تو احمد خان نے جلولی کے پاس موتی ناعمین جھنڈا گاڑا قریب چھہ ہزار کی فوج جمع ہوگئی اور افواہ یہ مشہور ہوئی کہ پچاس ہزار فوج جمع ہوتی ہے۔ بی بی صاحبہ نے احمد خان کو خلعت بہ تقرر نواب عنایت کیا اور پٹھانون نے نذرین گذرانین۔ گہسا کورمی شمس آباد کے تھانے پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ شمس آباد مئو سے پانچ چھہ میل سمت مشرق واقع ہے۔ اوس روز لوگون نے جو خاص سواسطے مقرر ہوتے تھے نول راے کے سب تھانون پر حملہ کرکے اوسکے ملازمون کو بھگا دیا آمادگی سے نوروز کے بعد احمد خان نے اپنا روپیہ خیمہ مین لاکر رکھا اور منادی کرادی کہ جس کسیکو نہایت احتیاج ہو تیسرے فاقے اس مین سے پانچ پیسہ فی پیادہ اور تین آنہ فی سوار لے اس سے زیادہ کوئی نہ لے اور جس کے پاس کچھہ موجود ہو وہ کچھہ نہ لے اب قریب بارہ ہزار سوار اور بارہ ہزار پیادون کے مجتمع ہوگئے۔ جب یہ خبر اکبر یار خان کو پہنچی جو پرگنہ کورا ولی ضلع مین پوری مین کالی ندی کے اوسطرف مقیم تھا اور صفدر جنگ اوس لولرای کی نیابت مین بیس ہزار سوارونکے ساتھہ مقرر کر گئے تھے۔ تو اوس نے وہانسے کوچ کرکے علی گنج مین جو مئو سے چھہ سات کوس کے فاصلہ پر ہے پڑاؤ ڈالا۔ ایک بنگش سردار فتح ماہور خان نامی صفدر جنگ کی سرکار مین چارسو سوارونکی افسری پر مقرر تھا۔ اور اکبر یار خان کے ساتھہ متعین تھا رستم خان نے ان دونون مین فساد اور بدظنی پیدا کرنے کے لئے ایک خط اس مضمون کا فتح ماہور خان کے نام لکھا کہ آپکے اس ارشاد کے بموجب کہ "تم ہوجاؤ مین خانصاحب اکبر یار خان کو عبور دریا کراکے لاتا ہون اس طرف سے مین اور ادہر سے تم اونکو گہیر کر پکڑ لو" سب انتظام درست کرلیا ہے۔ جسوقت آپ لکھین۔ سوار لیکر پہنچون۔ اور اکبر یار خان کو گہیر لون

رستم خان نے یہ خط اپنے ہرکارے کو دیا اور اوسکو ہدایت کردی کہ اکبر یار خان کے
کیمپ مین پہنچکر اوسکی ڈیوڑھی پر فتح مامور خان کا ڈیرہ دریافت کرنا۔ چنانچہ ہرکارہ وہ خط
لیکر وہان پہنچا اور اکبر یار خانکی ڈیوڑھی پر فتح مامور خان کا ڈیرہ دریافت کیا۔ اکبر یار خان کے
ہرکارون نے خط اوس سے لیکر اکبر یار خان کو دکھا دیا اوس نے دلمین سمجھا کہ بیشک ایسا ہی ہوگا
اور اوسی وقت چوکی کے فیل پر سوار ہوکر کوڑاولی کیطرف چلا گیا۔ فتح مامور خان نے اس بات سے
تعجب کیا اور آدمی بھیجکر اونسے دریافت کیا کہ اسطرح یکایک کہان جاتے ہو اور اپنی روانگی کے
ارادے سے مجھکو اطلاع بھی نہ کی۔ اکبر یار خان نے جواب دیا کہ تم بھی سوار ہوکر میرے پاس
جلد چلے آؤ سب حال روبرو کہونگا۔ آدمی جب یہ جواب لایا تو فتح مامور خان نے روانہ ہوکر
اوس سے ملاقات کی اوس نے خط دکھایا اور کہا کہ پڑھو فتح مامور خان نے پڑھکر ہاتھ پر ہاتھ
مارکر کہا کہ زرگری ہے مین نمک حرام نہین ہون آپ بغیر میرے مشورے کے کیون روانہ ہوئے
اب آپ لوٹ چلئے مین ہراول ہوتا ہون آپ مجھسے چار کوس پیچھے رہئے۔ اکبر یار خان کے
دل مین ایسا خوف جم گیا تہا کہ نہین لوٹا۔ اور اوسی طرح کوڑاولی کو چلا گیا۔ جب رستم خان نے
یہ خبر سنی تو دو ہزار سوار و پیادون کی فوج کے ساتھ کہاس کوہی پر دہاوا کرکے تمام بازار
لشکر کو جو بیخبری کی حالت مین تہا لوٹ لیا اور وہانسے شمس آباد کو آیا۔ نواب احمد خان نے
موتی باغ سے کوچ کیا۔ پانچ روز مین پٹھان فرخ آباد پہنچے بہادون کا مہینہ تہا بارش
بشدت ہو رہی تھی۔ یہان یہ صلاح ہونے لگی کہ اول رشید پور کے بم نبلہ پر جنپر کسی قلعہ پر
قبضہ کرلیا تہا حملہ کرنا چاہئے مگر احمد خان نے اس تجویز کو نامنظور کیا۔ اور کہا کہ ابھی اس الجھاؤ
مین نہ پڑو جب تک نول رائے کو فتح کر لو پھر کوچ کرکے دوسرا مقام امان آباد پرگنہ بہوجپور
مین کیا جو فرخ آباد سے چھ میل کے فاصلہ پر جنوب کی طرف کانپور کی سڑک پر واقع ہے۔

جنگ خداگنج و قتل نول رائے

پٹھانونکے سر اوٹھانے سے تھوڑے ہی دنون بعد نول رائے کو خبر پہونچی کہ مؤ کے افغان
جنگ پر آمادہ ہوئے ہین اور تمہارے سب تھانے لوٹ لئے ہین نول رائے نے گالیان دینا
شروع کین۔ اور کہنے لگا کہ ان نان پزون اور کوجڑون کو مع اونکی عورتون کے برہنہ کرکے
سبکو ہاتھی کے پاؤن تلے روندوا ڈالون تو سہی یہ کہکر مع اپنے توپخانے و لشکر کے قنوج سے
مغرب کیجانب کو کوچ کیا۔ اسکے ساتھ بیشمار فوج اور چھوٹی بڑی سب ایکہزار توپین تہین

اوسنے حتی المقدور بہ تعجیل تمام کالی ندی کیطرف کوچ کیا - اور اس ندی کو اوتر کر اوس کے
بائیں کنارے پر خداگنج مین پڑاو ڈالا جو فرخ آباد سے جنوب مشرق کیطرف بفاصلہ ۷ میل اور قنوج
سے شمال مغرب کیطرف بیس میل کے فاصلے پر ہے نول راے نے نواب ابو المنصور خان صفدر جنگ
کو تمام حال لکھا تھوڑے ہی عرصہ کے بعد نواب وزیر کے پاس سے راجہ کو یہ حکم ہوا کہ مین خود آتا ہون
جب تک مین پہنچ نہ جاؤن جنگ ملتوی رکھنا وزیر نے اپنے خط مین یہ بھی تحریر کیا تھا کہ اگر ان جانورون
یعنی افغانون مین سے بعد جنگ زندہ بچ رہینگے تو سب کے سب گردن مین پتھر باندھ کر ندی مین ڈبا
دئے جاینگے یہانتک کہ اون کا تخم سرزمین ہند مین باقی نرہے نول راے نے بہ تعمیل حکم اپنے پڑاو کے
گرد خندق کھدوائی اور خندق پر توپین لگا دین - اور سب کو زنجیرون سے باہم جکڑ دیا اور نقیبون کو
حکم دیا کہ خیمہ بہ خیمہ وزیر کے حکم کی منادی کردین اور کہدین کہ اگر کوئی دشمن سے جنگ کا عزم کریگا
تو وزیر وراجہ کے عتاب مین پڑیگا - اس عرصے مین احمد خان نے حسب تجویز رستم خان کی مشرق
کی سمت کوچ کا حکم دیا اوسکی ذاتی فوج اوسکے بیٹے محمود خان کے زیر حکم تھی جسکی عمر اوسوقت
صرف پندرہ سال کی تھی اور باقی سپاہ ذوالفقار خان و خانساماں خان و جمال خان و
بہادر خان و محمد ماہ خان و باز خان دائی پوری و روشن خان و بکھن و عبدالرحیم خان و ابراہیم خان
کشمیری و مرزا اوزبیگ کے تحت مین تھی اور محمد خان غضنفر جنگ کے چیلے مندرجہ ذیل بھی
شامل جنگ تھے - یعنی حاجی سرفراز خان و رستم خان و سرمست خان و نامدار خان کلان
و نامدار خان خورد و شیر دل خان و نا ہردل خان و جواہر خان و حافظ اللہ خان و صلابت خان
و باز خان و بہائی خان پانچ بیٹے شمشیر خان کے دو بیٹے مقیم خان کے اور عثمان خان و اللہ
اسلام خان و مہتاب خان و دلاور خان جنوبی افغانون نے نول راے کی فوج سے دو میل کے
فاصلے پر پڑاو ڈالا یہ پڑاو ملاجے پور کی پختہ سڑک پر خداگنج سے بفاصلہ تین میل شمال مغرب مین
واقع ہے - نول راے کی کمک کے واسطے وزیر نے ۲۷ و ۲۸ شعبان ۱۱۶۳ ہجری مطابق
۱۲ و ۱۳ جولائی ۱۷۵۰ء کو فوج تعدادی تیس ہزار بماتحتی نصیرالدین حیدر جو وزیر کا ہمزلف تھا
و اسماعیل بیگ کابلی جو وزیر کی فوج کا سپہ سالار [illegible] کا چیلہ مشہور تھا - اور راجہ
دیبی دت فوجدار کوئل اور محمد علی خان ولد بائندہ خان اگزئی کے روانہ کی چونکہ اسماعیل بیگ
کو راجہ سے دلی بغض تھا اسلیئے اوس نے پہنچنے مین اساہل کیا جب جسونت راجہ مین پوری نے
سنا کہ یہ فوج سکیت پہنچی تو اوسنے نواب احمد خان سے کہلا بھیجا کہ یہ فوج عنقریب مین پوری

پہنچے گی اگر اسکے پہنچنے سے قبل تمنے نول رای کو سمجھہ لیا تو بہتر ورنہ دو طرف سے تم پر حملہ ہوگا۔ معاجرا
نول راے کے کیمپ مین موجود تہا۔ احمد خان کے ہرکارے خفیہ اوسکے پاس آتے جاتے رہتے تھے
اوسنے بھی ایک پرچہ پر شعر لکھکر احمد خان کو بھیجدیا ۵

اے بہ خون سید لطفا زود بیا زود بیا ✦ دیر مکن بہر خدا زود بیا زود بیا ✦

یہ خبر سنتے ہی نواب احمد خان نے رستم خان و سردار خان کو طلب کیا۔ اور اونسے کہا کہ یہ ماجرا ہے
اور اب تمھاری صلاح کیا ہے ۔ اونہوں نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہین ۔ نواب نے کہا کہ کل تا بہ مدد
الہی پر بھروسہ کر کے حملہ کرینگے کہ جو کچھہ ہونا ہو سو ہو جاوے ۔ گل میان کہ بڑا عاقل جاسوس تہا
فقیری بہیس کر کے دشمن کا بہید لینے کے واسطے روانہ ہوا۔ یہان اسنے دیکہا کہ سب طرف
توپین چڑھی ہوئی ہین ۔ اور کوئی جانب غیر محفوظ نہین ہے کہ جسطرف حملہ کیا جای۔ صرف ایک
طرف خندق پر پانچ سو سید متعین کیے گئے تھے ۔ اسجانب صرف توپین نہ تہین یہ بڑا مکی پشت
تھی اور اسی طرف کالی ندی کا کنارہ تہا گل میان نے واپس آکر نواب کو اطلاع دی کہ یہی ایک
جانب ہے کہ جہان صرف پانسو بندوقچی متعین ہین ۔ اور یہان پہنچنے مین تین کوس کا چکر پڑیگا۔
لیکن مین اقرار کرتا ہون کہ مین وہانتک آپکو ضرور پہنچا دونگا ۔ ۹۔ رمضان ۱۱۶۳ ہجری مطابق
۱۲ اگست ۱۷۵۰ء شب جمعہ کو نواب احمد خان بسم اللہ کر کے غروب آفتاب سے تین گہنٹہ بعد
اپنی پالکی مین سوار ہوا اور ہمراہی بارہ ہزار پیدل اور بارہ سو سوار دشمن کیطرف روانہ ہوا ۔
رستم خان اوسکی بائین جانب تہا ۔ مینہ شدت برس رہا تہا گل میان فوج کے آگے ہولیا ۔
اور نہایت ہوشیاری سے دشمن کی فوج سے تین کوس الگ بچا تا کہ گہوڑونکی ٹاپونکی آواز دشمن کے
کان تک نہ پہنچے جس صورت سے نول راے کی فوج کے سامنے کا رخ چہوڑکر ٹہیک اوس کے
عقب مین کالی ندی کے کنارے جہان پانسو بندوقچی متعین تھے جا پہنچے ۔ مقبرہ منداگنج سے
ایک میل مغرب کی سمت درمیان حدود دو موضعون کہتیا و گنگتی کے یہ بڑا او واقع تہا طلوع آفتاب سے
ڈیڑھ گہنٹہ قبل گل میان نے نواب سے کہا دیکھو تو یہان سید ہین ۔ اور سیدون نے آواز شکر
آپس مین کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پٹھان تنے کے ادہر سے آتے ہین ۔ یہ کہکر خوب
ہوشیار ہو گئے ۔ اب افغانون نے حملہ کیا ۔ اور دونون جانب سے بندوقین چلنے لگین ۔ اور
تلوارین بھی نکلین ۔ کیمپ مین منادی ہوگئی کہ افغان ایک جانب سے لشکر مین گہس آئے ہین پانی
اسقدر شدت سے برس رہا تہا کہ کسی کی آواز سمجھہ مین نہ آتی تھی ۔ اور تاریکی اسقدر تھی

که دوست و دشمن مین فرق نہ معلوم ہوتا تھا تو مین فوراً جھنے لگین مگر بالکل باد ہوائی یعنی جس سمت کو لگی ہوئی تہین اوسطرف سر کردی گئین۔ سیدون نے اول حملہ مین پٹھانون کو ہٹا دیا۔ پٹھان کچھہ دور بہاگ گئے۔ تب احمد خان نے اونکو لعنت ملامت کرنا شروع کی کہ تم مجکو اسواسطے لائے ہو کہ مین تمکو نامردونکی طرح بہاگتے دیکھون کل تمھاری عورتین بے آبرو کیجائینگی اور تم برہنہ کئے جاؤگی یہ کہکر اوسنے اپنا چھرا نکالا اور چاہا کہ اپنے تئین ہلاک کرے کیونکہ وہ اوس مقام سے واپس جانا پسند نکرتا تہا۔ مگر رستم خان وغیرہ مانع ہوئے تب اوس نے کہا کہ تم جان دینے اور لڑنے کیغرض سے آئے ہو تو اپنے گھوڑونپر سے اوتر پڑو اور پیدل آگے بڑھو تاکہ مین جانون کہ تم قتل کرنا یا قتل ہونا چاہتے ہو رستم خان راضی ہوا اور سب اپنے گھوڑونپر سے اوتر پڑے ظاہر ہے کہ جب سوار میدان جنگ مین گھوڑے سے اوترتا ہے تو گویا جان دینے پر آمادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اوسوقت بہاگنے کے ارادے بالکل منقطع کر کے سر بکف ہو کر لڑتا ہے پٹھانون نے اپنے جامے کے دامن کمر سے باندھے اور ڈھال تلوار لیکر گھس گئے کچھہ سید تو مارے گئے۔ باقی فرار ہوئے اور راستہ کھل گیا۔ تب سب افغان اندر گھس گئے اور نول رائے کے سرا پچے کے پاس جا پہونچے۔ یہان فوج بھی کم تھی۔ کیونکہ اصل فوج حفاظت کے واسطے جا بجا منقسم تھی قاصد نے نول رائے کو خبر کی کہ پٹھان سیدون کو مار کر اور بھگا کر اندر گھس آتے ہین اور آپکے سراپچے کے قریب ہتھیار چل رہے ہین چونکہ نول رائے بغیر پوجا کئے کبھی نہ نکلتا تھا یہ خبر سنکر وہ پوجا کے واسطے بیٹھا اور کہنے لگا کہ کچھہ مضائقہ نہین مین اون کو نجڑون کو اپنی کمان کے گوشے سے باندھ کر لاؤنگا۔ دوسری مرتبہ قاصد نے بے ادبی سے آکر کہا ای بیوقوف تو یہان بیٹھا ہے اور پٹھان تیرے دروازے تک آپہونچے ہین۔ یہ سنکر نول رائے مسلح ہوا اور اون دونون ہاتھیون مین سے جو اوس کے دروازے پر بندہے رہتے تھے ایک ہاتھی منگوایا۔ اون ہاتھیونپر شب وروز رنگا نقرئی حوضہ کسا جاتا تہا۔ اور حوضے مین دو کمانین اور ترکش تیرونسے بھرے ہوئے لگے رہتے تھے نول رائے نے دو تیر ایک ساتھ چلّے مین رکھکر اور بڑی فصاحت سے یہ الفاظ زبان مبارک پر لاکر مار موہی سارے کو نجڑون کو چلاتا ہے ۱۰۔ رمضان کو بروز جمعہ علی الصباح لڑائی خوب ہورہی تھی نواب احمد خان اپنی پالکی مین سوار تہا۔ اور اوسکی حفاظت کو پٹھان ڈھال تلوار سے کہڑے تہے۔ تاکہ کوئی تیر یا گولی اوس کے نہ لگے۔ پچاس ساٹھ کہار پالکی کے ساتھ تھے اون مین سے ایک زخمی بھی ہوا۔ رستم خان اور محمد خان آفریدی مع ایک ہزار سوار اور چار ہزار

ہبدل کے اوسجگہ آپہونچے جہان نولراے بہمراہی تین چارسو جوانون وچہہ سات ہاتہیون کے ہاتھی پرسوار کھڑا تہا اس تہوڑی جمعیت کا کچہہ خیال نہ کرکے نولرای کی تلاش مین بڑہے وہ چندہی قدم گئے ہونگے کہ نولراے کے ہمراہی کے ایک پٹھان جنے الغوزہ کرانہ میتو زبان مین کہا ای کانرو کہان چلے آتے ہو خبردار یہان کوئی نہ آے باقی یہان سرداران نوج کہڑی مین الغوزہ بجنے کی آواز توسب نے سنی مگراوس کا کہنا کوئی نہ سمجہا - محمد خان کے بہائی نے جو کل مین افغانستان سے آیا تہا نولراے کے افغان کے اوس حملہ کا ترجمہ کرکے اپنی ساتہیونکو سنایا محمد خان نے اپنے سوارون کو حکم دیا کہ تم اس جماعت کیطرف بڑہو - اوربندوقچی کہا کہ باڑہ مارو دشمن کے بہت سے آدمی بیکار ہوگئے - مگرباقی آگے بڑہے - جب نولراے کے فیلبان نے دیکہا کہ لڑائی سخت ہی توراجہ سے کہا کہ یہ ہاتھی چالیس فرسنگ چلنے کا دم رکہتاہی - اگرحکم ہو بہاگ نکال لے چلون - نولراے نے اوسکی کمرپرلات ماری - اورکہا کہ ہاتھی بڑہا جہانکو لڑائی سخت ہے ہو ہاتھی بان نے ہاتھی بڑہایا - اوسوقت نولراے نے گالی دیکر کہا اے کوبجڑو مین تمکو قرارواقعی سزادونگا کہ رفتہ رفتہ اس ملک مین تم مین سے ایک بھی باقی نرہیگا - یہ کہکراوس نے ایک تیر مارا جو محمد خان کے سینے مین لگا - محمد خان نے تیرکو ہاتھ مین کہا ای تیرتوکس نامرد کے ہاتھ سے آیا ہے کہ تجہہ مین کچہہ بھی زورنہ تہا نولراے نے یہ سنکر دوسرا تیرمارا مگر خوبی تقدیر سے پہر محمد خان کے نہ لگا - ایک سوار کی گردن مین لگا جو گہوڑے سے گرگیا اوسوقت بارہہ کے ایک سید محمد صالح نام نے نولراے سے کہا مین نہ کہتا تہا کہ پٹھان دینگے ایسر ذرا رحم نکرنا چاہئے اب جہانتک ممکن ہو اونہین خوب درست کیا جاے - وہ اس نقطہ تک پہنچا تہا کہ محمد خان کے والد کے ایک غلام نے اوسپر بندوق چلائی - گولی پیشانی پرلگی اوروہ حوضے مین سرد ہوگیا - اوسوقت ایک پٹھان آفریدی نے نولراے کے گولی لگائی کہ وہ بھی مرگیا پہر پٹھانون نے دشمن کو تلوار پررکہہ لیا - اورہزارون کو خاک وخون مین ملا دیا - نول رای کے فیلبان نے جب اپنے راجہ کو مردہ پایا اوس نے ہاتھی کو ہانکا - اورکالی ندی پار لگیا - اورقنوج جا پہنچا - جب راجہ کی فوج نے نولراے کے ہاتھی کو نہ دیکہا اونکے دلمین خیال گذرا کہ یہ اودہان سے خالی نہین ہوا سردار یا تو زخمی ہوا - یا مارا گیا - بس فوراً کل فوج نے پیٹھہ پہیری - ہزارون سوار اورپیادون نے بہاگنا شروع کیا - جو شناوری مین مشاق تہے یا جو گہوڑے پراچہا بیٹہہ سکتے تہے وہ تو ندی پار نکلے اورجو شناوری سے ناآشنا تہے یا اچہے سوار نہ تہے وہ دریا مین ڈوبے - بہت قتل

افغانونکی نول رائے کی فوج پر گویا غنیمت غیر مترقبہ تھی طبل فتح بجنے کے قبل گردشمن کی خبر کے ۔ محمد خان افغان اتفاق سے صرافونکے ڈیرون کیطرف جا نکلا ایک جھوٹے سے خیمے مین چند ہوئے ہوئے بنیئے جو بڑ کھیل رہے تھے اونہون نے اوسکو نول رائے کے ملازمین سے تصور کیا اور پوچھنے لگے بتا تو سہی بھٔان بھاگے یا ابھی موجود ہین ۔ ان بیچارون کو فتح و شکست کی کیا خبر تھی انکو تو خواب مین بھی ایسا خیال نہ گذرا تھا کہ احمد خان کو کبھی فتح نصیب ہوگی ۔ اوسنے جواب دیا کہ نول رائے مارا گیا اور دو زنک ۔ نواب احمد خان کی عملداری ہوگئی ۔ اور تم ابھی تک اسی خواب و خیال مین غرق ہو اونہون نے یہ خبر متوحش سُنی سب کا چہرہ زرد ہوگیا ۔ اتنے مین چالیس پچاس افغان اور آپہنچے اور چاہا کہ اونکو قتل کر ڈالین ۔ یہ گڑگڑانے لگے کہ ہمارے پاس روپیون اشرفیون کے صندوق ہین سب ہم حوالے کئے دیتے ہین ۔ ہم کو کیون مارتے ہو ۔ نواب صفدر جنگ کی رعایا تھی اب نواب احمد خان کی رعایا ہین پٹھانون نے یہ ارادہ کیا کہ پہلے روپیہ لے لین پھر انکو قتل کر ڈالین ۔ مگر محمد خان نے آنکو اس ارادہ سے باز رکھا جب محمد خان نے دیکھا کہ لوٹنے والے سب طرف سے جمع ہوتے جاتے ہین تب اوس نے اوس غلام کو جسنے محمد صالح کو مارا تھا اور چند آفریدیون کو کل نقد کی حفاظت کے واسطے متعین کیا اور بنیون کو لشکر مین لے گیا یہان آکر اوس نے رستم خان کو اطلاع دی ۔ چنانچہ رستم خان نے تین سو جوان اوس روپیے کے لانے کے واسطے بھیدئے ۔ ان صندوقون سے افغانون کو رقم کثیر ہاتھ آئی ۔ اس عرصے مین نول رائے کا ایک ہاتھی جسپر طلع کا حوضہ اور زربفت کی جھول تھی نظر آیا افغانون نے چاہا کہ فیلبان کو قتل کرین ۔ مگر اوسنے جلد ہاتھی کو نواب احمد خان کی پالکی کے قریب بٹھا کر فتح کی مبارکباد دی ۔ اور کہا کہ آپ اس ہاتھی پر سوار ہوجئے ۔ پٹھانون نے اس بات کو بہت پسند کیا ۔ اور فیلبان کو لاٹھونکے ہوسے سے گرادیا ۔ اس صورت سے اوسکی جان بچی ۔ رمضانی چھوکرا جو نواب احمد خان کے ایک بڑے خدمتگار کا بیٹا تھا اوسوقت نواب کی پالکی پکڑے ہوئے ساتھ موجود تھا نواب نے اوسکو حکم دیا کہ ہاتھی پر سوار ہولے ۔ گو وہ کبھی سوار نہ ہوا تھا ۔ مگر اوسوقت سوار ہوکر بخوبی ہانک لے گیا ۔ اب لوٹ شروع ہوئی ۔ نواب نے حکم دیا کہ سوای ہاتھیون اور توپون اور خیمون اور طبل جنگی کے جو شے جس کے ہاتھ آئے وہ اوس کا مالک ہے ۔ مال غنیمت اسقدر ہاتھ آیا کہ بعض بعض کو ایک ایک لاکھہ کا مال ملا ۔ اس لڑائی مین علاوہ نول رای اور محمد صالح کے اور بہت سے بڑے بڑے عہدہ دار مثل عطاءاللہ خان وغیرہ کے مارے گئے مصنف

تبصرۃ الناظرین نے فقط بلگرام کے سید و شیخ کے ۳۷ - اعلے عہدہ دار وسنکے نام بیان کیے ہین
جو جنگ مین کام آسے نواب بقا ء اللہ خان جو نہایت عجلت مین طلب ہوا تہا ۹ - رمضان ۱۱۶۳ھ
کو کمن پور روانہ ہوا کمن پور قنوج سے چودہ میل جنوب کیطرف واقع ہی اس رات وہ قنوج رہا اور
دوسرے روز علی الصباح وہ سب روانہ ہوتے - جب نول راے کا لشکر چار کوس رہگیا ہوگا
کہ یکبیک مفرورین اسکو ملنا شروع ہوے راے پرتاب سنگھ جو زخمی ہوکر بھاگا تہا اول اوسنے
کیفیت مشرح اس مصیبت کی بیان کی بقا ء اللہ خان نے دو تین گہنٹہ مقام کیا مگر یہ خیال کرکے کہ پاس
فوج نہایت قلیل ہے قنوج کیطرف واپس چلا تاکہ راجہ کی مستورات و بچون کو کہین بہیجدے - ان سب
کو مجتمع کرکے مع راجہ کی لاش کے اور جسقدر ہاتھی گہوڑے واسباب وغیرہ مل سکا اونکو ساتھ
لیکر وہ واپس روانہ ہوا مفرورین بھی اوسکے ساتھ ہوتے ان مین پرتاب سنگھ و حسن علیخان بھی تھے
جو دونون زخمی تھے راستے مین جو ممکن تہا بہیر سے ہمراہ لیا - روز شنبہ تاریخ ۱۱ - رمضان ۱۱۶۳ ہجری
مطابق ۳ - اگست ۱۷۵۰ء کو وہ محسن پور پہونچے یہ مقام کانپور سے بہ سمت مغرب پانچ میل کے فاصلے پر
واقع ہی دوسرے روز جاجمؤ مین پہنچے یہ مقام کانپور سے سمت مشرق چھہ یا سات میل گنگا کے کنارے
پر واقع ہی نول راے کی لاش کو صندل کی لکڑیون مین گنگا کے کنارے پر جلادیا نول راے کے مارے
جانے کی تاریخ ایک شخص نے اسے نول سرخ رو سے نکالی ہی ۵

روان کرد خون یلان جو بہ جو ✤ ادا کرد حق نمک مو بہ مو ✤
زیزدان رسید ندا جور و ملک ✤ بیا رو بر و - ای نول سرخ رو

۱۴ - رمضان مطابق ۶ - اگست کو کانپور پہنچے - یہ کوڑے سے پانچ کوس ہی یہان سے
راجہ متوفی کے گہربار کو لکہنو کو بہیجدیا - اور بقا ء اللہ خان نے کوڑے مین قیام کیا فتح کے
دوسرے روز احمد خان کے پاس ساٹھ ہزار فوج مجتمع ہوگئی - اس مین صاحبزادی اور چیلے
اور بنگش کے خاندان کے بہت سے لوگ اور بیشمار ناجر اور گانون والے ہر قوم کے لوگ شریک تھے
جب ہم سیلون نے اس فتح کی خبر سنی خوف زدہ ہوکر فرخ آباد کا قلعہ چھوڑکر اپنی گانون کو بہاگ گئی
جنگ کے بعد احمد خان نے بہوری خان نام اپنے باپ کے ایک معتبر چیلے کو پانسو بندوقچیون
کے ساتھ قنوج پر قبضہ کرنے کے واسطے روانہ کیا - اور اوسکو حکم دیا کہ نول راے کے رنگ محل
پر جاکر قبضہ کرلے اور وہانکی ہر چیز کی حفاظت کرے - اس حکم کی تعمیل حرف بحرف کی گئی -
یہان لاکہون روپیہ تو نقد تھے اور غلہ بافراط تہا رحم خان چیلہ اکثر کہا کرتا تہا کہ قسم سے

چند روز بعد میر ارباب دلاور خان قنوج کو گیا اور حسب المطلوب ہانکے حاکم کے رنگ محل مین پہنچ گیا اسوقت یہ مکان بالکل خالی پڑا تھا۔ مگر روپئے اور اشرفیون کے توڑے جابجا پھیلے ہوے تھے یہان زربفت طلائی کے بڑے بڑے تھے دروازون اور چوکھٹ پر سونے چاندی کے پتر چڑہے ہوے تھے ایک پلنگ جڑاو بچھا ہوا تہا اوسپر مخمل کے تکیئے دہرے ہوے تہے طباق اور صراحیان سونے چاندی کے بعض بعض جڑاو بھی رکھے ہوے تھے جو مالیت کہ دلاور خان حسب اجازت قلعہ دار کے وہانسے لے آیا تہا اوس سے تمام عمر بعیش گذرگئی اور ایک مکان عالیشان اور کچھ اشرفیان ایک برتن مین بھری ہوئی چھوڑ مرا۔ نواب احمد خان بڑی شان و شوکت سے فرخ آباد مین داخل ہوا۔ بی بی صاحبہ اپنی سوتیلی مان کو مئو سے بلوا بھیجا اور نذر گذرانی اور سہ محال کے تہانونپر اپنے آدمی متعین کئے۔ اور جو کچھ ضبط کیا تہا سب قنوج سے منگوا بھیجا۔ عطائی پور پرگنہ قایم گنج کے ایک بہاٹ مسمی بھبوتی نے اس موقع پر ایک گیت تصنیف کر کے سنایا جسپر نواب احمد خان نے خوش ہوکر ایک موضع بطور نانکار انعام دیا۔ وہ گیت مندرجہ ذیل ہے

عجب وہ صاحب قدرت ہی جسنے جگ سنوارا ہی ؛ خدا ہے پاک مولا ہے وہی پروردگارا ہے
کہڑا باندہا مکر کسکر غنیم اوپر لئے لشکر ؛ لگے اوس کے عجب جگر عزوی کا خمارا ہی
نول سے مرد غازی کو نہ پوچھے بات باجی کو ؛ نول سے مرد غازی کو پہنچ گولی سے مارا ہی
نول ہو دیہی کہہ موڑا۔ کہین ہاتھی کہین گھوڑا ؛ قبایل بھی کہین چھوڑا نہ شرچیرا سنبھارا ہی
چلین توپین دہڑا دہڑ سے رہکلے بھی پڑا پڑ سے ؛ شترنالین پڑا پڑ سے تہور کا پہاڑا ہے
چلین تیرین سنا سن سی چلین گولی سنا سن سے ؛ کٹین ملکتر جہنا جہن سے تیری تلوار دہارا ہے
بھبوتی نام ہے میرا عطائی پور مین ڈیرا ؛ یہی ہے مئو کا کہیرا تلے گنگا کنارا ہے

صفدر جنگ کی احمد خان پر چڑہائی

افغانونکی آمادگی جنگ کی خبر تہوڑے ہی عرصہ مین دہلی پہونچی۔ صفدر جنگ نے بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ احمد خان برادر قایم خان بنگش ملک و پرگنات کی آبادی مین خلل انداز ہوتا ہی۔ اگر چند روز اسی طرح رہیگا تو اوس کا مقابلہ مشکل ہو جائے گا۔ بادشاہ نے عرض سنکر وزیر کو باغیونکی سرکوبی کی اجازت دی۔ وزیر نے دس ہزار یا دہ بارہ ہزار سوار و توپخانہ و خزانہ اور دوسرا سامان جنگ لیکر ۲ شعبان ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۷ جولائی

۱۷۵۱ء کو دہلی سی کوچ کیا اور دریاے جمنا سے اوتر کر اپنی تیاری مین مصروف ہوے ۔ ۲۷ و ۲۸ شعبان کو اونہون نے کچھہ فوج نصیر الدین حیدر اور اسمٰعیل بیگ خان چیلے کے زیر حکم نول راے کی کمک کو روانہ کی سلخ ماہ رمضان بروز پنجشنبہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۲۳ جولائی ۱۷۵۰ء کو وزیر نے دہلی مین واپس آکر بار دیگر بادشاہ سی رخصت حاصل کی اور نجم الدولہ محمد اسحاق خان بہادر اور میر نظامی اور میر نقا پسران اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور نواب ناصر خان صوبہ دار کابل وغیرہ امرا اور دوسری فوج بادشاہی اونکی مدد پر مقرر ہوئی اور بروقت رخصت وزیر کو سپر اور شمشیر اور پہولونکا ہار مرحمت ہوا ۔ اور نجم الدولہ کو فتح پیچ مع شمشیر اور میر نقا کو فتح پیچ عطا ہوا ۔ اور وزیر نے بڑے لشکر کے ساتھہ کوچ کیا اودہر راجہ نگر پر کوجمعیت دو ہزار سوار کے اپنی شامل کیا اور کنور سورج مل پسر مہاراج بدن سنگھہ والی بہرتپور کو بذریعہ خط مدد کے واسطے طلب کیا اور یہ بھی تحریر کیا کہ میری اس تحریر کو حاکمانہ تصور نکرین بلکہ دوستانہ خیال کرین کنور سورج مل مقام تہاور تہا اونہون نے مہاراج بدن سنگھہ سے اجازت چاہی ۔ مہاراجہ نے جواب دیا کہ حسب الطلب نواب جانے کا مضایقہ نہین مگر منظر دور اندیشی ہوشیار رہنا چاہیے اور مسلمانونکے قول پر اعتماد نکرنا چاہیے سورج مل پندرہ ہزار سوارونکی جمعیت سی مدد کے لیے روانہ ہوا وزیر کی فوج پر سرداران مفصلہ ذیل حکمران تھے ۔ نجم الدولہ محمد اسحاق خان داروغہ نزول و شیر جنگ و مرزا محمد علیخان کوکہ و عیسی بیگخان چیلہ و آغا محمد باقر بیگ و مرزا مہدی بیگ و نعیم خان ۔ دہلی سے چلکر تین چار روز مین دو منزل آئے تھے کہ اونہون نے نول راے کی شکست کی خبر سنی وزیر کو سنتے ہی کمال غم و غصہ آیا اور کہنے لگے ۔ افسوس اس خودبین وایم الخمر نے کمک کا انتظار نہ کیا ۔ اگر تھوڑا بھی توقف کرتا تو ان کسانون کو تیغ نصیب ہوتی یہ کہکر کثرت الم سے پلنگ پر پاؤن دراز کیے اور تکیہ پر سر رکھہ کر بیہوش ہوگئے ۔ جب وزیر نے تکیے سے سر اوٹھایا اور اون کو غش سے افاقہ ہوا تو ایک منشی کو بلایا اور حکم دیا کہ ایک پروانہ الہ آباد کے قلعہ دار کے نام اس مضمون کا روانہ کرو کہ بعد ورود حکم نہا محمد خان غضنفر جنگ کے پانچون بیٹون کو جو وہان مقید ہین بڑی عقوبت سی قتل کرے اور دوسرا حکم وزیر نے اپنے بیٹے جلال الدین حیدر کے نام جو بعد ازان شجاع الدولہ کے نام سے مشہور ہوا دہلی مین بہیجا کہ پانچون چیلون کو قتل کر کے سر اونکے میرے پاس بہیجدے ۔ بموجب حکم وزیر کے قلعدار الہ آباد مع چند جوانونکے قیدیون کے پاس باراوہ معلوم گیا جبوقت ان مصیبت زدون نے جلادون کو دیکھا تو امام خان نے قلعہ دار سے مخاطب

ہو کر کہا کہ بعد وفات قایم خان کے میں منتخب ہو کر جانشین کیا گیا جو کچھ سزاوار ہون تو مین ہون ان
بیچارون سے کیا مقصود ہے - لہذا وزیر کو اس امر کی اطلاع دو اور تا صدور حکم ثانی انکا قتل ملتوی رکھو جلاد ارنے
ایک نہ سُنی آخر جلاد اونکی طرف بڑھا ہر ایک اپنے قتل مین مقابلہ اپنے دوسرے بھائیون کی پیش دستی
چاہتا تھا - غرض سب کے سب قتل ہو کر قلعہ مین مدفون ہوے جسوقت وزیر کا حکم جلال الدین حیدر
کو پہنچا تاریخ ۲۰ - رمضان سنہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق ۱۲ اگست سنہ ۱۸۴۷ء کو اونے زین العابدین خان داروغہ
مجلس سے کہا کہ پانچون چیلون کو باہر لاؤ زین العابدین خان پالکی لیکر محبس مین گیا - اور کہا شمشیر خان
وزیر کے پاس سے تمہاری تبدیل جانے کا حکم آیا ہے - لہذا مین پالکی لیکر آیا ہون شمشیر خان نے
جواب دیا مین خوب جانتا ہون جہان ہمین بہیجانے کا حکم ہے خیر چارون کو تو تم لیجاؤ اور مجھے اتنی مہلت دو کہ
مین غسل کر کے کپڑے بدل لون اور اپنے جنازے کی نماز پڑھ لون زین العابدین شمشیر خان کو بہت
عزیز رکھتا تھا مگر وزیر کے حکم سے مجبور تھا - شمشیر خان کو چھوڑ کر باقی چارونکو پالکی مین بٹھا کر لے گیا -
جب یہ مقتل مین پہونچے جلادون نے جھٹکر چارون کے سر تن سے جدا کر دیے اس عرصے مین شمشیر خان
نے نہا دھو کر نئی پوشاک پہن کر خوشبو لگائی - اور اپنی جنازے کی نماز پڑھکر تلاوت قرآن مین مشغول ہوا
زین العابدین خان پالکی لیکر وہان پہنچا اور کہا پالکی پر سوار ہو کر تشریف لے چلئے تب اوس نے
قرآن مجید کو جزدان مین رکھ کر زین العابدین خان کے حوالہ کیا اور پچاس اشرفیان دین کہ کسی سید کے
ذریعہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فاتحہ کرا دینا اور جوتہ جو پانون مین تھا نکالکر دیا کہ یہ کسی غریب برہنہ پا کو
دیدینا اور اپنی مہر کی انگشتری اوتار کر اپنے نوکر کے حوالے کی کہ یہ میرے بیٹے حسن علی کو دیدینا
اور اپنی تسبیح مع قرآن دی اور کہا کہ اگر شیر علی کے کوئی اولاد ہو تو اوس کے گلے مین ڈالدینا -
یہ سب وصیتین کر کے برہنہ پا مقتل کیطرف روانہ ہوا زین العابدین نے ہرچند کہا کہ پالکی پر سوار ہو جاؤ
مگر اوس نے منظور نہ کیا اور کہا کہ بہتیرے میرے غلام پالکی نشین کیا فیل نشین بھی ہو گئے ہین مگر میرے
کل دنیوی حوصلے اب ختم ہوے - جب مقتل مین پہونچا اور چارون لاشون کو دیکھا کہنے لگا تھا تو
انا للہ وانا الیہ راجعون جلال الدین نے اوس کو دیکھ کر کہا شمشیر خان تمہاری شمشیر اسوقت
کہان ہے - جواب مین اوس نے یہ اشعار پڑھے 

ہمان شمشیر و شمشیر ران منم + چہ سازم کہ قبضہ نہ دارد دستم + اگر نہ ترا خان و امان حریص + بیکدم تہ خاک کردم عدم

یہ سنکر جلال الدین نے جلاد کو اشارہ کیا کہ اس کا سر تن سے اوڑا دے جلاد نے تلوار کا ہاتھ لگایا
مگر خطا کی - دوسرا ہاتھ لگایا پھر بھی خطا کی - تب جلال الدین نے ایک مغل سے جو وہان کھڑا تھا

کہا تو اسے قتل کر پہلے تو مغل متامل ہوا لیکن اوسکی اصرار سی تلوار ہاتھ مین لی اور ایک ہی ضرب مین سرتن سے جدا کر دیا۔ لاش کلمہ پڑہتی ہوئی کعبہ کیطرف دس قدم چلکر کھڑی ہوگئی۔ اور انگلیان دونون ہاتھ کی ایک وانہاے تسبیح پر جنبش کرتی تہین یہ حالت دیکہہ کر مغل اوسکی طرف متعجبانہ بڑہا اور بیٹھ پر ہاتھ رکہکر کہا کہ خانصاحب تم بیشک شہید ہوئی۔ جونہی یہ الفاظ اوس نے زبان سی نکالے لاش اوسکی طرف پھری اور رکوع مین آئی مغل یہ حالت دیکہکر زار زار رونے لگا۔ اور جلال الدین سی مخاطب ہوکر کہا ای ملعون تونے کس شخص کو میرے ہاتھ سی قتل کروایا۔ پھر اپنی تلوار پتھر پر توڑکر اور کپڑے پھاڑکر جنگل کو بھاگ گیا

شمشیر خان کے مارے جانے کی تاریخ یہ ہے[1]

خنجر دست عدو گوہر جانش سے سفت | جو از گیسوے خود خاک رہش را مے رُفت
سال تاریخ وفاتش ز خرد بر جستم | ہاتفے صاحب شمشیر بہادر مے گفت

۱۱ ۶۳

جلال الدین نے پانچون لاشون کو کنوئین مین ڈلواکر کنوان پتھر ولسے پٹوا دیا۔ وزیر نے مقام مارہرہ کے باغات مین پڑاو ڈالکر دوسری فوج کی حاضری کا حکم دیا۔ نصیر الدین حیدر اور اسمٰعیل بیگ خان جو راجہ نول رائے کی کمک کے واسطے بہیجے گئے تھے جب مین پوری کے قریب پہنچے تو جا سوسون کی زبانی نول رائے کی شکست و موت کی خبر معلوم ہوئی فوراً واپس ہوکر وزیر کے لشکر سے آن ملے جو اوسوقت مارہرے کے قریب مقیم تہا وزیر کی پاس ستر ہزار سوار سی زیادہ جمع ہوگئی[2]۔ اور کیان ہر کاتف کے موقت نے وزیر کی ہمراہ سپاہ کی تعداد ایک لاکھ سوار اور چالیس ہزار پیادہ بتائی ہی۔ اور اس ضمن مین ایک عجیب سانحہ ہوا

وزیر کی فوج کے ہاتھ سی قصبہ مارہرہ کا غارت ہونا اور نجیب شرلف کا بلا مین مبتلا ہونا

[1] مفتاح التواریخ مین یہ تاریخ راجہ برتھی پت کے واقعہ کی لکھی ہی اور کہا ہے کہ وہ صفدر جنگ کے ایما سے ۱۱۶۳ ہجری مین مارا گیا تھا۔ مگر ہمنے اس تاریخ کو شمشیر خان کے واسطے بہتر جانا کئی وجہ سی ایک تو یہ کہ شمشیر کا لفظ اسکے مادہ مین آیا ہے۔ اور وہ شمشیر خان کے لئے مناسب ہے۔ اور برتھی پت کی اس مین کوئی بھی رعایت نہین۔ دوسرے ۱۱۶۴ ہجری مین دوبارہ صفدر جنگ نے پٹھانون پر سر ہوکی امداد سی حملہ کیا تھا تو اس یورش کے درمیان مین راجہ مارا گیا تھا۔ اور راجہ مجادی الاول سے ۱۱۶۳ھ مطابق اپریل ۱۷۵۰ء تک قائم خان کے ساتھ رہا الغرض شمشیر خان ۱۱۶۳ ہجری مین شہید ہوا تھا۔ [2] سنہ ۱۱۶۳ دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

۱۸- رمضان ۱۱۶۳ ہجری کو کسی مغل کے ساربان نے عنایت خان کے دروازے کا درخت کاٹا یہ شخص وزیر کا نوکر اور اسی قصبے کا رہنے والا تہا - عنایت خان نے وزیر کی ملازمت کے بھروسہ پر ساربان کو سزا دی تمام ساربان جمع ہوکر اپنے آقا کے پاس فریاد لیکر گئے - چونکہ وہ شخص جامہ دار مغلیہ تہا اوس نے حکم دیا کہ عنایت خان کو پکڑ لاؤ اوسکی سوار و پیادے عنایت خان کے گھر پر دوڑ پڑے - یہ حال جبکہ وزیر کے دوسرے سپاہیوں نے دیکھا تو وہ یہ سمجھے کہ شاید قصبہ مارہرہ کے لوٹنے کا حکم ہوا ہے تمام فوج مغلیہ تیار ہوکر عصر کے وقت قصبے پر جا پڑی اور طرفۃ العین میں اوسکو برباد کردیا - اور عنایت خان کو مع اوس کے نوجوان تئیس سالہ لڑکے کے قتل کرڈالا - وزیر نے یہ خبر پاتے ہی نصیر الدین حیدر کو روانہ کیا کہ مارہرہ میں پہنچکر سپاہ کو وہاں سے ہٹائے اور اپنے چوبداروں اور ہرکاروں کو دوڑایا کہ جاکر لوٹنے والوں کو منع کریں جب تک یہ لوگ پہنچیں وہاں کا کام تمام ہوچکا تہا - اکثر سیدوں اور شیخوں اور کنبوہوں کی عورتیں قید ہوئیں مغلوں کے ہاتھ سے ستر آدمی مارہرے کے ناحق مارے گئے - نصیر الدین حیدر نے تمام شب ان عورتوں کو لوٹنے والوں کے یہاں سے لیکر علیحدہ خیمے میں جمع کیا - اس سانحہ سے صفدر جنگ تمام شب ملول رہے اور زار زار روئے اور کہانا نہ کہایا - صبح ہوتے ہی تمام عورتوں کو اونکے گھر پہنچا دیا - مغلوں نے لڑکوں وغیرہ کو گڑھوں میں چھپا دیا تھا اونکو تلاش کرکے اونکے والدین کے سپرد کیا اور سرور قصبہ مارہرہ میں قیامت برپا رہی - اور سب کہتے تھے کہ وزیر کو فتح نصیب نہوگی - وزیر نے کچھ روپیہ بھی مارہرہ کے مظلوموں کو بھیجا اور بعد اطمینان کلی مارہرہ میں ایک مہینہ مقام کرکے مشرق کی طرف بڑھے -

شکست وزیر

وقایع راجپوتانہ میں لکھا ہے کہ کنور سورج مل اپنی جمعیت کے ساتھ مقام کول میں وزیر سے آکر ملا نواب وزیر نے اسمٰعیل بیگ کو استقبال کے لیے بہیجا جب نواب وزیر سے ملاقات ہوئی تو اونہوں نے عند الملاقات کہا کہ آپکے چچا روپ سنگھ اور ہمارے والد سعادت خان کے درمیان قدیم سے محبت تھی اب وہ زیادہ مستحکم ہوئی دوسرے روز نواب نے ملاقات بازدید کی - اسکے بعد کوچ کرکے نولکھا باغ میں ڈیرہ کیا اور فوج کو سنبہالا تو کل فوج لاکھ سے زیادہ تھی - کالی ندی کو عبور کرکے[1] رام چتونی مقام میں قیام پذیر ہوئے اور گرد لشکر کے خندق کہدوائی رام چتونی سہاور سے[2] میل مشرق میں اور

---

[1] نتیجہ کلام ۱۲ [2] اب سہاور کرسانہ کے نام سے مشہور ہے ضلع ایٹہ میں ہے - اور پٹیالی بھی ضلع ایٹہ میں واقع ہے ۱۲

بنیانی سے پانچ میل مغرب مین واقع ہی سورج مل اپنی فوج سمیت وزیر کی داہنے بازو پر پن لشکر کے قریب تہا اور اسماعیل بیگ خان سورج مل کے بائین جانب تہا۔ اور بہت سنگھ راوھبدا ور بھی وزیر کے ہمراہ تھا۔ احمد خان نے سورج مل کے پاس وکیل بھیجکر کہلایا کہ بھائی قایم خان نے روہیلون کی جنگ مین وفات پائی۔ اس موقع کو غنیمت سمجھہ کر صفدر جنگ نے بادشاہ سی اس ملک کی بندبستی کی اجازت لی تھی۔ اسباب کو لشکر والدہ صاحبہ اور میرے بھائی وزیر کے پاس گئی۔ اور کل مال و اسباب نذر کیا اور بادشاہ کی خدمت مین معاملہ پیش کیا وزیر نے ظاہرداری ہی خاطر و تسلی کی کئی قسم کہائی مگر دلسے کینہ رفع نہ کیا اور مطلق رحم نکرکے ہمسے لڑائی شروع کی ہی۔ آپ لیسے بے ایمانکی مدد کرتے ہین یہ نازیبا ہے۔ مناسب یہ ہی کہ ایسے معاملے سے آپ علیحدہ ہوجاوین۔ سورج مل نے جواب دیا کہ آپ برسر مقابلہ آگئے صلح کی گنجایش نہین ہی اگر پیشتر سے کہتے تو ایسا کیا جاتا۔ احمد خان نے شاہجہانپور وتلہر دبریلی وآنولہ وجونپور کے پٹھانونسی امداد کی درخواست کی جونپور مین احمد خان کے چیند احباب آگرآباد ہوئے تھے۔ گل رحمت مین لکھا ہی کہ احمد خان نے بی بی صاحبہ والدہ قایم خانکی طرف سی ایک ایلچی روہیلونکے پاس اس غرض سی بہیجا کہ وہ بھی مدد کرین۔ حافظ صاحب نے پٹھانونکی تباہی پر خیال کرکے بہادر خان اور دوندی خان اور دوسرے جماعہ دارون کو چیدہ سپاہ کے ساتھ احمد خان کی کمک کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ کوچ پرکوچ کرکے جلد احمد خان سے جاملین۔ اور آپ بھی روانگی کے ارادے سے شہر بریلی سے خیمے باہر نکلواکر کہڑے کرائے۔ مگر اس بات کی تحقیق کے لئے کہ وزیر فرخ آباد کی قریب پہنچی یا نہین توقف کیا اور سپاہ کی فراہمی مین مشغول ہوئے۔ احمد خان اسوقت مع رستم خانکے مغرب کی سمت روانہ ہوا جبکہ دونون لشکر مقابل ہوئے تو نواب احمد خان نے رستم خان سی کہا کہ چونکہ نواب وزیر اور سورج مل دونون ایک ساتھ مہیر جڑہائی کے لئے آتے ہین لہذا مناسب یہ ہی کہ فوج علیحدہ علیحدہ کرکے اپنا اپنا حریف پسند کرلین۔ رستم خان نے جواب دیا ہان خوب نواب نواب سے لڑے اور سپاہی سپاہی سے لہذا مین سورج مل کا مخالف ہونگا تاریخ ۲۲ شوال سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۳ ستمبر سنہ ۱۷۵۰ء کی شب کو وزیر نے سید ہدایت علی سی جو کہ نجم الدولہ محمد اسحاق خانکی فوج کے ہمراہ اون میں تہا اور بریلی مین رہکر پٹھانونکی لڑائیان اور اونکی داؤن گہات دیکھہ چکا تہا مشورہ لیا اونہی کہا کہ یہ لوگ اکثر کمین گاہ تیار کرکے دشمن پر حملہ کرتے ہین۔ اگر اوسوقت طرفثانی ہوشیاری کرے تو خود مغلوب ہوجاتے ہین اسلیئے تین چار ہزار سپاہ اپنی سواری کے ہاتھی کے سامنے مع بندوق وجزائل کے رکہنا چاہئیے کہ اونکی شورش کے وقت آپکے سامنے جمکر دفعتہ کے حملے کا تدارک کرین

اسماعیل بیگ خان نے غرور مین آکر کہا کہ کل دیکھو کیا ہوتا ہی - احمد خان کیونکر گرفتار ہوتا ہی - سید
ہدایت علی خان بیان کرتا ہی صبح ہوتے ہی بعد نماز وزیر نے لڑائی کا حکم دیا اور توپخانہ اپنے روبرو رکھا اور سورج مل
جاٹ و اسماعیل بیگ خان مع پچاس ہزار جوانونکے رستم خان کی جانب بڑہے اور حملہ شروع ہوا اوسکی
بائین جانب ایک ویران گانون کی بلندی تھی اسماعیل خان اور سورج مل اس بلندی کے دامن مین
مقیم ہوئے اور جو فی برچھہ. توپین قایم کین جہان سے رستم خان کا لشکر ٹھیک زد پر تھا رستم خان
نواب احمد خان کے پاس گیا - اور حملے کی اجازت چاہی - نواب کا منشا یہ تھا کہ جنگ مین تہوڑا سا توقف
ہونا چاہیے لیکن رستم خان نے جواب دیا کہ التوا غیر ممکن ہی کیونکہ دشمن قوی ہی اس لیے اوس سے لڑائی
شروع کر دینا قرین مصلحت ہی وہ اپنی پالکی پر سوار ہو کر واپس آیا اور اپنے آدمیون کو جنگ کے واسطے
آمادہ کیا جنمین بڑہنے کا حکم ہوا پٹھان فوراً شمشیر بدست حملہ کرتے ہوئے بلندی پر جا پہونچے -
اور توپ پر متصرف ہو کر لیا - رستم خان نے تہوڑے فاصلے پر بہت فوج دیکھی کہ صف باندہے کھڑی ہی
اوسنے حکم دیا کہ حملہ موقوف رہے - یہ سورج مل کی فوج خاص اوسی کے زیر حکم تھی - سورج مل نے اپنے
سپاہیون سے کہا کہ تم پٹھانون سے دست بدست مت لڑو کیونکہ اونکو شمشیر زنی مین مہارت کامل حاصل ہی
بلکہ تیر و بندوق سے جنگ کرو اور اسمعیل خان بہت تنگ ہو رہا ہے جو عقب مین بطور کمک کے مقیم تھا متوسل کرنے
لگا - اونکی یہی صلاح ہوئی کہ پٹھان قریب نہ آنے پاوین بلکہ ہم اونکو دہنے و بائین طرف سے گہیر لین
اسلیے یہ اپنی فوج کو بصورت ہلال قایم کرکے پٹھانون کیطرف بڑھی - اونہون نے توپ اور بندوق
اور تیر سے افغانون پر آگ برسانا شروع کی - رستم خان اسم باسمے تھا تیر و کمان لیکر پالکی سے اوتر پڑا
اور تلوار لیکر مع اپنی فوج کے جو گہوڑون سے اوتر پڑی تھی آگے بڑہا اور بہت سے دشمنون کو قتل کیا اور
بہتیرون کو ہلاک کیا - افغانون نے اس قتل مین بھی کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا مگر چونکہ غنیم کی تعداد زیادہ تھی
رستم خان مع چھہ سات ہزار جوانونکے اس معرکہ مین قتل ہوا - سورج مل بعد اوسکے رفیقون لیے باقی لوگون
کا علی گنج کیطرف بہت دور تک تعاقب کیا - یہ مقام میدان جنگ سے جو بیس میل جنوب مشرق مین واقع ہی
اس لڑائی مین سورج مل کے ہمراہ بلو سنگھہ چودہری بلب گڈھ و کھیمن سنگھہ و صاحب رام و سکھ رام و کہوٹہ رمن
دہری سنگھہ و صورت رام و تلوک چند تھے کہ ان مین سے بلو سنگھہ و صورت رام و کہوٹہ و تلوک چند دہری سنگھہ
مارے گئے -

اوسی وقت رستم خان کے داہنی جانب چند کوس کے فاصلے پر نواب احمد خان وزیر سے لڑ رہا تھا
ایک قاصد نے آکر اوسکے کان مین کہا کہ رستم خان نے شکست پائی اور قتل ہوا اوس نے آثار خوف

بارنج کے چہرے سے برنمایان ہوئے دیتے اور عالم سکوت مین اپنے سردارونکی طرف پھرکر اونچی
بہ آواز بلند کہاکہ رستم خان نے فتح خاص کی اور سورج مل و اسماعیل خان وہمت سنگھ تینون کو گرفتار
کرلیا چلو ہم بھی کوشش کرین نہین تو وہ بہادری مین ہمپر سبقت لیگیا ہم وزیر سے جنگ کرتے ہین
اگر ہم اوس پر غالب آئے تو ہمارا بڑا نام ہوگا اور اگر ہارے تو ہم مین سے کوئی غیر کو منہ دکھلانیکے قابل نہ رہیگا
سردارون نے جواب دیا اگر فضل الہی شامل حال ہی اور نواب کا اقبال یاور ہی تو ابھی جو کچھ ہوتا ہے
ہم دکھلاتے دیتے ہین۔ جب کل فوجنے یہی بات کہی تو نواب نے کہا کہ خدا سے دعا کرو سب نے ہاتھ اوٹھاکر
خدا سے دعا مانگی اور اپنی جان کو اوسکی حفظ و امان مین سپرد کرکے دشمن پر حملہ آور ہوئے۔ جب دونون
فوجین مقابل ہوئین نصیرالدین حیدر نے جسکی فوج آگے تھی توپین چھوڑنے کا حکم دیا مگر پٹھانون نے
ایسی عجلت کی کہ اون کا کچھ بھی نقصان نہوا۔ جب وہ قریب پہونچے تو مصطفے خان نے جو جنگ تنہائی مین
مشہور تھا اپنا مرد مقابل طلب کیا۔ نصیرالدین حیدر اوس کا مقابل ہوا۔ اور دونون مرکر گھوڑون سے گرگئے
جب نصیرالدین حیدر کی فوجنے اپنے سردار کو مردہ پایا تو اوس کے پاؤن اوکھڑ گئے اور سبنے راہ فرار کی لی۔
اوسوقت احمد خان اوس مقام پر آپہونچا جہان مصطفے خان اور نصیرالدین حیدر کی لاشین پڑی تہین
وزیر کو یہ شکست بالخصوص کا سنگار خان بلوچ فوجدار شہر دہلی کی بغاوت سے ہوئی اوس نے احمد خان کا مقابلہ
نکیا بلکہ پھر کر بھاگا جبکہ وزیر نے دیکھا کہ اوس کے آدمیون نے منہ پھیر لیا ہے تو اوسنے بعجلت تمام محمد علی خان
رسالہ دار و ابوالحسن خان جماعہ دار بلگرامی وغیرہ و عبدالنبی خان چیلہ محمد علی خان کو یہ حکم دیا کہ جلد بڑھ کر
پیش لشکر کو کمک پہنچائین۔ چونکہ مغلوں مین ہر طرف پریشانی پہیل گئی تہی لہذا اس تازہ وارد فوجکی
کوششین محض بیکار ہوئین محمد علی خان بائین بازو پر گیا۔ یہان تین ہزار فوج پیدل صف باندھی کہڑی تھی
کہ اونکے پیچھے کچھ سوار بھی تھے۔ جب پٹھان قریب آپہونچے تب ابوالحسن خان اور اوسکے سپاہیون نے
کمان اوٹھائی اور عبدالنبی خان کے بندوقچیون نے بندوقین سرکین اس سے بہت سے پٹھان مارے گئے
اور منتشر بھی ہو گئے مگر پھر فی الفور مجتمع ہوگئے اور برابر بڑہتے چلے آتے تھے۔ محمد علی خان کے داہنے
ہاتھ مین گولی لگی اور ابوالحسن خان کے ہاتھی کے پانچ زخم تلوار کے لگے۔ اس مقابلے مین میر غلام نبی
و میر عظیم الدین سید بلگرامی مارے گئے۔ اور ناصر خان بھی کام آیا۔ جسوقت نواب احمد خان میدان مین
پہونچا مغلون نے چھوٹی بڑی سب توپین یکبارگی سرکین اونمین گولہ اور لوہے کے ٹکڑے بھرے ہوئے
اونکی آواز سے زمین تو لرزاوٹھی۔ مگر افغانون کو کچھ بھی نقصان نہ پہونچا۔ فقط برول خان کی ایک
انگلی کی کہال اڑگئی۔ مگر زمین و آسمان دہوان دہار ہوگیا بالکل تاریکی چھاگئی۔ احمد خان نے تہوڑی فوج

توقف کیا۔ جب دہوان کم ہوا تو ڈہاک کے درختون کی آڑ مین بڑہنا شروع کیا سوارون نے گہوڑونسے
اوترکر تلوار ہاتھ مین لے لی اور آگے ہو لیے۔ نواب احمد خان کہارون سے بہ آواز کہتا جاتا تھا کہ میری پالکی
جلد بڑہا لے۔۔۔ چلو اور دشمن کی فوجین پہنچاؤ اور کمان سے بھی اشارہ کرتا تھا۔ تب پٹھان توپونکی قریب
پہنچے بندوقچیون نے گولندازون کو بہگا دیا۔ زنجیرین لشکرگاہ کی تلوارون سے کاٹین اور وہان تک
جا پہنچے۔ جہان وزیر کہڑے تھے۔ اور تیر و گولی برسانا شروع کی نواب احمد خان بھی ایک کمکی فوج لیکر
عوز الدین آملا نواب وزیر کیطرف تاک کر تیر لگاتا تھا پٹھانون نے تلوارین ہاتھ مین لیکر اور کشتون کے
پشتے لگا دیے لاش پر لاش گرتی جاتی تھی اوسوقت تلہر کا ایک روہیلہ پٹھان وزیر کے عقب مین آ پہنچا
اور لڑائی ہوتی دیکھ کر اوسنے ایک شتر سوار خبر لانے کے واسطے روانہ کیا اوس کو حکم ملا کہ تم اس جانب سے
حملہ کرو جسطرف چہتردار حوضے کا ہاتھی کہڑا ہے اس مین وزیر سوار ہے اوسطرف آدمی بھی کم ہین ان سے ایسی کیجائی ہے
کہ کوئی تمہاری روک بھی نہ کر سکے گا۔ تلہر کا افغان تین سو جوانونکے ساتھ اسطرف گہس آیا جہان وزیر کہڑا
تہا اوسکے بندوقچیون نے بندوقین مارنا شروع کین۔ وزیر کا فیلبان مارا گیا اور مادرکی بیٹے شجاع الدولہ
کا اوستاد مرزا علی نقی بھی جو وزیر کے خواصی مین بیٹھا تھا زخمی ہوا اور وزیر کے بھی خفیف زخم لگا گولی
جبڑے و گردن کو چھیلتی ہوئی داہنے جبڑے کے نیچے سے نکل گئی اور وہ غش کہا کر حوضے مین گر پڑے
اونکا حوضہ نہایت مضبوط آہنی پترون کا بنا ہوا تہا اور بسقدر بلند تہا کہ فقط سر اوپر نظر آتا تہا اس
سبب سے وہ اور زخمون سے محفوظ رہے۔ پٹھانون نے حوضہ خالی اور ہاتھی کو بے مالک دیکھکر اوسکا
کچھ خیال نہ کیا۔ اور مغلون کے تعاقب مین بڑہتے چلے گئے۔ فقط نور الحسن خان و محمد علی خان اپنے
حال مین رہے یہ دونون سردار وزیر کے پاس آئے۔ اور پوچھا کہ اب کیا حکم ہے وزیر نے کہا کہ طبل
فیروزی بجوا دو۔ مگر باوجود اس طبل کے بجنے کے سوا دو سو جوانون کے ایک شخص بھی وزیر کے پاس
نہ آیا۔ اب مات ہونے لگی۔ تب بھی نراین جگت نراین کا بہائی بجائے بہادر مقتول کے وزیر
کے ہاتھی پر سوار ہوا گو وزیر کا ارادہ واپسی کا نہ تہا۔ مگر بہ مجبوری میدان جنگ سے مارہرے کی
طرف واپس چلے کہتے ہین کہ جب وزیر کو ہوش آیا تہا تو داڑہی کے بال کہسوٹے اور دانتون سے
ہونٹ کاٹے اور دونون ہاتھ ملے۔ وزیر کے بہاگنے سے تہوڑی دیر بعد سورج مل جاٹ و اسمٰعیل
و راجہ ہمت سنگہ۔ رستم خان آفریدی کی فوج کو شکست کامل دیتے ہوئے اور اونکو منتشر کرتے ہوے
خوشی خوشی وزیر سے ملنے کو آتے تھے۔ نواب احمد خان مع چند جوانون کے اسوقت وزیر کے
لشکرگاہ پر قبضہ کئے ہوئے تہا جب اوسکی نظر لشکر عظیم پر پڑی نہایت پریشان ہوا اور درگاہ جناب

باری کیطرف رجوع کرکے ہاتھ آسمان کی طرف اوٹھاکر دعا کی کہ بارالہا اس بندہ عاصی کی عزت و آبرو تیرے ہاتھ ہے تیرے سوا اوس کو آفت سے بچانے والا کون ہی - دو ایک لمحہ کے بعد وزیر کی ہزیمت کی خبر ان تینون سرداردن کو پہنچی اونکی خواہش جاتے سے اونکی خوشی مبدل بہ رنج ہوئی اور مارے خوف کے ہانپتے کانپتے دہلی کیطرف راہی ہوے احمد خان بنگش خدا ابچا لایا اثنے مین جو لوگ وزیر کے تعاقب سے لوٹے ہوے آتے تھے اونسی اور نواب اسحاق سے مقابلہ ہو گیا اوس نے بہادری سے کہا کہ مین وزیر ابو المنصور خان ہون یہ سنکر افغانون نے اوسے گھیر لیا اور ہاتھی پرسے اوسکو پکڑ کر اوس کا سر کاٹ لیا اور لاکر نواب احمد خان کے قدمون پر ڈالدیا اور کہنے لگا یہ وزیر کا سر ہے جب نواب نے اوسپر نظر کی تو معلوم ہوا کہ یہ اسحاق خان کا سر ہے نہ وزیر کا -

سید ہدایت علی نے کل لشکر کہ بہاگ جانے کے بعد وزیر کے تو بچا سینے کی تو پین جسقدر ساتھ چل سکین ہمراہ لیکر اور متفرق آدمیون کو جمع کرکے ساتھ لیا شام کے وقت وزیر نے قصبہ مارہرہ مین پہونچکر جو میدان جنگ سی اکیس میل کے فاصلے پر سمت مغرب واقع ہی سید نورالحسن کو حکم دیا کہ تکمیدِ زخم کی فکر کرے خان مذکور نے سینکنا شروع کیا اکثر مغلون ہی نے وزیر کے لشکر کے آدمیون کو لوٹا اور جو بچے اور گنوارون والونکے ہاتھ لگے تو اونہون نے اونکو لوٹ لیا - ہان مارہرے سے دلجمعی کی صورت ہوئی یہان وزیر نے ایک شب مقام کیا - اور یہان سی دہلی کو روانہ ہوے - مگر وہ ابھی دہلی نہ پہنچے تھے کہ اونکی شکست و ذلت کی خبر جا پہنچی امراسے منافق اور بادشاہ اور اونکی مان اودہم بائی اور جاوید خان وزیر کے مال و اسباب کی ضبطی کی فکر کرنے لگے - مگر کچھہ دہشت کہا کر انتظار تحقیق کر رہے تھے - جب سنا کہ وزیر زندہ نزدیک آپہونچے تو اونکی پہیجنے کے منتظر ہوئے - وزیر کی بی بی نے وزیر کے پہنچنے سے قبل بہنے بیٹے اور امیرون کو حکم دیدیا تہا کہ جسقدر آدمی موجود ہین اونکو ہروقت لڑنے مرنے کے لئے تیار رکہین - ۲۹ شوال سنہ ۱۱۶۳ھ ہجری مطابق ۲۰ ستمبر سنہ ۱۷۵۰ع کو وزیر دریاے جمنا کے کنارے شاہجہان آباد کے مقابل پہنچے اور بادشاہ سی سوال و جواب شروع ہوئے حکم نہ تہا کہ شہر مین داخل ہون - قاضی نے فتوے دیدیا تہا کہ اگر وزیر ہند شکست پاکر لوٹے تو ہاتھی کے سے باندھکر شہر کے نثار کرنا چاہیے [۵] سیرالمتاخرین مین لکھا ہے کہ وزیر شہر مین داخل ہوے - اور جب

---

[۴] دیکھو گیان پرکاش ۱۲ [۵] دیکھو سیرالمتاخرین اور آئرون کی تاریخ مین ۱۹ ۱۲

امراے منافق کی حرکات سے اور دیکھی نواب بہادر جاوید خان اور والدہ بادشاہ کو جنکی سازش سے یہ تجویز ہوئی تھی کہ صفدر جنگ کی جایداد ضبط ہو جاوے اور بجاے اونکی وزیر سابق مسمے قمر الدین خان اعتماد الدولہ کا بیٹا انتظام الدولہ خان خانان مقرر ہو) پیام دیا کہ ہنوز میرا مردہ زندو نپر بار گران ہے۔ اور مجہہ سے کچھ بازی دور ہے اونہوں نے وزیر سے معذرت کی۔ فرخ بخش مین لکھا ہے کہ محمد اسحاق خان کی لاش اوسیطرح میدان جنگ مین پڑی رہی تہی۔ محمد علیخان جو پایندہ خان اکز ئی نواب علی محمد خان روہیلہ کے ایک سردار کا بیٹا ہے۔ اور دہلی مین سالار جنگ اور مرزا علی خانکی رفاقت مین رہتا تہا اسحاق خان کی شہادت کا حال سنکر اور معلوم کرکے کہ اوسکی لاش اوسی طرح میدان جنگ مین پڑی ہوئی ہے دہلی سے معرکہ مین آیا اور سنکر کے لاش کو اوٹہا لیگیا اور سالار جنگ کے پاس پہنچا دی اور تجہیز و تکفین کی۔ وزیر کی شکست کے بعد بادشاہ نے غازی الدین خان فیروز جنگ ولد نظام الملک سے صلاح پوچھی کہ اگر احمد خان دہلی پر چڑہ آئے تو کیا کرنا چاہیے اوسنے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو کچہہ التماس کرون بادشاہ نے اوسکو اجازت دی تب فیروز جنگ نے کل کیفیت مشرح بیان کی اور بنگش خاندان کی خدمات شایستہ معرض بیان مین لایا اور کہا کہ یہ سب وزیر کی شرارت کا باعث تہا جس سے وہ آمادہ بجنگ ہوا۔ ورنہ وہ مطیع سرکار رہتا بعد گفتگوئے بسیار اوسنے کہا اب آپ ہی انصاف کیجیے اس مین کس کا قصور ہے بادشاہ نے تسلیم کیا کہ بیشک جو کچہہ تمنے عرض کیا سب صحیح ہے۔ محمد خان غضنفر جنگ اور اوسکی خاندان سے کوئی گستاخی سرکار سے نہین ہوئی یہ سب شرارت صفدر جنگ کی ہے لیکن تمہاری کیا راے ہے اگر نواب احمد خان قابو پاکر صفدر جنگ کا تعاقب کرتا ہوا دہلی کا عزم کرے تو اوسوقت کیا کیا جاویگا۔ فیروز جنگ نے التماس کیا کہ صلاح دولت یہی ہے کہ نواب احمد خان کو ایک فرمان شاہی مع خلعت و فیل و اسپ و شمشیر بہیجا جاوے اور اوس کو لکہا جاوے کہ اب تک جو کچہہ ہوا اوسکا کچہہ علم بادشاہ سلامت کو نہتا سب وزیر کی شرارت سے ہوا۔ وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچا اب اگر تم مطیع سرکار ہو تو قصد دہلی کا ترک کرکے فرخ آباد کو واپس جاؤ یہ صلاح بادشاہ کو نہایت پسند آئی فرمان شاہی مع خلعت احمد خان کو بہیجا گیا اور احمد خان فرخ آباد کو واپس چلا گیا۔ حافظ رحمت خان کے افسرون نے بھی اس جنگ مین بڑی دلاوری دکہائی تہی۔ نواب احمد خان نے صفدر جنگ پر فتحیابی کے بعد حافظ الملک کے جماعہ دارون کو خلعت اور ہاتھی گہوڑے اور نقد و جنس دیکر رخصت کیا اور حافظ صاحب کو شکر گزاری کا خط لکہا۔ اور اوس مین یہ بھی تحریر کیا کہ اودہ کے فتح کرنے کا

ارادہ ہی اگر آپ اپنی سپاہ خیرآباد تک جو آپکے ملک کی سرحد پہ ہے بڑہا دین تو بہتر ہو حافظ صاحب نے
شیخ کبیر اور پرمول خان کو سپاہ دیگر سرحد ملک اودہ کی طرف یورش کرنے کے لئے بہیجا
جنہون نے حد شرقی خیرآباد تک فتح کر لیا اور احمد خان نے اپنے بڑے بیٹے محمود خان جہان خان
چیلے کو مع دس ہزار سوار و بیشمار پیادہ کے لکہنؤ صوبہ اودہ پر قبضہ لینے کے لئے بہیجا اور
سادی خان اور کالے خان ولد شمشیر خان کو کوڑے کی طرف بڑہنے کا حکم دیا محمد امیر خان
کو غازی پور پر روانہ کیا - نول راے کی شکست و موت سے الہ آباد کے بڑے حصے میں بد انتظامی واقع
ہو گئی تہی - روپ سنگہ کھنچر جو پرگنہ کروالی پر قابض تہا جو زمانہ حال مین ضلع الہ آباد مین واقع ہی و سمیر سنگہ
ولد ہندو سنگہ چندیلہ و گنبشار سنگہ رگہبنی جو سابق مین پٹہانون کے دوست تہے اب ان سب نے
مرہٹون سے سازش کی اور مثل سال گذشتہ اب بہی مرہٹون کو ندی کے اس پار بولانے کا ارادہ کیا
ماہ ذیقعدہ ۱۱۶۳ ہجری مین پٹہانون نے ملیح آباد مین تہانہ قایم کیا جو لکہنؤ سے مغرب سمت ۱۵
کوس کے فاصلے پر واقع ہے سانڈی کو جو اب ضلع ہردوئی مین ہے گرفتار کر دیا اور امیٹہی کو جو اب
ضلع سلطانپور مین واقع ہے لوٹ لیا اور بڑی فوج سے دالمئو[۵] اور راے بریلی پر قبضہ کرنے کا سامان
کیا - ؁

[illegible] پر یورش

محمود خان اپنے باپ نواب احمد خان کے حکم سے اودہ کو چلا - ۱۰ جمادی الاولی ۱۱۶۴ ہجری
کو بلگرام کی غربی طرف فروکش ہوا اوسکی فوج کے پٹہانون نے لوٹ کہسوٹ شروع کی اور چند
لوگون کو زخمی کیا وہان کی رعایا شریف اور سپاہی پیشہ تہی اونکو بہی تاب نہ آئی چند پٹہانون کو
زخمی کیا - اور محمود خان کے لشکر کی دو سو راس باربرداری لوٹ لیگئے - محمود خان نے وفور غصہ سے
مع جملہ فوج تیار ہو کر شہر کا محاصرہ کیا اور اوسکی لوٹنے کا ارادہ کیا وہان کے لوگ محلہ بمحلہ چوکون پر
مستعد مقابلہ ہوئے - مگر بلگرام کے سن رسیدہ لوگ جو احمد خان سے ربط وضبط رکہتے تہے وہ
محمود خان کے پاس گئے اور اصلاح کر کے اس فتنہ برخاستہ کو خاموش کیا - محمود خان نے
جاجمئو کی طرف آ کر اپنے کسی بنی اعمام کو مع بیس ہزار سوار و پیادہ کے لکہنؤ پر روانہ کر دیا

[۵] گنگا کے کنارے واقع ہے ؁

حکم دیا اور اوسنے پانچہزار فوج کو کسی سردار کو دیکر لکھنو روانہ کیا سردار مذکور نے شہر کے باہر
پڑاو ڈالکر ایک کوتوال اپنی طرف سے مقرر کرکے شہر مین بھیجا۔ شہر اوسوقت صفدر جنگ کے
عملے سے خالی تہا کیونکہ متوسلان صفدر جنگ خبر شکست وزیر سنکر بقا اللہ خان کے ہمراہ
قلعہ الہ آباد مین چلے گئے اکثر مغل اپنا اسباب شیخ معزالدین کے گہر امانت رکہہ گئے تہے۔ اوسکو اوسکے
دوستون نے منع کیا تہا کہ ان لوگون کا مال گہر مین نرکہنا چاہیے۔ کیونکہ افغانون کو دعوے پیدا
ہونگا۔ مگر شیخ مذکور نے اپنی شجاعت کے گہمنڈ مین آکر نہ مانا معزالدین خان بمقتضاے
وقت سردار افاغنہ کی ملاقات کو بیرون شہر گیا۔ اوسنے بڑی عزت کے ساتھ ملاقات کی۔
کوتوال نے شہر مین بیجا حرکات اور سختیان شروع کین۔ شیخ نے اوس کو سمجہایا اسی ضمن مین
کسی مفتری نے سردار افغانان سے ظاہر کیا کہ شہر والون نے آپکے کوتوال کو بحرمت کیا ہے۔
معزالدین اوسوقت سردار کے پاس بیٹہا ہوا تہا اوسنے کہا کہ کیا مجال کوئی ایسا کرسکے مین جاتا ہون
اور مفسدون کو سزا دیتا ہون اور فوراً رخصت ہوکر شہر مین آیا۔ شیخ نے یہ خیال کیا کہ اس فرقہ
افاغنہ کی امان کا اعتبار نہین۔ پس شہر کے شرفا کو طلب کرکے کہا کہ یہ فرقہ وعدہ کا پابند نہین ہے
انکی اطاعت سے بجز ندامت کچہہ حاصل نہوگا اسلئے بہتر ہے کہ سب ملکر انکو یہانسے نکالدین بعض تو خوف کہاکر
جان بچا گئے۔ بعض رفاقت کو آمادہ ہوئے۔ معزالدین نے زیور فروخت کرکے روپیہ مہیا کیا۔ اور
شیخ زادہاے شہر کو جمع کرکے اونکو کہا کہ کوتوال کو نکالدین۔ شیخ زادون نے ایسا ہی کیا معزالدین
نے کسی مغل کو مغلئی لباس پہنا کر اپنے مکان مین بٹہا دیا۔ اور صفدر جنگ کی منادی کرادی۔ اور
اعلان کیا کہ یہ مغل صفدر جنگ کا بہیجا ہوا کوتوال ہے۔ اور ایک سبز جہنڈا علی کے نام کا استادہ کیا۔
جو اوس جہنڈی کے نیچے آتا اوس سے رفاقت کی امید ہوتی۔ سردار نے یہ خبر سنی تو شہر پر حملہ کیا۔ وہ سو
شیخ زادون نے مقابلہ کیا دریای گومتی کیطرف سخت لڑائی ہوئی پٹہان بہاگ نکلے وہ سردار بہی جسکے
ہمراہ پندرہ ہزار سپاہ تہی بہاگ گیا تمام توپخانہ اور اسباب شیخ زادون کے ہاتھ لگا۔ محمود خان نے
جو بہاؤ کے گہاٹ پر مقیم تہا یہ خبر سنکر لکہنو کیطرف کوچ کا ارادہ کیا معزالدین نے اوسکو پیام دیا کہ
آپ لوگ اپنی حماقت سے اس درجے کو پہنچے اب بندہ خود ہی آپکے پاس پہنچتا ہے۔ جبتک یہ توقف کیجیے
ابہی محمود خان وہین مقیم تہا کہ یہ مفرور افغان جا پہونچے اور شیخ زادون کی بہادری کا حال بیان کیا
محمود خان خوف زدہ ہوکر اپنی ملک کیطرف واپس ہوا۔ شیخ زادون نے تمام پٹہانون کو اودہ کی
عملداری سے نکالدیا۔ یہ بیان سیر المتاخرین کے مؤلف کا ہے جسنے ان پٹہانون کی ترقی کو نہایت

رنج و تعصب کی نظر سے دیکھا ہے - حقیقت حال یہ ہے کہ جو وقت لکھنؤ کے شہزادون نے سر اوٹھایا تو اس وقت مین وزیر نے مرہٹون کی امداد و اعانت کے ساتھ فرخ آباد پر دوبارہ چڑھائی کی تھی اسوجہ سے انتقام ممکن نہ تھا یہ نوجوان نواب زادہ فرخ آباد کی طرف لوٹ آیا تھا[۵۱] تاریخ کا مولف کہتا ہے کہ محمود خان نے لکھنؤ مین بہت ظلم کیا ایک مقدس آدمی مندان محل واقع لکھنؤ مین رہتا تھا اوس کا نام شاہ سبحان تھا اور بہت پاک باطن تھا محمود خان اوس کے پاس کبھی کبھی جایا کرتا تھا ایک روز اوسنے بڑے جوش سے کہا کہ تم ہمیشہ بدی کرنے سے باز نہین آتے کل کو شعلہ آتش اوٹھے گا جو صدہا آدمیون کو ہلاک کریگا - اور اب تمہاری حکومت یہان سے اوٹھ گئی ہے جلدی یہان سے چلے جاؤ چنانچہ دوسرے دن پٹھانون کے بارود خانے مین آگ لگ گئی - ایکبارگی بڑا آواز ہوا - صدہا آدمی اوڑ گئے - تین تین چار چار کوس پر جا کر گرے - علی الصباح محمود خان نے لکھنؤ سے کوچ کردیا -

محاصرہ قلعہ الہ آباد

بعد انتظام مہام احمد خان بذات خود قنوج کو گیا اوسکی آمد سنکر نواب بقاء اللہ خان ولد رحمت خان جو عمدۃ الملک امیر خان کا حقیقی بھتیجا تھا اور اپنی چچا کے عہد سے کوڑہ کا فوجدار تھا اور پرتاب نراین اور خان عالم و امیر خان سرداران وزیر جو ڈیڑھ ہزار سپاہ کے ساتھ وزیر سے ملنے آئے تھے لکھنؤ کی راہ سے بھاگ گئے - تب علی قلی خان داغستانی[۵۲] صوبہ الہ آباد کا نائب اونسے ملنے کو آیا اوس وقت اونھون نے معلوم کیا کہ سادی خان بیس ہزار سپاہ کے ساتھ آیا ہے - علی قلیخان اپنی فوج اور کچھ راے پرتاب نراین کی فوج لیکر سادی خان کے مقابلے کو بڑہا دونون فوجون کا کوڑہ جہان آباد مین مقابلہ ہوا - اور جنگ شروع ہوئی - سادی خان شکست کھاکر لوٹا جب . . . . اس شکست کی خبر نواب احمد خان کو پہنچی تو اوسنے ارادہ کیا کہ بہت سی کمک بھیجے - مگر صلاح کارون نے کہا کہ آپ خود وہان چلئے کیونکہ آپکی آمد سنکر دشمن نے العوذ الہ آباد کا قلعہ خالی کر دینگے - بقاء اللہ خان و علی قلی خان نواب احمد خان کی آمد سنکر بعجلت تمام

---

[۵۱] دیکھو آرون صاحب کی تاریخ ۱۲

[۵۲] یہ علی قلی خان داغستانی وہ ہین جسکا تخلص والہ ہے ۱۲ خزانہ عامرہ -

وہاں سے بھرنے اور الہ آباد کے قلعہ میں پناہ گزین ہوئے انکے ساتھ راجہ منسکھ اور پسران راجہ نولرائے بھی تھے احمد خان نے کوڑہ جہان آباد میں پہنچکر چند روز قیام کیا اور یہ عزم کیا کہ خود وہاں سے گھر کو واپس آئے اصحیک ان تین سرداروں یعنی منصور علی خان و رستم خان بنگش و سعادت خان آفریدی کے ہاتھ میں چھوڑے ان تینوں سرداروں کی پاس بہت سی سپاہ لوکری تھی لیکن مشرقی صوبجات کے حاکموں یعنی پرتھی پت ولد جیت دھاری ولد جے سنگھ سوم بنشی حاکم پرتاب گڑھ اور راجہ بلونت سنگھ حاکم بنارس کے وکیل جب اوسکے پاس پہنچے تو اوس کو آگے بڑھنے کی ترغیب ہوئی - مضمون نامجات کا یہ تھا کہ اگر آپ الہ آباد کی طرف بڑھینگے تو ہم لوگ کوشش کر کے بہت جلد قلعہ خالی کر دینگے - پس تمام مشرقی حصہ ملک کا آپکے قبضے مین آجاے گا ان نامونکی بھیجنے سے نواب احمد خان الہ آباد کی طرف بڑھا راجہ پرتھی پت پرتاب گڑھ سے اپنی فوج لاکر گنگا کے کنارے خیمہ زن ہوا - نواب نے اوس کو خلعت عطا کیا - اور خود اوسکی درخواست پر اوس کو پیش لشکر مین قایم کیا الہ آباد پہنچکر نواب احمد خان نے دریاے گنگا کو عبور کر کے جھوسی کو پہنچا - اور یہان اپنی توپین ایک بلندی پر نصب کین اس بلندی کا نام قلعہ راجہ ہرنونگ تھا تمام الہ آباد کو خلد آباد سے لیکر قلعہ تک جلا دیا اور لوٹ لیا اور چار ہزار عورتون اور بچون کو قید کر لیا کوئی جگہ بجز شیخ محمد افضل الہ آبادی کے مسکن دوریا باد کی لوٹ سے باقی نرہی ان دونوں جگہونپر پٹھان قابض تھے - بقاء اللہ خان و علی قلی خان وزیر کی جانب سے قلعہ کی حفاظت کرتے تھے اور یہ دونوں نوابان بنگش کی اطاعت سے عار رکھتے تھے - چونکہ جنگ میدان کی تاب نہ تھی اسلیے قلعہ الہ آباد میں پناہ گزین ہوے اتفاقاً اندر گر سنیاسی کہ مہادیو پرست تھا مع پانچہزار برہنہ جنگ جو فقیرون کے وہان تیرتھ کو آیا اور پراگ نے شہر اور قلعہ کے درمیان مین پہلے یہ فقیر وزیر کے لوگونکی جانب شریک ہوے - وزیر کے آدمیوں نے اندرگر کو بہتیرا کہا کہ قلعہ کے اندر رہنا چاہیے - اوس نے منظور نہ کیا باہر ہی رہا - بقاء اللہ خان جنگ آزمودہ آدمی تہا اور جنگ مین مہارت کامل رکھتا تہا - اوسی دریا پر ایک پل اوس مقام پر باندھا جو درمیان تو بنی جو قلعہ کا پہاٹک ہے اور قصبہ اراَئل کے واقع ہے - یہ قصبہ گنگا کے داہنے کنارے پر گنگا و جمنا کے سنگم کے نیچے ہے اوسنے اپنا لشکر گاہ تو اوس قصبے مین چھوڑا - اور خود مع فوج صبح و شام قلعہ کو آتا جاتا رہا - اسوقت فصیل سے برابر توپین نواب احمد خان پر چھوٹتی ہین اوسکی جانب راجہ پرتھی پت اور اوسکے قلعہ داروں نے قلعہ کے لینے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہے

راجہ بلونت سنگھہ جسے بذات خود آنیکا حکم ہوا تہا اوسوقت جہوسی کو پہنچا اور نواب احمد خان کے بیٹے محمود خان کے توسط سے نواب کے حضور مین حاضر ہوا۔ محمود خان حال ہی لکھنؤ سے آیا تہا راجہ بلونت سنگھ نے ایک لاکہہ روپیہ نذر گذرانا اوس کو خلعت مرحمت ہوا۔ اور نصف اوسکی ریاست اوسکے نام کردی۔ باقی نصف ملک برصاحب زمان خان دولاکی ہی جو نیعدی نواب کی کسی بیگم کا رشتہ دار مقرر ہوا نواب نے راجہ بلونت سنگھہ کو حکم کیا کہ تم محمود خان کو ساتھ ساتھ لیکر اراکل کو جاؤ۔ اور دشمن کو دبانے سے ہٹا کر اپنی فوج کا پڑاو وہان ڈالو تاکہ قلعہ آمدورفت رُکے اور باب رسد مسدود ہو راجہ نے منظور کیا اور اپنی لشکرگاہ مقام جہوسی کو آکر ناوین مہیا کرنے کا حکم دیا۔ جب نواب لقار اللہ خان کے جاسوسون نے اس ارادے کی خبر اوسکو پہونچائی تب اوس نے فکر کرنا شروع کی۔ اور باہم اپنے لوگوں سے مشورہ کیا کہ کیا ایسی تدبیر ہونا چاہئے جس سے وہ جاب سی ہیر حملہ ہونے پائے۔ آخر سرداریون کا اتفاق ہوا کہ دوسرے روز مقابل کی فوج سے جنگ کرین۔ لقار اللہ خان بڑی فوج لیکر پل سے پار ہوا۔ اور فوج قلعہ سے باہر آکر اوس سی متفق ہوئی۔ اندر گرسنیاسی بہی حکم پاکر شریک ہونے کے واسطے قلعہ کی آڑ مین آگے بڑہا۔ اور گنگا کے کنارے پرانے شہر سے قلعہ تک صف باندہکر بعزم جنگ کھڑا ہوا جسوقت نواب احمد خان نے یہ خبر سنی خود سوار ہوکر اپنی لشکرگاہ کے کنارے آیا اور وہان سے اوس نے نواب منصور علی خان و نواب سادی خان کو سپاہ پر حکومت کرنے کو بہیجا بموجب حکم کے وہ آگے بڑہے۔ علاوہ ازین اونکے ساتھ اپنی سپاہ کے دس ہزار جوان زیر حکم رستم خان بنگش اور چار ہزار سعادت خان آفریدی کی ماتحتی مین اور دو ہزار اسمٰعیل خان کے حکم میں اور تین ہزار یکہ جوان محمد خان آفریدی کے زیر حکم اور دو ہزار آدمی عبدالرشید خان جیلہ کے حکم مین تہے اسکے سوا اور بہی سردار ساتھ تہے یعنی نامدار خان برادر غیرت خان نوز خان و لد خلیل خان۔ منتیا نامدار خان برادر ہمت خان منتیا و عبد اللہ خان ورکزئی نواب احمد خان نے ان سب کو حکم دیا کہ اپنی فوج کے ساتھ بڑہکر دشمن کو بہگا دین راجہ برتہی بہت سی نواب احمد خان سے کہا کہ تمہارا مقام پیش لشکر ہے وہان جاو راجہ حملہ مین آگے ہوا۔ اور جنگ شروع ہوئی۔ تین گہنٹہ توپ و بندوق وہان کا ہنگامہ گرم رہا۔ آخر کار راجہ پرتہی پت جو آگے تہا قابو پاکر دشمن کی سپاہ مین در آیا۔ یہ دیکہہ کر منصور علیخان اور دوسرے سردار اوسکی مدد کو بڑہے راجہ ہاتہی سے اوترکر گہوڑے پر سوار ہوا۔ تب اوسکی ہمراہی اپنے گہوڑونسے اوترکر شمشیر بدست

دشمن پر جھپٹے اس مقام پر پہنچکر صفدر علی خان بھی اپنے ہاتھی سے اوترکر راجہ کے آگے بھیجا
بقاء اللہ خان کے چیدہ چیدہ آدمی کام آئے یا زخمی ہوئے۔ اور جب بقاء اللہ خان نے
دیکھا کہ فتح کی امید نہیں ہے اپنی سپاہ کے ساتھ پل کے پار گیا۔ اور گولنداز توپین قلعہ مین چھوڑکر پل کے
پار بھاگ آئے اور بھاگتی وقت اپنے کنارے کیطرف پل توڑ دیا۔ نواب احمد خان کی فوج کو اس صورت سی
یہ فتح بھی نصیب ہوئی اور میدان پر قابض ہوئے۔ اور جسجگہ یہ لوگ مقیم ہوئے وہان سے پل تمام
وکمال نظر آتا تھا۔ جسوقت لڑائی شروع ہوئی سعادت خان صفدر علیخان کی فوج سے آگے اپنی
فوج کو دشمن پر بڑھا لیگیا۔ جب صفدر علیخان کے لوگون نے یہ حال دیکھا ازراہ رشک جلدی سے بڑھکے
اون لوگون سی آگے ہوئے ان کا یہ قصد ہوا کہ پل کے سرے پر جائین۔ راجہ بھگتی پت کی بھی رای ہوئی
لیکن جسوقت نواب احمد خان نے خبر فتح کی سنی فوراً ایک شتر سوار نواب منصور علی خان کو واپس
بلا لینے کے واسطے دوڑایا اور کہلا بھیجا کہ آگے جانا گویا پتھر بر سر دے مارنے کی برابر ہے حکم
پاتے ہی صفدر علی خان نے قصد لوٹنے کا کیا۔ مگر بھگتی پت نے کہا کہ قرینے سے ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ قلعہ خالی ہوگیا ہے۔ پس اس مین کیا قباحت ہے۔ اگر ہم پل کے سری تک جاوین اگر قلعہ مین کوئی متنفس
باقی ہوگا تو بیشک ہمکو آتے دیکھکر گولی چلاویگا۔ پس اگر ہمپر گولی نہ چلائی جاوے گی تو تصور کرینگے
کہ قلعہ خالی ہے۔ اور اوسپر قبضہ کرلینگے صفدر علیخان نے جواب دیا کہ مین خلاف حکم ایسا
قصد نہین کرسکتا ہون۔ یہ کہکر شادیانے فتح کے بجوائے۔ اور نواب کی خدمت مین واپس آکر
مع دوسرے سردارونکی نذر گذرانی نواب احمد خان ابھی قلعہ الہ آباد کا محاصرہ کئے پڑا تھا کہ تھوڑے
عرصے بعد یہ خبر سنکر کہ صفدر جنگ اور مرہٹے فرخ آباد کیطرف بڑھ چکے ہین اوس طرف روانگی کو
تیار ہوا احمد خان نے یہ خیال کیا کہ اگر یکایک یہانسے کوچ کیا تو قلعہ کی فوج تعاقب کرے گی
اسلیے بادشاہ کا فرمان پہنچنے کی خبر اوڑادی اور فرمان بارہ سات آٹھ کوس کے فاصلے پر
کھڑی کراکر سب کو رسالہ دارون جماعہ دارون اور مصاحبون سی بلند آواز سے فرمایا کہ فرمان بارہ ی
دور ہے۔ رات سے سوار ہوگا۔ تمام سامان روانگی کا تیار کرلو اس تدبیر سے وہانسے کوچ کیا
جب وزیر کی چڑھائی کی خبر مشہور ہوئی۔ راجہ پرتاب گڈھ بھی لوٹ گیا۔

نواب احمد خانکے افسرسے بلونت سنگھ راجہ بنارس کی مخالفت

جبکہ نواب احمد خان الہ آباد کے محاصرے مین مصروف تھا تو اوسی زمانے سے صاحب زمان خان

دلازاک جونپوری کو مقامات جونپور۔ اعظم گڈھ اکبرپور دیگر مقامات مین اپنا نائب مقرر کیا تہا۔ بلونت سنگہ نے نصف ریاست کے دینے سے انکار کیا اور صاحب زماخان کو حکم پہنچا کہ اوس کو ملک سی بہگا دو۔ اوس کو کمک بہیجی گئی۔ اور اکبرشاہ راجہ اعظم گڈھ اور سمشادجہان زمیندار ماول اوس کے آکر شریک ہوئے ماول اعظم گڈھ سے تیس میل کے فاصلے پر واقع ہی۔ فوج اکبرپور مین جمع ہوئی اور ایک چہوٹا سا قلعہ سرہان پور کا بندرہ روز کی محاصرہ کے بعد مفتوح ہوا ازان بعد جونپور کی طرف بڑہے ادہر کچھہ سخت لڑائی کے بعد حملہ آور ہوکر گہس آئے۔ اور اوس مقام پر قابض ہوگئے صاحب زمان خان نے آپ ہی اپر ہستے مین تاخیر کی اور نظام آباد کی طرف کوچ کیا۔ یہ مقام جونپور سی تیس میل شمال مشرق مین ہی بلونت سنگہ سے عہد و پیمان ہونے کے بعد جس کا ذکر ہو چکا ہی صاحب زمان خان مع حاجی سرفراز خان کے اوس مقصد تک پر قبضہ کرنے کے واسطے روانہ ہوا جو دریائے گنگا کے شمال کی طرف واقع ہی۔ بلونت سنگہ گنگاپور سی جو بنارس سی تہوڑی فاصلہ پر مغرب مین واقع ہی روانہ ہوکر مربا ہوس پہنچا۔ یہ مقام جونپور سی بارہ میل جنوب مین ہی۔ اور صاحب زمان خان سی اپنے ملک کی واپسی کا مطالبہ کیا ہردو متخاصمین کا تصفیہ جنگ پر منحصر ہوا۔ بلونت سنگہ کے افغان سرداران نے اپنے ہم قوم افغان یعنی صاحب زمان خان سے جنگ کرنے سے انکار کیا۔ لاچار ہوکر بلونت سنگہ نے معاملہ صلح کرنا مناسب جانا۔ صاحب زمان خان نے جیاندی پور مین پڑاو ڈالا۔ دوسرے روز اوس کی فوج مین بابت تقاضائے تنخواہ کے بلوہ ہوگیا اور وہ تنہا اعظم گڈہ کی طرف روانہ ہوا۔ بلونت سنگہ نے تب اوس کا گہر لوٹ لیا۔ صاحب زمان خان نے اعظم گڈہ مین اپنے آپ کو محفوظ نجانکر ملک بتیا کو گیا اور وہان کے راجہ نے اوس کو پناہ دی تہوڑے عرصے بعد وہ جونپور کو واپس آیا لیکن بلونت سنگہ نے پہر اُسے مقرر کردیا۔ نقل ہے کہ جب بنارس کی مہاجنون نے پٹہانون کی آمد سنی وہ بہولپور پر جو بنارس سے آٹہہ کوس کے فاصلہ پر ہی گئی اور کہا کہ ہم دو کروڑ روپیہ بطور معمول داخل کرتے ہین اس شرط پر کہ پٹہان ہمارے شہر مین نہ آئین ان کا یہ حال تہا کہ کہتے تھے اگر ہم پٹہان کو خواب مین بھی دور سی دیکھتے ہین تو کانپنے لگتے ہین۔ غرضکہ دو کروڑ روپیہ دیاگیا اور پٹہان واپس گئی۔

وزیر کا بادشاہ سی عفو قصور کرانا اور اون سے احمد خان پر چڑہائی کی اجازت لینا مرہٹون اور جہرتو کے جاٹونکو اپنی مدد کے لئی بلانا

وزیر رام چھونی مین شکست کہا کر ۲۹ شوال سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۲۰ ستمبر سنہ ۱۷۵۰ع کو دہلی واپس آئی اور یہان پہونچکر اونہون نے دیکہا کہ بادشاہ مجہسے سخت ناراض ہین تو سخت غمگین ہوے۔ ایک عرصے تک وہ گہر سے نہ نکلے ہر وقت سر پر ہاتھہ رکھے بیٹھے رہتے تھے۔ آخرالامر اونکی بیگم نے اون کو دلاسا دیا۔ اور اقرار کیا کہ جتنا روپیہ میرے پاس ہی سب تم کو دیتی ہون۔ یہ سنکر اونکو ہمت ہوئی۔ اور اونہون نے راجہ ناگرمل اور لچھمی نراین اور اسماعیل بیگ خان کو طلب کیا۔ اور سید عبدالعلی کو بھی جو اونہین دنون اجمیر سے بہیجا تہا شریک مشورہ کیا اسماعیل بیگ خان نے صلاح دی کہ افغانستان سے فوج منگانا چاہیے۔ ناگرمل کی راے ہوئی کہ روہیلون کو بلانا چاہیے۔ اور کہا کہ قایم خان کے حملے کے سبب سے روہیلے فرخ آباد کے پٹھانون سے عداوت رکھتے ہین۔ وزیر نے اس تجویز کو ناپسند کیا۔ اور کہا کہ اگرچہ افغان باہم لڑتے ہین۔ لیکن اگر کوئی اور غنیم اون سے لڑنے جائیگا تو سب متفق ہو جاینگے تب وزیر نے سید عبدالعلی سے صلاح پوچھی اوس نے کہا کہ آپکے ساتھہ فوج سابق مین بھی کم تھی اور اب بھی جسقدر درکار ہو مہیا ہو سکتی ہی۔ مگر سرداران جنگ دیدہ و آزمودہ کو رفیق کرنا چاہیے۔ وزیر نے کہا بتلائیے کون ایسے لوگ ہین۔ جواب دیا کہ بخت سنگہہ اور سرداران مرہٹہ اس کام کی لیاقت رکھتے ہین اور راجہ لچھمی نراین نے بھی مرہٹون کی فوج کثیر کا مذکور کیا اور کہا کہ آپا سیندھیا اور ملہار راو کے پاس ستر اسی ہزار فوج اس وقت کوٹہ کی قرب وجوار مین ہی۔ ایک ہزار مرہٹے دس ہزار افغانون کے واسطے بس ہین اور پٹھان مرہٹون کے نام سے چونک پڑتے ہین اب وزیر نے مرہٹون سے مدد مانگنے کا ارادہ کیا۔ وزیر کو دوسرا بڑا کام اہم یہ باقی تہا کہ بادشاہ کو کسی صورت سے رضامند کرنا چاہیے۔ اس غرض سے وزیر نے راجہ جوگل کشور وکیل مہابت جنگ کو نواب ناظر جاوید خان کے پاس بہیجا اور اوس سے اعانت چاہی اس جاوید خان خواجہ سرا کو بادشاہ نہایت عزیز رکھتا تہا وزیر کا حال بالتصریح سننے کے بعد جاوید خان نے کہا کہ ایسے معاملے کی بحث بالمواجہ ہونی چاہیے بروز چہارشنبہ مین بغرض فاتحہ خوانی حضرت سلطان المشایخ نظام الدین اولیا کی درگاہ مین جاؤنگا۔ بوقت واپسی وزیر کے مکان پر آؤنگا اوسوقت جن جن بھید کیون کو وہ سلجھانا چاہین مجہسے بیان کرین۔ جوگل کشور نے واپس آکر وزیر سے اوس کا پیام بیان کیا۔ چہارشنبہ کو جاوید خان حضرت نظام الدین اولیا کے مزار کی زیارت کے بعد پوشیدہ وزیر کے مکان پر آیا۔ اِدہر اودہر کی باتون کے بعد ناظر نے وزیر سے کہا کہ بادشاہ سلامت کا مزاج تمہاری طرف سے بالکل پہر گیا ہی۔ کسی کو جرات نہین کہ کوئی بات بہتری کی تمہارے حق مین حضور مین عرض کرے۔ اور نواب فیروز جنگ نور احمد خان کے واسطے سعی کرنے پر بسقدر

مستعد ہی کہ کسی کی مجال نہین ہی کہ اوسکے خلاف ایک بات بھی مُنہ سے نکال سکے وزیر نے
بعض الفاظ قریب الفہم جاوید خان سے کہے اور کہا کہ اگر آپ اس معاملے مین دست اندازی کرین اور
بعنوان شائستہ بادشاہ سلامت سے عرض معروض کرین تو خوب ہو۔ اور تاریخ مظفری سے
معلوم ہوتا ہی کہ وزیر نے ... اوس کو سترلاکھ روپئے بطور رشوت کے دینے پر راضی
کرلیا۔ نواب ناظر نے اپنی بات پر بھروسہ کرکے اقرار کیا کہ جب موقع مناسب ہوگا تمھاری حق مین
سفارش کرونگا۔ اور انشاء اللہ بادشاہ سلامت کے مزاج کو تمھاری طرف رجوع کردونگا۔ بعد اس
گفتگو کے وہ سوار ہوکر اپنے گھر کو روانہ ہوا تین روز کے بعد ایک اخبار نویس کے پاس سے جو احمد خان کے
لشکرگاہ مین متعین تھا ایک خط اس مضمون کا آیا کہ صوبجات مشرقی کے زمیندار راجہ پرتھی پت
و راجہ بلونت سنگھ اور دوسرے زمیندار مع زرکثیر نواب کی خدمت مین حاضر ہوے اور اپنی تئین
نواب کا مطیع قرار دیا ہی الہ آباد کے محاصرے کے واسطے نواب کے شریک ہوگئے ہین۔ بڑی فوج
جمع ہوگئی ہی اور روز بروز جمع ہوتی جاتی ہے ایک لاکھ سوار اور بیشمار پیدل زیر لواے نواب
احمد خان مجتمع ہوگئے ہین۔ دیکھا چاہئے بعد فتح قلعہ الہ آباد کے پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی
نواب ناظر نے موقع پاکر جس طرح وزیر سے اقرار کرایا تھا کہنا شروع کیا۔ اور جو باتین ازراہ
دور اندیشی اوس کو سکھلائی تھین اوس نے بادشاہ سے بیان کین۔ ناظر ایسے الفاظ سے کہ جن سے
دلپر بڑا اثر پیدا ہو کہنے لگا کہ جب ملکی معاملات کیطرف خیال کرتا ہون تو مجھے سخت تردد ہوتا ہی میری
نیند جاتی رہتی ہی۔ صفدر جنگ کے شکست کھاکر واپس آنے کے بعد فیروز جنگ نے ایک
فرمان گویا بصورت تہنیت نامے کے احمد خان کے نام باستقرار ریاست موروثی بھیجا تھا
اوس پر قناعت نہ کرکے اوس نے ریاستہاے خالصہ پر بھی قبضہ کرلیا ہی اور اپنے بیٹے کو بہ عزم
تسخیر ملک اودھ کے روانہ کیا ہی۔ اور خود الہ آباد کو محاصرہ کئے ہوے ہے اسکے بعد بنگال کا عزم
کریگا۔ اور اخبار نویسون نے حضور عالی کو بخوبی اطلاع دی ہی کہ اوس نے لشکر عظیم اکٹھا کیا ہی
علما یہ کہتے ہین کہ کتاب افغان وغیرہ مصنفہ مرشد وولی افغانان مین یہ لکھا ہی کہ کوئی افغان
دارای جمعیت زائد از دوازدہ ہزار مرتبہ شاہی کو پہونچیگا۔ پس اس صورت مین احمد خان جسکے پاس ایک
لاکھ سے زاید فوج ہی اور سات صوبے قبضے مین ہین اپنے تئین بادشاہ ... سے کیونکر باز
رہسکتا ہے جب جاوید خان نے اس طوالت کے ساتھ یہ فریب آمیز گفتگو کی تو بادشاہ سخت
متردد ہوکر پوچھنے لگے کہ اب اس مشکل سے نکلنے کی کونسی صورت ہی۔ یہ سنتے ہی جاوید خان نے

عرض کیا کہ صفدر جنگ کا قصور معاف ہو اور احمد خان کو مطیع کرنے کا کام اوس کو تفویض کیا جاے
بادشاہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ صفدر جنگ سے کچھہ بھی امید نہین ہی کیونکہ وہ فوج کثیر بندوق دہان
پر سب کچھہ لیکر گیا تہا مگر احمد خان نے تہوڑی سی فوج سے اوس کو شکست فاش دی - اور اب جبکہ احمد خان
کی طاقت بہت بڑہ گئی ہے تو صفدر جنگ اوس دل ہاری فوج سے اب کیا کر سکتا ہی اور وہ رائے
باید زدنش مشہور ہی بادشاہ نے جاوید خان سے کہا کہ میری راے مین تمہاری تجویز بالکل خیال خام ہے
مین اسے ہرگز منظور نہین کرسکتا ہون کیونکہ اچھی تجویز مین کبھی ایسی عفونت نہوگی - جاوید خان نے
جواب دیا کہ کمترین کی اس تجویز کے متعلق اور بہی تدابیر ہین آیا سعید بہیا اور ملہار راو جو اس وقت
راجپوتانہ مین ہین وہ اگر طلب کئے جائین تو حضور عالی کی نوکری کرلین گے - اور اپنی انتفاع کی امید
سے جو حکم انکو دیا جاےگا اوسکی تعمیل وفاداری کے ساتھہ عمل مین لائین گے سورج مل جاٹ
کی فوج بہی اگرچہ صفدر جنگ کے ساتھہ گئی تھی مگر اوس نے شکست نہ پائی نہ منتشر ہوئی سوا
حافظ رحمت خان روہیلون کا سردار صفدر جنگ کا دوست ہی آخر الامر بادشاہ جاوید خان
کی باتونمین آگئے - اور حکم کیا کہ صفدر جنگ سے کہو کہ اس کا قصور معاف کیا گیا ہے - اور کل دربار مین
حاضر ہو - جاوید خان خوش خوش اپنے گہر کو گیا اور رات کو وزیر کے مکان پر پہنچا پہلے دونون
باہم بغلگیر ہوے - بعد ازان جو گفتگو بادشاہ سی ہوئی تھی سب وزیر سے دوہرائی اب جاوید خان
جوگل کشور کو ساتھہ لیکر اپنے مکان کو گیا اور اوس سی کہا کہ وزیر سی کہدینا کہ کل دربار مین حاضر ہون
اور فی المعوذ ایک فرزند نذر اپنے کی تیار کرین - تعداد نذر اپنے کی ۸ لاکھہ روپیہ سے کم نہو
جوگل کشور نے واپس آکر وزیر سی کہا کہ ۸ لاکھہ نذر مقرر ہوئی ہی کہ جاوید خان سی ملاقات کے
وقت دینا چاہیئے[1] - دوسرے روز علی الصباح بادشاہ نے محل سے برآمد ہوکر دیوان عام مین
سنگ مرمر کے تخت پر جلوس فرمایا امرا و ارکین مع میر بزرگ حاضر ہوے اور آداب بجا لاکر ہی
اپنے پایہ پر کہڑے ہوے اوس وقت ناظر جاوید خان کو حکم ہوا کہ وزیر صفدر جنگ کو بارگاہ
سلطانی مین حاضر کرے - جسوقت جاوید خان وزیر کے مکان پر پہنچا تیس خوان جواہر پارچہ
قیمتی کے اوس کے روبرو پیش کئے گئے - بعد معمولی انکار کے اوس نے اونکو قبول کیا - بعد ازان وہ
حضور مین حاضر ہوے - وزیر نے اپنا سر بادشاہ کے قدمون پر رکہدیا بادشاہ نے سر اوٹھا کر
چہاتی سے لگایا - وزیر نے عرض کیا کہ غلام نے بڑا گناہ کیا مگر ملتجی عفو ہے - بقول سعدی

---

[1] دیکھو تاریخ آردن ۱۰۱

علیہ الرحمۃ — سنہ

بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش — عذر بدرگاہ خدا آورد
ورنہ سزاوار خداوندیش — کس نتواند کہ بجا آورد

بادشاہ نے فرمایا کہ مینے بعد غور تمہارا قصور معاف کیا۔ اور عذر پذیرا کیا۔ خلعت دہ پارچہ مع فیل واسپ و شمشیر وزیر کو مرحمت ہوا وزیر نے اپنی فرد نذرانہ تعدادی ۲ لاکھ پیش کی اور رخصت ہوکر پچاس ہزار روپیہ خیرات کرتے ہوئے گھر کو روانہ ہوئے حسب استدعائے جاوید خان ملہار راو اور آپا سیندھیا کے نام ایک فرمان شاہی جاری ہوا اور ایک خط وزیر نے بھی دیا اور مرہٹون کے پاس یہ تحریرین لیکر راجہ مہا نراین[۵۱] جو وزیر کی سرکار کا مدار علیہ تھا اور شیر سنگھ[۵۲] اور جوگل کشور[۵۳] روانہ ہوئے اور بابو راو وکیل مرہٹون کا بھی انکے ساتھ گیا۔ ان قاصدون کو کوٹہ مین دو پڑاو اسطرف اور دہلی سے دوسو اسی میل جنوب مین مرہٹے ملے انہون نے وزیر کی خط کا مضمون معلوم کرکے آپا نے دو کروڑ روپیہ طلب کئے۔ رام نراین نے کہا کہ تمہاری نظر مین پچاس لاکھ روپے زیادہ ہین۔ ہم تو ایک معاملے مین اتنے لیتے ہین ہماری نظر مین اسقدر روپیہ ہیچ ہے۔ ہم کو کیا ضرور ہے کہ پچاس لاکھ روپیون کے لئے دو بارہ بھائیون سے لڑائی کرین۔ جنگ دو سردار و یہ کیونکر یقین ہے کہ ہم ضرور اونپر فتحیاب ہونگے ممکن ہے کہ ہمکو ہی شکست ہو جاوے آخر ملہار راو ایک کروڑ پر راضی ہو گیا کیونکہ وہ صفدر جنگ کو حاتم سے کم نہ جانتا تھا اور آپا کو بھی راضی کر لیا اور نے حقیقی بھتیجے تکو کو بھی جو جسونت راو کا بھائی ہے ساتھ لیا[۵۴]۔ اور سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ ظاہرا پندرہ ہزار روپیہ یومیہ سورج مل کا اور ۲۵ یا ۳۵ ہزار روپیہ تا زمان جنگ مرہٹون کا قرار پایا۔ اور گیان پرکاش مین بیان کیا ہے کہ مرہٹون کے لاکھ سوارون کو جو بہ ہانکے آیا و ملہار راو نے لاکھ روپیہ کوچ اور پچاس[۵۵] مقام میں دینے کا اقرار ہوا۔ اور سورج مل خود اول سے شریک تھا از مرتو جملہ سامان جنگ مثل توپ و بان و جزائل و گولہ بارود وغیرہ مہیا ہوا فی الحقیقت دوسرے کی مقابل

---

[۵۱] دیکھو گیان پرکاش اور عماد السعادت اور آرون نے رام نراین کہا ہے۔ اور سیر المتاخرین مین لچھمی نراین ہے۔ [۵۲] دیکھو گیان پرکاش ۱۲
[۵۳] دیکھو سیر المتاخرین [۵۴] دیکھو عماد السعادت ۱۲

مجال نہ تھی کہ از سر نو سامان عظیم کرلیتا اور دشمن پر چڑہتا مرہٹے جب دہلی کے قریب پہنچے تو ملہار راؤ نے وزیر کے وکیلون کو رخصت دیکر صفدر جنگ کے پاس یہ پیام بھیجا کہ ہمارا دار الحکومت مین آنا کیا ضروری ہے ہم بالا بالا فوج لیکر جاتے ہین اور یہ بھی چاہتے ہین کہ آپ کی فوج لڑائی مین ہماری شریک نہو ۔ بلکہ کوئی اس معاملہ مین دخل نہ دے ۔ رام نراین وغیرہ مرہٹون سے رخصت ہوکر وزیر کے پاس آئے اور وہ بھی روانگی کو آمادہ ہوئے ۔ لیکن تمام خزانہ اون کا ایک کرور روپیہ سے کم تہا اور سوای مصارف فوج مغلی و ہندوستانی کے اونکی ذات خاص کے مصارف بھی زیادہ تھے ایک کروڑ روپیہ مرہٹون کو دینا ٹھیرے تھے اس لئے اون کے دل کو فکر تھی لچھمی نراین سے اس معاملے مین مشورہ کیا ۔ اوس نے عرض کیا کہ مرہٹون سے تو اس شرط پر خرچہ جنگ ٹھیرا ہے کہ وہ بالکل پٹھانون کا ملک فتح کرا دین تو اوسوقت یہ رقم دیجائے گی جب آپ کا قبضہ اس ملک پر ہوجائے گا ۔ تو کروڑ روپے کیا چیز ہین ۔ بالفعل جو کچھ روپیہ آپکے پاس موجود ہے اوس مین سے تہوڑا سا فوج کو دیکر باقی اپنے صرف مین لائیے ۔ نواب وزیر اس بات سے مطمئن ہوکر دہلی سے روانہ ہوئے[1] ۔ اور بعض کہتے ہین کہ مرہٹے دہلی مین آئے تھے اور جب وہ اوس کے قریب آپہونچے تو ایک عہدہ دار اونکی پیشوائی کے واسطے بھیجا گیا دوسرے روز ملہار راؤ اور آپا بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوئے ۔ اور خلعت مرحمت ہوا ۔ وزیر نے سورجمل جاٹ کو بھی بلوایا اور اوس کو بھی خلعت ملا ۔

وزیر کی دوبارہ فرخ آباد پر چڑہائی ۔ اور فتحگڈھ کا محاصرہ

وزیر نے اجازت کوچ کی طلب کی اور بادشاہ نے فتح پیچ عنایت کر کے رخصت کیا اور حکم کیا کہ اپنی فوج لیکر احمد خان پر چڑہائی کرو ۔ اوائل جمادی الاولی ۱۱۶۴ ہجری مین صفدر جنگ اپنی اور مددگارونکی فوج لیکر دار الخلافہ سے برآمد ہوئے ۔ عماد السعادت مین لکھا ہے کہ اوسوقت صفدر جنگ کے ہمراہ دو لاکھ سپاہ اور ہزار کے قریب چھوٹی بڑی توپین اور ہندوستان کے اکثر بڑے بڑے سردار تھے ۔

صفدر جنگ نے دریای جمنا کو عبور کر کے پہلا یہ حکم مرہٹونکو

[1] دیکھو عماد السعادت ۱۲

دیا کہ شادل خان فرخ آباد کے عامل کو کول کے نواح سے بھگا دینا چاہیے۔ اور جب وہ
فرخ آباد کی طرف بھاگے اوس کا تعاقب کرتے ہوئے فرخ آباد کیطرف بڑھنا چاہیے ملہار راو او
آپا نے پنڈارون کو حکم دیا کہ احمد خان کے ملک کو آگ لگاتے اور ویران کرتے چلے جاؤ بموجب
حکم کے لوٹنا شروع کیا اور چوبیس ہزار سوارون نے شادل خان حاکم کول و جالیسر کو جا گھیرا
تھوڑے عرصہ مین ملہار راؤ اور آپا سیندھیا خود وہان ہوپنچے اور حملہ شروع ہوا۔ اگرچہ شادل خان
کے پاس مقابلہ غنیم کے فوج نہایت قلیل تھی۔ مگر تاہم تھوڑے عرصے تک قدم جمائے رہا۔
اور جہانتک ممکن تھا دشمن کا مقابلہ کیا۔ ایک روز اپنی فوج کی خوب حفاظت کرکے اور دشمن کے
بہت سے آدمی مار کر آخر کار گنگا پار ہوکر قادر چوک ہوپنچا۔ یہ موضع پرگنہ اوجہانی ضلع بداؤن مین
واقع ہی۔ وہانسے اوس نے کل حال احمد خان کو بمقام الہ آباد لکھ بھیجا اور بشرق کی سمت
گنگا کے کنارے کنارے فرخ آباد کیطرف روانہ ہوا۔ احمد خان نے وزیر کی شکست سی چھ ماہ
کے بعد شادل خان کا پسپا ہونا مرہٹون کے مقابلے سے سنا نواب نے راجہ برھتی پت کو طلب
کیا اور کہا کہ وزیر کو زک دینے کے واسطے مجھی گھر کی طرف جانا ضرور ہی۔ انشاء اللہ تعالے اوسکو
بار دگر شکست دیکر واپس آتا ہون اوس وقت اضلاع مشرق پر قبضہ کرونگا۔ راجہ برھتی پت نے
کہا کہ ایک صلاح ہے کہ بالفعل فرخ آباد کی طرف جانا بالکل نامناسب معلوم ہوتا ہی۔ کیونکہ
وزیر تو قریب پہنچ ہی چکے ہین اگر آپ عین وقت پر پہنچے بھی تاہم فوج چونکہ منتشر ہو جائیگی اوسکی
مجتمع کرنے کی دقت ہوگی۔ لہذا بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ گنگا پار ہوکر صوبہ اودھ کو چلین اور
وہان سے جانب مغرب روانہ ہون۔ اس مین چند فوائد ہین ایک تو شتاب زدگی کرنا نہ پڑیگی
فوج بھی منتشر نہوگی۔ اور زمیندار لوگ اودہ کے جو اپنے اپنے گہرون سی بعد لڑائی بدعمل
بھاگ گئے تھے وہ بے مانگے مدد روپئے اور سپاہ سے دینگے۔ دوسری وجہ یہ ہے
کہ بہت سی نوآشنا فوج یعنی کرایہ کی فوج جو آپکے حکم مین جمع ہوئی ہی جب آپ فرخ آباد
کو بعجلت روانہ ہونگے یہ سب ساتھ چھوڑ دینگے نواب نے کہا مین اپنے سردارون سی مشورہ کرون
دیکھون اونکی کیا رائے ہے۔ راجہ رخصت ہوا نواب نے رستم خان بنگش و منگل خان غلزئی
و محمد خان آفریدی و مستجاب خان ورکزئی و حاجی سردار خان و دیگر سردارون کو طلب کیا
جسوقت اونہون نے راجہ کی صلاح سنی کہا علحدہ باہم مشورہ کرکے جواب دینگے۔
زائد لوگون کی رائے تو یہ ہوئی کہ گنگا کو نہ اوترنا چاہیے۔ فقط حاجی سردار خان کی رائے

اسکے خلاف تھی سب افغان سردار نواب کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اگر گنگا پار
جائینگے تو دشمن بالیقین یہ تصور کرینگے کہ ہم خوف سے بھاگ گئے - ہم کو خوف نکرنا چاہیے یہ وہی
وزیر ہے جسے ہم ایکبار زک دے چکے ہین اور اللہ کی مدد سے اپنی تلوار کے زور سے اس مرتبہ دشمن
کو زندہ نہ جانے دینگے - اور ہماری نزدیک اوسکی فوج کی یہ وقعت ہے جیسا کہ مثل مشہور ہے کہ مرے
کو مارنا کیا مشکل ہے - نواب نے حاجی سردار خان کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا تم کیون خاموش ہو
اوس نے جواب دیا کہ یہ لوگ میری بات سے خوش نہونگے میری رای راجہ برہنی پت کی راے سے موافق
ہے - اور مین سمجھتا ہون کہ اوس کی راے بہت مناسب ہے - حسب صلاح سردارون کے فرخ آباد
کی طرف کوچ کا حکم ہوا راجہ کو طلب کیا - اور جو کچھ مشورہ قرار پایا تھا اوس سے اوس کو اطلاع دی
راجہ نے پوچھا مجھے کیا حکم ہوتا ہے نواب نے کہا کہ مین تمکو بالفعل اس ملک مین بطور اپنے نائب کے
چھوڑے جاتا ہون اسلیے تم اپنی زمینداری کو واپس جاؤ اور اوده کے زمیندارون سے کہو کہ اپنے اپنے
گھرونمین رہین سو راجہ کو اوسوقت خلعت مرحمت ہوا وہ رخصت ہو کر دریاے گنگا کو عبور کر کے
اپنے ملک کو روانہ ہوا - نواب کا بیٹا جو اوده کے فتح کرنے مین مصروف تھا اور اوس کا ارادہ
لکھنو اور کاکوری کے شیخ زادون کو سزا دینے کا تھا - جنہون نے سر اوٹھا کر پٹھانون کو نکالدیا تھا
چونکہ اوسوقت مین انتقام ممکن نتھا اسلیے یہ نوجوان نواب زادہ فرخ آباد کیطرف لوٹا اور سانڈی پالی
سے گذر کر دریاے گنگا کے کنارے اوس مقام پر پہنچا جسکی دوسری جانب مقام محمدگڈھ اوسکے
باپ کا لشکرگاہ تھا نواب احمد خان الہ آباد سے روانہ ہو کر کچھ روز کے عرصے مین اپنی دارالریاست
کو پہنچا - مگر اوسکے ساتھی جو محض زر آشنا تھے راستے سے اوس کا ساتھ چھوڑ کر جاے عافیت
مین پناہ گزین ہوے صرف وہ لوگ جنکو نام و ننگ کا خیال تھا ساتھ رہگئے پہلے اوس نے
بی بی صاحبہ اور اپنی دوسری رشتہ دار مستورات کو کسی موقع پناہ مین پہنچا دینے کی فکر کی یہ سب
بہ مشکل تمام دہاسے آنولہ و شاہجہان پور کو روانہ ہوئین - شہر کے بہت سے باشندون نے
جب بی بی صاحبہ وہان سے جاتے دیکھا اپنا اپنا گھر چھوڑ دیا - نواب نے ہر سردار کو نام بنام
طلب کیا - اور اون سے صلاح پوچھی کہ دشمن سے کسطرح مقابلہ کرنا چاہیے - تمام رئیس و فوج کے سردار
و تاجر و مہاجن اور بازار کے بڑے بڑے آدمی اور وہ لوگ جو لائق و عاقل مشہور تھے نواب کے
روبرو حاضر ہوے - انھون نے عرض کیا کہ دشمن کے ساتھ فوج بیشمار ہے - اور نواب کی فوج
مقابلہ اوسکی گویا دال مین نمک کی برابر ہے - سچ ہے کہ نواب کے آدمی تھوڑے ہے تو ہین

مگر بہادر ہین - لیکن بزرگون کا قول ہی ایک شخص مقابل مولف سے جنگ کر سکتا ہے -
اور نہ ایک ہزار سی اس مین شک نہین کہ نواب بادشاہان فرنگ سے مقابلہ کرنے کی طاقت
رکھتا ہے مگر وزیر اس وقت سابق کی بدنامی اور شکست کے داغ کو مٹانے کے واسطے
ہندوستان کی تمام فوج ہمراہ لیکر آیا ہے جاٹ ذمہ بنے مورو ملخ کیطرح ایک انبوہ کثیر کے
ساتھ آئے ہین لہذا مصلحت وقت یہی ہی کہ یہان سی حسین پور گہاٹ پر جو شہر سے تین میل
مشرق کیطرف واقع ہی - گنگا کے کنارے اودہر چلنا چاہیے وہان ایک چھوٹا سا قلعہ ہی جہان سے
تہوڑی فوج بڑی فوج کا مقابلہ کر سکتی ہے - اس قلعہ کے گرد بڑا وسیع میدان ایک میل
کا ہے اور اس وسیع میدان کے کنارے بڑے بڑے غار اور رخند قین ہین لہذا اس مقام پر
پڑاو ڈالنا خوب ہوگا - اس کا مذکور نہین ہی کہ شہر کا قلعہ کیون بیکار رہا شاید اس وجہ سے
کہ دشمن اطراف کی آمد و رفت روکدین اور رسد کی آمد بند کردین - فتحگڈھ کے نیچے دریا ہی
ہے جس مین کشتیان بہ آسانی مہیا ہو سکتی ہین - مگر تا وقتیکہ دشمن پار ہو کر دوسرے کنارے پر
قابض ہو یہ خوف نہین ہو سکتا ہی - نواب نے سردارون اور رشتہ دارون اور مشیر کار ون
کی یہ صلاح سنکر اسی مشورے پر اتفاق رائے کیا اور فی الفور گہوڑے پر سوار ہو کر مع لشکر
دریائے گنگا کے کنارے مقام معینہ پر جا پہنچا اور وہان لشکرگاہ قرار دیا دوسرے روز توپخانہ
پہنچا اور توپین لشکر مین داخل ہوئین - نواب خود خندقون و غارون کیطرف جن کا مذکور ہو چکا ہی
گیا اور وہان توپین زنجیرون سی باہم کسکر نصب کین - توپون پر اپنے بہائیون اور رسالہ دارون
کو متعین کر کے خود لشکرگاہ کو آیا - اور ناؤون کا ایک پل تیار کرایا - جس روز پل تیار ہوا نواب کا
بیٹا محمود خان گنگا کی دوسری جانب یعنی بائین کنارے پر پہنچا - اور شادل خان غلزئی بہی
قادر چوک سے آیا - اپنے پہونچنے سے دوسرے روز دونون نے نواب کی ملازمت حاصل کی
اب ہم وزیر کیطرف مخاطب ہوتے ہین کہ وہان کیا گذری - جب وزیر کو خبر ہو چکی کہ نواب احمد خان
الہ آباد سے واپس آیا ہے - اور شہر کی حفاظت کی تیاری کر رہا ہے تو اونہون نے ملہار راو
اور جے آپا کو طلب کیا اور پوچہا تمہاری کیا رائے ہے - اونہون نے جواب دیا کہ ہم تمہارے مطیع
حکم ہین وزیر نے حکم دیا کہ اپنے کسی معتبر سردار کو ایک قوی فوج کے ساتھ احمد خان کے محاصرہ
کے واسطے بہیجدو کہ جاکر چارون طرف رستہ بند کردے - اور کہین سی کہانا پانی یا چارہ
نواب کو نہ پہنچنے پائے - بموجب حکم کے اونہون نے گنگیا کو بجمعیت دس ہزار سوار فرخ آباد

کی طرف روانہ کیا جب سوار شہر کے قریب پہنچے اونہون نے دیکھا کہ سردار چھوڑکر چلے گئے ہین
اونہون نے بہت سے گانون اور قصبون کو آگ لگا دی جب مرہٹون کے سوار شہر مین پہنچے
اور شہر کو مفلسی و پریشانی و بھوک پیاس مین مبتلا پایا تب لوٹ و غارت کی جو امید اون کے دلمین
تھی وہ سب جاتی رہی اب وہ اوس مقام کیطرف روانہ ہوے جہان نواب احمد خان آمادہ جنگ
مقیم تھا۔ جب اونکی نظر فوج پر پڑی اونہون نے باہم کہا کہ ملہار راؤ اور سیندہیا نے ہمکو اس
فوج سے ایسی بہادری کی اوس نے تھوڑسی فوج سے وزیر کی بیشمار فوج کو زک دی ایسے لوگون کے ساتھ
بڑی حزم و احتیاط سے مقابلہ کرنا چاہئے۔ یہ سنکر کہ یہ توپین یاقوت گنج مین رکھی ہین جو شہر سے پانچ میل
اور فتحگڈھ سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے تانتیا نے ایک چند سوار اوسطرف روانہ کئے۔
اونہون نے چند گنوارون کو جمع کیا اور توپین اپنے لشکر کی طرف کھینچ لے چلے جب قاسم باغ کے
قریب پہنچے جو قلعہ فتحگڈھ اور حسین پور سے نصف میل جنوب مغرب مین ہے تہان پٹھان گڑہون کے اندر
کمین گاہ مین تھے۔ فوراً مرہٹون پر آ پڑے اور گولیان اور بان اونپر چھوڑنا شروع کئے بندوقون کی
آواز سنکر نواب احمد خان سوار ہوکر اپنے توپخانے کے پاس آ کھڑا ہوا۔ اوسنے اپنے رسالہ دارون
کو حکم دیا کہ جن پٹھانون پر گولیان چل رہی ہین اونکی جا کر مدد کرو۔ شاہ دل خان بنگش و سجاد خان
آفریدی و محمد علیخان آفریدی و میان خان خٹک و عمر خان گوالیاری و نامدار خان برادر نواب
عزت خان نور خان ولد خلیل خان بنگش خان تلہر والا اور دوسرے افغان سردار مورچے کو چھوڑکر
پٹھانون کی مدد کو پہنچے۔ تانتیا بھی اونپر بڑہا کہ اونکو لڑکر بھگا دیوے۔ جب دونون فوجین قریب
ہوئین بندوقین موقوف ہوئین اور تلوار چلنے لگی۔ پٹھانون نے بہانتک سختی سے حملہ کیا کہ گردن پکڑ پکڑکر
تلوارین چھین لین آخر کار مرہٹے حملے کی تاب نہ لاکر بھاگے۔ جب اس فتح کی خبر احمد خان کو پہنچی
اوسنے شتر سوار کو بھیجا اور حکم دیا کہ آگے نہ بڑہین بہین سے واپس آئین۔ سردارون نے یہ
حکم سنکر توپین جو واپس لی تھین آگے روانہ کین اور خود طبل فتحمندی کے ساتھ اونکے پیچھے ہوئے
نواب احمد خان نے ہر سپاہی کی بڑی تعریف کی اور سردارونکو خلعت عنایت کیا اور اپنے خیمے کو واپس
گیا تانتیا کی شکست کی خبر سنکر وزیر مع جاٹ و مرہٹون و باقی فوج کے کوچ کرکے نواب کی خندق
کے قریب آ پہنچے۔ ملہار راؤ آپا سیندہیا و تانتیا کو قاسم باغ مین چھوڑکر خود آگے بڑہے اور سنگی
رامپور مین پہنچے۔ یہ ایک گھاٹ دریای گنگا کا دریاے مذکور کے داہنے کنارے پر قریب بارہ میل
فتحگڈھ سے بڑھکر پہ کنہ بھوجپور مین ہے۔ یہان اونہون نے اپنا لشکر گاہ قائم کیا۔ اور

نورالحسن خان ملگرامی حکم دیا کہ کشتیون کا پل تیار کرے - اور جب نواب احمد خان نے یہ خبر سنی
اوسنے اپنے بیٹے محمود خان کو حکم بہیجا کہ دو تین ہزار سپاہی متعین کر دے تاکہ وزیر پل بنوانے
پائین - اس نوجوان نواب نے شام سنگھ برادر شمشیر جنگ چیلہ کو اوسطرف بہیجا یہ سردار مع فوج کے
اوس مقام پر گیا دیکہا تو آدہا پل تیار ہو گیا تہا - اوس نے بسے گہولے اور بان اونپر چہوڑنا شروع
کئے کہ دشمن پل چہوڑکر بہاگ گئے - اسمرتبہ تو اونکو اس کوشش مین ناکامیابی ہوئی مگر دوسری بار
پھر کام شروع کیا - اور زیادہ کامیابی حاصل ہوئی - ہر روز ملہارراو اور آپا سیندہیا کے لشکر سے
نواب احمد خان کے لشکر پر طلوع آفتاب سے تا غروب برابر توپین چلا کرتی تہین - اور ہر شام افغان اپنے
خندقون سے نکلکر توپخانے پر حملہ کرتے تھے - اور جو لوگ توپونکی نگرانی پر ہوتے تہے اونکو بہگا کر دو ایک
توپین اپنے لشکر مین کہینچ لاتے تھے - تہوڑی دیر قبل از غروب جو لوگ خندقون مین پوشیدہ ہوتے
تہے نکلکر اپنے کہانے پکانے یا کسی کام مین مشغول ہوتے تھے اور عہدہ دار نواب کی ملاقات کو
جاتے تھے ایک روز وہ سب نواب کے خیمے کے قریب بیٹھے تھے - دشمن نے سب کو ایک جا دیکھ کر
اپنی بڑی توپ کا اونکی طرف رخ کرکے سرکی - اتفاقاً گولہ کاظم علی خان ولد شمشیر خان کے پہلو مین لگا
یہ اوسوقت عصر کی نماز پڑہ رہا تہا - علاوہ ازین نواب شاہی خان نواب محمد کے سولہوین بیٹے کا
بازو اوس سے اوڑ گیا - اور دو ایک کو زخمی کیا - یہ سب مر گئے - جب یہ خبر نواب احمد خان کو پہنچی وہ
پالکی پر سوار ہو کر وہان آیا اور اونکے کفن و دفن کا حکم دیا - اور کہا مجہے خدا کی ذات سے امید ہے کہ
اونکے انتقام مین دشمن کے چند لوگون کو ضرور ہلاک کر دونگا - لاشون کو دفن کرنے کے بعد پٹہانونکا
دستہ محاصرے مین سے نکلا - اور مرہٹونکے لشکر پر ٹوٹ پڑا - تمام رات ایسی بہادری سے لڑے
کہ مرہٹون کے قدم اوکہاڑ دئیے - جب صبح ہوئی طبل بجاتے ہوئے اور تلوارین کہینچے ہوئے اور بہت سے
مرہٹون کے سر نیزون پر لئے ہوئے اپنے لشکر مین واپس آتے تہے جب شبانہ حملون کی خبر وزیر کو پہنچی
اوس نے مغل سردارون اور قزلباشون کو طلب کیا اور پوچہا کہ یہ کیا بات ہے کہ احمد خان
باوجودیکہ محصور بہی ہے تاہم اوسکی فوج مین سے ہر شب کو کچہہ سپاہی نکلکر مرہٹون پر حملہ کرتے ہین
اور اونکے سر نیزون پر لیجاتے ہین - آخر اس غفلت کا سبب کیا ہے - مجہے بتلاو نہین تو مین تمہاری
داڑہی پر تہوک دونگا - آج تم اوس خوف کے مقام پر جاؤ اور دشمن سے لڑو - اور ان دونون باتون مین
سے کوئی ضرور ہو یا تو دشمن کو شکست دیکر اونکے سر لاکر میرے قدمون پر ڈالو یا اپنی جان دو
یہ سنکر سب آکر مرہٹون مین شریک ہوئے - اور تہوڑی دیر کے آرام کے بعد قاسم بیگ

کیطرف اوس جانب بڑہے جہان توپخانہ زیر حکم منصور علی خان تیرہوین ہنگ نواب محمد خان
کے قایم تہا باغ اور توپخانہ کے درمیان مین کوئی پناہ نہ تہی فقط ناہموار زمین تہی۔ شیر بچے
باغ سے نکلے اور ایک نیچی زمین مین پناہ لیکر بہری بندوقین چلانے لگے۔ اور اسیطرح
دوسرا دہاوا کرکے توپخانے کے قریب پہنچ گئے۔ جب قزلباش سوارون نے دیکہا کہ شیر
بچے توپخانے کے قریب پہونچے وہ اپنے گہوڑون پر سے اوتر پڑے اور اونکی مدد کو پہونچے
اون سب نے متفق ہوکر حملہ کیا۔ پٹہان جو دشمن کے منتظر تہے۔ اونہون نے پہلے ایکبارہ
توپونکی سر کی اور بان چلائے بعد ازان تلوارین کہینچ کہینچکر اونپر جہپٹے۔ اور بہتسے
حملہ آورون کو تہ تیغ کیا جو باقی بچے اونہون نے بہاگ کر قاسم باغ مین پناہ لی پٹہانون نے
اونکا تعاقب کیا اور باغ سے اون کو بہگا کر خود قابض ہوگئے۔ اسی طرف باغ کے مشرق مین
کچھ کشادہ سطح زمین نشیب مین ہے یہان مرہٹونکی بڑی فوج کمین گاہ مین تہی۔ جب مرہٹون نے
دیکہا کہ وزیر کی فوج بہاگی اور پٹہان اپنا مورچہ چہوڑکر اون کے تعاقب باغ تک بڑہ آئے ہین
بہت سے مرہٹون کے سوار درمیان افغانان حملہ کنان اور اونکی توپخانے کے درآئے
یہ فوج زیر حکم تانتیا کے تہا۔ جب شجاعان قوم افغان نے دیکہا کہ دشمن نے ہماری واپسی کا
راستہ روک دیا ہے باہم یہ کہا کہ یارو پہلے تیر دشمن کے گہوڑونکے پیرونپر چلاؤ اور تلوارین بہی
پہلے گہوڑون ہی کے پیرونپر لگاؤ۔ جب دشمن گرجاوین پہر اونکو قتل کرلینا۔ باہم یہ تجویز ٹہہراکر
اسی طورسے مرہٹون پر حملہ کیا۔ اور بہتون کو مار لیا۔ آخر مرہٹے اوتر پڑے۔ اور جنگ شروع
ہوئی منصور علی خان صاحبزادہ یہ جنگ اپنے مورچے سے دیکہہ رہا تہا یہ دیکہکر اوس نے
اپنی تلوار لی۔ اور پیادہ پا دشمن کیطرف چلا اوس کے ہمراہی بہی فقط تلوار لیکر اوسکے آگے
ہوئے منصور علی خان نے اپنے ساتہیون اور اون لوگون کو جو اتفاقاً شریک ہوگئے تہے
جب شمار کیا تو معلوم ہوا کہ قریب اکیہزار آدمیون کے تہے یہ سب ٹہکرا افغانون اور مرہٹون
کے بیچ مین گہس پڑے اونہون نے دوسری جانب حملہ کیا۔ اور اس موقع پر بایین یعنی مشرقی
سمت سے دوسرے مورچے کے لوگ اونکی کمک کو آپہونچے۔ عبد اللہ خان ورکزئی
رضا بط خان خٹک و انور خان گوجر اور دوسرے افغانون نے ایسی شمشیر زنی کی کہ
مرہٹون کے قدم اوکھڑ گئے۔ جب تانتیا نے دیکہا کہ میرے لوگ بہاگنے پر آمادہ ہین۔
ایک تو وہ سابق کی شکست کی بدنامی سے غصہ ہورہا تہا۔ اور اسوقت وہی آثار نمود

وہ گہوڑے پر سے اوتر پڑا اور چلایا کہ پیچھے ہٹنے سے جان دینا بہتر جانتا ہون لیکن اوسکے
لڈکہ اوسکو سوار کرکے بزور لشکر کو واپس لائے ۔ جب مرہٹون نے شکست کہاکر بہاگنا شروع کیا ۔
تب منصور علیخان اور دوسرے سردارون نے اپنے اپنے گہوڑے منگوائے اور سوار ہوکر
اونکا تعاقب مین باغ کے مشرقی گوشے تک گئے یہان سے اونہون نے دیکہاکہ مرہٹے نہایت
پریشانی سے اپنے لشکر مین پہنچے منصور علی خان اور سب سردار باغ کے مشرقی کنارے
کو داہنے ہاتھ پر چہوڑکر گہوم کر باغ کے بائین گوشے کیطرف آئے اور یہان مقیم ہوئے ۔
نواب احمد خان اوسوقت اپنی گہوڑے پر سوار ہوکر توپخانے کے قریب آیا اور تمندار ون سے
کہا کہ مورچہ چہوڑکر مت جایا کرو اور خندق سے آگے اپنی فوج کو مت لیجایا کرو آیندہ مرہٹے
تمکو زیادہ تکلیف نہ دینگے ۔ منصور علیخان اپنے موقع قدیم پر آیا احمد خان نے اوسکی
بہت تعریف کی سب سردارون کو حکم ہوا کہ اپنے اپنے مورچہ پر ہوشیار ہو اسکے بعد احمد خان
اپنی مقام گاہ کو واپس آیا ۔

نواب سعد اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلے کا نواب احمد خان کی مدد کے لئے فرخ آباد کو جانا اور مرہٹونکے ہاتھ سے شکست اوٹھاکر آنولہ کو واپس آنا ۔ اپنے ہمراہیونکی بیدلی کیوجہ سے نواب احمد خان کا بھی اپنے حصار کو چہوڑ دینا

آروِن صاحب نے تاریخ فرخ آباد مین لکہا ہی کہ جب اول اول فدیہ کے واپس آنے کی
خبر مشہور ہوئی تو احمد خان نے ہر جانب مدد کے لئے لکہا ۔ علاوہ دوسرون کے اوسنے
حافظ رحمت خان وغیرہ سرداران روہیلہ کو بھی بطلب امداد تحریر کیا ۔ اور یہ لکہا کو ہمارے
اور تمہارے درمیان مین منافشہ ہی لیکن باہمی جہگڑے طے ہوتے رہینگے ۔ لیکن یہ ضرور
نہین کہ غیر کے ہاتھ سے ضرور روا رکہا جائے امید ہی کہ آپ فوج مدد کے
واسطے روانہ کرینگے تاکہ ہم اوس مہم پر جو ہم دونون کا دشمن ہی حملہ کرین ۔ حافظ رحمت خان نے
عذر کیا کہ ابھی تمکو قایم خان کے خون کا دعوے باقی ہے تاوقتیکہ اوس کا تصفیہ نہو جائے

ہمکو اپنے آدمی عتبارے قبضے مین کرنے سے خوف آتا ہی۔ اس بیان کو دیکھ کر ہمکو وہ بات
تعجب مین ڈالتی ہو کہ جو گل رحمت مین لکھا ہی کہ حافظ صاحب نے اس سے قبل بہ مول خان
اور دوند خان کی ماتحتی مین ایک فوج نواب احمد خان کی مدد کو روانہ کی تھی جو رام چھوٹی کے
مقام پر اوسکے شریک ہوکر وزیر سے لڑی۔ اس واقعہ کو فرح بخشش مین یون بیان کیا ہے کہ
جب احمد خان کو معلوم ہوا کہ سرداران روہیلہ میرے ساتھ شریک نہین ہوتے تو قایم جنگ کے
خون کی معافی کا ایک محضر تیار کرکے بی بی صاحبہ والدہ قایم خان کے ہاتھ آنولہ کو بھیجا
محضر کا مضمون یہ تھا کہ ہمنے قایم خان کا خون معاف کیا آج سے تا قیامت اوس کا دعوے
ہم نکرینگے بی بی صاحبہ حافظ رحمت خان دوندے خان بخشی سردار خان فتح خان خانسامان
وغیرہ لشکر امرا کے مکانو نپر گیئین اور سب سے بڑی منت وزاری کے ساتھ کہا کہ ایسے سخت وقت
مین احمد خان کی مدد کرنا چاہیے۔ سرداران مذکور چونکہ جہاندیدہ و جنگ آزمودہ تھے رفاقت و
اعانت سے صاف پہلو تہی کی۔ اور کہدیا کہ قایم خان نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا تھا کہ
اوسکے ننگ و ناموس کے اب ہم شریک ہون بی بی صاحبہ سب کی طرف سے مایوس ہوکر
نواب سعد اللہ خان کے محل مین گیئین۔ اور بیگمات کو اغوا کرکے نواب سعد اللہ خان کو آمادہ
اعانت کیا۔ بیٹانوکی بہادری کی داستان اور ننگ و رفاقت کے قصے ایسے طرز سے بیان کیے
کہ نواب سعد اللہ خان مدد کو آمادہ ہوگئے۔ اور نواب سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان۔
دوندے خان ملا سردار خان بہادر خان جیلہ نواب علی محمد خان۔ اور فتح خان خانسامان کو
طلب کیا۔ حافظ رحمت خان اس وجہ سے کہ وزیر سے اور اون سے اتحاد تھا خاموش بیٹھے رہے
اور دوسرے سردار بھی اونکی خاموشی کی وجہ سے کچھ نہ بولے نواب سعد اللہ خان نے حافظ
رحمت خان سے پوچھا کہ تم بولتے نہین تب حافظ رحمت خان نے کہا کہ آخر آپ کا ارادہ کیا ہی
اونہون نے جواب دیا کہ جو سب سردارونکی راے ہوگی وہی میری راے ہے حافظ
رحمت خان نے جواب دیا کہ اس لڑائی مین کسی جانب شریک نہونا چاہیے۔ کیونکہ اگر
فتح حاصل ہوئی تو اوس مین سراسر نفع احمد خان بنگش کا ہے۔ اور خدانخواستہ اگر فتح
حاصل ہوئی تو اوس مین سراسر نفع احمد خان بنگش کا ہی۔ اور خدا نخواستہ اگر شکست

(۱) منتخب العلوم مین بھی بیگم کے آنے کا ذکر ہے اور روہیلکھنڈ گزیٹیر مین غلطی سے لکھا ہی کہ احمد خان
روہیلون سے مدد حاصل کرنے کے لیے آنولہ کو خود آیا تھا ۱۲

ہوئی تو تمام آفت اور بلا ہم پر نازل ہوجائیگی - بہادر خان چونکہ شجاعت کے باعث سے سب
روہیلہ سرداروں میں ممتاز تھا بول اوٹھا بھرا ے سردار دستار کے عوض زنانہ برقع کیوں
نہیں اوڑھ لیتے ایسے نامردی کے الفاظ کسی پٹھان کے منہ سے نہ نکلے ہونگی - اور نواب
سعد اللہ خان کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ اگر فوج کا حکم ہوگا تو کل میں اپنا رسالہ لیکر بغیر حکم روانہ
ہوجاونگا - اور جس پٹھان کو اپنی نام اور آبرو کا خیال ہوگا اوسکو ساتھ ہونے کا اختیار ہے
یہ کہکر وہاں سے رخصت ہوا اور تیاری میں مصروف ہوا - نواب سعد اللہ خان محل میں گئے - اور جو بحث
حافظ رحمت خان اور بہادر خان میں ہوئی تھی لفظ بہ لفظ اپنی ماں سے بیان کی اور پوچھا کہ میں حافظ
رحمت خان کی بات سنوں یا بہادر خان کا شریک ہوں ماں نے کہا کہ ایسے امورات میں ہم مستورات
سے مشورہ لینا کیا مناسب ہے جو تمہارا دل قبول کرے سو کرو میری رائے میں یہ آتا ہے کہ حافظ رحمت
خان وزیر کی جانب داری کی وجہ سے منع کرتے ہیں - اور بہادر خان اپنی عزت و ناموس کے
واسطے یہ عزم کر لیا ہے یہ گفتگو اپنی ماں سے سنکر نواب سعد اللہ خان باہر آئے اور اپنی خاص خاص
سرداروں کو طلب کیا اور کہا کہ احمد خان کی درخواست مدد کو نامنظور کرنا بڑی نامردی کی بات ہے
جو ہو سو ہو کل میں روانہ ہوونگا جس کا دل چاہے میرے ساتھ چلے اور دوسروں کو اختیار ہے
تب اونھوں نے بہادر خان کو بلا کر یہ حکم دیا کہ میری فوج میں حکم سنا دو کہ جو جو اپنی تئیں میری ملازم
جانتے ہیں تیاری روانگی کی کریں نہیں تو میں سب کو برطرف کر دونگا - بہادر خان نے یہ
حکم سنا دیا سوای حافظ رحمت خان - دوندے خان اور بخشی سردار خان کی فوج کے باقی سب
روانگی پر آمادہ ہوئے اور فتح خان خانساماں بھی ہمراہ ہوئے اور دوسرے دن کوچ
ہوا - جب فتحگڈھ کے محاصرے کو ایک مہینے سے زائد عرصہ گذر گیا - تب یہ خبر مشہور ہوئی کہ
نواب سعد اللہ خان قریب آ پہونچے - اس خبر سے وزیر اور ملہار راو اور آپا سیندھیا کو نہایت
تردد پیدا ہوا - ابو المنصور خان صفدر جنگ وزیر نے نواب سعد اللہ خان کو لکھا کہ میرا دعوی
احمد خان سے تھا تم اوسکی مدد کو کیوں آئے تم اپنے ملک کو لوٹ جاؤ - اور اطمینان کیساتھ
رہو تم سے مجھی کوئی تعرض نہیں - حافظ رحمت خان نے وزیر کو تحریر کیا کہ گو میں سعد اللہ خان
کو بہت روکا - مگر اونھوں نے نہ مانا - اور احمد خان کی مدد کو روانہ ہوئے ہیں - اسلئے میری
صلاح یہ ہی کہ جس خوبی سی ممکن ہو احمد خان سی صلح کر لو - کیونکہ صلح ہر حال میں عداوت سی بہتر ہے
دوسرے روز وزیر ملہار راو اور آپا سیندھیا کے لشکر میں گئے - اور نواب سعد اللہ خان نے لکھے

کوچ کا حال بیان کر کے کہا کہ تمہاری صلاح کیا ہی ملہار راؤ اور آپا سیندھیا نے اپنی خاص
خاص سرداروں کو بلایا اور اون سی کل حال بیان کر کے مشورہ پوچھا جملہ سرداروں نے باستثنا
آپا سیندھیا کے جو دربردہ احمد خان کا دوست تھا کہا کہ ہم بالکل وزیر کی تجویز پر ہین۔ ہم سے
پوچھنے کی کوئی حاجت نہین ہی ہمین جو حکم ہوگا اوس کے بجالانے پر مستعد ہین تب وزیر نے
آپا سیندھیا کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تمہاری خاموشی کا کیا باعث ہی۔ اوس نے جواب دیا کہ عیان
را چہ بیان جو کچھ ماجرا اتنک گذرا ہے اوس سی سب واقف ہین۔ یہ لوگ جنگ کرنے سے کچھ
عاجز نہین ہین راؤ تانتیا تو بالکل عداوت پر آمادہ تھا۔ مگر اوس کو کامیابی نصیب نہین ہوئی
وزیر کے لشکر مین گو کہ چند فوج ہی۔ مگر اوسکی جو کچھ حالت ہی اوس سی وزیر خود واقف ہین
احمد خان دونون کی فوج پر غالب رہا ہی۔ اور جب سعد اللہ خان اوس سے متفق ہو جاینگے
تو افواج متفقہ کو شکست دینا مشکل ہوگا۔ وزیر نے سرداران مرہٹہ سے یہ بھی بیان کیا کہ حافظ
رحمت خان لکھتے ہین کہ سعد اللہ خان بہادر خان کے اغوا سے احمد خان کی مدد پر آمادہ تھے
ہین۔ بعد اس مذکور کی حافظ مسطور صلاح دیتے ہین کہ قبل اس کے کہ سعد اللہ خان بھیتیا احمد خان سے
صلح کر لینا چاہیے۔ اب تمہاری صلاح کیا ہے۔ اونہون نے جواب دیا ازین چہ بہتر است۔
اس سے دونون جانب کی جانین بچینگی۔ وزیر نے کہا کہ اب یہ پوچھنا ہی کہ اُس عہد و پیمان کی
ابتدا کیونکر ہونا چاہیے۔ اگر ہماری جانب سے کوئی تحریک ہوگی تو اوس سی ہماری کسر شان ہے۔ آپا
سیندھیا نے کہا کہ میری راے مین نواب عزت خان اور ہمت خان کے بلا لینے سے کہ یہ بھی
پٹھان ہین یہ حجت رفع ہو سکتی ہے۔ ملہار راؤ اور آپا سیندھیا مع دیگر سرداران وہان سے
اُٹھے۔ اور دوسری جگہہ جا کر مجتمع ہوئے۔ اور نواب عزت خان اور ہمت خان کو بلوا بھیجا
مرہٹون نے اُنسے یہ کہا کہ ہم یہ نہین چاہتے ہین کہ احمد خان بالکل مٹ جائے یا وہ اپنی ملک سی
بھگا دیا جائے یا میدان مین اپنی جان دیوے۔ چونکہ ہمارا منشا ہی کہ وزیر اور احمد خان مین صلح
ہو جائے۔ اسلئے ہم آپ سے درخواست کرتے ہین کہ آپ شرائط تجویز کرین۔ تب ان دونون پٹھانوں
نے جو جو ظلم وزیر کے ہاتھ سے احمد خان کے خاندان پر پہنچے تھے بیان کئے۔ اور مرہٹون کو
بھی ملامت کی کہ تم مین اور غضنفر جنگ کے خاندان مین جو اتحاد تھا وہ تم بھول گئے۔ مرہٹون نے
تسلیم کیا کہ بیشک ہمسے سابق مین دوستی تھی۔ مگر ہم مجبور ہین کہ شاہ ہند کا فرمان ہماری نام
اس مضمون کا جاری ہوا ہے کہ وزیر کے ماتحت ہون۔ اور اتنک ہمنے بالکل بے پروائی سے

خان پوچھ کر جنگ کی ہے۔ تب عزت خان اور ہمت خان نے کہا کہ بادشاہ نے سخت برا کیا۔
جو ایسا سلوک غضنفر جنگ کے خاندان سے کیا اور بہت سی اعتراض کئے بعد اس قیل و قال کے پوچھا کہ
اب کیا تجویز کیا ہے۔ اہالی راوے نے کہا کہ اس وقت آپ تشریف لیجائیں۔ ہم باہم سرداروں سے
مشورہ کرتے ہیں جو کچھ طے پاوے گا اوس سے آپکو اطلاع دیجائیگی دونوں یہاں رخصت
ہوکر اپنے خیموں کو آئے اور مرہٹے مشورہ کرنے لگے آخرالامر یہ طے پایا کہ وزیر دس لاکھ روپیہ
بطور خونبہا غضنفر جنگ کے بیٹوں کے ادا کریں۔ اور علاوہ ملک سوردتی کے وزیر اپنی دو محال
سانڈی و پالی احمد خان کے حوالے کردیں جب اونہوں نے ان شرائط کی اطلاع وزیر کو کی
اونہوں نے منظور کرلیا تب سرداران مرہٹہ نواب عزت خان و ہمت خان کے خیموں کو گئے
اور سب شرائط مجوزہ بیان کئے اونہوں نے اون شرائط کو بھی نواب احمد خان بہت مناسب تصور کیا
تب اونہوں نے کہا کہ کوئی معتبر شخص واسطے طے کرنے اس معاملے کے نواب احمد خان کے
پاس بھیجا چاہئے۔ نواب عزت خان نے اپنے بھائی الف خان کو اس کام کے واسطے
منتخب کیا۔ الف خان نے نواب احمد خان کی خدمت میں جاکر عرض کیا کہ دس لاکھ روپیہ اور
سانڈی پالی آپکو دینا تجویز ہوا ہے۔ جون ہی یہ بات احمد خان نے سنی اوسنے کہا کہ وزیر دس کرور
روپیہ میرے بھائی کے خونبہا میں دیں میں قبول نکرونگا۔ اور اگر وزیر کے بیس بیٹے قتل ہوں
تب بھی راضی نہونگا۔ اوسنے صلح کو نامنظور کیا اور کہا کہ اب یہ معاملہ تلوار پر طے ہوگا۔ اور یہ مصرع پڑھا
ع سرکہ نشد زندگی نباشد خوشنما ۔ دشمنوں کو یہ نہ تصور کرنا چاہئے کہ میں مجبور ہوں
کیونکہ میں ہر وقت اوسنے میدان میں لڑنے پر مستعد ہوں۔ وزیر کو جو منی زک ہوئی ہے وہ ایک مثل
ہوگئی ہے۔ سورجمل بھی وہی ہے جو تاب مقاومت نہ لاکر وزیر کے ساتھ بھاگ گیا۔ انشاءاللہ
تعالے بعد فتح اونکو معلوم ہوگا کہ ذی عزت اور بہادر لوگ کسطرح عمل کرتے ہیں۔ جبکہ تقدیر آزمائی
لڑائی پر ہے تو صلح کیا ہوگی۔ اگر فتح حاصل ہوئی میری خواہش پوری ہوگی۔ اگر میں بدقسمت
نکلا تو قادر مطلق کی مرضی تسلیم ہے۔ مگر خون غضنفر جنگ کے بیٹوں کا بعوض زر کے فروخت نکرونگا
یہ کہکر اوس الف خان کو خلعت و شمشیر و اسپ دیکر رخصت کیا الف خان کے جانے کے بعد
قاصدوں نے آکر خبر دی کہ کل نواب سعداللہ خان دریا سے گنگا کے کنارے مقام کریں گے
حکم ہوا کہ محمود خان اور منور خان اونکی پیشوائی کو جاویں۔ طلوع آفتاب سے ایک گھنٹہ
قبل دونوں سردار نواب سعداللہ خان کے استقبال کو گئے دوسرے روز

نواب سعد اللہ خان کی فوج طبل بجاتی ہوئی۔ اور تلوارین کھینچی ہوئی احمد خان کی سپاہ کو نظر آئی۔ نواب سعد اللہ خان کے ساتھ بارہ ہزار جوان تھے۔ احمد خان کے ہمراہی اِس کمک کو آتے دیکھکر فرط خوشی سے توپین داغنے لگی سید اسد علی شاہ بہت سے آدمیونکے ساتھ دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے۔ سعد اللہ خان کی فوج کو آتے دیکھہ رہے تھے عجب شاہ ممدوح کی نظر اس فوج پر پڑی ایک کیفیت اونپر طاری ہوئی۔ اور اوس حالت مین فرمایا کہ مقتول بہت اور مغلوب ہوئے۔ جب وہ کیفیت زائل ہو گئی کہنے لگے کہ انکی خوشی وخورسی خدا کو خوش نہ آئی وہ دیکھینگے کہ کل کیا پیش آتا ہے۔ ۳۔ جمادی الاخری ۱۱۶۴ ہجری کو نواب سعد اللہ خان نے اپنے خیمے دریاے گنگا کے باہین کنارے استادہ کرائے۔ اور احمد خان نے اون کے واسطے ہر قسم کا کہانا استجاب خان درکزئی کے ہاتھ بھیجا اور نواب احمد خان نے نواب سعد اللہ خان سے کہلا بھیجا کہ کل دریا اوترآو کیونکہ فوجون کا متفق ہونا بہت ضروری ہے پیغام نواب سعد اللہ خان کو پہنچا لیکن اونہون نے کہا کہ مین اپنے خاص خاص سرداروںسے مشورہ کرکے جواب دونگا۔ تب اونہون نے بہادر خان اور فتح خان کو طلب کرکے اون سے احمد خان کا پیغام کہا۔ بہادر خان نے جواب دیا کہ قوم افغانان کے سردار کے سامنے یہ سونپات جانا مناسب نہین ہے۔ احمد خان کو جواب بھیجنا چاہیے کہ انشاء اللہ کل آپکے بدخواہ آپکے دشمنون یعنی وزیر اور سرداران جاٹ اور مرہٹہ کے سر بطور تحفہ پیش کرین گے سعد اللہ خان چونکہ نو عمر اور ناتجربہ کار تھے اونہون نے وہی پیغام بھیجدیا۔ احمد خان نے جواب دیا خیر جیسا تم خیال کرتے ہو ویسا ہی سمجھو۔ مگر ایک بات کا ضرور دھیان رہے کہ کسی حال مین دریا کا کنارہ نہ چھوڑنا۔ اور اگر مرہٹے منہ موڑین تو اون کا تعاقب نہ کیجو۔ اور اپنے سپاہیون کو اونکے تعاقب سے باز رکھیو۔ کیونکہ یہ اس قوم کی عادت ہے کہ اس قاعدے سے اپنے دشمن کو اوسکی جگہہ سے دور کردیتے ہین تاکہ مدد اوسکو نہ پہونچ سکے۔ دوسرے روز سعد اللہ خان اور منور خان۔ اور محمود خان آمادہ جنگ ہوئے۔ اور اپنی فوجون کی صف باندہکر دشمن کیطرف بڑہے۔ وزیر سعد اللہ خان کے آنے سے نہایت خوف زدہ ہوئے تھے۔ اونہون نے ملہار راو اور آپا سیندہیا اور سورج مل جاٹ کو بغرض مشورے کے طلب کیا یہ تجویز ہوئی کہ فوج دریا پار سعد اللہ خان سے لڑنے کے واسطے بھیجدیجائے اس سے قبل کہ سعد اللہ خان اور احمد خان متفق ہونے پائین۔ سنگی رامپور کا پل جو خراب ہو رہا تھا۔

جمادی الاخری کو اوسکی مرمت کرائی گئی۔ یہانون نے بہت مزاحمت کی مگر گولونکی بوچہار سے پل کے قریب نہ آسکے پھر کہانڈے راو اور رانیا گنگا دھر بجیت پچاس ہزار سپاہ کے دریا پار ہوے جواہر سنگھہ ولد سورج مل جاٹ اور رانا بہیم سنگھہ زمیندار گوالیار مع چالیس ہزار سوار و پیادہ کے اونکی کمک کو پہونچے۔ اور روہیلو پر حملہ شروع ہوا پہلے بہادرخان کے سپاہیون نے بانون کا مینہ برسانا شروع کیا۔ بعد اسکی بندوقین سرکین رفتہ رفتہ اونہون نے بندوقین سرکین رفتہ رفتہ اونہون نے بندوقین بند کیں۔ اور تلوارین کہینچ کہینچکر بندو پر حملہ آور ہوئے۔ اور اونہون نے نئی لقورشیت دی بہادرخان نے احمدخان کی نصیحت فراموش کرکے دریا کا کنارا چہوڑا اور دشمن کے متعاقب بڑہا۔ بہادرخان کے ساتھ فقط دو یا تین ہزار آدمی تھے۔ یہانتک پیچہا کرتے ہوے گئے کہ قلب لشکر کے مقابل جا پہنچے۔ دشمن نے دیکہا کہ فقط ایک ہاتھی ہی اور تہوڑے سے جوان ہین۔ اور اونکے پیچہے کچہہ کمک بھی نہین ہے گرچارون طرف سے بہادرخان کو گہیر لیا۔ بہادرخان ہاتہی سے اوترکر گہوڑے پر سوار ہوا۔ اور اوسکی جوان بھی تلوار کہینچکر اوسکی ہمراہ ہوے اور دشمن کو پسپا کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ہندوون نے اسطرح گہیر لیا تہا جیسے شکار کو گہیر لیتے ہین۔ اور تیر اور گولیان اوپر برسانا شروع کیں۔ اونہون نے بھی تلوارون اور برچہون اور نیزون سی بعض کو زخمی و قتل کیا۔ جب تک بہادرخان کے جسم مین جان رہی تلوار ہاتھ سے نہ چہوڑی اور اپنے نام کے موافق کام کیا۔ کوئی اوسکی مدد کو نہ آیا آخر گہوڑے سے گر کر جان بحق تسلیم ہوا دشمنون نے اوس کا سر کاٹ لیا۔ اور جو کچہہ سپاہی باقی رہگئے اونہون نے بہاگ کر جان بچائی۔ جب نواب سعد اللہ خان نے سنا کہ بہادرخان قتل ہوا۔ اونہون نے فتح خان خانسامان سی پوچہا کہ اب کیا صلاح ہے۔ بہادرخان سے سب سردار عداوت رکہتے تہے آنولے سے چلتے وقت حافظ رحمت خان نے مخفی فتح خانسے کہدیا تہا کہ بہادرخان ضرور جنگ مین آگے ہوگا۔ ایسی تدبیر کرنا کہ کوئی شخص اوسکو مدد نہ دینے پائے۔ اور وہ مغلوب ہوکر مارا جائے۔ اور اس صورت سے اس خار کو دور کرنا کیونکہ یہی نواب سعد اللہ خان کو مدد دینے کا باعث ہوا ہے۔ اگر کہین احمدخان وزیر پر غالب آیا تو بیشک تخت کا دعوی کرے گا کیونکہ پہر کوئی اوسکی مقابلے کو باقی نہ رہے گا۔ اور اوسوقت قائم خان کے انتقام مین تمام روہیلون کو ملک سی نکالدیگا۔ جب نواب سعد اللہ خان نے فتح خانسے صلاح پوچہی تو اونہون نے موقع پاکر کہا کہ سب سی بہتر تو یہی ہے کہ آنولہ کو واپس چلو۔

نواب سعد اللہ خان نے جواب دیا کہ جوانمردی بلند ہے کہ نواب احمد خان کو دشمن کے منہ مین چہوڑ دین
فتح خان نے جواب دیا کہ احمد خان کی کامیابی کی کوئی صورت نہین ہی - وہ بھی تہوڑی عرصی مین
آنولہ کو آسکیگا وہان جو کچھہ صلاح ٹھیرے اوس پر عمل کرنا - سعد اللہ خان فتح خان کی باتون مین
آگئے اور آنولہ کی طرف پہر گئے - نواب معظم خان و محمود خان نے جب سعد اللہ خان کو پھرتے دیکہا
تو احمد خان کے پاس واپس آئے رانا بھیم سنگھہ و جواہر سنگھہ ولد سورج مل جاٹ جو اوسوقت دریا کے
کنارے فوج پر حکومت کرتے تہے ایسے موقع پر رہتے کہ صاحبزادہ ونکو روک سکین - جواہر سنگھہ نے
چاہا کہ سد راہ ہو لیکن رانا نے منع کیا کیونکہ رانا غضنفر جنگ کے خاندان کا خیرخواہ تہا دلیر خان
جو نواب غضنفر جنگ کا مشہور جیلہ تہا اوس کا چچا تہا رانا نے جب اسطرح جواہر سنگھہ کو سد راہ ہونے
سے ممانعت کی تو صاحبزادی بخیریت قریب غروب آفتاب نواب کے پاس حاضر ہوئے - جب یہ خبر
مشہور ہوئی کہ بہادر خان مارا گیا - اور سعد اللہ خان آنولے کو واپس گئے تو سب لوگ لشکر مین مثل
بید کے لرزنے لگے - نواب احمد خان اپنے ہاتھی پر سوار ہوکر توپخانے کے قریب آیا - اور پہر ایک آدمی
ت کہا کہ ہماری لڑائی کچہہ سعد اللہ خان کی کمک پر منحصر نہ تہی - اگر خدا نے چاہا تو کل توپخانہ
بڑہاکر سنگی رام پور کو جاکر وزیر سے مقابلہ کرونگا - اور بعد ازان ہر سردار کو پوشیدہ بلاکر کہا خوب
ہوشیار رہنا مین پہر رات رہے دشمن پر شب خون مارونگا اس قسم کی دلاوری کی باتین کرکے
وہ اپنے خیمے کو واپس آیا اوس نے پل کو توڑنے کا حکم دیا - اب محاصری کو ایک مہینہ اور گیارہ روز
ہوچکے تھے - پہر رات گئے مرہٹون اور جاٹون نے سعد اللہ خان کے خیمون مین آگ لگا دی او
شعلہ اسقدر بلند ہوا کہ احمد خان کے لشکرگاہ مین مثل روز روشن کے روشنی ہوگئی - فوج کے
جن آدمیون نے تمام عمر کبھی ایسا غوغا یا آتش زدگی نہ دیکھی تھی خوف زدہ ہوکر بہاگے -
سردار اور نامور لوگ تو البتہ اپنی اپنی جگہون مین قایم رہے - ان سردارون نے فوج کا خوف
دیکھکر نواب کے پاس جاکر سب حال کہا - نواب نے پوچھا کیا صلاح ہی - اونہون نے جواب
دیا کہ دریا پار ہوکر بہاگ نکلنا چاہیے - پہلے تو اوسنے انکار کیا - مگر بالآخر یہ دیکہ کر کہ کوئی دوسری
صورت نہین ہی - وہ گریز پر راضی ہوا - اور اپنی بھائیون مرتضی خان و خدا بندہ خان و اعظم
خان و سنور خان و صلابت خان و شایستہ خان اور سردارون مین سے خاص خاص کو مثل
رستم خان بنگش و عنایت علیخان و عتاب خان و شادل خان و منگل خان و سعادت خان
و مستجاب خان کو ساتھ لیکر قلعہ سے نکلا - اور شب کی تاریکی مین جانب پچہم دریا کے کنارے

کنارے چلا مرہٹے بھاگتے ہوئے پٹھانون کے تعاقب لشکر مقام شکارپور آپہنچے یہ مقام فتحگڈھ سے پانچ میل ہے۔ نواب کمرول گھاٹ تک برابر ہٹتا چلا آیا جو اس مقام سے ۱۵ یا ۲۰ میل اوپر واقع ہے۔ اور یہان اوس کا ہاتھی کالا پہاڑ نامی دریا پیر نکلا۔ رمضانی اوسکو ہانکتا تہا بہت سے جوان نواب کے پیچھے گہوڑے پیراے جانے کی کوشش مین ضایع ہوئے۔ نواب امرت پور کی راہ سے شاہجہانپور پہنچا۔ اور وہان سے آنولے مین داخل ہوا۔ جب نواب احمد خان کے فرار ہونے کی خبر پہنچی اوسکے سپاہیون اور افسرون کے دلونپر جو تبک دور دراز کے مورچونپر تہے خوف طاری ہوا۔ اور ہر شخص اپنی اپنی جان بچانے لگا۔ بعض تو جہاڑیون دریا کے کنارے چہپ رہے۔ اور بعض نے گہوڑے دریا مین ڈالدیے اس امید سے کہ پیر نکلینگے مگر وہ سب ڈوب گئے۔

جنگ روہیلکہنڈ

احمد خان جبکہ آنولے مین داخل ہوا تو یہان روہیلہ سردار اوسکی ملاقات کو آتے۔ روہیلکہنڈ گزیٹیر مین لکہا ہے کہ وزیر نے روہیلکہنڈ مین بڑہنے کے اثنا مین اسد پور سے روہیلون کے حاکم کے نام ایک تحریر اس مضمون کی بہیجی تہی کہ پچہلے تین سال کا خراج جو تمہارے ذمے واجب الادا ہے وہ شاہی خزانے مین داخل کرو اس تحریر کے پہنچنے پر۔ تو روہیلون نے کوئی جواب بہیجا نہ کچہہ سامان جنگ تیار کیا۔ بڑی بے پروائی کے ساتھ اوس کا کچہہ خیال نکیا۔ نہ یہ بات ذہن مین آئی کہ اس جہگڑے مین نواب سعد اللہ خان کے شریک ہونے سے ہماری تمام جماعت اس فوجکشی کی مخالف مانی جائے گی۔ لیکن اس تحریر کے دیکہنے کے بعد یہ اثر ضرور ہوا کہ اپنی تہوڑی سی جماعت لیکر نواب سعد اللہ خان کی خبرگیری کے خیال سے اونکی طرف روانہ ہوئے انکے پہنچنے سے پہلے صفدر جنگ نے اسلام نگر پرگنہ بدایون کے قریب احمد خان بنگش اور اوسکے ہمراہیون پر اچانک حملہ کرکے ایسی شکست فاش دی کہ کسی کے پانون میدان مین نہ تہمے۔ روہیلون اور بنگشون کی تعداد ملکر قریب بارہ ہزار آدمیون کے تہی اور آخر مین کچہہ اور زیادہ ہوگئی تہی۔ مگر عماد السعادت مین بیان کیا ہے کہ ساٹھ ہزار سپاہ احمد خان کی تہی اور تیس ہزار سپاہ روہیلون کی تہی۔ نواب وزیر افواج مرہٹہ و جاٹ کو پٹھانون کے تعاقب پر مقرر کرکے خود صوبہ اودہ کو چلے گئے۔ اور وہان سے الہ آباد پہونچے اور وہان ہوکر اودہ کو لوٹے۔ اور گومتی کے کنارے مقام کیا۔ راجہ پرتھی پت کو پرتاب گڈھ سے بلایا۔ اگرچہ راجہ کو وزیر سے بہت خوف تہا۔ مگر مجبوراً وزیر کی خدمت مین حاضر ہونا پڑا۔ علاوہ

اسکے بیس ہزار سوار و پیادے اوسکے ساتھ تھے طنطنہ بھی کسی قدر رکھتا تھا پرتاب گڈھ سے کوچ کرکے وزیر کے لشکر مین پہنچا۔ جب وزیر کے ڈیرے مین داخل ہوا تو وزیر اوسکی مزاج پرسی کرکے اوٹھ گئے۔ اوسوقت علی بیگ خان جارجی نے پہنچکر راجہ کو پکڑ لیا۔ وہ علی بیگ خان کو چیٹ گیا اوسکے پاس ہتھیار نہ تھی۔ اسلئے علی بیگ خان نے رخساروں کا گوشت دانتوں سے کاٹ کر تھوکدیا کہ تمام عمر اوسکی یادگار رہا آخرکار راجہ مارا گیا اوس کا سر کاٹ کر سراپردے کے باہر پھینکدیا اوسکی فوج جابجا بھاگ گئی نواب صفدر جنگ بھی فوجکے آدمیون سے فراہم تھے۔ بعد اسکے نواب وزیر فیض آباد کو گئے۔ اودھر پہاڑون مین نواب احمد خان اور روہیلہ سردارون کے مشورے سے یہ بات قرار پائی تھی کہ بالفعل کوہ کمایون کے دامن مین پناہ گزین ہونا چاہئے۔ چنانچہ دوسرے روز نواب احمد خان۔ نواب سعد اللہ خان حافظ رحمت خان بخشی سردار خان۔ فتح خان خانسامان دوندے خان وغیرہ روہیلہ سردار مع اپنی فوجون کے پہاڑ کی طرف روانہ ہوکر مرادآباد پہنچے ایسا اتفاق ہوا کہ یہان چندروز مقام کرنا پڑا جبکہ ان سردارون کو یہ خبر ملی کہ وزیر سنگی رام پور مین مرہٹون کو چھوڑکر اپنے صوبون کو گئے ہین تو روہیلہ سردارون نے احمد خان سے کہا کہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنولے کو واپس چلین۔ چونکہ بارش قریب ہی۔ ہم سب بے کھٹکے آرام کرینگے اور اپنے ہمقومون کو ہر طرف سے ملا لینگے اور مرہٹون سے جنگ کرینگے۔ یہ صلاح سب نے پسندکی وہ آنولے کو واپس آئی روہیلے اپنے مکانون کو چلے گئے۔ اور احمد خان شہر کے باہر خیمہ زن ہوا۔ جب ۱۷۵۱ء کا موسم برسات ختم ہوا تو جنگ کی تیاری شروع ہوئی پہاڑون کی طرف کشتیان جمع کی گئین اور رام گنگا پر پل بنایا گیا۔ یہ ندی روہیلکھنڈ مین بہتی ہوئی قنوج کے قریب فرخ آباد سے چالیس میل نیچے بائین جانب سے گنگا مین داخل ہوتی ہے۔ جب مرہٹون کو معلوم ہوا کہ دشمن روہیلون اور دوسرے افغانون کو ساتھ لیے حملہ کرنے کو بڑھتا ہی۔ اونہون نے کہا نڈے راو و ملہار راو کو بیشمار فوج کے ساتھ اوس سے جنگ کرنے اور بھگا دینے کے لئے گنگا پار بھیجا تب احمد خان۔ اور روہیلہ سردار اپنی پل پر رام گنگا کو پار ہوے اور اپنی سپاہیون کو سخت تاکید کی کہ دریا سے دور مت جانا۔ اوسی کے کنارے کنارے چلنا ایک مقام پر دریا بصورت ہلال کے بہا ہے یہان مرہٹون نے احمد خان کو روکنے کے ارادے سے مقام کیا تھا۔ دوندی خان جو پیش لشکر مین تھے۔ اونہون نے دشمن کے مقام کو دیکھا اور خیال کیا کہ اب مین دریا کے کنارے کنارے نہین بڑھ سکتا ہون۔ لہذا اونہون نے کوچ موقوف کرکے دریا کے گھاٹ کے دونون گوشون یعنی مشرق و مغرب پر اپنا مورچہ لگا دیا

اس تدبیر سے اونہون نے دشمن کے پہنچنے کی راہ مسدود کردی جب کہ تدبیر راونے راہ ہر
طرف سے مسدود پائی پیغام صلح کا بھیجا قاصد نے آکر نواب احمد خان سے یون بیان کیا گو ہم
حسب الحکم سلطان الہند کے اس جنگ مین شریک ہوئے ہین - مگر ہم دلسے وزیر کیطرف سے
نہین لڑ سکتے ہین محض وقت کا نباہ کرتے ہین - ہم عہد کرتے ہین جو کچھہ ہمارے اور تمہارے درمیان
باہم مخفی طور پر طے پا جاے گا - ہم قسم کھا کر اقرار کرتے ہین جبکہ جنگ کمایون شروع ہوگی ہم تم کو
بذریعہ تحریر اطلاع دینگے جب یہ پیغام احمد خان نے سنا تو حافظ رحمت خان کو طلب کیا اور
اونسے مرہٹون کی درخواست ظاہر کی - اور یہ بھی کہا کہ میرے باپ محمد خان اور مرہٹون مین سابق مین
اتحاد بھی تہا - بعد اس کے اوس نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ دوندی خان کو حکم بھیجو کہ مرہٹونکی
راہ جو اونہون نے بند کردی ہے کھولدین - حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ لڑائی کے وقت دوندی خان
کسی کا حکم نہین سنینگے - ہان اگر آپ خود وہان تک جانے کی تکلیف کرین تو شاید وہ مانین اور مین
آپکے ساتھ چلتا ہون - افغانون کی فوج کی ترتیب یہ تھی دوندے خان کے عقب مین کمک کے
واسطے بہادر خان اور ملا سردار خان تھے اونکے پیچھے فتح خان خانسامان تھے - اور اونکے بعد
نواب سعد اللہ خان اور حافظ رحمت خان یہ دونون ہاتھی پر سوار تھے - یہ سب نواب احمد خان کا ہراول
تہا - نواب احمد خان اور حافظ رحمت خان بڑھکر دوندے خان کے پاس گئے - اور مرہٹونکی
درخواست سے اون کو مطلع کیا - اور کہا کہ اونہون نے اپنے اقرار پر قسم کھائی ہے - دوندے خان نے
جواب دیا کہ اسوقت تو مرہٹے خواہ مخواہ مصالحت کی درخواست کرینگے - کیونکہ اونکی حالت نہایت
نازک ہو رہی ہے - تین طرف تو اونکے ندی حائل ہے اور چوتھی جانب مینے راہ بند کردی ہے - اب اون کا
ایسا حال ہے کہ بلا تصدیع و بے تضیع اوقات اونکو ہم بآسانی شکست فاش دے سکتے ہین
ایسے موقع کی قسم محض لغو ہے - نواب احمد خان نے جواب دیا جو کچھہ تم کہتے ہو سب صحیح ہے مگر مذہب
اسلام مین امان مانگنے والے کو امان نہ دینا جائز نہین بلکہ سخت برا ہے - اگر وہ جھوٹی قسم کھا بینگے
خدا اونکو سزا دے گا - دوندے خان نے مجبور ہوکر منظور کیا - اور اپنی فوج کو حکم بھیجا کہ راستہ
کھولدی سپاہی وہانسے ہٹ گئے - اور دشمن کے واسطے راستہ کھولدیا - نواب احمد خان اور نواب
سعد اللہ خان نے اس مقام پر اپنے خیمے نصب کروائے - دوسرے روز افغان نادون کے
پل پر پہنچے جو وزیر نے سنگی رامپور پر بندھوایا تہا مسلمانون کے پہنچنے سے قبل مرہٹون نے
پل کو توڑ ڈالا تہا - جب نواب احمد خان اور روہیلے وہان پہونچے تو اونہون نے دیکھا کہ ہمارے

اور دشمن کے درمیان دریا حائل ہی دونون جانب سے توپین چلنے لگین جن
مرہٹون کا نازک حالت مین راستہ کھولدیا گیا تھا وہ پٹھانون کے لشکر کے گرد جمع ہوئی مگر قریب
نہ آسکے قریب ایک ہفتہ تک یہی حال رہا مگر دریا کو عبور کرنیکی صورت نہ نکلی - [illegible]راک جو سپاہی
اپنے ساتھ لائے تھے وہ بھی ختم کو پہونچی روہیلہ سردارون نے نواب احمد خان سے صورت حال
بیان کی - اور کہا کہ اس وقت یہی مناسب نظر آتا ہی کہ آگے چلکر سورج پور مین مقام کرنا چاہیے
سورج پور پرگنہ کمپل مین ایک گھاٹ ہی - اور فرخ آباد سے بیس میل اور [illegible] چالیس میل کے
فاصلے پر واقع ہے - اونہون نے خیال کیا کہ ہم کو ناوین بھی مل سکینگی - اور ہم دریا سے بہ آسانی
اوترکر برسم ملغار ملہار راؤ کی طرف بڑھ جاینگے - کیونکہ اسوقت ملہار راؤ کے پاس تھوڑی سی
فوج تھی اس لیئے پل کی مرمت مین تضیع اوقات کرنا خوب نہین - اور کوچ کے وقت یہ مشہور
کرینگے کہ ہم اپنی رام گنگا کے پل کیطرف غلہ کا ذخیرہ اکٹھا کرنے کے واسطے واپس جاتے ہین
اور تازہ رسد بہم پہنچاکر پھر اپنے قدیم موقع پر آکر جنگ شروع کرینگے - نواب احمد خان نے
اس تجویز کو پسند کیا - اور افغانون نے کوچ کیا جب وہ چلے مرہٹے پیچھے سے توپین داغتے رہے
لیکن تعاقب نہ کیا جب وزیر نے افغانون کی کوشش کا مذکور سنا تو اپنے بھتیجے محمد قلی خان
کو اپنی طرف سے نائب اپنی صوبون کا کرکے اور بقاء اللہ خان کو اوسکے ساتھ مقرر کرکے جلد
کوچ کیا اور گنگا کو مہدی گھاٹ سے اوترکر ۹ - محرم ۱۱۶۴ ہجری مطابق ۱۷ - نومبر ۱۷۵۰ء کو
ملہار راؤ سے بمقام سی رامپور جا ملے مہدی گھاٹ پرگنہ قنوج مین فرخ آباد کے نیچے چالیس
میل کے فاصلے پر واقع ہی جب وزیر وہان داخل ہوے - کل توپین سلامی مین سر ہوئین اونکی
آواز سے پٹھانون کے لشکر مین بڑا انتشار پیدا ہوا جب افغان سردارون نے وزیر کی آمد سنی
سب نے مجتمع ہوکر صلاح کے آخر یہ بات قرار پائی کہ سیدہے قلعہ بنگڑھ عرف یوسف نگر کیطرف
کوچ کر چلین - یہ مقام پرگنہ بداون مین آنولہ اور بداون کے درمیان مین ہی - بازید خان حاکم
توپخانہ طلب ہوا - کہ اپنی سب توپین بطور رہیلہ سرکر کے روانہ ہوجاے - بہ تعمیل اس حکم کے توپخانہ
روانہ ہوا - اس نئی تجویز کی اطلاع سپاہیون کو نہین ہوگئی - جب توپخانہ روانہ ہوگیا - کل فوج مین
پریشانی پھیل گئی ایک سپاہی کے بھی حواس بجا نہ رہے فقط عہدہ دار اور خاص خاص لوگ تو البتہ
اس خوف سے محفوظ تھے - جب عہدہ دارون نے سپاہ کا یہ حال دیکھا تو متردد ہوکر کہنے لگے
کہ ہم تو بے جنگ شکست ہوگئی - نواب احمد خان مع فوج کے روہیلون کی فتح سے نصف

کوس پر تہا اوسکو اصلا خبر نہ تھی کہ روہیلوں کا کیا حال ہے۔ آفتاب طلوع نہونے پایا تہا کہ روہیلہ سردار نواب احمد خان کے پاس پہنچے اور سارا حال اوس سے کہا احمد خان نے اپنی سرداروں کو طلب کیا۔ اور شادل خان اور سعادت خان کو حکم دیا کہ تم فوراً روانہ ہوجاؤ اور پل توڑ ڈالو اور زنا دین سوریج پور گہاٹ لیجاؤ وہاں پل تیار کرو میں آج اوس مقام سے دریا کو عبور کرونگا اور دوسرے سرداروں کو حکم دیا کہ تم مسلح ہو کر تیار رہو۔ جب وہ خود روہیلوں کی طرف چلا اور اونکو ساتھ لیکر ایک کہلے وسیع میدان میں مقام کیا سرداران روہیلہ نے تب نواب سے ملاقات کرکے اپنی فوج کا حال کہا کہ توپخانہ کے روانہ ہوجانے سے اونکے دلوں میں ہراس پیدا ہوگیا ہے۔ اور سب کی سب بھاگنا چاہتے ہیں۔ اور جب یہ حال ہے تو ہم میدان میں کیسے جنگ کرسکتے ہیں احمد خان نے کہا اونکے ارادے سے مجہے پیشتر ہی اطلاع کردی ہوتی تاکہ دوسری تدبیر کیجاتی بے جنگ کئے ہوئے ہٹنا بڑی خراب بات ہے۔ دنیا بھر میں کوئی اسکو پسند نہ کریگا۔ روہیلوں نے سر نیچا کرلیا اور کچھ نہ بولے۔ بعد ایک لمحہ کے کہنے لگے جو کچھ ہوا سو ہوا بہت سی گفتگو اور سوال وجواب کے بعد روہیلوں نے کہا کہ ہماری فوج دل ہار گئی ہے۔ اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ انولے کو واپس جاویں اور وہاں اپنے خاندان کے لوگوں کو جمع کرکے پہاڑ کو چلیں۔ اور آپ کو بھی یہی صلاح دیتے ہیں۔ نواب احمد خان نے اس بات کو قبول کیا ایک گہنٹہ قبل از غروب سب کے سب آنولے میں پہنچے۔ نواب احمد خان نے شہر کے باہر ایک باغ میں قیام کیا۔ اور یہاں ۹ گہنٹہ مقام بھی کیا جب صبح ہونے لگی نواب سعد اللہ خان کو بلا بھیجا اور پہاڑ کی طرف روانہ ہوئے۔ دوسرے لوگ تمام رات گہر کے کام میں نقد روپیہ جمع کرنے میں اور مدفون کرنے میں اور رسان اور توپخانہ کے کام میں مشغول رہے پھر گہر دنکو چھوڑ کر اپنے عیال ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور گہروں میں آگ لگادی پہر رات گئی رہبور پہنچ کر اپنے خیمے استادہ کئے دوسرے روز پھر روانہ ہو کر مرادآباد میں پہونچے۔ اور یہاں چہ گہنٹہ ٹہیر کر کاشی پور کیطرف چلے جو مرادآباد سے تیس میل شمال میں ہے۔ اوسوقت ایک جاسوس آیا سیندہیا کے پاس سے احمد خان کے نام خط لیکر آیا۔ اوس میں لکہا تہا کہ جب وزیر نے سنا کہ افغان پہاڑ کی طرف بہاگے جاتے ہیں اوس نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ فوراً آندہی بارہ ہو کر تیز کوچ کرتے ہوئے دشمن کے تعاقب جاویں۔ اور کہیں مقام نکریں۔ گنگا دہر تانتیا جمعیت تیس ہزار سوار مغل قزلباش اس تعاقب کے واسطے متعین ہوا ہے۔ وہ پیچہا کئے چلے آتے ہیں

اسلیئے تمکو لازم ہی بہت جلد پہاڑ کی طرف روانہ ہو کر جاسے امن تلاش کرو احمد خان نے اس خط کو پڑھکر روہیلہ سرداروں کو بلاکر مضمون بیان کیا اور سب حال کہا اور قاصد کو سات اشرفیاں دیکر رخصت کیا۔ افغان فی الفور جانب کوہ روانہ ہوئے اور دوسرے روز جنگل میں پہنچ گئے۔ فرح بخش میں یون لکھا ہی کہ ملہار راو وغیرہ نے افغانون کے ساتھ اس قسم سلوک کیا کہ دو تین دن کا توقف اپنے کوچ مین کیا کا فاغنہ خیریت سے جنگل مین پہونچ گئے اگر مرہٹے تعاقب کئے ہوئے چلے آتے تو افاغنہ مین سے کوئی بھی صحیح و سالم وہان تک نہ پہونچ سکتا۔ اور منتخب العلوم مین کہا ہی کہ ملہار راو نے زوندے خان کو کہلا بھیجا کہ اگر تم اپنی بہتری چاہتے ہو تو یہان سے چلے جاؤ ورنہ یہان تباہ ہو جاؤ گے۔ تمہارے تمام خاندان خراب ہو جاینگے اونہون نے جواب دیا کہ اگر ہمنے یہان سے کوچ کیا تو تم ہمارا تعاقب کرو گے اس لیئے ہم کو یہان ہی شہید ہو جانا بہتر ہے۔ ملہار راو نے کہلا بھیجا کہ جب تک تم جنگل مین نہ پہنچ جاؤ گے ہم تعاقب نہین کرینگے۔ تمام افغان چلکیا پہونچ گئے۔ یہ مرہٹون کا احسان سمجھنا چاہیئے جیسا کہ یہان کے مورخون کا بیان ہے۔ اور انگریزی مورخون کا قول ہی کہ روہیلون کا تعاقب کاہلی اور تساہل سے اسوجہ سے کیا گیا کہ مرہٹون کی فوج بیشتر لوٹ مار کی فکر مین ادہر ادہر ٹہلتی پہرتی رہی۔

افغانون کا دامن کوہ کماؤن مین پناہ لینا

پٹھانون کے پناہ لینے کے مقام مین اختلاف ہے۔ سملیٹن کے بیان کے موافق اون لوگون کا مقام گڑھوال کی پہاڑی پر مقام لال ڈانگ مین تہا اور مستجاب خان مولف گلستان رحمت اور خلیفہ غیاث الدین مولف منتخب العلوم کی تحریر سے پایا جاتا ہی کہ پٹھان آنولے سے نکلکر مقام چلکیا مین پناہ گزین ہوئے تہے اور مولوی قدرت اللہ شوق نے طبقات الشعرا مین غلام نزادی کاظم خان شیدا کے حالات مین لکھا ہی کہ جب ابوالمنصور خان صفدر جنگ سے پٹھانون نے منہزم ہو کر جنگل چلکیا دامن کوہ کماؤن مین پناہ لی تہی تو شیدا نے اس واقعہ کی تاریخ فساد عظیم ۱۱۶۵ سے نکالی تھی اور ماثر الامرا و سیر المتاخرین و خزانہ عامرہ مین ذکر کیا ہی کہ کوہ مداریہ مین جو کوہ کماؤن کی ایک شاخ ہے افاغنہ نے پناہ لی تھی اور عماد السعادت مین بیان کیا ہے کہ لکھنؤر کے ٹیلے پر پناہ لی تہی۔ اس جنگل مین تین طرف سے دشوار گذار خارستان تہا۔

اور ایک طرف جدہر سے راہ تھی افغانون نے عمیق خندق کھودی اور برج بنالے اب یہ مقام بہت مستحکم اور بے گذر ہوگیا کہ روہیلونپر یکایک حملہ کرنا سخت دشوار اور خطرناک تھا پٹھانون نے اس جنگل کے وسط مین اپنا لشکر گاہ قایم کیا اور توپین قرینے سے نصب کرکے زنجیرون سے کس دین۔ مدت تک یہ مقام لشکر کے نام سے مشہور رہا۔ باوجود ان سب کے وہ نہایت مضطر تہے کہ کہین سے سامان رسد کا نہ تہا۔ اور کہانا اونکے پاس بالکل نہ تہا۔ تہوڑے عرصے تک اونہون نے مشکل سے بسر کی۔ اور کہین سے کوئی سامان بہم نہ ہوا۔ نواب احمد خان نے حافظ رحمت خان کو طلب کرکے کہا کہ قادر مطلق نے ہم کو جائے امن تو ایسی عطا کی ہے کہ جہان سے ہم شاہ ہفت اقلیم سے بھی جنگ کر سکتے ہین۔ مگر غذا بہم پہنچانا نہایت ضروری ہے۔ انہون نے جواب دیا کہ الموڑے کے راجہ اپنے دامن کوہ کی ریاست کے ناظم سید احمد کو نہایت عزیز رکہتا ہے۔ اور سید موصوف ہماری قوم کا بہی ہوا خواہ ہے اگر آپ سید کو کچھ تحفے تحائف دیکر راجہ کے پاس بہیجین اور اوس سے درخواست غلے کی بہم رسانی کی کرین تو بہت مناسب ہوگا۔ نواب احمد خان نے اس تجویز کو پسند کیا حافظ رحمت خان احمد خان سے رخصت ہوکر سیدھے سید کے پاس گئے۔ سید مذکور نجیب خان کے قریب توپخانے مین تھا اور جو تجویز کی تہا اوس سے بیان کیا۔ سید کو نواب احمد خان کے پاس بلالائے نواب نے اوسکو خط و تحائف دئے اور الموڑے کیطرف رخصت کیا۔ سید کے پہنچنے سے قبل وزیر کا وکیل مہدی جنگ کی راہ سے راجہ الموڑہ کے پاس آیا وزیر کا پیغام یہ تہا کہ ہمارے دشمنون نے دامن کوہ مین پناہ لی ہے۔ ہم تمہاری دوستی سے امید رکہتے ہین کہ اونکو رسد نہ پہنچنے پائے۔ بعوض اسکے روہیلون کا تمام ملک تمہاری ریاست مین شامل کردیا جائیگا۔ جب سید مع تحائف وہان پہنچا اور نواب احمد خان کا خط دیا۔ الموڑہ کے راجہ کے وزیر نے صفدر جنگ کے وکیل کو رخصت کیا۔ اور کہا کہ یہ انسانیت سے بعید ہے کہ جو ہمارے یہان آکر پناہ لے ہم اوس پر کہانا بند کرین اوس نے فوراً اپنے کارندون کو حکم دیا کہ جو گانون والے پٹھانونکے لشکر سے قریب ہین اونسے کہو جلد غلہ لادکر اونکے لشکر مین پہنچا دین۔ اور سید کو جواب دیکر رخصت کیا۔ سید یہان پہنچنے بھی نہ پایا تہا کہ ہزارون پہاڑی غلہ سرونپر لئے ہوئے نمود ہوئے۔ اور بیچنا شروع کیا۔ پٹھانون نے اس غلے کو نعمت عظمیٰ تصور کیا۔ بیچارے بھوکون مر رہے تھے۔ اوسکو بہت غنیمت جانا۔ جتنا جس کو درکار تہا۔ جسکو درکار تہا خریدکیا۔ اور شکر خدا بجالائے۔ اور کہانا پکانے مین مصروف ہوئے۔

جب وزیر گنگا پار ہوئی تو اونہون نے ملہار راو کو سخت تاکید کی کہ اپنا لشکر لیکر دشمن کا تعاقب کرے۔ لیکن مرہٹہ سردارون نے بہ ایفای اپنے قول کے توقف اور عذر کیا کہ تا مبادا گنگا اور مغل افغانون کے تعاقب مین گئے ہین۔ لہذا مناسب ہی کہ انتظار کیا جاوے کہ دشمن کسطرف کا ارادہ رکھتی ہین۔ جب معتبر خبر مل جاوے گی تو اوسوقت کوچ بلغار کرنا مناسب ہوگا۔ تہوڑے عرصے مین خبر ہوئی کہ پٹہان دامن کوہ کیطرف گئی مرہٹون نے بہ عجل تمام کوچ کیا عماد السعادت مین لکہا ہی کہ صفدر جنگ آنولے مین پہنچے تو وہان سعد اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ کو اونہون نے قتل کروایا اور دو روز تک آنولے مین وزیر کی فوج رہی تیسرے روز روہیلون کے تعاقب مین کوچ کیا۔ مگر قتل نواب سعد اللہ خان کی حکایت محض غلط ہے اونکا انتقال تو ۵ شعبان سنہ ۱۱۷۵ ہجری کو سل کی بیماری سی ہوا تہا جیسا کہ فرح بخش مین مفصل مذکور ہی۔ بہرصورت مرہٹونکی فوجین تعاقب کرتی ہوئین پٹہانون کے قیام گاہ کے تین کوس قریب جا پہنچین یہان اونہون نے مقام کیا اور وزیر نے اپنا لشکر موضع چہلکیا مین ڈالا۔ اور پٹہانون کے اسطرف کے تمام راستے بند کردی گئے تا کہ بہوک پیاس کی شدت سے مجبور ہوکر قبضے مین آجاوین۔ مگر پٹہانونکی پس پشت پہاڑ کی جانب سے اونکو رسد پہنچنے کا عمدہ ذریعہ میسر تہا۔ عماد السعادت مین لکہا ہی کہ پٹہانون کے پاس پہاڑ سی جو رسد آتی تہی۔ وہ اونکی جماعت کثیر کو کافی نہ تھی۔ اسلئے گوشت کہاکر بسر کرتے تھے۔ وزیر کے لشکر کے غریب آدمی یہان سی گوشت لیجاتے۔ اور سیر بہر گوشت ایک اشرفی کو فروخت کرتے اور فروخت کرنے کی یہ ترکیب تہی کہ دور سی پٹہانون کو گای کا گوشت دکہایا جاتا وہ قیمت اوپر سے ڈالدیتے بیچنے والا قیمت لیکر ہٹ جاتا۔ خریدار بیچکر گوشت اوٹہا لیتا۔ اور پٹہانون کے لشکر مین رسد کی اتنی کمی تہی کہ رفتہ رفتہ ایک گای اور بہینس ایک ایک پیسے کو وزیر کے لشکریون کے ہاتھ فروخت کرنے لگے۔ یہ بیان غلط ہونے مین اتنا واضح ہی کہ اس کی تردید کی بھی ضرورت نہین جنگل بہت گہنا تہا۔ اور راستہ نہایت ناہموار تہا اس وجہ سی وزیر کا بڑا توپخانہ بہت دیر مین پہنچا۔ ہر روز وزیر خود تو پیچہے رہتے اور مرہٹون کو لڑنے کے واسطے آگے کرتے تہے اور شام کو واپس آتے تھے۔ وزیر کا توپخانہ تہوڑی دیر بعد آتا تہا۔ ہر روز اسی طرح جنگ ہوتی تھی۔ ایک روز وزیر دن نکلے ہاتھی پر سوار ہوکر اپنا توپخانہ نواب احمد خان کے توپخانہ کے مقابل لائے۔ وزیر کے توپخانہ کا گولا اتنا بلند جاتا تھا کہ احمد خان کے توپخانے کے اوپر سی گذر کر پیچہے میدان مین

جا کر گرتا تہا۔ اس کوس بہر کے میدان مین اولے کیطرح گولے برستے تھے۔ صبح سے شام تک توپین چلا کرتی تھی۔ اور رات ہونے نہین پاتی تھی کہ وزیر اپنی توپین نظر احتیاط اپنی لشکر کے قریب کہنچوا لیجاتے تھے۔ دو مہینے یہی حال رہا مگر افغانون کو اُس سے کچہ بھی ضرر نہوا۔ پہاڑ سے ایک نالہ جاری تہا۔ اور بھی وزیر کی تدبیر مین حارج تہا۔ روہیلے اس نالے سے نہر کاٹ لائے تہی اور اس کا پانی اپنے لشکر کے گرد پہنچایا تہا۔ ملہار راو اور سورج مل جاٹ نے بہت کوشش راستہ معلوم کرنے کی کی مگر بے سود ہوئی۔ اُسوقت وزیر کے پاس ایک خط اونکی کارندے کے پاس سے جو دربار شاہی مین متعین تہا اس مضمون کا آیا کہ جاسوسون نے بادشاہ سلامت کو خبر دی ہی کہ احمد شاہ درانی اپنی ہمقوم افغانون کی مدد کو آتا ہی۔ اور درانی مذکور نے افغانان کوہستانی کو اطلاع دی ہی کہ مین آتا ہون۔ سب کی سب دریاے سندہ کی کنارے جمع ہو کر میرے منتظر رہین۔ خط مین یہ بھی لکھا تہا کہ جب بادشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو نہایت متردد ہو کر فیروز جنگ سے کہا کہ صفدر جنگ میری تمام فوج اور ہر مقام سے زمینداروں لیکر بیہودہ جنگ کرنے ادب بجا لا کر التماس کیا کہ جو کچہ غلام سمجہتا تہا وہی پیش آیا کمترین نے حضور عالی کو پیشتر سے آگاہ کر دیا تہا۔ چونکہ حضور نے اس امر مین جاوید خان سے صلاح لی تہی۔ لہذا اب اوس سے پوچہنا چاہیے کہ کیا کرنا چاہیے۔ بادشاہ سلامت نے فرمایا یہ توسچ ہے۔ مگر خطا انسان سے ہو ہی جاتی ہی۔ تمکو یہ لازم نہین ہی کہ مشورہ دینے سے انکار کرو۔ تب فیروز جنگ نے کہا کہ صفدر جنگ کے نام ایک شقہ روانہ ہونا چاہیے کہ احمد شاہ درانی اس طرف آتا ہے لہذا تمکو لازم ہے کہ احمد خان سے صلح کر لو اور یہ صلاح دی کہ علی قلی خان جسکا اس قاعدی پر بہیجا جائے۔

راجہ اندر گر گوشائین کے اتیتون کا نواب احمد خان پر حملہ اندر گر کا شکست پانا وزیر کا اندر گر کی شکست سے نہایت شکستہ خاطر ہو کر میدان جنگ سے کاسگنج پور کیطرف بہاگ جانا۔ مرہٹون کا اون کا تعاقب کر کے روک لینا

وزیر نے اس خبر کو اپنی معتمدون سے بلکل مخفی رکہا۔ دوسرے روز اونہون نے ملہار راو اور آپا

سیندہیا اور گنگا دہر تانتیا اور سورج مل جاٹ کو طلب کیا۔ اور کہا دو مہینے تو گذر گئی۔ مگر ہنوز
روز اول ہے۔ تم ذرا بھی آگے نہ بڑھے اور نہ کچھ مدد دی۔ آپا سیندہیا نے سب سے پہلے جواب دیا کہ
ہم میدان کی لڑائی لڑتے ہیں نہ خارستان اور قلعہ خندق کی۔ راجہ اندر گر گوسائیں نے کہا
کہ تمہارا دشمن میدان میں ہے۔ نہ وہ قلعہ میں ہے نہ خندق میں فقط پانی سدراہ ہے۔ دو گوشوں میں
مشرق و مغرب کی طرف پانی نہیں ہے مشرق کی طرف نجیب خان اور سید احمد کا توپخانہ ہے اور مغرب
کی سمت نواب احمد خان ہے۔ اگر کوئی شخص تھوڑی بھی تکلیف کرے تو آدمی فتح حاصل کر سکتا ہے
آپا سیندہیا نے کہا کہ تم بھی تو نواب وزیر کے نوکر ہو یقین اتنی تکلیف کیوں نہیں کرتے تھے۔
اندر گر نے کہا کہ کل میں نواب احمد خان کے مورچے پر حملہ کرونگا۔ اور بے مدد اوسپر قبضہ
کرلونگا۔ وزیر کے اقبال سے احمد خان کو زندہ گرفتار کرلاونگا۔ سرداران مرہٹہ نے جواب دیا
اس سے بہتر اور کیا ہے۔ سب سردار رخصت ہوکر اپنے اپنے مقام کو گئے۔ آپا سیندہیا نے نواب احمد خان
سے کہلا بھیجا کہ کل راجہ اندر گر تم پر حملہ کرے گا۔ اور مجھے امید ہے کہ وہ یا تو مارا جائے گا یا شکست
کھائے گا۔ جب رات ختم ہوئی۔ اور آفتاب مشرق سے طلوع ہوا راجہ اندر گر پندرہ ہزار
سوار و پیادہ کی جمعیت سے کہ سب اتیت اور ناگے تھے بان اور بندوق سے مسلح ہوکر وزیر
کے روبرو گیا اور حملہ کرنے کا حکم پایا۔ قبل حملہ کرنے کے راجہ اندر گر نے وزیر سے درخواست کی
کہ مغل اور شیر جنگ کو حکم ہو کہ اول وہ دادون کا حملہ نجیب خان اور سید احمد کے مورچے پر کریں۔
تاکہ کل پٹھان اوسطرف متوجہ ہوں اور نجیب خان کی مدد کو جائیں۔ احمد خان کی جانب خالی
ہوجائیں۔ اور کوئی پٹھان اوس کا معاون نرہے۔ اوس وقت میں اوسپر حملہ کرونگا وزیر نے اوسکے
حسب نحواہ حکم دیا راجہ اندر گر نے بڑھکر نشیب میں مقام کیا۔ اور منتظر موقع کا ہوا اور مغلوں
نے نجیب خان کے مورچے پر حملہ کیا۔ لڑائی شروع ہوگئی۔ مغلوں نے حتی المقدور بڑی
جوانمردی کی۔ مگر نجیب خان نے بڑی دلجمعی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اور اپنے دوستوں سے کہا کہ ابھی
گولہ باری موقوف کرو۔ جب دشمن قریب آئے تو تلوار سے مقابلہ کرنا۔ نجیب خان نے بخشی سردار خان
اور دوندی خان سے کہلا بھیجا کہ اپنی اپنی جگہیں چھوڑکر آئیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے خاص حملہ
میری طرف کیا گیا ہے۔ حافظ رحمت خان یہ دیکھ کر کہ نجیب خان پر حملہ ہوا ہے۔ سوار ہوکر
نواب احمد خان کے پاس پہنچے۔ مگر قبل اونکے پہنچنے کے نواب احمد خان ہاتھی پر سوار ہوکر اپنے
مورچے کو جاتا تھا۔ حافظ رحمت خان نے نواب سے کہ کہا آج خاص حملہ نجیب خان کے

تو بجانے کیطرف ہے - نواب نے جواب دیا کہ نجیب خان پر فقط دہوکے کا حملہ ہے
اصل حملہ مجہپر قوم اتیت کے ہاتھ سے ہوگا - اسلیئے تم اپنے مورچے کو جاؤ - اور اپنی سرداروں
کو حکم دیا کہ سب ہوشیار رہیں - ڈیڑھ گہنٹہ دن رہی اتیتونکی فوج میدان مین آئی - پٹہان
تمنداروں نے اپنی سپاہ کی صف بندی کی اجازت چاہی - نواب احمد خان نے اونسے
کہا کہ فاتحہ خیر پڑہکر جنگ کا ارادہ کرو - افغانوں نے دونوں ہاتھ آسمان کیطرف
اوٹہائے - اور فاتحہ خیر پڑہکر دشمن کی طرف چلے - دونوں جانب سی بیشتر بان و بندوق
سر ہوئے - اور ایک گہنٹہ تک اس صورت سی لڑائی ہوتی رہی - آخرالامر پٹہان بڑہکر دشمن
پر جا پہونچے اور تلوار چلنے لگی - افغانوں نے اس سختی سے حملہ کیا کہ اتیتون نے تانگ لاکر
ہٹنا شروع کیا - اسوقت اندرگر کا جیا اتیتونپر حکمران تہا - جب اوسنے دیکہا کہ ناگوں اور اتیتوں
نے منہ پہیر لیا تو وہ گہوڑے پر سی اوتر پڑا اور اونکو مجتمع کرنا چاہا - اور اپنے خاص خاص ہمراہیونسے
کہا کہ تلوار لیکر حملہ کرو اونہوں نے اوسکی حکم کی تعمیل کی - اور خوب جان بازی سے لڑے -
اون مین سی بہت سے مارے گئے - اور باقی منتشر ہوگئے - تب خود اتیتوں کا سردار شمشیر بدست
سامنے آیا - اور ایک پٹہان فقط تلوار لیکر اوسکی مقابل ہوا - تہوڑی دیر لڑکر پٹہان نے اوسکو
مارلیا اور اوس کا سرتن سی جدا کرلیا - جب اتیتون نے دیکہا کہ اون کا سردار قتل ہوا بہاگ کہڑے
ہوئے - راجہ اندرگر یہ برگشتگی طالع دیکہکر میدان جنگ سے بہاگا - پٹہانوں نے وزیر کی لشکر
تک اونکا تعاقب کیا - اور غروب آفتاب کے وقت وہان پہونچے - بعد غروب اسقدر
تاریکی ہوئی کہ ایک دوسرے کو شناخت نکرسکتا تہا - نواب احمد خان نے فوراً قاصد
روانہ کیا - اور حکم دیا کہ سب تعاقب سے واپس آئیں - پٹہانوں نے وزیر کی توپوں کی گاڑیوں
آگ لگادی - اور کچہ مال غنیمت اپنی لشکر مین واپس آئے - جب وزیر نے اندرگر کی شکست
کی خبر سنی نہایت افسردہ خاطر ہوئے - اور اپنی خیمہ سے نکل کر ہاتہی پر سوار ہوئے - اور کاشی پور
کیطرف بہاگے جب ملہار راو اور اپا سیندہیا کو وزیر کی گریز کی خبر ملی ہمراہ فوج لیکر
اونکا تعاقب کیا - اور کاشی پور پہنچکر اونکی سدراہ ہوئے - اور وزیر کی پاس پہنچکر بولے کہ شکست
تو اندرگر کو ہوئی آپکی اس بزدلی کا کیا باعث ہی اوس نے اپنے غرور کی واقعی سزا پائی - غرض
ملہار راو اور اپا سیندہیا نے وزیر کو اس حرکت بزدلی سے جو بالکل منافی اونکے مرتبے کے تہی
باز رکہا - اور وزیر واپس آکر پہر اپنی سابق جگہہ پر قیام پذیر ہوئے - روزمرہ کی حملے تو ہونیکے

ختم ہوگئے۔ کیونکہ اونکی گاڑیان اور مصالحہ پٹھانون نے جلا دیا تھا۔ ان جوانمردون کے باعث پٹھانون کا گیا ہوا رعب لوگون کے دلونمین بیٹھا جاتا تھا۔ مرہٹون کے دل ایسی محاصرے سے اوکتا گئے کہ اونکو لڑائی توزیادہ کرنی پڑتی تھی۔ اور غنیمت کچھہ ہاتھہ نہ آتی تھی۔ اسکی علاوہ موسم کی تبدیلی اور آب وہوا کی خرابی نے دونون فریقونکی صحت مین نقصان پیدا کرنا شروع کر دیا۔

ابوالمنصور خان صفدرجنگ و پٹھانونمین علی قلی خان کے توسط سے عہد وپیمان کی تجویز اور اوس مین ناکامیابی

وزیر کو اس مہم مشکلات سی دیرات تردد رہتا تھا۔ اسوقت علی قلی خان عباسی جو شاہان ایران کی اولاد سی تھا وزیر کے لشکر مین بادشاہ دہلی کا شقہ لیکر داخل ہوا یہ شقہ خاص بادشاہ کا دستخطی تھا جس مین یہ تحریر تھا کہ احمد خان سی فوراً صلح کرلینا چاہیے۔ یہ شقہ وزیر کے حوالے کرکے علی قلی خان نے بادشاہ کا زبانی پیام یعنی احمد شاہ درانی کی آمد کی خبر بیان کی۔ وزیر نے کہا کہ اگر صلح کی درخواست میری طرف سی ہوگی تو اوس مین تمام عمر کے واسطے میری توہین ہوگی۔ بس کس صورت سی صلح کرنا چاہیے۔ علی قلی خان نے جواب دیا کہ مجھہ مین اور احمد خان غالب جنگ مین قدیم سے رابطہ واتحاد ہی۔ اگر تمھاری مرضی ہو تو مین احمد خان سو ملاقات کرکے اوسکو صلح کیطرف مائل کرون وزیر اس تدبیر سے نہایت محظوظ ہوے۔ علی قلی خان نے احمد خان کو ایک شوقیہ خط اس مضمون کا بھیجا کہ مجھی تمھاری ملاقات کی کمال آرزو ہی۔ بوصول اس خط کے نواب احمد خان نے حافظ رحمت خان اور دوسرے سرداران روہیلہ کو طلب کیا۔ اور خط کا مضمون کہا۔ سبنے یہی صلاح دی کہ چونکہ علی قلی خان آپ کا دوست ہی۔ لہذا ملاقات مناسب ہی۔ نواب احمد خان نے جواب لکھا کہ آپکے استفسار کی کیا ضرورت تھی آپ کا گھر ہی۔ جب یہ جواب باصواب پہنچا علی قلی خان نے وزیر سی کہا وزیر اوس سے قسم لی کہ ہرگز اشارہ صلح کا میری جانب سی نہ متصور ہو۔ علی قلیخان نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو کیونکہ مین سمجھتا ہون کہ تمھاری توہین عین بادشاہ کی اہانت ہی۔ جب علی قلی خان نواب کے تنبو کے قریب پہنچا تو احمد خان کا بیٹا محمود خان استقبال کو آیا۔ جب محمود خان وہان پہنچا۔ دونون باہم بغلگیر ہوے۔ اور ایک ہاتھی پر سوار ہوکر احمد خان کے خیمے کیطرف روانہ ہوی۔ نواب اوٹھکر لب فرش تک استقبال کو آیا اور اوس سی بغلگیر ہوا

ہاتھ مین ہاتھ دئے ہوئے مسند تک گئے۔ بہت دیر تک باہم دوستانہ گفتگو ہوتی رہی بعد ازان
علی قلی خان کو ایک خیمے مین پہنچایا جو خاص اوسی کے آرام کے واسطے استادہ تہا اور کہانا ہر قسم کا
تیار کرا کے بہیجا گیا۔ شام کو احمد خان علی قلی خان کے خیمے کو گیا دوستانہ گفتگو کے بعد معاملات
مذکورہ درمیان آیا علی قلی خان نے بادشاہ کا دستخطی شقہ جو نواب احمد خان کے نام تحریر تہا
نکالا احمد خان نے اس شقے کو سر پر رکہا تعظیم کی خاطر اپنی جگہہ سے اوٹھہ کر کہڑا ہوا اور دہلی
کی طرف منہ کر کے آداب بجا لایا بعد ازان شقہ کہولکر پڑہا اوس کا مضمون بجز خاص خاص محرمون
کے اور کسی سے ظاہر نہ کیا۔ شرائط صلح شروع ہونے سے تہوڑے ہی دن بعد معلوم ہو گیا۔
کہ بادشاہ نے صلح کر لینے کا حکم دیا ہے۔ احمد خان نے شقہ شاہی کو پڑہکر پوچہا آخر اس مین بادشاہ
کا منشا کیا ہے۔ علی قلی خان نے کہا کہ تم اپنے بیٹے محمود خان اور حافظ رحمت خان کو میرے ہمراہ
بہیجدو تا کہ دنیا کو معلوم ہو کہ گو وزیر نے حکم شاہی کی بجا آوری مین کوتاہی کی۔ مگر احمد خان
نے خود فرمان شاہی الامر فوق الادب سمجہکر اطاعت کی اور اپنے بیٹے محمود خان اور نواب سعد اللہ
خان کے خاص سردار کو وزیر کے لشکر مین بغرض صلح بہیجدیا۔ اسمین وزیر کی بہی آبرو بنی
رہے گی۔ اور مراتب شاہی بہی محفوظ رہین گے احمد خان نے جواب دیا کہ اس امر مین بغیر مشورہ
اپنے سردارون کے مین کچہہ نہین کہہ سکتا ہون۔ احمد خان فی الفور سوار ہو کر نواب سعد اللہ خان
کی فرودگاہ مین آیا۔ اور حافظ رحمت خان اور دوسرے سردارون کو طلب کر کے امر مذکور مین
صلاح پوچہی ملا سردار خان جو اون سب مین عمر مین زیادہ تہا بولا کہ علی قلی خان کی کیا بساط ہے
نواب احمد خان نے پوچہا تمہاری اس سے کیا غرض ہے۔ ملا سردار خان نے جواب دیا کہ معاملہ صلح
ایسے شخص کے توسط سے ہونا چاہئے کہ جو خود کچہہ قوت اور اختیار رکہتا ہو۔ اگر ضرورت پڑے
تو تعمیل شرائط مین مجبور کر سکے اور درصورت فسخ معاہدہ بمقابلہ پیش آ سکے۔ اس کا مطلب یہ تہا
کہ صلح نامہ ہمارا اور آپکا سفید ہاتہ کے توسط سے ہونا چاہئے۔ مگر کسی حال مین مجہے یہ منظور
نہین ہے کہ محمود خان دشمن کے لشکر گاہ مین جائے۔ حافظ رحمت خان کو اختیار ہے کہ چاہے جائین
یا نہ جائین۔ کیونکہ اون مین اور وزیر مین مخفی اتحاد ہے۔ احمد خان نے سردار خان کو جواب دیا
مین تمہاری صلاح کو دل سے پسند کرتا ہون اور اوسپر عمل کرونگا۔ بعد ازان نواب احمد خان اپنی
لشکر گاہ مین واپس آیا۔ اور دوسرے روز علی قلی خان سے کہا کہ مجہے خود بغیر اعتماد کامل ہے
مگر وہ پہلے سردار میرے عزیزون کی وساطت کے بغیر میرے بیٹے کے بہیجنے پر راضی نہین ہوتے

یہ سنکر علی قلی خان نے جواب دیا کہ واللہ روہیلہ سردار نہایت ذی ہوش اور دور اندیش ہین
یہی میری خواہش تھی جو اونہون نے صلاح دی میری مراد صلح سے تھی وہ حاصل ہے
کیونکہ میری غرض صرف تمکو صلح کیطرف راغب کرنیکی تھی - نواب احمد خان نے جواب دیا
تمہاری دوستی میرے دل پر گویا نقش کالحجر ہے بعد اس ملاقات کے علی قلی خان رخصت ہوکر
اپنے لشکر مین آیا اور وزیر سے ملاقات کی کل ماجرا مفصل بیان کیا - اور کہا نے احمد خان کو صلح
پر تو راضی کرلیا ہی مگر شرط یہ ہی کہ صلحنامہ بتوسط ملہار راو اور آپا سیندھیا کے ہونا چاہیے -
لہذا کہا کہ اسے راو محمود خان و حافظ رحمت خان کو لانے کے واسطے بھیجا جاے - وزیر نے
ملہار راو آپا سیندھیا کو طلب کرکے کہا کہ نواب احمد خان کے بیٹے کے یہان لانے کی تدبیر
کرو جب وہ یہان آمینگا ہم کوئی تصفیہ کرینگے ان دونون سردارون نے منظور کیا مگر یہ کہا
کہ ایسی کوئی بات نہونے پاے کہ پھر ہمکو وزیر سے مخاصمت پیدا کرنا پڑے - وزیر نے باوجود
اپنے مرتبے کے مجبور ہوکر قسم کھائی کہ اس سے میرا ارادہ دغا کا نہین ہی - تب ملہار راو نے اپنے
بیٹے کہا نڈے راو کو نواب کے بیٹے کو وزیر کے لشکر مین لانے کے واسطے بھیجا آپا سیندھیا نے
احمد خان سے کہلا بھیجا تھا کہ اپنے بیٹے کو بھیجنے مین کوئی عذر نہ کرنا - اب کہانڈے راو مع ہمراہیون کے
نواب احمد خان کے مورچے کے قریب پہنچا - اس کے آنے کی خبر نواب احمد خان کو پہنچی اوس نے
اوسوقت محمود خان کو طلب کیا - اور کچھ اوس کے کان مین کہا اور دو سو سوارون کو اوسکی ساتھ کیا
اور نواب سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان کو بھیجا - جب کہانڈے راو نے انکو آتے
دیکھا اپنے ہاتھی سے اوتر پڑا - اور بغلگیر ہوا - بعد ازان جب پھر سوار ہوگئی کہانڈے راو نے
اپنا ہاتھی محمود خان کے ہاتھی کے پیچھے رکھا - اور اسطرح سے مرہٹون کے لشکرگاہ مین پہنچے
ملہار راو اور آپا سیندھیا اور تانتیا گنگا دھر اور دوسرے معزز دار پیشوائی کو آئی - جب وہ
سامنے پہنچے اوتر پڑے - اور محمود خان اور حافظ رحمت خان سے بغلگیر ہوئے بعد ازان
ملہار راو نے اونکو خیمے مین لیجا کر ایک مسند پر بٹھایا اور مرہٹہ سردار گرد بیٹھے سب کن کے
تحائف پیش کی گئی سینہ پاشا تو محمود خان نے قبول کئین باقی گھوڑا ہاتھی وغیرہ اوس نے
واپس کردئے بعد ازان سرداران مرہٹہ وزیر کے لشکر مین گئی - اور کہا سردار ذی مرتبہ
صاحبزادے کو لانے کے واسطے روانہ کرو نواب سالار جنگ اور علی قلی خان کو جانے
کا حکم ہوا - سرداران مرہٹہ اونکی ہمراہ واپس آتے - جب مناسب فاصلے پر پہنچے

صف باندھ کر کھڑے ہوئے اونکی آنے کی خبر سنکر محمود خان اور حافظ رحمت خان
لشکر سے نکلے۔ اونکو آتے دیکھکر نواب سالار جنگ آگے بڑھا اور جب قریب پہونچا اپنی
ہاتھی سے اوتر پڑا اور اونسے بغلگیر ہوا۔ تب یہ سب باہم وزیر کے لشکر مین پہونچے۔
جب تھوڑا فاصلہ باقی رہا محمود خان اور حافظ رحمت خان ٹھہر گئے۔ ملہار راؤ اور
آپا سیندھیا نے سبب پوچھا۔ تب محمود خان نے کہا کہ آپ آگے جاکر وزیر سے
اجازت لیجئے کہ مین یہ چاہتا ہون کہ میرے سب ہمراہی ملاقات کے وقت موجود ہون۔
وہ گئے اجازت مطلوبہ لائے اور اسماعیل خان کو حکم ہوا کہ دروازے پر جاکر کھڑا ہو تاکہ نواب کے
آدمیون کو روک نہو۔ مرہٹے محمود خان و حافظ رحمت خان کو وزیر کے خیمے مین لے گئے۔
یہان وہ منتظر ملاقات کے بیٹھے تھے۔ اس سرا پردے مین تین صحن تھے۔ محمود خان اول صحن سے
گذر کر اپنے ہاتھی سے اوتر کر پالکی مین سوار ہوا۔ دوسرے سردار پہلے ہی دروازے سے
ہاتھی سے اوتر کر پالکی مین سوار ہوتے تیسرے دروازے پر محمود خان نے توقف کیا اور اپنی
ہمراہیون کو اندر جانے کا حکم کیا جب سب اندر پہنچ گئے اوسکی بعد وہ اندر جاکر ٹھہرا تب
ملہار راو اور آپا سیندھیا نے آگے بڑھکر اوسکو پالکی سے اوتارا اور اوسکی ساتھ چلے محمود خان
لب فرش پہنچکر آداب بجا لایا وزیر نے کہا مرحبا اور دونون ہاتھ پھیلاکر گلے سے لگایا
اور پیشانی کو بوسہ دیا یہ رسم مغلون کی تھی کہ بوقت ملاقات وہ جسکو زیادہ عزیز رکھتے اوسکی
پیشانی کو بوسہ دیتے وزیر نے آگے بڑھکر اپنی داہنی جانب کی مسند پر محمود خان کو بیٹھنے کو
کہا محمود خان نے اوسوقت چند اشرفیان ہاتھ مین لیکر نذر گذرانین وزیر نے نہایت
لطف و مہربانی سے نذر واپس کی۔ مگر محمود خان نے اصرار کیا تب اونھون نے تبسم کرکے
نذر قبول کی۔ اس کے بعد محمود خان بیٹھا وزیر نے اوس کا ہاتھ لیکر اپنے سینے سے لگایا
اور نہایت شفقت سے بات چیت کرنے لگے اودھر اودھر کی باتونکے بعد وزیر نے کہا تمھین
بھاگا کہتے ہین کرتے مین تمھارا باپ کیون اتنی دور بھاگ آیا ہے۔ محمود خان نے جواب دیا آپکی
وجہ یہ ہی کہ میرا باپ دوغلہ ہے۔ وزیر نے پوچھا اس کے کیا معنی محمود خان نے کہا کہ میرے
والد کی مان قوم مغل سے تھی اور باپ پٹھان تھا۔ چنانچہ جب وہ اصل پدری کی طرف جاتا
بہادری سے میدان مین آتا ہے۔ اور جب نسل مادری کی طرف رخ کرتا ہے بھاگ کھڑا
ہوتا ہے۔ اس جواب سے وزیر خاموش ہوگئے کیونکہ وہ خود قوم مغل سے تھے۔ اسکی بعد

وزیر نے ملہار راو اور آپا سیندھیا کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ مینے ابھی کچھہ کھایا نہین ہے
آپ براہ عنایت بابا محمود خان سے رخصت ہوجئے یہ سنکر دونون سردار اپنے لشکر کو روانہ ہوئے
وزیر بھی محمود خان وحافظ رحمت خان کو لیکر اپنے خاص خیمے مین گئے۔ اور خاصہ طلب کیا
لقاء الله خان نے مہمانون کے واسطے کھانا بھیجا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے وزیر نے
اسمعیل خان کو حکم دیا کہ ہمارے سراپردہ کے داہنی جانب انکے واسطے خیمے استادہ کرو۔ جب
خیمے کھڑے ہوئے انکے محمود خان وحافظ رحمت خان وزیر سے رخصت ہوئے۔ جب ایک گھنٹہ رات
گئی وزیر کے حکم سے ایک ہزار مغلون نے ان دونون شخصون کے خیمون کو گھیر لیا۔ جب
محمود خان اور حافظ رحمت خان کے نوکرون نے یہ حال دیکھا ہر ایک نے فرداً فرداً جا کر اپنے
مالکون سے اطلاع کی مرہٹون کے جاسوسون نے معلوم کیا کہ کچھہ دغا کا ارادہ ہوا ہے
لہذا نہایت سرد ہوکر اپنے سردارون کو خبر دی کھانڈے راو یہ خبر سنتے ہی بلا اطلاع اپنے
والد کے وزیر کے لشکر کو گیا وہان اوسنے دیکھا کہ ایکہزار مغل سپاہی مہمانون کے خیمے کے
گرد ہین فوراً اوسنے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان نالائقون پر حملہ کرکے اونکو منتشر کردو یہ حکم سنکر
مغل بہاگ کھڑے ہوئے۔ سراپردے مین ہوکر کھانڈے راو نے دیکھا کہ محمود خان
وحافظ رحمت خان مسلح بہ ارادہ مقابلہ کھڑے ہین۔ کھانڈے راو کو دیکھکر محمود خان نے
مسکرا کر کہا کہ مین خدا سے دعا مانگتا تھا کہ مین کسی صورت سے وزیر تک پہونچ جاون خدا نے
میری دعا قبول کی اب تم اپنے ہتیار سپاہی میرے تابع کردو تا کہ وزیر کو اون کے فریب کا مزہ
چکھا دون کھانڈے راو نے جواب دیا کہ جب وزیر فقط اپنی ہی بہروسے پر بچائینگے تو وہ آپ
اپنے کئے کی سزا پاینگے۔ اب تم کو لازم ہے کہ فوراً یہان سے نکل چلو وہ سب سوار ہوکر چلے اور مرہٹون
کے لشکر کو بائین جانب چھوڑ کر دامن کوہ کی طرف روانہ ہوئے جب وہ پٹھانون کے کیمپ کے
قریب پہنچ گئے کھانڈے راو نے آکر اپنے باپ سے مفصل حال کہا کھانڈے راو کے
واپس آنے کے بعد ملہار راو اور آپا سیندھیا وزیر کے پاس گئے اور کہا جب تم کو دغا منظور تھی
تو ہم کو درمیان مین ڈالنے کی کیا ضرورت تھی اور کسی قدر سخت کلامی سے گفتگو کی وزیر نے
نرمی سے جواب دیا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ بغیر دریافت حال اسقدر سختی سے بات چیت
کرتے ہو۔ جو اصل حال ہے وہ علی قلی خان سے جو نواب احمد خان کا بڑا دوست ہے دریافت
کرنے سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے۔ جب علی قلی خان وہان آیا وزیر نے اوس سے کہا کہ

اتنی کیفیت مفصل بیان کرو اوسنے کہا کہ اس خیال سے کہ وزیر کے سپاہیون کو افغانونسے عداوت قلبی
ہے مبادا وہ اونکو کچھہ ضرر پہنچائین اسلیئے مینے وزیر سے مشورہ لیکر ایک ہزار مغل سوارون کا پہرہ
مہمانون کے خیمون کے گرد کر دیا تہا ۔

وزیر کے حکم سے افغانون کے لشکر مین محبوب عالم کی سازش اور اوسکا کھل جانا

جب صلحنامے کی اول کوشش مین ناکامیابی ہوئی ۔ تب دوسری تدبیر کی گئی ایک شخص شمس آباد کا
رہنے والا محبوب عالم نام بڑا ذیعلم اور عقیل تہا یہ میر قدرت علی کی سفارش سے وزیر کے یہان نوکر ہوگیا
تہا اوسکی ذہانت کی وجہ سے وزیر اوسکی صلاح کی بڑی قدر کرتے تہے ۔ ایک روز وزیر نے اوس سے
کہا کہ مینے افغانون کے زیر کرنیکی بہت کوشش کی مگر کلام مجید کا مضمون اس موقع پر راست
آتا ہے کہ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله تم عقیل آدمی ہو بتلاؤ کیا تدبیر ہے
جس سے مین اپنے دشمن پر فتحیاب ہوسکون سید نے جواب دیا کہ اس کم اندیش کے ذہن مین
ایک تدبیر ہے مگر چونکہ کمترین ملازمان قدیم مین سے نہین ہے و نیز اس خیال سے کہ شاید غلامان
حضور کے پسند خاطر نہ آئے معرض عرض مین نہ لایا ۔ وزیر نے جواب دیا کہ ملازمان قدیم سے
زیادہ مجہکو تمپر اعتبار ہے ۔ جو کچھہ خیال تمہارے دلمین ہو بلا تکلف و بے خطر بیان کرو تب اُس
سید مذکور نے دریافت کیا کہ آیا حضور کا منشا فقط احمد خان کے قتل یا گرفتاری کا ہے ۔ یا کل قوم
افغانان کا قلع و قمع ملحوظ خاطر ہے ۔ وزیر نے کہا کہ دشمن میر احمد خان ہے ۔ مگر چونکہ دوسرے
بھی اوسکے شریک ہین اسلیئے مجہے تمام اقوام افغانان کا استیصال کرنا پڑا تب اوسنے
پوچہا اگر دوسرے پٹھان احمد خان کو چہوڑکر حضور کے روبرو حاضر ہون تو اونکے واسطے
کیا تجویز ہوگا ۔ اونہون نے کہا اونکی مرتبہ و عزت کے مطابق اونکے ساتھہ سلوک کیا جائیگا
جو ذی رتبہ ہین اون کو عہدہ و جاگیر ملیگی اور باقی داخل لشکر کیئے جائینگے تب سید نے
عرض کیا کہ اگر حضور کی ایسی تجویز ہے تو کمترین کی گذارش یہ ہے کہ ہر ایک شخص کے نام
ایک ایک پروانہ بدستخط و مہر خاص لکہوا دیجیئے ۔ اور یہ پروانے مجہے عنایت ہون
اور ساتھہ اسکے ایک حکم بھی جیسا مناسب رائے عالی ہو مجہے ملے وزیر نے سید

منور کو حکم دیا کہ ہمارے منشی کے پاس ہمارا حکم لیجاؤ کہ حسب تجویز سید محبوب عالم پروانے تیار کرکر اور جب سب تیار ہوچکین سید موصوف کے حوالے کرے میر قدرت علی و سید محبوب عالم حسب رخصت ہوکر منشی کے پاس آئے جب یہ پروانے تیار ہوچکے وزیر کی خدمت مین بغرض منظوری کی پیش ہوئے۔ اور بعد ازان میر قدرت علی کے خیمے مین محبوب عالم کے حوالے کئے گئے۔ ایک شخص حسام الدین نامی گوالیار کا رہنے والا احمد خان کی رفاقت مین تہا۔ اس کا مکان شہر گوالیار کے باہر غوث پور مین تہا۔ اس کے دادا غوث ابو الحسن نبی حضرت محمد غوث گوالیاری کے ہمشیر زادے اور داماد تھے۔ اس حسام الدین کے ایک چچا کا بیٹا میر معز الدین نامی ولد شاہ خطیر الدین گوالیاری بادشاہ کا نوکر اور اسوقت وزیر کے لشکر مین حاضر تہا۔ میر قدرت علی اوسپر بہت اعتماد رکہتا تہا۔ اور اوسکی بڑی عزت کرتا تہا۔ سبب اس کا یہ تہا کہ میر قدرت علی سید حسن دانشمند رای پوری کی اولاد سی تہا اور یہ سید حسن دانشمند میر حمید الدین کا خلیفہ تہا جو محمد غوث گوالیاری کے نام سی منسوب تھے۔ اتفاقاً میر معز الدین قدرت علی کے خیمے مین آیا اور میر محبوب عالم اور معز الدین سی میر قدرت علی کے توسط سے دوستی پیدا ہوگئی۔ عین گفتگو مین محبوب عالم کو یہ معلوم ہوا کہ معز الدین حسام الدین کا چچا زاد بہائی ہی۔ اور نہایت دوست بھی ہی۔ محبوب عالم نے معز الدین سی کہا کہ تم حسام الدین کو لکھ بھیجو کہ تم نے احمد خان کی نوکری کیون اختیار کی ہی۔ وہ تہوڑے ہی عرصے مین یا تو قتل ہوجائے گا یا گرفتار ہوگا۔ لہذا مصلحت یہی ہے کہ فوراً وہان سی یہان چلے آؤ۔ اور کل اسباب اپنا وہین چہوڑ دو یہان بہیا ہو رہیگا۔ جسوقت تم یہان پہنچو گے اوس وقت وزیر سی ملاقات ہوجاوے گی۔ اور تم کو جاگیر و منصب حاصل ہوگا۔ میر معز الدین نے اس مضمون کا خط لکھ کر محبوب عالم کے حوالے کیا۔ اور محبوب عالم نے بھی جتنے اوسکی دوست و آشنا تو شمس آباد کے تھے اون سب کے نام چٹھیان لکہین اونکا مضمون یہ تہا کہ مینے وزیر سے تمہاری سفارش کی ہی اور وزیر نے فرمایا ہے کہ سب کو موافق مرتبے کے نوکری و منصب عطا ہوگا اور تہاری مضبوطی کے واسطے شقہ وزیر کا مہری لکہوالیا ہی۔ لہذا تم کو لازم ہی کہ فوراً وہان سی چلے آؤ۔ سب پروانے اور اپنی خطوط اکٹہا رکہکر دفتر کے ایک قاصد کے ہاتھ اپنی خاص نوکر بہائی خان کے ساتھ احمد خان کے لشکر کو روانہ کئے۔ سعادت خان خٹک و محبوب عالم دونون سمشیر خان چیلے کے پاس نوکر تھے۔ اور یکجائی کے سبب دونون مین بڑی دوستی ہوگئی تھی۔ گویا

ایک جان دو قالب تہو اور اس بہروسی پر محبوب عالم نے اسقدر جسارت کی تھی بھائی خان خدمتگار صاحبداد خان کے خیمے پر پہونچا - اور کل خطوط و پروانجات اوس کے حوالے کیئے - اور وہان سی حسام الدین کے خیمے کیطرف چلا اور پہنچکر معزالدین کا خط حسام الدین کو دیا اور جواب مانگا - حسام الدین نے کہو لکر اوس خط کو پڑہا - اور حسب ذیل جواب دیا - آپ یہ خیال فرماتے ہین کہ مین نواب احمد خان کی ملازمت مین ہونے سے خوف مین ہون یہ تصور آپ اپنے دلسے دور کردی - نواب احمد خان کے پاس کم و بیش ایک لاکہہ جوان ہین - اور یہ سب کے سب بڑے بہادر کفن بدوش لڑنے اور جان دینے پر تیار ہین - ملکہ جان سے ہاتھہ دہوئے بیٹھے ہین - اور اسپر کمربستہ ہین کہ یا تو فتح حاصل کرین - یا میدان مین مرین آپ خود خیال کر سکتے ہین کہ جو شخص مرنے پر آمادہ ہو اوسکا مارنا آسان نہین ہی ؎

ہر کہ دست خویشتن از جان بشست ٭ خود بماند و دشمن خود را بکشت

عاجزہ می یابی نجات از دست تو ٭ زندہا او را بید حملہ بست ؀

و یا بالفرض یہ بھی تسلیم کیا جائے کہ وزیر تھوڑے عرصے مین احمد خان پر غالب آکر اوسکو اسیر یا قتل کر دینگے - مین آپسے پوچھتا ہون کہ اگر وزیر احمد خان کے ہاتھون سی خوف مین ہوتے اور مین تمکو لکھتا کہ تم وزیر کو چھوڑ کر ہماری طرف آکر اپنی جان بچاؤ تو کیا آپ کی حمیت اس بات کو قبول کرتی کہ باوجود سردار و سید ہونے کے جان بچاکر آبرو خاک مین ملا دیتے - مین سمجھتا ہون کہ آپ وزیر کا ساتھہ چھوڑنا پسند نہ کرتے ہرچہ بر خود نمی پسندی بر دیگرے مپسند ٭ مجھے آپ معاف رکھین کہ ایسی نادانی کی تحریر مین منظور نہین کر سکتا ہون یہ جواب بہائی خان کے حوالے ہوا - اور وہ لیکر صاحبداد خان کے خیمے مین آیا اور اوس نے بھی جواب خط کا دیا - اور تحریر کیا کہ مینے تمھارے پروانے اور خطوط تقسیم کر دیے - جو کچھہ اوس کا نتیجہ ہوگا اوس سے بعد ازان اطلاع دیجاے گی مین قاصد کو نہین رکہہ سکتا ہون کہ اس مین خود آفت مین پڑجاونگا - لہذا قاصد کو واپس بہیجتا ہون قاصد یہ دونون خطوط لیکر اپنے لشکر کی طرف واپس روانہ ہوا - روہیلہ چور اور لٹیرے جو نواب سعد اللہ خان اور نواب احمد خان کے لشکر کو دق کیا کرتے تھے - وزدی و رہزنی مین طاق تھے - اب اوہنون نے یہ اختیار کیا تھا کہ توپخانے کی داہنی وجانب پوشیدہ رہتے تھے - جب رات ہوتی وزیر کے لشکر مین جاتے - اور گہوڑا اونٹ اور سامان جو کچھہ ملتا لوٹ لاتے - اور اوس کو

بجگر پھر اپنی مقام معہود مین مخفی جا بیٹھتے تھے ۔ اتفاقاً یہ قاصد اونکی قرب سی ہو کر گذرا اور اونھون نے
اوسکو گرفتار کرلیا ۔ اور نواب احمد خان کے روبرو لائے ۔ نواب نے قاصد کو سامنے بولا کر پوچھا تم
کسغرض سے لشکر مین آئے تھے اوس نے جان کے خوف سی کل حال بیان کر دیا اور دونون خط جو
اوسکے پاس تھے حوالے کئے جب نواب احمد خان نے اون خطونکو دیکھا اوس وقت حسام الدین
کو طلب کیا حسام الدین کو خبر پہونچ چکی تھی کہ قاصد کو افغانون نے گرفتار کیا ہے ۔ اور نواب کے
روبرو لائے ہین جب حسام الدین روبرو نواب کے آیا نواب نے اوس سے مخاطب ہو کر پوچھا یہ
معزالدین کون شخص ہے جس سے تم خط کتابت رکھتے ہو ۔ اوس نے جواب دیا حضور میرا بھائی ہے
تب نواب نے پوچھا کہ اوس نے کیا لکھا تھا ۔ حسام الدین نے جواب دیا جو کچھہ تحریر کیا تھا حضور
کے روبرو ہے ۔ اوسکے اعادے کی ضرورت نہین ہے ۔ رستم خان بنگش و حاجی سرفراز خان و
مستجاب خان اوسوقت حاضر تھے ۔ اونکی طرف متوجہ ہو کر احمد خان نے کہا کہ یہ حسام الدین
بڑا عالی نسب ہے ۔ اسنے حق نمک خوب ادا کیا دیکھو اسنے کیا جواب اپنے بھائی کو لکھا ہے تب احمد خان
نے وہ خط بہ آواز بلند پڑھکر سنایا ۔ اونھون نے سنکر حسام الدین کی بڑی تحسین و آفرین کی ۔
نواب احمد خان نے حسام الدین کی طرف پھر کر کہا کہ جو کچھہ تمسے مجھے امید تھی وہی تمنے کیا انشاءاللہ
بہت جلد وہ وقت آئے گا کہ مین تمہین اس صداقت شعاری کا عوض دونگا بعد ازان حافظ
رحمت خان و ملا سردار خان و دوندی خان و فتح خان و سید احمد کو بلا کر نواب نے تمام حال کہا
سید احمد نے عرض کیا کہ میرے ماتحت کے لوگ امن کوہ سی لیکر پیلی بہیت تک متعین ہین
مین اونکو حکم بھیجدونگا کہ اگر کوئی ہیجان بہ ارادہ گریز لشکر سے نکلے اوس کو فوراً قتل کرڈالو ۔
اور اوس کا اسباب ضبط کرلو ۔ اب یہ تمام روہیلہ سردار رخصت ہوئے اور احمد خان نے
حاجی سرفراز خان کو حکم دیا کہ قاصد کو لشکر سے نکالدو فوراً اس حکم کی تعمیل ہوئی ۔

تجدید شرائط عہدنامہ و تکمیل صلح

فرح بخش مین لکھا ہے کہ وزیر کے لشکر سے محصورین کو کوئی نقصان نہ پہونچ سکتا تھا ۔
بلکہ محاصرین دقت مین آگئے تھے ۔ کیونکہ نہ اونکو چارہ مل سکتا تھا ۔ اور نہ غلہ آسانی سے
میسر آتا تھا نمک تمباکو ۔ اور چراغ کا تیل کبریت احمر کے حکم مین تھا ۔ روہیلے کہیاڑی
آدمی تھے ۔ اور پیادہ چلنے کے عادی تھے پہاڑ و بنجر جا کے غلہ لاتے اور آرام سے کہاتے

ملکیہ تجارت بھی کرتے اور کبھی جنگل کے درختوں کی آڑ پکڑ کر مخالف پر باڑھ بھی مار جاتے تھے
صفدر جنگ نے شہرداروں اور بیلداروں کو حکم دیا کہ جنگل کے درخت تمام کٹ کر گر پڑے
تو اور راستہ بند ہونے لگا - اور پہلے سے زیادہ روہیلوں کو آڑ ہو گئی اور اونکے لئے قیدی
مورچہ تیار ہونے لگا - محاصرے کی مدت کو تین ماہ کا طول ہو گیا - صفدر جنگ بھی طول
محاصرہ اور مرہٹوں کی دغا بازی سے ملول ہو گئی - اور اسی زمانے میں کہ سنہ ۱۱۶۵ ہجری تھے
احمد شاہ درانی نے دوبارہ ہندوستان پر چڑھائی کی اور پنجاب پر پوری قابض ہو گئی - مغرب کے
بعض راجاؤں نے ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کو لکھا کہ احمد شاہ درانی تو ہر افاغنہ کی مدد کو آتے ہیں
اونہوں نے دہلی سے سرہند کو عبور کیا ہے - اور برسر یلغار بڑھتے آتے ہیں - اس خبر نے مرہٹوں
کو بڑے تردد میں ڈالا اور وہ سب مشورے کے واسطے جمع ہوئے اور متفق الرای ہو کر وزیر کے پاس گئے
اور اونکو ملامت کر کے کہا کہ تم نے احمد شاہ درانی کی آمد ہم سے ذکر نہ کی اور اس خبر کو ہم سے مخفی
رکھا اور اونہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ تو تم کو بخوبی معلوم ہو چکا ہے کہ ہماری اور تمہاری سپاہ نے مہم
کی صعوبت دیکھ کر دل ہار دیا ہے اور عاجز ہو گئی ہے - سوا اسکے پہاڑ کے پانی نے اونمیں
ایسا اثر پیدا کیا ہے کہ وہ اکثر مرگ مفاجات سے ہلاک ہوتے ہیں - چونکہ جان ہر شخص کو عزیز ہے
اس سبب سے اون میں بڑا خوف پھیل رہا ہے - اب جو وہ احمد شاہ درانی کی آمد سنینگے اور بہی
پریشان ہونگے - اور بھاگنا شروع کر دینگے - اب وزیر کا کام یہ ہے کہ ان امر کا انصاف کریں - ہمارا کام
فقط اطلاع کرنا ہے وزیر دریا سے حیرت میں ڈوب گئے کیونکہ وہ اسی خطرناک موقع پر حیلہ کرنے سے معذور
تھے - اسواسطے صلح کی طرف مائل ہوئے - اور تھوڑے غور و تامل کے بعد اونہوں نے کہا کہ میں نے
اس کا تصفیہ تمہاری رائے پر چھوڑا جو تمہاری رائے میں آئے سو کرو مرہٹوں نے کہا کہ اب
تم کو ایسا ہی کرنا چاہیے اور علی قلی خان کو افاغنہ کے لشکر میں بھیجنا چاہیے کہ وہ جا کر کہے
کہ وزیر بتعمیل حکم بادشاہ جنگ سے دست بردار ہوئے ہیں تم کو بھی لازم ہے کہ صلح کر لو احمد خان
کو کل ملک موروثی واپس دیا جاتا ہے اس شرط سے کہ اس کی عوض وہ تیس لاکھ روپیہ
بطور نذرانے کے داخل کرے - اور جب تک یہ روپیہ ادا نہو نصف ملک مکفول رہے یہ شرائط
وزیر نے منظور کیں - اور مرہٹوں نے کہا کہ کوئی معتمد آدمی علی قلی خان کے ساتھ ہو ملہار راؤ اور
آپا سیندھیا نے اپنے دیوان تانتیا گنگا دھر کو منتخب کیا - اور دونوں ایلچی روانہ ہوئے
وزیر سے پوشیدہ ملہار راؤ اور آپا سیندھیا نے تانتیا سے یہ کہہ دیا کہ تم محمد خان سے

موقع مناسب پر ہماری طرف سے کہہ دینا کہ جو جو شرائط علی قلی خان پیش کرے تم بلا رد و کد منظور
کر لینا کیونکہ اس وقت یہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور ہم تمھارے بہرحال ہوا خواہ ہیں اور اپنی
بیٹے کو ہماری ذمہ داری پر وزیر کے لشکر میں بھیج دو یہ دونوں بھائی انکے لشکر میں پہونچے علی
قلی خان نے کہا کہ ہم دونوں ایک ساتھ ملاقات کریں۔ مگر گنگا دھر نے کہا کہ تم آج ملاقات
کر لو میں کل جاؤنگا۔ علی قلی خان احمد خان کے پاس گیا اور ادھر ادھر کی باتوں کے بعد معاملے
کی گفتگو شروع ہوئی۔ علی قلی خان نے پیغام بیان کیا اور کہا کہ مرہٹوں کا وکیل گنگا دھر کل
حاضر ہوگا تانتیا دوسرے روز نواب احمد خان کے پاس گیا اور روہیلہ سردار طلب ہوئے ملا سردار خان
کی یہ رائے ہوئی کہ معاملہ ملھار راؤ اور آپا سیندھیا کی رائے پر چھوڑنا چاہیے اسپر احمد خان
راضی ہوا اور علی قلی خان اور تانتیا کو بلا بھیجا اور ان سے کہا کہ ہم ملھار راؤ اور آپا سیندھیا کو رضامند
رکھنے کے واسطے اپنا نصف ملک تا ادائے نذرانہ شاہی مکفول کرتے ہیں۔ اور شرائط مجوزہ سرداران
مرہٹہ کی قبولیت کا خط تحریر کر دیا یہ خط تانتیا کے حوالہ کیا ایک نقل یہ ہے کہ شرائط تانبے کے دو پتر پر
کندہ کی گئی تھیں جنکو احمد خان اور مرہٹوں نے باہم تبدیل کر لیا۔ معافی نواب احمد خان کے
بیٹے محمود خان کے نام سے تھی اور اقرار یہ تھا کہ جب تک خاندان بنگش کا ایک غلام تک بھی باقی
رہیگا ان سب محال میں مرہٹوں کی جانب سے کسی نوع کی دست اندازی نہ ہوگی اور محمود خان اور
حافظ رحمت خان مرہٹوں کے لشکر کو روانہ ہوئے اور جب انکے لشکر کے قریب پہنچے ملھار راؤ اور
آپا سیندھیا سوار ہو کر تھوڑی دور گئے اور محمود خان اور حافظ رحمت خان کو وزیر سے ملاقات
کرائی اور شرائط صلح کی تکمیل ہوگئی۔ یہ بیان آرون صاحب کی تاریخ کے مطابق ہے۔ پس
عالم شاہی کے مولف کا یہ کہنا کہ عہد نامے معاملے کا لکھا ہونا نہیں چاہتے تھے تا کہ ان ملکوں
میں کم سے کم اور مداخلت حاصل ہونے کا ذریعہ باقی رہے درست نہیں معلوم ہوتا۔ اور فرخ بخش
میں لکھا ہے کہ جب صفدر جنگ مع صلح کے لئے افغانوں کے پاس وکیل بھیجے تو حافظ رحمت خان
سید احمد عرف شاہ جی میاں والد سید معصوم کو جو بڑے نیک خصلت اور عقل و دانش میں
ارسطوئے زمانہ اور بہادری و مردانگی میں یگانہ اور افاغنہ کے پیرزادے تھے اور حضرت سید علی
بابا کی اولاد میں تھے جو سادات عمر بند میں سے ہیں۔ اور بریلی کے نو محلے والے سیدان
کے مورث اعلےٰ ہیں صفدر جنگ کے پاس بھیجا اور اسی بات پر صلح ہوگئی۔ کہ احمد خان پچاس
لاکھ روپے بابت خرچہ جنگ دے۔ چنانچہ احمد خان نے اسکی ادائی کے واسطے ایک

تمسک لکھدیا صفدر جنگ نے وہ تمسک عوض اوس روپئے کے مرہٹونکے حوالہ کردیا جو اونکو اس فوجکشی اور امداد کے عوض مین دینا ٹھیرا تہا اور عماد السعادت مین بیان کیا ہی کہ ملہار راو خود نواب احمد خان کے پاس گیا تہا اوسنے احمد خان سے کہا کہ مین تمھارے خیمے مین بیٹھا جاتا ہون تم بے اندیشہ وزیر کے پاس چلے جاؤ - احمد خان نے کہا کہ یہ صلاح دستورہ طفلانہ ہی مجھے پسند نہین - کیونکہ ہندوستان مین وزیر کے قوی دو ہی دشمن ہین ایک پٹھان دوسرے مرہٹے جب کہ مین وہان جاؤنگا اور وزیر نے مجھکو مروا ڈالا تو تم کہانڈے راو سے دست بردار ہو جانا انتہا یہ ہی کہ میرے تمھارے دو قطرہ منی ضایع ہو جاینگے مین اور تم دونون تو زندہ رہینگے ملہار راو نے یہ صلاح پسند کی اور اپنے بیٹے کہانڈے راو کو احمد خان کے خیمے مین بٹھا کر محمود خان کو وزیر کی پاس بھیجدیا میرے نزدیک اس واقعہ کے متعلق آروِن صاحب کا بیان زیادہ قابل لحاظ ہے اسلیئے کہ اونہون نے حسام الدین کی تاریخ سے لیا ہے اور وہ محاصرۂ الہ آباد و جنگ روہیلکھنڈ و محاصرۂ کماؤن کے موقعون پر احمد خان کے ساتھ موجود تہا اور اوس نے حالات بہت مفصل اور عجب اور چشم دید لکھے ہین - سیر المتاخرین مین ذکر کیا ہی کہ نواب علی محمد خان روہیلہ کے محالات بطور مالگذاری کے اونکی اولاد کو دیئے گئے - اور روہیلکھنڈ گزیٹیر مین بیان کیا ہی کہ اس عہدنامے پر صلح کی گئی کہ روہیلون کی جانب سے پچاس لاکھ روپئے ہرجہ جنگ کے ادا کئے جاوین - اور پانچ لاکھ روپیہ سالانہ خراج کے بدلے فیل و قال داخل کرتے رہین - اس عہدنامے پر حافظ رحمت خان و شیخ دوسرے رئیسون کے دستخط کیئے اور عہدنامہ مکمل ہوکر مرہٹون کے سپرد کیا گیا کیونکہ صفدر جنگ نے ہنگام فوجکشی اتنے روپیون کے دینے کا اونسے وعدہ کیا تہا مرہٹون کو یہ سند دیکر اقرار لیا گیا کہ بہنگام ضرورت بھر مدد دینا پڑے گی - مگر وہ اس بار ایسے کند راسے ہوتے معلوم ہوتے تھے کہ شاید دوبارہ روہیلکھنڈ کی جانب منہ نہ کرین عہدنامے کے مرتب ہو جانے کے بعد صفدر جنگ نے حافظ رحمت خان سے ایک اقرارنامہ اس مضمون کا لکھوایا کہ حافظ رحمت خان اور اونکی جانشین کبھی کسی وقت مین پرگنہ پورنپور اور سنبھا پر قبضہ نہ کرنے پامین اس عہدنامے پر دستخط ہونے کے بعد حافظ رحمت خان اور محمود خان پٹھانونکے مورچونکو واپس آئے اور صفدر جنگ کا مہری عہدنامہ لوگون کو دکھایا - دوسرے روز حافظ صاحب صفدر جنگ کے پاس گئے - اور اونسے کہا کہ اب یہان سے

لوٹ آیا تو کہانڈے راو تمہاری پاس پہونچ جاینگا اور اگر وزیر نے محمود خان کو قید کردیا یا مار ڈالا

کوچ کرنا چاہئے اونہون نے جواب دیا کہ ہم کل صبح کو یہان سے روانہ ہونگے اور تم کو
اپنے ساتھہ شاہجہانپور تک لیجاینگے اور کہا کہ احمد خان اور روہیلون سے کہدو کہ وہ ہمارے
لشکر کے کوچ سے دو دن بعد اپنے وطن کو روانہ ہون حافظ صاحب روہیلون کو مطمئن کر کے
دوسرے دن صبح کو چارسو جوانون کے ساتھہ صفدر جنگ کے لشکر مین آگئے - اوسی دن صفدر
جنگ کا کوچ شروع ہوا اور بعد چند روز کے وہ دریاے گنگا کے کنارے پر پہونچے اور
یہان اونہون نے ملہارراو اور آپاسیندیا کو قنوج جانے کا حکم دیا - خود محمود خان اور حافظ
رحمت خان کو لئے ہوے لکھنو کی طرف روانہ ہوے اننے صفدر جنگ نے کہا کہ جب معاملے
کی تکمیل ہوجائے گی مین تمکو رخصت کرونگا بموجب حکم کے مرہٹے دریاے گنگا کو عبور کر کے
قنوج مین مقیم ہوے - لیکن گنگا دہرسے دہہزار سوار کی محمود خان کے ساتھہ - وزیر کی روانگی کے
دو روز بعد نواب احمد خان اور نواب سعداللہ خان دامن کوہ سے نکل کر اوس مقام پر خیمہ زن ہوے
جہان وزیر کی فوج قایم تہی اور منزل بمنزل کوچ کر کے آنولے مین پہنچے - احمد خان چند روز یہان
مقام کر کے فرخ آباد کو چلا گیا - صفدر جنگ نے راہ مین حافظ صاحب کی بہت خاطر کی دونون
وقت انکو دعوت بہیجتے اور اکثر اپنے دسترخوان پر بھی شریک طعام کرتے اور کہتے تھے کہ مین نے
افغانستانیون مین ایسا لائق آدمی کبھی نہین دیکھا - جب شاہجہانپور پہونچے تو صفدر جنگ سے
حافظ صاحب نے رخصت چاہی کہا ابھی ٹھیرو - اور شاہجہانپور سے آگے کو روانہ ہوے -
اور نواب صفدر جنگ زیادہ مہربانی کرنے لگے اور راستے مین اونکو برادر کے لفظ کے ساتھ
مخاطب کرتے - اور بعد اس کے جب کبھی حافظ صاحب کو خط بھیجتے اوس مین یہی لفظ لکھتے لکھنو
مین پہونچکر وزیر نے حافظ صاحب اور محمود خان کو رخصت کیا محمود خان کو خلعت ہفت پارچہ عنایت
کیا بعد ازان اوس کے والد کا ملک بحال کر دیا - اور اوس کو قایم جنگ کا خطاب بھی دیا اور
حافظ رحمت خان کو بھی خلعت دیا جس کے ساتھ مین مالای مروارید اور جیغہ اور سرپیچ
مرصع اور شمشیر اور سپر اور گھوڑا زیور نقرئی کے ساتھ اور فیل سامان نقرئی اور زربفت کی جھول کے
ساتھ تھے محمود خان اور حافظ رحمت خان کو خلعت دینے کے بعد وزیر نے تانتیا کو سند اس بات
کی دی کہ تا ادای نذرانہ شاہی نواب احمد خان کے نصف ملک پر قبضہ کرے - کیونکہ صفدر جنگ مرہٹون
کے تیس لاکھہ روپیہ کے مقروض تھے - اور بعض کہتے ہین کہ اسی لاکھہ روپیہ کے اور یہ قرضہ بابت
اوس لڑائی کے تہا جو اونہون نے اس زمانے مین کی تھی بار اس قرضہ کا احمد خان کے دشمن

پر ڈالا گیا اور ادسکی ادا کی ضمانت کے واسطے منجملہ ۳۲ محال کے ملک فرخ آباد کے سارھے سولہا محال مرہٹون کے قبضے مین کردی گئی۔ صفدر جنگ کو بجز اس خوشی کے کہ اپنی دشمن کو تباہ کیا ہی اور کچھہ حاصل نہوا۔ محمود خان رتانبا رخصت ہوکر جانب فرخ آباد روانہ ہوئی۔ اور حافظ رحمت خان انولے کو چلے گئے عماد السعادت مین لکھا ہی کہ بھاؤنکے ممالک کی لوٹ سی مرہٹون کے ہاتھہ دو کرور روپئے لگے تھے اور کرور روپئے وزیر سی بابت مدد ہی جو ٹھہرے تھے وہ ملے اور پچاس لاکھہ روپئے وزیر نے انعام کے دئے اور پچاس لاکھہ ونیز بھاؤنے اینٹھے۔

صفدر جنگ کا جاوید خان خواجہ سرا کے ساتھہ دغا کرکے قتل کرڈالنا

سیر المتاخرین اور خزانہ عامرہ وغیرہ مین لکھاہے کہ احمد شاہ بادشاہ دہلی کو شاہ درانی کے حملے نے ہلادیا امرائے حضور نے صفدر جنگ کو کہ اپنی صوبہ اودھ مین تھے۔ نہایت الحاح سی متواتر تحریر کیا کہ ملہار راو ہلکرا ور سیندھیا کی فوج کو ساتھہ لیکر بہت جلد شاہ جہان آباد مین آجائین اور دشمن کی مدافعت مین کوشش کرین۔ وزیر لکھنو سی قنوج آئے اور وہان سی مرہٹون کو بہت سے روپئے کے وعدے پر ہمراہ لیکر براہ آمادہ دہلی کیطرف روانہ ہوے۔ مگر وہ ابھی دہلی نہ پہنچے تھے کہ احمد شاہ درانی پنجاب پر پورے قابض ہوگئی۔ اور اونہون نے ایک ایلچی اس غرض سی روانہ کیا کہ شاہ ہندوستان سی اس صوبے کو حسب ضابطہ حاصل کرین احمد شاہ درانی کی درخواست اوس نقصان کے خوف سے فی الفور منظور ہوگئی جس کو نادرشاہ کے ہاتھون سی اوٹھایا تھا اور ابتک اوسکی یاد باقی تھی اور جبکہ صفدر جنگ مرہٹون کو لیکر ماہ رجب ۱۱۶۵ہجری مین دلی پہنچے تو اونہون نے اس انتظام یعنی پنجاب کی تفویض کو کامل پایا اونہون نے پنجاب کی تفویض کو اپنی شکایت کا بہانہ ٹھیرایا جسکو بادشاہ کی بڑی بے عزتی کا باعث بتایاتہا۔ اور حقیقت مین ناراضی کے اسباب اور اور وجوہ تھے چنانچہ اونمین سی بڑی وجہ یہ تھی کہ جب وہ روہیلکھنڈ مین گئے تھے تو اون کا رعب وداب عین دربار مین جاوید خان نامی خواجہ سرا مخاطب بہ نواب بہادر کو حاصل ہوا تھا جسپر احمد شاہ اور اونکی ماں دونون نہایت مہربان تھے۔ صفدر جنگ نے آزردہ ہوکر کہلا بھیجا کہ ہم بلکہ موجب ملکانے

لکھے کے بہت سی روپیونکی وعدے پر ہمراہ لائے ہین اب اوس کا تقاضا ہے یکبارگی
کثرت بیدماغی سے شہر مین بھی نہ گھسے شہر کے باہر جمنا کے کنارے قیام گزین ہوئے ۔

سنہ ۱۱۶۴

امیرالامرا نواب غازی الدین خان فیروز جنگ خلف کلان نظام الملک آصف جاہ ۱۷ محرم
ہجری کو ناصر جنگ کے مارے جانے کی وجہ سی صوبہ دکن کی خدمت و سند کا مستدعی تھا
اور امراسے حضور بدون پیش کش کے منظور نہ کرتے تھے ۔ اب اس وقت مین اوس نے موقع
پاکر بادشاہ و امرا سے عرض کیا کہ اگر بلا پیش کش دکن کی صوبہ داری بندی کو عنایت ہو ۔
جسطرح سے ہو سکیگا ہلکر کو راضی کرلونگا بادشاہ و امرا نے بڑی خوشی سے قبول کیا ۔ اور صوبہ داری
دکن کی سند لکھدی ۔ فیروز جنگ اپنے بیٹے شہاب الدین خان کو جو عماد الملک کے نام سے
مشہور ہوا اور اس وقت اوسکی عمر سولہ سال کی تھی لیکر صفدر جنگ کے پاس آیا اور انکی
سپرد کر کے ماہ شعبان سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین خود دکن کو چلا گیا ہلکر کو ساتھ لیگیا بعد جانے
فیروز جنگ اور ہلکر کے وزیر الممالک غرہ رمضان سنہ مذکور کو داخل شہر ہوئے ۔
صفدر جنگ نواب بہادر جاوید خان کے اقتدار سی نہایت آزردہ تھے خاصکر اپنی آزردگی کا
یہ بہانہ قایم کیا تھا کہ اس شخص نے ابدالی سی صلح کرلی اور بادشاہ سی لاہور و ملتان اونکو دلادیا
اور منجملہ وجوہ کبیدگی کے ایک وجہ یہ بھی تھی کہ بادشاہ نے نواب بہادر اور اپنی والدہ کی
ترغیب سے اپنے ماموں مان خان قوال کو ششش ہزاری منصب اور معتقد الدولہ بہادر خطاب
عطا کیا اور اسباب امارت عمدۃ الملک کی حویلی سے مرحمت کیا اوسنے اس عروج کو پہونچکر
امراکی ہمسری شروع کی وزیر الممالک اس بات سی نہایت دلتنگ ہوئے ۔ اور نواب بہادر
کی طرف سے دل مین بہت بغض رکھنے لگے گو ظاہر مین اوسکی خاطر کرتے تھے ۔ نواب بہادر
امورات سلطنت پر بالکل مسلط تھا بادشاہ کے زبانی احکام وہی جاری کرتا تھا ۔ انھین
دنون عبدالمجید خان مجد الدولہ دیوان خالصہ مرگیا ۔ نواب بہادر نے چاہا کہ اوس کا مال
و اسباب ضبط سرکار ہو جاوے وزیر کی مرضی تھی کہ اس بارے مین معافی کا حکم جاری ہو اس
معاملے مین گفتگو نے بہت طول پکڑا اور اوس کا گھر ضبط ہو گیا ۔ اور نفاق و غبار دونون
کے دلومین اب بہت بڑھ گیا ۔ صفدر جنگ نے جبکہ یہ سوچا کہ میری موجودگی پر بھی میری
بات نہ سنبھلی تو اونہون نے وہ بڑی طرز اختیار کی جو دلی کے گلی کوچون مین خشت ازبام

ہوگئی یعنی اونہون نے نواب بہادر کو قتل کر لینے کی ٹھان لی[۱] تاریخ مظفری مین لکھا ہی
کہ صفدر جنگ نے اپنے اس ارادے کی تکمیل کے لئے اول سورج مل جاٹ کو بھاری فوج
کے ساتھ ممالک محروسہ کا بندوبست کرنے کے حیلے سے اپنے پاس بلایا اس غرض سے کہ اگر
کوئی بادشاہی ملازم یا نواب بہادر کا رفیق شورش کرے تو راجہ اوس کا تدارک کرے بعد اسکے
نواب بہادر کو پیام مع آزردگی کا دیکر اوس کے دل کو فی الجملہ اپنی طرف سے مطمئن کر لیا جب
اوس کو اسطرح غفلت مین ڈالدیا تو بتقریب تصفیہ دعوت کے لئے اوسکو اپنے گھر بلایا اور یہ
دعوت ۲۷[۲] شوال یوم جمعرات سنہ ۱۱۶۵ ہجری کو دارا شکوہ کی حویلی مین مچھی بہون نامی مکان
مین ترتیب دی وزیر نے اپنے معتمدون کو اس حویلی مین احتیاطاً جا بجا متعین کر دیا اور اندر اور
باہر اپنے آدمیون کو شال بندھوا کر کھڑا کر دیا ۔ اور بڑی تیاری کی ۔ نواب بہادر نے اس
تیاری کو اپنی نہایت خاطر داری پر حمل کیا اور وقت پر جانے کو تیار ہوا بعض دوستون نے
منع کیا ۔ اوس نے کسی کا کہا نہ مانا ۔ اور بے تامل سوار ہو کر وزیر کے گھر پہنچا وزیر نے چند
قدم پیشوائی کر کے کمال گرمجوشی ظاہر کی اور پر تکلف کھانا کھلایا بعد فراغت طعام کے وزیر
اوس کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر امور ملکی مین مشورے کے بہانے سے خلوت مین گئے بعض نے
یہان تہ خانہ لکھا ہی جون ہی کہ پردہ اوٹھایا اور اندر قدم رکھا وزیر اول دو ہی حرف کنائے
کے زبان پر لائے ۔ اور پھر نواب بہادر کو بادشاہی معاملات مین خلل دینے پر چند باتین سختی سے
کہکر ابھی نہ سمجھے بھی نہ تھے کہ اپنے زنانہ مین رفع حاجت کے بہانے سے[۳] چلے گئے اوسوقت
علی بیگ خان اور دوسرے مغل اندر آئے اور نواب بہادر کو علی بیگ خان قلمقچی[۴] نے
جس کا خطاب شہناب جنگ ہے چھری سے ہلاک کیا ۔ اور سر کاٹ کر دروازے کے باہر ڈالدیا ۔ اوسکی
سواری کی جلو کے سوار و پیادے یہ حال دیکھکر بھاگ گئے ۔ اور دو تین دن کے بعد اوسکی لاش
وزیر کے حکم سے متصل روضۂ مقدس حضرت شاہ مردان جہان اونکے پنجۂ مبارک کا نقش تھا
دفن کر دیگئی[۵] ۔ اور فرح بخش مین لکھا ہی کہ نواب بہادر کا سر کاٹ کر دریائے جمنا مین پھینکدیا
جو جوہلی کے تلے بہتا ہے ۔ مرآت آفتاب نما مین اس واقعہ کا مادۂ تاریخ فساد عظیم لکھا ہی
اور ہم سابق اسی بیان کر چکے ہین کہ طبقات الشعرا مین یہ مادہ افاغنہ کی کوہ کماؤن مین پناہ
لینے کی تاریخ بتایا ہے ۔ بہرصورت دونون ایک ہی سال کے حادثے ہین اس لئے

[۱] دیکھو مرات آفتاب نما ۱۲ [۲] دیکھو فرح بخش ۲، [۳] دیکھو تاریخ مظفری ۲، [۴] ۔ [۵] مرآۃ آفتاب نما

فساد عظیم دونون کی تاریخ ہو سکتا ہی۔ صفدر جنگ کے اس فعل سے بادشاہ دل مین بہت برہم ہوئے مگر بظاہر کوئی خفگی ظاہر نہ کی بلکہ زیادہ عزت کرنے لگے اور موقع کے منتظر تھے لیکن جبکہ نواب قدسیہ بیگم والدہ بادشاہ نے نواب بہادر کے قتل پر ناخوشی ظاہر کی تو صفدر جنگ نے کہلا بھیجا کہ اس معاملہ مین میرا کوئی قصور نہین حکیم عبدالشافی خان نے بادشاہ کا یہ پیام مجھے دیا تھا کہ جاوید خان کا دفع اور قتل کرنا بہتر ہے۔ اونھون نے حکیم عبدالشافی کو علیحدہ کر دیا اور حکیم اکمل خان کو معالج قرار دیا۔

فیروزجنگ کی وفات کے بعد نواب صفدرجنگ کا اوسکے بیٹے کو امیرالامرائی کا منصب دلانا اور ضبطی سے اوسکے گھربار کو بچانا

فیروزجنگ آخر ذی القعدہ سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین اورنگ آباد پہونچگیا اور ۲۔ ذی الحجہ سنہ مذکور کو دکن ہی مین مرگ مفاجات سے مرگیا اوسکی تابوت کو اوسکے رفقا نے دہلی مین پہونچایا اور اوسکا متروکہ نقد وجنس جو کروڑ روپئے سے زیادہ کا سمجھا گیا تھا اوس کے بیٹے شہاب الدین خان کے حوالے کردیا۔ شہاب الدین خان کا باپ جب سے کہ دکن ہوا تھا وہ صفدرجنگ کے حضور مین حاضر ہوا کرتا تھا۔ اور اپنی حقیقی ماموان انتظام الدولہ خان خانان سے زیادہ تعلق نہین رکھتا تھا اس لئے سے صفدرجنگ کے دل مین شہاب الدین خان کیطرف سے بہت گنجایش ہو گئی تھی۔ اور اوس پر نہایت مہربانی کرتے تھے۔ فیروزجنگ کے واقعہ وفات کے بعد انتظام الدولہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ شہاب الدین کو قید کر کے اوس کا گھر ضبط کرلین بادشاہ بھی اس صلاح پر آمادہ ہوگئے۔ ناقبت محمود خان کشمیری شہاب الدین خان کا اتالیق جلدی سے راجہ لچھمی نراین کے پاس آیا اور بادشاہ کے ارادہ سے باغوائے انتظام الدولہ واقف کیا اوسنے صلاح دی کہ شہاب الدین کے لئے یہی بہتر ہے کہ وزیرالممالک صفدرجنگ کی خدمت مین پہونچکر تمام حال اونسے عرض کرے یقین کلی ہے کہ وہ بخوبی تدارک کرینگے مین یہان سے دربار کو جاتا ہون۔ تم اودھر اوسے لیکر آؤ۔ ناقبت محمود خان شہاب الدین کو ساتھ لیکر صفدرجنگ کے دربار مین گیا۔ اور لچھمی نراین بھی وہان پہونچگیا جب شہاب یہان آیا تو صفدرجنگ نے اپنی عدم حاضری کیطرف تعزیت کے لئے عذر بیان کرنا شروع کیا۔ شہاب الدین نے کہا کہ مین خود آپکے

پاس تعزیت کے لئے حاضر ہوا ہون - کیونکہ آپکے بہائی نے قضا کی ہوا اس کے کہ میرا غمخوار مرگیا مجہے کوئی اور غم نہین - آپ کو خدا سلامت رکہی آپ میرے مربی موجود ہین - نواب کی آنکہون سی آنسو ٹپک پڑے اور شہاب الدین کو گلے سے لگاکر تسلی کی اور فرمایا تم اطمینان سے اپنی حویلی مین بیٹہے رہو مین تم کو شجاع الدولہ سے زیادہ سمجہونگا ایک آنکہ میری تم ہو اور دوسری شجاع الدولہ - یہ بات کہکر شہاب الدین کو رخصت کردیا اور خود سوار ہوکر بادشاہ کیخدمت مین پہنچے اور عرض کیا کہ آصف جاہ نے محمد شاہ کے عہد مین خدمات نمایان کی ہین اور غیروز جنگ بہی ہمیشہ مراسم غلامی بجالاتا تہا - اب شہاب الدین اوس کا بیٹا بہی اس بات کا امیدوار ہے کہ اپنے باپ دادا کی طرح حضور کے سایہ مرحمت مین پرورش پاکر خدمات انجام دے - پس حضور کی شان کے شایان یہ امر ہے کہ اوس کو خلعت میر بخشی گری اور خطاب امیر الامرائی مرحمت کیا جاوے - بادشاہ غضبناک ہوکر کہنے لگے کہ تمکو یہ نہین معلوم کہ یہ لوگ سلطنت کے مخرب ہین اونہون نے سلطنت کے برنے ڈہیلے کرنا چاہے تہے - ہماری خواہش ہی کہ شجاع الدولہ کو خلعت میر بخشی گری دیا جائے تم ہمارے خیرخواہ ہوکے ہماری رضا کے خلاف یہ بات کیون عرض کی صفدر جنگ نے کہا میری کیا مجال تہی کہ حضور کی مرضی کے خلاف کوئی بات عرض کرتا لیکن کیا کرون کہ میر شہاب الدین کا باپ دکن کی روانگی کے وقت اوس کو مجہ کو سونپ کر روانہ ہوا تہا - اور فدوی نے اوسکو اپنا فرزند قرار دیا ہے مجہی یقین ہے کہ تمام تفضلات شجاع الدولہ حال بر میری خاطر سے ہین اسلئے امید وار ہون کہ میر مذکور کو بہی غلام کا فرزند تصور کرکے خلعت میر بخشی گری عطا ہوجائے بادشاہ نے صفدر جنگ کی خاطر سے خلعت امیر الامرائی اوسکو مرحمت کیا - اور تواریخ مین یہانتک مذکور ہی کہ نواب شجاع الدولہ کی مان شہاب الدین کو گہر مین طلب کرکے اوس سی پردہ نہین کرتی تہی -

صفدر جنگ کا انتظام الدولہ کو فریب سے قتل کرنے کی کوشش مین کامیاب نہونا بادشاہ کا صفدر جنگ سے تو بچالنے کیخدمت نکال لینا - بادشاہ او صفدر جنگ مین علانیہ مخالفت ہونا

صفدر جنگ جاوید خان کے مارڈالنے اور فیروز جنگ کے دکن کو جانے اور دو نامبر تسلط

حاصل کر لینے کی وجہ سے دل مین بہت دغدغہ رکہتے تھے - مگر جبکہ فیروز جنگ کا انتقال ہو گیا تو وزیر کو فی الجملہ اطمینان حاصل ہوا - مگر انتظام الدولہ خانخانان خلف قمرالدین خان وزیر محمد شاہ کو جو اقتدار دربار شاہی مین حاصل تہا اوسکی نظرون مین کھٹکتا تھا صفدر جنگ اس فکر مین پڑے کہ انتظام الدولہ کو بھی چمن سے اوکھاڑ دینا چاہیے اور یہ سمجھکر اونہون نے انتظام الدولہ کو غفلت مین ڈالکر انجام دینا چاہا - اور اوسکی رضاجوئی کر کے یہ پیام دیا کہ مجھہ سے تنہا سلطنت کا بار عظیم نہین اوٹھہ سکیگا جب تک کوئی لائق فائق تمھاری طرح آدمی مدد نہ کر ارہے - تم میرے گھر کو اپنا گھر تصور کر کے بے تکلف یہان آؤ اور ہماری شریک ہوکر سلطنت کے کامون کا بوجھہ اوٹھاؤ - انتظام الدولہ نے بھی جواب باصواب مناسب حال کہلا بھیجا اور اس بات کی تحریک کی بنیاد اصل مین یہ تھی کہ نواب بہادر کے مارے جانے کے بعد بادشاہ دیکھ اسوقت سے دل متنفر ہو گئے تھے اور اونکی توجہ انتظام الدولہ کیطرف تھی - اور یہ چاہتے تھے کہ صفدر جنگ سے کام نکالکر اوسکی سپرد کئے جائین حالانکہ اس وقت مین انتظام الدولہ نے چوکی بیٹنے کا بہانہ لیکر دربار کی آمد و رفت کم کر دی تھی اس خیال سے کہ تمام قلعہ مین وزیر کا انتظام تہا - بادشاہ ایکدن اپنے جلسے مین یہ کہہ بیٹھے کہ غسلخانے اور دیوانخانے کی خدمت دوسرے خانہ زادون کا حق ہے وزیرالممالک کے لیئے دیوان کل و منصب وزارت کم نہین یہ جزوی کام وزارت کے علاوہ اونکے پاس رہنا مناسب نہین بادشاہ کی یہ تقریر وزیر تک پہنچگئی اور اوس دن سے اون کے مزاج مین بڑا خلل پیدا ہو گیا آخر کار بادشاہ نے اپنی والدہ اور انتظام الدولہ اور شہاب الدین خان کے مشورے سے صفدر جنگ کو پیام دیا کہ توپخانہ اور غسلخانہ ہمارے اختیار پر چھوڑو کار وزارت اپنے متعلق رکھو - صفدر جنگ نے بادشاہ کے تیور بدلے ہوئے دیکھہ کر دربار کی آمد و رفت موقوف کر دی احمد شاہ نے تالیف قلب کے لئے دلجوئی کی اور ایکمرتبہ اونکی حویلی پر جا کر عذر خواہ ہوئے - مگر کچھہ مفید نہوا - وزیر نے اپنے کام کی سرسبزی کی تجویز ان دو باتون مین سوچی کہ یا تو انتظام الدولہ کو عدم آباد بھیجدیا جاوے یا اوسکو اپنے ساتھہ موافق کر لیا جاوے ایکدن انتظام الدولہ صفدر جنگ کے گھر پر جانے کو تیار ہوا مگر یعقوب خان کا انتظار رہا یہ یعقوب خان اوس حیدر بیگ خان کا بیٹا تھا جسنے امیرالامرا حسین علی خان کو سعادت خان برہان الملک کے ایما سے قتل کیا تہا یعقوب خان آیا اور تہوڑی سی دیر بیٹہہ کر فوراً اوٹھہ کھڑا ہوا اور اپنی

گہر جانے کے لئے اجازت مانگی انتظام الدولہ اس بات سے متعجب ہوا اور کہا کہ آج ہم وزیر کے
ہان جانے کا ارادہ رکہتے ہین تم کسوجہ سے جلدی رخصت چاہتے ہو اوسنے
جواب دیا کہ وہان کئی ہزار تیغ و خنجر آپکے انتظار مین ہین جون ہی آپ وہان گئے وہ معاملہ آپ کے
ساتھ بھی ہوگا جو نواب بہادر کے ساتھ ظہور مین آیا - جب تک کہ آپ کا بندوبست تہو جائے
وہان جانا ہرگز مناسب نہین اس بات نے انتظام الدولہ کے ذہن مین بہت تاثیر کی اور وزیر کے
گہر جانے کا ارادہ فسخ کیا اور وزیر کی خدمت مین عذر کہلا بہیجا وزیر کو اسوجہ سے اصرار پیدا ہوگیا
اور اونہون نے مکرر پیام دیا کہ آپ ضرور آئیے اور ایسے پیام و سلام کی کئی دن تک
گرما گرمی رہی آخر وزیر نے علی قلی خان چہنگا کو کہ مرد دانا اور شیرین تقریر تہا اس بات پر
مقرر کیا کہ جیسے اپنے انتظام الدولہ کو بہلا کر اون کے یہان لاوے - جبکہ اوسکی فقرہ پردازی نے
بہی کام نہ دیا اور انتظام الدولہ وزیر کے ہان جانے پر آمادہ نہوا - تو عماد الملک میر بخشی
کو جو انتظام الدولہ کا بہانجا تہا وزیر نے انتظام الدولہ کے پاس بہیجا کہ تم اپنے ماموں کا اطمینان
کر کے یہان لاؤ مغرب کا وقت تہا کہ عماد الملک انتظام الدولہ کے گہر پر پہنچا دونون ماموں
بہانجون مین مشورہ ہو کر ایک معذرت نامہ انتظام الدولہ نے وزیر کو لطائف الحیل کے ساتھ لکہہ کر
بہجوا دیا - اب انتظام الدولہ نے وزیر کے شر سے بچنے کے لئے یہ تدبیر سوچی کہ اپنے ایک
خواجہ سرا کو جو دو ہزار پیادہ سوار کا افسر تہا ایک عرضی بادشاہ کے لئے دی جس کا مضمون یہ تہا
کہ آج شب کو حضور کی خدمت مبارک مین کچہہ گذارش کرنا ہے امید وار ہون کہ تسبیح خانے
مین حاضر ہو جانے کی اجازت ہو جائے قدیم سے یہ دستور تہا کہ جب امرا کی رخصت
ہو جاتے پہر اگر کسی کو ضرورت قلعہ مین حاضری کی پیش آتی تو قلعہ دار سے کہتا - اور وہ
اول عرضی اوس شخص کے اندر آنے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے بادشاہ کو پیش
کرتا اگر اجازت ہو جاتی تو ایک یا دو آدمیون کے ساتھ اوسکو قلعہ کے اندر بلایا جاتا
اسوقت مین موسی خان چارسو آدمیون کے ساتھ وزیر کی جانب سے قلعہ مین نائب تہا - اور وہ
اس قاعدہ سے ناواقف تہا اوس نے بغیر عرض کرنے اور اجازت لینے کے خواجہ سرا کے لئے
قلعہ کا دروازہ کہولدیا - اور وہ تمام ہمراہیون کے ساتہہ قلعے کے اندر گہس گیا - دربار مین جسقدر خواجہ سرا
اور خدمتگار اور ناظر حاضر تہے اونہون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ آجتک ایسی
گستاخی کبہی نہین ہوئی - کہ کوئی بغیر اجازت اقدس کے قلعہ مین قدم رکہہ سکے

اس وجہ سے بادشاہ کو بہت غصہ آیا اور حکم دیا کہ انتظام الدولہ کے خواجہ سرا اور وزیر کے
نائب کو یہاں سے مار کر نکال دو اور کوئی خدمت سپرد نہ کرو بادشاہی نوکر قلعہ وانکی مداخلت سے
بجد تنگ تھے اونہوں نے اس حکم کو بہت غنیمت جانا اور صفدر جنگ کے نوکرون کو
مع قلعہ دار کے قلعہ سے نکالدیا اون کا کوئی آدمی قلعہ مین باقی نرہا جبکہ یہ سانحہ شہر مین مشہور ہوا
تو ہرایک منصبدار اور بادشاہی اسیر تیار ہوکر قلعہ مین آگیا یہانتک کہ ایک بھاری جمعیت
اوسی رات قلعہ مین فراہم ہوگئی اور قلعہ کے دروازون کا انتظام کرلیا صفدر جنگ کو اس وجہ سے
بہت ملال ہوا۔ دو تین دن تک یہ خبر شہر مین اوڑتی رہی کہ صفدر جنگ انتظام الدولہ کی
حویلی پر حملہ کریگا اور اونکی دروازہ پر صبح سے شام تک سپاہ ہنگامہ آرائی کے لئے جمع رہتی تھی
اس عرصے مین انتظام الدولہ کی حویلی پر بہت سی ہوا خواہ جمع ہوگئی اور منصبدارون کی
ایک بھاری جماعت قلعہ شاہی کی حفاظت کے لئے بھی تیار ہوگئی اس لئے اب حملہ کرنا صفدر
جنگ کے قابو مین نرہا۔ یہ بیان تاریخ مظفری کے موافق ہے۔ اور عالمشاہی مین یون
لکھا ہے کہ ایک دن آدھی رات کے وقت صفدر جنگ نے تمکین خواجہ سرا کو مسلح جماعت کے
ساتھ قلعہ مین بھیجا اوس نے نواب ناظر روز افزون خانسے کہا کہ اس وقت ایک ضروری بات
بالمشافہ عرض کرنا ہے نواب ناظر نے فراست سے اوسکے ارادہ فاسد کو تاڑلیا۔ اور جواب دیا کہ ہم
غلامون کو ایسے بے وقت بادشاہ کو تکلیف دینے کی مجال نہین دونون مین سخت کلامی اور حجت ہوئی
نواب ناظر نے اپنی ہمراہیون کو حکم دیا انہون نے تمکین کو مع اوسکی جمعیت کے دیوان خانے سے
نکالدیا صبح کو یہ بات تمام مین پھیل گئی۔ بادشاہ نے دیوان عام مین آکر دربار کیا۔ اور حکم دیا کہ
صفدر جنگ کے آدمیون کو یہان سے نکالدو۔ چنانچہ تعمیل ہوئی۔ مآثرالامرا مین لکھا ہے کہ وزیر
خود دوسرے دن بادشاہ کی خدمت مین بحالی سر آتشی کی خدمت کے لئے گئے۔ اور
بہت اصرار کیا۔ مگر بادشاہ نے نہ مانا اور فرمایا کہ دوسرا تعلقہ جا ہوا اور وہ کام خاندوران کے
بیٹے کے سپرد کردیا۔ اور سیرالمتاخرین وغیرہ مین صفدر جنگ کے آدمیون کے قلعہ مین سے
نکالنے کو دوسرے طور پر بیان کیا ہے جسکا حال آگے چلکر معلوم ہوگا۔ اس مین شک نہین کہ بادشاہ
اور صفدر جنگ مین کئی مہینے تک سوال و جواب ہوتے رہے۔ ماہ جمادی الآخری سنہ ۱۱۶۶
ہجری سے کدورت ظاہر ہونے لگی جب چھ مہینے اس سال کے گذری تو طرح طرح کے حادثے
ظہور پکڑنے لگے صفدر جنگ اس منصوبے مین تھے کہ کوئی چال چلیں۔ کیونکہ بادشاہ سے

معاقل ہونا مناسب جانتے تھے اور اپنی زندگی بھی دشمنوں میں مشکل خیال کرتے تھے ۔
عماد الملک بھی اس وقت میں انتظام الدولہ کے بھڑون میں گھس گیا۔ وزیر سے آنکھ چرالی ۔
حقیقت[۱] یہ ہی کہ وزیر موصوف جرأت وعقل نہیں رکھتے تھے اور نہ اونکی پاس اچھے صلاح کار تھے
ورنہ عماد الملک اور انتظام الدولہ کو پکڑ لانا کچھ دشوار نہ تہا لیکن تقدیر نے تو آنکھیں باندھی
کردی تھین اس سے بیشتر تم پڑھ چکے ہو کہ جب عماد الملک کا باپ دکن مین مرگیا تو صفدر
جنگ نے اوسکی مدد کرکے بادشاہ سے اوسکو موروثی امیر الامرائی دلادی اور اوسنے اس وقت
مین صفدر جنگ سے دغا کی ابو المنصور خان نے اس موقع پر بہت افسوس کی ساتھ یہ مصرع پڑہا[۲]
طفل دامنگیر آخر گریبان گیر شد * وزیر کی مخالفون نے بادشاہ کی یہ بات ذہن نشین کردی
کہ صفدر جنگ کا ارادہ ہی کہ سلطان بلند اختر برادر کوچک محمد شاہ کو کہ اون کا ہم مذہب ہی تخت پر
بٹھائین اسلئے بادشاہ نی چاہا کہ میر آتشی کی خدمت اوسکی نکالین یہ بات صفدر جنگ کو
پسند نہ آئی اور اونہون نے تعمیل نہ کی بادشاہ نے ایک رات خواجہ سراون اور انتظام الدولہ
و عماد الملک کے مشورے سے ایک شقہ خاص وزیر کی نام لکھا۔ نائب توپخانہ کو جو وزیر کی طرف سے
مقرر تہا طلب کرکے دیا اور فرمایا کہ وزیر کو یہ شقہ بھیج دو اور زبانی بھی یہ یہ باتین اوسکو
کہو اوس نے جانے سے عذر کیا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ضروری امر ہے وہ بے عقل شقہ
لیکر قلعہ سے نکلا۔ اوسیوقت بادشاہ نے اپنے آدمیون کو حکم دیا کہ قلعہ کے دروازے
بند کردین اور وزیر کے آدمیون کو یہان سے نکالدین حسب الحکم تعمیل ہوئی صبح کو قلعہ کے برجون پر
توپین چڑہادین اور دارا شکوہ کی حویلی کی طرف نشانہ باندھکر آتشباری پر آمادہ ہوئے
وزیر لاچار ہوکر بعد سوال وجواب کے اوس حویلی سے نکلکر اپنی حویلی مین جو قلعہ سی دور تھی
چلے گئے اور چند روز متامل رہے جب اونہون نے دیکھا کہ معاملہ قابو کا نہین رہا۔ اور
بادشاہ کے ساتھ جنگ کرنے مین بدنامی و نمک حرامی کا شہرہ ہوگا۔ اسلئے اپنے
صوبجات کو رخصت چاہی۔ احمد شاہ نے منظور نہ کیا۔ آخر صفدر جنگ نے دہلی سے نکلکر شہر سے
دو کوس پر قیام کیا۔ اس ارادے سے کہ بے جنگ وپیکار اپنی صوبون کو چلے جائین۔ واقعی یہ رائے
اونکی نہایت عمدہ تہی مگر امرا فتنہ جو نے خیالات فاسد اونکے ذہن نشین کرکے آمادہ جنگ کردیا۔ لیکن فرح بخش

---

[۱] بہ قول مولف سیر المتاخرین کا ہی ۱۲ [۲] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

مین لکھا ہے کہ بادشاہ نے خود صفدر جنگ کو اونکی صوبون کو چلے جانے کا حکم دیا اونکی
خواہش یہ تھی کہ دہلی مین رہکر مہمات سرانجام دین اسلئے باربرداری ہنونے کا عذر کیا بادشاہ نے
اپنے ہان سے دیتا اور جنگ کے بھی دلوا دے - نواب صفدر جنگ مع عیال و اطفال اور سامان
وغیرہ کے دہلی سے نکلکر ٹھہر گئے کہنے لگے جہان سے کوچ ہونا تھا آسکے بادشاہ نے خفگی کی وجہ سے
مجہ آبھی معاف فرمایا - اور اپنے پاس نہین بلایا - اسوجہ سے صفدر جنگ کی بہت تحقیر ہوئی اور
مجبور ہوکے کورنش تسلیمات کرکے خضرآباد مین پڑاؤ ڈالا - چارگلشن محمد شاہی سے یہ ثابت ہوتا ہے
کہ بادشاہ نے صفدر جنگ کو حکم دیا تھا کہ اپنی طرف سے کسی پر نیابت وزارت مقرر کرکے اودہ
کو چلے جاؤ صفدر جنگ نے حکم کی تعمیل کی اور شہر کے باہر جاکے ٹھہرے مگر کئی روز وہین
چلے گئے بادشاہ کے ہان سے اونکو تاکید پر تاکید کی گئی - کہ جلدی روانہ ہون - اور اونکی بابت
کئی سزاول مقرر کئے گئے کہ ایک دو منزل آگے کو اونکا کوچ کرادین - اور تاریخ مظفری مین یون
لکھا ہے کہ جبکہ صفدر جنگ نے بادشاہ کو عرضی لکھکر اجازت چاہی کہ مجکو میرے صوبون کو جانیکی رخصت
عطا ہوجاے تو بادشاہ نے یہ حکم لکھا کہ وزیر الممالک بہادر غبار ملال خاطر کے رفع کرنے کے لئے
کچھ دنون کے واسطے چلے جائین - بعد درست ہونے مزاج کے جلدی حضور مین حاضر ہون -
صفدر جنگ کو صاف جواب ہوجانے کی توقع نہ تھی - اس حکم کو پڑھکر دوسرے روز تیاری
کرکے حویلی سے سوار ہوئے - اور دریا کے کنارے کی طرف چلے جبکہ قلعہ شاہی کے مقابل
پہنچے سواری سے اوترکر آداب بجالائے - اوسوقت تھوڑا سا ترشح ہو رہا تھا - صفدر جنگ کی
آنکھون سے آنسو نکل پڑے اور آگے کو روانہ ہوئے اوسدن اکثر منجم کہتے تھے کہ صفدر جنگ
جو جاتے ہین پہر نہین لوٹینگے - اور بادشاہ کے حق مین اون کا جانا بہتر نہوگا - بے شک
یہ حکم اونکا بہت درست نکلا جس کا پھل آخرکار بادشاہ نے پُرا پایا - صفدر جنگ شہر سے
نکلکر دو تین دن اس انتظار مین رہے کہ بادشاہ پہر بلالین شہر کے آس پاس رہے - کبھی سیدھی
طرف سے اولٹی طرف جاتے کبھی اولٹی طرف سے سیدھی طرف چلے آتے انتظام الدولہ
خانخانان اور شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدین خان نے برجون اور شہرپناہ کو
خوب مضبوط کرلیا - اور جنگی تیاری استحکام کو پہنچادی - جبکہ صفدر جنگ کو یہ خوب
یقین ہوگیا کہ یہ دونون گھبر میرے کام کے خراب کرنے کے درپے ہین اور اپنی بساط کے
موافق جھگڑا بڑھانے مین قصور نکرین گے - تو وہ بھی لڑائی کے لئے آمادہ ہوگئے -

مرات آفتاب نما مین بیان کیا ہے کہ جبکہ بادشاہ نے صفدر جنگ سے خدمت میر آتشی کا نکالنا چاہا تو اونہون نے اس امر کو ناپسند کر کے رخصت کی درخواست کی کہ مین صوبہ اودھ کو جانا چاہتا ہون وہان کا بندوبست کرونگا۔ خود بادشاہ اور صفدر جنگ کے دشمنون نے یہ بات مغتنمات اور فتوحات غیبی سے تصور کی اور جلد خلعت رخصت اونکی حویلی پر بہیجدیا۔ اونہون نے باہر جانا مناسب نہ تصور کیا اور شہر مین ٹہیر رہے۔ بادشاہ نے تقاضا شروع کیا کہ اپنے صوبجات کو جاوین۔ جبکہ طرفین کی کدورت بر ملا ہوئی۔ وزیر نے اس خوف سے کہ مبادا امرائے تورانی بادشاہ کے اتفاق سے اور عوام شہر مجھکو لوٹ لین اپنا اسباب اور سامان لیکر اسمٰعیل خان کے باغ مین تال کٹورہ اور مقام خضر آباد تک مقام کیا اور یہ توقف اسواسطے تہا کہ سورج مل جاٹ آجاوے۔ وقائع راجپوتانہ مین مذکور ہی کہ صفدر جنگ نے لڑائی کے ارادے سے شہر [illegible] فوج طلب کی اور کنور سورج مل کو بلایا اوس نے مع لالہ جواہر سنگہ کے جمعیت پندرہ ہزار سوار کے [illegible] سے کوچ کر کے فریدآباد مین ڈیرہ کیا۔ مرات آفتاب نما مین لکہا ہی کہ جب سورج مل آگیا تو صفدر جنگ نے بادشاہ سے عرض کرایا کہ شہاب الدین اور انتظام الدولہ کو حضور میرے حوالے فرماوین اور نواب قدسیہ کو کہدین کہ وہ قلعہ سے نکلکر جعفر خان کی حویلی مین سکونت اختیار کرین اسلئے کہ صفدر جنگ کو یقین کلی تہا کہ انتظام الدولہ نے سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین عید الضحیٰ کے دن مقام نگمود کے پاس گولیان لگوائی تہین۔ اور قدسیہ بیگم جاوید خان کے مارے جانے سے میری دشمن جان ہین۔ اور شہاب الدین خان میر بخشی سے اسلئے رنج تہا کہ جب اوس کا باپ غازی الدین خان مرا تو وزیر نے بادشاہ سے مکابرہ اور معارضہ کر کے اوسکی حویلی اور جاگیر کو ضبطی سے بچایا۔ اور باوجود صغر سنی کے خدمت میر بخشی گری کی دلوائی۔ اور علاوہ اسکے بیٹا بنایا تمام معاملات مین اوسکی حامی رہے۔ اب وہ وزیر کی طرفداری نہین کرتا تہا۔ بادشاہ کا شریک تہا۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ پہلے تم صوبہ کو جانے کی رخصت لیکر گئے تہے۔ اور اب جاٹ کی پشت گرمی سے اس قسم کی باتین کرتے ہو۔

صفدر جنگ اور بادشاہ مین جنگ

فرح بخش مین ہی کہ نواب سادات خان ذوالفقار جنگ جو ایک عرصہ سے جاوید خان کی وجہ سے بادشاہ کے حضور سے معاتب تہا اور اوسکی جاگیر ضبط ہوگئی تہی۔ منصب چہین لیا۔

گیا تہا - اور بادشاہ نے اوسکو سلام و مجرے سے محروم کردیا تہا - اب بادشاہ نے اپنی والدہ
ملکہ زمانی اور صاحبہ محل[1] کو سادات خان کے پاس جو موری دروازے کی حویلی مین مقیم تہا بہیجکر
اگلی گذری ہوئی باتون سے معذرت چاہی اور کہلایا کہ سابق کی بے توجہی خاوید خان کے اغوا
سے تہی اوسے اپنے پاس بلایا جب وہ بادشاہ کے پاس گیا تو تخت سے اوترکر گلے سے لگایا اور
بدستور سابق منصب و جاگیر بحال کی اور حکم دیا کہ سپاہ جمع کرو تاکہ صفدرجنگ کو نکالا جاے ملک
و دولت تمہارا ہے جس طرح مناسب سمجہو بندوبست کرو سادات خان نے فوج کی بہرتی شروع
کی صفدرجنگ کی سپاہ بے طلب آنے اور نوکر ہونے لگی - اور صفدرجنگ کی جمعیت کم ہونے
لگی - عنقریب تہا کہ صفدرجنگ کا کام بگڑ جاے صفدرجنگ کو سادات خان پر بادشاہ کی
مہربانی سے بیحد رشک پیدا ہوا اسمعیل خان ملازم صفدرجنگ کو سادات خان کے نزدیک
بہت رسائی تہی صفدرجنگ نے اوس کو سادات خان کے پاس بہیجکر رابطہ و اتحاد بڑہانے
کا سلسلہ ڈالا اور ایک رات بازاری ڈولی مین سوار ہوکر جریدہ نواب سادات خان کے پاس
خود چلے گئے اور اوس سے عہد و پیمان کرکے بادشاہ کی خیر خواہی سے منحرف کردیا صفدرجنگ
نے اوس سے کہا کہ بادشاہ لونڈا ہے اوس کو علحدہ کردین - وزیر ہم رہین - اور میر بخشی گری کا
عہدہ تم لو - اگر ہم کوشش مین ناکامیاب رہے تو صوبہ اودہ میرا ہے اور الہ آباد تم کو دیدونگا
اس قول و قرار پر عہد و پیمان کرکے اور خدا و رسول کی قسمین کہا کر قرآن شریف اور پنجتن پاک
کو ضامن کردیا - یہ راز سربستہ سواے اسمعیل خان کے کہ بانی مبانی اس فساد کا تہا کسیکو
معلوم نتہا - سادات خان ذوالفقار جنگ کو بہی یہ یقین تہا کہ صفدرجنگ ضرور غالب آوینگے
اس لئے اونکی پاس چلے جانے کا ارادہ کیا - اور جس رات کو صفدرجنگ سے عہد و پیمان ہوا
اوسکی صبح کو بادشاہ سے عرض کیا کہ اس غلام نے حضرت شاہ مردان[2] کی خواب مین منت نیاز

ف ۱ سیرالمتاخرین مین ہے کہ ملکہ زمانی فرخ سیر کی بیٹی تہی اور محمد شاہ کے عقد نکاح مین تہی اور صاحبہ محل محمد شاہ کی دوسری
زوجہ تہی اور یہ دونون خالہ زاد بہنین تہین محمد شاہ کی یہ دونون بیوہان عالمگیر ثانی کے عہد مین احمد شاہ درانی کے
ساتہ افغانستان کو چلی گئی تہین اور حدیقہ آفتاب تاب لکہا ہے کہ احمد شاہ بن محمد شاہ کی حقیقی ماں کا نام اودہم بائی
تہا - احمد شاہ نے اپنی تخت نشینی کے بعد اوسکو نواب بائی خطاب دیا پہر تہوڑے دنون کے بعد نواب قدسیہ صاحب الزمانی خطاب ہوا
ف ۲ آثار الصنادید مین لکہا ہے کہ دہلی مین شاہ مردان ایک مکان ہے ابو المنصور خان صفدرجنگ کے مقبرے کے پاس اور اوس
جگہ پر پتہر پر قدم کا نشان بنا ہوا ہے اور اوس نشان کو امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے قدم کا نشان بیان کرتے ہین
اور اسوجہ سے اوس مکان کو شاہ مردان کہتے ہین ۱۲

مانی تھی کہ جب بادشاہ کی مجھپر مہربانی ہو تو مع عیال واطفال کے زیارت کرونگا اور اپنے بادشاہ کے حق مین دعا کرونگا اب اوسکے ایفا کا وقت ہی امیدوار ہون کہ رخصت ہوتا کہ اس بار کو سر سے اوتار دون بادشاہ نے اجازت دی اور اجازتی عرضی پر حکم لکھدیا نواب سادات خان کہ بوجہ پیرانہ سالی کے عقل مین فتور تھا حویلی مودی دروازہ سی مع متعلقین کے سوار ہو کر حضرت شاہ مردان کی درگاہ مین پہنچا اور اپنے ڈیرے سے صفدر جنگ موافق عہد و پیمان کے سوار ہوکر سادات خان کے پاس پہنچے۔ اور اوسنے ملے اور اپنے لشکر مین لیجا کر بڑی خاطر داری کے ساتھ ٹھیرایا اور ہر روز گرمجوشی کرنے لگے۔ بادشاہ نے سادات خان کی بدنیتی اور صفدر جنگ کے پاس چلے جانے پر مطلع ہوکر شہاب الدین المخاطب بہ عماد الملک غازی الدین خان کو صفدر جنگ کے مقابلے کے لئے ان کامون کا کاربرداز بنایا اور اوسکو سپاہ جمع کرنیکا حکم دیا اور انتظام الدولہ خلف قمر الدین خانکو خلعت وزارت بخشا۔ اور میر آتشی کی خدمت صمصام الدولہ کو عطا کی۔ صفدر جنگ نے یہ خبر سنکر ایک خواجہ سرا کو جو کم عمر خوبصورت وجیہہ تیرہ برس کا تھا اور شجاع الدولہ نے تازہ خرید کیا تھا [۱] اکبر شاہ نام رکھکر تخت نشین کیا اور خود وزیر ہوئے۔ اور ذوالفقار جنگ کو میر بخشی بنایا اور دوسرے امرا بھی مقرر کئے۔ لیکن وقایع چھوٹا مین لکھا ہی کہ صفدر جنگ کا ارادہ تھا کہ یکبارگی حملہ کر کے معمورہ دہلی کو خراب کرے۔ اور تورانیوں کو سزا دے۔ لیکن سورج مل نے صلاح دی کہ اول خاندان شاہی مین سے کسی کو اپنی طرف کر کے اوسکی نام سے حملہ کرنا مناسب ہی۔ چنانچہ اس صلاح کے بموجب نواب وزیر نے نبیرہ کام بخش بن عالمگیر کو بلا کر تخت شاہی پر بٹھایا اور اوس کا نام عادل شاہ رکھکر اوسکی طرف سے لڑائی شروع کی۔ ۶۔ رجب ۱۱۶۶ہجری سی لڑائی شروع ہوگئی۔ صفدر جنگ کے ساتھ پچاس ہزار سپاہ تھی اور بادشاہ کی سپاہ کم تھی اور وہ بھی پریشان حال صفدر جنگ نے ساکنان شاہجہان آباد پر کچھ تو رحم کے خیال سی اور کچھ اس نظر سے کہ بادشاہ کی طرف سپاہ کم ہے خزانہ خالی ہی خود بخود مجبور ہو کر التماس کر کے اطاعت کرینگے۔ اول ہی صرف دھمکانا اور ڈرانا شروع کیا۔ اور شاہجہان آباد پر دھاوا کرنا مناسب جانا وہ تو ابھی اسی طرح مصروف تھے کہ عاقبت محمود خان کشمیری نے جو عماد الملک کی حویلی مین صاحب اختیار کامل تھا۔ اور

---

[۱] دیکھو سیر المتاخرین و مرات آفتاب نما ۱۲

حافظ بختاور خان اور نواب قدسیہ والدہ بادشاہ کے اقربا تے بہت سی سپاہ نوکر رکھی - اور باہر سے فوجین طلب کین اودہر صفدر جنگ سے بھی اپنے دوستونکو بلایا سورج مل جہرت پورسے بیندرہ ہزار سوار لیکر پہونچ گیا تہا - اور فرخ آباد مین مقیم تہا - صفدر جنگ نے حافظ رحمت خان روہیلہ کو بھی لکھا کہ آپ ہماری اعانت کرین - چونکہ حافظ جیلکیا کے وقت یہ عہد و پیمان دونون مین مستحکم ہو چکا تہا کہ وقت ضرورت ایک دوسرے کی کمک کیا کرے اسلئے حافظ صاحب چالیس ہزار پیادہ و سوار کے ساتھ صفدر جنگ کی مدد کو بریلی سے روانہ ہوے - جب مغلہ بادین مین پہنچے تو میر شہاب - اور راجہ دیبی دت اور بسنت خان خواجہ سرا بادشاہ کا فرمان حافظ صاحب کے پاس لیکر آے جسکا مضمون یہ تہا کہ صفدر جنگ ہمسے نافرمان ہو گیا ہے گستاخیان کرتا ہے - تمکو چاہیے کہ ہماری پاس فوج لیکر آو - اس حسن خدمات کے صلہ مین تمپر حضور کی عنایات مبذول ہونگی - جب یہ حکم دیکھا تو حافظ صاحب بین ٹہر گئے - اور شاہی سفیر و نسے کہا کہ مجہہ مین اور صفدر جنگ مین عہد و پیمان ہو چکا ہے - نقض عہد مجہہ سے نہین ہو سکتا اور اسی مضمون کی عرضی لکہہ کر بادشاہ کی خدمت مین روانہ کی - اور جواب کے انتظار مین وہین ٹہیرے رہے تہوڑی دنون کے بعد بادشاہ کا دوسرا فرمان اس مضمون کا پہنچا کہ اگر ہمارے پاس حاضر ہونے مین نقض عہد جانتے ہو تو اپنے ملک کو لوٹ جاو کیونکہ بغاوت مین شریک ہونا دین اسلام مین مذموم ہے - جب بادشاہ کا یہ فرمان پہنچا تو اسکے دیکہتے ہی اپنے ملک کی طرف لوٹنا پڑا - اور بادشاہ کے مقابلے مین جانا مناسب نظر نہ آیا - اور صفدر جنگ کو اس بات کا عذر کہلا بھیجا گل رحمت مین لکہا ہے کہ میر شہاب وغیرہ جو فرمان شاہی لائے تھے در پے اسکے ہوے کہ جمعیت پہلے نسے صفدر جنگ کے مقابلے کے لئے شاہ جہان آباد کو بہیجا جاوے جب یہ دیکہا کہ حافظ رحمت خان اپنے ملک کو لوٹے جاتے ہین تو انکے رسالہ دارون و جماعہ دارون اور سپاہیون کو مخفی ملانا شروع کیا اور روپیہ کا بہت سا لالچ دیا تاکہ حافظ صاحب کے لشکر مین سے ایک شائستہ جماعت اونکے ساتھ ہو جاوے نجیب خان ولد اصالت خان ولد عنایت خان ولد صید خان ولد جہان خان ولد نظیر خان جنکی اولاد نظر خیل کہلاتی ہے ولد اسمٰعیل خان ولد عمر خان جنکی نسل کو عمر خیل[۱]

[۱] انہین کی وجہ سے نجیب الدولہ عمر خیل کہلاتے ہین اور نواب کلب علیخان والی رامپور نے اونکو اپنی ایک کتاب مین یوسف زئی لکہا ہے وجہ اسکی یہہ ہے کہ احمد شاہ کے ایک فرمان مین یوسف زئی اونکے نام کے ساتھ مندرج تہا - اسی کو دیکھ کر نواب نے بھی یوسف زئی لکہدیا ہے ۱۲

کہتے ہیں - وہ مددی خان کے داماد تھے اور انتظام علاقجات نگینہ و شیرکوٹ وچاندپور وجہالو و بجنور
واقع ان رود دریاے گنگ اونسے متعلق تہا اونہون نے جانے کا قرار کیا اور بہت سا روپیہ
سفیرون نے لیکر مفلس و طماع سپاہیون کو دیگر متفق کرلیا چنانچہ تین ہزار پیادہ و سوار حافظ
صاحب کے بغیر حکم دلی کو روانہ ہونگا - تاریخ مظفری مین لکہا ہے کہ جس وقت نجیب خان نے
کہوبجے پر سوار ہوکر اور اپنی جماعت سے نکلکر یہ آواز دی کہ جس کسی کو مذہب سنت وجماعت کا پاس
اور خلیفہ وقت کی رعایت و رفاقت منظور ہو وہ میرے ہمراہ چلے جسکو یہ بات منظور نہو وہ جانے
اس اعلان سے وہ لوگ جو صفدر جنگ سے دلی بغض رکہتے تہے نجیب خان کے ساتھ ہوگئے
اور جو دوسرا صفدر جنگ کو ہمدرد کا خیال رکھتے تھے وہ بھی خلاف مذہب ظن کی وجہ سے
اپنے مقام کو لوٹ گئے - علاوہ ان روہیلوں کے بادشاہی لشکر کے لیے اور بھی لوگ آ پہونچے
تہوڑے دنون مین جمال الدین خان اور کن سے اور سادات بارہ اور بہادر خان وغیرہ بلوچ اور جہا
گوجر اور میواتی اور سردار زادہاے قدیم مانند محمد صادق خان ولد یوسف الدین خان صوبہ دار ٹھٹھہ
حضور معلی مین آپہونچے - آشوب قیامت دلی کے نواح مین برپا تہا - بادشاہی افسرون نے توپین لگاکر
مخالفین کو شہر مین گھسنے سے روکا تو شہر کے رہنے والے جو وزیر کے لشکر مین تھے اپنی جان ومال کی
حفاظت کی غرض سے اور سپاہ تورانی پاس مذہب اور ہم قومی کی وجہ سے لشکر وزیر سے بہاگ بہاگ کر
بادشاہی لشکر مین شریک ہوگئے - اور عماد الملک نے سب کو انعام واکرام سے مالا مال کیا - سعادت خان
برہان الملک نے ایک رسالہ بہرتی کیا تھا - اور اوس کا نام داغ سین تھا - کیونکہ یہ حرف سعادت خان
کے نام کے شروع مین ہے - صفدر جنگ نے بھی یہ رسالہ اوسی نام سے تمنا بحال رکہا تہا
غازی الدین خان نے منادی کردی کہ جو سوار صفدر جنگ کا ملازم جس کا گھوڑا داغ سین رکہتا ہوگا
ہمارے پاس نوکری کو آئے گا - تو سوروپیہ مدد خرچ کے اور تنخواہ ماہوار مشاہرہ پائے گا - سیر
المتاخرین مین اسی طرح لکہا ہے - اور مرآت آفتاب سے ثابت ہوتا ہے کہ غازی الدین خان نے نئی سوار
افغانہ کی مشرفی مقرر کی تھی اور رسالہ سین داغ اوس کا نام رکہا تہا - اور اس رسالے کو عاقبت
محمود خان کشمیری کے سپرد کردیا - یہ اعلان ہوتے ہی اکثر تورانی لشکر وزیر سے نکلکر عماد الملک
سے جاملے اور رسالہ سین داغ مین ہزارون آدمی جاکر نوکر شاہی ہوئے - اور ایک دوسری
صورت کشمیری اور پنجابیون کے بلوے کی یہ ہوئی کہ محمدی جہنڈا کہڑا کرکے کہا کہ صفدر جنگ
رافضی ہے - خلیفہ زمانہ پر لشکر کشی ہوا ہے - اوس سے مقابلہ کرنا بمنزلہ جہاد کے ہے -

اس صدا سے ہزارون سنی جمع ہو گئے جسکو ایرانی یا صفدر جنگ کا ملازم پاتے بے عزت کرتے
بلکہ مار ڈالتے ۔ فریقین کے مقتضیے اختلاف مذہب کے غیظ و غضب سے جوکتے ہو گئے ۔ چنانچہ
سنی شیعون کے لڑنے والون کا لقب اور مابہ الامتیاز اونکی ایک آواز تھی یعنی سنی دم چار یار
اور شیعہ دم پنجتن کہتے تھے ۔ صفدر جنگ کے بہت سے نمک خوار اختلاف مذہب کی وجہ سے
اونکی کمک سے دست کش ہو گئے ۔ اور باوجود اسکے سوال و جواب صلح کے بھی جاری تھے ۔ ایک دن
بان قلعہ مین پہنچا لوگون نے اوڑایا کہ محمد اسحاق خان کی حویلی سے آیا ہے ۔ اس وجہ سے اوسکی
حویلی لٹوا دی ۔ مرزا محمد علی سالار جنگ ۔ اور مرزا علی افتخار الدولہ کو پیادہ پا کشان کشان لا کر قلعہ کے
اندر کچہری خانسامانی مین قید کر دیا ۔ اور اسمٰعیل خان وغیرہ سرداران صفدر جنگ کے مکانات
بھی غارت کر دیے جسکے عوض مین سورج مل جاٹ نے شہر کہنہ کو یعنی دلی کو جسکی آبادی شاہ جہان آباد سے
کسیقدر زیادہ تھی لوٹ لیا ۔ اور رعایا کی جان و مال اور ناموس کو برباد کیا تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ
صفدر جنگ کی جانب سے توپ کے گولے اور بندوق کی گولیان اسطرح برستی تہین کہ کبھی اور جہر
کا میدان معرکہ مین اوڑنا مشکل تہا ۔ مگر بادشاہی سپاہی بڑی مستعدی سے مردانہ حملے کرتے
تھے ۔ صفدر جنگ نے شہرت دی کہ ہمنے کشمیری دروازے کیطرف امن مقرر کیا ہے اسلئے
ساکنان اطراف دیگر کشمیری دروازی کی طرف جمع ہونے لگے عجیب ہنگامہ تہا کہ شہر پناہ کی باہر
جاٹ اور قزلباش لوٹتے تھے ۔ اور اندر بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمراہیان وزیر کا گھر لوٹ لو سو جسے
مفسدون نے بڑا تہلکہ ڈالدیا ۔ محمد اسحاق خان کا گھر جسدن لٹا تھا تو اوس کے ساتھ ایک عالم
پایمال ہو گیا تہا اسلئے کہ لوگ یہ جانتے تھے کہ سالار جنگ اور افتخار الدولہ شجاع الدولہ پسر
وزیر کے سالے ہین جو بادشاہ کے پاس حاضر ہین اسلئے اپنی عیال و اطفال کو وہان محفوظ کیا تھا اسطرح
خواجہ باسط ولد شاہ محمد جعفر کے گھر مین جو وزیر کے پیر و مرشد تھے ایسا حادثہ واقع ہوا ان کا گھر شہر پناہ
کے باہر تھا ۔ وزیر نے پیام دیا کہ حضرت خاطر جمع رکہین پس وہ اپنے گھر سے نہین نکلے تھے اور بہت سے
آدمی یہان جمع ہو گئے تھے جاٹون نے جنکو رام دل کہتے تہے یہان بھی دست درازی کی وہان
جسقدر مال تھا لٹ گیا اس قضیے سے خلائق کو کمال پریشانی پیدا ہوئی کشمیری دروازے کی طرف
جس کو دار الامان جانتے تھے جا کر جمع ہوئے لوگ نہایت مضطرب تھے ۔ اور اونکی کہین پناہ سوا
خدا کے نہ تھی ۔ نجیب خان روہیلہ بھی اپنے پیادہ و سوار کے ساتھ بادشاہی لشکر مین آیا اور
غرہ شعبان سنہ ۱۱۶۶ ہجری کو داخل خشگاہ ہوا ۔ صفدر جنگ کے بھی اکثر رفیق جو پاسے نام و ننگ

اسمٰعیل خان کابلی بچہ نے جو وزیر کا سپہ سالار تہا اور صلابت خان کی حویلی مین اوسکا مورچہ تہا برج شہر پناہ مین کہ قمر الدین خان کی حویلی کے متصل تہا اور اوس مین بیاہ بادشاہ کا مورچہ تہا نقب لگا دیا اور ۳ شعبان کو اوس مین آگ دیدی باوجودیکہ تمام عمارت منہدم نہوئی مگر بہت سی آدمی ہلاک ہوئے عماد الملک کے لوگ اور سنگتراش جو نقب کو باطل کر رہے تھے فنا ہوئے۔ اور ایک برج کی پتھر بھی اوس برج کی طرف سے جس مین آگ لگائی تھی بہت لوٹ گئی جس سے بہت سی مخلوق ہلاک اور زخمی ہوئی اور اس کے بعد وزیر کی فوج نے حملہ کیا قریب تہا کہ اوس کو غلبہ حاصل ہو عماد الملک میر بخشی اور حافظ بختاور خان اور نجیب خان وغیرہ نے پائداری کی اور خوب مقابلہ کیا طرفین سے بہت سے آدمی قتل و زخمی ہوئے نجیب خان کے گولی کا زخم آیا۔ مگر وہ قایم رہے رات کے وقت اسمٰعیل خان اپنے مورچون کو خالی کر کے صفدر جنگ کے لشکر کو لوٹ گیا۔ اس وجہ سے اہل شہر کو قدرے رفاہیت ہوئی کیونکہ معرکہ قریب ہونے سے گولی اور بان ہر طرف بلاے ناگہانی کی مثل برستے تھے اور اسمٰعیل خان کے پسپا ہونے کے بعد میر بخشی اور بختاور خان وغیرہ نے اپنے مورچے آگے بڑھائے اور کوٹلہ فیروز شاہ اور قلعہ کہنہ پر قبضہ کر لیا[1] وقایع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ غازی الدین خان نے مع شادل خان و نجیب خان روہیلون کے دریاے جمنا کے قریب ریگ مین مورچہ بندی کی نواب صفدر جنگ کی طرف سے راجہ اندرگر گوسائین اور اسمٰعیل خان نے کچھہ فاصلہ پر مقابل مین اپنا توپخانہ لگایا۔ اور خود نواب اور کنور سورجمل شاہزادہ عادل شاہ کو لیکر پورانی دلی سے لڑائی پر چڑھے۔ سورجمل کی فوج کو حکم ہوا کہ شہر کو لوٹے فوج نے شہر مین داخل ہو کر ہزارہا آدمیون کو قتل کیا۔ مکانات مین آگ لگائی۔ اور لال دروازے تک پہنچکر لاکھون روپیے کا مال و اسباب لوٹا۔ جب دیکھا کہ فوج شہر کی بربادی مین مصروف ہے اور دشمن حملہ آور ہوتا ہے تب شہر کی تخریب سے باز رکھہ کر فوج کو لڑائی پر آمادہ کیا سورجمل مع اپنی کل فوج کے شادل خان سے مقابل ہوا۔ جنگ عظیم واقع ہوئی صدہا آدمی طرفین سے مارے گئے۔ چار گھڑی دن باقی رہے لڑائی ختم ہوئی۔ مرآت آفتاب نما مین بیان کیا ہے کہ صفدر جنگ نے تہوڑی دنون کے بعد جنگ دریا کی جانب جدہر بادشاہی مورچے مضبوط تھے مصلحت نہ دیکھی۔ اور تال کٹورہ کی طرف چلے گئے۔ اور بازار ملک الموت کو تازہ

---

[1] دیکھو مرات آفتاب نما ۱۲

روہیلی بخشی میر بخشی وغیرہ بھی ادہر مورچے درست کرکے مقابلہ کرنے لگے۔ اس لڑائی مین راجہ اندر گر
گوساین نے جسنے قلعہ الہ آباد مین احمد خان کے مقابلے مین نقارہ اللہ خان اور علی قلی خان کی رفاقت
کی تھی بڑی جرات دکہائی یہ شخص بادشاہی توپخانہ مین گوندہ پر ہاتھی اور راکٹرون کو ہلاک کرتا رہا تک کہ
لوگون کو سحر و جادو کا گمان ہوا کہ اس وجہ سے اوسپر توپ و تفنگ اثر نہین کرتی آخرکار نجیب خان
کے ہاتھ سے گولی کھا کر مارا گیا تو تمام ہنگامہ جادو کا باطل ہوا۔ اور سب کو یقین ہوا کہ یہ اوسکی صرف
بہادری تھی اسی طرح بخشی گوکل رام کمال دلاوری سے قتل ہوا۔ اور لڑائی لاحاصل موقوف رہی۔
نواب وزیر نے امراوگر گوساین چیلہ اندر گر کو اوسکی جگہ مقرر کیا۔ اور جبکہ اس تدبیر سے بھی صفدر جنگ
کی فوج شہر مین نہ داخل ہوسکی تو تبدیل مقام کرکے موضع تیسہ مین پڑاؤ کیا ادہر خضر آباد اور درگاہ کی
افشانی شروع کردی اور شاہی فوج نے اونکے مقابلے مین جالی گڑھی مین مقام کیا لڑائی ہوئی
غازی الدین خان دکھنی اور بدخشانی فوج لیکر مقابلے کے واسطے آیا طرفین کے بہادرون نے
بخوبی داد شجاعت دی۔ سورجمل نے دشمنون سے قلعہ تغلق آباد چھین لیا فوج شاہی مظفر ہوئی
ساردون گوجر اور گھمنڈی بروہت نے دہلی دروازہ تک اونکا تعاقب کیا جبکہ بہت سی لڑائی
کے بعد بھی صفدر جنگ کامیاب نہوئے تو اونہون نے سمجھ لیا کہ بادشاہی سپاہ شہر کی وجہ سے
آرام مین ہے۔ شہر پناہ کی آڑ ہے اسلئے یہ مناسب سمجہا کہ اپنی فوج کو پیچھے ہٹا کر غنیم کو میدان
مین لاوین یہانتک کہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ گئی اور جسقدر وہ پیچھے ہٹے اوتنے ہی عماد الملک کے
مورچے آگے بڑہے۔ اور اوس کے حکم سے شادل خان و نجیب خان نے مع بیس ہزار سوار و
توپخانہ کے جالی گڑھی سے کوچ کرکے میدان بدرپور مین کہ دہلی سے آٹھ کوس ہی مقام کیا صفدر جنگ
کی اور عادت کی تہی وہان جاکر مقابلہ کیا اور صفدر جنگ کو یہ بات نصیب ہوئی کہ پیچھے سے
گہوم کر عماد الملک کے مورچون کو گھیر لے۔ کیونکہ اونہون نے شہر کو بالکل خالی نہین کیا تھا اسی عرصے
مین سید جمیل الدین پانچہزار سوار کے ساتھ معین الدین عرف میر منو کی طرف سے جو صوبہ دار
پنجاب کا اور عماد الملک حقیقی[1] ماموں اور خسر تھا کمک کو آگیا جس سے بادشاہی سپاہ کو اور
تقویت ہوئی پھر فوج شاہی نے فرید آباد مین ڈیرہ کیا۔ وہان بھی جاٹون نے حملہ کرکے بہت کچھ

---

[1] مرآت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ میر منو عماد الملک کا حقیقی خالو تھا اور یہ غلطی ہے اسلئے کہ میر منو قمر الدین خان کا بیٹا ہے اور عماد الملک نواسا ہے ۱۲

لڑائی کی پھر ایک لڑائی مقام بلب گڑھ واقع ہوئی اس مین بھی بہت کشت و خون ہوا۔ مگر فیصلہ نہوا۔

بادشاہ اور صفدر جنگ مین مصالحت ہونا۔ صفدر جنگ کا اپنے صوبون کو چلا جانا

ان لڑائیون مین چھہ مہینے کامل گذر گئے۔ غازی الدین خان نے باجرائے شقہ بادشاہ مادہو سنگھہ بن جے سنگھہ سوائی والی جیپور و سندھیا و ملہار راو ہلکر کو طلب کیا۔ چنانچہ اول مادہو سنگھہ دس ہزار سوار کی جمعیت کے ساتھہ دہلی مین داخل ہوا۔ اور اس نے طرفین کے امیرون کو صلح پر آمادہ کیا جبکہ صفدر جنگ نے آخر کار اپنے آپ کو کمزور پایا اور مرہٹون کو بزیر حکم ہلکر کے قریب پہنچا دیکھا جنکو غازی الدین خان نے اپنی مدد کے لئے بلایا تھا تو پریشان ہوئے اور اسطرح صلح کرنے پر مجبور ہوئے کہ اودہ اور الہ آباد اونکے قبضے مین رہین۔ چنانچہ مادہو سنگھہ اور انتظام الدولہ کی ثالثی سے صلح ہو گئی اور صفدر جنگ محرم سنہ ۱۱۶۶ ہجری کو اپنے صوبون کو چلے گئے۔ اور قبل پہونچنے مرہٹون کے صلح ہو گئی بسنا سنگھہ متخلص بہ بیدار نے تاریخ صلح یون موزون کی ہے

شاہ پرسند کہ حیات و صفدر جنگ ÷ صلح کردند با وزیر و شاہ

ہاتف غیب سال تاریخش ÷ گفت الصلح خیر قال اللہ

صفدر جنگ اودہ مین پہنچکر گومتی ندی کے کنارے مہنگی[1] گھاٹ پر مقیم ہوئے اور ایک خاص مکان اپنی آسایش کے لئے آراستہ کرکے سپاہ کی آراستگی اور دوسرے سامان کی درستی مین مصروف ہوئے۔

سعادت خان اور صفدر جنگ مین ناموافقت ہونا

نواب سعادت خان ذوالفقار جنگ صفدر جنگ کے ہمراہ اودہ کو گیا اور وہان ٹھہرا۔ آخر صفدر جنگ سے نباہ نہو سکا اور تمام عہد و پیمان باطل ہو گئے اور کوئی ثمرہ اونکا ظاہر نہوا ایکدن

[1] دیکھو سیر المتاخرین اور تاریخ مظفری مین ناہر گہاٹ ہے ۱۲

صفدر جنگ نے ذوالفقار جنگ کے مصارف کے واسطے فرد خیرآباد کی لکھوا کر مہر وصاد سے درست کر کے بھیجی ذوالفقار جنگ اوس کے ملاحظہ سے سخت برہم ہوا بعد اوس فرد کو چاک کر ڈالا اور وہان سے کوچ کر کے اکبرآباد کو چلا گیا۔ سورج مل نے وہان خاطرداری کی تھوڑے سے دنون کے بعد مر گیا۔ اوس کا تابوت دہلی کو لے گئے۔ سادات خان کلان کے مقبرے مین دفن ہوا۔

صفدر جنگ کی وفات اور اونکی طبعی عادات

جبکہ عماد الملک کے ہاتھ سے احمد شاہ تنگ ہوئے تو صفدر جنگ کو لکھا کہ تم یہان آجاؤ اور کئی شقے عنایتی مضامین کے اونکو بھیجے اور عماد الملک کی شکایات لکھین نواب صفدر جنگ اوس وقت بیمار تھے پشت پا مین دانہ بڑے زور سے نکلا تھا۔ آہستہ آہستہ بڑھنے لگا یہانتک کہ پنڈلی تک پہنچ گیا آخر مادہ سرطانی ہو گیا جس کو تاریخ مظفری والے نے شقاقلوس کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔[۱] اور فرح بخش مین طاعون بتایا ہے اطبا نے علاج کیا کچھ نفع نہوا ارادہ کیا کہ جب صحت ہو دہلی کو روانہ ہون اور اون لوگون کے ہاتھ سے بادشاہ کو نجات دین کہ دفعۃً اسی صدمے سے ۱۷ ذی الحجہ ۱۱۶۷ہجری کو مقام باغ ہرگھاٹ مین قریب سلطانپور کے کہ تین منزل لکھنؤ سے ہے انتقال کیا۔ اول گلاب باڑی فیض آباد مین مدفون ہوئے بعد انکی استخوان مرزا علی کربلا کو لے گئے اور طاق پشت روضۂ مقدس مین مدفون ہوئے۔ جیسا کہ قیصر التواریخ مین ہے۔ اور تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ صفدر جنگ کی نعش کو تھوڑے دنون کے بعد دہلی لے گئے۔ اور متصل روضۂ مقدس حضرت شاہ مردان دفن کیا اور اوس پر بڑا مقبرہ بنایا۔ اس مقبرے کا حال سید احمد خان صاحب نے آثار الصنادید مین بیان کیا ہے وہ کہتے مین کہ اس عمارت کی خوبصورتی بیان سے باہر ہے یہ مقبرہ سر سے پاؤن تک سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے۔ اور جا بجا سنگ مرمر کی دھارین اور جو کے لگے ہوئے ہین برج اس کا تمام سنگ مرمر کا ہے اور اندر اجارے تک سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور قبر کا تعویذ سنگ مرمر کا ہے اور اوس مین ایک خانہ ہے جس مین اصل قبر بنی ہوئی ہے۔ اس عمارت کے گرد چار دیواری کھنچی ہوئی ہے۔ اور

[۱] دیکھو فرح بخش ۱۲ منہ مفتاح التواریخ مین یون ہی ہے مگر تاریخ مظفری مین جو اون کا نام ہرگھاٹ بینہ مقیم ہونا لکھا ہے ادسی کی یہ تصحیف ہوگی ۱۲

آراستہ ہی اور چارون طرف اس مقبرے کی چار نہرین بہت پاکیزہ بنائی ہین۔ باغ کے تین طرف مکانات دلکشا بنے ہوئے ہین یہ مقبرہ سیدی بلال محمد خان کے اہتمام مین تین لاکھہ روپیہ خرچ ہو کر تیار ہوا ہی اور مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ کہتے ہین کہ تیس لاکھہ روپیہ اسکی تعمیر مین صرف ہوا ہی مقبرے کے اندر یہ تاریخ کندہ ہی۔

چو آن صفدر عرصۂ مردمی ✤ ز دار فنا گشت رحلت گزین
چنین سال تاریخ او شد رقم ✤ کہ بادا مقیم بہشت برین

جام جہان نما مین بیان کیا ہی کہ کہتے ہین کہ صفدر جنگ نے مرتے وقت میان مدن شاہ سے کہا میان صاحب ہم جاتے ہین دیکھئے اب سلطنت ہندوستان کی کون کریگا۔ یہ کلمات کہکر دونون آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے۔ تاریخ عالم شاہی مین بیان کیا ہی کہ عماد الملک نے جب انتظام الدولہ کو وزارت سے خارج کرکے خود یہ منصب لیا اور صمصام الدولہ کو امیر الامرا بنایا اور احمد شاہ کو نابینا کرکے مع اونکی والدہ کے قید کر دیا تو صفدر جنگ نے عماد الملک کو لکھا دستیکہ من در پیرانہ سالی سیاہ کردہ بودم ربا بروے ما رسیدہ بود آن قدح آن فرزند بروے خود کشید ندبہ صفدر جنگ بہت اولوالعزم عالی حوصلہ صاحب عزت اور اہل فطرت مجمع سخاوت و کرم تھے۔ سیر المتاخرین کا مولف باوجودیکہ صفدر جنگ کے خلاف نہین ہی۔ مگر ایک موقع پر وہ لکھتا ہی کہ وہ پوری پوری جرات وعقل نہین رکھتے تھے۔ اور آردن صاحب نے اپنی تاریخ مین اونکو بزدل کہا ہی اور تاریخ ہندوستان مین الفنسٹن صاحب کی تحریر سے ثابت ہوتا ہی کہ اونکی دوستی قابل اعتماد نہ تھی اور وقت پر وہ دوست کو نقصان پہنچانے مین کوتاہی نہین کرتے تھے۔ اور تواریخ کی اکثر کتابین اس بات کی شاہد ہین کہ وہ خدا اور رسول اور قرآن و مجتہن کو درمیان مین واسطہ کرکے عہد و پیمان باندھتے اور بغیر سبب وعدہ خلافی کرجاتے اور جہانتک دہوکے اور دغا سے کام نکلتا تہا جرات و دلاوری سے کام نہین لیتے تھے۔ اور دوسرونکی مدد پر زیادہ بھروسہ کرتے تھے۔ اور عماد السعادت مین مذکور ہی کہتے ہین کہ صفدر جنگ جب کسی غریب آدمی سے کلام کرتے تھے تو بات تمام کرنیکے بعد اوسے پچاس اشرفیان عطا کرتے۔ اور یہی دستور اون کا ہمیشہ رہا۔ اور جب کسی پیادہ و سوار کی طرف نظر غور سے دیکھتے تو اوسکی تنخواہ مین دس روپے اضافہ کر دیتے۔ اونکے عہد مین پیادہ و سوار تمام مرفہ الحال اور اسلحہ جنگ سے درست تھے۔ انکی سرکار مین سواران مغلیہ بیس ہزار تھے۔ لیکن اکثر ہندوستانی بھی صفدر جنگ کا اوہر میلان پاکر اونکا سا لباس پہن کر ایرانی زبان مین بات چیت کرتے تھے اور

تنخواہ پاتے تھے اونکی سپاہ مین شرح دو قسم تھی۔ سوار ہندوستانی ۲۵ روپیہ سے کم مشاہرہ نرکہتا تہا اور مغل پچاس سے کم نہ پاتا تہا۔ اور اونکی سوارون کے گھوڑونکی پٹھو پر داغ حرف سین کا تھا کہ نواب سعادت خان نے اپنے نام کے حرف اول کو لیکر جاری کیا تہا وہ تورانیون کے ساتھ بھی فیاضی سے پیش آتے تھے۔ اونہون نے ایکبار چاہا کہ محمد خان وغیرہ سرداران تورانی کو اپنا رفیق بنا مین اون لوگون نے کہا کہ ۷۵ ہزار روپیہ مہاجن کا ہمپر قرض ہی اگر نواب یہ قرض ادا کردین توہم نواب کے شریک ہین جبکہ اسمٰعیل خان کابلی نے یہ بات عرض کی فوراً ۷۵ لاکھ روپیہ بہجدیا کہ یہ سوائے تنخواہ کے ہے۔ اونہون نے اپنے نام سے منصوری پیسہ جاری کیا تھا۔ تاریخ مظفری مین ذکر کیا ہی کہ صفدر جنگ سیر چشمی اور دوسرے مراتب امارت مین اپنے زمانے مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے آٹھ ہزار پیادہ و سوار ہمیشہ اونکی رکاب مین حاضر رہتے تھے۔ اونکا دسترخوان نہایت پرتکلف کہانون سے ایسا وسیع چنا جاتا تھا کہ اوسوقت مین کسی بادشاہی امیر کے یہان یہ بات نہ تھی۔ اونہون نے اپنے بیٹے کی شادی ایسی دہوم دہام سے کی کہ یادگار زمانہ ہوگئی۔ انصاف یہ ہی کہ اگر احمد شاہ کے عہد مین اونکے مرتبے کو صدمہ نہ پہنچتا تو سلطنت کا انتظام ایسی خوبی سے کرتے جیسا کہ اگلے امرا نے کیا تھا نقل ہے کہ ایک دن صفدر جنگ اپنی وزارت کے زمانے مین چھتے[1] مین جو لکھو[2] کہلاتا تہا اور ساہر کا پانی اوس چھتے کے اوپر سے گذر کر قلعہ مین جاتا تھا پہنچے تو وہان کسی خاص وجہ سے گھوڑا روکدیا مرزا عظیما‌ئے اصفہانی اکسیر تخلص اونکے ساتھ تھا اوس سے فرمایا کہ اپنا کوئی شعر پڑہو وہ نواب کی نیت کو تاڑ گیا حسب الحال فی البدیہہ یہ شعر پڑہا ؎

قد حمیدہ سدرہ گر بیرام شد ⁂ این آب رفتہ رفتہ ز بالائی پل گذشت

صفدر جنگ بہت خوش ہوئے پانچہزار روپئے اور ایک ترکی گھوڑا ساز مکلف کے ساتھ عطا کیا۔

صفدر جنگ کے طفیل سے مسلمانون کا بےحد مصائب مین مبتلا ہوجانا

[1] تاریخ مظفری مین ہے اتفاقاً گذارۂ ابو المنصور خان صفدر جنگ در ساباط لکھو کہ آب نہر از بالائے ساباط مرقوم اندرون قلعہ میرود گردید ساباط سے مراد چھتہ ہی۔ مرآت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ شاہ جہان آباد مین ایک چھتہ تہا جو لکھو کے نام سے مشہور تھا اور چھتہ ایسی راسٹی کو کہتے ہین جو ڈہکا ہوا ہو ۱۲

مرہٹون کا جو قدم ملک مابین دوآبہ گنگا وجمنا مین آیا یہ صفدرجنگ کی فیاضی کا طفیل ہے
چنانچہ عالم شاہی مین اوس موقع پر لکھا ہے جہان صفدرجنگ اور بنگش افغانون مین صلح ہوجانے کا
بیان ہی از انوقت رسم آمد مرہٹہ درین ملک جاری شد و عالمی از شومی قدم او بباد رفت صفدر
جنگ نے احمد خان بنگش کے مقابلے مین سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین مدد دینے کے صلہ مین مرہٹون
کو سرحد کول و جالیسر و اٹاوہ و فرخ آباد و قنوج سے کوڑہ جہان آباد تک ملک حوالے کر دیا تھا
مرہٹون نے رفتہ رفتہ نواح الہ آباد تک جو انتر بید کا منتہی ہے اپنا ہاتھ پہنچایا اور دس برس تک
ایسی سخت گیری و جبر سی کے ساتھ حکومت کی جس سے مسلمانون پر بعید مصائب گذرین - اگر
گنگا و جمنا کا پانی روشنائی بن جاوے تو بھی اون مصائب کا ایک شمہ تحریر نہو سکیگا لونان اور
ملکین جو سادات اور مشایخ اور علما کو سلاطین اسلام نے وقتاً فوقتاً دی تھین اور اونکی معاش
اوسی مین منحصر تھی یکلخت ضبط کر لین اون لوگون کی نوبت بھیک تک پہنچ گئی - اور برہمن نقرا
اسلام کو اوس کا دینا بھی پاپ سمجھتے تھے - اگر کوئی پیٹ پالنے کے لئے اونکی سرکارون مین
نوکری تلاش کرتا - تو وہ بھی متعذر تھی کیونکہ یہ لوگ سوا اپنے ہم جنسون کے دوسرون کو جگہہ
کم دیتے تھے - خاصکر مسلمانون کو تو نوکری نہین رکھتے تھے - اور اگر رکھتے بھی تھے تو سپاہ ہونیکے
زمرے مین اقتدار کسیکا نہین دیتے تھے [1]

عبارت خاتمہ

حمد خالق کردگار و نعت سید الابرار و منقبت آل اطہار و اصحاب اخیار کے بعد ناظرین
باتمکین پر مخفی نہ ہی کہ الحمدللہ دونون کتاب تاریخ اودہ کا پہلا حصہ چھپکر تمام ہوگیا - ارباب تحقیق
کو اس کتاب کے ملاحظہ کے بعد واضح ہوجائیگا کہ ہندوستان مین آجتک اس جامعیت
اور تحقیق کے ساتھ اودہ کی کوئی تاریخ نہین لکھی گئی - اور جن جن کتب تواریخ کا اس مین
اقتباس ہی اون مین سے اکثر نظرون سی کم گذری ہونگی - اس کتاب کے مصنف ہماری کرمفرما
اور مخدوم مولوی حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب ساکن رامپور ملک روہیلکھنڈ ابن مولوی
محمد عبد الغنی خان ابن مولوی محمد عبد الرحمن خان ابن مولانا حاجی محمد سعید صاحب محدث شاگرد حضرت

---

[1] دیکھو خزانہ عامرہ مؤلفہ سید مولوی غلام علی آزاد ۱۲

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ہین - مولوی صاحب موصوف ان دنون مہارانا ہائی اسکول اودیپور ملک میواڑ کے ہیڈ مولوی ہین - اونکے مفصل حالات ہم اس کتاب کے آخر مین درج کرینگے اس کتاب کی توثیق کے لیئے اسقدر کہدینا کافی ہے کہ مولوی صاحب علوم مختلفہ مین ۱۷-۱۸ کتابونکے مصنف ہین - اور بعض کتابین مولوی صاحب نے زبان اردو مین ایسی لکھی ہین کہ جو ابتک اس زبان مین تصنیف نہین ہوئی تھین - مثلاً اصول فقہ مین ایک نہایت مبسوط اور جامع کتاب لکھی ہے جو چھپکر جلد شایع ہونیوالی ہے - ضخامت اسکی چالیس جزو کے قریب ہے - خاتمہ مین اس کتاب کے علم فقہ کے تمام مصطلحات کو بطور فرہنگ کے لگا دیا ہے - جس سے فقہا کو نہایت سہولت ہوجائیگی - کئی سال کا عرصہ ہوا جب اول اول مولویصاحب نے اپنا یہ خیال مولوی عبدالاحد صاحب مالک مطبع مجتبائی پر ظاہر کیا کہ علم اصول فقہ مین ابتک اردو مین کوئی کتاب نہین لکھی گئی مین اس فن مین ایک کتاب لکھنے والا ہون تو انہون نے فوراً اوس سال کی فہرست مین اصول شاشی کے ترجمہ اردو کا اشتہار دیدیا حالانکہ کئی سال سے وہ ترجمہ شایع نہ کرسکے اور مولوی صاحب زبان اردو مین فقہ اکبر کی شرح اس زمانے مین ختم کرچکے ہین جو ہمارے مطبع مین تاریخ اودھ کے بعد چھپکر شایع ہوگی -

علمی دولت

دفتر اعظم بکڈپو گنج مرادآباد طلب کیجئے — محصول علیحدہ

گنج شائیگان معروف بہ ٹکسال قدیم شاہان ایران سے لیکر آجتک کی دنیا بھر کی بادشاہتوں ریاستوں وغیرہ کے سونے چاندی تانبے کے سکوں کی دونوں رخونکی اصلی تصویر۔ حال۔ وزن۔ ماہیت اور ایک مبسوط فہرست سلاطین ہندوستان و جلال الدین اکبر کے سکونکی دیگئی ہے ؏

مخزن الفوائد۔ دنیا بھر کے اوزان۔ ناپ تول شروع زمانہ سے اسوقت تک کی عجیب و غریب مفید باتین حقیقت مین دریا کوزہ مین بند ہے۔ حصہ دوم مین صدہا صنعتی نسخے اور بیحد مفید و کارآمد سینہ در سینہ کی ترکیب ہین فی حصہ (عہ ر)

تاج ونشان المعروف بہ تاج الملوک دو جلد کامل دنیا بھر کی سلطنتوں اور ریاستوں وغیرہ کے تاج و نشانات مع معرکے۔ پھریرے۔ مانوگرام وغیرہ کی اصلی تصویر و ہیئت معہ اونکی رنگتوں کے دکھائی ہے عہ ر

دستار و کلاہ تمام دنیا کی مختلف قسم کی پگڑی۔ ٹوپی کنٹوپ۔ خود۔ شملہ۔ دکنی پگڑیان۔ پارسیونکی متفرق ٹوپیان۔ انگریزی مردوں۔ لڑکوں لڑکیوں۔ اور لیڈیونکی مختلف اوقات کی ٹوپیان۔ تماشہ والونکی ٹوپیان ان سب کے حالات و تصویرین۔ ۴ ر

عدد التاریخ معروف بہ زنبیل تاریخی مع کے عدد سے دو ہزار برس تک کے تاریخی الفاظ۔ فقرات۔ محاورات ضرب الامثال۔ آیات۔ حدیث۔ نام وغیرہ کئی لاکھ موزون ہر قسم کے تاریخی مادے درج ہین ۴ ر

کنز الطغرا معروف بہ نقش حیرت۔ قدیم و جدید ہر قسم کے تین سو نایاب طغرے ایک ایک صفحہ پر تقطیع کلان ۱۴ ر

تذکرۃ السلوک فلسفہ اور حکمت کو سمجھتے کی تک مصطلحات صوفیہ کی تشریح کی گئی ہے عہ

احسن الاذکار فی مناقب غوث الابرار حضرت غوث پاک کی مفصل سوانحعمری۔ کرامات اور حالات حسب و نسب۔ مناقب صحیحہ۔ خوارق عادت وغیرہ ۱۲ ر

شرح چہل کاف عمل چہل کاف کی مفصل اردو شرح ۲ ر

ذکر رحمانی حضرت مولانا فضل الرحمن شاہ صاحب گنجمرادآبادی قدس سرہ کی سوانحعمری۔ حالات و کرامات و اوراد وغیرہ ۴ ر

افسون مہذب پارسی کا ناول وفاداری عفت و عصمت کا سبق آموز۔ بی بی اور بچوں کے پڑھنے کے قابل عمدہ کا ایک سچا افسانہ عہ

چاک گریبان رنلڈ کی بہترین تصانیف دنیا کے ناولوں کی جان۔ ولایت کی سینہ والی مزدوری پیشہ فرقہ کی داستان حسن و عشق کا بیان عہ

ملن بائی محمود اور ایک پارسی مس کے عشق کا سچا افسانہ دلکش عبارت قابل دید ۸ ر

خزانہ گلزار معروف بہ سلیمان و فرزانہ ۸ ر

علمی ثمرہ - عورتوں کی حیات کی بولتی ہوئی تصویر ۴ر

تشکیل لزلی کی حسین بی بی ترجمہ انگریزی ۴ر

سوانح عمری مہاراجہ نرندر پرشاد سابق پیشکار دولت آصفیہ و مہاراجہ مدارالمہام حال کے خاندان کے تفصیلی حالات سلطنت دکن کے ناموروں کی سوانحات مع

تاریخ بوہران بوہرہ قوم کی محققانہ تاریخ انکی ابتدا اور آئمہ و سلاطین کا مفصل حال ہیں کی مستند و معتبر تاریخوں سے جو آجتک مستور رہی تہیں۔ ۴ر

دکھی کی پکار اردو بہاکا مناجات مصنفہ مضطر ۱ر

اللہ بس باقی ہوس مصنفہ مضطر خیرآبادی ۲ر

دارالسلام رباعیات و سلام مجالس عشرہ مین پڑہنے کے قابل مصنفہ ذکا مرحوم ۳ر

نیازنامہ حضرت عباس ۱ر

عجائبات عالم موسوم بہ یادگار علوی - واقفیت اور تجربہ سکہانے والے عجیب مضامین مع نظم ۸ر

تائیدالاسلام ۳ نمبر ردو نیچرین ۶ر

فیصلہ وقف بعینہ منفصلہ عدالت ۲ر

نگارخانہ منصور منصور حلاج کی مفصل سوانح ۳ر

جابستان گورنمنٹ اسکول مراد آباد کے دو طالبعلمونکا سچا قصہ مع تصاویر و اصلی خطوط ۲ر

قدرالاقتباس مختلف نامی شعرای سلف و حال کے کلام کا دلچسپ انتخاب۔

لیکچر سوشل لائف پر - جو منشی ایس ابن علی نے دہرہ دون انسٹیٹیوٹ مین دیا۔ ۱ر

اسلامی تحفہ اہل حضرت کے دیکہنے کے قابل ۲ر

حرمت غراب الدیار - فتوا کوا حرام ۲ر

قاطع البدعات فی امور الاموات مع نکات الغفیات ۲ر

استفتا مع جواب و جواز مولود شریف ۲ر

بزرگان دین کا فوٹو - جسمین ۲۶ تصویرین ہین اور ہر ایک کے نیچے نام لکہا ہوا ہی قابل دید ۴ر

اخبار نیراعظم مراد آباد

۴۴ سال سے ہفتہ وار شایع ہوتا ہے - روہیلکھنڈ مین سب سے بڑا نامی اخبار ہی - ہر معاملہ پر آزادی سے بحث کرتا ہے - آزاد خیال پولیٹکل جماعت اور ملک والونکی ضروریات کو پورا کرنے والا گورنمنٹ کا خیرخواہ رعایا کا سچا ہمدرد - جہوٹی خوشامد بیجا حمایت سے پاک - قیمت ارزان نمونہ درخواست کرنے پر مفت

المشتہر

منیجر نیراعظم مراد آباد

اطلاع

چونکہ اس کتاب نیر بقیہ تین جلد و نیز کاحق تالیف و تصنیف مولف نے مطبع مطلع العلوم مراد آباد کو دیدیا ہے سوا اسکے تمام حقوق اسکے محفوظ ہین - لہذا کوئی صاحب بغیر اجازت راقم قصد طبع نفرماوین ورنہ باعوض نفع نقصان اوٹہاوینگے

المشتہر

ایس ابن علی مالک مطبع مطلع العلوم و اخبار نیراعظم مراد آباد

OSMANIA UNIVERSITY
COLLEGE LIBRARY.

تاریخ اودھ

جلد دویم

مفصل و مکمل حالات از نواب سعادت خان برہان الملک بانی سلطنت اودھ تا خاتم السلاطین جان عالم واجد علی شاہ

تحقیق دستند واقعات من اولہ تا آخرہ

مرتبہ

جناب مولانا حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب رامپوری

ابن مولوی محمد عبد الغنی خان ابن مولوی عبد العلی خان ابن مولوی محمد عبد الرحمن خان ابن حاجی مولوی محمد سعید خان محمد شاہ مدرس اعلیٰ فارسی مہاراجہ ہائی اسکول اودے پور

مولف و مصنف کتب متعددہ متعلق تاریخ طب صرف نحو و دیگر علوم

ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء

نامی مطبع مطلع العلوم مراداباد میں انیس ابن علی پرنٹر پبلیشر نے چھاپا اور شائع کیا

طبع اول ۵۰۰ | ۱۶۱ - نمبر از سنہ ۹۶ء | قیمت مجلد ہمر

مراداباد کے ظروف

جو اپنی عمدگی نقش و نگار اور دیرپا قلعی اور مضبوطی کے باعث مشہور ہین ہمارے کارخانہ مین ہر قسم کے مثل سیاہ قلم رنگین قلم - سیاہ قلم سفید قلم و سادہ موجود رہتے ہین اور خاص فرمایش کی بھی تعمیل ہوتی ہے - بلحاظ قیمت ہمارا مال نہایت ہی اچھا ہوتا ہے ایکمرتبہ خرید کرکے دیکھئے آپ ہمیشہ منگوا لینگے -

المشتہر

حاجی شیخ سراج احمد و نصیر احمد چوک مراداباد

ہمارے ذریعہ سے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کو نہایت آسانی سے بلا کسی صرف کے روپیہ بھیجا جا سکتا ہے

اخبار نیر اعظم مراداباد

۳۰ سال سے کامیابی کے ساتھ ہفتہ وار شایع ہوتا ہے - روہیلکھنڈ مین سب سے پرانا - آزاد - اور مہذب پرچہ ہے - ہر معاملہ پر آزادی سے بحث کرتا ہے - ہر مذاق کی موافق ہے ملک اور مالک کی ضروریات کو پورا کرنیوالا - گورنمنٹ کا خیرخواہ - رعایا کا سچا ہمدرد - بیجا حمایت جھوٹ خوشامد سے پاک - مقابلۃً بہتر - ۱۶ بڑے صفحون پر شایع ہوتا ہے - قیمت ارزان - نمونہ ٹکٹ آنے پر مفت + المشتہر مینجر اخبار نیر اعظم مراد آباد

غلطنامہ تاریخ اودھ حصہ دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	۱۹	مناسب سمجھکر	مناسب نہ سمجھکر
۹	۱۰	اپنا چہرو	اپنا چہرہ
۹	۱۱	اور حسن شکلی خاص	اور حسن کی خاص
۹	۱۲	ف بڑہے	طرف بڑہے
۱۰	۱۱	بہائی نہین ہو	بہائی نہین ہے
۱۲	۸	مقدر مین	مقدر مین ہوتا
۱۲	۱۱	اوہ خیال پر	اور اس خیال پر
۱۴	۱۳	بڑی منزلین	بڑی بڑی منزلین
۱۵	۱۳	شجاع الدولہ نے جمادی الاولی سنہ ۱۱۷۳ھ	شجاع الدولہ نے۔ جمادی الاولی سنہ ۱۱۷۲ھ
۱۶	۱۵	خارج تہے اور اونکی	خارج تہے۔ اونکے
۱۷	۱۶	ایک بار اوتاردی	ایک یا راوتارد سے
۱۸	۱۲	نا انخافی کرکے	نا اتفاقی کرکے
۱۸	۱۳	مقرر فرمایا کہ مشہور	مقرر فرمایا مگر مشہور
۱۸	۱۵	مضافات مالوہ	مضافات ملالوہ
۱۸	۱۴	شاہ نے نہین	شاہ نے تہین
۲۰	۸	خام طبع	خام طمع
۲۲	۱۷	احمد شاہ ایرانی	احمد شاہ ابدالی
۲۴	۹	جو دشوار کو یاد	جن دشواریونکو یاد
۲۵	۱۱	سنہ ۱۱۶۹ھ	سنہ ۱۱۷۴ھ
۲۶	۱	لاتے تہے اور	لاتے تہے لے اور
۲۷	۱۳	لڑائی ہوتی تہی	لڑائی ہو رہی تہی
۲۸	۷	[illegible]	[illegible] دلی مین
۳۳	۲۲	[illegible]	لئے پہونچے کابلی گئے وہانکی
۳۴	۱۲	لال نے جو شجاع	لال نے جو ہمت بہادر کے شجاع
۳۵	۱	جانب شمال پہنچکر	جانب شمال ہی پہنچکر
۳۵	۲	راجہ سند دیت	راجہ سہند دیت
۳۵	۱۸	اور ایک حال	اور سب حال
۳۶	۰۶	ساتھہ شکست پائی تہی	ہاتہہ سے شکست پائی تہی
۳۶	۱۷	لکہنو لے بہاگا	لکہنو سے لے بہاگا
۳۷	۲۴	فرخ آباد تک	فرخ آباد تک
۳۸	۱۱	نواب احمد خان نے	نواب احمد خان نے سجہنی
			فخر الدولہ کو اونکے پاس بہیجا
			اور افغانون کو بیجزئی سے بچنے
			کے واسطے مدد مانگی۔ حافظ
			رحمت خان اس خوف سے کہ
۴۰	۹	اوسکے درین	اوسکے ذریعہ سے
۴۰	۲۱	دو تین دن	دو تین ورق
۴۲	۱۲	ان لوگون اوس	ان لوگونکی اوس
۴۲	۱۸	بلا حصول رخصت	بلا حصول رخصت وہان سے
		وہان پہنچکر	چلے آنا مہتاب خان وہان پہنچکر
۴۷	۷	استقبال کو لیگئے	استقبال کو گئے۔
۴۷	۲۱	بنگالی ہو جائینگے	بنگالے پر ہو جائینگے۔
۴۵	۵	فوج کے انکونکو	فوج کے بیٹا لونکو
۴۹	۵	وقت بیٹھا لون	وقت بیٹھا لونکا ایک گالون
۵۱	۱۶	ملکہ سہرام پہنچکر	ملکہ سہسرام پہنچکر
۵۲	۱۸	ہزارون	ہزارون مویشی
۵۳	۱۶	اور بہ جعفر کو	اور میر جعفر کو
۵۳	۱۴	دریاے کوہن	دریاے سوہن
۵۳	۲۰	پہلوڑی	پہلواڑی
۵۷	۱۰	مطابق شہر مدجون	مطابق شہر اور سورجوت
۵۷	۱۳	اوس سے بہتا ہی	اوس سے بہت ہی
۵۹	۱۴	مرزا بہلول	مرزا بہلو
۵۹	۲۰	سر بریع دیکہا	سر برسریع دیکہا
۶۸	۲۲	دنیا گوا نہوا	دنیا گوارا نہوا
۷۰	۱۸	لڑائی ہی	یہ لڑائی ہی
۷۳	۸	اس مالگذاری زمینداری	مالگذاری سواے مالگذاری
۷۰	۸		زمینداری
۷۳	۲۰	مصیبت شریفون کا	مصیبت زدہ شریفون کا
۷۴	۱	کپتان ششلیس	کپتان سٹیلس
۷۴	۵	کہ مین جار آدمی	کہ مین چار آدمی
۷۹	۱۴	پاکر کہ وزیر کی	پاکر کہ وزیر کو رہ
۷۹	۱۴	مئی سنہ ۱۵ ۱ع	مئی سنہ ۱۷۶۵ع
۷۹	۱۵	معلوم ہوتا ہے کہ وہ	معلوم ہوتا ہے کہ حافظ
۸۷	۸	اور رہر طمع ہوئی	اور طمع کی ہوئی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۷	۱۵	اودنکو	اور اونکا توڑنے دار بندوقونکی جگہ
۸۷	۱۴	توپخانہ واسباب وغیرہ	توپخانہ واسباب وغیرہ متعلقات کے مقرر کئین اونکے
۸۷	۱۸	اور ۲۲ ہزار	اور ۲۲ ہزار بندوقچیون
۸۷	۱۹	برق انداز جو	برق انداز جو جب بلیغ خان
۸۸	۱	چار ہزار	بارہ ہزار
۸۸	۲۵	سوار کے جقدر	سوار کے سوا جسقدر
۸۹	۷	حسام اللہ خان	حسام الدین خان
۹۰	۲۵	شاہ عالم مینی گنج	شاہ عالم ہینی گنج
۹۵	۱۱	پچاس لاکھہ	پچاس لاکھہ روپے
۹۷	۲۳	سفر رام	سفر رام گہاٹ
۹۹	۲۴	سفر دیکر جو	سفر دیکر رخصت کردیا جو
۱۰۰	۱۰	کچھہ کھالا	کچھہ کھانے کو منگاؤ
۱۰۰	۱۱	اتہا سراحت	وہین استراحت
۱۰۶	۷	اودے پورسو	اودے پور مین
۱۰۹	۲۴	واگر باستیزہ جنگ	واگر باستیزہ وجنگ
۱۰۹	۱۳	اور کچھہ نہین ہوتا	اور کچھہ نہین معلوم ہوتا
۱۱۳	۲۰	اور زیادہ	اور زیادہ آمادہ
۱۱۳	۲۲	جو وہ کہتے تہے	جو وہ کہتے تہے سو کرتی تہی
۱۱۴	۲۲	اونہون نے کہ	اونہون نے سمجھا کہ
۱۱۶	۱۴	اور دوبے	اور دو آبے
۱۲۴	۱۱	عذر پیش کرکے	عذر پیش کیا حافظ صاحب نے پندرہ ہزار روپیہ اونکے پاس بہیجا نتیجہ جسنے غلہ سپی کا بندوبست
۱۲۸	[illegible]	توپخانہ انگریزی	توپخانہ دیگر انگریزی
۱۳۲	۱	جب بہ نشناخت	جب بشناخت ہوا
۱۳۲	۸	روپیے دتے	روپیے دینے کے
۱۳۲	۱۱	اور شاہ بہی	اور شاہ عالم بہی
۱۳۳	۵	اوسکے لئے	اوسکے بیٹے کے لئے
۱۳۳	۸	اوس نے آمد آمد	اوس نے خوف آمد آمد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۳	۱۳	بسنت کو کمپو	بسنت کو مع کمپو
۱۳۸	۹	اوسکو لیا تہا	اوسکو روک لیا تہا
۱۴۰	۱۱	مرزا مصائی	مرزا رمضانی
۱۴۲	۲۰	بیلی بہیت	بیلی بہیت سے
۱۴۵	۲	اس باب مین مجہہ پر تہا	اس باب مین نہ ٹہیرا تہا
۱۴۶	۲۰	وصول ہوا	وصول نہ ہوا تو
۱۴۷	۱۵	علانیہ بیلی بہیت مین	علانیہ اوس مین
۱۴۸	۱۱	اور نواب مستقیم خان	اور نواب نے مستقیم خان
۱۵۰	۱۵	تمام ضلع	تمام حکام ضلع
۱۵۲	۸	رخصت کرکے دیرے	رخصت کرکے آپ بہی کرتے
۱۵۴	۱	اوجاؤن ادس کا	اوجاؤن اور کا بر
"	۲	بلا سیکہ اوبہر	بلا سیدرا ور ریہیر
۱۵۴	۱۸	جیسا کہ حاکم کے	جیسا کہ ہمیشہ حاکم کے تبدیل ہونے کے
۱۵۸	۵	بہیدیا کرتا تہا	بہیجا کرتا تہا
۱۶۲	۷	وصلوۃ تہے	وصلوۃ سنتے تہے
۱۶۴	۱۵	گیارہ سینتہہ مین	گیارہ سو سینتہہ مین
۱۶۵	۴	مسینی بیگم	مسیتی بیگم
۱۶۹	۳	مرزا ہزرگ	مرزا بزرگ
۱۶۹	۷	مصطفوی ہین	مصطفوی خان ہین
۱۶۹	۹	بہادر شاہ اورنگ	بہادر شاہ بن اورنگ
۱۷۰	۷	بہو بیگم	بہو بیگم والدہ
۱۷۱	۱	نافرانی	نافرمانی ہین
۱۷۳	۸	عہدہ بن عہدہ	عہدہ مین عہدہ
۱۷۳	۱	کرتاہے اور عبداللہ	کرتاہی اور مختار الدولہ
۱۷۴	۱۸	نواب فیض اللہ خان	نواب سعد اللہ خان
۱۷۶	۷	جسواتہ کی عطا	جسواتہ کی حکومت عطا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۷	۱۷	عبور کیا اور فرح	عبور کیا فرح
۱۷۷	۱۶	سنی مذکور نے	جہتی مذکور نے
۱۷۷	۱۷	ہو آخر دم	ہو کر آخر دم
۱۷۷	۲۵	مقابلہ کیا	مقام کیا
۱۷۹	۲۴	اور اوسی تمام ساختہ	اور اوس کا تمام ساختہ
۱۸۰	۱۴	یہ لوگ گوڑ مانکپو	یہ لوگ گدہ مانکپور
۱۸۱	۱۴	لبنبرج	لشبرج
۱۸۱	۲۵	پٹنہ سہرونج	پٹنہ سرنج
۱۸۳	۱۹	اوسی دن سے	اوسی وہان سے
۱۸۳	۲۳	تنخواہ دینے کا	تنخواہ نہ دینے کا
[illegible]	۱۰	ساتھ حیہ لٹیننین	ساتھ حیات لٹیننین
۱۸۴	۲۳	تنخواہ بھی ملک	تنخواہ بھی ملک مین
۱۸۴	۲۴	عمل کیا	عمل نکیا
۱۸۵	۳	بتوسط عنایت	متوسط کو عنایت
۱۸۵	۹	پھر ایک مختار الدولہ	پھر ایک خط مختار الدولہ
۱۸۸	۴	جاگرا و گنجیات	جاگیر اور گنجیات
۱۸۹	۷	نالسنے ملا تھا	نالسے نہ ملا تھا
۱۸۹	۱۳	اور سرپر جواہر	اور سرپیچ جواہر
۱۹۴	۱۴	اکبرآباد کو چلا گیا بہنڈ کے انتظام کا بہانہ کر کے آصف الدولہ سے رخصت حاصل کرکے چلا گیا اور بہنڈ کو	چلا گیا اور بہنڈ کو
۱۹۷	۲۵	اوسوقت علی خان	اوس وقت سعادت علیخان
۲۰۳	۱۳	کو چونکہ	کو چلا گیا چونکہ
۲۰۳	۱۷	اور نول کی راہ	اور منونگر کی راہ
۲۰۳	۱۸	انہوں نے یہ	انکار محض کیا کہ مینو یہ
۲۰۵	۹	اوباشی اور لونڈی	اوباشی اور خرابی لونڈی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۵	۱۹	بھرے پر	بھرے منبر
۲۱۰	۹	اور غسن خان	اور محسن رضا خان
۲۱۰	۱۰	بہت تنک	بہت تنگ کی
۲۱۰	۱۷	کلکتہ کے آکر	کلکتہ سے آکر
۲۱۱	۸	دلا کر سند بلا	دلا کر سندین
۲۱۲	۳	او رخان ولد	اور احمد خان ولد
۲۱۲	۲۳	اور سنہ ہجری	اور سنہ ۱۲ ہجری
۲۱۳	۱۵	سنہ [illegible] ہجری	سنہ [illegible] عیسوی
۲۱۷	۴	ساٹھ ہزار	ساٹھ ہزار
۲۱۷	۱۰	متوطن شہر بنارس	متوطن بنارس شہر بنارس
۲۱۹	۶	ہوئی اور آگے	نہ ہوئی اور آگے
۲۱۹	۲۱	ملی ہے آن	ملتی ہے آن
۲۲۱	۱۳	دو لاکھ ہزار روپیہ	دو لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ
۲۲۲	۳	اور ایک تنخواہ ہو	اور ایک حد مقرر ہو
۲۲۳	۹	ایک دفعہ ۲۵ لاکھ روپیہ	ایک دفعہ وہ ۲۶ لاکھ روپیہ تو مجھ سے اس بہانے سے لے لیا ہے کہ سرکار کمپنی کا روپیہ دینا نہایت ضروری ہے اب دوبارہ تیس لاکھ روپیہ کی غرض
۲۲۵	۱۴	ہاتھوں ہاتھ سلگوا لیا	ہاتھوں ہاتھ منگوا لیا
۲۲۸	۴	کو کلکتے	کو لیکر کلکتے
۲۲۸	۵	اونہون نے اپنا لیا	اونہون نے اتروا لیا
۲۲۹	۴	چالیس لاکھ	چوالیس لاکھ
۲۳۱	۲۳	فیض اللہ خان اس	فیض اللہ خان نے ریاست ضبط کر لیں اور نواب فیض اللہ خان اس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴۰	۱۸	جس راستی سے لوٹے	جس راستی سے گئے تہے ادہی راستے سی لوٹے
۲۴۲	۴	معاملہ درست	معاملہ درست کیا
۲۴۳	۱۲	اکبر علی خان	اکبر علیخان وحسین علیخان
۲۴۶	۱۲	جب فقیر نے	جب فقیر بیگ نے
۲۴۸	۱۹	ازین عقد فرخ دلم شاد شد	ازین عقد فرخ دلم شاد شد کہ این قافلہ دولت آباد شد
۲۴۹	۵	آمدنی سے ہے	آمدنی ایسی ہے
۲۵۱	۷	گورنمنٹ کی	گورنر کی
۲۵۱	۱۱	رام کی جانب	رامپور کی جانب
〃	۱۵	الماس خان	الماس علی خان
۲۵۱	۱۹	اوزمرزا داروغہ	اور وزیر کے مرزا داروغہ
۲۵۲	۲۰	انگریزوں خفتہ	انگریزون سی خفتہ
۲۵۲	۲۲	ایک اور شخص کو	ایک شخص کو
۲۵۴		کی خوشی	جسکی خوشی
۲۵۴	۱۰	باقی جماعت	باقی ہوئی جماعت
۲۵۵	۴	فائر وریگز	فائر ورنگ کرد
۲۵۶	۸	بھاگے ہوئی او سردار	بہاگے، ہوئے سپاہی اور سردار
۲۵۶	۲۰	گرفتند آن دہ	گرفتند آن درہ
〃	۲۲	نام خفا چور	نام خفیا چور
۲۵۸	۱۲	تبکہ شفقتہ	جبکہ مشفقتہ
۲۵۹	۱۴	لشکر کے خیمے	لشکر کے شیمے
۲۶۰	۳	صید خان	صید خان کو
〃	۹	اسکاٹ صاحب	اسکاٹ صاحب نواب صاحب نے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۱	۸	قسم کی نہین	قسم کی تکلیف نہین
۲۶۴	۷	پہنچ گئی تہی ۵۱	اسکے اوپر یہ حاشیہ ہی دیکھو جگنا مہ معظم
۲۶۴	۱۴	دیوان فیض اللہ خان	نواب فیض اللہ خان
۲۷۰	۳	سبب تا مکدر	سبب یا مکدر
۲۷۷	۱۵	بچاس سال بھی	بچاس سال سے
۲۸۴	۲۴	مزے اوڑاتے تہے	مزے نہ اوڑاتے تہے
۲۸۶	۲۰	اونکو تبایا کرتی تھی	اونکو اپنیا تجایا کرتے تہے
۲۸۷	۱۱	ستقیم کردیا	ستقیم پر کردیا
۲۸۷	۱۸	آپکو حاصل	آپکو حاصل رہیگا
〃	۲۲	گورنر جنرل او وزیر علی	گورنر جنرل نے وزیر علی
۲۹۱	۵	اور تمام جلوس مجالس	اور تمام جلوس امارت سو پچاس
۲۹۱	۱۴	اطراف کئی اطراف	اطراف
۲۹۴	۱۹	کہ جو شخص	یہ دہرم کہ جو شخص

تاریخ اودھ حصہ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجاع الدولہ کی مسندنشینی

جبکہ ۱۱۶۷ ہجری مطابق سنہ ۱۷۵۴ء مین صفدر جنگ مرگئے اور شجاع الدولہ جانشین ہوئے تو اسمٰعیل خان کابلی اونکا مدار المہام[۵] بنا۔ اوسنے چاہا کہ نواب کو صاحبزادونکی طرح رکہے۔ اور خود حکومت کرے اسلئے سرداران مغلیہ کو متعلق کرکے شجاع الدولہ سے منحرف کردیا۔ پس اونمین سے کوئی شجاع الدولہ کی خاطر خواہ اطاعت نہین کرتا تہا۔ بلکہ ہر ایک اپنے آپ کو شجاع الدولہ کا چچا سمجہتا تہا۔ اور ہمیشہ محمد قلی خان کے جو الہ آباد کا حاکم تہا دولتخواہ تہے۔ اور یہ چاہتے تہے کہ اوسی کو مسندنشین کرکے شجاع الدولہ کے لئے کوئی جاگیر مقرر کردین۔ اور اسیطرح انکی راے تھی کہ دوسرے عزیزان صفدر جنگ کے لئے بھی جاگیرین مقرر کردیجائین۔ چونکہ نواب کا بخت قوی تہا کسی کی کوشش کارگر نہوتی تھی اور اسلئے کہ مغلیہ اون سے بالکل انحراف رکہتے تھے۔ اور شجاع الدولہ

---

[۵] دیکہو گیان پرکاش ۱۲

عیاش بھی تھے۔ امراؤگر اور ہمت بہادر سے زیادہ مانوس تھے۔ یہی دونون نواب کی صحبت مین رہتے تھے۔ اگرچہ امراؤ گر عمر مین بڑا تھا۔ شجاع الدولہ سنہ گیارہ سو چوالیس ہجری مین پیدا ہوے تھے۔ اونکی ولادت کی تاریخ اس شعر کے دوسرے مصرع سے نکلتی ہے

بدولت خانۂ نواب منصور ٭ برآمد آفتاب از مطلع نور

چونکہ اس شعر مین بظاہر کوئی ایسی بات نہین ہے جو اسکے تاریخ ہونے پر دلالت کرتی ہو۔ اسلیے مفتاح التواریخ کے مولف نے دو مصرع اوسپر اپنی طرف سے لگا کر یون تاریخ تمام کی۔

چو آن فرخندہ اختر شد نمایان ٭ بدولت خانۂ نواب منصور

فلک بر گفت تاریخ تولد ٭ برآمد آفتاب از مطلع نور

اس حساب سے شجاع الدولہ کی عمر مسند نشینی کے وقت ۲۳ - ۲۴ سال کی تھی

شجاع الدولہ کا سر راہ ایک کھتری کی نوجوان لڑکی کو دیکھکر فریفتہ ہوجانا اور ناگون کو شب کے وقت اوس کے مکان پر بھیجکر اوس کا پلنگ اٹھوا منگوانا اس فعل کے سرزد ہونے سے مغلوں کا اونکی معزولی پر آمادہ ہونا۔ اونکی والدہ کی کوشش سے اونکے سر سے اس بلا کا ٹل جانا

ایک دن نواب شجاع الدولہ ہاتھی پر سوار ہوکر شہر مین ایک رستے سے نکلے۔ ایک محلے مین ایک کوٹھے پر ۱۴ برس کی ایک لڑکی کھڑی تھی اوسپر نظر جا پڑی۔ اوسکی دلفریب صورت دیکھکر فریفتہ ہوگئے۔ بعد اسکے مخبرون سے کہا کہ اس مکان کے مالک کا پتا لگاؤ۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ گھر ایک کھتری کا ہے۔ نواب وہان سے اپنے مکان مین پہنچے۔ مگر عشق کی وجہ سے پلنگ پر بےچین رہے۔ اور رات بھر کچھ نہ کھایا۔ دوسرے روز راجہ ہمت بہادر نے ہندو مذہب کی دو کٹنیان نواب سے ملائین۔ نواب نے اونکو انعام وعنایات کا امیدوار کرکے اوس عورت کا پتا دریافت کرنے کے لیے بھیجا۔ اونہون نے سب حال معلوم کرکے نواب کی خدمت مین عرض کرایا اور کہا

روز کے بعد راجہ نے اپنے ہمراہی چند ناگے آدھی رات کے وقت اوس کٹہری کے مکان پر
بطور پہرہ دار کے بھیجے - اوس عورت کے گہر کے آدمی خوف سے سہم گئے - یہ لوگ اوس کا پلنگ
اوٹھا کر نواب کے پاس لے آئے - نواب کی عمر اوسوقت ۲۳ یا ۲۴ سال کی تھی - اوس سے صحبت
کرکے رخصت کر دیا - وہ گرتی پڑتی اپنے گہر کو گئی - وارثون نے دریافت کیا کہ شب کہان رہی
اور کیا آفت آئی - اوس نے تمام حال بیان کیا - گہر والون نے قرینے سے دریافت کر لیا
کہ وہ آدمی نواب شجاع الدولہ کے ایما سے آئے تہے - کوئی اونمین سے چور نہ تہا بلکہ ناگے تھے
جنکو ہمت بہادر نے بھیجا ہوگا - پس چند آدمیون نے متفق ہوکر راجہ رام نراین دیوان کے پاس
جاکر زمین پر پگڑیان ڈالکر کہا کہ رعیت پروری اسی کا نام ہے - ہم یہان سے جلا وطن کرینگے
ہماری سانجت یہان ممکن نہین - راجہ رام نراین اور راجہ ٹکیت نراین اوس کا بیٹا دس ہزار
کہتریون کا جمع لیکر ننگے سر اور ننگے پاؤن اسمعیل خان کابلی کے پاس گیا اور عرض کی کہ والی ملک
نے رعیت کے آزار پر کمر باندھی ہے - ہم آپکو صفدر جنگ کی جگہ جانتے ہین - اب ہم کو آپ
اجازت دین کہ یہان سے نکلکر اور کسی ملک مین چلے جاوین - یا ہماری فریاد رسی کرنا چاہیے -
اسمعیل خان نہایت ناراض ہوا - اوسنے مغل سردارونکو بلاکر یہ سارا ماجرا اون سے بیان کیا اور
سب کو اس بات پر آمادہ کیا کہ ہمت بہادر اور اوسکے بہائی کو نواب سے لیکر سزا دینا چاہیے - اگر نواب
اونکے سپرد کرنے پر راضی ہوے تو بہتر ہے نہین تو محمد قلی خان کو الہ آباد سے بلاکر مسند نشین
کر دینا چاہیے - اور نواب کے لئے جاگیر مقرر کر دیجائے - سب نے اسمعیل خان کی رائے سے اتفاق کر
کرکے نواب کو پیام دیا کہ ہمت بہادر اور اوسکے بہائی کو ہمارے حوالے کر دینا چاہیے - نواب نے کہا کہ
ہمت بہادر میرا محکوم ہے - اوس نے جو کچھ کیا میرے حکم سے کیا ہے تمکو مجھہ سے بازپرس کرنا چاہیے نہ
ہمت بہادر سے - اور یہ بات بخوبی یقین کر لو کہ جب تک مین زندہ ہون کسی کی یہ مجال نہین کہ ہمت بہادر کو
ایذا پہونچا سکے مین ایسی ریاست کا خواہان نہین - ایسی مسند سے فقیر کا بوریا ہزار درجہ بہتر ہے -
تمکو اپنی جمعیت پر ناز ہے - مین اس تہوڑی سی جماعت سے مقابلے کو حاضر ہون - جب ارادہ
کروگے ادہر سے کمی نہ پاؤگے مغلیہ سردارون نے محمد قلی خان کو لکھکر الہ آباد سے طلب کیا
اور دربار مین اپنی آمد و رفت موقوف کر دی - شجاع الدولہ کی والدہ نے رام نراین کو اپنی ڈیوڑہی پر
بلاکر پردے کی آڑ مین اوس سے کہا کہ اپنے آقا زادے کے ساتھ یہی سلوک کرنا چاہیے تہا - لاکھون روپے
جنکے باپ کے یہان سے پائے - کیا تم کو صفدر جنگ نے اسی دن کے لئے پرورش کیا تہا - ایک نے

سندو کے واسطے اتنی ہنگامہ آرائی مناسب نہ تھی ۔ مانا کہ محمد قلی خان صفدر جنگ کا بھتیجا ہے
لیکن شخص کا نام بیٹے سے باقی رہتا ہی نہ بھتیجے سے ۔ رام نراین نے کہا کہ اگر صاحبزادی میری جان
چاہیں تو حاضر ہے ۔ مگر جو رویہ اونہون نے اختیار کیا ہی اوس سے ملک ویران ہو جاتے ہیں دوست
دشمن بنجاتے ہین ۔ یہ جو کچھہ شورش تھی صرف اس سے یہ مقصود تہا کہ آئندہ کبھی ایسی حرکت نکرین جس کی
بدنامی ہندوستان مین ہوگی ۔ جبکہ بیگم صاحبہ نے رام نراین کو اپنے شوہر کے احسانات جتا کر
قائل و معقول کیا تو اوس نے کہا مین نابعدار ہون اگر مجھکو معلوم ہوتا کہ اس معاملہ کو اتنا طول ہوگا تو کہہ کر لوگون
کو پہلے ہی راضی کر لیتا ۔ اب آپ اسمٰعیل بیگ اور دوسرے سرداران مغلیہ کو بلا کر اسی طرح دلالت
کرین تو امید اصلاح کی ہی ۔ چنانچہ اونہون نے سب کو بلا کر اسیطرح کے کلمات کہی کہ سب محجوب ہو
اور معزولی کے ارادے سے باز آئے ۔ گیان پرکاش و سیر المتاخرین وملخص التواریخ مین لکھا ہی کہ شجاع الدولہ
کی مسند نشینی سے آٹھ مہینے کے بعد اسمٰعیل خان جلد مرگیا تو تمکین خان خواجہ سرا نائب ہوا اور رام نراین
و مہانراین کار نیابت کے سوال و جواب مین رہتے لگے ۔ شجاع الدولہ گو جوان لا ابالی تھے مگر بسبب
شجاعت کے صوبہ اودہ کے سرکشون کی تادیب اور انتظام خوب کیا ۔ اوائل ایامی مین بحز شراب نوشی
کے سبہہ تھے ۔ اکثر عورتون کی مباشرت مین راغب ۔ اور لہو و لعب مین مصروف رہتے تھے ۔ لیکن
مزاج مین حیا و شرم اور عفو و اغماض اور ترحم تہا [1]

نواب شجاع الدولہ کا نواب سعد اللہ خان روہیلے سے دستار بدلنا

شجاع الدولہ کو عماد الملک غازی الدین خان کی طرف سے ہمیشہ کھٹکا رہتا تھا کہ بادشاہ کے
مزاج کو اونکی طرف سے تکدر کردی ۔ اسلئے علاء الدولہ عرف میر بھیکہ پسر غلام احمد خلف شاہ بہادر
کوکہ محی الدین اورنگزیب عالمگیر کو نواب سعد اللہ خان کے پاس بھیجکر دوستی اور تبدیل دستار کی
خواہش ظاہر کی ۔ نواب سعد اللہ خان نے اونکو جواب مین خط لکھا جس مین نہایت تپاک ظاہر کیا
اور وہ خط پسر مذکور کے حوالے کیا میر بھیکہ وہ خط نواب شجاع الدولہ کے پاس لیگیا اور جسقدر
دوستی و محبت کا اشتیاق نواب سعد اللہ خان کی زبان سے سنا تہا وہ بھی بیان کیا ۔ نواب شجاع الدولہ
نے اپنی دستار سربستہ نواب سعد اللہ خان کو میر بھیکہ کے ہاتھ بھیجوائی ۔ اور اونکی دستار سربستہ آپ

[1] دیکھو عماد السعادت [2] دیکھو سیر المتاخرین ۲

ہنگامی اور تمام ہندوستان میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ یہ دونوں رئیس دستار بدل بھائی ہیں اور ہر ایک دوسرے کا ہر حال میں شریک ہی۔ فرح بخش میں یہ واقعہ اسی طرح آیا ہے۔ اور حافظ رحمت خان کی اولاد نے تبدیل دستار کے متعلق ایک اور طرح حکایت بیان کی ہی۔ جسکو ہم آگے چلکر ذکر کرینگے۔

غازی الدین خان عماد الملک کی شجاع الدولہ پر چڑھائی۔ نواب سعد اللہ خان کا شجاع الدولہ کی مدد کرنا اور اونکی مداخلت سے باہم تصفیہ ہوجانا

سنہ ۱۱۷۰ ہجری میں احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر بڑے زور و شور سے حملہ کیا اور دہلی میں پہنچکر تمام شہر کو لوٹ لیا دس ماہ تک شہر میں رہی۔ جب احمد شاہ نے غازی الدین خان سے روپیہ بطور پیشکش کے طلب کیا تو اوسنے احمد شاہ سے عرض کیا کہ کسی تیموری شاہزادی کو میرے ساتھ کر دیجیے تو ملک انتربید (ملک میں دوآبہ گنگا وجمنا) میں جاکر بطریق نذرانہ وصول کرکے لاؤن۔ مگر اس سے اوس کا اصل منشا یہ تھا کہ شجاع الدولہ والی اودھ سے جبراً روپیہ وصول کرے۔ احمد شاہ کے حکم سے ہدایت بخش ولد عالمگیر ثانی اور مرزا بابر داماد عالمگیر ثانی کو مع افواج درانی زیر حکم جان باز خان ساتھ لیکر غازی الدین خان فرح آباد کی طرف روانہ ہوا۔ گل رحمت میں لکھا ہے کہ احمد شاہ نے حافظ رحمت خان کو بھی تحریر کیا تھا کہ عماد الملک شاہی فوج کے ساتھ صوبہ اودھ کی طرف روانہ ہوا ہی تاکہ شجاع الدولہ سے تمام پیشکش وصول کرے۔ اگر شجاع الدولہ دینے میں عذر کری تو عماد الملک کی مدد کیجیو۔ چنانچہ حافظ رحمت خان فوج جمع کرنے اور عماد الملک کا انتظار کرنے لگے۔ نواب احمد خان بنگش نے بہت سے گھوڑے ہاتھی اور اسباب دیا اور تھوڑے سے پٹھان بھی مدد کے لیے ساتھ کر دیے عماد الملک نے گنگا کو عبور کرکے شجاع الدولہ پر چڑھائی کی۔ اور کودیو ر پرگنہ مہر آباد کے میدان میں ڈیرے کر دیے اور شجاع الدولہ کو پیام بھیجا کہ ملک بادشاہی فوراً خالی کرنا چاہیے۔ اور صفدر جنگ کا تمام مال بھیجنا چاہیے۔ اور شاہزادون کے لیے پیشکش حاضر کرنا چاہیے۔ اس پیام سے شجاع الدولہ بہت خائف ہوے۔ اور وہ بھی لکھنؤ سے روانہ ہوکر حملہ آورون کے روکنے کے ارادے سے سانڈی پالی تک آئے۔ یہ مقام لکھنؤ سے ۸۰ میل ہے۔

فرح بخش کا مولف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ نے میر منجھلے کو نواب سعد اللہ خان کی خدمت میں بھیجکر التماس کیا کہ ایسے وقت میں اس دوستدار کی مدد کرنا چاہیے۔ میر منجھلے نے تمام حال نواب سعد اللہ خان سے بیان کیا کہ عماد الملک شاہزادون کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ

کی بربادی کے درپے ہے - اور صفدر جنگ کے تمام خزانون اور مال کی ضبطی کے لئے بڑی بھاری فوج سے چڑھائی کی ہے - ایسے وقت مین آپ مدد کرین - نواب سعد اللہ خان نے تیاری کر کے اپنے بھائیونکو ہمراہ لیکر اور حافظ رحمت خان دوندی خان بخشی سردار خان فتح خان خانساماں عبد الستار خان شیخ محمد کبیر ملا محسن - اور سید معصوم وغیرہ کی سپاہ کے ساتھ آنولے سے کوچ کیا - اور میر غلام رسول کو پیشتر سے شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیا - اور ایک خط اس مضمون کا اوسکے ساتھ کیا کہ جان و مال اور ملک و ناموس بموجب اوس عہد و پیمان کے ہمارا آپ کا ایک ہے آپ کسی قسم کا تردد نکرین - ہم بہت جلد پچاس ہزار سپاہ کے ساتھ پہنچتے ہین - نواب سعد اللہ خان میر صاحب کی روانگی کے بعد کڑے کڑے کوچ کر کے کودیورین پہنچ گئے - اور دونون لشکرونکے درمیان مین قیام کیا - اور اپنے دربار مین زور سے برملا کہا کہ جو کوئی نواب شجاع الدولہ کا مخالف و معاند ہے وہ ہمارا دشمن ہے - اوس کو چاہئے کہ وہ اول میرا سر کاٹے پھر نواب شجاع الدولہ کے سر کے کاٹنے کا ارادہ کرے - اس عرصے مین عالمگیر ثانی کے متواتر فرمان نواب سعد اللہ خان کو پہونچتے رہے کہ شاہزادونکی خدمت گذاری اور اطاعت اچھی طرح انجام دین - اور شجاع الدولہ کو نکالکر صفدر جنگ کا مال ضبط کر لین - اس خدمت کے صلے مین عنایت بادشاہی کے مورد ہونگے مگر نواب سعد اللہ خان نے بادشاہ کے احکام کی تعمیل نہ کی بلکہ برخلاف اون احکام کے نواب عماد الملک کو صاف کہلا بھیجا کہ نواب شجاع الدولہ سے نہ لڑنا چاہئے - بہتر یہ ہے کہ آپ شاہ جہان آباد کو لوٹ جائین - گل رحمت کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ رحمت خان احمد شاہ درانی کے احکام کی پابندی کی وجہ سے بظاہر عماد الملک کے جنبہ دار تھے - شجاع الدولہ نے ساندہی پالی سے حافظ رحمت خان کو خط لکھا کہ عماد الملک میری خانہ ویرانی کے درپے ہے کسی صورت سے صلح پر راضی نہوگا - آپ میرے چچا کی جگہ مین ایسی تدبیر کرین کہ صلح ہو جاوے - اور میری طرف سے احمد شاہ کا مزاج بھی ناخوش نہو - حافظ رحمت خان نے صفدر جنگ کی دوستی کی وجہہ سے شجاع الدولہ کو تسلی آمیز خط لکھے - اور صلح کی کوشش مین مصروف ہوئے - اس عرصے مین شجاع الدولہ نے عماد الملک کے پاس سفیر بھیجکر صلح کی استدعا کی - چونکہ عماد الملک کو شجاع الدولہ کی خانہ ویرانی منظور تھی اس لئے اتنا روپیہ مانگا جو شجاع الدولہ ادا نہ کر سکتے تھے اور اس عرصے مین طرفین کے قراولون مین چھوٹی چھوٹی لڑائیاں بھی شروع ہو گئین - حافظ

رحمت خان عماد الملک کے مافی الضمیر پر مطلع ہوکر صلح کی فکر مین ہوئے اور نواب سعد اللہ خان
کو کہلا بھیجا کہ تم شجاع الدولہ کے ڈیرے پر جاکر صلح کی تدبیر کرو۔ چنانچہ نواب موصوف نے
شجاع الدولہ کے پاس پہونچکر تبدیل دستار کرکے اخوت پیدا کرلی۔ اور اپنے ڈیرے کو لوٹ آئے
حافظ صاحب نے بظاہر نواب سعد اللہ خان کے اس کام سے ناخوشی ظاہر کی۔ مگر اس تقریب سے
صلح کی گنجایش پاکر عماد الملک کو کہلا بھیجا کہ سعد اللہ خان نے بیخردی سے جو خردسالی کا
مقتضے ہے شجاع الدولہ سے صلح کرلی ہی جسکا حال آپنے سنا ہی ہوگا۔ شجاع الدولہ بھی اپنی مقدرت
کے موافق روپیہ دینے کو حاضر ہین۔ اور مجکو احمد شاہ درانی کا یہی حکم ہے کہ اگر شجاع الدولہ
پیشکش ادا کرنے مین حیلہ و حجت کرین اور لڑائی بر نوبت پہونچے تو عماد الملک کی مدد کیجیو۔ اگر میری
صلاح مانو تو صلح کرلو ورنہ مین اپنے ملک کو لوٹ جاونگا۔ اور شاہ کو سارا حال لکہہ بھیجونگا۔ عماد
الملک نے مجبور ہوکر پانچ لاکہہ روپیہ نذرانہ شاہزادون کو پیش کرنے پر صلح کرلی۔
فرح بخش مین ذکر کیا ہے کہ نواب سعد اللہ خان نے ان پانچ لاکہہ روپیونکے خود ادا کرنے کا ذمہ
لے لیا۔ اور ضمانت نامہ لکھکر عماد الملک کے پاس بھیجدیا۔ پہر شجاع الدولہ نے یہ روپئے
نواب سعد اللہ خان کے پاس پہنچا دئے۔ اور نواب سعد اللہ خان نے اپنے خزانے سے یہ روپے
بادشاہ کے حضور مین بھجوا دئے۔ شجاع الدولہ نواب سعد اللہ خان کے بہت ممنون و مشکور ہوئے
اور صلح کے انعقاد کے بعد ۹ شوال سنہ ۱۱۷۰ ہجری کو شجاع الدولہ نے سانڈی سے کوچ کیا اور
چار دن مین لکھنؤ پہونچ گئے۔ اور نواب سعد اللہ خان آنولے کو لوٹ گئے۔ سیر المتاخرین اور مآثر الامرا
مین بیان کیا ہی کہ یہ لڑائی نواب سعد اللہ خان کی وجہہ سے شجاع الدولہ کے سر سے ٹل گئی۔

شجاع الدولہ کا گنا بیگم دختر علی قلی خان والہ داغستانی کے ساتھ مناکحت کرنا

تاریخ مظفری مین لکھا ہی کہ علی قلی خان والہ تخلص نے سنہ ۱۱۷۰ ہجری مین انتقال کیا۔ تاریخ وفات
اس مصرع سے ظاہر ہے ؎ خرد گفت بپیوستہ والہ برحمت ۔ اوسکی بیٹی گنا بیگم نہایت حسن
و جمال رکہتی تھی شجاع الدولہ اوسکی مواصلت کے خواستگار ہوئے۔ اور شیر انداز خان کو اوس لڑکی کی ماں کے پاس
نکاح کا پیام لیکر بھیجا۔ وہ عورت رضامند ہوگئی۔ اور اپنی بیٹی کو لیکر دہلی سے

لکھنو کو روانہ ہوئی۔ جب اکبر آباد میں پہونچی تو جواہر سنگھ پسر سورج مل جاٹ والی بھرت پور اوس کے حسن و جمال کا شہرہ سنکر مفتون ہو گیا۔ اور آدمی بھیجے کہ اوس لڑکی کو چھین لین۔ کٹرہ وزیر خان مین شیر انداز خان کے آدمیون سے اور جواہر سنگھ کے آدمیون سے لڑائی ہوئی۔ لڑکی کی مان نے یہ خبر سنکر چالبازی کی۔ اور تھوڑے دنون لطائف الحیل مین بسر کرکے ایک دن موقع پاکر لڑکی کو لیکر فرخ آباد مین نواب احمد خان بنگش کے پاس چلی گئی۔ یہان غازی الدین خان عماد الملک احمد شاہ ابدالی کے خوف سے موجود تھا۔ اور اونکے انجام کار کا منتظر تھا۔ اوس نے گنا بیگم کے حسن و جمال کا حال سنکر چاہا کہ اوس کو اپنے عقد مین لائے۔ اور نواب احمد خان پر اپنا مافی الضمیر ظاہر کیا۔ مگر نواب نے شجاع الدولہ کا پاس خاطر کیا۔ اور گنا بیگم کو اونکے پاس بھیجا دیا۔ جنھون نے اوس سے نکاح کر لیا۔ آرون صاحب کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ علی قلی خان والہ داغستانی کی ایک بیٹی خو بیگم نام عماد الملک کے عقد مین تھی جس سے اوسکے ایک بیٹا ناصر الدولہ نام پیدا ہوا۔ بہر صورت گنا بیگم علی قلی خان داغستانی کی بیٹی ہے نہ قزلباش خان اسید کی جیسا کہ محمد حسین آزاد نے آبحیات مین غلطی سے لکھا ہے۔

شاہزادہ عالی گہر کا عماد الملک کے خوف سے دہلی سے نکل جانا۔ اور اودہ کے ملک مین وارد ہونا۔ شجاع الدولہ کا اپنے چچازاد بھائی محمد قلی خان صوبہ دار الہ آباد کو دغا و فریب کے ساتھ گرفتار کرکے تباہ و برباد کر دینا

شاہزادہ عالی گہر جو بادشاہ ہو کر شاہ عالم ثانی کہلائے غازی الدین خان کے فساد کی وجہ سے دہلی مین ٹہیرنا مناسب سمجھکر ملک بنگالہ کے قصد سے دہلی سے نکلے۔ اور نجیب آباد کے راستے سے ہوتے ہوے سہارنپور مین نجیب الدولہ کے پاس آئے اونھون نے آٹھ مہینہ تک شاہزادے کو اپنا مہمان رکھا۔ پھر شاہزادے بنگالے کی تسخیر کے ارادے سے اودھر کو روانہ ہوئے۔ اور مراد آباد۔ رامپور۔ آنوله۔ بریلی ہوتے ہوی پورب کیطرف پہنچے۔ اور ۱۹۔ ربیع الثانی ۱۱۷۳ ہجری کو بلگرام مین پہنچ گئے۔ اونکے ساتھ ان شاہزادے زلیمن مدار الدولہ و نوبت خان بہادر علیخانی ملت خان

ریواڑی والا بھی تھے۔ شاہزادے بلگرام سے کوچ کرکے ملانوہ مین داخل ہوئے اور
وہان سے روانہ ہوکر تین دن مین قصبہ عین من کہ موہان کے متصل لکھنؤ سے سات کوس ہے
ٹھیرے۔ جبکہ صوبہ اودہ کی حد مین قدم رکھا تہا تو شجاع الدولہ نے اصالت خان اور
محلدار خان کی معرفت پچاس[1] ہزار روپیہ نقد اور خیمے و ہاتھی و گھوڑے اور تحایف وغیرہ
شاہزادے کے حضور مین بہیجے تہے اور اب بہی ۹۔ جمادی الاولے کو منزل متصل موہان مین
حاضر ہوئے اور حیلوں و مکر سے ہمراہی کا ارادہ ظاہر کرکے اور پہر بہانہ کرکے رخصت کیا[2]
خزانہ عامرہ عالم شاہی مین لکہا ہے کہ شجاع الدولہ نے ایک سو ایک اشرفی نذر گذرانی تہی اور مدد
خرچ کے لئے ایک لاکھہ روپیہ نقد اور دو ہاتہی مع عماری سایبان دار اور نالکی مرصع اور سات
گہوڑے اور ایک خوان پر از جواہر اور بہت شال شبینہ اور خیمے اور برتن اور دس چھکڑے
پیشکش کئے۔ شاہزادے نے چار گہڑی تک شجاع الدولہ سے خلوت کی اور خاص اپنا جیغہ
مع سرپیچ کے اور جسن کی خاص پالکی مرحمت فرماکر رخصت کیا اور خود شاہزادے اله آباد کی
طرف بڑہے۔ محمد قلی خان شجاع الدولہ کا چچا زاد بہائی اله آباد کا صوبہ دار تہا وہ شاہزادے کے
پاس حاضر ہوا۔ شاہزادے نے اپنی سرکار کی تمام مہمات کا مختار بنایا۔ اور حکم دیا کہ فوج بہرتی
کرے شاہزادے نے اله آباد کی سیر کے بعد عظیم آباد کا ارادہ کیا۔ اثنائے راہ مین راجہ
ہندو سنگہہ برادر پرتہی سنگہہ حاضر ہوا۔ اور غرہ جمادی الاخرے کو موضع جہوستی مین بیرم خان
نے ملازمت حاصل کی ۴۔ ماہ مذکور کو محمد قلی خان نے اپنے قیام گاہ پر شاہزادے کی دعوت کی
اس موقع پر شاہزادے نے مرزا نجف خان کو ذوالفقار الدولہ کا خطاب دیا۔ ۷۔ رجب کو
دریائے کرمناسہ کو عبور کیا ۱۲۔ کو مخلص خان وغیرہ نے عرضداشت رام نراین صوبہ دار
عظیم آباد کی پیش کی۔ پہر صوبہ دار مذکور خود تحائف وغیرہ بطور نذر کے لیکر محمد قلی خان کی وساطت
سے حاضر حضور ہوا۔ شاہزادے نے اوسکو خلعت دیا اور محمد قلی خان سے ارشاد کیا کہ تم کو
وزارت مبارک ہو۔ اوس نے عرض کیا کہ یہ حق شجاع الدولہ کا ہے اسلئے اوسکی عرض کے موافق
وزارت شجاع الدولہ کے لئے تجویز ہوئی اور بخشی گری محمد قلی خان پر قرار پائی[3]۔ اس محمد قلی خان کو شجاع
الدولہ ہی نے شہزادے کے ساتہہ ہوکر بنگالے کے تسخیر کرنیکی ترغیب دی تہی کیونکہ وہ مدت سے یہ چاہتے تہے
کہ کسی طور سے محمد قلی خان کو اله آباد سے علحدہ کرین[4]۔
سیر المتاخرین مین محمد قلی خان کے ساتہہ شجاع الدولہ کی جعل کرنیکے قصے کو اسطرح بیان کیا ہے کہ شجاع الدولہ

[1] تاریخ سلاطین متاخرین ہند مین پنجاہ ہزار لکہا ہے۔ واقعات میں چہہ ہزار ہی ۱۲ [2] دیکہو سیر المتاخرین وغیرہ ۱۲ [3] دیکہو مراۃ آفتاب نما [4] دیکہو سیر المتاخرین ۱۲

کو چونکہ محمد قلی خان سے دغا منظور تھی اسلئے محمد قلی خان سے آکر یون کہا کہ تم خاطر جمع رکھو اور
کسی طرح متردد نہو متعاقب مین آونگا - مگر مین اپنے اہل و عیال کیطرف سے متفکر ہون کہ اون کو
کسجگہ رکھوں - چاہتا ہون کہ کسی محفوظ مقام مین اون کو چھوڑکر اپنے دشمنون یعنی عماد الملک اور
احمد خان بنگش وغیرہ سے اطمینان خاطر حاصل کرلون - اور دلجمعی کرکے بنگالے کی تسخیر کا ارادہ کرون
مگر مجھکو ایسی کوئی جگہہ دکھلائی نہین دیتی اور چنار گڑھ مین قلعہ تو ہے مگر وہان کوئی عمارت لایق
بود و باش بیگمات کے نہین اور اوسکی آب و ہوا بھی پہاڑونکی وجہہ سے چندان سازگار نہین
اگر مرزا نجف خان کو ایک حکم لکھدو تو مین قلعہ الہ آباد مین کہ عمدہ اور پرامن اور مضبوط جگہہ ہے
اپنے اہل و عیال کو تمھارے اہل و عیال کے ساتھ ایک آبرو سمجھکر ایک جگہہ رکھکر اعانت کرونگا
محمد قلی خان اپنی ناسمجھی سے شجاع الدولہ کے مضمون مکر و فریب کو نہ سمجھا - رقعہ مہری اور دستخطی
اپنا مرزا نجف خان قلعہ دار الہ آباد کے نام لکھکر شجاع الدولہ کے حوالے کردیا اور روبرو بھی مرزا
نجف خان کو مزید تاکید سے پروانگی دی کہ چونکہ نواب صاحب سے کسیطرح جدائی نہین ہے چچازاد
بھائی ہین حاضر و غایب ہمارے ورثے کے مالک ہین - وہ جو کچھ کہین اونکے حکم کی تعمیل کیجیو بہرحال
شجاع الدولہ نے رقعہ خاطر خواہ لکھا کر مراجعت کی جبکہ رام نراین صوبہ دار عظیم آباد شاہزادے
کی عنایت سے ممتاز ہوگیا تو بعض کوتہ اندیشون نے اوس سے محاسبہ چاہا جو کہ اس کا ادا کرنا اوسکی
قدرت سے باہر تھا اسلئے باغی ہوگیا - اور عظیم آباد کے قلعہ مین متحصن ہوگیا - شاہزادے کی فوج نے
محاصرہ کیا - گیان پرکاش مین لکھا ہے کہ محمد قلی خان نے قلعہ کے فتح کرنے کے لئے بڑی کوشش
کی اور مورچے قلعہ کے تلے پہنچا دئے اور برج شمالی مین نقب لگا کر بارود پہنچا دی - صرف یہ
کام باقی تھا کہ آگ دیجاوے - اللہ کی مرضی نہ تھی کہ قلعہ فتح ہو - پردہ غیب سے ایک دوسری صورت
پیدا ہوگئی وہ یہ کہ نواب سالار جنگ اور راجہ بینی بہادر نے متفق ہوکر نواب شجاع الدولہ سے
کہا کہ اگر محمد قلی خان کے ترددات سے قلعہ عظیم آباد فتح ہوگیا تو آپ کی وزارت مین رخنہ پڑجائیگا
شجاع الدولہ نے اس بات پر یقین کرکے الہ آباد کی طرف کوچ بطریق ملیغار کیا اور قلعہ کے حوالے
کرنے کی نجف خان سے درخواست کی اوس نے جواب دیا کہ محمد قلی خان کے حکم کے بغیر نہین
دے سکتا - اسوجہ سے وزیر کے دل مین زیادہ کدورت آئی - شجاع الدولہ نے سوچا کہ
کہ اگر محمد قلی خان کے عیال و اطفال کو گرفتار کرلیا جاوے تو وہ ضرور اپنی کوششون کو ناتمام
چھوڑکر عظیم آباد سے لوٹ آئیگا - سیر المتاخرین اور مرات آفتاب نما کے مولف لکھتے ہین کہ

اسی نیت سے شجاع الدولہ نے اون کو گرفتار کرنا چاہا نجف خان نے جو مزاحمت کی تو
بلطائف الحیل اونکو قلعہ سے نکالکر نظربند کر لیا - جبکہ محمد قلی خان کو یہ خبر پہنچی کہ شجاع
الدولہ نے دغا کرکے اوس کے قلعہ دار سے قلعہ الہ آباد چھین لیا ہے اور خود قابض اور
متصرف ہوگئے ہین - اور اوسکے اہل و عیال کو نظربند کر لیا ہے نہایت مضطرب ہوا - اور
اسی اثنا مین اوس کو یہ بھی معلوم ہوا کہ قلعہ عظیم آباد کے محصورین کی مدد کے لئے منگالے
سے لشکر عظیم آ رہا ہے تو اوسکی ہمت پست ہوگئی اور بیقرار ہوکر شجاع الدولہ کی طرف مراجعت
کی - گیان پرکاش کے مولف نے لکھا ہے کہ خود شجاع الدولہ نے لکھکر محمد قلی خان کو
عظیم آباد سے واپس بلایا - اونکی تحریر پہنچتے ہی وہ راسخ الاعتقادی کی وجہ سے وہان سے
روانہ ہوا - مگر شجاع الدولہ کا لکھکر بلانا کسی دوسری کتاب سے ثابت نہین ہوتا -
بہرصورت جب محمد قلی خان عظیم آباد سے واپس ہونے لگا تو پہلوان سنگھہ وغیرہ رفقا نے
اوسکو سمجھایا کہ اب شجاع الدولہ سے نرمی کی امید نامعقول ہے اسی جگہ لڑنا چاہیے
مگر اوس نے نہ مانا صبح ہوتے ہی کوچ کا ڈنکا بجواکر اپنے ملک کی راہ لی شاہزادے نے
بھی مجبور ہوکر وہان سے کوچ کر دیا - جب شجاع الدولہ نے یہ خبر سنی کہ شاہزادہ - اور
محمد قلی خان بے فتح کئے لوٹ رہے ہین تو کمال نامردی سے مروت و ایمان چھوڑکر اپنے
نائب راجہ بینی بہادر اور بلونت سنگھہ زمیندار بنارس کو حکم دیا کہ متفق ہوکر محمد قلی خان
کے روبرو جاؤ اور سختی سے بندوبست کرو کہ وہ الہ آباد مین نہ گھس سکے اور جسطرح
ممکن ہو اوسے گرفتار کر لو راجہائے مذکور حسب الحکم متفق ہوکر مقابل بنارس دریا سے
گنگا کے کنارے رام نگر سے دو کوس پیشتر مقیم ہوئے رام نگر بلونت سنگھہ کا آباد کیا ہوا
اور اوس کا وطن اصلی تھا ان دونون نے توپین محمد قلی خان کے لشکر کے مقابل
لگا کر مستعد مزاحمت ہوئے - شاہزادے اور موسیٔر لاک فرانسیس کو کہلا بھیجا کہ
ہمین آپ سے کچھہ کام نہین حسب عزم ہو چلے جائیے مگر محمد قلی خان کو مجال حرکت
نہ دینگے تاکہ اپنی جگہ سے ایک قدم آگے بڑہائے - شاہزادے نے اپنا نکلنا ایسی
بلاسے ناگہانی اور مخمصہ آسمانی سے غنیمت سمجھا موسیٔر لاک کو اپنا رفیق بناکر چپہ رود

سنہ یہ الفاظ سیر المتاخرین مین لکھے ہین ۱۲

مین قیام کرنے کی غرض سے مرزاپور ہوتے ہوئے ملک بوندیلکھنڈ کی راہ دلی اور محمد قلی خان
سیدراجی کی سرا سے کسی قدر فاصلہ پر خیمہ زن تہا - جو کوئی اوس کے لشکر مین
سے بلکہ عظیم آباد کی طرف سے آگے کو قدم بڑہاتا - زمینداران اطراف بلونت سنگہ
کا شکار ہو جاتا - محمد قلی خان مع لشکر کے اسیر دام تحیر ہوا - چاپلوسی کے سوا کوئی جواب
مین بسر کرتا تہا اور وقع الوقتی سے اپنا کام نکالتا تہا - اور امیدوار تہا کہ شاید پہر دوبارہ
خداوند کریم سے تائید نمودار ہو جائے - اکثر ہمراہیون نے جو صاحب جرات تہے صلاح
دی کہ بینی بہادر اور بلونت سنگہ سے جنگ کرو - اور فی الواقع یہی بہتر تہا کیونکہ جو کچہہ
مقدر ہین عزت و ناموس سے ہوتا مگر بدحواسی نے اس خواہش با ختہ کو جرات نہ دلائی -
چند روز کے بعد محمد قلی خان نے درخواست کی کہ تہوڑے سے ہمراہیون کے ساتہ مجکو
شجاع الدولہ کے پاس چلا جانے دیجئے مزاحمون نے شجاع الدولہ سے اجازت لیکر رخصت
دی - اور اس شخص نے صلہ رحمی کی امید پر اور خیال پر کہ شجاع الدولہ میرے چچازاد
بہائی ہین - بارہ سوار اور چند خدمتگار ساتہ لیکر گنگا کو عبور کیا - اور شجاع الدولہ کے پاس
روانہ ہوا - اور یہ سمجہا کہ بر وقت مقابلہ یہ سب رنجید گی خاطر اور کینہ گی دل برطرف ہو جائیگی
یہ تمام فتور دشمنون نے ڈالدیا ہے - وہ منافرت بالکل جاتا رہے گا - اور
شجاع الدولہ کے بالنسبے حکم ہو چکا تہا کہ جب محمد قلی خان روانہ ہو اوس کی روانگی
کے چند روز بعد اوسکے لشکرگاہ کو لوٹ کر تمام اسباب ضبط کر لین حکم چند یہ سے
منتظر نہ ہین - اس حکم قطعی سمجہین - جب محمد قلی خان کی روانگی کو دو تین روز کا
عرصہ گذرا راجہ بلونت سنگہہ اور بینی بہادر نے اوسکے لشکر لوٹنے کے ارادے
سے چڑہائی کی - ان کی دست درازی اور تعدی سے لشکر مین ہرج و مرج اور محشر کے
آثار نمودار ہوئے - ایک خلق کثیر بلاے بیدرمان مین مبتلا ہوئی - اکثر لشکری
بے آبرو ہوئے اور مال و اسباب غارت ہوا - چند بے نام و نشان آدمی ان
دونون راجونکی قرابت داری کی وجہہ سے اوس لشکر مین چہپ کر محفوظ رہے اور بہت سے
آدمیونکو بارہے کے ایک سید نے جو بینی بہادر کے لشکر مین جمعدار تہا بچایا [۱] الغرض
محمد قلی خان شجاع الدولہ کے پاس پہونچا اونہون نے نگلگیر کیا اور خیریت بوجہہ کر اوٹہہ کہڑی
ہونی حاضرین نے اوسکو قید کر لیا [۲] خزانہ عامرہ مین لکہا ہی کہ شجاع الدولہ نے محمد قلی خانکو قید کرکے لکہنؤ بہیجا اور آخر کار قتل کرا دیا

[۱] دیکہو سیرالمتاخرین - [۲] دیکہو گیان برکاش ۱۲

نواب شجاع الدولہ کا نجیب الدولہ کی مدد کے لیے مرہٹوں کے مقابلے کے واسطے نجیب آباد کو جانا

جنکو اور اوس کا چچا دتا سیندھیا محرم ۱۱۷۳ ہجری مین دکن سے ہند مین آئے اور ان
دونون نے اتفاق کر کے روہیلون کے ملک کو فتح کرنے کا ارادہ کیا اور بعد اسکے
صوبہ اودھ مین مداخلت کا قصد تھا[۱۹]۔ وزیر اعظم غازی الدین خان نے بھی اونکو یہی
صلاح دی ۱۱۷۳ ہجری مین انہون نے جمنا کو عبور کر کے نجیب الدولہ پر چڑھائی کی
نجیب الدولہ نے گنگا کے کنارے مظفر نگر کے پاس سکرتال مین جو میرٹھ سے شرقی
وشمالی جانب ۱۴ کوس کے فاصلے پر ہے پناہ لی اس واقعہ کی تاریخ اس مصرعہ سے
نکالی ہے ؎ بیرے راسکتار آہوگرد ؛ (سکرتال لفظ ہندی ہے سین مہملہ مضموم اور
کاف تازی مشدد اور راے مہملہ ساکن اور تاے قرشت اور الف والام سے) اور وہان
سے نواب سعد اللہ خان اور حافظ رحمت خان وغیرہ سرداران روہیلکھنڈ سے امداد
کے واسطے درخواست کی یہان سے موسم برسات کے ختم ہونے تک مدد پہونچنے مین
دیر ہوئی اور جب تک نجیب الدولہ نے اون مٹی کی دیوارونکی آڑ مین بڑی مشکل سے
اپنی جان بچائی سرداران روہیلہ عین موسم برسات مین کوچ کر کے لمبی لمبی منزلین
کرتے ہوئے امروہے پہونچکر ٹھہر گئے۔ اور نواب سعد اللہ خان نے میر غلام رسول کو شجاع
الدولہ کے پاس بھیجا کہ وہ بھی مدد کرین۔ حسین شاہی مین امام الدین حسینی نے بیان
کیا ہے کہ غازی الدین خان نے نواب شجاع الدولہ کو لکھا تھا کہ آپ بھی آکر ہمارے شریک
ہوجیے تو ہم اور آپ متفق ہوکر اس پٹھان یعنی نجیب الدولہ کو یہان سے دور کر دین
اور اس سلطنت کا انتظام اپنی مرضی سے کرین شجاع الدولہ نے مصلحت وقت کے لحاظ سے
علی بیگ خان حاجی کو جو نہایت ظریف اور دانا تھا عماد الملک کے پاس بھیجکر لطائف
الحیل مین رکھا تا کہ مخالفت پر آمادہ نہو۔ اسی ایام مین نجیب الدولہ نے بھی نواب شجاع
الدولہ کو تحریر کیا کہ ہم نے احمد شاہ درانی کو بلایا ہے مناسب یہ ہے کہ اس وقت مین آپ ہماری مدد کرین
کہ یہ بات ہماری اور آپکے حق مین بہت مفید ہو اگر مرہٹون نے ہمارے ملک پر قبضہ پالیا تو آپکے ملک کا بھی

[۱۹] دیکھو خزانہ عامرہ ۱۲

طمع کرینگے۔ شجاع الدولہ جانتے تھے کہ غازی الدین خان بدطینت اور مفسد ہی کیونکہ سنہ
ہجری مین شاہزادہ ہدایت بخش اور مرزا بابر کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ کی بربادی کے لیے فرخ آباد
کے راستے سے اودھ پر چڑھائی کی تھی۔ اور شجاع الدولہ نے دانائی کرکے نواب سعد اللہ خان
سے بگڑی بدل کے اور روہیلون کو متفق کرکے اوس کے شر سے نجات پائی تھی اس
سبب سے شجاع الدولہ نے اوس کے قول پر اعتماد نہ کیا اور نجیب الدولہ کی رفاقت کو بہتر سمجھا
کیونکہ اس مین اونکو اپنے ملک کی بھلائی بھی نظر آتی تھی چنانچہ شجاع الدولہ فوراً تیاری کرکے
ماہ شوال سنہ ہجری مین لکھنؤ سے برآمد ہوے اور شاہ آباد ضلع ہردوئی مین پہنچکر چند مہینے
یہان قیام کیا۔ کیونکہ گنگا کی طغیانی سکر تال پہنچنے مین مانع تھی۔ دتا سیندھیا کو اتفاق
مذکور کا پرچہ لگا اور گنگا کی طغیانی مین کمی ہوئی تو ٹھنے گوبند رایے بندیلے کو اپنے لشکر سے
مع بیس ہزار پیادہ وسوار کے الگ کرکے روانہ کیا۔ اوس نے ٹھاکر دوارے کے پاس گنگا
کو پایاب عبور کرکے چاندپور نگینہ وغیرہ اوس طرف کے پرگنات کو لوٹنا شروع کیا۔ شجاع
الدولہ اوائل ربیع الاول سنہ ہجری مین تیس ہزار سوار کے ساتھ شاہ آباد سے روانہ ہوے
اور تھوڑی منزلین کرکے نواب سعد اللہ خان کے شریک ہوگئے۔ سیندھیا کے حکم کی تعمیل معقول
طور پر کی گئی اور ایک مہینہ سے کچھ زیادہ عرصے مین مرہٹون نے قریب تیرہ سوگانون اطراف
امروہہ کے تباہ کرڈالے۔ تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ مرہٹون نے قصبۂ امروہہ کو لوٹ کر وہان کے
اکثر سیدون اور شریفون کو قید کرلیا۔ ذوالفقار الدولہ نے اون غریبون پر رحم کرکے مرہٹون کو
اونکی رہائی کے عوض اپنے پاس سے روپئے دینے کا وعدہ کرکے اونکو رہا کرا دیا آخرکار روہیلے
اور نواب شجاع الدولہ چاندپور پہنچ گئے۔ اوہنون نے حسبدن چاندپور سے کوچ کیا مرہٹونکی
فوج راہ مین کم کم نظر آئی پانچ کوس چلکر ملہدوہ[1] پرگنہ چاندپور مین پہنچے تو خبر آئی کہ مرہٹون نے اکثر
مقامات پر زور باندھ رکھا ہے۔ شجاع الدولہ نے اپنی فوج مین سے انوپ گر گوشائین اور امراؤ گر
گوشائین کو مرہٹونکی سرکوبی کے لیے ایک طرف بھیجا اور اپنے خالہ زاد بھائی میر نجف علی خانکو پانچہزار
سوارونکے ساتھ اور میر باقر سیمونی کو چار ہزار سوارونکے ساتھ مرہٹون کے پڑاو کی طرف روانہ
کیا ان سرداروں نے مرہٹونکی خوب گوشمالی کی خاصکر انوپ گر نے ایک سو مرہٹے زندہ گرفتار کیے
اور دو سو مار ڈالے اور بہت سا اونکا مال و اسباب اور بیشمار گھوڑے چھین لیے مرہٹے گوبند پنڈت کی ماتحتی
مین بھاگتے پڑتے گنگا کو عبور کرگئے۔ اس عبور مین اونکے بہت سے آدمی ڈوب گئے اور جو گنگا میں گھس سکے وہ

[1] ملہدوہ بفتح ہا و سکون لام و ضم دال مہملہ و فتح واو و ہای ساکن ۱۲ خزانہ عامرہ صفحہ ۵۳ دیکھو خزانہ عامرہ ۱۲

مارے گئے یہ واقعہ ماہ نومبر ۱۷۵۹ء مطابق جمادی الاولی ۱۱۷۳ ہجری کا ہے۔ صبح کو جلد وہ سی کوچ ہوگیا اور نجیب الدولہ کے پاس پہنچ گئے۔ مگر مرہٹے گنگا پار کا علاقہ تباہ کرتے رہے اور جب افواج اسلام کے سامنے پڑتے بوری سزا اوٹھاتے سیندھیا کی فوج اوس ٹکڑے کے لوٹنے سے جو روہیلکھنڈ کو بھیجا گیا تھا ایسی کمزور ہوگئی کہ وہ صلح کا خواہان ہوا۔ مگر اس وجہ سی زیادہ قوی وجہ یہ تھی کہ نجیب الدولہ اور تمام پٹھانون اور ہندوستان کے راجون نے مرہٹون اور غازی الدین خان وزیر کے فساد سے تنگ ہو کر احمد شاہ ابدالی کی خدمت مین عرضیان لکھی تھین اور استدعا کی تھی کہ آپ ہندوستان تشریف لاتے۔ چنانچہ احمد شاہ قندہار سے ہندوستان کی طرف کوچ کر کے بہت قریب آپہونچے تھے۔ غرضکہ مرہٹون نے شجاع الدولہ اور روہیلون سے آشتی کی شرطین پیش کین اور اون شرطون کے موافق صلح باہم ہوئی اور مرہٹے احمد شاہ کے خوف سے صلح کا نام کر کے ۱۷۵۹ء مین بالکل روہیلون کے ملک سے چلے گئے۔ روہیلون نے شجاع الدولہ کے سامنے کشتیان کپڑون اور جواہر کی اور ہاتھی گھوڑے اور زر نقد پیش کیا۔ اور ان سردارون نے شاہ کی آمد آمد کی خبر سنکر جلدی سے شجاع الدولہ کو رخصت کر دیا اس خیال سے کہ احمد شاہ آجائینگے تو شجاع الدولہ کو رخصت حاصل نہو سکیگی۔ شجاع الدولہ نے جمادی الاول ہجری کو وارد بلگرام ہوئے اور ربیع کو لکھنؤ مین داخل ہو گئے۔ اور ان سردارون نے عرضیان اس مضمون کی احمد شاہ کو لکھین کہ نواب شجاع الدولہ کسی قدر علیل ہو گئے تھے اور اونکے ملک مین فساد پیدا ہو گیا تھا اسلئے اودھ کو رخصت کر دئے گئے۔ شجاع الدولہ نے اپنی سپاہ مین سے تین ہزار سوار علی بیگ خان کی ماتحتی مین احمد شاہ کے شریک ہونے کے لئے نجیب الدولہ کے پاس چھوڑ دئے تھے[1]

جنگ پانی پت مین شجاع الدولہ کی کارروائی

دتا سیندھیا نجیب الدولہ سے صلح کا نام کر کے احمد شاہ درانی کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ اگرچہ مرہٹہ ونکے رفیق جاٹون نے اس زمانے مین اونکی مدد نہ کی تھی۔ مگر باوصف اس کے اسی ہزار سوار جرار اونکے لڑائی کے میدان مین موجود تھے یہ سوار ایسی دو گروہون مین منقسم تھے کہ ایک گروہ کو دوسرے گروہ سے کسی قدر فاصلہ تھا انمین سے ایک گروہ دتا سیندھیا کی ماتحتی مین

---

[1] دیکھو جلد سوم مرآت احمدی ۱۲

تھا اور ... سر لشکر ملھار راو ہلکر کے تحت مین تھا۔ احمد شاہ یہ خبر سنکر کہ مرہٹے روہیلونکو ایذا دے رہے ہین اونکی مدد کے لئے ممالک مغربی شمالی کیطرف روانہ ہوے اور شمالی پہاڑونکے قریب قریب منزلین کرتے ہوے سہارنپور کی برابر جمنا سے پار اوترگیا۔ سرداران روہیلہ شاہ کی آمد کا حال سنکر یکسر تال سے کوچ کرکے احمد شاہ کے لشکر مین پہنچ گئے۔ چونکہ ملکی لوگ مرہٹونکی دست اندازیون سے سخت ناراض تھے اسلئے احمد شاہ کے کوچ و مقام سے اونکو واقف نہ کیا تھا کہ احمد شاہ نے میدان باولی مین کہ دہلی کے قریب ہے دتا سیندھیا کو گھیر لیا اور جمادی الاخری ۱۱۷۳ ہجری مین خود دتا اور اوسکی فوج کے دو تہائی حصے عین میدان مین مارے گئے۔ ملھار راو ہلکر سکندرہ مین پڑا ہوا تھا وہ چنبل کی جانب جنوبی ملک مین بھاگنے لگا۔ یہ لشکر اسلئے سیدھی راہ سے منحرف ہوا تھا کہ مسلمانون کی سرحدون کو لوٹتے کھسوٹتے۔ مگر مراد اوسکی پوری نہوئی کہ پندرہ ہزار درانیون نے اوس کا تعاقب کرکے اوسکو جا دبایا اور قریب تباہی کے پہنچا دیا۔ جب دتا سیندھیا اور ہلکر کی درانیون کے ہاتھ سے کامل شکستونکی دربار دکن مین خبر پہونچی تو بالاجی پیشوا کا چچیرا بھائی سداشیو راو جو بھاو کے لقب سے چارو انگ ہندوستان مین مشہور ہے مرہٹون کے دربار سے مامور ہوا۔ اس زمانے مین مرہٹونکی قوت غایت عروج پر تھی۔ اور اونکی قلمرو کی وسعت یہانتک پہنچی تھی کہ شمال مین سرحد اوسکی کوہ ہمالیہ اور دریاے اٹک اور جنوب مین جزیرہ نماے دکن کے عین سرے تک یعنی سمندر تک پہیلی تھی اور حدود مذکورہ مین جو ملک اونکی حکومت سے خارج تھے اور اونکو باجگذار تھے یا اونکے ہاتھ سے پامال تھے۔ اور یہ ساری قوت بالاجی کے قبض و قدرت مین تھی مرہٹونکی قوم کو جاہ و حشمت کی حیثیت اور شان و شوکت کی رو سے جو بات حاصل تھی بھاو کی قدر و وقار بڑہانے کی غرض سے خاص اس موقع پر صرف کیگئی۔ سیندھیا اور ہلکر تباہی سنکر آمادگی پر آمادگی زیادہ ہوئی اونکا پورا ارادہ یہ تھا کہ بڑی جد و جہد اور سعی و ہمت سے ہندوستان خاص کی فتح و تسخیر مین پچھلی چوٹ ایسی لگاوے کہ قصہ ہی پاک ہوجاے۔ بالاجی کا جوان بیٹا اور علانیہ وارث اوس کا بسواس راو اور بڑے بڑے برہمن اور جتنے مرہٹے سردار اوس کے ساتھ ہوے۔ اور بہت سے راجپوتون کے گروہ اوسکی امداد و اعانت کی غرض سے راہ مین اوس سے ملتے گئے۔ بھرت پور کا راجہ سورج مل بھی ہلکر اور جنکو کے ذریعہ سے بھاو سے ملا۔ بھاو نے ایک کوس سے استقبال کیا۔ سورج مل بیس ہزار جاٹونکے ساتھ اوس کی مدد کے لئے ہمراہ ہوا۔ سورج مل نے جو ایک

دراز عرصہ سے مرہٹونکی رفاقت مین لڑنے مرنے کا عادی ہوگیا تہا۔ بہاؤ کو اس موقع پر یہ مشورہ دیا کہ آپ اپنے پیادون اور بہاری بہاری اسباب کو ہماری ملک مین چہوڑدین کہ وہ مضبوط قلعون مین محفوظ و مامون رہین گے اور سوارونکو ہمراہ لیکر آگے کو بڑہا جاوین۔ اور مرہٹون کے طریقے کے موافق اپنے دشمنونکو تنگ کرین اور لڑائی کو یہانتک طول دین کہ درانی لوگ جو کئی مہینے سے ہندوستان مین آئے ہوئے ہین آب و ہوا کی ناموافقت سے مجبور ہوکر اپنی بہارونکو لوٹکر چلے جائین۔ اگرچہ اور مرہٹون نے تائید اس معقول مشورہ کی کی مگر بہاؤ نے یکلخت اوسکو رد کیا۔ اسلئے کہ وہ اپنی فتح کو جو اسکی حیلے سے حاصل ہوا بڑے پایہ کے حسابون کمتر سمجہتا تہا بلکہ بہاؤ نے سورجمل کے جواب مین یہ کہا کہ تو ایک چہوٹا سا زمیندار ہی۔ بڑے بڑے ملکونکی تدبیرون اور انتظامونکی قابلیت نہین رکہتا۔ عماد الملک بہی سورجمل کی وساطت سے متہرا کے پاس بہاؤ سے ملا حاصل یہ کہ وہ بڑی دہوم دہام سے دلی کی جانب بڑہا جسپر تہوڑے سے درانی اور شریک اونکی قابض و متصرف تہے۔ محیط شہرپناہ کے بسکہ طول طویل ہونے سے توپ کے کسی برج کی حفظ و حراست سے غفلت برتی گئی تہی کہ مرہٹون کا ایک گروہ اوسپر چڑہ گیا۔ اگرچہ محصورون نے تہوڑی دیر تک قلعہ کو بچائے رکہا مگر توپونکی مار مار سے اطاعت کو قبول کیا۔ مرزا اقدام نبوی کے ظروف طلائی و نقرئی۔ اور مقبرہ شاہ نظام الدین اولیا اور محمدشاہ کی قبر کے عودسوز اور شمعدان اور قندیلون کو اور محل کی آرایش کے سامانون کو اوتہوا لیا۔ دیوان خاص کی میناکار نقرئی چہت کو بہی اوکہڑوا کر ٹکسال مین ڈہلوا لیا۔ اور تخت شاہی پر بہی قبضہ کرلیا۔ اور بادشاہی زیورون کو بہی دبالیا۔ بلکہ اوس نے یہ تجویز کی تہی کہ بسواس راو کو ہندوستان کا بادشاہ بناوے۔ اور اوسکی بادشاہی کا اعلان کراوے دیگر لوگون نے سمجہانے سے اوسکو جبتک کے لئے ملتوی رکہا کہ درانیون کو ایک بار اوتار دے۔ بہاؤ نے محی السنہ کو تخت سے اوتارا مرزا جوان بخت پسر شاہ عالم کو تخت پر بیٹہایا۔ اور غائبانہ عہدہ وزارت شجاع الدولہ کے نام مقرر کیا۔ اس مین یہ تدبیر تہی کہ اخبار شاہ ابدالی سماعت کرینگے ضرور شجاع الدولہ سے بدگمان ہونگے۔ مسلمانون کی جمعیت مین تفرقہ پڑجائے گا۔ مطلب ان کا ہو جاسکا۔ لیکن ان کا مطلب پورا نہوا۔ مسلمانون مین کسی طرح تفرقہ نہوا۔ ان تمام ناشایستہ حرکتون کے دیکہنے سے سورجمل متنفر ہوکر سخت گہبرایا۔ چنانچہ اوس نے خفیہ شجاع الدولہ سے صلاح کی۔ اور علانیہ بہاؤ سے بہی رفاقت نہ توڑی۔ اوس سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ مین اپنے وطن کو چلا جاؤن۔ تاکہ وہان سے آپ کے لشکر مین رسد بہجواتا رہون۔ بہاؤ نے سورجمل کو رخصت کردیا۔ اور وہ اپنے ملک کو چلا گیا۔ مراۃ احمدی مین لکہا ہے کہ جب سورجمل شجاع الدولہ کی صلاح سے بلبگڑہ کو چلا گیا تو شجاع الدولہ

اوسکے لئے احمد شاہ کے یہان سے خلعت اور فرمان بھیجا گیا۔ بہاؤ کو یہ خبر پہونچی تو اوسنے اپنے
ہان سے خلعت اور قیل سورجمل کے واسطے بھیجکر کہلا یا کہ ہم سے تا التفاتی کرکے بادشاہ سے
اتفاق کرنا جو ہم دونون کا مذہب مین مخالف ہے مناسب نہین اب تم یہ کرو کہ راستونکی ایسی نگرانی
رکھو کہ شاہ کے لشکر مین رسد کسی طرف سے نہ پہنچ سکے۔ سورجمل شجاع الدولہ کے اشارے سے
بلب گڑھ سے ادہہ گیا اپنے مسکن کو چلا گیا۔ اونکسی طرف مدد نہ کی۔ احمد شاہ درانی برسات کے
پورے ہونے تک انوپ شہر مین پڑے رہے جو اودہ کی سرحد پر واقع تھا اور ایک بڑے عہد
و پیمان کے بڑے معاملے کی صورت سے خاص اودہ مین گئے تھے اسلیئے کہ اونکو یقین کامل تہا کہ سارے
روہیلے اونکی شریک ہونگے۔ مگر شجاع الدولہ کی طرف سے متردد تہے۔ شجاع الدولہ نے اپنی مطالب و اغراض
کی ضرورت سے دونون فریق سے الگ تھلگ رہنا مناسب تصور کیا اور احمد شاہ کی شرکت سے وہ یون بھی
عداوت بھی مانع تھی جو اونکے باپ صفدر جنگ اور احمد شاہ مین مقام سرہند پر ۱۱۶۵ ہجری مین علانیہ
واقع ہوئی تھی۔ اور احمد شاہ اسغرض سے انوپ شہر تک بڑہ گئے تھے کہ شجاع الدولہ کو اپنے رعب
و داب سے دبا ہین اور نواب احمد خان بنگش اور جہان خان کو شجاع الدولہ کے حاضر کرنے کے واسطے
مقرر فرمایا[۱] کہ مشہور روایت یہ ہے کہ نجیب الدولہ کو بصیغہ رسالت بہیجا کہ شجاع الدولہ کو واسطے شرکت کے
اودہ سے ہمارے پاس لاوین نجیب الدولہ براہ اٹاوہ قنوج آئے۔ اور شجاع الدولہ اونکی ملاقات کو
مہدی پور مضافات اودہ مین پہنچے۔ دونون نے ملاقات کے بعد اسکی گفتگو ہوئی نجیب الدولہ
نے کہا کہ احمد شاہ نے تمہین بلایا ہے تمہارے منتظر رہتے ہین۔ شجاع الدولہ نے جواب دیا مین
کیون جاؤن کیا میرا سر دہرا ہے۔ میرے باپ نے سرہند کے مقام پر شاہ کو شکست دی تھی
کدورت اوسکی شاہ کے دل مین ضرور ہوگی سوا اس کے ہم خادم بادشاہ دہلی کے ہین دوسرے اپنے وبرو
سر کیا جھکاتے ہین۔ مذہب مین بھی شاہ سے اور ہم سے مخالفت ہے تو کہیں کی عداوت ہے
علاوہ اسکے سر ہونے کے دکیل آئے ہین۔ برہان الملک کے ساتھ جو عہد ہوا تہا اوس کے نباہ کو
کہتے ہین۔ اور اقرار عہد یہ بھی ہوتا ہے۔ ہمارے ملک سے کبھی مزاحم ہونیکا عہد کیا جاتا ہے تا کہ فرمائے
مجھے دوسرے سے کیا فائدہ دوسرونکے معاملے سے کیا علاقہ۔ اگر احمد شاہ بادشاہ ہند ہوئے
تمہین تباہ نہین تمہارے حال پر چھوڑینگے۔ نجیب الدولہ نے کہا کہ یہ اتفاق کب ہوتا ہے جو اسوقت ہوگیا ہے

---

[۱] دیکھو تاریخ فرخ آباد مولفہ آرون صاحب ۱۲ [۲] دیکھو تاریخ اودہ عماد السعادت و سیر المتاخرین ۱۲

سمجھین سو جو مرہٹون نے بہت سر اوٹہایا ہے - اگر ابھی اونکی سزا نہوگی فرمائیے کونسی ریاست
بچے گی - تم وزیر کس کے ہوگے - جب سلطنت نرہیگی لو ٹیرونکی اطاعت کروگے - یہ غیرت تمہاری
تقاضا کرتی ہی - ہان اس کامین ذمے دار ہون - احمد شاہ تمسے کاوش نکرینگے - اگر بالفرض کچھہ
کاوش کرین بندہ تمہارا شریک ہوگا - شاہ کو تمہاری طرف آنکہہ اوٹہاکے نہ دیکھنے دونگا - شجاع الدولہ نے
کہا اگر ہم جاوینگے مرہٹے ہمسے بدگمان ہوجائینگے اُنسے عداوت ہوگی - اور جب شاہ سے بھی نہ بنی
تو اُنسے بھی لڑائی ہوگی ہم تم شاہ سے لڑین گے - دونون کٹ کٹ مرینگے - مرہٹی بلا درد سر ہمارا ملک
لینگے اس کا نتیجہ کیا نکلیگا - سند مین کہین ٹہکانا نرہیگا - الغرض نجیب الدولہ کیطرف سے چلنے مین اصرار تہا
اور شجاع الدولہ کی جانب سے انکار تہا - نجیب الدولہ لاچار ہوے تو شجاع الدولہ کے روبرو تلوار کو
میان سے نکال کے رکہا اور سر کو جہکایا - اور یہ کہا ضرور آپ تشریف لے چلین ورنہ تلوار حاضر ہے
مجھے قتل کرین - شجاع الدولہ لاچار ہوے چلنے کو تیار ہوے مرزا امانی اپنے بیٹے کو جو گیارہ برس کا تہا
نائب صوبہ مقرر کرکے اور راجہ بینی بہادر کو مدار المہام بنا کے آخر ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۳ہجری مین دس ہزار[۱]
فوج لیکر نجیب الدولہ کے ساتھ احمد شاہ کے لشکر روانہ ہوتے اور ۲ - ذیحجہ کو اشرف الوزرا
شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ ابدالی نے استقبال کیا اور باہم ملکر احمد شاہ کے حضور مین پہنچے احمد شاہ نے
مہربانی کرکے اپنے بیٹے تیمور شاہ کا شجاع الدولہ سے معانقہ کرایا - شجاع الدولہ نے اپنی نوبت بجانے
کی لشکر شاہی مین استدعا کی - اول احمد شاہ نے فرمایا کہ خلاف ضابطہ ہے - شجاع الدولہ نے کہا کہ
میری نوبت شاہ ہند کی بخشی ہوئی ہے نہ حضور کی اور بندہ شاہ ہند کا نوکر ہے نہ آپکا آخرکار احمد شاہ
نے اجازت دی اور نوبت شاہی کے تمام ہونیکے بعد شجاع الدولہ کی نوبت بجتی تھی - گیان
پرکاش مین لکہا ہے کہ احمد شاہ نے شجاع الدولہ کے ڈیرے اپنے دست راست کہڑے کرائے
باوصف اسکے کہ احمد شاہ سے موافقت ہوگئی - مگر شجاع الدولہ نے اس غرض سے خط و کتابت کا سلسلہ
مرہٹون سے قایم رکہا کہ مصلحت کا مقتضی ہوگا تو صلح کیجائے گی - اور علاوہ اسکے یہ بات اونکی
وہ مفید ذریعہ بھی تہا کہ مرہٹون اور احمد شاہ کے درمیان صلح کے پیک پیام آتے جاتے تھے - مولانا
غلام علی آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین کہ ایک برہمن میرا شاگرد تہا جو بہاؤ کا مصاحب اور مدار علیہ تہا
اوس نے مجھکو ایک خط مین لکہا کہ مین بہاؤ کے حکم سے سفارت کے لئے جمنا کے اوس پار شجاع الدولہ

---

[۱] دیکھو سیر المتاخرین و خزانہ عامرہ ۱۲

قریب قریب ہاتھی ہین جو مختلف المقدار گولوں سے بھری جاتی تہین - جن مین سے اکثر ہندوستانی رفیقون
کی تہین - علاوہ اسکے چند توپین فصیل شکن بھی تہین - اور اس لیئے کہ احمد شاہ کی فوج تعداد کثرت
مین قلیل تھی دشمن کی فوج پر حملہ نہ کرسکتی تھی - چنانچہ اونہون نے پڑاو ڈالا اور فوج کے
چارون طرف خندق کہدوائے - اور جبکہ عام لڑائی کا واقع ہونا اسطرح ملتوی رہا تو بھاو کی
امیدونکی صورت معقول طرح سے نہ بندھی - چنانچہ اوس نے گوبندراے بندیلے کو یہ حکم دیا کہ جمنا
کے پیچھے کی دیار پر جو فوج اوس سے فراہم ہوسکے فراہم کرے - غرضکہ وہ سردار دس بارہ ہزار
سوار اپنے ہمراہ لیکر درانیون کے پیچھے سے پہونچا - مگر احمد شاہ کی فوج سے دور دور رہا اسلیئے کہ
آفتون سے محفوظ اور مامون رہے اور مرہٹون کی مانند ایسی طرح ملک مین پہیلا کہ تمام رسدون کو روکنا
شروع کیا - اور گمان غالب ہے کہ بھاو نے اور بھی گروہ اپنے سوارونکے بہیجکر مسلمانون کیطرف
رسد روکنے کا انتظام کیا ہوگا اسلیئے کہ بہت عرصہ گذرنے نہ پایا تھا کہ مسلمانون کا لشکر
رسد و غلے کی کمی و کوتاہی سے نہایت تکلیفین اوٹہانے لگا - اگرچہ درانی ایسی لوٹ مار کی لڑائی
کے عادی نتہے جیسی مرہٹون دوڑ دہوپ سے پیش ہوتی تھی - مگر اونہون نے اس نقصان کو
اپنی فوج کے ٹکڑون کے کوچ مقام سے پورا کیا - خزانہ عامرہ اور سیر المتاخرین مین لکھا ہے
کہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۱۷۴ ہجری کو احمد شاہ نے مرہٹونکے توپخانہ پر حملہ کیا جہان خان اور
شاہ پسندخان اور نجیب الدولہ کو ہراول لشکر مین مقرر کیا - اور انکے پیچھے شجاع الدولہ
اور احمد خان بنگش اور حافظ رحمت خان اور دوندے خان - اور نواب فیض اللہ خان
کو مقرر کیا - اور انکے عقب مین احمد شاہ ایرانی خود مع وزیر کے رہے مرہٹے مقابلے کو نکلے
اور ایک بان کی زد کے فاصلے سے کہڑے ہوئے - اور لڑائی ہونے لگی - ظہر کے وقت سے
لڑائی شروع ہوئی - تہوڑا دن باقی رہے نجیب الدولہ کے ہمراہی بندوقین مارتے ہوئے
مرہٹون کے مورچون مین گھس گئے - بلونت راو بھاو کا سالا مارا گیا - آج ہی لڑائی کا فیصلہ ہوجاتا
مگر رات ہوجانے کی وجہ سے لڑائی ختم ہوگئی - اور روہیلے جیرہ دستی کرکے مرہٹونکے لشکر
مین سے نکلکر اپنے لشکر مین داخل ہوگئے - نواب شجاع الدولہ کا مورچہ نجیب الدولہ کے مورچے
سے قریب تہا - احمد شاہ نے جہان خان کو چھ ہزار سوار دیکر حکم دیا کہ مرہٹونکی رسدون
کو گرفتار کرے - اور شاہ پسندخان کو چھ ہزار سوار دے کر حکم دیا کہ مرہٹون کے گرد و پیش کے
گانوون کو سترہ اٹہارہ کوس تک برباد کردے - تاکہ مرہٹون کے لشکر مین وہان سے

نہ پہنچ سکے اور بہادر خان کو چھ ہزار سوار دیکر حکم دیا کہ وہ مرہٹون کی نگرانی کرے کہ خندق سے
باہر نہ نکل سکین ان سوارون سے اور ان مرہٹون سے جو رسد لانے کے لیے نکلتے تھے کئی بار
مقابلہ ہوا اور مرہٹے زخمی اور خستہ ہوکر خندق کے اندر بھاگ گئے اور آخر کار اونکا خندق سے
نکلنا بہت کم ہوگیا - تاریخ فرخ آباد مین آرون صاحب نے لکھا ہے کہ احمد شاہ نے حکم دیا تھا
کہ جو کوئی ایک مرہٹے کا سر کاٹ لائے گا اوسکو ایک روپیہ انعام ملیگا - ہر روز درانیون کو مرہٹون
کے جو آدمی ملتے اونکو پکڑ کر اونکے سر کاٹ لاتے اور ایک روپیہ فی سر انعام لیتے - جب یہ خبر
نواب احمد خان بنگش کو معلوم ہوئی تو اوس نے اپنے عرض بیگی مشرف خان کو حکم دیا کہ جو
کوئی ایک مرہٹے کو زندہ پکڑ لائے گا تو مین دو روپیہ فی قیدی دونگا تب درانی زندہ قیدی
لانے لگے اور دو روپیہ لینے لگے - احمد خان آدہی رات کو اون کو چھوڑ دیا کرتا تھا - جب
یہ لوگ بھاؤ کے لشکر مین پہنچتے تھے تو احمد خان کی بڑی تعریف کرتے تھے - شجاع الدولہ
اور نجیب الدولہ نے اس بات کی خبر احمد شاہ کو سنائی اور اوس روز سے شاہ نواب سے ناخوش
ہوگئے - ناراضی بڑہانے کی غرض سے شجاع الدولہ نے شاہ سے یہ بھی کہا کہ احمد خان
باوجود امیر الامرا و شاہی بخشی ہونے کے نہایت مختصر فوج لیکر آیا ہے - بادشاہ نے
کچھ جواب نہ دیا - مگر شاہ ولی خان وزیر نے کہ جو دفا مذان بنگش سے تھا نواب احمد خان
کو بلوا بھیجا - جب وہ آیا وزیر اوسکی پیشوائی کو اوٹھا - اور اوسکو اپنے پاس بٹھایا اور پھر
اوسکی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا - اے غالب جنگ تم ہندوستان کے بڑے امیرون مین
سے ہو - مگر تھوڑی فوج لائے ہو - اس کا باعث کیا ہے - احمد خان بنگش نے جنگباز خان
بنگش کی زبانی سب برائیان سنلی تھین جو اوس کے دشمنون نے کہی تھین - شاہ ولی خان
وزیر کو جواب دیا کہ مین بڑی فوج اپنے بھتیجے کے پاس فرخ آباد مین گھر کی حفاظت کے
واسطے چھوڑ آیا ہون - کیونکہ گوبند راے پنڈت فوج لیکر جمنا اوتر کر دریا کے کنارے
خیمہ زن ہوا ہے - اگر مین فوج وہان نہ چھوڑ آتا تو میری دار الریاست اور میرا مکان وہان
لوٹ لیا جاتا - سوا اسکے مینے اس مختصر فوج سے ایکمرتبہ صفدر جنگ کو مع سورجمل
و ہمت سنگھ و دیگر راجاون کے شکست دی ہے - اگر مین چاہتا تو دہلی پر چڑھ جاتا مگر صرف
بادشاہ کی عزت کا پاس کر کے اس مقصد سے باز رہا - شاہ ولی خان نے جواب دیا کہ
جو کچھ تمنے اسوقت بیان کیا مینے اسکی خبر کال سنی تھی - آخر نواب یہ کہکر خاموش ہوا کہ

میری مختصر فوج کا حال ہر روز جنگ معلوم ہوگا - یہان سے ثابت ہوا کہ گیان پر کاش مین جو لکھا ہی
کہ شجاع الدولہ نے احمد شاہ سی اجازت حاصل کرکے یہ کیا کہ تمام اسیر مرہٹون کو دس دس
روپئے دیکر رخصت کردیا احمد شاہ اونکی سخاوت سے بیحد راضی ہوگئے - اور فرزند علی خان بہادر
کا خطاب دیا - یہ بیان صحت سے عاری ہے - جبکہ احمد شاہ کو یہ خبر ملی کہ گوبند پنڈت دس بارہ ہزار
سوارونکی ساتھ بہت سا خزانہ اور رسد اور غلہ ہمراہ لیئے ہوئے جمنا کے اوس پار شاہ دری مین محاذی
شاہجہان آباد کے پہنچا ہی اور اوس کا ارادہ ہی کہ کنج پورے کے مقام پر عبور کرکے بہاؤ کے لشکر مین
داخل ہو جاوے احمد شاہ نے پانچہزار سوار اپنے لشکر کے اور پانسو سوار رسالہ عنایت خان
خلف حافظ رحمت خان کی رہبری کے لئے اونکی ساتھ مقرر کرکے اپنے وزیر اعظم کے بھتیجے
عطائی خان کے زیر حکومت گوبند پنڈت کی تباہی کے لئے روانہ کئے جو شاہ کے لشکر سے
ڈیڑھ پہر دن رہے روانہ ہوئے - اور راتون رات چالیس کوس چلکر سورج کے نکلنے پر
گوبند رائے کی فوج کو یکایک جا دبایا اور اوس کو تہ تیغ کر ڈالا یہانتک کہ خود گوبند رائے
مارا گیا - دوسرے دن پہر دن رہے واپس آگئے اور جبکہ درانیون کو کھلے میدان پر قبضہ حاصل ہوا تو
بہاؤ اپنی دشواری و پریشانی کو بہت جلد معلوم کرنے لگا - مرہٹونکے لشکر مین رسد
پہنچنے کے سارے ذریعے مسدود ہوگئے - اور جبکہ اونہون نے پانی پت کو کھائیکر صاف کیا
جو اون کے لشکر مین واقع تھا تو غلے کے نہونے سے بڑے بڑے صدمے اوٹھانے جبکہ
حال ایسی نوبت کو پہنچا تو منجملہ دونون فریق کے کوئی فریق اوس نازک وقت کے ظہور و وقوع
مین سعی و کوشش کرسکنے سے قاصر نتھا جس مین پورا فیصلہ ہوجاوے - چنانچہ دونون فوجونکی
کچھہ کچھہ چھیڑ چھاڑ آپسمین جاری تھی - مرہٹون نے درانیون پر تین بھاری دھاوے کئے
جن دشواریون کو بہاؤ اوٹھاتے جاتا تھا اونکی وسعت اور ترقی روز افزون کا حال اوس کے
دشمنون پر مخفی و مستور نتھا - کھائی کے سامنے ایک لال ڈیرہ احمد شاہ نے قایم کیا تھا جس مین
سورج کے نکلنے پر استراق کی نماز پڑھتے تھے - اور شام کو کھانا کھاتے تھے - اور دن بھر
گھوڑے پر سوار ہو کر فوج کے پہرونکو مختلف مقامون پر دیکھتے بھالتے - اور دشمن کو چھیڑنے
چھاڑنے رہتے تھے - اس زمانے مین حد سے زیادہ پریشانی کے
ہجوم کی شدت سے گھبراکر اسقدر تنگ ہوگیا تھا کہ اوس نے
چند بار کاشی راج کی معرفت شجاع الدولہ سے یہ چاہا کہ اوسکی

دراینون سی صلح کرادے اور جبکہ درخواست اوسکی احمد شاہ کو سنائی گئی تو اونہون نے یہ جواب دیا کہ
مین صرف مدد و معاون راے دینا میرا کام نہین - ہان لڑائی بر قابو رکہتا ہون - اوس مین
دوسرے کو دخل نہین - ہندوستانی سوارون کو اختیار حاصل ہی کہ وہ دشمن سے اپنی مرضی کے موافق
خط و کتابت جاری کرین چنانچہ بہت سے ہندوستانی سردار صلح پر مائل ہوے - اور شجاع الدولہ نے
بہی صلح ہی کو نہایت پسند کیا - مگر نجیب الدولہ نے ہرگز نہ مانا اور صلح کی درخواستونکا ہمیشہ مقابلہ کیے گئے
اور اوس بربادی کو باقی لوگونکے دلونپر جمانے مین کامیاب ہوے جو احمد شاہ کی ایسی صورت مین
چلے جانے پر پیش آنے والی تہی کہ مرہٹونکی قوت کمال کو پہونچ گئی تہی - اب یہ سوچنا دشوار ہے
کہ مرہٹونکے بڑے بہاری گروہ کی اوسوقت مین کیا حالت ہوگی جبکہ وہ حصار کی سخت عفونت
مین مرغیون کی مانند ایک کہابچے مین محصور تہے اور مرے ہوے اور مرنیولے جانور اور بہوکے
پیاسے بیگناہ بہیر مین پڑے تہے - اور ان خرابیونکی تکمیل کے خوف سے وہ مرنا چاہتے تہے
جسکو وہ ابہی اوٹہا رہے تہے - ۶ - جمادی الاخری ۱۱۷۴ ہجری چار شنبہ کی شبکو سردار اور سپاہی
جمع ہوے - اور بہاؤ کے ڈیرے کے گرد کہڑے ہو کر کہا کہ اب کہانے پینے کو باقی نہین کا جو کچہہ
کو دام تہا وہ سب صرف ہو گیا - بہوکون مرنے سے لڑائی کی جو کہون اوٹہانی آسان ہی - بہاؤ نے
اتفاق کیا اور سبنے پان کہاکر مرنے تک لڑنے کی قسم کہائی - بعد اسکے ساری فوج کو حکم
سنایا گیا کہ کل سورج کے نکلنے سے پہلے پہلے دہاوا ہوگا - بہاؤ نے اوس وقت پر شجاع الدولہ
کے کارندے کاشی راے کو خاص اپنے ہاتہہ سے لکہہ بہیجا کہ اب کنارون تک پیالہ لبریز ہو گیا اور
ایک بوند کی گنجایش باقی نہین ہی - اگر کچہہ بن پڑے تو اب کرنا مناسب ہے ورنہ صاف جواب دینا چاہیے
بعد اسکے لکہنے پڑہنے کا وقت ہو چکا - کاشی راے اس رقعہ کے مضمون کو پچہلی رات مین اپنے آقا
شجاع الدولہ کو سنا رہا تہا کہ کاشی راے کے جاسوس خبر لائے کہ مرہٹے مسلح ہو رہے ہین شجاع الدولہ
فی الفور احمد شاہ کے ڈیرے پر گئے - اور چوکی پہرے والون نے کہا کہ بادشاہ کو جگانا چاہیے احمد شاہ
اندر سے ہتہیار لگائے باہر نکلے جو پہلے ہی سے تیار بیٹہے تہے - چنانچہ اوس گہوڑے پر سوار ہو کر جو ہمیشہ
اونکی دروازہ پر تیار کہڑا رہتا تہا فوج مخالف کی جانب کو چلے اور اپنی فوجکو آگے بڑہنے کا حکم
سنایا جو بات پہلی پہل اونہونے کی وہ یہ تہی کہ کاشی راے کو اونہون نے ملایا - اور اس
خبر کے مخبر کی نسبت سوال جواب کرنے لگے - اور یہ تفتیش اونہون نے اوسوقت تک کی کہ آگے
بڑہے جاتے تہے - یہانتک کہ لشکر سے ایک میل کے قریب اون سے کئی درانی کے

جو غنیمت لاوے لاتے تھے اور اونہون نے یہ عرض کیا کہ بادشاہ کے اقبال سے مرہٹے بھاگ گیے
احمد شاہ نے یہ خبر شکر کاشی راے سے حطاب کیا کہ اب جواب اس کا کیا ہی۔ مگر گفتگو کے درمیان
ہی مین مرہٹون نے توپون کی مار مار سے اپنے آنے کی خبر احمد شاہ کے کان مین پہونچائی احمد شاہ
اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہوے مقہ پیتے تھے کہ توپون کی آواز سے چوکنا ہو کر حقہ دور کر دیا۔ اور بڑے
اطمینان اور متانت سے شجاع الدولہ سے یہ فرمایا کہ تمھارے ملازم کی خبر کو سچا پاتا ہون۔ بعد اس کے
فوجکو جلد آگے بڑہنے کا حکم سنایا۔ اور جبکہ صبح کہلنے لگی۔ اور کچھ کچھ چیزین نظر آنے لگین تو مرہٹون
کی فتنہ زمان کو ہر ہر رکھتے ہوے آہستہ آہستہ حسب قاعدہ اپنے بڑہتے دیکھا کہ توپخانہ آگے آگے
چلا آتا ہے احمد شاہ نے اونکے مقابلہ مین فوجکو آراستہ کیا اور آپ لال پردے مین جا بیٹھے
جواب نو چکے پیچھے رہگیا۔ مسلمانون نے توپون سے بہت کچھ کام نہ لیا۔ اور جبکہ مرہٹونکی توپین
بہت قریب آگئین تو اونکے گولے مسلمانون پر گذرنے لگے۔ ابراہیم خان گاردی نے لڑائی کو
شروع کیا جسنے بہاو کے پاس آکر یہ عرض کیا تہا کہ آپ اکثر اس بات پر ناراض ہوتے تھے کہ مین
اپنے سپاہیونکی برابر تنخواہ دلانے مین ہمیشہ جھگڑتا تھا اب آپکے ملاحظہ فرماتے ہین کہ وہ تنخواہ
آپ سے بیفایدہ نہین لی گئی۔ یہ بات کہکے اوسنے ایک نشان سنبھالا اور اپنے سپاہیونکو گولیان
مارنے سے روکا۔ اور سنگینون سے لڑنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ روہیلون پر حملہ آور ہوے جسکے
قاعدہ دان نہونے سے اونکی دلیری اور دلاوری نے خود اونہین کو ضرر پہونچایا یہانتک کہ قتل عظیم
کے بعد اونکی صف ٹوٹ گئی۔ ان روہیلون کے بیٹے احمد خان بنگش تہا بہاگے ہوے روہیلے اوسکی
طرف پہنچے کہ احمد خان نے لعن وطعن کر کے اونکو روک لیا اور نواب نے وارد مشرف خان کو احمد شاہ
کے پاس بطلب مدد بہیجا۔ جب قاصد پہونچا تو شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے کہا کہ احمد خان کے
مقابل کچھ دشمن کی فوج زیادہ نہین ہی بلکہ عنایت خان ولد حافظ رحمت خان کے مقابل دشمن
کی بہت فوج ہے۔ اسلیے احمد خان کو کوئی ضرورت کمک کی نہین البتہ عنایت خان کو زیادہ حاجت
کمک کی ہے۔ روہیلونکے شکست کہانے سے وزیر کا داہنا بازو کہل گیا تہا جو درانی فوج کے
قلب پر حکمرانی کرتا تہا۔ اور بہاو وبسواس راے نے اوسپر تازہ فوج سے حملہ کیا تہا۔ اس
حملے مین وزیر کا برادر زادہ عطائی خان اوسکی برابر مارا گیا۔ اور درانیون کے پانون اوکہڑنے لگے اور
اپنے گھوڑے سے اوترا اور چند ہمراہی درانیون سمیت اپنی جگہ پر قایم رہا اور مرنیکا ارادہ کیا
وزیر کے پیچھے شجاع الدولہ کہڑے تھے مگر دہواں کے اوڑنے سے کچھ معلوم نہین ہوتا تہا

کہ کیا معاملہ واقع ہو رہا ہے۔ اور جبکہ اونہون نے وزیر اعظم کے آدمیونکی بولی اور لوگونکی گہوڑونکے ہنہنانے کو یکایک کم ہونے پایا تو کاشی راے کو تفتیش وتفحص کے لیے آگے کو بہیجا۔ چنانچہ کاشی راے نے وزیر اعظم کو زرہ بکتر پہنے پاپیادہ اور نہایت غضبناک پایا کہ وہ اپنے لوگونکو اونکے بہاگ جانے پر برا بہلا کہہ رہا ہے۔ اور اون کو صفون پر لانے مین مصروف ہی۔ جبکہ اوسکی نظر کاشی راے پر پڑی تو اوس نے یہ بات کہی کہ تم شجاع الدولہ کی خدمت مین پہنچکر بہت جلد یہ بات کہو کہ اگر شجاع الدولہ ہماری مدد اسوقت نکرینگے تو مین جان سے مارا جاونگا۔ مگر شجاع الدولہ لڑائی مین شریک اوس کے نہوسکے[۱] ۔ یہ معاملہ احمد شاہ پر مخفی نتہا چنانچہ وہ اوس فوج جو اوسنے منگائی تھی وزیر اعظم کی بربادی وتباہی کی روک تہام کے لیے عین وقت پر پہونچی اور اب لڑائی جمکر ہونے لگی۔ مگر باوصف اس کے اب بہی مرہٹون کا پلہ بہاری تہا یہانتک کہ احمد شاہ نے اپنے بہگوڑون کو گہیر کر جمع کیا۔ اور اون مین سے جنہون نے لڑنے سے انکار کیا اونکے قتل کا حکم سنایا۔ بعد اس کے خاص اپنی صف کو آگے بڑہنے کا حکم دیا اور جہی یہ ہدایت کی کہ بہاری فوج کا ایک ٹکڑا ہمارے باہنی بازو والا گہوم کر نکلے اور دشمن کے بازو پر ٹوٹ پڑے یہ تدبیر ٹہیک راس آئی اسلیے کہ اگرچہ عین قلب لشکر مین بڑے زور وشور سے لڑائی ہوتی تھی جہان بہاو اور بسواس راے گہوڑون پر سوار کہڑے تھے۔ اور فریقین کے سپاہی نیزون اور تیغون بلکہ بڑے بڑے کہانڈون سے لڑتے بہڑتے۔ اور مارتے مرتے تھے۔ مگر یکلخت ایسا اتفاق ہوا کہ گویا کسی سحر وطلسم کے زور سے سارے مرہٹے قریب دو بجے دنکے بہاگ نکلے۔ اور لڑائی کے کہیت کو کشتونکی پشتونسے معمور چہوڑ گئے۔ فیروز مندون نے بڑے جوش وخروش سے بہگوڑون کا پیچہا کیا۔ اور کسی کو پناہ نہ دی اسی باعث ایسا بہاری قتل پڑا کہ حد قیاس سے باہر ہے۔ چنانچہ ہر جانب کو پندرہ پندرہ بیس بیس میل تک تعاقب کیا گیا۔ جدہر نظر کرتے تہے تو مرہٹونکی لاشین ہی لاشین نظر آتی تہین اور جو مرہٹے فنا ہونے سے بچے رہے وہ گانوونکے ہاتہ سے مارے گئے اور جو درانیون اور روہیلون کے ہاتہ پڑے [illegible] نہایت بیرحمی سے قتل ہوے۔ بلکہ نجیب الدولہ کی ترغیب سے جہنکو سپاہیا

---

[۱] دیکہو [illegible] مولفہ الفنسٹن صاحب۔ مگر میرات احمدی مین لکہاہے کہ درانیون کو عنقریب شکست ہونے [illegible] تہی کہ [illegible] شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے مرہٹونکی کمر پر حملہ کیا۔ اکثر سردار [illegible] مرہٹہ ہلاک ہوگئے ۱۲

کی بڑی ڈہونڈہ بھال کرائی جسکو ایک دُرّانی سردارنے چہپار کہا تہا اور گرفتاری کے اندیشہ سے
اوس کو بہگا دیا تہا - ابراہیم خان گاردی شجاع الدولہ کی دارہ گیر مین مقید تہا جس کے حوالے
کرنے پر اونکو نجیب الدولہ نے مجبور کیا اور لعنت ملامت کے لئے اپنے سامنے بلایا - بعد اس کے
وزیر اعظم کی سپردگی مین رکہا گیا - جہان زخمون کی تکلیف سے ایک ہفتے کے اندر اندر مرگیا لسواس راو
کی لاش پائی گئی اور ایک بے سر کے دہڑ پر بہاو کی لاش کا تعین کیا گیا - مقتولون کی کل تعداد
دو لاکہہ کے قریب بیان کی گئی ہی - بڑے بڑے مرہٹہ سرداران ہزارون کے سوا کام آئے یا زخمی
ہوئے جو تہوڑی سی فوج کی حکومت سپردگی مین چہوڑ گئی تہی - مہاجی سیندہیا بعد اس کے
ایک بڑی ریاست کا بانی ہوا - عمر بہر کے لئے لنگڑا ہو گیا - اور اس کے لنگڑے ہونے کا قصہ
سننے کے قابل ہی - تاریخ بہوپال مین لکہا ہے کہ مہاجی میدان جنگ سے گہوڑے پر سوار ہو کر بہاگا اور ایک
درانی سوار نے اوس کا پیچہا کیا - ساٹھ کوس پر جا کر گہوڑی کہڑی ہو گئی - درانی نے برابر پہنچکر ایک
تیر مہاجی کے گہٹنے مین مارا کہ اوس کا گہٹنہ ٹوٹ گیا اور تمام سامان اسب و ہتہیار و لباس وغیرہ
چہین کر پہر ساٹھ کوس پہر گیا - اور نانا پہڑنویس جسنے پیشوا کی حکومت کو ایک مدت تک پلٹے
سے گرنے نہ دیا ہزار دشواری سے جان بچا لے گیا - اور ملہار راو ہلکر جسکا مورچہ نجیب الدولہ کے مورچے
کے مقابل تہا نجیب الدولہ کے اغماض کی وجہ سے نکلکر کرنال کیطرف چلا گیا - کیونکہ اوس سے اور
نجیب الدولہ سے یہ عہد و پیمان ہو چکا تہا کہ اگر فتح مرہٹونکو حاصل ہوگی تو نجیب الدولہ کے حال سے
تعرض نہ کیا جائیگا اور اگر مسلمانونکو فتح نصیب ہوگی تو ملہار راو سے تعرض نہوگا - جیساکہ فرح بخش
وغیرہ مین لکہا ہے - اور بعض نے یہ کہا ہے کہ شجاع الدولہ نے بسبب موافقت قدیم ملہار راو
ہلکر سے کہا کہ اس معرکہ مین ہم اور تم دونون موجود ہین - لیکن مخالف فریقون مین ہین - مین اقرار
کرتا ہون کہ اگر شاہ ابدالی فتح پائے گا تمکو کوئی نہ ستانے پائیگا - تم بہی اقرار مجہسی کرو اگر
فتح بہاو کی ہو مجہہ سے کوئی مزاحم نہو - ملہار راو نے خوشی سے یہ منظور کیا کسی نے یہ لکہا ہی کہ
جب ملہار راو ہلکر نے بہاو کو یہ مشورہ دیا کہ سنکر کہدوا کر اوس مین قید ہو جانا اور مسلمانونسی
صف جنگ کرنا عقل سے دور ہے اسمین نقصان جان و مال ضرور ہی - مناسب یہ ہے کہ تم
مقابلہ شاہ کا بطرز قزاقی کرو زد سے علیحدہ رہکر گہیر مجہی اور سیندہیا اور سردارون کو حکم دو کہ
شجاع الدولہ اور پٹہانون کے ملک مین جا مین اور راہ سکو اونکی شاہ کے لشکر مین رسد
نہ آنے دین - ہر طرح تنگ کرین - امرا ے مسلمانان اپنے ملک اور ناموس کی حفاظت کے لئے

چلے جائینگے ۔ شاہ کو تنہا چھوڑ جائینگے ۔ آپ کے ہمراہ بڑا لشکر ہی چارونطرف سے شاہ کو گھیر لوگے ہر طرف سے تنگ کرو گے ۔ جب شاہ عاجز ہوگا اپنے ملک کو چلا جائیگا ۔ لشکر مین رہنا اپنے آپ کو ضایع کرنا ہے ۔ اس وقت تو مجبور ہو کر مرنا ہے ۔ بھاؤ نے جواب دیا تو گدر یہ ہے بچہ اسمین دخل کیا ۔ ملہار راؤ نے بھاؤ پر نفرین کی اور شجاع الدولہ سے قول قرار کیا ۔ اور مرہٹون سے جدا ہوگیا ۔ مگر فرح بخش کا بیان اس بارہ مین نہایت صحیح معلوم ہوتا ہے ۔ کیونکہ اوس کا مصنف شیو پرشاد اس جنگ مین نواب فیض اللہ خان روہیلہ کے ساتھ موجود تھا ۔ یہ جنگ عظیم ۷ ۔ جنوری سنہ ۱۷۶۱ء مطابق ۵ ۔ جمادی الاخری سنہ ۱۱۷۴ ہجری کو بدھ کے دن وقوع ہوئی تھی ۔ مرہٹون کو ایسی بھاری شکست کبھی واقع نہین ہوئی تھی جس سے بڑی افسردگی و پژمردگی اونمین پھیلی ۔ اور سارے مرہٹون پر مایوسی اور غمگینی چھا گئی ۔ بائیس ہزار مرہٹے عورت مرد باندی غلام بنائے گئے ۔ پچاس ہزار گھوڑے ۔ دو لاکھ بیل و بیس ہزار اونٹ اور پانسو ہاتھی علاوہ توپخانہ اور نقد و جنس کے مسلمانون کے ہاتھ لگے ۔ مرآت احمدی مین لکھا ہے کہ قریب سات سو کے ہاتھی ۔ اور پچیس ہزار گھوڑے ۔ اور اسیطرح بہت سے اونٹ اور دوسرا ساماں و اسباب شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ کی سرکار مین داخل ہوا جو کئی کرور روپیہ کا مال تھا بیس ہزار مرہٹے جاٹون اور راجپوتون کے ملک مین ستک برہنہ بھیک مانگتے پھرے ۔ آخرکار سورجمل جاٹ نے ہر ایک کو ایک کمبل اور دو روپیے دیکر دکن کو روانہ کردیا ۔ اور دوسرے راجپوت سردارون نے بھی یہی سلوک کیا ۔ مرآت احمدی مین بیان کیا ہے کہ ہزارون گرفتار شدہ مرہٹے قتل کرائے گئے ۔ پھر شجاع الدولہ کی سفارش سے بادشاہ نے اونکی جان بخشی کی ۔ آرون صاحب نے تاریخ فرخ آباد مین لکھا ہے کہ دایم خان چیلہ کہا کرتا تھا کہ جب بعد جنگ کے احمد خان بنگش خلعت کے واسطے طلب ہوا مین خیمہ کے دروازے پر بیٹھا تھا ۔ شجاع الدولہ نے نواب کی تلوار کو لیکر میان سے کھینچا تو بالکل باڑھ اوس مین نہ تھی ۔ کیونکہ کسی خاص ترکیب سے وہ اوس کو چلاتا تھا ۔ شجاع الدولہ تمسخر کی راہ سے کہنے لگے کہ باون ہزاری ایسی ہی تلوار باندھتے ہین احمد خان نے جواب دیا کہ اس کے کاٹ سے تمھارے والد خوب واقف تھے ۔ یعنی اوستی صفدر جنگ کی شکست اور گزند کا اشارہ کیا تب نجیب الدولہ شجاع الدولہ کے دست سے تلوار مانگی ۔ اور فوراً سمجھ گئے اور اوسکی خوب تعریف کی ۔ اور کہا کہ یہ تو مجھے عنایت کیجیے احمد خان نے کہا کہ آپ ہی لے لیجیے ۔ نجیب الدولہ نے کہا کہ لوہا صفت نہین لیتے ہین ۔ اس لیے

اونہون نے ایک پیسہ منگوایا اور مسخرے پن سے بڑے ادب کے ساتھ اوس کو دونون ہاتھوپہ
رکھکر احمد خان کے روبرو پیش کیا نواب نے اس پیسے کو اوٹھا لیا اور کہا تمہارا نذر دینا بجا ہے
اور بہت مناسب ہے - کیونکہ تم سابق مین میرے باپ کے نوکر تھے - مرات احمدی مین لکہا ہیکہ بعد
اس فتح کے احمد شاہ دلی کو گئے - کچہہ دنون یہان رہے - اور سورجمل جاٹ سے پیشکش وصول کرنے
کے لئے شاہ ولی خان اور شجاع الدولہ کو آگرے کی طرف جانے کا حکم دیا - جب یہ دونون روانہ
ہونے لگے تو شاہ کے ساتھ کی فوجنے عرض کیا کہ حضور کا ارادہ ابھی یہان رہنے کا معلوم ہوتا ہے
ہمکو یا تو لوٹنے کی اجازت ہو جاے یا تنخواہ مرحمت ہو - نہین تو ہم اپنے وطن کو لوٹے جاتے ہین
آخر صلاح یہ قرار پائی کہ بادشاہ بھی عازم ہون - اس عرصے مین غازی الدین خان وزیر کا پیشکار
دلیر سنگہہ مہاراجہ ناگرمل کے ساتھ آیا - اور اوسنے شاہ ولیخان وزیر کے ذریعہ سے احمد شاہ سے
عرض کرایا کہ وزارت ہندوستان غازی الدین خان کو مرحمت ہو - وہ سترہ لاکہہ روپیہ کا جواہر
اور نقد نذر کریگا - شاہ نے منظور فرمالیا - اور ۱۳ شعبان کو دوپہر کے وقت شجاع الدولہ سے
رخصت ہوکر روانہ ہوئے - اور باغ شالامار مین دو مقام کئے - پانی پت کی راہ مین مرزا جوان بخت
ولیعہد شاہ عالم مشایعت کے لئے آئے - شاہ نے اونکو پانچ ہاتھی اور پانچ گہوڑے اور دو
لاکہہ روپیہ کا غلہ جو قلعہ دہلی مین جمع تہا دیا اور خلعت اور فرمان اور قلمدان وزارت غازی الدینخان
عماد الملک کے لئے یعقوب علیخان کے حوالے کرکے حکم دیا کہ اوس سے پیشکش مقررہ وصول کرائے
اور اوسکو شاہزادے کے ہمراہ کرکے خود آگے کو کوچ کیا - دلیر سنگہہ بھی یعقوب علیخان کے ساتھ گیا
یعقوب علیخان جب دہلی پہونچا تو بادشاہ کی مان زینت محل نے کہا کہ غازی الدین خان سے
کئی نمک حرامیان وقوعمین آئی ہین - ہم کو اوس کی وزارت منظور نہین - اگر بادشاہ کو زر
مطلوب ہے تو ہم پیشکش پہونچائینگے - مگر جبکہ شاہ ولی خان کی تحریر پہونچی کہ یعقوب علیخان کو
غازی الدین خان کے پاس رخصت کردینا چاہئے تو مجبور ہوکر اوس کا روکنا مناسب نہ سمجہا اور
۱۷ شعبان کو وہ لنکہے روانہ ہوا - اور ناشیاسے وزارت غازی الدین خان کے پاس پہنچا مگر اسے
غازی الدین خان نے شاہ عالم کی دشمنی کے خوف سے اوس مجہول شخص کو جسکو صفدر جنگ نے
اوسوقت بادشاہ بنایا تھا جبکہ اونہون نے احمد شاہ بن محمد شاہ سے بغاوت اختیار کی تھی
اپنے ہمراہ لیکر دین پرور نبیرہ کام بخش بن عالمگیر مشہور کیا - مگر مرزا جوان بخت ولیعہد اور
بادشاہ کی مان زینت محل اور نجیب الدولہ اور شجاع الدولہ اور تمام ارکان سلطنت نے

غازی الدین خان کی وزارت کو تسلیم نہین کیا اسلئے وہ اُس منصب کو نہ لے سکا - مگر تاریخ مظفری اور سیر المتاخرین - اور ماثر الامرا وغیرہ مین اسطرح لکھا ہی کہ احمد شاہ نے سلطنت ہند شاہ عالم کے لئے مقرر کی جو بنگالے مین اپنا قدم جمانا چاہتے تھے اور شجاع الدولہ کو وزیر بنایا اور نجیب الدولہ کے لئے امیر الامرائی مقرر کی - اور دونوان سے سفارش کی کہ آپسمین صلح اور موافقت رکھین اور نجیب الدولہ کو حکم دیا کہ دہلی مین رہین - اور جب تک شاہ عالم بنگالے سے واپس نہون مرزا جوان بخت کو اونکا نائب سمجھین اور شجاع الدولہ کو خلعت فاخرہ مع اسپ یراق خاصہ دیکر صوبہ اودھ کو رخصت فرمایا - اور آپ اپنی فتح سے فائدہ اوٹھائے بدون اپنی قلمرو کو چلے گئے - شجاع الدولہ نے احمد شاہ سے رخصت ہوکر تھا حمیتون مین استقامت کی - اور شکیلکر ماہ رمضان سنہ ۱۱۷۴ ہجری مین اپنے صوبہ اودھ مین داخل ہوے - گیان یہ کہ اشخاص مین ہی کہ اس وقت مین نیابت راجہ بینی بہادر کی چمک گئی اس کے حسن انتظام سے سپاہ کو ماہ بماہ تنخواہ ملنے لگی - بینی بہادر ملک کی خبر گیری خوب لیتا تھا رعایا شاد تھی - اور مال و دولت سال بسال بڑھنے لگا - خیرات بہت کرتا تھا - برہمنون کی بہت خاطر کرتا تھا - اوس کے اجلاس مین عرضی عبارت فارسی مین ناگری حروف مین لکھکر پیش ہوتی تھی - اور وہ اوسپر ناگری حروف کے ساتھ عبارت فارسی مین حکم لکھتا - ناگری کا دفتر اسکے سمجھنے کے لئے علیحدہ مقرر کیا تھا - مقدمونکی روزی خوب کھل گئی تھی - اور ہر ایک خوشحال تھا - *

شاہ عالم کی رکاب مین شجاع الدولہ کی خدمات

شجاع الدولہ نے شاہ عالم کا خطبہ و سکہ اپنے ملک مین جاری کیا - اور کسی قدر روپئے و اشرفیان اس سکّے کی بادشاہ کی خدمت مین بھیجین - اور بادشاہ کے لئے تخت اور چتر - اور دوسرے لوازم بادشاہی تیار کرکے اس مضمون کی عرایض بھیجے کہ حضور بنگالے سے یہان تشریف لے آئین بادشاہ بھی اس ملک مین رہنے سے بیزار تھے اونہون نے شجاع الدولہ کی تحریرات کو غنیمت تصور کیا - اب انگریزون اور میر قاسم نے بھی شاہ عالم کی اطاعت کرکے زر اور اسباب نذر کیا تو بادشاہ بنگالے سے معاودت ہوے - شاید آخر شوال یا اول ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین کرمنا ندی کیطرف کوچ کیا اور مکنپور علاقہ ریوان متعلقہ بگھیلکھنڈ مین قیام کیا - یہان چھ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام اکبر ثانی رکھا[۵] - راجہ جیت سنگھ بگھیلہ والی ریوان خدمت فدویانہ

[۵] دیکھو تاریخ بندیلکھنڈ ۳۱

بجالایا اور اپنے دو بھائیوں کو پانچہزار سوار دیکر اونکے ساتھ رخصت کیا اور حکم دیا کہ بادشاہ کو
دہلی لیجا کر تخت پر بٹھا دین۔ اور بادشاہ سے اجازت لیکر واپس ہوا اور آپ بھی جاجمؤ منزل مشایعت
کی اور الہ آباد کے متصل گنگا کو عبور کرایا اور آپ رخصت ہوکر اپنے مکان کو لوٹا[۵۱] بادشاہ نے
الہ آباد سے شجاع الدولہ کو اپنے پاس بلایا[۵۲] - وہ پانی پت کی لڑائی سے واپسی کے بعد اپنی ملک مین
توقف کرنے بھی نہ پائے تھے کہ بہت سی فوج لیکر ماہ رمضان[۵۳] سنہ ۱۱۷۴ ہجری مین شاہ عالم
کو لانے کے تئین روانہ ہوئے - مقام روانگی مین اختلاف ہے - گیان پرکاش سے معلوم ہوتا ہے
کہ وہ فیض آباد مین تھے وہان سے روانہ ہوئے - سید غلام علی آزاد نے خزانہ عامرہ مین لکھا ہے
کہ لکھنؤ سے روانہ ہوئے تھے - اور بیس دن کے عرصے بنارس کے متصل سید پور مین پہونچے
اور یہان سے دریاے کرمناسہ تک کہ سرحد ملک بنگالہ پر واقع ہے کوچ کرکے پیشوائی کی - تاریخ[۵۴]
۱۷ - ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۴ ہجری کو ایک پہر اور چار گھڑی دن چڑھے سرائے سید راجی اور آب کرمناسہ
کے درمیان مین کہ دونون مین باہم دس کوس کا فاصلہ ہے شجاع الدولہ بادشاہ کے سلام سے
مشرف ہوئے - اونکے ساتھ سالار جنگ اور مرزا علی خان بھی تھے شجاع الدولہ نے دولت آستان بوسی
کے بعد تخت و چتر اور دوسرے لوازم پیش کئے اور خود مہمات وزارت کے سر انجام مین مصروف ہوئے
اور ایسی خدمتگذاری و اطاعت شعاری کی کہ بادشاہ کو دہلی جانے سے روک لیا - عرض کیا کہ بعد
برسات فدوی ساتھ چلیگا - اور بادشاہت کا بندوبست خاطر خواہ کرسکیگا - چنانچہ بادشاہ نے
اونکی عرض کے موافق چہاونی کی - شجاع الدولہ نے سرداران بنگھیلہ کو اس فنوفی(؟) سے بادشاہ
کی رفاقت سے دل برداشتہ کردیا کہ اون کا قاعدہ تہا کہ بادشاہ کے دربار کے وقت مین پیش پیش
کہڑے ہوتے تھے - وزیر نے اون سے اختلاط کرکے دوستی پیدا کرلی - اور بگڑی بدل لی - بعد اسکے
بادشاہ کی ضیافت کی اور اپنے ڈیرے پر لے گئے - بادشاہ جب وزیر کے خیمے مین داخل ہوئے
تو وہ لوگ سرداران بنگھیلہ بدستور کہڑے ہوئے بہانہ تماشا کر رہے تھے - وزیر نے

---

۵۱ دیکھو گیان پرکاش ۱۲
۵۲ دیکھو مرات آفتاب نما ۱۲ ۵۳ دیکھو خزانہ عامرہ و سیر المتاخرین ۱۲ ۵۴ دیکھو
خزانہ عامرہ و سیر المتاخرین کو - اور مرات آفتاب نما مین شجاع الدولہ اور
بادشاہ کے ملنے کی تاریخ ۱۷ - ذیقعد لکھی ہے ۱۲

اون سے اشارہ کیا کہ ایسی نقل کرو جس سے یہ دونون راجپوت خفیف ہو جایئن - جب ایسی نقل ہوچکی تو وہ دونون خفا ہوئے اور کہنے لگے کہ جب ایسے ہی خداوند ہون تو معلوم ہوا کہ بادشاہت کرچکے خفتے ہوکر اوسی طرح ڈیرے سے نکلے اور اوسی سوار میر لیے ملک کو لوٹ گئے - بادشاہ نے بہت کچھ معذرت کی مگر قبول نہ کی[1] خلاصہ کلام یہہ ہے کہ شجاع الدولہ بادشاہ کے ہمرکاب اپنے صوبے کو روانہ ہوئے اور غایت عقیدت سے بادشاہ کی تزک سواری کے اہتمام کے لئے پیادہ پا جلو مین چلتے تھے - اگرچہ بادشاہ فرماتے کہ سوار ہو جاؤ مگر وہ ادب کی وجہ سے سوار نہو تے - جب بادشاہ نے بہت اصرار کیا تو گھوڑے کی زین پر بیٹھے اور وہان سے سبقت کرکے بادشاہ کے خیمے کو کھڑا کرانے کے لئے آگے پہنچے اور اوسکی اہتمام مین تین پہر کھڑے رہے - اور ایک عالیشان خیمہ برسم پیشکش برپا کیا اور ایک تخت ہوادار اور ۵۰ اشرفیان اس عنایت کے شکریہ مین کہ سوار ہونے کے لئے حکم صادر ہوا نذر کین - جب حدود بنارس مین پہونچے تو یہان آصف الدولہ نے حاضر ہوکر نذر پیش کی بادشاہ نے آصف الدولہ کو خلعت دیا - اور میر آتشی کی خدمت عطا کی اور نقرئی رنجک دان بخشا - مرآت آفتاب نما مین اسی طرح لکھا ہے - مآثر الامرا و سیر المتاخرین مین بیان کیا ہے کہ گنگا کا پل بند ہوا کر بادشاہ اور شجاع الدولہ ۵ ذیحجہ کو عبور کرکے الہ آباد مین پہنچے - اس سے معلوم ہوا کہ مرآت آفتاب نما مین جو لکھا ہے کہ بادشاہ نے الہ آباد سے شجاع الدولہ کو بلایا تھا یہ صحیح نہین بلکہ شجاع الدولہ الہ آباد سے آگے سے بادشاہ کے ساتھ تھے اور وہ بادشاہ کو لانے کے لئے سرحد تک پہنچے تھے - بہرصورت ۲۰ ذیحجہ کو جاجمؤ مین داخل ہوکر مقام کیا - چونکہ ملک کوڑے سے نربدا تک مرہٹون کی شکست کی وجہ سے خراب ہو رہا تھا اوس پر قبض و تصرف کرنے کا ارادہ کیا اور جاجمؤ مین جماؤنی کرکے اوس طرف سے مرہٹون کے تمام افسرون اور حاکمون کو نکالدیا - اونکی جگہ بادشاہی عمال مقرر ہوتے - موسم برسات ختم ہونے کے بعد ۹ ربیع الاول ۱۱۷۵ ہجری کو بادشاہ کالپی کی طرف روانہ ہوئے - شجاع الدولہ اپنے صوبے مین راجہ بینی بہادر کو نیابت پر چھوڑکر شاہ عالم کو ہمراہ لیے ہوئے - [illegible] کے سردار دسواس راو وغیرہ نے ملازمت حاصل کی یہان بھی بادشاہی افسر مقرر ہوئے - یہان سے جھانسی کے فتح کرنے کے لئے کوچ کیا - شیدی بشیر نے اس کے مسخر کرنے [illegible] مگر [illegible] کی [illegible] انکا [illegible] مغلوب ہوئے اور ۱۸ رجب ۱۱۷۵ ہجری کو

[1] دیکھو [illegible] ۱۲

قلعہ مفتوح ہوا۔ سیدی یہان کا قلعہ دار مقرر ہوا ابھی تک شجاع الدولہ نے خلعت وزارت نہین پایا تھا ۱۲۔ رجب کو خلعت ہفت[1] پارچہ مع چارقب و مالاے مروارید اور قلمدان مرصع عنایت ہوا اور ۲۹ ماہ مذکور کو غسل[2] خانے کی داروغگی پر سرفراز کیا اور عصمت اللہ خان اونکی نیابت پر مقرر ہوئے۔ مرآت آفتاب نما مین بیان کیا ہی کہ ۱۱۷۶ ہجری مین بادشاہ کی طرف سے شجاع الدولہ ملک دوآبہ سے مرہٹون کو نکالنے اور اون محالات کی مختاری پر مامور ہوئے ہیے راجہ ہمت بہادر وہان کی نیابت پر مقرر ہوا اور وہ ان اضلاع پر قبضہ کرنے کے ارادے سے روانہ ہوا اور وہان پہونچکر مرہٹون کو بادشاہ کی اطاعت کا فرمان سنایا اونہون نے اطاعت نہکی اور آخر کار لڑائی پر نوبت پہنچی بادشاہ کی طرف سے بیس ہزار سپاہ نے مقابلہ کیا جسکے ہراول پر علم شاہ تھا۔ وہ مارا گیا اور ہمت بہادر بہاگ نکلا اور اوس ضلع کا انتظام بگڑ گیا اور تمام زمیندار سرکش ہوگئے چہان بہی انحراف واختلاف کرنے لگے۔ احمد خان بنگش شجاع الدولہ سے کینہ رکہتا تھا اور بظاہر زمانہ سازی کرتا تہا وہ اونکو بہکاتا تہا۔ مرات التاریخ معروف بہ تاریخ بوندیلکھنڈ مین منشی شام لال نے جو شجاع الدولہ کے حکم سے تسخیر ملک کے لئے جانے اور اوس مین ناکامیابی اوٹہانے کا حال لکہا ہے یہی واقعہ ہوگا جو مرآت آفتاب نما مین مجمل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ تاریخ مذکور مین مسطور ہے کہ جب نواب شجاع الدولہ نے بغرض تسخیر ملک بوندیلکہنڈ ایک فوج بہ سرداری کرامت خان وہمت بہادر مامور فرمائی ان دونون سردارون نے جمنا عبور کرکے بمقام سندواری جو باندا سے بفاصلہ سات کوس

مہم بندیلکھنڈ منجانب شجاع الدولہ

---

[1] دیکہو جام جہان نما ۱۲

[2] دیکہو مرات آفتاب نما اور سیر المتاخرین۔ جام جہان نما مین غسلخانہ کی جگہ دیوان خاص لکہا ہے۔ اس لفظ کی شرح یہ ہے کہ عبدالحمید لاہوری نے شاہجہان نامے مین بیان کیا ہے کہ اکبر کے زمانے مین دیوانخانے اور زنانے مکانات کے درمیان ایک مقام تہا جسمین اکبر غسل کیا کرتا تہا۔ بادشاہ کے خاص خاص بڑے بڑے سردار اور دیوان اور بخشی اس موقع پر بار پاتے تہے۔ اور ضروری باتین بادشاہ کے گوش گذار کرتے تہے کچہہ دن گذرنے کے بعد اس خلوت خانے کا نام غسل خانہ مشہور ہوگیا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اس مقام سے لگا ہوا خاص بادشاہی حمام تہا۔ شاہ جہان نے اپنے دور حکومت مین اس نام کو بدلکر دولت خانہ خاص نام رکہا۔ ۱۲

جانب شمال پہونچکر مقام کیا راجہ گمان سنگھ بانداوالہ نے اپنے آپکو مقابلۂ فوج نواب وزیر کمزور سمجھکر راجہ ہندوپت والی پنا و دیگر سرداران بوندیلکھنڈ سے اعانت چاہی - چنانچہ بہت سے رئیسوں نے بالاتفاق مقابلہ کیا اور ایسے لوٹ کرائے کہ فوج مخالف پسپا و مغلوب ہوگئی دور تک تعاقب کرکے بہت آدمی قتل کئے - اس لڑائی میں نواب کی فوج کے چار ہزار کے قریب آدمی مقتول و مجروح ہوئے اور دونوں سردار گھوڑوں سمیت جمنا کو دکر اپنی جان گرداب بلا سے کنارۂ عافیت پر بسلامت لے گئے -

نواب شجاع الدولہ اور شاہ عالم کی فرخ آباد پر فوجکشی کی کوشش نجیب الدولہ کا نواب شجاع الدولہ کی طرفداری کرنا - اور سرداران روہیلکھنڈ کا نواب احمد خان والی فرخ آباد کی مدد کو آمادہ ہونا بالاخر نواب سعداللہ خان روہیلہ کی مداخلت سے صلح ہوجانا

شجاع الدولہ اور شاہ عالم کے جہانسی سے نسبت الہ آباد واپس آتے وقت ۱۱۷۵ ہجری مطابق ۱۷۶۱ء میں شجاع الدولہ نے بادشاہ کو یہ ترغیب دی کہ فرخ آباد کے نواب احمد خان پر فوجکشی کریں اور خود بھی ساتھ ہوتے کہتے ہیں کہ نواب احمد خان پر فوجکشی کے تین وجوہ تھے وجہ اول تو محض بادشاہ کو برانگیختہ کرنے کی غرض سے تھی - یعنی ایک خبار نویس نے روزانہ حال احمد خان کا شجاع الدولہ کو تحریر کیا اوسنے لکھا کہ احمد خان پالکی میں سوار ہوتا ہے ہاتھیوں کی لڑائی دیکھتا ہے - گلال باڑی تیار کرائی ہے اور بہت سے مراتب شاہی اختیار کئے ہیں شجاع الدولہ نے یہ حال سنکے مثل سانپ کے پیچ و تاب کھایا اور ایک حال بالتفصیل بادشاہ سے مذکور کردیا اور ایک جملہ اپنی طرف سے اضافہ کیا کہ احمد خان کو فقط اب تخت پر قدم رکھنا باقی ہے - بادشاہ کو احمد خان کا یہ سب حال سنکر کمال غضب آیا اور شجاع الدولہ کے ساتھ فرخ آباد کی مہم پر چلنے کو مستعد ہوگئے - دوسری وجہ جو غالباً اصل وجہ تھی یہ تھی کہ بابت معتقیں میان ملک مآب جو مرہٹوں نے پانی پت کی شکست کے بعد خالی کیا تھا تنازع واقع تھا مرہٹے ملک دوآب سے نکلگئے تھے اور نواب احمد خان نے کل

پرگنات جو سابق مین اوس کے خاندان مین تھے اپنے قبضے مین کر لیئے اور شاید کچھہ زیادتی بھی ... اوسکو
کچھہ حق نہ پہنچتا تھا بخلاف اس کے شجاع الدولہ کا یہ منشا تھا کہ احمد خان صرف اسقدر ملک پر
قابض رہے جو اوس کو بموجب صلحنامہ صفدر جنگ وزیر موقوعہ ۱۷۵۲ء کے تفویض ہوا ہے اور کل
باقی ملک جو مرہٹون سے واپس ملا ہے اوسپر اپنا حق ثابت کرتے تھے - ریاست فرخ آباد کے
۳۳ محال مین سے ساڑھے سولہ تو مرہٹون کے قبضے مین اوسوقت تک تھے جب اونھون نے
پانی پت کے مقام مین جنوری ۱۷۶۱ء مین ابدالی کے ساتھہ شکست پائی تھی اور ساڑھے سولہ
محال احمد خان کے قبضے مین تھے اور اُنکی بابت دونون جانب سے ایک ایک دستاویز تانبہ کے
پتھر پر تحریر ہوئی تھی - اور ایک نے دوسرے کو دی تھی - پانی پت کی لڑائی سے مرہٹے ہندوستان
چھوڑکر جمنا پار ہو کر دکن کو چلے گئے تھے اور چند مدت تک مرہٹے خانگی جھگڑون اور نربدا کے
جنوب مین لڑائیون مین مصروف رہے اس مین کل ملک واپس ملنے کا موقع ملا جو جانب ہندوستان
مرہٹونکے قبضے مین آگیا تہا - ۱۱۸۰ ہجری مطابق ۱۷۶۶ء سے ۱۷۷۳ء تک شجاع الدولہ نے
میان دوآب کے نیچے کے حصے سے اونکے مقامات کو بالکل صاف کر دیا اور بوندیلکھنڈ مین جھانسی
تک بڑہ گئے - اور نواب احمد خان نے کل پرگنے جو کسی زمانے مین اونکے باپ کے قبضے مین
تھے لے لیئے اور شکوہ آباد اور کرڑا اور کوڑا اور اٹاوہ اور پھپھوند اوپر یوری پر روہیلون سے
احمد شاہ درانی کے حکم سے قبضہ کر لیا تہا - تیسری وجہ یہ تھی جس سے شجاع الدولہ کو زیادہ
ملال تھا کہ احمد خان نے امراؤگر گوشائین کو پناہ دی تھی - امراؤگر ۱۱۸۱ ہجری مین نواب
شجاع الدولہ کی ایک آشنا طوائف کو لیکر ہو لے بھاگا اور بارہ ہزار ناگے سپاہی لیکر ...
مین چلا آیا اور شہر فرخ آباد کے متصل ایک باغ مین خیمہ زن ہوا - اور معز الدین خان بخشی
کے توسط سے ملازمت نواب احمد خان کی حاصل کی - نواب کے مشیر کاردان نے نواب کو صلاح دی
کہ اسکو پناہ نہ دیجیئے کیونکہ اس کے پاس فوج قوی ہے اور سوا اسکے آپکے پاس سوقت
روپیہ بھی نہین ہے - احمد خان نے جواب دیا کہ جو میرے پاس پناہ لیگا اوسکو مین ہرگز نہ نکالونگا
یہ مجھہ سے کسیطرح ممکن نہین ہے اور امراؤگر کو کاسگنج مین روشن خان جیلہ معروف بہ میان ...
کے پاس جو اوسوقت ساڑھے آٹھہ محال کا عامل تہا بھیجدیا - امراؤگر کے بھائی نہایت بہادر ...
امراؤگر کو شکایت لکھہ بھیجی کہ تمنے اپنے مالک کو چھوڑکر جسنے تمہاری پرورش کی تھی ایسے حاکم کی رفاقت اختیار
کی جو تمہاری فوج کو تنخواہ بھی نہین دے سکتا ہے - امراؤگر نے جواب دیا کہ صرف شجاع الدولہ کو نیچا دکھانے کو ...

میںنے یہاں چند مہینے کے قیام کا ارادہ کیا ہے اور نواب احمد خان کا کوئی کام میری مدد سے نکلا تو میں اوس سے تنخواہ بھی نہ مانگوں گا۔ بہت بہادر نے یہ خط شجاع قلی خان چیلہ عرف میاں علیسی کو دکھلایا اور اوس نے شجاع الدولہ سے اوس کا مذکور کردیا شجاع الدولہ نے ایک خط غضب آمیز احمد خان کو تحریر کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ ہمارے چور کو فوراً اپنے ملک سے نکالدو اور اگر آپ ایسا نہ کرینگے تو حق دوستی کے خلاف ہوگا اور اس سے فتنہ بھڑک اٹھے گا نواب احمد خان نے جواب لکھا کہ میں سوائے خدا کے بہت کسی سے نہیں ڈرتا ہوں کچھہ آپ کے دل میں ہو کیجئے میںنے امراؤ گر کو خط بھیجکر نہیں بلایا تھا۔ اور جب آگیا ہے تو جواب دینے کے کیا معنی شجاع الدولہ نے اس جواب پر بہت کچھہ رنج کیا۔ مگر چند مہینے تک اوس کا کچھہ حال نہ کھلا اس عرصے میں احمد خان کے اوراتے امراؤ گر سے کہا کہ تمھارا یہاں سے چلا جانا مناسب ہے کیونکہ اگر کوئی بات بھی ہو جائیگی تو زمانہ یہی کہیگا کہ امراؤ گر خاندان بنگش کی تخریب کا باعث ہوا۔ امراؤ گر نے اونکی بات مانکر وہاں سے چلے جانے کا قصد کیا احمد خان نے کہا کہ اگر سو شجاع الدولہ پیدا ہوں تو تم کو میرے ملک سے نہیں نکال سکتے لیکن اگر تمھارا اپنا ارادہ جانے کا ہے تو تمھارے پاؤں میں کسی نے زنجیر نہیں ڈالی ہے امراؤ گر آگرے کی طرف روانہ ہوا مگر تھوڑی دور یعنی ایک ہی منزل گیا تھا کہ نواب شجاع الدولہ کی چڑھائی کی خبر سنکر اوسکو پھر بلا بھیجا۔ شجاع الدولہ کو یہ خبر پہونچی تھی کہ فرخ آباد میں فقط چار پانچ ہزار آدمی ہے اور باقی فوج جا بجا پرگنات پر متعین ہے۔ اور انھوں نے مشہور کیا کہ میں ملک گیری پر جاتا ہوں میری جن جن زمینداروں نے زر مالگذاری نہیں دیا ہے۔ اوسکے وصول کرنے جاتا ہوں کچھہ فوج دوآبے کی طرف بڑھی اور اثنائے راہ میں ریاست فرخ آباد کے قصبہ موتی نگر کو جو دریائے جمنا پر واقع ہے لوٹ لیا۔ خادم انقدر تھوڑے عرصے تک خواجہ پل کی سرائے میں قیام پذیر رہا۔ شجاع الدولہ فیض آباد سے آہستہ آہستہ اپنے ملک کے اندر کوچ کرتے ہوئے پرگنہ ملہور میں نانامئو گھاٹ تک پہنچے لشکر تو اوتر کر قنوج کی طرف بڑھا جو احمد خان کے علاقہ میں تھا مگر شاہ عالم اور شجاع الدولہ مکن پور میں ایک شگفتہ اور باغ میں مقیم ہے۔ یہ باغ احمد خان کا تھا اور مدار باڑی کے نام سے مشہور تھا۔ جو اسباب کہ مکن پور اور قنوج کے آس پاس تھے سب لوٹ لئے گئے۔ اخبار نویسوں نے احمد خان کو یہ خبر دی تھی کہ یہ فوج فقط ملک گیری کی غرض سے روانہ ہوئی ہی جب شجاع الدولہ مکن پور پہونچے اوسوقت انھوں نے دریافت کیا کہ یہاں سے فرخ آباد تک

۵ ضلع کانپور میں ہے۔ پرگنہ قنوج کے [illegible] میں ہے

پہنچنے مین کتنا عرصہ لگیگا تب اس کا حال کہا ۔ مہیدی کا راجہ گنگا سنگہہ جو احمد خان کا بڑا دوست تھا اوسوقت شجاع الدولہ کے ساتھ تھا اوس نے احمد خان کو اطلاع بھیجنے کا قصد کیا اوس نے اپنے قاصد کو فقیر کا بہیس کروایا اور خط اوس کے جوتے مین رکہا اور کہا کہ نواب احمد خان کسی مقام اور کسی حال مین ہو اوسکو یہ خط پہنچا دو قاصد روانہ ہوا اور آدہی رات گذری احمد خان کی ڈیوڑھی پر پہنچا ۔ مشرف خان داروغہ ڈیوڑھی نے نواب سے آنے کی خبر دی اوسوقت نواب کہانا کہا کر سو رہا تھا اور کسی کو مجال جگانے کی نہ تھی آخر میان صاحب علی خان اندر گیا اور نواب کے پانوں داب کر خط اوسکو دیا قاصد کو ایک سو روپیہ انعام دیا بخشی محلات تمام طلب ہوئے اونہوں نے کہا کہ نہایت قلیل فوج موجود ہے ۔ تب نواب نے حکم دیا کہ محررون کو بلاؤ اور سہر عامل اور فوجدار کے نام پروانجات جاری کر دو کہ فوراً بلا توقف فرخ آباد مین آکر حاضر ہون ۔ اور بریلی[۵۱] اور بدایون[۵۲] اور بسولی[۵۳] اور اوجھیانی[۵۴] اور اترجھنڈی[۵۵] اور آنولہ[۵۶] اور رامپور[۵۷] اور مئو[۵۸] اور شمس آباد[۵۹] اور عطائی پور[۶۰] اور تلہر[۶۱] اور شاہجہانپور[۶۲] کے پٹھانون سے بھی مدد طلب کی ۔ اسوقت حافظ رحمت خان والی بریلی اپنی حدود کے قریب پرگنہ مہر آباد مین جو اب ضلع شاہجہانپور مین ہے مقیم تھے نواب احمد خان نے

---

[۵۱] بریلی حافظ رحمت خان کی حکومت کا مقام تہا ۱۲ [۵۲] فتح خان خانسامان نواب علی محمد خان کے ایک امیر بدایون مین رہتے تھے ۱۲ [۵۳] بسولی روہیلکھنڈ مین واقع ہی ابتدا مین ایک گانون تہا ۔ نواب دوندے خان کی سکونت کی وجہ سے ایک بڑا قصبہ ہوگیا ۔ دوندے خان علی محمد خان روہیلہ کے ایک سردار تھے ۱۲ [۵۴] اوجھیانی ضلع بدایون مین واقع ہے ۔ یہان نواب عبد اللہ خان ولد نواب علی محمد خان روہیلہ رہتے تھے ۱۲ [۵۵] اترجھنڈی مین کہ آنولہ سے مشرق کی طرف دو تین کوس پر ہی ۔ نواب سعد اللہ خان رہتے تھے ۔ ۱۲

[۵۶] آنولہ نواب علی محمد خان کی دار الحکومت تہا بریلی کی کمشنری مین واقع ہے ۱۲

[۵۷] رامپور نواب فیض اللہ خان خلف نواب علی محمد خان کی حکومت کا مقام تہا ۔ ۱۲ [۵۸] مئو کو رشید خان پسر جلالہ ولد خواجہ بایزید عرف پیر روشن نے آباد کیا ہی ۔ [۵۹] شمس آباد ضلع فرخ آباد مین ہی ۱۲

[۶۰] عطائی پور پرگنہ قایم گنج ضلع فرخ آباد مین ہی ۱۲ [۶۱] تلہر روہیلکھنڈ مین شاہجہانپور کے ضلع مین واقع ہی ۱۲

[۶۲] شاہجہانپور روہیلکھنڈ مین واقع ہے اسکو دلیر خان اور بہادر خان قنوج اور کالپی کے جاگیردارون نے ۱۰۵۷ھ مین شاہجہان سے اجازت لیکر اوسکے نام پر آباد کیا تہا ۔ ۱۲

اگر احمد خان کو شکست ہوئی تو مرہٹے اور دونو ندی خان کے ملاتے کو جو میان دوآب مین واقع ہے مینی اٹاوہ
و شکوہ آباد وغیرہ کو نہایت ضرر کا اندیشہ ہی - احمد خان کو مدد دینے مین سرگرمی تمام مستعد ہو گئے اونہون نے
جواب دیا کہ مجھے اس کی خبر پہلے ہی پہونچ چکی ہی - اور اسی واسطے حدود پر مقیم ہون سب طرح سے شرکت
کے واسطے حاضر ہون - مگر میری سپاہ کو تنخواہ نہین ملی ہے - اگر روپیہ ملے تو مین نواب سعد اللہ خان
دوندے خان وغیرہ دوسرے سرداران روہیلہ کو بھی طلب کرون اور اگر روپیہ نہو سکے گا تو مین فوج سے
تو حاضر ہون - جب بخشی نے پہونچکر نواب احمد خان سے اپنی ملاقات کا حال بیان کیا تو اوس نے بخشی مذکور کے
ہاتھ دو لاکھ روپئے بھیج دیے - اور کہلا بھیجا کہ تم یہ اپنے صرف مین لاؤ اور اقرار کیا کہ جب نواب سعد اللہ خان
وغیرہ آجاوینگے تب اور بھی روپیہ دیا جائیگا - جسوقت روپیہ پہنچا - اوسوقت حافظ رحمت خان نے
نواب سعد اللہ خان وغیرہ سے کہلا بھیجا کہ بلا توقف ایک لمحہ کے اُس طرف روانہ ہون اور اپنے نائب
مقیم اٹاوہ شیخ کبیر کو بھی لکھہ بھیجا کہ اپنی کل فوج لیکر فی الفور کالی ندی کی طرف روانہ ہو اور حدا گنج کے نیچے
مقام کرے - ان دنون نواب سعد اللہ خان پسر علی محمد خان روہیلہ کی طبیعت علیل تھی - کس کے عارضہ
مین مدت سے علیل تھے - خود تو نہ گئے - مگر نواب فیض اللہ خان اور دوندے خان اور بخشی سردار خان
کو بھیجا[1] - آرون صاحب کی تاریخ فرخ آباد سے نواب سعد اللہ خان کا بھی جانا ثابت ہی - بخشی فخر الدولہ نے
حافظ رحمت خان کے پاس سے واپس ہوکر جو کچھ گذرا تھا نواب احمد خان سے بیان کیا - اس کے بعد
نواب احمد خان نے غازی الدین خان عماد الملک کے نام خریطہ اس مضمون کا روانہ کیا کہ اگر مدد دیجیے
وزیر مذکور اس وقت سورج مل جاٹ کے ملک مین تھا خریطہ خواجہ خان عماد الملک کے وکیل کے حوالے کیا گیا
اور نواب نے وکیل مذکور سے یہ کہدیا تھا کہ اگر سورج مل کو اس کا حال معلوم ہو اور وہ سوال کرے کہ مجھے
کیون نہ طلب کیا تو اس کا جواب یہ دینا چاہیئے کہ سابق مین تمنے حق ہمسایگی ادا نہ کیا ورنہ تم صفدر جنگ
کے شریک نہوتے - لہذا مناسب تو یہ ہی کہ صفدر جنگ کے بیٹے شجاع الدولہ کی جاکر مدد کرو مجھکو تمھاری
مدد کی چندان ضرورت نہین ہی - اگر خدا چاہے گا تو مین شجاع الدولہ کی بھی ویسی ہی خدمت کرونگا
جیسی صفدر جنگ کی تھی - جب خواجہ خان وکیل کو پہنچا اور خریطہ عماد الملک کو دیا عماد الملک نے
فوراً سورج مل کو طلب کیا اور اوس سے کل حال بیان کرکے کہا کہ مجھے احمد خان کی مدد کو جانا ضرور ہی
راجہ نے پوچھا مجھے کس واسطے نہ بلایا تب خواجہ خان نے لفظ بلفظ نواب کا پیغام اوس سے کہدیا

[1] دیکھو فرح بخش ۱۲

راجہ نے کہا جو کچہہ نواب نے کہا سچ ہی مگر بعض ماسلف اب مین بے مانگے مدد دیتا ہون اور تین ہزار سوار جیبت و چالاک روانہ کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ وہ جا کر کول مین مقیم ہون ۔ اگر شجاع الدولہ آگے بڑہے تو وہ کوچ در کوچ چل کر احمد خان کے شریک ہو جاوین ۔ علاوہ ازین مین چند ہزار سوار عماد الملک کے ہمراہ روانہ کرون گا یہ سب روانہ ہوئے ۔ جب عماد الملک شہر فرخ آباد کے قریب پہنچا احمد خان اوس کے استقبال کو گیا اور اوس کو خیمہ حیات باغ مین لے گیا ۔ بجواب ہر دالخبات احمد خان فوجین دور و نزدیک سے شہر فرخ آباد مین آنا شروع ہوئین ۔ اور مع افغانان شاہجہانپور و شاہ آباد ضلع ہردوئی وغیرہ کی کل تیس چالیس ہزار فوج مجتمع ہوئی تہی جب حافظ رحمت خان والی بریلی آئے اون کے خیمہ فتح گڈھ کے قلعہ مین استادہ ہوا ۔ ذوالفقار گڈھ کے نیچے شہر کے پاس ایک پل کشتیون کا تیار ہوا اور ملا سردار خان اور دوندے خان اور نواب فیض اللہ خان روہیلہ مع فوج کے اوس کے ذریعہ سے اوتر آئے ۔ توپخانہ باہر نکالکر درست کیا گیا ۔ بعد ازان یاقوت گنج ضلع فرخ آباد کے اوس پار بگا رندی کے کنارے پر بہیجدیا ۔ اس مقام پر کل جنہے جو صفدر جنگ اور نول راے کی لوٹ سے ہاتہہ مین آئے تہے لٹکائے گئے ۔ تب نواب احمد خان نے اپنی اور تمام معاونین کی فوج ساتہہ لیکر کوچ کیا ۔ ایک رات بہر رکر اپنی فوج اپنے بخشی کے زیر حکم کرکے خود قلعہ کو واپس آیا ۔ روشن خان وامراو گر کو یہ حکم ملا کہ پانچہزار جوان ساتہہ لیکر کالی ندی کے کنارے خدا گنج کے نیچے بنج کبیر کے جا کر شریک ہون ۔ تہوڑے سے ہی عرصے مین شجاع الدولہ کن لویہ مین پہنچے ۔ اون کا ایک خواجہ سرا فرخ آباد مین آیا اور لال سرا مین ٹہیرا ۔ یہ محض اوس حصہ ملک کا دعوے کرنے کے واسطے آیا تہا ۔ جسپر حال مین نواب احمد خان نے قبضہ کرلیا تہا ۔ نواب نے اپنی چار پانچ ہزار فوج اور روہیلون کے جملہ سردار اور ناصر خان[1] صوبہ دار معزول کابل کو مجتمع کرکے خواجہ سرا کو طلب کیا ۔ خواجہ سرا نے

[1] آروِن صاحب نے اس مجمع کے حاضرین مین ناصر خان صوبہ دار معزول کابل کا نام بہی لکہا ہے ۔ حالانکہ اس بیان سے دو تین دن پہلے یہ تسلیم کر چکے ہین کہ وہ اس وقت زندہ نہ تہا ۔ اور اوسکی نسبت لکہتے ہین یہ شخص ۱۱۵۳ ہجری مطابق ۱۷۳۹ء مین کابل مین صوبہ دار تہا ۔ فرخ آباد مین یہ تہا تہا ۔ تین ہزار روپیہ ماہوار اوسکی واسطے وظیفہ تہا وہ فرخ آباد مین قبل سانحہ کے فوت ہوا ۔ اوس کا بڑا بیٹا شجاع الدولہ کی سرکار مین نوکر تہا اور اوس کو بہت کچہہ ملتا تہا

ایک فرمان شاہی نکالا اور نواب احمد خان نے مہربان خان کے ہاتھہ مین دیا جس نے اوس کو بہ آواز بلند پڑھا۔ نواب نے اوس کا جواب شجاع الدولہ کو بڑے غیظ و غضب سے لکھا چونکہ سرداران روہیلہ نواب شجاع الدولہ سے رسل و رسائل جاری رکھتے تھے اور اون کی دوستی کا دم بہرتے تھے۔ اور اون کو یہ گمان تہا کہ روہیلے ہمارے طرفدار ہین۔ شجاع الدولہ نے ان سرداروں کی تحریرونکے اعتماد پر دوسری مرتبہ اپنے سالے سالار جنگ کو مارچ گفتگو کے طے کرنے کے لئے پٹہانونکے لشکر مین بھیجدیا سالار جنگ نے شجاع الدولہ کا پیام بیان کیا پٹہانون نے اوس کا نامناسب جواب دیا۔ جواب سنکر سالار جنگ نے چاہا کہ واپس چلا جاوے روہیلونکی ایک جماعت نے دوندے خان کے اشارے سے سالار جنگ کے ڈیرے کو گہیر لیا۔ شجاع الدولہ سمجہہ گئے کہ سالار جنگ کو قید کرلیا ہے۔ عماد الملک نے اسوقت پٹہانون کو یہ صلاح دی کہ دشمن پر حملہ کرنا چاہئے۔ مگر نواب نے پیشدستی کرنے سے عذر کیا اور کہا کہ اگر اول حملہ میری جانب سے ہوگا تو چونکہ بادشاہ اسوقت شجاع الدولہ کے شریک ہین لوگ یہی کہین گے کہ اس نے بادشاہ پر خروج کیا اور بڑا کور نمک ہے اسلئے مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کو شکایت لکھہ بہیجین دیکھین کیا جواب آتا ہے جیسا کچہہ جواب دین گے ویسی کارروائی کی جائیگی ایک عرضداشت تیار ہوئی جسکا مضمون یہ تہا کہ غلام سلطنت کا نمک خوار قدیم ہے۔ شجاع الدولہ نے کمترین سے ناحق عداوت پیدا کرلی ہے۔ شجاع الدولہ نے جو غلام کی گلال باڑی تیار کرنے اور ہاتھی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۰ ایک روز شجاع الدولہ نے اوس سے کہا کہ تم اپنے باپ کو فرخ آباد سے بلوالو مین اوسکو اپنا نائب مقرر کرون گا۔ ناصر خان نے انکار کیا اور کہا کہ مین نواب احمد خان کے تین ہزار روپئے تین لاکھہ کی برابر جانتا ہون۔ کیونکہ جب مین احمد خان کی ملاقات کو جاتا ہون احمد خان تعظیم کے واسطے اوٹھہ کھڑا ہوتا ہے۔ اور اگر مین شجاع الدولہ کی نوکری کرونگا اور کسی روز اوسکے دروازے پر جاؤن گا خادم کہین گے کہ نواب صاحب آرام مین ہین۔ اور اوس وقت مجھے دروازے پر انتظار کرنا پڑے گا۔ اور یہ موت سے بدتر ہے۔ آخرالامر لاچار ہوکر اوسکا بیٹا فیض آباد کو واپس گیا جبکہ ناصر خان سنہ ۱۷۵۶ء کے قبل مرچکا تہا تو شجاع الدولہ نے اوسکو اپنی نیابت مین لینا کیسے چاہا کیونکہ سنہ ۱۷۵۳ء مین تو صفدر جنگ نے انتقال کیا ہے۔ ہماری نظر سے بعض معتبر تاریخون مین یہ گذرا ہے کہ ناصر خان سنہ ۱۷۵۰ء مین صفدر جنگ کے ہمراہ رام چتونی کے مقام پر احمد خان سے لڑا اور مارا گیا ۱۲

لڑانے اور بے اجازت پالکی مین سوار ہونے کی شکایت حضور مین کی ہی شجاع الدولہ سے ان کل شکایات کا جواب طلب فرمایا جاوے اگر مست ہاتھی زنجیر توڑ کر جنگل کو بھاگ جاوین اور وہان جا کر لڑین تو اس مین کسکا قصور ہی ۔ گلال باڑی کی نسبت عرض یہ ہے کہ یہ محض غلط فہمی ہے ۔ یہان چونکہ قاعدہ ادب وآداب سے واقف نہین ہین ۔ لہذا چند لکڑیان کھڑی کر لی ہین وہان اونکو قطار سے کھڑا کر کے قاعدہ سلام وغیرہ سکھلایا جاتا ہے ۔ اور پالکی اس عاجز کو خود حضرت خلد مکان عالمگیر ثانی نے عطا کی ہی جس زمانے مین کہ غلام کو بخشی سلطنت مقرر فرمایا تھا ۔ اور شجاع الدولہ خاکسار سے اس باعث سے ناخوش ہے کہ احمد شاہ درانی نے کمترین کو اور جہان خان کو شجاع الدولہ کے حاضر کرنے کے واسطے مقرر فرمایا تھا شجاع الدولہ کو حاضر ہونا منظور نتھا مگر مجبوری جانا پڑا اور ہم دونون بباعث حکم سخت کے مجبور تھے ۔ اوسوقت سے شجاع الدولہ کمترین سے رنج رکھتا ہی نجیب الدولہ جو کہ سابق مین کمترین کے باپ کا ملازم تھا اب اسقدر بڑہا ہے کہ دعوے ہمسری کا رکھتا ہے ۔ اور چونکہ کوئی اُسے ہمسر تصور نہین کرتا اس باعث سے وہ عداوت رکھتا ہے ۔ اس عرضداشت مین احمد خان نے ان لوگون اوس سازش کا بھی مذکور کیا جو اونہون نے احمد شاہ درانی کو نواب احمد خان سے ناراض کرنے کے لئے کی تھی بعد ازان اوس نے التفات چاہا تھا کہ شہنشاہ خود امور متذکرہ بالا پر توجہ مبذول فرماوین ۔ اور تھوڑی دور اس مقام سے کسیطرف نہضت فرماوین تاکہ ہم تنخاصمین میدان جنگ مین باہم تصفیہ کر لین جو باقی رہے ملازمت غلامان حضور سے شرف اندوز ہو ۔ یہ عرضداشت مہتاب خان کے ہاتھ ارسال ہوئی ایک سو آدمی اوسکی جلو مین جانے کے لئے متعین کئے گئے تھے اور نواب احمد خان نے اوس سے یہ بھی تاکید کر دی تھی کہ اگر تین روز مین جواب ملے تو بہتر ورنہ بلا حصول رخصت وہان پہنچکر خدمت شاہی مین باریاب ہوا منشی نے بہ آواز بلند عرضداشت لفظ بلفظ پڑہکر سنائی ۔ سنکر بادشاہ نے مہتاب خان کو رخصت کیا اور شجاع الدولہ کو طلب فرمایا وزیر کی یہ راے ہوئی کہ اوس کا جواب نہ دیا جائے خاموشی بہتر جواب ہی ۔ مہتاب خان نے دو روز انتظار کیا ۔ جب کچھہ جواب نہ ملا تو بلا اجازت وہان سے چلا آیا ۔ اور فرخ آباد مین پہنچکر کل حال بیان کیا ۔ دوسرے روز نواب احمد خان اور عماد الملک نے باہم مشورہ کیا ۔ عماد الملک کی یہ صلاح ہوئی کہ بلا توقف بڑہنا چاہئے اوسوقت یہ خبر پہنچی کہ نجیب الدولہ بنی گنج مین آ پہونچے ہین ۔ بنی گنج چھوٹا سا قصبہ ہے مین پوری چھپرامئو کے فرخ آباد سے ۱۸ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔ نجیب الدولہ جو

دہلی مین تہے براہ سکیت ملک دوآب کی طرف برسم یلغار کہیتی کو جلاتے اور مواضعات کو سمار کرتے ہوئے بڑہے نجیب الدولہ شجاع الدولہ کے پگڑی بدل بہائی تہے نواب احمد خان نے اونکی مہمانی کو کہانے کے ایک سو پچیس کہار و نیز ہمراہی شاہ محمد خان جماعہ دار و گلشیر خان سونٹے والے کے بہیجے اور پیام دیا کہ طعام نجیب الدولہ کے خرچ کے واسطے ہے۔ اور ملک اونکی سپاہ کے صرف کے لیئے ہے کیونکہ بہائی بہائی مین تکلف نہین ہوا کرتا ہی۔ نجیب الدولہ نے غصے ہوکر کہا کہ کہانا یہان سے اوٹہاؤ اور اوس پر اپنے نواب کا فاتحہ پڑہو کہتے ہین مقام بنی گنج مین چہ ہزار پٹہان سوارون نے نجیب الدولہ کی نوکری چہوڑدی۔ نواب احمد خان نے اونکی بڑی خاطر و مدارات کی خلعت دیئے۔ اور روزانہ کہانا مقرر کردیا۔ دوسرے روز نجیب الدولہ وہان سے کوچ کرکے کالی ندی کے کنارے خدا گنج مین شیخ کبیر و راجہ امراؤ گر و روشن خان سے ایک میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوے۔ نجیب الدولہ نے شیخ کبیر کو پیغام بہیجا کہ مین تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہون۔ اونہون نے جواب دیا کہ میری تمہاری ملاقات شمشیر بدست ملاقات ہوگی۔ شجاع الدولہ کی مدد کو آئے ہو۔ اور ہمسے ملاقات کی تمنا رکہتے ہو۔ دوسرے روز نجیب الدولہ بغیر ملاقات کئے ہوئے وہان سے روانہ ہوے۔ اور قنوج مین پہونچے۔ شجاع الدولہ نجیب الدولہ کو بادشاہ کے حضور مین لے گئے۔ اور تدابیر کے ذکر چہلے۔ نجیب الدولہ نے وزیر سے کہا کہ افسوس ہی کہ تمہاری تاخیر سے احمد خان کو موقع تیاری کا مل گیا۔ اور اوس نے فوج مجتمع کرلی اور کہنے لگے کہ اگر لڑائی ہمین جاری کی تب پہلے مین میدان مین آؤنگا۔ مگر مجہے اندیشہ ہی کہ میرے افغان روہیلون سے دل سے نہ لڑینگے۔ اور بالفرض لڑائی شروع بہی کردی تو چونکہ آپ کا قدم درمیان مین ہی قوم و مذہب کے تخالف کی وجہ سے جو آپ مین اور اون مین موجود ہی دیدہ و دانستہ قصور کرینگے۔ اگر آپ کی مرضی ہو تو سرداران روہیلکہنڈ کو لعنت ملامت کرکے راہ راست پر لے آؤن اور اس شرط پر کہ امراؤ گر کو فرخ آباد سے رخصت کردیا جاوے اور سالار جنگ کو یہان آپکے پاس پہونچا دیا جائے احمد خان سے صلح قرار دون نواب شجاع الدولہ نے منظور کرلیا۔ دو تین روز کے بعد نجیب الدولہ فرخ آباد کی طرف بڑہے۔ یہ سنکر شیخ کبیر نے اونہین پیغام بہیجا کہ خبردار آگے نہ بڑہنا کل مین تمہاری کچہہ مدارات کرنے والا ہون۔ نجیب الدولہ نے جواب دیا کہ مین لڑنے نہین آیا ہون مین صرف حافظ رحمت خان سے ملاقات کرنے آیا ہون۔ شیخ کبیر نے جواب دیا کہ اس صورت مین اجازت ہے مگر بے فوج جاؤ۔ نجیب الدولہ اپنی فوج چہوڑکر آگے بڑہے اور کالی ندی اوتر کر اپنے خیمے کہڑے کرائے۔ دوسرے روز پہر روانہ ہوئے۔ جب

وہ فخر الدولہ کے لشکر کے قریب پہونچے تو انہون نے بخشی مذکور کو ہاتھی پر سوار دیکھا اور
اوسکی تمام فوج صف باندہے ہوئے آمادہ بجنگ تھی نجیب الدولہ انکو دیکھتے ہوئے
لڈ گئے - اونکو معلوم ہوا کہ سپاہ بے شمار رہتی اور اس فوج مین جو اونکی فوج کی نسبت
زائد سردار فیل نشین تھے - نجیب الدولہ نے سلام علیک کی مگر کسی نے اوس کا جواب دیا
بڑھکر نجیب الدولہ کشتیون کے پل سے دریائے گنگا کے پار ہوئے - اور نواب سعد اللہ خان
اور فتح خان اور ملا سردار خان اور حافظ رحمت خان اور دوندے خان سے ملاقات کی
نجیب الدولہ کے سسر دوندے خان نے اونکو ملامت کی کہ تو تم یہان کے برخلاف تمنے
شجاع الدولہ کی رفاقت اختیار کی اس کا اونہون نے یہ جواب دیا کہ جب مرہٹون نے سکر
تال مین مجہپر حملہ کیا تہا اوسوقت شجاع الدولہ نے بڑے نازک حال مین میری مدد کی تہی -
پہر دوندے خان سے نجیب الدولہ نے ترش روئی کے ساتہہ کہا کہ تمنے سالار جنگ کو کیون
قید کر لیا ہے - نجیب الدولہ نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ اگر وہ پہلے نواب احمد خان کی
مدد سے کنارہ کشی کرین تو بعد فتح اونکو نگلش کا ایک ثلث ملک مرحمت ہوگا - بعض کہتے ہین
کہ یہ بات خود شجاع الدولہ نے بھی حافظ رحمت خان کو تحریر کی تھی - مگر حافظ رحمت خان نے
جواب دیا کہ مین اپنے دوست نواب احمد خان کا ساتہہ نہ چہوڑونگا - آخر تصفیہ اسپر ہوا کہ
شجاع الدولہ اور احمد خان مین صلح ہونا چاہئے اس شرط پر کہ احمد خان امراؤ گر کو اپنے
یہان سے علیحدہ کردے اور نجیب الدولہ سالار جنگ کو اپنے ساتہہ شجاع الدولہ کے پاس
لیجائین حافظ رحمت خان نے اقرار کیا کہ کل مین نواب احمد خان کی ملاقات کو جاؤنگا - جب حافظ
صاحب نواب کے پاس پہونچے تو انہون نے اوسکو اس خوشخبری کی مبارکباد دی - نواب نے پوچہا
کہ یہ مبارکباد کیسی ہے - حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ مین بے جنگ فتح نصیب ہوئی ہماری
تیاریون سے شجاع الدولہ نے خود کہا کہ نجیب الدولہ کو نواب سعد اللہ خان کے پاس صلح کیغرض سے
بہیجا ہے - احمد خان کے پاس صلح کیغرض سے بہیجا ہے - احمد خان نے جواب دیا کہ جو کچھہ
تمہاری رائے ہوگی مین تو اوسپر رضامند ہون - مگر اسباب مین عماد الملک سے مشورہ لینا ضرور
چنانچہ وہ سب غازی الدین کے لشکر مین گئے اوس نے کہا کہ شجاع الدولہ امید کامیابی کی نہ دیکھکر
بالکل بہ صلح ہوئے ہین - یہ خیال رکہنا چاہئے کہ جب کبہی موقع ملا اونکے نزدیک نقض عہد کوئی
بات نہین ہے - حافظ رحمت خان نے کہا کہ یہ بالکل صحیح ہے مگر ایسا اتفاق ہوگا تو اونکو بہی

اس وقت سنزا دیجا سکتی ہی اوس وقت مین بھی ممکن ہے ۔ اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ صلح مبارک
تب عماد الملک نے کہا کہ اگر تمھاری یہی راے ہے تو مجھے بھی اتفاق ہی ۔ اب معاملہ صلح کا
یون طے ہوا کہ جو کچھہ طے پایا تھا حافظ رحمت خان نے اوسکی اطلاع نجیب الدولہ کو دی اور
کہا کہ صرف بادشاہ سلامت کے موجود ہونے کے سبب سے افغان صلح منظور کرتے ہین ورنہ اونکو
کسی حال مین صلح منظور نہ تھی تمکو لازم ہے کہ وزیر سے کہو کہ فی الفور یہان کی حدود سے چلے جائین
نجیب الدولہ نے کہا کہ تم خود چلکر شجاع الدولہ کو واپس جانے کی ترغیب دو ۔ حافظ رحمت خان
نے جواب دیا کہ مین نواب احمد خان کا نوکر ہون بلا اجازت اوس کے کیسے جا سکتا ہون نجیب الدولہ
نے کہا کہ تمنے ایسی ذلت کیون اختیار کی حافظ رحمت خان نے کہا کہ دوسرے برادر بھی اسی صورت
سے ملازم ہین نواب سعد اللہ خان اور اونکی کل فوج کی مدد احمد خان نے خرید کی ہی اور اونکے
کل اخراجات اپنے خزانے سے ادا کیے ہین ۔ اور آج کی تاریخ تک سات لاکھہ روپیہ دیا ہی
خیر مین کل احمد خان کے پاس جاؤنگا ۔ اور اوس سے اجازت حاصل کرون گا ۔ احمد خان نے کچھہ
تعرض نہ کیا ۔ دوسرے روز حافظ رحمت خان اور نجیب الدولہ روانہ ہوے اور سالار جنگ کو
اپنے ساتھہ لیتے گئے ۔ اول خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہوے پھر شجاع الدولہ کے پاس گئے
اور اون سے کہا کہ تم کو لازم ہے کہ مشرق کی طرف واپس جاؤ ۔ غرضکہ شجاع الدولہ اور
بادشاہ نے مشرق کو کوچ کیا اور واپس گئے ۔ نجیب الدولہ اور حافظ رحمت خان نے رخصت
چاہی نجیب الدولہ دلی کو روانہ ہوے اور حافظ رحمت خان اپنی لشکرگاہ کو واپس آئے دوسرے
روز نواب سعد اللہ خان اور دوسرے سرداران روہیلہ بھی نواب احمد خان سے رخصت
ہو گئے ۔ یہ بیان آرون صاحب کی تاریخ فرخ آباد کے مطابق ہی ۔ لیکن فرح بخش کے مولف
کا بیان ہی کہ نواب سعد اللہ خان علالت کی وجہ سے بدایون سے آگے نہین بڑھے تھے
اور معاملہ صلح بھی دوسری طرح اس کتاب مین مذکور ہی ۔ وہ یہ کہ جب نواب سعد اللہ خان
کو یہ خبر پہونچی کہ بغیر لڑائی اور کشت و خون ہوے طرفین نہین رکسکتے تو صلح کرانے کے
لیے خود سوار ہو کر روانہ ہوے ۔ آنولے سے چلکر بدایون پہنچے تھے کہ حالت بگڑنے لگی
بدایون سے شجاع الدولہ کو تحریر کیا کہ باہم لڑنا خوب نہین مناسب یہ ہی کہ جنگ ٹالدیجاے
اور اپنے ملک کو لوٹ جاؤ شجاع الدولہ نے جواب مین لکھا کہ مین آپکی ملنے سے باہر نہین ہون
مگر دوندے خانکے بچلے یہان بھیجدینا چاہیے ۔ نواب سعد اللہ خان نے سکرات کی حالت مین

دوندے خان کو لکھا بلکہ ملا م رسول خان کے بیٹے اور منشی سیٹر ہول کو بھی دوندے خان کے پاس پیام دیکر بھیجا کہ نواب شجاع الدولہ کے پاس جاکر نزاع باہمی کو مٹادین - دوندی خان انکی تحریر کے بموجب دوسرے سرداران روہیلہ کو ساتھ لیکر دریائے گنگ کے ساحل سی کوچ کرکے شجاع الدولہ کے پاس قنوج مین پہنچے نواب شجاع الدولہ نے تین چار کوس سی استقبال کیا دوندے خان نے بادشاہ کی ملازمت بہی حاصل کی اور بادشاہ اور شجاع الدولہ کا دل احمد خان کی طرف سے صاف کرنے مین بہت کوشش کی - بادشاہ مع شجاع الدولہ قنوج سے چلے گئے حافظ رحمت خان نے اپنے بیٹے عنایت خان کو شجاع الدولہ کے ہمراہ کردیا - اور یہ کہدیا کہ جسقدر رتہانے احمد خان کے ملک کے شجاع الدولہ کے آنے کی وجہ سی اوٹھہ گئی ہین وہ بیٹھا دئیے جاوین عنایت خان ملک کے تہانے بٹہاتا ہوا شجاع الدولہ کے ساتھ لکھنو کو گیا اور وہانسے واپس ہوا۔

شجاع الدولہ کا میر قاسم عالیجاہ والی بنگالہ کا مددگار ہوکر انگریزون پر چڑہائی کرنا

سنہ ۱۱۷۷ ہجری مین جبکہ انگریزون نے عظیم آباد کو فتح کرلیا - اور میر قاسم عالیجاہ کی جگہ جعفر خان کو مسند نشین کیا تو میر قاسم عالیجاہ نے شجاع الدولہ سے مدد حاصل کرنے کا ارادہ کیا جب اوسنے اپنے سردارون سی اس باب مین مشورہ کیا تو مرزا نجف خان نے جو شجاع الدولہ کے مزاج اور روبہ سے واقف تہا اونکے پاس جانے کی صلاح نہ دی اور کہا کہ اودہر جانے سے بلکہ خود بدولت مع متعلقین قلعہ رہتاس مین رہئے اور انگریزونکے ہم میرے سپرد کیجئے کہ فوج منتخب کرکے انگریزون سے جنگ کرون اور اونکو مجال آرام اور فرصت مذون عالی جاہ نے آب و ہوائے رہتاس کی ناموافقت اور دوسری وجوہ سی اس مصلحت کو ناپسند کیا - مرزا نجف خان نے کہا کہ اگر کسی سے مدد لینا منظور ہی تو براہ بندیلکھنڈ عازم دکن ہوجئے اور مرہٹون سی مدد طلب کیجئے عالی جاہ دوری راہ اور اپنی اجنبیت اور اونکی بدمزاجی اور لٹیرے پن کی وجہ سی اس مشورے پر بھی رضامند نہوا اور بادشاہ اور شجاع الدولہ سے رجوع بہتر سمجھا - ایکدن صبحکو ڈیرہ لاکھ روپیہ نقد اور پانچ ہاتھی مرزا نجف خان کو جو شجاع الدولہ کے پاس جانے پر راضی تھا دیکر رخصت کیا - اور خود انگریزون کے تعاقب کے خوف سے دریائے کرمناسہ پر منزل گزین ہوا - شجاع الدولہ اون دنون بندیلکھنڈ کے بندوبست مین سرگرم تہے کہ میر قاسم نے میر سلیمان کو برسم رسالت اونکے پاس بہیجا اوسنے یہان آکر راجہ بینی بہادر

اور علی بیگ خان اور مرزا بہلول سے جو ایام طفلی سے وزیر کا اتالیق تہا مع دیگر عملہ اور ارکان دولت کے ربط پیدا کیا۔ اور ان کو بہت کچہ مال دیکر وسیلہ مستحکم کر کے دلجوئی کی تحریر لیکر عالیجاہ کے پاس واپس ہوا۔ اور اسکے بہیجنے کے قبل مرزا شمس الدین بھی وزیر کی تحریر جو نہایت عطوفت اور استمالت سے کے ساتھ تھی اور اس مین قرآن کی قسم بھی تھی لیگیا تہا چونکہ بادشاہ اور شجاع الدولہ آباد مین بندوبست ملک کے انتظام مین مصروف تھے۔ عالی جاہ بھی حسب الطلب اودہ کو روانہ ہوا جب کہ عالی جاہ وزیر کے لشکر کے قریب ایسے مقام پر پہنچا کہ تین کوس کا فاصلہ تہا شجاع الدولہ دس بارہ ہزار سوار لیکر استقبال کو گئے عالیجاہ کو جبکہ وزیر کے آنے کا حال معلوم ہوا تو اپنی پلٹنون کو آراستہ کر کے سراپردے کے دروازے سے دور تک دورویہ کہڑا کیا۔ اور ایک عالیشان خیمہ استادہ کیا عالی جاہ کے سردار اور عمائد بھی عمدہ لباس پہنکر حاضر تھے۔ جب وزیر پہنچے تو لب دروازہ تک استقبال کیا۔ حسب ضابطہ ہندوستان سلام ہوا۔ باہم معانقہ کیا اور ایک مسند پر بیٹھے۔ شجاع الدولہ نے عالیجاہ کو بہت تسلی دی۔ اور کہا کہ مین اپنے ہمراہ لیجا کر آپکا سلام بادشاہ سے کرا دونگا۔ عالیجاہ نے عمدہ عمدہ قسم کے کپڑونکی کئی کشتیان اور بہت سا جواہر اور ہاتھی بطور تحفہ کے دئیے۔ پہر وزیر اپنے ہمراہ بادشاہ کی ملازمت کے لئے عالیجاہ کو لیگئے اور خاص اپنے ہاتھی پر اپنے ساتھ بٹھایا۔ بادشاہ کی ملازمت سے مستفید ہوکر دونون نواب اپنے اپنے لشکرون مین چلے گئے دوسرے روز عالی جاہ وزیر کی بازدید کو روانہ ہوا۔ اونہون بھی مغلیہ ملازمون کو حکم دیا تہا کہ بانات لباس پہن کر اور بندوقین ہاتھ مین لیکر دستہ سر دروازہ سے لیکر جہانتک گنجائش ہو کہڑے ہون۔ حسب الحکم تعمیل ہوئی اور ارکان دولت بھی اپنی اپنی خدمت پر حاضر تھے۔ جب عالیجاہ سراپردہ وزیر مین داخل ہوا وزیر نے لب فرش تک استقبال کیا۔ اور عالی جاہ کا ہاتھ پکڑکر اپنی مسند پر برابر بٹہایا اور نہایت اشفاق کے ساتھ فرمایا کہ صوبجات بنگالہ اور عظیم آباد انگریزون کے ہاتھ سے نکالکر تمہارے حوالے کر دونگا وزیر کو توقع تھی کہ عالی جاہ کی امداد کے بہانے سے وہ خود خالص بنگالے ہو جائینگے[1]

چند روز مین عالیجاہ نے علی ابراہیم خان کی معرفت کنگن کی ایک جوڑی جو لاکہون روپئے کی قیمت رکہتی تھی شجاع الدولہ کی مان کے پاس بہیجی اور اوسکو اپنی مان بنایا شجاع الدولہ

---

[1] دیکہو جلد دوم عہد نامجات مین عہد نامہ دہلی۔ ۱۲

بندیلکھنڈ کے معاملہ کا تصفیہ مدنظر تھا۔ اور بعض پرگنات الہ آباد کی تحصیل مالگذاری منظور تھی چنانچہ
راجہ بینی بہادر کو پیشتر بھیجکر منظر حصول مراد تھی مگر بندیلے مطیع نہوتے تھے۔ اس سے زیادہ عرصے تک
اس طرف رہنے کا خیال تھا اور عالی جاہ کو بنگالے کی طرف وزیر کے کوچ کرنے کی جلدی تھی وہ جانتا
تھا کہ انگریزوں کو قدم جمالینے کی فرصت نہ ملے۔ جب میر قاسم نے وزیر سے اودھر جلد کوچ کرنے
کی خواہش کی تو اونہوں نے یہی عذر بیان کیا۔ عالی جاہ نے کہا کہ اگر صرف اسی وجہ پر انتظار ہے
تو مجھے فرمائیے مین جاکر بندیلون کو مسخر کرلونگا وزیر نے مقبول کر کے رخصت فرمایا عالی جاہ جبکہ
ملک بندیلکھنڈ مین داخل ہوا اوس کا توپخانہ انگریزی طرز پر تھا اور فوج قواعددان ہمراہ تھی بینی
بہادر سے پیشتر پہنچکر ایک قلعہ فتح کرلیا اور ایک دوسرے مضبوط قلعہ کے پاس جا پہونچا بندیلون
نے عالی جاہ کی فوجکی ترتیب ہندوستانی فوجون کے خلاف دیکھی اسلئے زرواجبی کے اداکرنے پر
راضی ہوے اور مرزا نجف خانکے ذریعے سے جو کرم ناسہ کے مقام سے رخصت ہوکر راجہ بوندیلہ
کے پاس چلا گیا تھا معاملے کا تصفیہ ہوگیا۔ اور وصول زرخراج سے اطمینان حاصل ہوا۔ عالیجاہ
اس مہم سے فرصت پاکر لشکر وزیر سے آکر ملحق ہوا۔ اب سفر شرقی کا ارادہ مصمم ہوا۔ شجاع الدولہ نے
حافظ رحمت خان کو اس مضمون کا خط لکھا کہ ان دنوں انگریزون نے قاسم علیخان صوبہ دار بنگالہ
کو شکست دیکر اوس کے تمام ملک پر قبضہ کرلیا ہے اور قاسم علی خان امداد کی امید پر ہمارے پاس
آیا ہے۔ چونکہ ہمارا آپ کا معاملہ واحد ہے اسلئے آپ ایک عمدہ فوج ہماری کمک کے لئے بھیجین جب
کئی خط اس مضمون کے گئے تو حافظ صاحب نے عنایت خان کو چھ ہزار فوج کے ساتھ جیسا کہ گلستان
رحمت مین مذکور ہے اور بقول مولف سیرالمتاخرین تین ہزار فوج کے ساتھ اور عماد السعادت کی
روایت کے مطابق پانچہزار سپاہ کے ساتھ روانہ کیا۔ تنقیح الاخبار کے مولف نے غلطی سے یہ لکھا ہے
کہ چونکہ عنایت خان دو تین ہزار سوار اور اسی قدر پیادونکے ساتھ اپنے باپ سے روٹھکر شجاع الدولہ
کے پاس پہلے سے چلا گیا تھا اسلئے وہ بھی شجاع الدولہ کا شریک ہوا۔ شجاع الدولہ ابھی تک الہ آباد مین تھے
جب عنایت خان الہ آباد کے قریب پہنچا تو شجاع الدولہ نے راجہ بینی بہادر کو استقبال کے لئے بھیجا
اور خود بھی سوار ہوکر دو کوس پر پیشوائی کی اور عنایت خان کو اپنے ہمراہ الہ آباد کو لے گئے۔ دوسرے
روز یہ تمام فوجین بنارس کی طرف چلین۔ سیرالمتاخرین کا مصنف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ کے ساتھ آدمیونکا
اتنا ہجوم تھا کہ جہانتک نظر کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ مگر افسرون کی بے خبری
اور ربط و ضبط نہونے کی وجہ سے بڑی ابتری تھی۔ عین لشکر مین ایک دوسرے کو قتل کرتا

اور اسباب لوٹ لیتا تھا۔ کوئی کسی کا خبر گیر نہ تھا اور جو کوئی ذرا بھی لشکر سے الگ ہوتا تو وہ لٹ جاتا
بلکہ جان سے بھی جاتا۔ راستے مین عنایت خان کی فوج کے ایک پٹھان نے گائے فوج کی اور اوسکو
اپنے ڈیرے پر لئے جاتا تھا شجاع الدولہ کی فوج کے ناگون نے اوس پٹھان پر حملہ کیا اوسکا
گھوڑا زخمی ہوا۔ یہ خبر سنکر دوسرے پٹھان مدد کو ہو چکے اور اوس پٹھان کو بچا لیا۔ عنایت خان نے
اپنی فوج کے ناگونکو حکم دیا کہ ناگے کو جہان پاؤ مار ڈالو۔ چنانچہ دوسرے دن صبح کے وقت پٹھانون
پر گذر ہوا جس کا تین سو ناگے محاصرہ کئے ہوئے لوٹ رہے تھے پٹھان اون ناگونکے قتل پر تل پڑے
ناگے بھی مقابلہ کرنے لگے اور آخر کار مغلوب ہو کر بھاگ نکلے۔ اس موقع پر ڈھائی سو ناگے کام آئے
پٹھانون کی طرف سے صرف دو آدمی مارے گئے جیسا کہ گل رحمت مین مذکور ہے۔ اور اخبار حسن مین
کہا ہے کہ پچاس پٹھان مارے گئے تھے اور بارہ مجروح ہوتے۔ جب اس واقعہ کی خبر راجہ بینی بہادر
کو ہوئی جو شجاع الدولہ کے لشکر کا مدار المہام تھا تو وہ اوسی وقت سوار ہو کر عنایت خان کے ڈیرے
پر آیا اور معذرت کرنے لگا۔ دوسرے روز شجاع الدولہ ہمت گر[۵] کو جو گوسائیون اور ناگونکا
سردار تھا اپنے ہمراہ لیکر عنایت خان کے ڈیرے پہ گئے اور صفائی کرا دی۔ اور یہ قرار پایا کہ آیندہ
سے ناگے پٹھانونکے لشکر سے ایک منزل پیچھے رہین۔ ناگا گوسائیوں کا فرقہ ہی جو برہنہ رہتے ہین
یہانتک کہ ستر عورت بھی نہین کرتے اسی لئے ناگا کہلاتے ہین اور اپنی جانون کو فقراے ہنود مین
شمار کرتے ہین اور سپاہگری کا پیشہ کرتے ہین۔ بارہ ہزار ناگے شجاع الدولہ کے لشکر مین قزاقی
کے لئے جمع تھے۔ ماہ رمضان ۱۱۷۸ ہجری کے وسط مین شجاع الدولہ اور شاہ عالم بادشاہ اور میر قاسم
عالیجاہ بنارس مین داخل ہوتے۔ اس مقام مین راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس کا سفیر عنایت خان کے
پاس آیا اور ظاہر کیا کہ راجہ بلونت سنگھ نے کبھی صفدر جنگ اور شجاع الدولہ سے ملاقات نہین کی تھی
مگر زر خراج ہمیشہ بھیجتا رہتا تھا۔ اب اوسکی استدعا ہے کہ نواب شجاع الدولہ سے آپ اوسکی ملاقات کرا دین
عنایت خان نے شجاع الدولہ سے یہ ذکر کیا۔ شجاع الدولہ مدت سے یہ چاہتے تھے کہ راجہ بنارس
میرے دربار مین حاضر ہو اسلئے اونھون نے بخوبی اطمینان کر دیا اور راجہ کی حاضری کی اجازت دی
بلونت سنگھ عنایت خان اور بینی بہادر کے اعتماد پر جس کا متوسط سید نور الحسن بلگرامی
ہوا تھا شجاع الدولہ کے پاس حاضر ہو گیا۔ یہ شخص بڑا مالدار تھا۔ لوگ اوسکی دولت کو کروڑون سے

---

۵ گل رحمت مین ہمت گر کے ساتھ امراو گر کا نام بھی لکھا ہے ۱۲

متجاوز بتاتے تھے۔ یہ بھی دو تین ہزار سوار پیادون کے ساتھ شجاع الدولہ کے ہمراہ ہوا یہ شخص
ہمیشہ نواب شجاع الدولہ کو خراج ادا کرتا تھا۔ مگر جسوقت سرکار وزیر سے خود اوسکی طلبی ہوتی تو کہتا تھا
کہ جناب عالی خدا کی پناہ ہین۔ جو کوئی خدا کے پاس جاتا ہے وہ واپس نہین آتا۔ وجہ اس کی یہ تھی
کہ پرتھی پت زمیندار پرتاب گڈھ صفدر جنگ کے حکم سے مارا گیا تھا۔ بنارس مین بلدہ رام نگر کی بنیاد
اسی بلونت سنگھ نے قایم کی ہے۔ اور قلعہ بیجے گڈھ مین جو نہایت دشوار گذار پہاڑ پر تھا اپنا خزانہ
رکھتا تھا۔ میر قاسم نے اقرار کیا کہ گیارہ لاکھ روپیہ ماہوار اوس وقت سے کہ وزیر کے لشکر کا
پڑاو پڑین گے اوس وقت تک کہ ممالک شرقیہ پر مقبضہ پا جاؤن [illegible] دیتا رہون گا۔ اب انگریزون
اور بادشاہ اور وزیر کے درمیان مین جو چٹھی [illegible] سلام ہوا [illegible] ان سے معلوم ہوتا
تھا کہ میر قاسم انگریزون کے حوالے کیا جائے گا یا بالکل دولت اور سپاہ سے محروم
ہو جائے گا۔ مگر جب انگریزون کو اس امید کے پورے ہونے کی آس نہ رہی تو میجر کارنک کو
حکم ہوا کہ کرمناسے پر دشمنون کو جا کر روکے اور دریا سے اوترنے نہ دے۔ مگر اسوقت
کمپنی کی سپاہ کا یہ حال تھا کہ اوس کی خدمت گذاری پر کچھ اعتبار نہ تھا اون مین بغاوت کی
بو آتی تھی۔ اون مین سے سپاہی بھاگ بھاگ کر دشمنون سے جا ملتے تھے۔ اس آتش بغاوت
کے مشتعل ہونے کا سبب یہ تھا کہ موشیر لاک ایک فرانسیسی جماعت سمیت انگریزونکی رفاقت
اور ملازمت مین تھا۔ میر جعفر نے میر قاسم سے لڑنے کے لئے اون سے وعدہ انعام کیا تھا
اوس نے بعد فتح کے انعام کا زر موعود نہ دیا اسبب موشیر لاک کا کچھ انگریزون سے بگاڑ ہو گیا
وہ اپنے سو سوا سو آدمیونکو لیکر انگریزون سے جدا ہو گیا۔ اور وزیر کے پاس پہونچکر
اون کا نوکر ہو گیا۔ انگریزی لشکر کی ایسی ہوا بگڑی کہ ہندوستانی سپاہیون نے بھی
لڑائیون مین سخت محنت کرنے اور شجاعت دکھانے کا انعام مانگا کچھ روپیہ انعام اونکو دیا
گیا اس سے کچھ سپاہ کی ناراضی کم ہوئی۔ غرض ایک طرف یہ ناراضی سپاہ کی تھی اور دوسری
طرف غلے کی قلت تھی۔ میر جعفر کی لڑائی کی مرضی نہ تھی۔ یہ سب باتین ایسی جمع ہو گئی تھین
کہ انگریزون نے آگے بڑھکر دشمن سے لڑنے کا ارادہ چھوڑ دیا۔ اور لشکر آگے بڑھکر
پٹنے مین اولٹا چلا آیا اور یہان اپنی حفاظت کے لئے لڑنے کا ارادہ کیا۔ تینون لشکر یعنی بادشاہ
اور وزیر اور عالیجاہ کے کئی سردار شیخ علی حزین کی خدمت مین بنارس کے اکثر حاضر ہوا کرتے تھے
شیخ کے مجوزے کلام سے انگریزونکی ساتھ جنگ کی ممانعت پائی جاتی تھی۔ وجہ اسکی یہ تھی کہ وزیر کی فوجمین

نہ انتظام تہا اور نہ قواعد دان تھی کبھی شیخ کہتے تھے کہ اس جماعت سے کوئی کام انجام کو نہین پہنچیگا منزل گردی کرکے عنقریب لوٹ آئینگے - بہرحال دریاے گنگا پر کشتیون کا پل باندہکر عبور کیا اور تہوڑے سے توقف کے بعد کوچ ہوا - لشکر کیا تہا گویا ایک عظیم الشان شہر ایک جگہ سے دوسری جگہہ حرکت کر رہا تہا جو کچہہ دار السلطنت شاہ جہان آباد مین کہ اوسوقت مین ہندوستان کا چشم و چراغ تہا میسر تہا - وہ اس لشکر مین بھی موجود تہا - بعض ہوشیار شخصون نے وزیر کو سمجہایا کہ انگریزون سے اس ملک کے قاعدے کے موافق جنگ کرنا مناسب نہین - کیونکہ جسجگہ یہ لوگ صف باندہکر کہڑے ہوجاتے ہین تو گویا سد سکندر قایم ہوجاتی ہے - اگر وہ سہزار ہون تو پچاس ہزارون کے مقابلے مین عہدہ برا نہین ہوسکتی - چونکہ مدت سے جنیا ولی حضور کی معمول سے اور ملازمان رکاب نے بھی اس فن مین مشق بہم پہنچائی ہے جوانان خوش اسپہ معتمد اور سرداران جانفشان منتخب ہمراہ لیجئے اور عورتون کو مع بہیر اور بنگاہ کے اس جگہہ چہوڑیے - باقی فوج سے گذر کر بے اسکے کہ حضور کی شہرت ہو جریدہ انگریزی فوج پر جو اس وقت گہبرا کر بکسر سے جاتی ہے دہاوا کرنا چاہیے اول صبح قبل اسکے کہ مستعد ہو کر راہی ہون اونپر چڑہائی کرنا چاہئے - اگر اونکی جمعیت پریشان ہوئی فتح حاصل ہوئی ورنہ جو ملین اونکو تباہ کرنا چاہیے - اور پسماندہ اسباب جلاکے اور توپین اور باربرداری کی گاڑیان خراب کرکے تمام آوزارون کا تعاقب کرنا چاہئے - اور رات کو ایسی جگہہ مقام کرنا چاہیے جہان شبخون کا اندیشہ نہو اسطرح قلعہ عظیم آباد تک پہنچ کئے جاتے - اگر اس رہروی مین انکا خاتمہ ہوا بہتر ہے - ورنہ قلعہ سے تعرض نہ کرنا چاہئے - بلکہ شہر ام پہنچکر مع زبردست فوج کے مقام کیجئے اور کچہہ فوج کو نہایت لایق اور بہادر سردارونکی ماتحتی مین مقرر کرکے سارن یا آرہ کے مقامات سے گنگا کا عبور کراکے اوس کو مامور کیجئے اور ہر ضلع کے لیے حکام لایق اور ایماندار مقرر کرکے اونکو وہان بہیجئے اور اونکو تاکید کردیجئے کہ رعایا کی دلجوئی کرین کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچا مین اور تعلقات کا بندوبست نہایت تخفیف کے ساتہہ کرین تاکہ زمینداران اور رعایا کی تالیف قلوب ہو اور لوگون کو توحش نہ ہو کے تمام قلمرو بنگالہ مین جو بہت دور نہو عمل و دخل کرلینا چاہیے اور ایک فوج عظیم آباد کی طرف بہیجکر اسی طرح اودہر بھی حاکم مقرر کرنا چاہیے اور یہ دونون فوجین دریا کے دونون طرف گشت کرتی رہین تاکہ جو کشتی کلکتہ کی طرف سے عظیم آباد کو آئے اور جسطرف سے ملاح لیتے جاتے ہون اوسطرف کی فوج آکر اوس کشتی کو لوٹ لے اور رسد عظیم آباد کے قلعہ مین داخل نہونے پائے اس صورت مین انگریزونکو بڑی پریشانی پیدا ہوگی - اور

بجز کلکتہ کو بہاگنے اور قلعہ عظیم آباد چہوڑنے کے دوسری تدبیر نہ کر سکین گے - بعد ازان جو کچہ مناسب ہو عمل فرمائیگا - وزیر برگشتہ تقدیر کو یہ تدبیر کہ فی الحقیقت نہایت مناسب تھی پسند نہ آئی اور جنگ کے باب مین جو کوئی کچہ صلاح یا تدبیر عرض کرتا اوسے ہرگز نہ سنتے - چونکہ احمد شاہ ابدالی کی لڑائی دیکھی تھی اپنے آپ کو اونکی مقلد ذاتین سی جانتے تہے اور جواب دیتے تھے کہ جنگ کو میری راے اور سلیقے پر چہوڑنا چاہئیے - شجاع الدولہ کی سپاہ کی تجرارگی اوسوقت مین شہرت بھی بہت تھی - شجاع الدولہ اور بادشاہ اور عالی جاہ حدود عظیم آباد مین داخل ہوکر نہایت خوشوقت منزل بمنزل راستہ طے کرنے لگے - اور اونکی لشکر کے غارت گر لشکر کے آس پاس پانچ پانچ کوس تک آبادی کا نشان باقی نہ رکہتے تہے - عامہ خلایق کو اتنی ایذا پہونچائی کہ بیچارے جسقدر وزیر اور بادشاہ کے دردوسی خوش تہی اوسی قدر عاجز ہوکر انگریزونکی فتح کے لئے دعائین کرنے لگے - کیونکہ انگریزون کے ہاتھ سے ایسا ظلم نہین ہوتا تہا - اور کسی شخص کو ضرر نہین پہنچتا تہا -

سیر المتاخرین کا مصنف کہتا ہی کہ جب یہ لشکر کرائین مین دریاے سوہن کے کنارے پہونچا بندہ چونکہ مدت سی اپنی والدہ کی ملاقات کا آرزومند تہا چوپایے مین سوار ہوکر دو تین خدمتگار اور اسباب کی گاڑی لیکر حسین آباد کی جانب روانہ ہوا - جب دریا سے پار ہوا محمود خان اپنے رفیق کو مع دو تین آدمیون اور باربرداری کے چہوڑ کر آپ آگے کو بڑہ گیا - موضع شیخ پورہ مین جہانکے رہنے والے بادشاہ اور وزیر کے لشکر کے خوف سی گانون کو خالی کرکے بہاگ گئے تہے پہنچا اثرہ نام نظر آیا گہوڑونکا ہنہنانا سنکر تعجب ہوا کہ یہان گہوڑے کہانسی آے آدمی کیونکر گئی ہین اوسوقت یاد آیا کہ لشکر کے قطاع الطریق ہین - غیر بہتر کو چلا دو تین کوس راستہ طے کیا تہا کہ گرد و غبار اور اوس مین سنان کی چمک نظر آئی زیادہ حیرانی ہوتی - بعد اس کے دیکہا کہ ہزارون اور قریب دو تین سو سوار مغل اور افغان درانی جو وزیر کے ملازم تہے اونکے پیچہے چلے آتے ہین بندے کو اوس جنگل مین اپنی اور اپنے رفیق کی جان کی طرف سے اندیشہ پیدا ہوا اسلئے دلمین یہ قرار دیا کہ ابہی دورہین شاید مجہی نہ دیکہا ہوگا - کنارہ دریا سے اوتر کر نیچے کی طرف سے ریگ سوہن مین ہوکر اپنی ملک کو جانا چاہئیے - کہارونکو حکم دیا یہ لوگ پرانے نوکر تہے اونکے جمعدار نے نہ مانا اور کہا کہ جب ہمنے اونہین دیکہا ہی - اونہون نے بہی ہمین ضرور دیکہا ہوگا اس حرکت کو ہماری نامردی پر خیال کرکے زیادہ دلیر ہوجائینگے - پس مناسب یہی ہی کہ انکے درمیان مین دلیری کے ساتہہ جانا چاہئیے - بندے نے سمجہا کہ سچ کہتا ہے - اوسکی صلاح کو پسند کیا - جب پاس

بھاگے ایک مغل نے صف سے باہر نکل کر بندوق کے توڑے کو گھوڑے پر رکھکر میری طرف فیر کرنا چاہا اور کہا تو کون ہی اور کہاں جاتا ہی۔ بندے نے بھی دلیرانہ جواب دیا کہ تجھکو کیا کام ہے وزیرالممالک نے سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ کے لانے کے لئے جو داس قلعہ رہتاس مین رہتا ہے بھیجا ہے۔ وہان کو جاتا ہون۔ اوس نے کہا کہ یہ دوسرا کون ہی مینے جواب دیا کہ میرا رفیق ہی اور میری باربرداری پیچھے آتی ہی۔ یہ کہکر روانہ ہوا اوس نے میری دلیری کا جواب سنکر میری بات کو سچ جانا اور اپنے ارادے سے باز رہکر صف مین لوٹ گیا اور میرے مال اور رفیق سے کچھ تعرض نہ کیا بعد اس کے نصف میل پر ایک دستہ ملا۔ مگر اوس نے کچھ چھیڑ چھاڑ نہ کی چارونطرف گانوون مین آگ لگی ہوئی اور دہوان چھایا ہوا نظر آیا۔ جب پانچ میل راہ طے کرکے موضع مہوان مین پہنچے تو گانوں کو ویران پایا وہان دو ایک چوکیدار نظر پڑے اُسنے دریافت کیا کہ آگے بھی لٹیرونکی قدم پڑے ہے جواب دیا کہ یہین تک آئے ہین۔ اور گانوئن کو لوٹ مار کر جلا دیا ہی اور تمام مویشی اور سامان لیگئے ہین۔ بندے نے کہا کہ دوسرے دیہات مین خبر پہنچا دو کل وہ یہان سے بھی آگے کو جاوینگے تھوڑی دیر وہان ٹھہر کے آگے روانہ ہوئے۔ انگریزون اور میر جعفر نے عظیم آباد مین پہونچکر یہ انتظام کیا کہ اول اپنی فوج کو وزیر کے روکنے کے لئے چند کوس اردل سے آگے بڑہایا مگر اپنی فوج کو مد مقابل نہ سمجھکر قلعہ مین واپس آئے۔ اور چند توپین دیوار قلعہ پر چڑہا دین اور خود بچا پہاڑی کی سد پر جو شہر کی طرف سے دریا کی طغیانی روکنے کے لئے تیار ہوئی تھی ٹھیرے اور یہان مورچے بنائے اور ایک توپ بھی بچا پہاڑی کے ٹیلے پر چڑہائی اور میر جعفر کو مع ہمراہیان ہندوستانی کے سد مذکور پر شہر سے جنوب رویہ جگہہ دی اور اپنی چند کمپنیان تلنگونکی اوسکی محافظت پر چھوڑین گویا میر جعفر خان انگریزونکی مدد پر مقیم تھا شجاع الدولہ نے طغیانی کی وجہ سے دریا کے کوہن کے کنارے کنارے کوچ و مقام جاری کیا اور عظیم آباد کا سیدھا راستہ چھوڑکر پھلواڑی مین جو عظیم آباد سے چار کوس پر ہی پڑاو ڈالا اس مقام مین کثرت سے کنوین تھے۔ مگر پھر بھی پانی کی قلت تھی اسلئے اور بھی کنوین بنوائے ایک روز پھلواڑی مین آرام کرکے دوسرے روز جنگ کے واسطے مع عالی جاہ اور کل سپاہ کے سوار ہوئے۔

شجاع الدولہ کا انگریزون سے لڑنا اونکے ہاتھ سے قلعہ کا مفتوح نہو سکنا۔ بلکہ انگریزی فوج کی مار مار سے وزیر

لشکر کا منہ پھر جانا - اور چند روز لڑائی مین توقف کرنا

۳ مئی ۱۷۶۴ء مطابق ۲۰ - ذی قعدہ ۱۱۷۷ ہجری کو صبح کے وقت شجاع الدولہ مع فوج کے جو سورو ملخ کی مانند بیحساب تھی سوار ہو کر دشمن پر حملہ کرنے کو اپنے مقام سے روانہ ہوئے اس جنگ مین اونہون نے راجہ بینی بہادر اور راجہ بلونت سنگہہ کو میمنہ پر رکہا اور عنایت خان اور انوپ گیر ملقب بہ راجہ ہمت گر بہادر[۵] و امراو گر کو میسرہ پر مقرر کیا اور شجاع قلی خان مشہور بمیان عیسی اور شیخ دین محمد اور شیخ غلام قادر کو ہراول مین متعین کیا اور مرزا علی خان اور سالار جنگ اور میر نعیم خان اور علی بیگ خان اور میر باقر میوتی اور کراجی بیگخان و کریم بیگ خان و عاشور بیگ خان و فتح علی خان درانی وغیرہ رسالہ داران ایرانی و تورانی کو اپنے ساتھ لیکر قلب لشکر مین کہڑے ہوئے اور بینی بہادر کے سیدہے ہاتھ کی طرف اوس سے تخمینا ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر قاسم علیخان نے اپنی فوج جمائے اوسکے ساتھہ پانچ پلٹنین شمرو کی ماتحتی مین مع توپونکے انگریزی وضع پر جماق دار بندوقون کے ساتھ آراستہ موجود تہین اور پانچ چھہ ہزار سوار بھی تہے - قاسم علی خان کی فوج بچا پہاڑی کے مقابل جدہر جعفر خان کا مورچہ واقع تہا اوس سے ایک گولے کے ٹپے پر کہڑی ہوئی تہی - اور شاہ عالم یہان سے کئی کوس پر صفون کے پیچھے رہے - اور قدم بقدم آگے بڑہتے تہے - شجاع الدولہ عمارات شہر عظیم آباد کی آڑ مین آہستہ آہستہ چلکر میدان علی باغ کے متصل حسین خان مرحوم کے نا تکلے پر نمایان ہوئے - اور توپ و بان کی لڑائی شروع ہوئی اور وزیر مع فوج کے جسارت کر کے قدم بقدم آگے کو چلے انگریزون نے بھی گولہ باری شروع کی - انگریزون کی ایک بڑی توپ کے دو گولے شمرو کی فوج مین گرے جو عالی جاہ کے ہراول مین اوس سے کسی قدر فاصلہ پر تہا - اور تلنگے زخمی ہوئے - اور کبہی انگریزی توپ کا گولہ شمرو کی فوج کے اوپر سے گذر کر عالی جاہ اور شمرو کے درمیان میدان مین گرتا تہا - شجاع الدولہ نے عالی جاہ کو پیام دیا کہ ہمارے ساتھ خود شریک جنگ ہو یا شمرو کو بھیجدو - مگر اوس نے لیت و لعل کیا اور اپنی جگہ سے نہ ہلا - ظہر کے وقت گوشائیون نے حملہ کیا - مگر انگریزون کی توپون نے نہ بڑہنے دیا

---

[۵] بعض تاریخون مین اسکا یہان نام لکہا ہوا ہے - اسلئے اسجگہ بھی لکہا گیا - ۱۲

دو گھڑی کے بعد عنایت خان نے دھاوا کیا۔ انگریزون نے بندوقون کی باڑہین مارکر توپون سے گراپ مارے۔ اور مہدی گنج والے برج سے بھی گولے برسنے لگے اور عنایت خان مغلوب ہوکر لوٹ آیا۔ پھر تین گھڑی دن باقی رہے شجاع الدولہ کی تمام فوج نے حملہ کیا۔ اور جلادت دکھائی یہانتک کہ انگریزی صفون تک پہونچکر اونمین اضطراب ڈالدیا۔ تہوڑے سے انگریزی باجے والے ہاتھہ آگئے جن کے ڈہول اور طنبور چہین لیئے۔ مگر اونہون نے بڑا استقلال کیا برابر باڑہین مارتے رہے جس کی تاب فوج وزیر کو نہوتی۔ اور سب کا منہ پہر گیا۔ لیکن بلونت سنگھہ اور بینی بہادر اپنی اپنی جگہون پر قایم رہے۔ شیخ دین محمد پسر تہا سے شیخ مجاہد اور اون کا بیٹا محمد شاہ مارے گئے۔ اور اتنے پچھوا ہوا چلتی تہی کہ یکایک پروائی چلنے لگی۔ اور اوس کے جہونکے لشکر وزیر کے سامنے آنے لگے۔ یہ ہوا دلی کہ انقلاب کا سناٹا بندہا۔ اوسوقت سب نے دیکھا کہ تیسری باڑہ مارنے کے بعد انگریز اپنی توپ کو آگے بڑہا لائی وزیر نے ایک شتر سوار عالی جاہ کے پاس بہیجکر اوس کے تساہل اور عدم پورسش پر لعنت ملامت کرائی اور کہا کہ اب تو دن ختم ہوا لڑائی جاری رکہنی کا وقت نہین ہے۔ کل تدارک مافات کیا جاویگا۔ گل رحمت مین لکھا ہے کہ عنایت خان انگریزی مورچون کے قریب پہونچکر ایک نشیب مین گہوڑے سے اوتر گیا تہا اور سواران مغلیہ کے حملہ کا انتظار کرنے لگا تہا۔ جبکہ انگریزی توپونکی آتشباری سے تلنگون کا منہ پہر گیا۔ تو مغلیہ سوارون کی ہمت آگے بڑہنے کو نہوئی۔ عنایت خان نے کئی بار کہلا بہیجا کہ سواران مغلیہ حملہ کرین اودہر سے مین حملہ کرون۔ اور شجاع الدولہ نے بھی بہت کوشش کی۔ لیکن سواران مغلیہ نے دھاوا نہ کیا۔ بلکہ پہلواڑی کی طرف جہان کیمپ قایم تہا بہاگنے لگے۔ شجاع الدولہ نے اپنی سپاہ کا یہ حال دیکھکر کہا کہ ہمیں سارے ہین پہلواڑی کو چلنا چاہیئے۔ عنایت خان بھی مجبور ہوکر دو گہڑی تک رہے اپنی جگہ سے چلا آیا۔ اور کئی بھاری توپین جو سپاہ مغلیہ سے چہوٹ گئی تہین وہ اپنے ساتھہ پہلواڑی کو لے گیا۔ اودہر عالی جاہ نے سمرو کو

دیکھو سیر المتاخرین ۲۰۱

واپسی کی اطلاع دیکر بلا لیا۔ شجاع الدولہ اوس سے بیشتر پہنچ گئے تہے۔ عالی جاہ نے نصف
راستہ طے کیا ہوگا کہ شام ہوگئی۔ انگریزی فوج مین سے ایک کپتان مع دو تین کمپنی کے نکلا
جب معلوم ہوا کہ عالی جاہ ادہر ٹہرا ہے چونکہ انگریزون کو اوس سے سخت عداوت تہی ایک
باڑھ ماری جو سست لوگ پیچہے رہگئے تہے اس جسارت کو دیکہکر بہاگ نکلے۔ دوسرے روز
صبح کو خبر وزیر کے دہاوے کی خبر مشہور ہوئی لیکن ظہور مین نہ آیا۔ بعد دو روز کے یہ خبر اوڑی کہ
وزیر کے دنبل نکل آیا ہے۔ اور بعض کہتے تہے کہ اس لڑائی مین وزیر کے گولی لگی تہی جسکی شہرت
دنبل کے نام سے کردی۔ شفایابی کے بعد وزیر نے حصار عظیم آباد کے جنوبی طرف دریا کے
پن پن کے پاس کیمپ قایم کیا۔ ہر روز تازہ خبرین اوڑا کرتی تہین کبہی یہ خبر مشہور ہوتی کہ میر
جعفر خان کے مورچونکی طرف یورش ہوگی کبہی شہر کے شرقی طرف سے دہاوا ہونے کی خبر اوڑتی
تہی اور وزیر چند سوارونکے ہمراہ پرانے قاعدے کے مطابق شہر کے مورچون مین گشت کرتے تہے۔

وزیر کا لشکر انگریزی مین محصور ہونے سے بال بال بچ جانا۔

ایک روز انگریزون کے چند افسر مع مہدی علی خان کے جو عالی جاہ کا نوکر تہا۔ لیکن اوس سے
علیحدہ ہوکر انگریزون سے متفق ہوگیا تہا اپنے حصار سے نکلکر وزیر کے لشکر کے آس پاس گہومتے
تہے اور چند پہرے تلنگون کے بہی ہمراہ تہے۔ وزیر اسوقت نہایت جریدہ تہوڑے سے آدمیون
کے ساتہ جنگل مین پہر رہے تہے۔ انگریزون کی جماعت کا وزیر سے مقابلہ ہوگیا۔ اور طرفین سے
لڑائی ہونے لگی۔ گولیان اور تیر بطور قراول کے چلنے لگے۔ جب یہ دونون جماعتین کسی قدر قریب
ہوئین تو مہدی علیخان نے وزیر کو پہچانکر میجر کارنگ سے جو اس جماعت کے ساتہ تہا کہدیا کہ یہ
شجاع الدولہ ہے اوس نے بہت عجلت سے دوسری فوج طلب کی۔ اور آپ وزیر سے
مقابلہ کرتا رہا۔ جب نئی فوج حصار مین سے نکلی تو وزیر کے ایک آدمی نے وزیر کے لشکر مین
خبر پہونچائی کہ وزیر انگریزون کے جنگل مین پہنسا چاہتے ہین ادہر وزیر نے اپنی گرفتاری کے
خوف سے اس تہلکہ سے باہر نکل جانا غنیمت جانا اور نہایت دانائی سے واپس ہوکر اوس گرفتاری
سے بچ گئے۔ لیکن جب خبر لشکر مین گئی۔ عجیب انقلاب برپا ہوا۔ عالی جاہ مع اپنے رفیقون
اور کل رفقاے وزیر کے جسقدر کہ حاضر ہو سکے جلد مدد کو جا پہونچا۔

وزیر اور بادشاہ کا انگریزون سے صلح کا پیام جاری کرنا وزیر کا بکسر مین جا کر چھاونی ڈالنا

اس اثنا مین بادشاہ اور وزیر نے انگریزون کے ساتھہ صلح کی گفتگو شروع کی - انگریزون کو اس پر اصرار تھا کہ میر قاسم اور سمرو کو حوالہ کرین - اور وزیر کو اس پر اصرار تھا کہ میر جعفر کی حکومت سے صوبہ بہار جدا ہو جائے اس لئے کوئی نتیجہ اس گفتگو کا نہ نکلا - اسی طرح ایک مہینہ سے زیادہ عرصہ گذرا اور آخر ماہ جون مین شجاع الدولہ نے چھاونی توڑی اور تمام لشکر لیکر بکسر مین چلا گیا یہ مقام صوبہ عظیم آباد کے متعلق دریاے گنگا کے کنارے غازیپور کی مقابل واقع ہے اور غازیپور راجہ بنارس کے تحت مین تھا جو وزیر کا خراج گذار تھا - برسات کا موسم آگیا تھا اسلئے وزیر نے پٹنے کو گھیرے رکھنا مصلحت نہ سمجھا - اور یہ ارادہ کیا کہ برسات کے بعد جو کچھہ کرنا ہوگا کیا جائیگا[1] اور عنایت خان رخصت ہو کر روہیلکھنڈ کو چلا گیا - حافظ رحمت خان نے جلد لوٹ آنے کی جگہہ اوس کے وہین واپس آنے پر اعتراض کیا - غلام حسین مولف سیر المتاخرین اور اوس کا باپ سید ہدایت علی یہ دونون وزیر کے لشکر مین مقیم تھے - چونکہ انسے اور بعض انگریزون خصوصاً ڈاکٹر فلرٹن سے اول بہت ہی دوستی تھی اسلئے ڈاکٹر نے کئی خط غلام حسین کو بھیجے - اور اون مین لکھا کہ بادشاہ کو انگریزون سے موافق کر دے - غلام حسین نے اپنے باپ سے کہا کہ اگر یہ صورت ظہور مین آجائے تو انگریز بہت ممنون ہونگے - وزیر کا حال معلوم ہے کہ اون کو فتح حاصل ہونا دوسرے اس صورت مین انگریزون سے دوستی پیدا ہو جانا مصلحت کے مناسب ہے - پس اگر بادشاہ کو بھی منظور ہو تو اپنے شقہ لکھوا دیجئے - سید ہدایت علی نے منیر الدولہ کے اتفاق سے بادشاہ کے حضور مین سلسلہ جنبانی کیا - چونکہ بادشاہ بسبب خودسری وزیر کے اوسکے پاس رہنے سے رنجیدہ تھے فوراً راضی ہوئے - ایک شقہ اپنے ہاتھہ سے لکھہ دیا - اور اوس مین یہ بھی تحریر کر دیا کہ جو شقہ غلام حسین کی معرفت پہنچے قابل قبول ہے - اور اسکی وساطت کے سوا اگر دوسرے ذریعہ سے کوئی شقہ پہنچے تو سمجھنا چاہیے کہ بپاس خاطر وزیر کے صادر ہوا اس تحریر سے بادشاہ کی غرض

---

[1] یہ وہ الہ آباد کو نہین گئے تھے - مولف ماثر الامرا کی غلطی ہے کہ اوس نے لکھا ہے کہ وزیر الہ آباد کو گئے اور ... [illegible]

یہ بھی کہا کہ شتاب رائے متوسط نہو کیونکہ وہ وزیر کے متوسلون اور بینی بہادر کے رفقا مین سے
تھا اور بادشاہ نے غلام حسین کو بھی تاکید کی کہ اس شقے کا مضمون کسی پر ظاہر نکرے۔ یہ شقہ
حاصل کر کے غلام حسین عظیم آباد کو روانہ ہوا۔ اتفاق وقت کو دیکھئے کہ اوس زمانے مین ڈاکٹر فلرٹن
اور میجر کارنگ سپہ سالار لشکر انگریزی کے درمیان سخت عداوت پیدا ہو گئی۔ جب غلام حسین بادشاہ
کا شقہ لیکر عظیم آباد کے قریب پہونچا اور ڈاکٹر کو اطلاع دی تو اوس نے میجر کارنگ کو مطلع کر کے
اوس سے محافظون کے نام عظیم آباد مین داخل ہونے کی اجازت حاصل کر کے بہیجی۔ غلام حسین جب
ڈاکٹر کے گہر پہونچا تو میجر کارنگ اور ڈاکٹر کی مخالفت کا حال معلوم ہوا۔ غلام حسین نے ڈاکٹر سے تاکید
کردی کہ اس شقے کا مضمون سادہورام کو جو شتاب رائے کا وکیل تہا نہ معلوم ہو ورنہ بادشاہ اور
منیر الدولہ کے اور میرے واسطے بڑی قباحت ہوگی۔ ڈاکٹر نے کہا کہ مین حتی الوسع اخفا مین کوشش
کرونگا لیکن میری رائے پر عمل ہونا اب ناممکن ہے۔ غرض دوسرے روز میجر کارنگ نے غلام حسین
کو طلب کیا۔ اور میر جعفر خان کو بھی بلایا۔ اور پچھلے دن غلام حسین اور ڈاکٹر نے جا کر میجر اور میر جعفر
خان سے ملاقات کی۔ اور شقہ دیا اوس نے شقے کو سر پر رکھ کر کھولا اور تنہائی مین میر جعفر خان
اور میجر صاحب نے سنا اور مضمون پر مطلع ہو کر غلام حسین کو جواب دیا کہ اب بادشاہ اپنے اختیار مین
نہین بلکہ وزیر کے بس مین ہین اس حالت مین تم اونکی ایلچی گری نہین کر سکتے۔ اور برخلاف ڈاکٹر کے
اوس نے بسبب محبت راجہ شتاب رائے کے سادہورام کو طلب کر کے شقے کے مضمون سے مطلع کردیا۔
اور اوس نے اوسکی نقل کر کے راجہ شتاب رائے کے پاس بہیجدی۔ اور میجر نے غلام حسین کو رخصت
کر کے شقے کے جواب مین عرضداشت لکھی۔ غلام حسین نے اوس کے مضمون بوجہ پر نظر
کر کے بادشاہی جاسوسونکی معرفت بادشاہ کے پاس پہنچوادی۔

شجاع الدولہ کا عالی جاہ سے بدعہدی کرنا

میر قاسم عالی جاہ نے وزیر سے اقرار کیا تہا کہ گیارہ لاکھ روپیہ ماہوار اونکو ممالک مشرقیہ پر
قبضہ پانے تک دیا کرینگا۔ عالی جاہ نے دیکہا کہ بسبب قلت روپیہ و تقاضائے وزیر کے ہر
مہینے مین اونکے جال سے نکلنا مشکل ہے۔ اسلئے یہ تدبیر کی کہ وزیر کو پیام دیا کہ مجھکو مرشد آباد کی
طرف رخصت فرمائیے تاکہ وہان جا کر عمل و دخل انگریزی مین خلل اندازی کرون [illegible] بعض اونکی فوج کی
[illegible] ہو سکے۔ اور ادہر [illegible] طرف اپنے آدمی مقرر کر کے زر تحصیل حاصل

کرون چونکہ اوس طرف کے حکام اور ریاست کا حال مجھے بخوبی معلوم ہی اسلئے یہ کام آپکے دوسرے متوسلون کی بہ نسبت مین اچھی طرح انجام دونگا - یہ پیام وزیر کے پاس علی ابراہیم خان لیگیا تھا وزیر نے کہا اگر عالی جاہ نہ لوٹا اسکی کیا صورت ہوگی اوس نے جواب دیا کہ عالی جاہ کو بجز آپکے دردولت کے اور جاے پناہ کہان ہے - خلاصہ یہ ہی کہ وزیر نے علی ابراہیم خان سے کہا کہ اگر تم عالی جاہ کی ضمانت کرو اور بطور اول کے میرے پاس حاضر رہو تو کیا مضایقہ ہے - علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ مجھے حاضر رہنے مین کوئی عذر نہین مگر میرے موعود کا ضامن نہین - ہان جہان عالی جاہ کے عمال جاوین وہان آپکے سزاول بھی ہمراہ ہون - جو تحصیل ہو حضور مین ارسال کرتے رہین - وزیر نے کہا کہ ایسا نہین ہوسکتا ہی علی ابراہیم خان نے جواب دیا جو مرضی ہووے بہتر ہے مگر اسوقت مین اس کام کا نیک و بد حضور کے ذمے عائد ہوگا کیونکہ عالیجاہ حضور کے بھروسے پر حاضر دردولت ہوا ہی - اب وہ فکر کرنا چاہیے کہ آبرو سے سلطنت رہے وزیر مین گو قوت منفعلہ نہ تھی مگر پھر بھی متاثر ہوے فرمایا ہم اور لوگون کو مقرر کرتے ہین علی ابراہیم خان نے کہا بہتر ہے - غرض تو حضور کے افزایش اقتدار سے ہے - وزیر نے علی ابراہیم خان کو رخصت کیا[۵۱] اور لہو و لعب مین مصروف ہوے - اسلئے وہ کام فراموش ہوگیا - علی ابراہیم خان نے عالی جاہ کو جواب پہنچایا -

عالی جاہ کے خانساماں میر سلیمان کا وزیر سے مل جانا - اور عالی جاہ کی خرابی دولت

میر سلیمان نے مرزا بہلول اور بینی بہادر وغیرہ ارکان دولت وزیر سے سازو باز پیدا کرلیا تھا اور ایک بار ترک لباس کر کے گوشہ گزینی کا بہانہ کیا عالی جاہ نے اوس کے دیرینے پر جا کر نئی پوشاک پہنوائی - لیکن اس رنجش بیوقت اور بے سبب کا کب تک علاج ہوسکتا تھا - اکثر عالیجاہ رنجش پیدا کرتا رہتا تھا - اور عالی جاہ اوسکی حرکات سے بدمزہ ہوکر اپنے دربار مین اوسکی شکایت کیا کرتا تھا - اور کہتا کہ فلان روز جو بینی بہادر کے سر پر پیچ دیکھا تھا وہ ہمارے یہان تھا شاید میر سلیمان نے اوس کو دیا ہوگا - کیونکہ وہ تحویلدار تھا - فلان انگوٹھی فلان شخص کے ہاتھ مین تھی - ایسی ایسی باتین میر سلیمان تک پہنچتین اور اوسکو عالیجاہ کی طرف سے کدورت

---

[۵۱] دیکھو سیرالمتاخرین ۱۲ [۵۲] دیکھو سیرالمتاخرین -

بڑھتی تھی۔ یہانتک کہ ایک روز عالی جاہ کے لشکر سے اوٹھکر مرزا بہلو اور علی بیگ خان
تنسقچی ملازم وزیر کے پاس جاکر ٹھہر گیا۔ اس واقعہ سے پانچ چھہ روز کی بعد وزیر نے عالیجاہ سے
اوس زر معاہدہ کا تقاضا کرایا۔ عالی جاہ نے تنگدستی کا عذر کیا اور اکثر وقت عالی جاہ وزیر کی
ناہنجاری بیان کرتا رہتا تھا۔ علی ابراہیم خان اوس کو منع کرتا تھا۔ اور میر اتو وغیرہ جو عالیجاہ کے
نوکر اور شجاع الدولہ کے خیر طلب تھے ان باتون کو وزیر کے گوش گذار کرکے اونکی طبیعت حیلہ جو کو
بھڑکاتے تھے۔ آخرکار وزیر نے کہلا بھیجا کہ بادشاہ آپ سے بقایائے صوبہ بنگالہ وغیرہ طلب کرتے
ہین اور نیز محصل لوگ مقرر کرتے ہین۔ آپ جلد فکر کیجیے عالی جاہ نے علی ابراہیم خان کو سوال و
جواب کے لیے وزیر کے پاس بھیجا۔ اوس نے وزیر کی خدمت مین پہنچکر عرض کیا کہ عالی جاہ بامید
اعانت حاضر ہوا تھا۔ جو کچھہ میسر تھا اوس کے پہنچانے مین دریغ نہین کیا اب تہیدست اور تقاضائے
بادشاہ بموجب ہی۔ جنابعالی بینی بہادر کو حساب سمجھنے کے لیے حکم صادر فرمائین جو اوس کے ذمے
برآمد ہوگا۔ اوس کے ادا کرنے مین قاصر نہوگا۔ اور اگر محض بموجب ہوا امیدوار عنایت ہے۔
وزیر نے آزردہ ہوکر جواب دیا کہ مجھے کیا غرض تم جانو اور بادشاہ جانین۔ بینی بہادر کون ہوتا ہی
ہم کل سکار کو جانتے ہین۔ بادشاہ کو اختیار حاصل ہی جو چاہین کرین اوس نے یہ جواب عالیجاہ کو
پہنچا دیا۔ اور مشورے کے وقت عرض کیا کہ اگر روپیہ آپکے پاس ہو تو وزیر کی مرضی کرنا چاہیے۔
نہین تو وہان خود تشریف لیجا کر کہنا چاہیے کہ ہم آپکی توقع عنایت پر آئے ہین جو کچھہ چاہیے کیجیے۔

عالی جاہ کا پوشاک امیرانہ اتار کر لباس فقیری پہننا اور وزیر کا پھر پوشاک معمولی پہننے کی تکلیف دینا

عالی جاہ نے بعض بیوقوف مصاحبون کی صلاح کسے بے سمجھے بوجھے دوسرے روز ۸ ذیحجہ
۱۱۸۰ ہجری کو صبح کے وقت فقیری لے لی اور مسند پر بیٹھنا ترک کر صحن خیمہ مین بوریا بچھا کر بیٹھا۔
اور اوسکی بیس مصاحب جو ہمیشہ سے بالکل عاری تھے گیروا فقیرانہ لباس زیب تن کرکے اوس کی ساتھ
ہوئے۔ جب یہ خبر وزیر کو پہنچی اونکو بڑی فکر ہوئی کیونکہ عالی جاہ کی فقیری اونکی رفاقت مین
بددیانتی کا موجب تھا اسلئے نوین ذیحجہ یوم عرفہ کو دلجوئی اور عذر خواہی کے لیے علی بیگ خان کو
اپنی طرف سے اپنی مان نواب بیگم کی طرف سے جو صفدر جنگ کی بی بی اور برہان الملک کی بیٹی

سلہ دیکھو سیر المتاخرین ... دیکھو سیلہ المتاخرین ۲۶

بھی بھیجا اوس نے پہنچکر رنگین ملامت اور شیرین عذرات دونون کی طرف سے کئے عالیجاہ کہ
بات چیت کا اچھا سلیقہ نہ تھا اوس نے علی ابراہیم خان کو بلایا - علی ابراہیم خان نے گو تبدیل
لباس نہ کیا تھا - مگر بدگوئیون کے خیال سے ایک حقیر سی پگڑی سر پر باندھکر اور اسی طرح کے کپڑے
پہنکر عالیجاہ کے پاس حاضر ہوا عالی جاہ نے کہا تم کو نواب وزیر نے بلایا ہی علی ابراہیم خان
اوسی حالت سے علی بیگ خان کے ہمراہ وزیر کی خدمت مین روانہ ہوا - عالی جاہ نے کہا کہ اس
لباس سے وزیر کے پاس جاوگے اوس نے جواب دیا کہ جب آقا کی یہ صورت ہی تو بندے کو بجز اس
لباس کے تکلف کی کیا ضرورت ہی - اور اوسیطرح علی بیگ خان کے ہمراہ وزیر کی خدمت مین
پہنچا وزیر نے بہت توقیر اور خاطر کرکے عالیجاہ کے تغیر لباس کا سبب پوچھا اور اپنی گفتگو سے بے
سابق سے معذرت کی فرمایا بادشاہ نے ایک بات کہی تھی اوسکو مینے ظاہر کردیا - اوسکی تدبیر
معذرت کرنا تھا یا تبدیل لباس کرکے مجھے بدنام کرنا - علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ حضور کے
پاس بامید عنایت اپنا خانہ امید سمجھکر آئے ہین - جب بادشاہی پیغام سے حضور نے آگاہ کیا
چونکہ بجز حضور کے کوئی جائے امن نہ تھی - اور حضور نے اوس مین کدکی ناچار دنیا سے ہاتھ
اوٹھایا وزیر نے بینی بہادر سے کہا کہ اب تم علی ابراہیم خان سے گفتگو کرو وہ دونون علیحدہ
ایک مقام مین بیٹھکر اپنے اپنے آقا کی طرفداری اور بھلائی کے باب مین پیروی کرنے لگے
بینی بہادر چاہتا تھا کہ کسی طرح عالی جاہ کے ذمے تحویل رزنایت کیجئے - اور علی ابراہیم خان
راضی ہوکر بکمال استغنا اپنے آقا کی ترک دنیو[illegible] - بعد تھوڑی دیر کے وزیر نے
دریافت کیا کہ کیا طے ہوا بینی بہادر نے کہا [illegible] گفتگو سخت ہی - وزیر نے علی ابراہیم خان
کو اپنے حسن کے خیمے مین بلاکر جو کچھ [illegible] دریافت کیا - اور جو کچھہ کہ بینی بہادر اور علی ابراہیم
خان مین سوال و جواب ہوئے تھے [illegible] - بعد اس کے کہا کہ اس وضع سے جو عالی جاہ نے
اختیار کی ہی میری بڑی بدنامی ہی مجھے کیا کرنا چاہئے خان مذکور نے کہا کہ عالی جاہ کو بدرجہ
لاچاری یہ امر پسند ہوا ہے - اب جو کچھہ مناسب ہو آپ بندوبست فرمائے - وزیر نے کہا ہم
بخوبی سمجھہ گئے تم جاکر عالی جاہ کو اطلاع دو ہم بھی آتے ہین - علی ابراہیم خان نے یہان سے
جاکر تمام امور عالی جاہ سے ظاہر کئے - اور کہا کہ وزیر الممالک بھی آتے ہین - ابھی یہ گفتگو
ختم ہونے پائی تھی کہ وزیر بھی پہونچ گئے - اور عذرخواہی کرنا شروع کی اور کہا کہ اس لباس
درویشی کو دور فرمائیے - اور لباس روزمرہ مثل سابق کے پہنئے - عالی جاہ نے منظور نہ فرمایا
اور وزیر کی بات کی تعمیل نہ کی - ؛

وزیر کے اشارے سے شمرو نمکحرام کا عالی جاہ سے بغاوت اختیار کرنا

دو تین روز کے بعد شمرو نے اپنی پلٹنون کو تیار کرکے وزیر کے ایما سے تنخواہ کے لئے عالیجاہ کے خیمے کا محاصرہ کیا وہان سکہ رائج کہان تہا اشرفیان اندر سے منگوا کر دلا دین اس ماجرے کے بعد عالیجاہ نے شمرو کو حکم دیا کہ اب زیادہ آدمی نوکر رکہنے کا مقدور نہین ہی۔ سپاہیان پلٹن اور توپخانہ کے عملے کو برطرف کرکے توپین اور بندوقین خانساماتی مین داخل کردو صرف دو پلٹنین رکہہ لو چونکہ یہ نمکحرام وزیر سے مل گیا تہا جواب دیا کہ اب توپین اور بندوقین اوسکی ہین جس کے پاس ہین اور وہ اپنے توپخانہ اور پلٹنین لیکر وزیر کے پاس چلا گیا جنہون نے اوسکو نوکر رکہہ لیا۔ یہ شخص دراصل جرمنی کا رہنے والا تہا اول تو یہ فرانسیسیون کی سپاہ مین ایک سارجنٹ تہا پھر نواب قاسم علی خان عالی جاہ کے ہان فوج کا عہدہ دار بن گیا تہا۔

وزیر کے حکم سے عالی جاہ کا قید ہونا

موشیلاک فرانسیس جو پہلے عالی جاہ کا نوکر تہا۔ اور بعد برطرفی کے وزیر کا نوکر ہوا تہا علی ابراہیم خان سے بہت دوستی رکہتا تہا پانچ چہہ آدمی اپنے ہمقوم ہمراہ لیکر علی ابراہیم خان کے پاس گیا۔ اور کہا کہ کل شجاع الدولہ کی فوج عالیجاہ کی گرفتاری کو آوے گی۔ خدا جانے اوسوقت کی دار و گیر مین تم پر کیا گذرے۔ اسلئے مین یہ آدمی تمہاری حفاظت کے لئے مقرر کرتا ہون۔ انکی وجہ سے کوئی تمسے معترض نہو سکے گا علی ابراہیم خان نے اس اخلاص کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ یہ امر مجہکو نازیبا ہے جبکہ عالی جاہ بلا مین مبتلا ہوگا تو بندہ بہی کسی کی حفاظت نہین چاہتا۔ دوسرے روز پہر دن چڑہے وزیر کی فوج تیار ہوکر عالی جاہ کے خیمون کی طرف آئی۔ جب وہ فوج دور سے نمودار ہوئی دوبارہ موشیلاک اپنی فوج سے علیحدہ ہوکر علی ابراہیم خان کے پاس آیا اور کل کی باتون کا اعادہ کیا۔ اوس نے بہی وہی جواب دیا ناچار وہ لوٹ گیا۔ اور وزیر کی فوج نے عالی جاہ کے خیمون کو گہیر کر حرم سرا اور دوسرے کارخانون پر بندوبست قایم کرلیا۔ جو سردار کہ اس کام پر مامور ہوا تہا وہ عالی جاہ کے خیمے مین گیا۔ اور اوس کو ہاتھی پر سوار کرا کے خود خواصی مین بیٹہہ کر اپنے لشکر مین لیگیا اور ایک خاص مقام مین قید کردیا۔

علی ابراہیم خان کا وزیر کے حکم سے قید ہونا اور پھر رہائی پانا

پچھلے دن مین وزیر کے چند سوار علی ابراہیم خان کے ڈیرے پر آئے - اور اوسکو حراست مین
لے لیا - علی ابراہیم خان ان دنون سخت علیل تہا - سوا اس کے عالی جاہ کے تمام مصاحب
اور اعلے ارکان وزیر سے مل گئے تھے - مگر حافظ اسرار خان منشی اور بعض دوسرے کارندے
قید ہوکر وزیر کے نوکرون کی حوالات مین تھے علی ابراہیم خان کے ایک دوست نے اوس سے کہا کہ تم
اپنے حالات کی عرضی وزیر کو لکھو - اوس نے تہوڑا سا مضمون اپنے حال کا وزیر کی خدمت
مین لکھہ بھیجا اوس وقت وزیر محلسرا مین تھے - حرم سرا کے وزیر کی محافظ جو عورتین تھین وہ
اوس وقت سے علی ابراہیم خان کو جانتی تہین جبکہ وہ عالی جاہ کی طرف سے وزیر کی مان کے پاس
نذرانہ لیکر گیا تہا - علاوہ اسکے علی ابراہیم خان کو اللہ نے بسبب حسن اخلاق کے محبوب القلوب پیدا
کیا تھا اون عورتون نے جب علی ابراہیم خان کا مقید ہونا سنا تو سب رنجیدہ ہوئین - اور عرضی وزیر
کو پہونچا دی - خواجہ سرا نے وزیر کی طرف سے آکر سوارونکو تاکید کی کہ دور سے محافظ رہین بے ادبی
نہ کرین - اور عرضی پر لکھا آپ سے تعرض نہین چند امور آپسے دریافت کرنا ہین وجمعی رکھئے
دوسرے دن صبح کو سواران رسالہ شجاع قلی خان نے جو میان عیسے کے نام سے مشہور رہتا
علی ابراہیم خان کے پاس آکر کہا کہ تمکو نواب وزیر طلب کرتے ہین - علی ابراہیم خان
کرتہ اور دستار سے پالکی مین سوار ہوکر شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا - سواران ہمراہی کہ سفلہ
مزاج تھے کبھی اوس کی پالکی محبس عالی جاہ کی جانب لیجاتے - اور کبھی کسی اور طرف جب دو تین
مرتبہ ایسی حرکت ہوئی - خان مجبور نے شجاع قلی خان کے پاس کسی آدمی کو بھیجکر کہلایا کہ
ناحق سواران ہمراہی دق کرتے ہین - جہان حکم ہو پہونچا دین - اوس نے ایک آدمی
بھیجکر سوارونکو تہدید کی - اور اونکو کہلایا کہ خانصاحب کو ہمارے پاس لیے آئین - وہ سواران
کو برا بھلا کہتا ہوا وہان آیا - اور علی ابراہیم خان کو وزیر کے اوس ڈیوڑھی خاص مین جہان [illegible] بیٹھے
بیٹھے مرزا امانی کا مکتب تہا لے گیا - اور وہان سے وزیر کے حضور مین لے گئے - اوسوقت سہیل خان
خواجہ سرا داروغہ فیل خانہ عالی جاہ اور حافظ اسرار خان منشی وغیرہ عملہ عالی جاہ
وزیر کے سامنے کہڑے تہے - علی ابراہیم خان نے حضور مین پہنچکر ایک اشرفی نذر کو دکہائی اور بلا اجازت بیٹھ گیا
یعنی بہادر [illegible] شجاع قلی خان اور یاقوت خان ناظر بھی جو خان مذکور کو لیکر گئے تھے - وزیر کمال

رعونت[1] سے سرِ پرا راستے علی ابراہیم خان کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگے کہ کیون صاحب ہمنے میر قاسم
خان کے ساتھ کیا برائی کی تھی کہ جو اوس نے پچپاپہاڑی کی لڑائی کے روز سمرو سے کہا کہ جسوقت
بعد فتح ہماری سواری اوسکے سامنے سے نکلے وہ ہمپر فیر کرے - علی ابراہیم خان نے کہا کہ مجھے اسکی
خبر نہین افسوس کہ اوس کے واسطے آپنے یہ تکلیف گوارا کی اپنی دار الملک سے اوسکی مسند نشینی کیلئے ادہر
تدم رنجہ کیا اور وہ آپکے حق مین ایسا تجویز کرے وزیر نے آشفتہ ہوکر کہا کیا مین دروغگو ہون سمرو کو
طلب کرکے مقابلہ کرادون - علی ابراہیم خان نے آزردہ ہوکر عرض کیا کہ مینے اپنی بیخبری بیان
کی ہے - آپکو جھوٹا نہین بتاتا ہون اور جو آپنے سمرو کے مقابلہ کو فرمایا اسوقت مین عالیجاہ کا وہ
مرتبہ نہین رہا اب سمرو کیا ایک خدمتگار بھی مقابلے کو تیار ہوسکا وزیر نے خجل ہوکر بکمال دلداری کہا
کہ تم بڑی خوبی کے آدمی ہو - مگر عالیجاہ تم سے بہت بدظن تھا - اوسکی ناراضی مجھے معلوم ہے کہ اپنے
دربار مین میری شکایت کرتا تھا اور تم کو میری اہانت ناپسند تھی ممانعت کرتے تھے افسوس ہمکو نہین جانتے
کہ تم جیسے نمک حلال خیر خواہ سے کیون بدظن ہوا - علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ مین نے اونکی
خدمت مین کوئی قصور نہین کیا - مگر یہی کہ حدود عظیم آباد سے نکلتے وقت اختلاف رہے تھا اونکے
رفقا کہتے تھے کہ مرہٹون کے پاس کمک استدعا کے لئے جانا چاہئے اور بندہ حضور کی طرف آنے کو
اصرار کرتا تھا - کیونکہ میری نظر مین آپکے آستانۂ دولت سے زیادہ کوئی جائے امن و پناہ عالیجاہ
کیلئے نہ تھی - وزیر اس جواب سے نہایت شرمندہ ہوئے پھر کوئی بات نہ کرسکے - حرم سرا کی جانب
چلدئے - مقربین نے دروازے تک مشایعت کرکے سلام گذارش کیا - وزیر نے علی ابراہیم خان
کی طرف اشارہ کرکے کچھہ اپنی مقربین سے کہا - شجاع قلی خان وغیرہ علی ابراہیم خان کو مرزا امانی کے
مکتب مین لے گئے - اور بیٹھنے کے بعد کہا کہ وزیر چاہتے ہین کہ تمھین اپنا مصاحب بنائین اور حکم
دیا ہے کہ آپکا مال و اسباب جو کچھہ جاتا رہا ہی وہ جاسوس تلاش کرکے واپس لائین - چنانچہ وہ سب
مال و اسباب آگیا ہی - اور وزیر نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ ہمارے دیوانخانے کے پاس تمھارے لئے
ڈیرہ کھڑا کیا جائے اور وزیر نے فرمایا ہی کہ تم عالیجاہ کے گھر کے معتمد ہو اور اوس کے رازدار ہو بعض
رفقا سے عالیجاہ کی خیانت کا مال بنارس کے مہاجن کے پاس معلوم ہوا لیکن تمھاری اور
عالیجاہ کی امانت کا حال ابتک نہین کھلا وزیر کہتے ہین کہ عالیجاہ نے چالیس ہزار اشرفیان

---

[1] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

تمہارے حوالے کی ہیں - اگر بات واقعی ہی تو جس کے پاس تمنے رکھدی ہیں اوس کا حال بتادو
اوران لوگون نے کہا کہ ان اشرفیون کا حال بتا دینے سے وزیر کی مہربانی تمپر زیادہ ہوگی
علی ابراہیم خان نے کہا کہ کسی نے اتبک ایسی باتین منہ سے دریافت نہین کی ہین اب
آپ دریافت کیا چاہتے ہین جو کچھہ مجکو معلوم ہی عرض کرونگا اور لوگون نے شنبو سنگھہ ہرکارے کو
جو سیکڑون کا خون کرچکا تہا اور سمرو کی مونچھہ کا بال ہو رہا تہا اوران اشرفیون کا حال بھی
اوسنے بیان کیا تھا طلب کر کے مقابلے کے لئے علی ابراہیم خان کے روبرو کہڑا کیا - علی ابراہیم خان
نے جو جواب دیا تہا لوگون کو اشرفیون کے ملنے کی اوس سے امید ملی تھی - اور جا کر شجاع الدولہ سے عرض
کرا دیا تھا کہ اشرفیون کے تحصول کی امید ہوتی ہی جب لوگ استفسار کرنے لگے تو علی ابراہیم خان نے
کہنا شروع کیا کہ آبدار خانے سے جواہر خانے تک سیفؔ وجس سمرو کے بہرونکے سپرد تہا لاکہون
اشرفیان اوس کی حوالے ہوتی ہتین مگروہ سرکار مین نہین پہنچین - لوگ شنبو سنگھہ کیطرف متوجہ ہوے
اوسنے انکار کر کے کہا کہ محض بے اصل ہی - علی ابراہیم خان نے ہنسکر کہا کہ جبکہ ایک ایسے شخص کا کہنا کہ جو معتمد
اور امین ہو ... بے اصل ہو تو ایک کمینی اور بے اعتبار آدمی کے کہنے پر اعتماد کیا ہی یہی بہادر اس بات
کو سنکر محلسرا کے دروازے پر گیا - اور سب حقیقت وزیر کو کہلا بھیجی اور یہ بھی عرض کرایا کہ جو شخص
جواب مین الزام دے اور دوسرونکی نادانی ثابت کرے اوس سے معارضہ کرانا بجز ندامت اور
تفضیح کے کوئی مفید نتیجہ نہ دیگا - وزیر نے علی ابراہیم خان کی معاودت کے لئے حکم صادر کیا اوسنے
شجاع قلی سے کہا کہ دس بارہ آدمی شکستہ حال میرے ہمراہ ہین اور دیوان خانے کے برج مین
آرام نہین ملیگا - اگر عنایت کر کے آپ اپنی چہاونی مین جگہہ دین تو بہتر ہو شجاع قلی خان نے حرم سرا کے
دروازے پر جا کر اسکی بھی اجازت حاصل کی اور اپنے ہمراہ لیجا کر ٹہیرایا اور نہایت خاطر کرتا رہا - ویرہ مہینے
تک کہ زندہ رہا کوئی دقیقہ دلجوئی کا باقی نہو رہا - عالیجاہ کا مال جہانتک عورتون اور خواجہ سراؤن وغیرہ
ملازمین کی کوشش سے معلوم ہوا شجاع الدولہ کی ضبطی مین آیا البتہ کسیقدر جواہرات بیش بہا جو اس سانحہ سے
قبل اوس نے شیخ محمد عاشق کی معرفت نجیب الدولہ کے ملک مین بھیجدیا تہا وہ ضبطی سے محفوظ رہا -
اس ضبطی مال مین وزیر نے دنیا بہی مروت اور انسانیت کو نہ برتا - اگر میر قاسم کی کہین ایک کوڑی
بہی معلوم ہوتی لیتے تھے[۱] - اگرچہ وزیر نے وہ وفاداری جو بشرط استواری اصل ایمان ہی خود اوسکی

[۱] دیکھو تاریخ ہند مولفہ مولوی ذکاءاللہ صاحب ۱۲

ساتھ نہین کی مگر یہ اونکی بڑے درجے کی فتوت اور مروت تھی کہ ہرچند انگریزون نے باربار باصرار اونسے یہ درخواست کی کہ میر قاسم کو اونکے حوالے کرین ۔ مگر اوںھون نے یہ بدسلوکی اپنے مہمان کے ساتھ نہین کی ۔

میر سلیمان کا قلعہ رہتاس کے فتح کرنے کے لیے روانہ ہونا اور وہانسے نامراد واپس آنا

جبکہ عالیجاہ امیر جاہ ادبار ہواتب میر سلیمان نے شجاع الدولہ کے حضور مین رسوخ حاصل کیا ۔ اور شجاع الدولہ کے مقربونکے ذریعہ سے عرض کرایا کہ قلعہ رہتاس کا حاکم یعقوب کمیدان اور ساہ مل وہانکا قلعہ دار میرے متوسلونمین ہین اور وہانکا مال وغیرہ سب مجھکو معلوم ہے ۔ اگر حکم ہو تو تدبیر کرکے اوس قلعہ پر وزیر کا قبضہ کرادون وزیر تو ایسی باتون کی خواہش اور جستجو مین رہتے ہی میر سلیمان پر بڑی مہربانی کرکے اوسکی استدعا کے بموجب میر رحیم خان حاکم سہسرام اور ساہ مل اور یعقوب کے نام پروانے اپنی سرکار سے لکھوا دیے ۔ میر سلیمان یہ پروانے لیکر اور پہلی محبت کے خیال سے رہتاس کو گیا ۔ اودہر میجر منرو نے جو انگریزی فوج کا سپہ سالار تھا ایک خط غلام حسین مولف سیرالمتاخرین کو ڈاکٹر فلرٹن کے ذریعہ سے بھیجا جسکا مضمون یہ تھا کہ اگر قلعہ رہتاس ہمارے قبضہ مین آجاتا ہے تو آپکی مزید دوستی کا موجب متصور ہو غلام حسین ساہ مل کے ساتھ پہلے سے احسان کرچکا تھا اور ساہ مل کے اقربا غلام حسین کی جاگیر کے قریب رہتے تھے ۔ غلام حسین نے یہ راز ساہ مل سے کہا اور اوس کو سمجھایا کہ انگریزون کا پلہ بھاری ہر بہت جلد وزیر مغلوب ہونگے اگر اپنا بھلا چاہتے ہو تو قلعہ انگریزونکے حوالہ کردو تاکہ تمہارے اور تمھاری اولاد کے حق مین بہتری ہو ۔ وہ شخص خود بھی عقیل تھا ۔ غلام حسین کی بات کی تہ کو پہونچکر غلام حسین کی گفتگو اور میر سلیمان کی غرض کو خوب سمجھا ۔ اور میر سلیمان کو حیلے مین رکھکر غلام حسین کو جواب بھیجا کہ کسی انگریزی افسر کو مع فوج جلد بلالو ۔ اور اپنے مطالب ایک کاغذ پر لکھکر بھیجے کہ اسپر انگریزون سے اطمینان کے لئے دستخط کرادو ۔ غلام حسین نے ڈاکٹر اور میجر منرو کو لکھکر انگریزی فوج نواح کی ارسے منگالی ۔ اور ساہ مل کی اور اپنے مطالب کی فرد پر دستخط بھی کرا منگاتے ۔ چنانچہ قلعہ انگریزونکے قبضے مین آگیا ۔ میر سلیمان انگریزی فوجکے پہنچنے کی خبر سنکر وزیر کے لشکر کو لوٹ گیا ۔ اور شجاع الدولہ سے غلام حسین کی برائی بیان کی ۔ ۔

میجر منرو کا بکسر میں شجاع الدولہ سے جنگ کے لیئے آنا اور وزیر کی فوج میدان کا شکست پانا

میجر سکارنگ کی جگہ میجر منرو آیا جو بمبئی میں بادشاہ انگلستان کا نوکر تھا وہ وزیر کی جنگ پر مامور ہوا اور اوس نے ارادہ کیا کہ برسات کے ختم ہوتے ہی لڑائی کا سامان کرنا چاہیئے۔ وزیر[۵۹] کے ہان کثرت غفلت سے یہ حالت تھی کہ کچھ فکر سرانجام حرب و جنگ اور ملاحظہ توپخانہ کی نہ تھی۔ نہ کوئی جنگی سامان تیار کیا وزیر کو معلوم اپنے لشکر اور انگریزون کے انتظام کی خبر نہ تھی جو پھیلتا۔ کیونکہ لڑنا اوسکا معمول تھا گویا اپنے ملک میں باطمینان سیر و شکار کو آتے تھے۔ البتہ ارادہ کیا تھا کہ مورچے ندی تھوڑا سے دریاے گنگا تک تیار کرائے تھے اور اودھ کی پناہ میں لڑنے کا ارادہ تھا۔ ۱۵ ستمبر کو انگریزی لشکرون کو حکم تھا کہ وہ اپنی چھاونیون سے وزیر سے جنگ کرنے نکلیں یہی لشکر نہ چلا تھا کہ یہ خبر معلوم ہوئی کہ وزیر نے دریاے سون کے کنارہ پر انگریزی لشکر کے روکنے کے واسطے مورچے بنائے ہین۔ ایک طرف میجر چمپین سپاہ کے ساتھ بھیجا گیا۔

دوسری طرف میجر منرو خود آیا شجاع الدولہ نے میر ولی اللہ نامی اپنے ایک سردار کو جو عظیم آباد کا رہنے والا اور وزیر کیطرف سے پرگنہ بہار وغیرہ مقامات شاہ آباد کا عامل تھا انگریزون کے روکنے کے لئے مقرر کیا تھا جب انگریزی فوجیں ادھر پہنچیں تو اوس نے اپنی فوج مغلیہ کو قراولی و چپاولی پر بھیجا جنہیں انگریزی لشکر نے کوٹ مار کر ہٹا دیا اور ایک توپ کلان جو پیشتر دریا کے کنارے وزیر نے فوج انگریزی کے مقابلے کو بھیجی تھی واپس طلب کی۔ چونکہ برسات کیوجہ سے کیچڑ اور دلدل کثرت تھی اثناے راہ میں بعض جگہہ دلدل تھا وہ توپ اوس میں پھنس گئی کہ نکلنا دشوار ہوا وزیر خود ایک ہزار سوار لیکر گئے اور اوسکو نکالا اور اپنے لشکر میں واپس لائے اور وزیر کی فوج کے دریا کے کنارے سے ہٹنے سے انگریزی لشکر دریا کے پار اوتر آیا شجاع الدولہ کا لشکر بکسر میں پڑا ہوا تھا میجر منرو نے اوسکی طرف کوچ کیا۔ اور ۲۲ اکتوبر ۱۷۶۴ء کو وہ وزیر کے لشکر سے تین کوس کے فاصلے پر ایک جھیل کے کنارے پر آنکر خیمہ زن ہوا وہ جھیل دونون لشکرونکے درمیان میں واقع تھی۔ صبح سے پہلے وزیر کے لشکر پر انگریزی لشکر کے حملہ کرنے کی خبری بھی انگریزون نے جاسوسون کو شجاع الدولہ کے لشکر میں بھیجا کہ جاکر خبر لائیں۔ مگر جب وہ آدھی رات

---

۵۹ سیر المتاخرین میں بیان ذیل دیکھو ۱۱

واپس نہ گئی تو میجر صاحب کو یہ یقین ہوا کہ وہ دشمنونکے پنجے مین گرفتار ہوگئی اسلئے حملہ کرنا دوسرے دن صبح کو ٹھیرایا صبح کے وقت جاسوس خبر لائے کہ رات بھر وزیر کی سپاہ کی تیاری ہوتی رہی اور خوف کے مارے مستورات خانہ و خزانہ کو دور بھیجدیا ہے - توپخانہ چلا آتا ہے - مگر یہ ساری سپاہ کی تیاریان مورچون ہی کے اندر ہین - اسپر میجر صاحب نے کہا کہ اب ہمکو حملہ کرنے کی ضرورت دشمنونپر نہین ہی وہ خود ہی حملہ کرنے آتے ہین اوس کا یہ خیال غلط نہین تھا کہ وزیر اپنی حد کو چھوڑکر لڑائی کے ارادہ سے مورچون سے باہر نکلے موشیر لاک اور سمرو آٹھ توپ ولایتی اور آٹھ پلٹن تلنگونکے ساتھ انگریزونکے مقابل بھیجے گئے اونکی پشت پر شجاع قلی خان مع چھہ سات ہزار پیادہ و سوار کی معین ہوا - اور خود وزیر فوج مغلیہ کے ساتھ دست راست پر بڑھے اور راجہ بینی بہادر دست چپ بر دریاے گنگا کے کنارے کھنڈرون کے متصل قایم ہوا - توپ کی لڑائی شروع ہوئی طرفین سے سپاہی مقتول و مجروح ہونے لگے وزیر نے مع فوج مغلیہ کے دباوا کیا - درانی اور مغل میجر منرو کے ساتھیونپر ٹوٹ پڑے - اوسکی سپاہ اور لشکرگاہ کو خوب قتل و غارت کیا سمرو اور موشیر لاک کی گولہ اندازی سے انگریزی فوج پریشان ہوگئی میجر منرو بوقت جھیل اور دلدل کے حائل ہونے کی وجہ سے دباوا نہین کر سکتا تھا اوس نے تھوڑی فوج گنگا کیطرف روانہ کی تبتنے بینی بہادر پر حملہ کیا شیخ غلام قادر وغیرہ لکھنوی جو بینی بہادر کے ہراول تھے کھنڈرونکی آڑ مین چھپے ہوئے تھے - انگریزی تلنگے اونکی نگاہ سے مخفی جاتے تھے جب آبادی کے کنارے پر پہنچے تو ٹھیلونکی آڑ سے اون تلنگون نے باڑھین مارنا شروع کین - شیخ غلام قادر کو اوسوقت خبر ہوئی تو مستعد مقابلہ ہوا - جب تک یہ صف بندی کرے تلنگون نے آگ برسانا شروع کی شیخزادے بھی بقدر طاقت بندوقین چلانے لگے - چونکہ دفعتًا اوپر باڑھین پڑنے لگی تھین اونکا جواب پورا پورا نہ دے سکے اون تلنگونکی آتشباری نے ان کا کام تمام کردیا - شیخ غلام قادر اور بہت سی سپاہ کام آئی اور باقی بھاگ نکلے - اسوقت راجہ بینی بہادر نے غالب خان سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے - خان مذکور نے جواب دیا کہ اگر آبرو درکار ہو جان نثار کیجئے ورنہ فرار بہتر ہے - بینی بہادر نے آبرو کا لحاظ کیا اوسنے کہا بسم اللہ اور پیادہ ہونے کا اشارہ کیا - غالب خان مع اپنے متبنے وحیدالدین خان کے پیادہ ہوکر پڑا بینی بہادر کو جان دینا گوارا نہوا میدان سے منہ پھیرا - میر وحیدالدین خان نے بینی بہادر کی اس بے اعتنائی سے باپ کو آگاہ کیا - غالب خان اپنے آقا کو اس حالت مین دیکھکر خود بھی گھوڑے پر سوار ہوکر راجہ کے پیچھے بھاگ نکلا ؎

جو اندر قفس گشت آگہ سپاہ — گریزان برفتند ز آوردگاہ

چنان لشکر کشن و آن انجمن　　　پراگندگی یافت از جبہ تن

شجاع قلی خان معروف بہ میان عیسیٰ کا موشیر لاک و شمرو کے عقب سے نکلکر دونون فوجون کے درمیان مین حائل ہو جانا اسوجہ وزیر کی فوجکے انتظام مین برہمی پڑکر باوجود ظہور غلبہ کے شکست پانا

شجاع قلی خان نے جو انگریزی تلنگون اور شہزادون اور بینی بہادر کی سپاہ کی بندوقونکی آواز سنی تو اوسنے یہ خیال کیا کہ بینی بہادر اور اوسکے ساتھیون نے جسارت کرکے دشمنو پر حملہ کیا ہی۔ اگر اوس نے لڑائی فتح کرلی تو وزیر کے سامنے میری بڑی بے آبروئی ہوگی۔ اور اوس نے اس خیال کو ایسا مضبوط اپنے دلمین جمایا کہ حقیقت بھی دریافت نہ کی اور نہایت عجلت کے ساتھ شمرو اور موشیر لاک عقب سے نکلکر آگے بڑہنا۔ روبرو دلدل تھی اوس سے گذرنا مشکل ہوگیا اس کے علاوہ انگریزون کیطرف سے اس تیزی کے ساتھ آگ برس رہی تھی کہ قدم بڑہانے کی مجال نہوتی۔ اوس کے ساتھ چھہ سات ہزار آدمی تھے جن مین سے تہوڑے آدمیون نے رفاقت کی۔ اس جماعت کے آگے بڑھجانے سے شمرو اور موشیر لاک کی توپ چلنے سے بند ہوگئی۔ کیونکہ شجاع قلی خان طرفین کی صفونکے درمیان مین حائل ہوگیا تہا اور ہے بیچ منزونے دہوئین اوڑادئے۔ شجاع قلی خان اور اوس کے بہت تہوڑے ساتھی دلدل سے نکل گئے۔ مگر انگریزی فوج کی باڑہون نے اونہین پچہاڑ دیا۔ ملک عدم کی راہ لی جو ہمراہی بچے وہ بہاگ نکلے۔ اور میدان مین جو لوگ کہڑے تہے اونہین بھی اپنا اضطراب دکہلاکر اپنی ہمراہی پر آمادہ کیا۔ اور بینی بہادر کے مقابل سے گذر کر لشکر وزیر مین داخل ہوئے اور اسباب کسی کو تاب قیام نرہی۔ آدمی کا کون شمار تھا۔ زمین چل نکلی۔ مغلون اور درانیون نے یہ سراسیمگی دیکھی تو نمک حرامی سے لشکر وزیر کے لوٹنے مین مصروف ہوئے تہوڑی ہی دیر وزیر امید لگائے رہے جب ہمراہیون نے ترک رفاقت کی خود بھی میدان سے بہاگ گئے۔ وزیر کا اور اونکی لشکر کا تمام مال اسباب انگریزونکے ہاتھ لگا۔ اسمین بھی خوب لوٹ مارکی۔ جو جسکے ہاتھ لگا وہ دبا بیٹھا بڑی لوٹ ہوئی۔ درحقیقت لشکر ہر جنس سے معمور تہا۔ نوبجے سے لڑائی شروع ہوئی تھی۔ اور

باره بجے تک خوب زور شور سے جاری رہکر وزیر کی فوج بہاگی اوسوقت انگریزی لشکر نے اوس کا تعاقب
کیا - مگر شجاع الدوله نے عقلمندی کا ایک کام کیا - اگرچه اونکی تہوڑی سی سپاه تباه ہوئی - مگر بہت سی بچگئی
میدان جنگ سے دو میل پر ایک ندی تہی اوسپر کشتیون کا پل اونہون نے باندہا تہا پہلے اس سے که
انگریز وہان پہنچین اوسے توڑ ڈالا - اگرچه دو ہزار آدمی اس پل شکنی کے سبب سے ڈوب کر اور
اور طرح سے مرگئے - لیکن شجاع الدوله یه نکرتے تو انگریزی فوج اس ندی سے پار اوترکر اونکی ساری
سپاه کو کرمناسه مین ڈبوکر نیست نابود کردیتی - اور میر قاسم کا خزانه مع جواہرات کے دو کروڑ روپیه کا
لیتی بہت لشکری دریا کی کیچڑ اور دلدل مین پہنسکر تلنگون کی بندوقون سے راه عدم کے راہرو ہوتے انگریزون
نے دریا کے کنارے کہڑے ہوکر فراریون پر گراب مارنا شروع کئے - اور بندوق کی گولیون کا مینه
برسایا کچهه بہگوڑے گولے اور گولیون سے ہلاک ہوتے - جو گنوارون کے پلے پڑے اون کے
ہاتهه سے کام آئے - باقیمانده نہایت بعزتی سے بچکر بہاگگئے - اور دریا پار مفرورون مین مل گئے -
وزیر کو شکست شجاع علی خان کی جہالت سے حاصل ہوئی - جامع نامه کا ناظم اوسکی جہالت پر نہایت
نفرین کرتا ہے اور کہتا ہے - ؎

نه دانست بیچاره از راے خام — ز دستور در کین برآورده نام
بیک خیابان تنگ شد کرده کار — که جستی ز سیندان کینه گذار
شدے گر بهی همت دستور شاه — نماندے ز انگریز یک تن سپاه
ز اندیشه خام آن شور بخت — شود واژگون کار و لب پایتخت
برآورده ناسش بخاک افگند — سپه را بدام ہلاک افگند

لڑائی کی تفاصیل یادرکہنے کے ہے - اوس مین انگریزی سپاه مین آٹهه سو ستاون گورے اور پانچہزار دو سو
ستانوے تلنگے اور نوسو اٹهاره ہندوستانی سوار کل سات ہزار بہتر آدمی تہے اور بیس توپین تہین شجاع الدوله
کے پاس لشکر مین اکثر ساٹهه ہزار آدمی بتلاتے ہین اور بعضون نے اوس کا تخمینه بہت ہی کم کیا ہے
وه چالیس ہزار سے کم نہین کہتے - اس لشکر مین سے دو ہزار نے میدان کارزار مین راه عدم لی - اور
سردارون مین سے میان عیسی اور مرتضی اور غلام قادر خان اور غلام یاسین خان اور عبد الرزاق
اور علی اکبر خان اور محمد رضا خان مارے گئے - اور ہمت بہادر کی ٹانگ مین زخم شدید آیا اور
پل شکنی کے سبب سے جو ڈوبے اور مرے وه اس شمار سے باہر ہین - ۱۳۲ توپین انگریزونکے ہاتهه آئین
انگریزی لشکر مین بہی جانون کا بہت نقصان ہوا - ۸۴۷ آدمی مقتول و مجروح ہوتے -

شجاع الدولہ کے اس ٹدی دل فوج کے شکست پانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس جو وزیر کا شریک تھا اس لڑائی مین انگریزونسے ملگیا۔ نواب کا مورچہ اوسکے سپرد تھا اوس نے انگریزی لشکر کو بلا لیا تھا وزیر نے اپنے زخمیونکی کچھ خبر نہ لی اونکو میدان مین بیدست و پا چھوڑ گئے اسوقت نصیر تسندونکی فیاضی پر آفرین ہے کہ وہ پانچ ورز تک متواتر اون زخمیونکو چنتے رہے جن مین جان باقی تھی۔ اونکو پانی پلایا۔ بہات کھلایا۔ ڈاکٹرون کو فرصت اتنی نہ تھی کہ وہ انگریزی لشکر کے زخمیونکی بھی مرہم پٹی اچھی طرحسے کرتے اسلئے دشمنونکے زخمیونپر ٹانکے نہ لگا سکے۔ وزیر نے مع متعلقونکے الہ آباد کی راہ لی اس فتح سے بڑے بڑے عمدہ نتیجے انگریزون کے لئے پیدا ہوئے۔ نواب وزیر جو مدت سے گویا سلطنت ہند کے مالک بنے ہوئے تھے وہ تو پست ہوگئے اور انگریزون کا حکم ہندوستان مین سب پر غالب ہوگیا۔ تاریخ آغاز دولت انگریزی کی ہند مین اس مصرع سے نکلتی ہے۔

در ہند امیر شد فرنگی (۱۱۷۸ھ)

میر قاسم کا انجام کار

شجاع الدولہ نے اس لڑائی سے ایک دن پیشتر عالی جاہ کو قید سے نکالکر ایک لنگڑی ہتھنی دیدی تھی کردیا تھا اوس رات کو جسکی صبح کو شکست ہوئی علی ابراہیم خان نے عالیجاہ کی رہائی کی خبر پاکر اوسکو پیغام دیا کہ میرے پاس تشریف لاتے۔ میرے پاس ایک عمدہ گھوڑا اور ایکہزار روپیہ موجود ہے مینے یہ چیزین آپکے پاس اس خیال سے نہین بہیجین کہ مبادا وزیر خبر پاکر دریئے تر دو ہون اگر فرمایئے ہو روانہ کرون۔ عالیجاہ نے جواب دیا کہ تمہاری مروت پر آفرین ہے۔ اگر اسوقت مناسب وقت نہین ہر وقت ضرورت طلب کرلونگا۔ اتفاق سے اوسی شب کو وہ ہتھنی لیکہ شکست کے وقت عالیجاہ بھی فرار اوسکے ساتھ نکلگیا۔ اور گرتا پڑتا بنارس سے چھ سات کوس پر مقیم ہوا۔

بادشاہ کا انگریزونکی پناہ مین داخل ہوجانا اور اونکے ساتھ گنگا کو عبور کرنا

بینی بہادر وزیر کے حکم سے بادشاہ کو ہمراہ لیجانیکے لئے گنگا کے کنارے بنارس کے مقابل جہان بادشاہ بڑے ہوئے تھے معین تہا۔ چونکہ شجاع الدولہ کے ہاتھ سے بادشاہ نہایت تنگ مین دم تہا

شکست کے بعد بادشاہ نے ایک خط میجر منرو کو اس فتح و ظفر کی تہنیت مین لکھا۔ اور بیان کیا کہ مین اپنے وزیر کے ہاتھ مین قید ہون مجھے اس قید سے آپ چھڑایے اور میری حمایت و استعانت مین کوشش کیجیے اگرچہ مین وزیر کے ساتھ تھا۔ مگر لڑائی سے ایک رات پہلے اوس سے جدا ہو گیا تھا بینی بہادر نے جب یہ حالت دیکھی تو مع لشکر کے دریا کو اوتر گیا۔ انگریزی سپاہ تک مین کئی روز تک اس سبب سے رہی کہ مُردون کو دفن کرے اور زخمیونکی خدمت اور چارہ سازی کرے۔ اب میجر منرو نے بنارس کیطرف کوچ کیا۔ بادشاہ بھی اپنے بہیرے جوکی سمیت اسطرف چلے آتے تھے۔ اور انگریزی لشکر سے اونکا بہت تھوڑا فاصلہ تھا۔ جب بینی بہادر گنگا پار ہوا تو بادشاہ نے منیر الدولہ کے مشورے سے انگریزون کو طلب کیا۔ انگریز بھی اون سے ملنا چاہتے تھے۔ میجر منرو بہت جلد آکر سلام سے مشرف ہوا۔ بادشاہ نے اوس سے کہا کہ آپ میری حمایت کیجیے۔ اور اس کے عوض مین شجاع الدولہ کی تمام ریاست لیجیے۔ یا جو کچھ اور بھی چاہیے وہ مانگ لیجیے۔ میجر منرو نے اپنے اعلے افسرون سے اس باب مین صلاح پوچھی۔ اور بادشاہ کی درخواست کی نسبت کہا کہ جب تک کونسل کلکتہ کا حکم نہ آئے مین منظور نہین کرسکتا۔ میجر منرو نے بادشاہ کی درخواست کے مطابق مقام بنارس سے کونسل کلکتہ کو ۲۲۔ نومبر ۱۷۶۴ء کو رپورٹ کی کہ بادشاہ کہتے ہین کہ اگر یہ ملک رکھنا ہے تو مجھکو اوسپر قابض کرادو اور تھوڑی فوج انگریزی میرے ساتھ رکھو تاکہ ظاہر ہو کہ میری حفاظت انگریز کرتے ہین۔ اور اوس کا خرچ میرے ذمے ہوگا۔ اگر کوئی دشمن مجھپر حملہ کرے گا تو مین ایسی موافقت ملک کے ساتھ کرونگا کہ اپنی فوج سے اور اوس تھوڑی فوج انگریزی سے ملک کو بچالونگا اور انگریزون سے زیادہ مدد طلب نہ کرونگا۔ اور مین اوس انگریزی فوج کی تنخواہ آمدنی ملک سے سالانہ دونگا جو کچھ وہ طلب کرینگے۔ اگر انگریز بخلاف اپنے فائدے کے وزیر سے صلح کرینگے تو مین دہلی چلا جاؤنگا اسواسطے کہ مین یہ نہین چاہتا کہ مین پھر ایسے شخص کے قبضے مین گرفتار ہوون جسنے مجھے اسقدر دقت اور تکلیف دی میرا کوئی دوست معتبر سوا انگریزون کے نہین ہے۔ اور اونکی سابق مراعات کی نسبت مین ہمیشہ اونکا لحاظ اور ادب کرونگا اب اونکا وقت ہے کہ ایسے ملک پر قابض ہون جس مین دولت اور روپیہ بکثرت ہے۔ اور مین اوسی قدر پر راضی ہونگا جسقدر وہ مجھکو خوشی سے دینگے۔ روہیلے جو وزیر نالایق کے ہمیشہ سے دشمن ہین وہ تمام میرے دوست ہین[ف]۔

شرائط جو بادشاہ نے قرار دی تھین

نمبر ۱۔ مدد اور وفاداری انگریزی کمپنی کے جسنے ہم کو تکالیف سے رہا کیا ہے اور ہمارے سلطنت خداداد کو

[ف] دیکھو جلد دوم عہدنامجات مین عہدنامہ بادشاہ دہلی ۱۲

انجام دیا ہی۔ ہم یہ خوشنودی تمام عنایات شاہی انگریزی کمپنی کی نسبت بذریعہ شرایط ذیل ظاہر کرتے ہین اور یہ شرایط حال
و استقبال مین جاری و قایم رہینگی۔ بلحاظ اسکے کہ انگریزی کمپنی کا خرچ عظیم ہوا۔ اور اوسنے تکالیف اور خطرات جنگ جو
ناحق شجاع الدولہ نے خلاف مرضی حضور کے اوٹھائی تھی اوٹھائے ہین۔ ہمنے ملک غازیپور اور باقی زمینداری راجہ
بلونت سنگہ جو شجاع الدولہ کی نظامت مین واقع ہی اوسکو دی اور وہانکا انتظام حکومتاً اوسکے سپرد ہوئی جسطرح اتبک نواب
شجاع الدولہ کے سپرد تھی۔ اور جو کہ راجہ بلونت سنگہ نے سرداران انگریزی کمپنی سے معاملہ کر لیا ہی اسواسطے وہ اوسکی مطابق انگریزی
کمپنی کو مالگذاری دیا کرے۔ اور علاقہ مذکور کی جمع مالگذاری شاہی مالگذاری کی کتب سے اب کچھ تعلق نہین رکھتی اور وہ بھی
خارج کیجائیگی۔ فوج انگریزی کمپنی ہمارے ہمراہ ہو کر الہ آباد اور شجاع الدولہ کی نظامت کے دوسرے علاقے پر قبضہ کرادیگی
اس علاقے کی مالگذاری زمینداری راجہ بلونت سنگہ کے ہمارے قبض تصرف مین آئے گی۔ چونکہ شجاع الدولہ کے
ملک پر ہمارا قبضہ کرانیکی وجہ سے انگریزی کمپنی کا اور بھی خرچ ہوگا اسواسطے جسقدر ملک پر قبضہ ہوتا جائیگا خزانہ عامرہ سے
اوسقدر روپیہ مالگذاری دیتے رہینگے جسقدر ہمسے ممکن ہوگا اور جب ہم تمام علاقے پر قابض ہو جائینگے تو کمپنی کے
تمام مصارف جو اس مہم مین شروع سے یعنی جب سے وہ شاہ شاہی ہوئی آخر تک ہوگا ادا کردینگے۔ چنانچہ بادشاہ
نے بموجب اس منشا کے ۲۸۔ رجب سنہ ۶ جلوس مطابق ۲۹ دسمبر ۱۷۶۴ء کو ایک فرمان لکہکر غازیپور اور باقی علاقہ راجہ بلونت سنگہ
انگریزی کمپنی کو عطا کر دیا۔ آخر کونسل سے احکام بادشاہ کی مرضی کے موافق آگئے اور اوسوقت سے بادشاہ انگریزونکی
سایہ عاطفت مین آگئے۔ اور بادشاہ نے انگریزونکے ساتھ گنگا کو عبور کیا۔

بینی بہادر کا وزیر کی طرف سے انگریزون کے پاس صلح کیلئے آنا اور صلح کا کام پورا نہونا

جب میجر منرو بنارس مین پہونچا اور روز پہلے راجہ بینی بہادر کو بطور سفیر کے اوسکے پاس صلح کا پیام دیکر بہجا راجہ بینی بہادر نے علی
ابراہیم خان کو بھی اپنے مشورہ مین شریک کیا تہا میجر صاحب نے بینی بہادر سے صاف کہدیا کہ راجہ صاحب جب تک میر قاسم اور سمرو کے
حوالے کر دینے پر شرائط صلح کا انفصال موقوف ہی اسپر بینی بہادر نے کہا کہ اس درخواست کا منظور ہونا تو ممکن نہین ہے لیکن صلح منظور ہو تو
یون ہو سکتی ہی کہ پچیس لاکہہ روپیہ سرکار کمپنی اور آٹھ لاکہہ آپ لین اسکا جواب مرزا نہ میجر صاحب نے یہ دیا کہ یہ روپیہ کیا اصل رکہتا ہی
اگر شجاع الدولہ اپنے تمام خزانے کو خالی کر کے مجہے دیدیں تو بھی مین اوسکو خون بہا اون بیچارے مظلوم مصیبت زدونکا نہین سمجہتا ہون
کہ جو پٹنے مین میر قاسم کے حکم سے قتل ہوئے۔ مین کبھی صلح نہین کرونگا جب تک میر قاسم اور سمرو کو میرے حوالے نکروگے۔
چونکہ منشی بہادر عالیجاہ سے ناراض تہا اور اپنی آقا کی سلامتی اسمین دیکھی میجر صاحب سے عرض کیا کہ سمرو تو صاحب فوج ہی اوسکا ملنا دشوار ہی مگر
عالیجاہ کو گرفتار کر کے دینا اگر وزیر نے منظور کیا تو دشوار نہین۔ الغرض جواب کے بعد بینی بہادر میجر صاحب سے رخصت ہو کر اپنی آدمیون میں آیا
اور اونکو سارا ماجرا سنایا کہا علی ابراہیم خان نے جو کچھ بیان کی بابت عالیجاہ کے حق نمک کا پاس و لحاظ کچھ بینی بہادر کے
لشکر سے باغ جیہ سوس میں مقیم تہا اوسے خبردار کر دیا اوسنے اطلاع پاتے ہی جلد الہ آباد کی راہ لی اور وہان سے بیگمات اور اہل عیال کو لیکر
روہیلکہنڈ مین چلا گیا۔ میجر منرو کے جواب کو لیکر بینی بہادر شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا۔ اور پہر میجر صاحب کو سمجہایا

مگر اونہون نے انکار کیا تو مینڈ بہادر نے یہ درخواست کی کہ کپتان سٹیپلس صاحب کو ہمراہ کر دیجئے - وہ یہان کی زبان خوب سمجھتے ہین -
نواب صاحب سے خوب تسلی کرین اور میجر صاحب نے کہا کہ نہ مین اونکو جانے کے لئے کہون اور نہ اونکو جانے سے روکون بلکہ اونکی مرضی ہے
چاہے جاوین چاہے نہ جاوین - آگر کپتان صاحب بہادر کے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس آئے اور میر قاسم اور سمرو کے حوالہ کرنیکے لئے کہا اوسپر
شجاع الدولہ نے کہا کہ میر قاسم کو تو تا قیامت حوالہ نکرونگا - مگر آیندہ اوسکی حمایت نکرونگا (منشی ذکاء اللہ کہتے ہین کہ حمایت کا لفظ کہنے
سے بے حمیت کو شرم نہ آئی - یہ اوسکی حمایت کیا کرتا تھا -) اور سمرو کو بھی نہ دونگا - مگر مجھے منظور ہے کہ مین چار آدمی انگریزی لشکر
کے بھیجے پاس آوین اور مین سمرو کو دعوت مین بلاؤن اور وہ اوسکو دعوت مین موت کے شربت کا لقمہ کھلاوین - اور کپتان صاحب کو بہت
کچھ زر بھی دیا کہ وہ میجر صاحب کو صلح پر راضی کر دین - مگر میجر صاحب کب ایسی باتونکو سنتے تھے وہ تو میر قاسم اور سمرو کے رفع کرنے کو
اپنے اوپر واجب سمجھتے تھے -

وزیر کا روہیلونکے ملک مین پناہ لینا اور وہانسے نواب احمد خان بنگش کے پاس چلا جانا

شجاع الدولہ کو بکسر کی شکست کے بعد اپنے ملک پر نا اطمینان تہا کہ وہ اپنے اہل وعیال اور دولت کو یہان رکہتے اسلئے اپنی معتمد کو لکہنو
اور فیض آباد بہیجکر تاکید کی کہ ہمارے متعلقین اور خزاین وزر وجواہر کو حافظ رحمت خان کے ملک مین لیجاوین اور بریلی مین ٹہیرین اور خود
بہی جلد الہ آباد کو آئے اور اپنی مان اور بی بی کو لیکر روہیلکہنڈ مین چلے گئے الہ آباد کی قلعہ داری علی بیگ خان کی سپرد کی اور قلعہ
چنار گڈہ مین بشیر حبشی کو مقرر کیا - اور بینی بہادر جب آیا تو صلح کا مشورہ اسوجہ سے منظور نہ کیا کہ روہیلون اور مرہٹون سے مدد لیکر
پہر انگریزونسے لڑنے کا ارادہ تہا اور اوس کو لکہنو کو رخصت کیا اس نظر سے کہ بینی بہادر بظاہر انگریزون سے ملا ہوا تہا تاکہ اوس کا
عمل صوبے مین رہے - اور خود شجاع الدولہ بریلی مین آئے - ان دنون حافظ رحمت خان اور دوندیخان وغیرہ روہیلے بسنولی مین مقیم تہے
عنایت خان پسر حافظ رحمت خان بریلی مین تہا اوس نے شہر سے دور نکلکر استقبال کیا - اور شجاع الدولہ کو بریلی مین لاکر بڑی
عزت کے ساتھ مہمانداری کی منتخب اللباب اور عماد السعادت مین جو لکہا ہے کہ شجاع الدولہ بکسر مین شکست پاکر عنایت
خان کے ساتھ بریلی چلے گئے - یہ صحیح نہین کیونکہ عنایت خان بکسر کی لڑائی مین شجاع الدولہ کے ساتھ نہ تہا بکسر کی
شکست سے پہلے بریلی کو لوٹ آیا تہا - غرضکہ شجاع الدولہ نے مدد کیواسطے عنایت خان سے کہا اور اوسکو حافظ صاحب کے پاس
بسنولی کو روانہ کیا - عنایت خان نے بسنولی پہنچکر بیان کیا کہ شجاع الدولہ بریلی آئے ہوئے ہین - چنانچہ شجاع الدولہ نے
اپنے اہل وعیال کو سالار جنگ کے ہمراہ بریلی چہوڑا اور خود تمام خدم وحشم کے ساتھ قصبہ بسنولی کو روانہ ہوئے - روہیلہ سردارون نے
دو کوس سے بڑے تپاک کے ساتھ استقبال کیا اور اپنی فرودگاہ پر لے گئے - اور بظاہر ہر ایک نے اونکی بخوبی تعظیم وتکریم کی - اور ہمراہ
ساتھ اپنی ریاستونکو لوٹے - دوندے خان اور شجاع الدولہ بسولی کو چلے گئے - شجاع الدولہ نے نجیب الدولہ کو بھی
کمک کے لئے لکہا تہا - مگر اونہون نے جواہر سنگہہ پسر سورجمل جاٹ والی بہرتپور کی مخالفت کا عذر کیا - عماد السعادت
مین لکہا ہے کہ روہیلون مین سوائے حافظ رحمت خان کے کسی نے نواب شجاع الدولہ سے موافقت نہ کی اور دوسرے
دلمین خیالات فاسد پیدا ہوتے تہے اسلئے نواب شجاع الدولہ یہان آکر خوش نہوئے - بلکہ ہمیشہ خطرناک رہتے
تہے - کئی بار روہیلون نے چاہا کہ اونکو لوٹ لین لیکن اسوجہ سے کہ اب بھی ستر ہزار سپاہ اونکے ساتھ تھی کسی کی
ہمت نہین پڑتی تھی - حافظ رحمت خان اس مشورے مین روہیلونکے شریک نتہے - یہ سارا فساد دوندی خان کا
تہا مگر حافظ رحمت خان منع کرتے رہتے تھے - ایکدن ایک روہیلے کی شجاع الدولہ کے ایک لشکری سے
تکرار ہوگئی اوس لشکری نے روہیلے کے کئی لکڑیان مارین - روہیلے نے اپنی جمعیت مین پہنچکر
سارا حال بیان کیا - تین ہزار کے قریب روہیلے جمع ہوگئے - دوندیخان بھی

ہ دیکہو گل رحمت وفرح بخش - مگر جام جہان نما مین لکہا ہے کہ سنبھل مین شجاع الدولہ سردار ان روہیلہ سے ملے ۱۲

انکے شریک حال تھے دوندے خان اور سپاہ روہیلہ نے چاہا کہ نواب شجاع الدولہ پر حملہ کرین نواب شجاع الدولہ کو جب اس مشورہ کا حال معلوم ہوا۔ تو اپنی فوجین تیاری کا حکم دیا اس خیال سے کہ مبادا روہیلے اونکو غافل پاکر تباہ کردین ۔حافظ رحمت خان نے عنایت خان کو نواب شجاع الدولہ کے پاس بہیجا اور آپ روہیلونکی جمعیت مین جاکر اونکو بہت کچھ ملامت کی اور دوندے خان کو بھی سمجہایا اور سب کی کمرین کہلوائین ۔ پہر دن چڑہے سے عصر تک یہی جہگڑا رہکر ختم ہوا۔ بعد اس کے حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ سے کہا کہ آپ کا یہان رہنا مناسب نہین آج مینے اونکو سمجہایا کل کو کیا ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ یہان سے فرخ آباد کیطرف تشریف لے چلین مین بھی آپکے ساتھ چلتا ہون ۔انتہی پھر مجھے تعجب ہی کہ مآثر الامرا مین یہ کیون لکہا ہی کہ جب شجاع الدولہ نے بکسر کی شکست کے بعد حافظ رحمت خان کے پاس پناہ لی تو حافظ صاحب نے اونکو طرح طرح سے صعوبت پہنچائی ۔ اور جو کچھ مال اونکے پاس باقی تھا اوسکے چھین لینے کی فکر کی ۔ جام جہان نما مین بیان کیا ہی کہ چونکہ انگریزونکی جلادت کا تمام ملک مین شہرہ ہو گیا تھا اس لیئے روہیلون نے وزیر کا مددگار ہونا قبول نہ کیا ۔فرح بخش مین مذکور ہی کہ شجاع الدولہ نے سرداران روہیلکھنڈ سے بہت کچھ چاہا کہ میرے مددگار بنکر انگریزون سے جنگ کرین سب نے جواب صاف دیا کہ انگریزون سے بے سبب لڑنا ۔ جھگڑا پیدا کرنا ۔ اور فتنہ خوابیدہ کو جگانا عقل کے خلاف ہی ۔ہم سے یہ نہو سکیگا ۔ مگر حافظ صاحب جو حلم وحیا اور مروت کے دریا تھے شجاع الدولہ کی خاطر سے فرخ آباد کو اونکے ہمراہ روانہ ہوئے ۔حافظ صاحب نے شجاع الدولہ سے صاف کہدیا تھا کہ یہان کسی سے امید رفاقت نہین ۔ فرخ آباد مین چلکر جو کچھ آپ کی مرضی ہوگی اوس کا انتظام کیا جائیگا نواب احمد خان بنگش بہی نہایت عقیل اور کارآزمودہ ہی اگرچہ نواب صفدر جنگ سے اور اون سے صفائی نہ تھی اور آپکے ساتھ بھی خط وکتابت نہین ہی ۔ لیکن جبکہ آپ وہان چلین گے تو یقین ہے کہ وہ آپکی جانے کو فخر سمجھین گے ۔ اور اچھی طرح مہمانداری کرینگے ۔ اور عمدہ مشورہ دینگے بلکہ عجب نہین کہ خود بھی مع سپاہ کے ساتھ شریک ہون ۔ اور عماد الملک وہان موجود ہین وہ بھی شرکت کرین تو عجب نہین ۔شجاع الدولہ نے اس مشورہ کو پسند کیا ۔ اور فرخ آباد کو روانہ ہوئے ۔ اور اپنی عیال مع اطفال کو اپنے چچا شیر جنگ کے ہمراہ بریلی مین چہوڑ گئے ۔ روہیلے شیر جنگ کے آدمیونکو راستہ مین لوٹتے کہسوٹتے اور دق کرتے رہتے تھے ۔ شجاع الدولہ فرخ آباد مین ان واقعات کو سن سن کر صبر کرتے تھے[1] ۔ روہیلکھنڈ گزیٹیر وغیرہ مین لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان نے بڑی بیدردی

[1] ۔ دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

کے ساتھ تین ہزار روہیلوں کو لیکر آگے سے کوچ کیا اونکے پیچھے شجاع الدولہ روانہ ہوئے[۵۱] -
اور دریا سے گنگا کے کنارے مقام کیا - حافظ رحمت خان پہلے نواب احمد خان کے پاس گئے -
اور اونکو بخوبی سمجھا کر استقبال کو لائے - نواب احمد خان گنگا پر کشتیوں کا پل تیار کرا کے دوسرے روز
شجاع الدولہ کی ملاقات کو آئے - اور مہمانی کی رسم ادا کی - اور بہت دلجوئی کی - تیسرے روز شجاع
الدولہ خود بھی احمد خان سے ملنے کو گئے - اور جواہرات کپڑے اور ہاتھی گھوڑا تواضع کیا - پھر دونوں
ملکر عماد الملک کے پاس گئے - اوس کے پاس اسوقت ملک و مال کچھ نہ تھا - شجاع الدولہ سے عماد الملک نے
پگڑی بدلی - جب شجاع الدولہ نے احمد خان سے کمک کے لئے درخواست کی تو اوس نے ایک لوح
اور ضعیف بہانہ کر دیا - فرح بخش کے مولف کا بیان ہے کہ فرخ آباد میں نواب احمد خان اور عماد الملک
اور نواب شجاع الدولہ اور حافظ صاحب کے مشورے ہوتے - مگر آخر کار سوا حافظ صاحب کے کسی نے
رفاقت نہ کی اور سمرو اور موشیر لاک اور بہت بہادر اور امرا وکرنیل بھی جو مدتوں کے نمک خوار تھے
نمک حرامی کر کے ترک رفاقت کی سمرو کا تو یہانتک ارادہ تہا کہ شجاع الدولہ کو لوٹ لے - لیکن حافظ
صاحب کی زجر و توبیخ سے اوس کا ارادہ فاسد کارگر نہوا[۵۲] - تاریخ بندیلکھنڈ سے معلوم ہوتا ہے
کہ بہت بہادر بندیلکھنڈ کیطرف چلا گیا تھا - چونکہ یہاں نا اتفاقی کا درخت سرسبز و شاداب تھا
یہ قابو پاکر صاحب طاقت ہوگیا -

فوج انگریزی کا قلعہ چنار گڑھ کی تسخیر کو جانا اور فتح نہ پانا

جب شجاع الدولہ سے صلح کی کچھ امید نہیں رہی تو انگریزی سپاہ نے الہ آباد کیطرف کوچ کیا -
راہ میں چنار گڑھ کا محاصرہ کیا - انگریزوں نے قبل اس سانحہ کے راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس کی
شتاب راے اور سید نور الحسن بلگرامی کے ذریعہ سے دلجمعی کر کے اپنا رفیق بنالیا تھا اوسکی تحریک سے
نیجر منرو نے قلعہ چنار گڑھ کو جو دریاے گنگا کے کنارے بہاڑ پر بنارس سے دس کوس کے فاصلہ پر
جنوب رویہ واقع ہے فتح کرنا چاہا - شیدی بشیر جو وزیر کا مقرب اور قلعہ دار تہا نہایت ڈرپوک[۵۳]
تہا لیکن اوس کے ہمراہی دلیر تھے - اونھوں نے محمد بشیر خانکو وزیر کے پاس بھیجکر چند روز لڑائی جاری
رکہی - انگریزی فوج نے قلعہ کی ایک طرف کی دیوار کو خراب بھی کر دیا تھا - مگر ہندوستانی سپاہ کی نامردی

---

۵۱ دیکھو منتخب اللباب و عماد السعادت و حصہ اول تفصیل التواریخ ۵۲ دیکھو گل رحمت ۱۲ ۵۳ دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

قلعہ ہاتھہ نہ آیا۔ دوسری دفعہ پھر حملہ کیا تو گورے بھاگ نکلے اس سے سارا کام بگڑ گیا۔ میجر منرو نے
بیجے گڑھ کا محاصرہ اوٹھا لیا۔ اور کچھہ سپاہ یہان چھوڑکر باقی سپاہ ساتھ لیکر بنارس کیطرف کوچ کیا۔

راجہ بینی بہادر کا انگریزی لشکر مین آنا اور پھر وزیر کے پاس چلا جانا

راجہ بینی بہادر نے حسب تحریر بالا روانہ لکھنؤ ہوکر راجہ شتاب راے کو لکھا کہ شجاع الدولہ انگریزونکی مرضی
کے موافق صلح پر راضی نہین۔ سمرو کا تو ملنا دشوار ہے۔ اور عالی جاہ ہاتھہ سے نکل گیا۔ شتاب راے انگریزونکا
بڑا معتمد تھا۔ اور بینی بہادر کا بھی ممنون احسان تھا اوس نے بینی بہادر کی خدمتگذاری غنیمت جانی۔
میجر منرو نے وزیر کو شکست دیکر بنارس تک تعاقب کیا تھا شجاع الدولہ نے بھی بینی سپاہ کو بیجے گڑھ سے
بلا لیا اور انگریزی لشکر کے قریب آگئے۔ دونون لشکر ایک دوسرے کی لڑائی کے منتظر رہے۔ مگر پہلے اس سے
کہ کوئی لڑائی ہو میجر منرو نے سپہ سالاری کا کام چھوڑ دیا اور ولایت کو چلا گیا اور اوسکی جگہہ کارنک صاحب
مقرر ہوئے۔ میجر کارنک کو راجہ شتاب راے سے اتحاد تھا۔ شتاب راے نے راجہ بینی بہادر کا حال کارنک
صاحب سے ظاہر کیا اوس نے بینی بہادر کو ایک خط کمال احترام کے ساتھ لکھکر شتاب راے کے ذریعہ سے
اپنے پاس بلا لیا۔ بینی بہادر نے پھر مجلکر ملاقات کی اور اپنی دانائی سے سپہ سالار کو راضی رکھا اور بعض
معاملات کا حل وعقد اوسکی سپردگی مین آیا۔ کارنک صاحب کہتا تھا کہ جسوقت تم اپنے متعلقین کو عظیم آباد
یا بنارس مین رکھدوگے اوسوقت دلجمعی سے دونون صوبون کے معاملات تمہارے سپرد کر دینگے اور بینی
بہادر اسبات مین حیلہ کر کے وقت ٹالتا تھا یہانتک کہ شجاع الدولہ ملہار راو وغیرہ کے سہارے سے
کوڑے کیطرف آئے بینی بہادر ایک فقیر کا معتقد تھا اوس سے دریافت کیا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے اوس نے کہا
کہ انگریزون کا آنا ہوا کا جھونکا تھا کہ آیا اور اوڑ گیا۔ بینی بہادر اس ایما سے وزیر کی رفاقت کو بہتر سمجھا
شتاب راے نے ملہار راو اور شجاع الدولہ کے جمع ہونے کی خبر سنکر بینی بہادر سے کہا کہ اگر شجاع الدولہ
سے ملنا ہو تو صاف کہدیجئے تاکہ مین انگریزون سے کہکر تمکو رخصت دلا دون۔ آپ بخوشی [illegible]
جائیے۔ اور اگر رہنا ہو تو مقیم رہیے۔ جسمین ہماری بدعہدی ہو وہ نہ کیجئے جس سے ہمارا نقصان
اور آپ کی بدنامی ہو۔ بینی بہادر نے اپنی بدطینتی اوس سے مخفی رکھی اور منتظر وقت رہا اور بعض
محالات صوبہ کے انتظام کے بہانے سے انگریزون کے لشکر سے دور ہوگیا۔ چند کمپنیان تلنگونکی
اوس کے ساتھ تھین اونکو لیکر لکھنؤ کیطرف عازم ہوا۔ اور اپنے متعلقونکو لیکر لشکر وزیر کی طرف رخ
کیا۔ تلنگون نے مزاحمت کی۔ مگر اپنی قلت اور اوس کے ساتھیونکی کثرت کی وجہ سے مجبور [illegible]

وہ وزیر کے لشکر مین جا پہنچا۔

اودھ اور الہ آباد کی تسخیر

وہ سپاہ جو شجاع الدولہ پر برابر فتحیاب اور کامیاب ہوئی تھی وہ ملک اودہ کے اندر بہت دور تک چلی گئی
تھی۔ شاہ عالم کے ساتھ جو یہان یہ ٹھیری تھی کہ غازیپور اور بنارس انگریز لین اور وزیر کے
باقی ملک پر بادشاہ قبضہ کر لے اس انتظام کو کورٹ ڈائرکٹرز نے ناپسند کیا اور اپنے نوکرونکو لکھا
کہ یہ انتظام ہمارے اون احکام ہدایات کے خلاف ہی کہ سرکار کمپنی کو اپنی سلطنت کا بڑہانا منظور
نہین ہے کہ اس انتظام سے سرکار کی گردن پر بار خرچ زیادہ ہو جائیگا اور نفع نہ حاصل ہوگا۔ علاوہ اسکے
یہ ضروری مشہور ہوا کہ ملک وزیر ایک طرح کی آڑ مرہٹون کی راہ کے مقابلے مین قایم رہنا مناسب ہے
لارڈ کلایو اور اوسکی کمیٹی نے بھی یہ راے کورٹ ڈائرکٹرز کی پسند کی اور وہ یہ چاہتے تھے کہ سرکار
کمپنی کی سلطنت کی حدین مقرر ہو جائین کہ اوس سے آگے انگریز پیر نہ رکھین۔ توسیع ملک مین سپاہ کا خرچ
زیادہ ہوتا ہے اور تجارت کا نفع سارا مارا جاتا ہی۔ سرکار کمپنی کو اصلی مقصود فقط اپنی تجارت کا
بڑہانا تھا نہ سپاہیون کا لڑانا اور ملک کو بڑہانا یہ کام ملک کو بھی تباہ کرتے ہین۔ اور سرکار کو بھی نقصان
عظیم پہونچاتے ہین اسلئے وہ نواب شجاع الدولہ سے مصالحت ہو جانے کو پسند کرتا تھا اور اسلیے
یہ اصرار بھی چھوڑ دیا کہ وہ میر قاسم اور سمرو کو حوالے کرین۔ بلکہ اس جھگڑے کو تمام کرنے کے لئے
یہ درخواست کی کہ وہ دونون شخص کسی طرح سے قتل کر دئے جائین۔ جسوقت اس درخواست کی خبر
کورٹ ڈائرکٹرز کو ہوئی تو اونہون نے کہا کہ یہ درخواست ایسی ہی جسکا منظور ہونا ناممکن ہی کہ جو شخص
اپنے مہمانون کو مہمان نوازی کی خاطر سے دشمنونکے حوالے نہین کرتا وہ بھلا اونہین قتل کیسے کرائے گا
مگر یہ معلوم نہ تہا کہ سمرو کے قتل کرانے پر خفیہ وزیر راضی تھے۔ یہ ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ بکسر کی
شکست کے بعد وزیر کو اپنے ملک پر اتنا اطمینان نہ تہا کہ وہ اپنے اہل و عیال اور دولت کو یہان رکھتے
اسلئے بریلی بھیج دیا تھا۔ اور راجہ بینی بہادر کو صلح کے پیغام کے لئے انگریزون کے پاس بھیجکر اتنی مہلت
حاصل کرلی کہ اپنے پر و بال درست کرسکے پھر انگریزون سے جنگ کرین۔ سمرو اپنے تین سو فرنگستانیون
اور کئی ہزار ہندوستانیون کو لیکے پہلے ہی چلا گیا تھا۔ جا لوگون سے اپنی نوکری کی گفتگو کرتا تھا انگریزون
نے وہ ولنٹین میجر اشبہٹ کے ساتھ [illegible] اونہون نے اوسپر قبضہ کر لیا۔ اور
اوسکے تمام اطراف و جوانب مین انتظام شروع کر دیا تھا۔ محمد اکبر خان کوتوال مقرر ہوا تھا۔ اور راو

شتاب راے سب کا سونکا منتظم تہا - مرزا نجف خان بھی کہ شجاع الدولہ کا دشمن تہا بندیلکھنڈ سے یہان آگیا تہا - اور انگریزون کا ملازم ہوگیا تھا سر رابرٹ بیلیر صاحب کو اوس نے وہ طرف قلعہ الہ آباد کی تبلادی کہ جہان پشتہ ۔ ۔ ۔ کا نہ تہا صاحب ممدوح نے اوسطرف توپین لگاکر دیوار کو توڑ دیا اور علی بیگ قلعہ دار نے تنگ ہوکر قلعہ حوالے کردیا - اور شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا - اس قلعہ کے فتح ہو جانے سے قلعہ چنارگڑہ کے محافظون نے بھی قلعہ انگریزون کے حوالہ کردیا بعض انمین سے ملازم بادشاہ ہوگئے - اور بعض شجاع الدولہ کے پاس چلے گئے -

مرہٹونکی پشت گرمی سے وزیر کا انگریزون سے کوڑے کے مقام پر جنگ کرنا اور شکست پانا

شجاع الدولہ نے عماد الملک کی صلاح سے ملہار راو ہلکر کو تیس ہزار سوار کے ساتھ تیس ہزار روپیے روز پر جیسا کہ تفتیح الاخبار مین بیان کیا ہے بلایا - اور عماد السعادت مین لکھا ہی کہ ملہار راو کو بیس ہزار سوارونکے ساتھ مالوے سے بلایا اوس نے شجاع الدولہ کی دعوت قبول کی اور عماد الملک بھی چند آدمیونکو ساتھ لیکر تماشائیون کی طرح ساتھ ہوا - شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان او عماد الملک گنگا کو عبور کرکے مشرق کی جانب روانہ ہوئے - اس عرصے مین ملہار راو آپہونچا وزیر اپنا لشکر اور مددگارونکو ساتھ لیکر کوڑہ جہان آباد کی طرف چلے گئے - کرنیل کارنگ نے یہ خبر پاکر کہ وزیر جہان آباد کی طرف ہین اور وہ میجر فلیچر کے دستہ سپاہ پر حملہ کرنا چاہتے ہین بہت جلد کوچ کیا - اور میجر صاحب سے ملگیا - ۳ - مئی ۱۷۶۵ء کو کوڑے کے قریب خفیف سی لڑائی ہوئی مرہٹے انگریزی توپ کے سامنے نہ ٹھیر سکے توپونکے چھوٹتے ہی کوؤنکی طرح اڑگئے - عماد الملک بیچارہ کیا کرتا - وزیر کے پاس گو سپاہ تہی مگر بکسر کی شکست کا ہول اوس کے دلسے دور نہین ہوا تہا - غرض مرہٹے تو جمنا پار بہاگ چلے گئے - حافظ رحمت خان کا کچہ حال معلوم نہوا - گلستان رحمت سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ رحمت خان اول شجاع الدولہ کے ساتھ میان دوآب تک گئے - اور آخرکار امداد سے انکار کیا - مگر اوس تحریر کا منشا حافظ رحمت خان کو شکست سے بچانے کا ہی - اور ماثر الامرا سے ثابت ہوتا ہی کہ حافظ رحمت خان دریاے گنگ کے کنارہ متصل فرخ آباد تک شجاع الدولہ کے ہمراہ رہی - اور نواب احمد خان کے ثان اونکو پہونچا کر آپ اپنی ریاست کو لوٹ گئے - لیکن فرح بخش اور گل رحمت سے مستفاد ہوتا ہی

کہ آخر تک حافظ صاحب وہان موجود رہے الغرض شجاع الدولہ دوسری بار شکست کہاکر دریاے جمنا کو عبور کرکے قلعہ کالپی مین پناہ گزین ہوگئے۔ اور تمام کشتیون پر قبضہ کرلیا۔ انگریزی افسرون نے خیال کیا کہ وزیر قلعہ مین محصور ہوگئے ہین۔ اور کشتیون پر قبضہ کرلیا ہے۔ اب دریا سے کیسے اوتر سکتے ہین۔ اور بغیر عبور کے لڑائی ممکن نہین۔ آخر کار جوار کے سینکڑون گٹھے جمع کرکے اور رسون سے بندہواکر ایک دمدمہ طرح تیار کرلیا اور ایک توپ اور چند گولہ انداز اوسپر چڑہاکر قلعہ کالپی پر گولہ باری کرائی۔ وہ قلعہ کچہہ زیادہ مضبوط نہ تہا۔ اسلئے شجاع الدولہ بے استقلال ہوکر وہانسے بھاگ کر پھر فرخ آباد مین پہنچے۔ یہان شجاع الدولہ کا مقام بیشتر حیات باغ مین تہا۔ بعدازان فتحگڈہ مین ہوا۔ ایک روز پٹھانون سے یہ تجویز کی کہ اونہین قتل کرڈالین۔ کیونکہ اونکے باپ صفدر جنگ نے نواب احمد خان کے پانچ بہائیون کو قتل کیا ہے کہتے ہین کہ احمد خان نے یہ جواب دیا کہ ہماری قوم کا یہ کام نہین کہ دغا کرین۔ اگر فضل خدا سے اپنے دشمنونکو مارا ہے تو میدان مین مارا ہے ایکبار شجاع الدولہ اور نواب احمد خان مین اتفاق ملاقات کا ہوا۔ میر اکبر علی اوستاد نواب سعادت علی خان نے مصنف لوح تاریخ سے کہا کہ مین بھی اسوقت شجاع الدولہ کے ہمراہ تہا۔ نواب احمد خان نے کچھ اسلحہ سلاح خانہ سے منگوائے جن کی بہت تعریف ہوئی۔ بعد ازان جواہرات طلب کئے۔ ایک موتیونکا ہار جسکو قایم جنگ نے پہنا تہا سب کو بہلا معلوم ہوا۔ اور سب نے اسکی تعریف کی احمد خان نے وزیر کی گردن مین ڈالدیا شجاع الدولہ غصہ سے لال ہوگئے اور اوس ہار کو اوتار کر دیر تک ہاتہہ مین لئے رہے۔ اور ہر ایک دانے کو گہما گہما کر دیکہا۔ بعدازان ہار کو تکیہ پر رکھکر اوٹھ کہڑے ہوئے۔ اور کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون۔ نواب احمد خان اور عماد الملک بھی اوٹھ کہڑے ہوئے۔ شجاع الدولہ فتحگڈہ کو روانہ ہوئے۔ اور آکر اپنے درباریون سے کہا کہ احمد خان نے بہت زیادتی کی کہ مجھے موتیونکا ہار بطور خلعت کے دینے چلا۔ دوسرے روز احمد خان ملاقات کے لئے گیا۔ دونون رئیس باہم بیٹھے۔ دایم خان جیلا احمد خان کی گود مین پلا تہا جو علی العموم چھوٹے نواب کے نام سے مشہور رہا۔ شجاع الدولہ نے پینے کے واسطے پانی مانگا۔ دایم خان نے کہا مین بھی پیونگا اوسوقت میان الماس خواجہ سرا پانی پلانے پر مقرر تہا۔ وہ خود صراحی و پیالہ لیکر آیا۔ شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ پہلے چھوٹے نواب کو پلاؤ۔ بعدازان خود شجاع الدولہ نے پیا۔ اوسوقت سے الماس علیخان دایم خان کی بڑی عزت کرتا تہا۔ اور آصف الدولہ سے دایم خان کو بکراؤن واقع پرگنہ ساکت اکبر پور ضلع کانپور کی جاگیر دلوائی۔

وزیر کا احمد خان بنگش کی صلاح کے مطابق انگریزون سے صلح کرنا

دوسری شکست پاکر وزیر فتح و فیروزی سے نہایت مایوس ہوگئے تھے۔ سیر المتاخرین مین لکہا ہے کہ وزیر افاغنہ وغیرہ سے چارہ کاری کی جستجو کرنے لگے۔ ہر ایک صلاح دیتا تھا۔ مگر چونکہ دلی بات کسی کی نہ تھی۔ وزیر کے دل مین جمتی نہ تھی آروِن صاحب نے تاریخ فرخ آباد مین بیان کیا ہی کہ حافظ رحمت خان اور نواب احمد خان نے اونکو صلح کی ترغیب دی نواب احمد خان نے جو طول طویل تقریر شجاع الدولہ سے انگریزون کے ساتھ مصالحت کرنے اور اونسے ترک عداوت کے باب مین کی تھی وہ کتاب سیر المتاخرین مین درج ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہی کہ تم چند معتمد ونکو ہمراہ لیکر دشمن پر حملہ کرو۔ اگر حیات مستعار باقی ہی فتح و فیروزی حاصل ہی۔ ورنہ عزت کے ساتھ جان جائیگی اگر یہ منظور نہو تو انگریزون کے پاس تنہا چلے جاؤ اونکے سارے کام عقل و جوانمردی کے ساتھ ہین۔ یقین ہی کہ تم سے کچھ دغا نہ کرینگے۔ اور تمہارے اکرام و احترام مین سعی کرینگے۔ یہ روہیلے تمکو بتوقع رفاقت مین رکہیں گے اور کچھ نکرینگے یون ہی سمجھاوینگے اور انہین کے ملک مین اپنا روپیہ امید و توقع مین برباد کرتے ہو۔ بکے نقصان مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ کا معاملہ ہوگا۔ یہ بات شجاع الدولہ کی بھی سمجھ مین آگئی گل رحمت مین لکھا ہی کہ حافظ رحمت خان نے اپنی طرف سے منشی ٹیک چند کو پانسو سوار و نکے ہمراہ شجاع الدولہ کے ساتھ کرکے بطور سفارت کے بھیجا۔ ۹ - مئی سنہ ۱۷۶۵ع کو شجاع الدولہ دس بارہ سوار ساتھ لیکر جرنیل کارنک کے لشکر مین آموجود ہوئے جرنیل صاحب نے استقبال کیا۔ اور وزیر نے پالکی سے اوترکر اونسے معانقہ کیا۔ اور جرنیل صاحب کے خیمے مین آئے شتاب رائے اور جرنیل صاحب نے نذر پیش کی اور مہمانداری و ضیافت کے تمام لوازم ادا کئے۔ اور راجہ شتاب رائے کی معرفت مراتب صلح طے ہوئے۔ شتاب رائے کو وزیر کی پاسداری زیادہ منظور تھی۔ کیونکہ وہ قبل اس واقعہ کے وزیر کا نمک خوار تھا اور بہنی بھادر کے ساتھ بتا ادہمی کے ذریعہ سے دوستی ... صلح ہوگئی۔ وزیر نے اطمینان حاصل کرکے انگریزون کے آنا اپنے نوکرون مین طلب کیا۔ وزیر کے اور جرنیل صاحب کے لشکر کے آدمی آپسمین ملنے اور ایک دوسرے کے یہان آنے جانے لگے۔ وزیر کو سپاہ انگریزی کی قواعد دکھائی گئی ...

نشانہ بازی سے نہایت متعجب ہوئے اور کئی ہزار روپئے انعام کے دئیے۔ لارڈ کلایو کے آنے پر مراتب
صلح کا آخری فیصلہ موقوف تہا۔ شجاع الدولہ جرنیل کارنگ کے ساتھ کشتی مین بیٹھکر بنارس مین نواب
نایت جنگ لارڈ کلایو کے پاس گئے۔ ۱۲۔ اگست کو شجاع الدولہ کے ساتھ مجلس منعقد ہوئی۔ شجاع الدولہ
کا اقتدار و اعتبار بالکل جاتا رہا تہا۔ انگریزون کے اختیار مین تہا کہ اونکی ساری ریاست اور ملک خود
چہین لیتے یا اونکو جن شرائط پر چاہتے ملک دیتے۔ مگر وہ ایسے ہمایون بخت تہے کہ اونکی ریاست گئی گنوائی
قایم رہی۔ اونہون نے بہت سا انگریزونکی عنایت کا شکریہ ادا کیا اور اس فیاضی کی تعریف کی۔
کہ اسقدر ملک اونکو عطا ہوتا ہے۔ بنا بر مصالح ان امور پر قرار پائی کہ شجاع الدولہ اپنی ملک پر کہ جو
اونکی قبضے مین پہلے تہا فرمانروائی کرین فقط الہ آباد اور کوڑے کے اضلاع بادشاہ کی مدد معاش کے
لئے دیدئے جائین۔ پچاس لاکہہ روپیہ اخراجات جنگ کے عوض مین شجاع الدولہ انگریزون کو اس تفصیل
سے ادا کرین کہ بارہ لاکہہ اسوقت نقد اور آٹھہ لاکہہ کے جواہرات۔
اور پانچ لاکہہ بعد ایک مہینے کے اور باقی پچیس لاکہہ باقساط ماہواری اسطرح کہ تیرہ مہینے کے عرصے مین
تاریخ عہدنامہ ہذا سے سب ادا ہوجائے۔ اور یہ روپیہ لارڈ کلایو صاحب اور اونکی کمیٹی کی رائے کے
نزدیک بہت تہوڑا تہا مگر اسوقت وزیر کا حال ایسا تہا کہ اگر اور روپیہ زیادہ لیا جاتا تو وہ غریبون پر
ظلم و ستم توڑتے۔ پہر اوس سے ملک مین فتور مچتا۔ نواب سے یہ بہی درخواست کی گئی کہ وہ اپنے ملک مین
انگریزون کی کوٹہیان ڈالنے دین اور انگریزون کو محصول معاف کرکے تجارت کرنے دین۔
اسپر اونہون نے کہا کہ اس شرط سے ملک مین امن و امان ہرگز نہین رہنے کا اور وہی فساد کہڑے
ہونگے جو بنگال اور بہار اور اڑیسہ مین ہو رہے ہین۔ غرض ایسی معقول تقریر کی کہ پہر لارڈ کلایو نے
شرائط صلح مین تجارت کے متعلق کوئی ایسی شرط مقرر نہ کی جس سے نواب پر بار پڑتا۔ یہ عہد و پیمان بہی
ٹہیرے کہ آپس مین ہم ایک دوسرے کے دوست اور دشمن کو دوست اور دشمن سمجہین۔ اور اگر
کسی پر دشمنون کا زور آن کر پڑے تو دوسرا اوس کی اعانت کرے۔ اور جو فوج اعانت مین
طلب کرے اوس کے مصارف کے واسطے صاحب فوج کو روپیہ دے۔ راجہ بلونت سنگہہ بنارس
کا زمیندار تہا وہ شاہ عالم اور انگریزونکی رفاقت کے سبب سے شجاع الدولہ کی خدمت سے مقصر
رہا۔ اور خائن اور نمک حرام یون مشہور ہوا تہا کہ بکسر کی لڑائی مین انگریزون سے مل گیا تہا۔
نواب کا مورچہ جو اوسکے سپرد تہا اوس مین انگریزی لشکر کو بلا لیا تہا۔ اور نواب کی شکست کا ایک یہ
بہی سبب ہوا۔ اوسکی تقصیرات کو شجاع الدولہ سے انگریزون نے معاف کرادیا۔ اور اونکی اطاعت

مین اور اپنی حمایت مین اُسے لیلیا اور یہ ٹھیرایا کہ وہ اپنے ملک کی جو پہلے زمینداری رکھتا تھا وہی زمیندار رکھے - اور جو زر مالگذاری دیتا تھا دے - غرض سب طرح عہدنامہ مقام الہ آباد مین ۱۶ اگست سنہ ۱۷۶۵ع کو مہر اور دستخط سے تیار ہوگیا میر قاسم اور سمرو کے حوالے کرنے کا تذکرہ نہوا - اسلئے کہ اب اون کا حوالے کرنا وزیر کے اختیار سے باہر تھا - البتہ یہ اقرار نواب سے لیلیا گیا کہ وہ اون دونون کو اور کسی مفرور انگریز کو اپنے ملک مین نہ آنے دینگے - اور جو انگریز فراری ہوکر اونکے ملک مین آئے گا اوسکو حوالے کردینگے -

وزیر کو زر معاہدہ انگریزون کو ادا کرنے مین دشواری پیدا ہونا اور تنگدستی کی وجہ سے چندہ کرکے اس رقم کا مہیا کرنا - بادشاہ کا بنگال اور بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی کی سند انگریزونکو دینا

سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ اب وزیر کو بجز ادا کرنے زر معہودہ نقد کے کسی قسم کی پریشانی نرہی - وزیر کے پاس اتنا روپیہ نہ تھا اس لیئے اپنے ہر ایک رفیق سے اوسکی مقدرت کے موجب مانگتے تھے - اپنی والدہ اور ساس اور بی بی اور سالون کو لکھا کہ اسقدر روپیہ داخل کرنے کے بعد میری رہائی ہوتی ہے مولف سیر المتاخرین کہتا ہے کہ مینے سنا تھا کہ جن جن لوگون سے جسقدر روپیہ مانگا اون مین سے کسی نے نصف کسی نے ثلث کسی نے ربع کا اقرار کرکے بہیجدیا تھا یہانتک کہ وزیر کی مان اور سالون اور غلامون اور نوکرون نے بھی چندہ کیا - وزیر کی بی بی کے پاس جسقدر نقد اور جواہر اور سونے چاندی کے برتن تھے اور اوسکی کنیزون کے پاس جو کچھہ زیور تھا یہانتک کہ ناک کی نتھنیون کو بھی مع موتیونکے وزیر کے پاس بہیجدیا - جب بیگم کو خوشامدی لوگ اس کام سے منع کرتے تو وہ جواب دیتی کہ جو کچھہ مجھے میسر ہے وہ وزیر کی سلامتی تک ہے اونکے بعد یہ مال و اسباب میرے کسی مصرف کا نہین شجاع الدولہ نے بھی بعد اس امتحان کے یہ عادت مقرر کرلی کہ جو کچھہ مصارف ضروری کے بعد پس انداز ہوتا اپنی بیگم کے حوالے کردیتے - نصف زر معہودہ کے سرانجام ہوجانے کے بعد باقی نصف کے لیئے جواہر گرانبہا تشخیص قیمت کے بعد انگریزون کے پاس رہن کردیا - فرح بخش مین لکھا ہے کہ انگریزون کے ذریعہ سے شجاع الدولہ کی بادشاہ سے بھی صفائی ہوگئی - بادشاہ کی مطلق مرضی نہو

کہ نواب کو پھر ملک ملے - مگر چونکہ ترحم ذاتی اور دشمنی تھا اس لئے ہمیشہ شجاع الدولہ کے حال پر مہربانی
کی نظر رکھی - نواب سے لارڈ کلایو نے ۵۰ لاکھ روپئے طلب کئے تو نواب اس زر کثیر سے گھبرا گئے - مگر کارنگ
صاحب اس بات سے خوش ہوئے اور نواب کو مبارکبادی دی اور کہا کہ تمہارا ملک تم کو واپس ملجائیگا نواب نے
کہا کہ مجھسے اسوقت میں تو اس رقم کا ادا ہونا مشکل ہے - جرنیل صاحب نے کہا کہ آپ غم نہ کریں آپ سے بہ سہولت
یہ روپیہ وصول کیا جائیگا اور خلوت میں سمجھایا کہ محاصل بنگالہ و عظیم آباد و اوڑیسہ کی بابت چھبیس ۲۶ لاکھ
روپئے سالانہ ہمنے بادشاہ کے لئے مقرر کئے ہیں اور بنارس وغیرہ ۱۰ لاکھ روپیہ سالانہ کے محالات
بادشاہ نے انگریزوں کو جاگیر میں دیئے ہیں لیکن اس وقت تمہاری تباہی پر رحم آتا ہی اسلئے بنارس ہم تمکو
دیتے ہیں - بالفعل صلاح یہ ہی کہ تیس لاکھ روپیہ کی رسید بادشاہ سے لکھا کر ہم کو دیدو اور ۲۰ لاکھ
روپیہ بابت محاصل بنارس کے حساب میں مجرا کرلیا جائیگا - اسطرح ساٹھ لاکھ روپیوں سے تمکو سبکدوش
کردیا جائیگا اور باقی پانچ لاکھ روپئے نقد جمع کرادو نواب کو اس بات سے فی الجملہ اطمینان تو پیدا ہوا مگر
بادشاہ سے ۳۰ لاکھ روپئے کی رسید حاصل ہونے کی توقع نہ تھی اور نہ نواب کو یقین تھا کہ انگریز بنارس سے
دست برداری کرینگے اسلئے نواب جانتے تھے کہ کارنگ صاحب کا مشورہ قریب الوقوع نہیں - بابت جنگ
یعنی لارڈ کلایو صاحب ۵۰ لاکھ روپئے بابت خرچہ جنگ مقرر کرکے بنارس کے چھوڑ دینے کی
چھٹی کارنگ صاحب کو دیکر کلکتے کو چلے گئے - جرنیل کارنگ اور شجاع الدولہ لارڈ کلایو سے رخصت ہوکر
بادشاہ کے پاس گئے منیر الدولہ رضا قلی خان - اور شتاب راے بھی اس مشورہ پر مطلع ہوکر بادشاہ کے
پاس گئے تھے تاکہ بادشاہ کے تئین شجاع الدولہ کو ۳۰ لاکھ روپیہ کی رسید دینے سے روکیں - مگر یہ دونوں
ابھی حضور میں باریاب نہیں ہوئے تھے لشکر میں مقیم تھے اور غافل تھے کہ شجاع الدولہ نماز فجر سے پہلے
در دولت دوشاہی پر پہونچ گئے - اور تسبیح خانے میں حاضر ہوکر کورنش بجالائے - حضرت نے نہایت
توجہ سے لارڈ کلایو کی ملاقات کا اور انفصال معاملہ کا حال استفسار فرمایا - نواب نے تمام حالات اول سے
آخر تک عرض کئے - اور گذارش کیا کہ بحالی ملک اور انگریزونکے ساتھ تصفیہ کا انحصار حضور کے تفضلات پر
ہے - بادشاہ نے فرمایا کہ ہمکو تمہاری پرورش سے مطلقاً دریغ نہیں جسمیں تمہاری بہبود ہو وہ کام
ہمارے منظور خاطر ہے نواب نے عرض کیا کہ ۳۰ لاکھ روپیہ کی رسید مرحمت ہو بادشاہ نے فرمایا
کہ لکھ لو چنانچہ نواب شجاع الدولہ نے اپنے ہاتھ سے لکھ لی بادشاہ نے صاد اور دستخط مزین
کردیا - نواب آداب اور شکریہ بجا لاکر رخصت ہوگئے - بعد اس کے منیر الدولہ اور راجہ شتاب راے
پہنچے اور بادشاہ سے لارڈ کلایو اور شجاع الدولہ کی ملاقات کا حال اور ۵۰ لاکھ روپیہ خرچہ جنگ پر

تصفیہ قرار پانے کا قصہ عرض کیا اور عرض کیا کہ حضور ۲۳ لاکھ روپیہ کی رسید نہ دین بادشاہ نے مسکرا کر فرمایا کہ شجاع الدولہ ہمارا موروثی خانہ زاد ہے ہمنے اوس کو ۲۳ لاکھ روپیہ بخشے منیرالدولہ اور شتاب راے تاسف کرتے ہوئے اوٹھکر چلے گئے۔ نواب نے ۲۳ لاکھ روپیہ کی تو یہ رسید اور ۲۰ لاکھ روپیہ کی بابت محاصل بنارس کی رسید لکھکر جرنیل کارنگ کے حوالے کر دی جرنیل نے بنارس کے واگذاشت ہونے کی سند نواب کو دیدی اور باقی کے پانچ لاکھ روپئے اور تین لاکھ روپئے اہلکاران کمپنی کے حق کے امداد کی بابت مانگے نواب کے پاس صرف تین لاکھ روپئے میسر آے نواب مجبور ہوکر شتاب راے کے ڈیرے پر گئے اور اوس سے روپیہ چاہا اوس نے دو لاکھ روپئے نذر کئے اور پچاس ہزار روپئے مدارالدولہ نے اور پچاس ہزار روپئے خان عالم نے دئے۔ اسپر بھی دو لاکھ باقی رہگئے۔ نواب سے اس موقع پر وصول نہو سکے اونکی بابت جرنیل کارنگ نے یہ انتظام کیا کہ ایک کپتان کو نواب کے ساتھ متعین کر دیا۔ اور ملک کی بحالی چٹھی اوس کے حوالے کر دی اور اوسکو حکم دیدیا کہ جب روپیہ وصول ہوجاے تو یہ چٹھی نواب کو دینا اور نواب کو اونکے صوبجات کی طرف رخصت کیا جو احسان کہ جرنیل کارنگ نے نواب شجاع الدولہ کے ساتھ کیا وہ قدرت بشری سے باہر ہے اسلئے کہ صرف زبانی جمع خرچ پر دو صوبے چھوڑ دئے ہیں۔ یہ بات خیال مین بھی نہین آتی تھی کہ دونون صوبے بغیر لڑائی نواب کو قبضہ حاصل ہو سکیگا۔ اور انگریز اس آسانی کے ساتھہ چھوڑ دینگے۔ اور نواب کی مروت کا کیا بیان ہو سکے کہ بعد اسکے جرنیل صاحب کے ساتھ نامہ و پیام کی رسم بھی جاری نرکھی تحفہ و ہدایا کا بھیجنا تو بڑی بات ہے۔ اور بادشاہ کی جو خدمتگذاری کی وہ بھی واقف کاران حالات پر مخفی نہین ہے کہ الہ آباد اور کوڑے کے اضلاع جو بادشاہ کے مصارف کے لئے مقرر ہوئے تھے اونپر قبضہ کر لیا۔ اور ۲۳ لاکھ روپئے جو انگریز بادشاہ کو سال بسال دیتے تھے وہ بند کرا دئے۔ اور نواب کی دوسری حرکات و سکنات بھی ظاہر ہین وہی کلام اس بیان مین کئی باتین صریح غلط ہین اسلئے ہم اونکی تردید سے قطع نظر کرکے کہتے ہین کہ شجاع الدولہ کے ساتھ معاہدہ ہو جانے کے بعد لارڈ کلایو نے شاہ عالم سے عہد و پیمان کرنے کی تجویز کی۔ اور شجاع الدولہ کو بھی اس مشورے مین شریک کیا۔ غرض یہ مجمع الہ آباد مین بادشاہ کے پاس جمع ہوا۔ اور مراسم تعظیم و تکریم ادا کئے گئے۔ شاہ عالم وزیر کی طرح ہمایون نہ تھے۔ وزیر باوجودیکہ انگریزوں کے قاتلوں کے بچانے والے اور پناہ دینے والے تھے مگر پھر بھی اونکے ساتھ جو رعایتین ہوئین وہ بادشاہ کے ساتھہ نہوئین اونکے حقوق پر نظر نہوئی۔ پہلے اونکو وزیر کا تمام ملک ملتا تھا وہ نہ ملا۔ اور اوسپر یہ اور طرہ ہوا کہ وہ چھبیس لاکھ روپیہ جو میر جعفر

میر قاسم نجم الدولہ پر محصول کا واجب الادا تھا جب انہون نے مانگا تو اوس کا جواب صاف لارڈ کلائیو نے کہدیا کہ اوس مین سے ایک روپیہ نہین دیا جائیگا اسلیئے کہ لڑائی کے سبب خزانہ بالکل خالی ہے۔ ان بہار اور بنگال اور اوڑیسہ کے صوبون مین سے پہلے شرایط کے موافق ۲۰ لاکھہ روپیہ سالانہ اور ساڑہے پانچ لاکہہ روپیہ کی جاگیر بادشاہ کی ٹھیری تھی۔ جاگیر کی نسبت بھی بادشاہ کو صاف جواب دیدیا گیا اسلیئے یہ صوبے ساڑہے پانچ لاکہہ روپیہ سالانہ کے بوجہہ سے بچ گئے۔ اگرچہ اسپر بادشاہ نے اپنی ناراضی ظاہر کی مگر کیا کرتے۔ بادشاہ اور وزیر دونون انگریزونکی جرأت اور جلاوت کے زیر دست اور اونکی فہم و فراست کے محکوم تھے۔ چار و ناچار قبول کرنا پڑا۔ الہکوڑہ اور الہ آباد کے اضلاع اونکو دیے گئے۔ اب لارڈ کلائیو نے بادشاہ سے عرض کیا کہ بنگال اور بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی ہمیشہ کیواسطے کمپنی کو دینے کی درخواست حضور کر چکے ہین عنایت ہو یہان کیا تھا سواے منظور کے اور کچھہ زبان سے نہ نکل سکتا تھا۔ حسب درخواست فرامین اسناد تینون ضلعونکی دیوانی کی کمپنی کے نام لکھہ کر دیدی گئی۔ اور تینون صوبون کی مالگذاری کے ۲۶ لاکہہ روپئے مقرر ہوکر قبولیت کمپنی کیطرف سے لیگئی۔ اور بادشاہی دفتر مین داخل ہوئی دو کہاٹکی میزون سے جوڑا بادشاہ کا تخت تھا جسپر انہون نے بیٹھہ کر ڈہائی کروڑ آدمیو نپر حکومت اور چار کرور روپیہ سالانہ آمدنی کا ملک سرکار کمپنی کو عطا کردیا یہ واقعہ ۱۲ اگست سنہ ۱۷۶۵ء کا ہے۔

گو کورٹ ڈائرکٹرز نے کبھی یہ ارادہ نہین کیا کہ کسی رئیس یا نواب کے ملک پر قبضہ کرے۔ مگر دشمنون نے انگریزی سلطنت کے قدم یہان جمادیے۔ فرانسیسیو نکے ساتھہ لڑائی۔ سراج الدولہ والی مرشدآباد کی بیوفائی۔ شجاع الدولہ کی اولوالعزمی نے انگریزی کمپنی کی صورت اور حقیقت کو بدلدیا۔ اور تاجر سے حاکم بنادیا۔

شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو صلح جائیکی مضمون کا خط ٹیک چند کے ہاتھہ بھیجا اور اپنے قبائل کو طلب کیا۔ حافظ صاحب نے جو فرخ آباد مین مقیم تھے عامل بریلی کو لکھا کہ تم سامان سفر کا بندوبست کرکے حفاظت کیساتھہ اودہ کو بھیجدو۔ چنانچہ شجاع الدولہ کے اہل و عیال بریلی سے اختیار خان عامل کرور کی حفاظت مین لکھنؤ بھیجدیے گئے۔ سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے قلعہ چنارگڑھ کو قلعہ الہ آباد کے عوض مین انگریزون سے بدل لیا۔ اور بادشاہ کی خدمت مین ایک شخص کو نائب وزارت مقرر کرکے خود صوبہ فیض آباد کو چلے گئے۔ اور یہین سکونت اختیار کی لیکن قلعونکے مبادلے کی روایت صحیح نہین۔

شاہ عالم بادشاہ کا شجاع الدولہ کو ریاست صوبہ اودہ کی سند آل تمغا عطا کرنا۔ انگریزون کا نواب شجاع الدولہ کی تیاریونسے متوہم ہوکر اوسنے عہدنامہ کرنا کہ وہ ۳۵ ہزار سے زیادہ سپاہ نرکھینگے

جبکہ ۱۱۷۸ہجری مین بادشاہ الہ آباد سے کوڑہ مانکپور کو گئے تو شجاع الدولہ اوسنے ملنے کو آئے۔ اور وساطت کے لئے انگریزونکو ساتھ لائے۔ اور پچاس لاکھ روپئے نقد پیش کرنا مقرر کیے اور بادشاہ سے ملے۔ بادشاہ نے اپنا خاص لباس اور خاص پوشاک کا جواہرات اور دستار سلطانی اور تلوار جسکا قبضہ مرصع تھا اور مرصع کی ہوئی ایک ڈھال اور گھوڑا ہاتھی مع زرہ کے اور قلمدان جواہر نگار۔ عطا کیا اور فرمان آل تمغا کے لکھوا اور صوبہ اودہ کا بھی لکھوا دیا اور دس لاکھ روپئے نقد بخشی پھر شجاع الدولہ یہان سے رخصت ہوکر فیض آباد کو گئے۔ اور وہان عمدہ عمدہ عمارتین بنواکر نئی آبادی بسائی۔ یہ شہر بیان الملک کا آباد کیا ہوا ہی۔ اور آبادی اور عمارات کی ترقی شجاع الدولہ کے ہاتھ سے ہوئی۔ شجاع الدولہ نے انگریزون کی نقل پر فوجکو تیار کرنا شروع کیا۔ تلنگے اور جیلنگے مقرر کرکے توڑے دار اور چقماق دار بندوقون سے اونکو مسلح کیا۔ پٹھان اور شیخ اور مغل نوکرون کی تعلیم موقوف کردیا اور جدید سپاہ کی درستی شروع کی ستر ہزار کے قریب پیادے فی سپاہی دس دس روپیہ ماہوار مقرر کرکے پلٹنین بنائین۔ اور قواعد سکہائی۔ اور اونکو توڑےدار بندوق کی بجائے چقماق دار بندوقین دین اور سوار دکی بابت کہا ہی کم تھے اور چار روپئے تنخواہ پاتی تھی۔ اور بعض خواجہ سراون کو انگریزی فوج ہر ایک کے ساتھ چھ ساٹھ پلٹنین مع توپخانہ اسباب وغیرہ متعلقہ کے مقرر کیاں۔ اونکے نام یہ ہین۔ محبوب علی اور بسنت علی۔ شیدی بشیر۔ اور لطف علی عرف خواجہ لطافت۔ اور ۲۲ ہزار بندوقچیون کی جماعت علیحدہ مقرر کرکے اوس کا نام بانکے رکھا تھا۔ اور نو ہزار پیادہ برق انداز جو محبوب علی کے ماتحت تھے برق کہلاتے تھے۔ سیر المتاخرین مین انکی تعداد دس ہزار اور ملخص التواریخ مین

---

۱ مرات آفتاب نما ۱۲ ۲ سیر المتاخرین مین چہار تاریخ مظفری مین چھ سات پلٹنین لکھی ہین ۱۲
۳ دیکھو گل رحمت اور السعادت مین ان پیادونکا نام برق لکھا گیا ہے۔ اور سیر المتاخرین مین برق انداز بیان کیا ہے ۱۲

بارہ ہزار بیان کی ہی - اور تاریخ مظفری مین برق اندازونکی تعداد دس بارہ ہزار بتائی ہی جن مین پیادہ
اور سوار دونون تھے انکے پاس چقماق دار بندوقین تھین اور خواجہ بسالت کے سات ہزار پیادہ
بندوقچی نجیب کے نام سے مشہور تھے اور بسنت علی کے ساتھ چھ سات پلٹنین اور توپخانہ تھا اسکے
سپاہی جھنگی کہلاتے تھے - سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ چار یا پانچ ہزار نجیب مغل شاہجہان آبادی
تین کس بندرہ روپیہ ماہوار پر نوکر تھی اون مین تعلیم قواعد انگریزی کا اہتمام تھا گو اونکے پاس توڑہ دار
بندوقین تھین - مگر وہ اونکو نہایت پھرتی سے آگ اتبلاتے تھے - بلکہ وہ لوگ چونکہ شریف و نجیب تھے
اسلیے اونکی خاطرداری زیادہ تھی - اور فرح بخش سے ثابت ہے کہ امراو گرد نواب کر کے زیر حکم
تیس ہزار کے قریب سپاہ تھی - نواب کی سپاہ کو تنخواہ ماہ بماہ ملتی تھی - گمان پرکاش کا مولف کہتا ہی
کہ مجھے خوب یاد ہے کہ سولہا سولہا ماہ کی تنخواہ یکمشت خزانے سے دلوائی - چارون طرف پکار ہوگئی
کہ نواب وزیر نے شکست کے بعد بہت زور حاصل کر لیا ہے - شجاع الدولہ کے عہد مین سپاہیانہ کارخانہ تھا
دفتر تحریری عمدہ حالت مین نہ تہا - دفتر کے کاغذات مرتب نہ تھے اونکے دفتر کے متصدیون کو کوئی
پوچھتا بھی نہ تہا - نواب کی سرکار مین اٹھارہ ہزار ہرکارے نوکر تھے کہ نوین دن پونا سے اور
بارہوین دن کابل سے فیض آباد خبر آتی تھی -

۱۱۸۳ہجری مین کارپردازان کمپنی کو کچھ اندیشہ وزیر کی نیت سے باعث پیدا ہوا - کیونکہ بادشاہ
اونکے اختیار مین تھے اور وزیر چاہتے تھے کہ الہ آباد اور کوڑے پر قبضہ کر لین - اسلیے انگریزون کو
یہ امر ضروری متصور ہوا کہ ایک عہدنامہ جدید قرار پاے جسکی رو سے وزیر کی فوج ۳۵ ہزار
نفری سے زیادہ رہنے کی ممانعت ہو چنانچہ ۱۹ رجب ۱۱۸۲ھ مطابق [illegible] ۱۷۶۸ء کو مقام بنارس
مین وزیر سے ایک عہدنامہ ہوا - جسکا مضمون یہ تہا کہ نواب پینتیس ہزار فوج سے زائد نہ رکھینگے
اس مین سپاہ اور سوار اور چپراسی اور توپخانہ وغیرہ سب آگیا - اور اس مین دس ہزار سوار ہونگے اور
دس پلٹنین سپاہ پیدل کی جن مین صوبہ دار اور جماعہ دار اور حوالدار وغیرہ دس ہزار نفری ہوگی -
اور رجمنٹ نجیب کی پانچ ہزار سے زیادہ نفری نہوگی انکے پاس بندوقین ہونگی - اور پانسو سپاہ
توپخانے مین ہوگی اس سے زیادہ نہوگی - اور باقی نو ہزار پانسو سپاہ رنگروٹ یعنی فوج [illegible] ہوگی
انکی وردی اور ہتھیار سپاہ انگریزی کی مثل نہونگے - اور نواب نے یہ بھی وعدہ کیا کہ دس ہزار فوج
مذکورہ بالا کے اور کسی کے پاس ہتھیار انگریزی فوج کے مثل نہونگے - اور وعدہ اونکی قواعد
انگریزی فوج کی طرح ہوگی - اور یہ اقرار کیا کہ ۳۵ ہزار پیادہ و سوار کے علاوہ [illegible] اونکی پاس

اوس کو صرف کرینگے - اور اس شرط کی تعمیل تین مہینے کے عرصے مین تمام و کمال کر دینگے اور اپنی اقرار پر قرآن کی قسم کہائی -

نیابت وزارت کا خلعت سعادت علیخان ابن شجاع الدولہ کو بادشاہ کے ہان سے ملنا - بادشاہ کا مرہٹون کے اختیار مین ہو جانا - مرہٹون کا اونکو دلی کے تخت پر بیٹھانا

حسام الدین خان نے جو بادشاہ کا مختار رہتا وزیر الممالک سے دوستی پیدا کرلی - وزیر کو نجف خان سے ملال تھا اور وہ کورٹ کی انتظامات پر مامور تہا یہ بات وزیر کو ناگوار تھی لیکن اوسکو اوس خدمت سے معزول نہین کر سکتے تھے - آخرکار حسام الدین خان نے نقد پانچ لاکھ روپئے وزیر کی طرف سے بادشاہ کی خدمت مین پیش کئے - اور کورٹ کی خدمت محمد سعید خان کو دلادی - اور نجف خان کو معزول کرا دیا اونہین دنون سعادت علیخان حسام الدین خان کے ذریعہ سے خلعت نیابت وزارت سے مشرف ہوئے

ابہی تک بادشاہ الہ آباد مین تہا - سرکار کمپنی نے اونکو اضلاع الہ آباد اور کوڑہ دلادئے تھے - اور چھبیس لاکہہ روپیہ سالانہ خرچ کا دیتے تہے - مگر بادشاہ کو دلی کا شوق لگا ہوا تہا - وہ اپنے باپ دادا کے تخت پر بیٹھنے کا بڑا اشتیاق رکہتے تھے - مگر کچھ انگریزون کے احسانات کا پاس کرتے تھے کچھ نجیب الدولہ کے اختیارات سے ڈرتے تھے - جنکو احمد شاہ ابدالی مرہٹون کو پانی پت کے مقام پر شکست دینے کے بعد دلی کا امیر الامرا مقرر کر گئے تھے - اسلئے وہ اس ارادے کو پورا نکرتے تھے -

سنہ ۱۷۶۱ عیسوی مین پانی پت کے مقام پر شاہ ابدالی سے مرہٹون نے شکست عظیم پائی تھی - اور مدت تک وہ خانگی جھگڑون اور نربدا کے جنوب مین لڑائی مین مصروف رہے - وہ اب پھر زور پکڑ گئے تھے - اور مغربی اضلاع ہند کو غارت کرتے تھے - اور اون کا یہ ارادہ تہا کہ روہیلون کو جنہون نے احمد شاہ ابدالی کی مدد کی تھی سزا سے واقعی دین - اس مطلب کو حاصل کرنے کو اونہون نے یہ تجویز کی کہ شاہ عالم کو دلی کے تخت پر بٹہا دین - سنہ ۱۷۷۰ء کے شروع مین نجیب الدولہ کا رشتہ حیات منقطع ہو چکا شاہ عالم الہ آباد مین تھے اور منیر الدولہ لٹیسے آزردہ خاطر ہو کر عظیم آباد کو چلا گیا تہا - بادشاہ نے اوسکو عظیم آباد سے واپس بلا کر اپنی سرکار کے تمام خرچ و کل کامون کا مختار بنایا اور اس نے عرض کیا کہ نواب وزیر شجاع الدولہ فیض آباد مین رہتے ہین - اور وہ یہان سے قریب ہے حضور وہان تشریف لے جائین تو مناسب ہے

اونکی اصلاح کے مطابق اون کاموں کا ارادہ کرنا چاہئے جو حضور کے مرکوز خاطر ہیں - بادشاہ نے قبول فرمایا اور الہ آباد سے کوچ کیا چند روز کے بعد فیض آباد کے پاس جا پہونچے وزیر نے اپنے بیٹوں کے ساتھ چند کوس کے فاصلے سے استقبال کیا - اور اونکی بیگمات بھی آداب استقبال بجا لائیں - شاہی متوسلوں کی بھی عمدہ طریقے سے خاطرداری کی اور تین لاکھ روپئے بادشاہ کی نذر کئے کچھ دنوں یہاں رہکر بادشاہ نے الہ آباد کو معاودت کی - اور یہان سے یاقوت خان نائب ناظر کو مرہٹوں کے پاس بھیجا اور قبل اوس کے سیف الدین خان کو اونکے پاس بھیج چکے تھے - بادشاہ نے اپنے خزانے سے تین چار لاکھ روپئے بھی مرہٹوں کے لئے نائب ناظر کے ساتھ کردئے تھے اور اونکو بہت سی رعایتوں کا امیدوار کیا تھا اور اقرار کیا تھا کہ جو کچھ غنیمت حضور میں پہنچے گی وہ آدھی مرہٹوں کو بانٹ دیجائیگی جب یہ امر طے پا چکا تو بادشاہ نے شاہجہان آباد کے چلنے کا عزم مصمم کیا اور الہ آباد سے بادشاہی ڈیرے بطور پیش خانہ کے روانہ ہوئے اور سراپردے عالم چند میں نصب ہوئے - بادشاہ نے منیر الدولہ کو الہ آباد کی حکومت پر چھوڑا - منیر الدولہ اور انگریز اس بات سے خوش نہ تھے کہ بادشاہ دلی کو جائیں - سرجنرل گورنمنٹ انگریزی نے شاہ عالم کو منع کیا مگر اونہوں نے نہ مانا - شجاع الدولہ کی بھی یہ مرضی نہ تھی - صرف حسام الدین خان کے مشورے سے یہ کام ہوا تھا شجاع الدولہ بذات خود بادشاہ کو اس ارادے سے روکنے کے لئے حاضر ہوئے اور انگریزی جرنیل بھی آیا - شجاع الدولہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور ایک سال اور توقف فرمائیں - میں بعد اس کے ساتھ چلکر دار الخلافت کا بندوبست کرونگا - جب بادشاہ نے اس عزیمت کو فسخ نہ کیا تو یہ بات قرار پائی کہ اپنی سرحد تک انگریز اور وزیر الممالک ساتھ رہیں - اور پھر رخصت ہو جائیں - وزیر کوڑے جہان آباد سے اپنے صوبے کو رخصت ہوئے جیسا کہ گیان پرکاش میں مذکور ہے - مگر آردن صاحب کی تاریخ فرخ آباد سے ثابت ہے کہ ۲۰ ربیع الاول سنہ ۱۱۸۵ ہجری مطابق ۲۰ جولائی سنہ ۱۷۷۱ء کو نواب احمد خان والی فرخ آباد نے انتقال کیا تو شاہ عالم الہ آباد سے دہلی کو جاتے ہوئے دوسرے روز مع پانچ ہزار ہمراہیوں و شجاع الدولہ اور دوسرے سرداروں کے موضع سریا پرگنہ بہاڑہ میں پہنچے - یہ موضع شہر فرخ آباد کے باہر گوشہ جنوب و مغرب میں واقع ہے - احمد خان کے بیٹے مظفر جنگ کی طرف سے تین لاکھ روپئے سات ہاتھی - گیارہ گھوڑے - بادشاہ کی نذر میں پیش ہوئے - اور ایک لاکھ روپئے نواب نجف خان کو دئے گئے - اور تاریخ مظفری سے مستفاد ہوتا ہے کہ شجاع الدولہ کی وساطت سے مظفر جنگ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا - اور یہ معاملہ طے پایا - بادشاہ نے مظفر جنگ کو فرزند بہادر کا خطاب دیا - اور احمد خان کا جانشین مقرر کیا - یہاں بائیس روز قیام کرکے شاہ عالم بینی گنج کی طرف جو ضلع مین پوری میں ہے

روانہ ہوئے جہان وہ تین مہینے تک مہاجی سیندہیا کے دہلی سے آنے تک مقیم رہی۔ وہان سیندہیا نے کو
بیس ہزار فوج اور پچاس ضرب توپ لیکر بہیجا۔ اور شریک ہوا۔ مرہٹے اور دلی کے امرا بادشاہ کو شان
و تجمل سے دلی کو لے گئے اور ۲۵۔ دسمبر ۱۷۷۱ء کو بادشاہ کو تخت نشین کیا۔

مرہٹون کی روہیلون پر چڑہائی وزیر اور انگریزونکی روہیلونکے بچانے کے لئے کارروائی

اس وقت شاہ عالم مرہٹون کے قبضے مین تھے مرہٹے جو چاہتے تھے کرتے تھے وہ صرف برای نام
بادشاہ تھے مرہٹون نے بادشاہ کو صلاح دی کہ ضابطہ خان کا ملک فتح کرین۔ علاوہ اس کے شاہ عالم
خود بھی ضابطہ خان سے خفا ہو گئے تھے۔ اور خفگی کیوجہ تنقیح الاخبار وغیرہ مین یہ لکھی ہے کہ بادشاہ کے
جلوس کی تقریب مین ضابطہ خان نے اپنا وکیل نہین بھیجا۔ اور تاریخ مظفری مین بیان کیا ہی کہ بادشاہ نے
نواب ضابطہ خانکو حکم دیا تھا کہ ملک سنتر بیہ سی دست بر داری کرین اور زر پیشکش نذر کرین اونہون نے
تعمیل نہ کی بلکہ بادشاہ کو یہ معلوم ہوا کہ ضابطہ خان فوج جمع کر رہے ہین اور دلی پر فوجکشی کا ارادہ کہتے ہین
دسوین شوال ۱۱۸۵ ہجری روز یکشنبہ کو بادشاہ قلعہ سے نکلے اور مادہوجی عرف مہاجی سیندہیا اور
تکوجی ہلکر اور بیساجی اور نجف خان کے اتفاق سے شرف الدولہ[1] نواب ضابطہ خان ابن نواب نجیب الدولہ
کے ملک پر چڑہائی شروع کی۔ ضابطہ خان نے کچھ دنون مقابلہ جاری رکھا۔ مگر آخر کار مقابلہ کی تاب
نہ لاکر بہاگ گئے۔ مرہٹون نے اونکے تمام خزانون اور اسباب اور کارخانون کی ضبطی کے علاوہ دو تین
کروڑ روپئے رعایا سے جبراً وصول کئے۔ اور ضابطہ خان کے اہل و عیال اور اونکے بیٹے غلام قادر خان
کو قید کر لیا۔ جبکہ حافظ رحمت خان وغیرہ روہیلون نے یہ خبر سنی کہ مرہٹون اور نجف خان نے گنگا
کو عبور کرکے نواب ضابطہ خان کے تمام ملک کو پامال کر ڈالا تو ان لوگونپر کچھ ایسی ہیبت چھا گئی کہ بغیر
کسی صدمے اور نقصان کے پہنچنے کے اپنے تمام عیال و اطفال اور مال و اسباب کو لاد کر ترائی کیطرف
دامن کوہ مین چلے گئے۔ اور نانک متہ مین جا پہنچے جو ہمالیہ پہاڑ کے دامن مین ہی۔ اور بریلی بہت سے
شمال کی جانب ۳۲ کوس کے فاصلے پر ہے۔ نواب ضابطہ خان بھی بہاگ کر جنگل کی راہ سے یہان

[1] انشای فیض بخش مین انکے نام کے ساتھ یہ خطاب مندرج ہی۔

آ گئے جسوقت حافظ خان کی شکست کی خبر سنی تھی تو روہیلکھنڈ کے سرداروں پر ایک سناٹے کا عالم گذر گیا تھا۔ اور اونہون نے جان لیا تہا کہ یہ نامبارک آغاز ہی دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہے اسلیے اون سب نے ایک رائے ہوکر یہ ارادہ کیا کہ شجاع الدولہ کو اپنا طرفدار بنائین کیونکہ روہیلکھنڈ مین مرہٹون کی ریاست جمنے سے اونکو بھی بڑا خوف ہے۔ شجاع الدولہ بھی مرہٹون کے روہیلون پر حملے سے نہایت مضطرب و بیتاب ہوئے اور جنوری سنہ ۱۷۷۳ء مین انگریزی کمانڈر انچیف سر رابرٹ بارکر سے جو الہ آباد کی راہ بڑھا اور شجاع الدولہ کی امداد کے لیے کمپنی کی فوج کا افسر مقرر تہا ملاقات کرنی چاہی اور ۲۰ جنوری کو وہ فیض آباد مین اوس سے ملے اور اوس کے آگے بیان کیا کہ مین بڑی خرابی اور سرگردانی مین ہون۔ اگر روہیلونکو مرہٹون نے روہیلکھنڈ سے نکالدیا تو ایک زبردست قوم سے ڈانڈا ملجائیگا۔ جس سے ہروقت اندیشہ اور خوف رہیگا۔ اور اگر روہیلے اپنے بچاؤ اور حفاظت کے واسطے مرہٹون کے شامل ہوگئے تو دو دشمنون سے زیادہ اور خوف و خطر کا آفت ہے۔ ان خرابیون اور برائیون سے نجات پانے کے لیے مینے یہ تدبیر سوچی ہی کہ مین سپاہ لیکر روہیلونکی ملک کی سرحد پر جا پڑتا ہون۔ وہان کچھ بہی سپاہ کا خوف دکھاؤنگا۔ اور کچھ حکمت عملی مین لاؤنگا تھوڑا ملک روہیلون سے بادشاہ کے لیے لونگا کچھ ملک اپنی سرحد کی حفاظت کے لیے اور کچھ روپیہ لونگا اوس مین سے کچھ مرہٹونکو دونگا کہ وہ روہیلکھنڈ چھوڑکر چلے جائین کچھ روپیہ اپنے پاس رکھونگا غرض یون بادشاہ اور مرہٹون سے مصالحت روہیلونکی دولت اور ملک سے خریدونگا۔ مگر میرے تمام مقاصد دلی جب تک حاصل ہونگے کہ میرے ساتھ انگریز ہونگے یعنی اونکے بغیر روہیلے میری بات کا اعتبار نکرینگے۔ اور نہ اوس کو مانینگے۔ کیونکہ حافظ رحمت خان شجاع الدولہ کو خدائی کا بے ایمان جانتے تھے۔ اگر وہ قرآن کا جامہ پہنکر آتے تو بھی اونہین جھوٹا جانتے۔ جنرل صاحب نے پریزیڈنسی کو شجاع الدولہ کی تدابیر سے مطلع کیا۔ پریزیڈنسی کو یہ ضروری منظور ہوا کہ وزیر کی مدد مرہٹونکے مقابلے مین کیجاتے۔ اسواسطے یہ تجویز ہوئی کہ انگریزی فوج قلعہ چنارگڑھ اور قلعہ الہ آباد مین رہے۔ اور ۱۳ فروری سنہ ۱۷۷۳ء کو مسٹر ہسٹنگز صاحب گورنر نے سر رابرٹ بارکر کو جواب لکھا کہ شجاع الدولہ کی تدابیر منظور ہین وہ جو مقصد دل مانگین اونہین دو اسغرض سے ۲۰ مارچ سنہ مذکور کو سر رابرٹ بارکر اور شجاع الدولہ کے درمیان قلعہ چنارگڑھ واقع زمینداری راجہ چیت سنگہہ پر فوج انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کے قابض رہنے کے باب مین عہدنامہ قرار پایا جسمین مفصلہ ذیل تین شرطین ہین۔

شرط اول اسوجہ سے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو نواب وزیر کو حفاظت ملک کے لیے مدد دینے

سہولت حاصل ہو نواب نے اوسکو قلعہ چنار گڑھ دیا کہ اونکے قبضے مین رہے - اور صرف اونکی فوج اوسمین رہے - اوس وقت تک کہ اوسکی ضرورت واسطے مدد دہی نواب کے یا واسطے ضرورت کمپنی کے بنظر حفاظت اضلاع بنگالہ و بہار واوڑیسہ مناسب و ضروری متصور ہو -

شرط دوم اگر کسی موقع پر انگریزی کمپنی کو اپنی فوج کے بلانے اور قلعہ چنار گڑھ کے خالی کر دینے کی ضرورت ہو تو قلعہ مذکور نواب شجاع الدولہ کے حوالے ہوگا - اور اسیطرح جب انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کی فوج دریاے کرمناسا کے مغربی جانب کوچ کریگی تو قلعہ مذکور ہر وقت اوس کے واسطے خالی رہیگا کہ اپنی مطلب براری یا اپنا قبضہ اوسپر کرے -

شرط سوم - جسقدر خرچ انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کا قلعہ چنار گڑھ کی مرمت یا بروج کے تیار کرنے یا میگزین واسلحہ خانہ و بارک وغیرہ کے بنانے مین ہوگا وہ سب روپیہ جب قلعہ حوالے ہوگا نواب ادا کرینگے - مگر یہ شرط ہے کہ خرچ چار لاکھ روپئے سے زائد نہوگا - اور اوس کے حساب کی جانچ اور صحت اشخاص مامورہ فریقین کرینگے -   اور دوسرا عہدنامہ قلعہ الہ آباد کے بارے مین قرار پایا جسمین ایسٹ انڈیا کمپنی نے دو شرطین منظور کین ایک یہ کہ شاہ عالم بادشاہ کی خوشی یہ ہوئی کہ نواب شجاع الدولہ کو قلعہ الہ آباد دیدیا جائے - جب کبھی اونکو مطلوب ہو تو جب شجاع الدولہ طلب کرینگے اوس کے دس روز کے بعد کمپنی کی فوج قلعہ مذکور خالی کرکے نواب کے حوالے کردیگی - دوسری شرط یہ کہ کمپنی کی فوج قلعہ الہ آباد مین اوسی طرح وزیر کی جانب سے رہے گی جسطرح بادشاہ کی جانب سے رہا کرتی تھی جب تک نواب شجاع الدولہ اوس سے طلب نہ کرین - یا جب تک کہ کمپنی مذکور کو ضرورت اوس کے خالی کر دینے کی بباعث روانہ کرنے فوج کے قبل طلب کے نہو اگر ایسا واقع ہوگا تو اوسکی اطلاع نواب کو وقت مناسب پر دیجائے گی - جب شجاع الدولہ نے اپنی درخواستین روہیلونکے پاس بھیجین تو اونہین ملک دینا پسند نہوا - اور اتنا وقت اس عہد و پیمان کی گفتگو مین گذر گیا - کہ ۳۰ ہزار مرہٹون نے گنگا پار کا ملک تاخت و تاراج کیا - اور نواب ضابطہ خان کے ملک پر قبضہ کرلیا - شجاع الدولہ بھی مرہٹون اور بادشاہ کی یورش کا حال سنکر اپنے ملک کی حفاظت کے لئے فیض آباد سے کوچ کر کے شاہ آباد ضلع ہردوئی کے مقام پر جو اونکی سرحد پر واقع تھا ٹھیرے - جنرل رابرٹ بارکر بھی مع انگریزی فوج کے اونکے ساتھ تھا - ضابطہ خان کو جب یہ حال معلوم ہوا - کہ شجاع الدولہ اپنے ملک کی سرحد پر شاہ آباد مین مقیم ہین تو حافظ رحمت خان کے پاس ترائی مین چار روز قیام کرکے نہایت مضطربانہ شجاع الدولہ کے پاس اسغرض سے چلے گئے کہ وہ سندھیا کی قید سے اونکے متعلقین کو رہا کرادین

شجاع الدولہ نے ضابطہ خان کو یہ جواب دیا کہ مین حافظ رحمت خان سے دو بدو گفتگو کر کے مرہٹون سے اس باب مین تحریک کرونگا ضابطہ خان نے حافظ صاحب کو متواتر خط لکھے کہ آپ یہان تشریف لایئے جرنیل صاحب نے شجاع الدولہ پر روہیلونکی حمایت کرنے کا تقاضا بہت کیا اور کہا کہ اون کا ضعیف ہونا مرہٹون کا قوی ہونا ہے - پھر اگر اونکی مراجعت مزید بھی لیجائے گی تو روہیلون کا ضعف قوت اونکو دوبارہ لانے کا ادہر ملک پر جائینگے وہ قبضہ کرینگے - اس اثنا مین شجاع الدولہ نے مرہٹون سے عہد و پیمان کی گفتگو شروع کی وہ شرطین ایسی غضب کی ہتین کہ جرنیل صاحب بھی سنکر گھبرا گئے - اور شجاع الدولہ کو اونہون نے لکہا کہ ان شرایط پر صلح ہرگز نہ کرنا مرہٹون نے شجاع الدولہ کی شرایط صلح والیسا لغو اور بیہودہ جانا کہ ہر دفعہ اوس مین کچھہ رد و بدل کی - اور آخر کو یہ گفتگو ہی موقوف ہو گئی اسی عرصے مین جرنیل صاحب کے پاس سلیکٹ کمیٹی کی چٹھی آئی کہ ہم کو یہ تحقیق معلوم ہوا ہے کہ برسات شروع ہونے سے پہلے مرہٹے اپنے ملک کو واپس جائینگے - اور روہیلونکے ملک مین وہ کسی طور سے نہ ٹھیرینگے کچھہ اونکو دینا اسلیئے کہ وہ واپس چلے جائین عبث ہے - یہ رائے اس بات پر مبنی تھی کہ مرہٹونکے ملک مین ا رکی حکومت کی ایسی حالت تھی کہ وہ ضرور بلائے جاتے -

حافظ رحمت خان نے اپنے بیٹے عنایت خان کو شجاع الدولہ کے پاس بھیجا اوس نے شاہ آباد پہنچکر شجاع الدولہ کے سامنے مرہٹونکے نقض عہد کا تمام حال بیان کیا - شجاع الدولہ نے دلجوئی کی اور کہا کہ مین حافظ صاحب سے بالمشافہ گفتگو کر کے مدد دینے کا اقرار کرونگا - اس مجمل جواب سے شجاع الدولہ عنایت خانکو ٹالکر اس فکر مین ہوئے کہ مجکو روہیلونکی مدد کر کے مرہٹون سے لڑنا بہتر یا ایسی ضعیف حالت مین روہیلکھنڈ پر قبضہ کرنا مفید ہے - مگر جب بارکر صاحب نے صلاح کی تو اونسے کہا کہ روہیلونکی مدد کرنا بہتر ہے - اور اوس نے بھی اس کام مین معاونت کی - اور کپتان ہارپر صاحب کو جو شجاع الدولہ کے پاس گورنر کیطرف سے بطور ایجنٹ کے رہتا تھا عنایت خان کے ہمراہ حافظ صاحب کو بلانے کے واسطے بھیجا - کپتان ہارپر حافظ صاحب کے پاس آیا اور جرنیل اور شجاع الدولہ کے خطوط اونکو دیئے - حافظ صاحب تین چار ہزار سپاہ کے ساتھ ہارپر صاحب کے ہمراہ ابتدا سے ۱۱۸۶ ہجری مین شجاع الدولہ کے پاس شاہ آباد کو روانہ ہوئے شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان سے چرب و شیرین باتین کر کے جرنیل صاحب کے روبرو اس مضمون کا اقرارنامہ لکھا لیا - کہ شجاع الدولہ لڑکر یا صلح کر کے مرہٹون کو روہیلکھنڈ سے نکالدین - اگر مرہٹے برسات کے سبب سے بلا فعل ملک سے چلے جاوین اور لڑکے جاڑون مین پھر

وہ لوگ روہیلکھنڈ کا قصد کریں تو اونکا مقابلہ اور اخراج بہر شجاع الدولہ کے ذمے رہیگا اسکے عوض مین روہیلون کے سردار چالیس لاکھ روپئے شجاع الدولہ کو یون ادا کرین کہ جب نواب وزیر شاہ آباد سے کوچ کر کے تمام اون خاندانون کو جو مرہٹون کے ہاتھ سے برباد یہ گردی کر رہی ہیں اپنے گہر ان مین آباد کرین تو دس لاکھ روپئے اونکو دئے جاینگے اور باقی تیس لاکھ روپئے تین برس مین ادا کئے جاینگے اور سال ۱۱۸۷ فصلی سے شروع ہو اس قرارنامے پر سر رابرٹ بارکر کے دستخط پختگی کے واسطے کرائے گئے ۔ یہ اقرارنامہ ۱۷ جون ۱۷۷۲ء مطابق ۱۱ ربیع الاول ۱۱۸۶ ہجری کو تیار ہوا ۔ سر رابرٹ بارکر نے سلیکٹ کمیٹی کو چٹھی لکھی کہ کل بین حافظ رحمت خان اور وزیر سے ملا اور میرے سامنے تمام عہد پیمان پر مباحثہ ہوا ۔ حافظ رحمت خان نے جو چالیس لاکھ روپئے نواب وزیر کو اس بات کے لئے دینے کا اقرار کیا ۔ کہ مرہٹون کو اونکے ملک سے خارج کر دین اور اونکے تمام آوارہ گرد خاندانون کو اپنے گہران مین آباد کر دین ۔ اونمین سے بیس لاکھ روپئے سرکار کمپنی کے ہاتھ لگینگے اور شجاع الدولہ سے یہ بات بھی ٹہیری ہی کہ روہیلے اپنا ایفائے عہد نکرین تو وہ پچاس لاکھ سرکار کمپنی کو اس بات کے دینگے کہ وہ مدد کر کے روہیلونکے اوس ملک پر جسکا نام حافظ رحمت خان کا ملک ہے قبضہ کرا دی کمیٹی نے سر رابرٹ بارکر جواب دیا کہ چالیس لاکھ روپئے کے آدہے تم اس بات کے لئے منظور کر لو کہ مرہٹون کا اخراج روہیلون کے ملک سے کیا جاییگا ۔ مگر دوسری شرط شجاع الدولہ کی ہرگز منظور نہ کرتا ۔

چالیس لاکھ روپیونکے تمسک کی بابت مزید تحقیقات اور کتب تواریخ کے اختلافات کی تنقیح

اس عہد نامے کے واقعات اور روپیونکی تعداد کو تاریخ کی کتابون مین مختلف طور پر بیان کیا ہی جو کیفیت اصلی تھی وہ تو ہمنے اوس عہد نامے کی نقل سے مطابق کر کے بیان کر دی اون مختلف روایات کو بھی رد و قدح کے ساتھ یہان ذکر کرنا ضرور ہی تاکہ اشتباہ باقی نرہے ۔

(**الف**) عماد السعادت مین سفر رام گہاٹ کے ضمن مین بیان کیا ہی کہ جب مرہٹونکو دکن سے یہ خبر پہنچی کہ نراین راو مارا گیا اور اوس کا چچا رگناتھ جسکا عرف راگھوبا ہے اوسکی جگہہ مسند نشین ہوا ۔ تو یہ دکن کی واپسی کے لئے مضطرب ہوئے ۔ شجاع الدولہ کو پیام دیا کہ دکن مین یہ واقعہ گذرا ہی

اب ہم یہاں نہین ٹہر سکتے - اگر آپ ایسا کرین کہ ساٹھ لاکھہ دیتے اپنے پاس سے عطا کرین اور ساٹھ لاکھہ روپئے روہیلون سی دلوادین تو ہم دو آبے کے ملک کو جو حافظ رحمت خان اور دوندے خان غیرہ سے فتح کیا ہے آپ کو دیدینگے - اگر دہیلے ساٹھ لاکھہ روپیہ دینے سے انکار کرین تو پھر آپ ہم سے متعرض نہون ہم اون سے خود وصول کرینگے - بلکہ تہوڑے عرصہ مین ہم اس ملک سے اونکی بیخ و بنیاد اوکہیڑ کر اونکا ملک بھی آپکے ہاتھ فروخت کردینگے - شجاع الدولہ روہیلونکی بربادی مروت سے بعید سمجھی اور حافظ رحمت خان کو بلاکر نشیب فراز سمجھایا اور کہا کہ مرہٹون کو روپیہ دیکر اونکی آفت کو ٹال دینا چاہئے حافظ صاحب نے ناداری کا عذر کیا - اور کہا بہزار خرابی مین چالیس لاکھہ روپئے بتدریج دے سکتا ہون اون مین سی نصف آپ دوینگا اور نصف دوسرے سرداروں سی دلاونگا - اب آپ کرور روپئے اپنے خزانے سے مرہٹونکو بہیجا دین ساٹھ لاکھہ ہی حساب سے اور چالیس لاکھہ ہماری طرف سی یہ چالیس لاکھہ دیتے بتدریج آپکو ادا کردونگا - شجاع الدولہ نے یہ بات منظور کی - اور مرہٹونکو ایک کرور روپئے دیئے - منتخب العلوم اور تاریخ مالوہ مین بھی اسی کے مطابق لکھا ہی -

(ب) مرات آفتاب نما مین لکھا ہی کہ حافظ الملک اور دوسرے پٹھان سردارون نے پچاس لاکھہ روپئے نقد انگریز اور شجاع الدولہ دونون کو مرہٹون کو نکالنے کی بابت دینے کا وعدہ کیا تھا -

(ج) مولف گلستان رحمت نے بیان کیا ہی کہ مرہٹون نے صلح کو اس شرط پر منظور کیا کہ چالیس لاکھہ روپئے اونکو دئے جائین - اور اونکے دلوانے کے ضامن شجاع الدولہ ہوجائین - نواب وزیر نے کہا کہ مین حافظ صاحب کی خاطر سے اس ضمانت کو قبول کرلونگا - اگر وہ مجکو چالیس لاکھہ دینے کا تمسک لکھدین یہ تمسک حافظ صاحب نے اور بھی سردارون کی صلاح لیکر لکھدیا سب نے وعدہ کرلیا کہ ہم روپیہ ادا کرینگے - غرضکہ جب شجاع الدولہ نے مرہٹون کو روپیہ دینے کا ذمہ لے لیا تو مرہٹے ملک روہیلکھنڈ کو چھوڑکر چلے گئے - حافظ صاحب بریلی آئے اور پانچ لاکھہ روپیہ اپنے خزانے سے شجاع الدولہ کے پاس بہیجا - اور جب اور سردارون سے روپیہ مانگا تو سب نے افلاس کا عذر پیش کیا اور کچھہ نہ دیا -

(د) جام جہان نما مین ذکر کیا ہی کہ مرہٹے ایک ماہ تک نجیب آباد کے علاقے کو لوٹ لاٹ کر صفر ۱۱۸۶ ہجری مین مرادآباد کے علاقے مین گہس آتے چونکہ برسات کا موسم قریب تھا - اور مرہٹونکو ملک اری کا دعوے نہ تہا - اور شجاع الدولہ مع لشکر انگریزی کے شاہ آباد مین موجود تھی اونکے ذریعے سے مرہٹون نے چالیس لاکھہ روپیہ پر روہیلونسی صلح کرلی - اور ربیع الاول مین بادشاہ اور مرہٹے گنگا سے اوتر گئے -

(ر) تنقیح الاخبار و تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ جب مرہٹون نے ۱۱۸۶ھ ہجری مین روہیلو نپر چڑہائی کی تو ذوالفقار الدولہ نجف خانکی معرفت جو مرہٹونکے ساتھہ تہا پچاس لاکھہ روپیو نپر صلح ہوگئی تھی۔

(س) اخبار حسن مین لکہا ہی کہ شاہ عالم نے سرداران مرہٹہ کو چالیس لاکہہ روپیہ کے وعدے سے اپنے ہمراہ لیکر نواب ضابطہ خان پر چڑہائی کی تھی۔ اور جب حافظ رحمت خان اور نواب فیض اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ نے بادشاہ کی خدمت مین عرضیان لکھین کہ نواب ضابطہ خان کا قصور معاف کر دیا جائے تو بادشاہ نے جواب دیا کہ چالیس لاکہہ روپئے دینے کا ہمنے مرہٹون سے وعدہ کیا ہے اگر اسقدر روپیہ نواب ضابطہ خان دین تو قصور معاف ہوسکتا ہے۔ چونکہ نواب ضابطہ خان مین اتنی استطاعت نہ تھی اسلئے حافظ رحمت خان اور نواب شجاع الدولہ کی ضمانت سے یہ معاملہ طے ہوا۔

یہ تمام بیانات واقع کے خلاف ہین یہان اتنی باتونکو ذہن نشین رکہنا چاہئے۔

(۱) اس مرتبہ کی یورش مین بادشاہ اور مرہٹون کی فوج نجیب آباد کے علاقے سے نکل کر روہیلکھنڈ مین نہین آئی تھی۔ پس جام جہان نما مین جو لکہا ہے کہ مرہٹے مراد آباد کے علاقے مین گہس آئے تھے اور فرح بخش مین کہا ہے کہ بادشاہ اور مرہٹے تین مہینے تک مراد آباد کے علاقے مین رہے تھے۔ یہ دونون قول صحت سے عاری ہین۔

(۲) بادشاہ نجیب آباد ہی سے دلی کو لوٹ گئے تھے[۱]

(۳) روہیلون کی جانب سے مرہٹون کو چالیس لاکہہ روپیہ دینے کا وعدہ نہین ہوا تہا نہ شجاع الدولہ مرہٹونکے پاس ان روپیون کے پہنچانے کے روہیلون کی طرف سے ضامن ہوئے۔ اور نہ نجف خان کی معرفت پچاس لاکہہ روپیو نپر مرہٹون اور روہیلونمین صلح ہوئی تھی۔

(۴) بادشاہ اور مرہٹے نجیب آباد کے ملک فتح کرکے شاہ جہان آباد کو اسوجہ سے نہین لوٹ گئے تھے کہ ان مین اور روہیلون مین معاہدہ اور مصالحت ہوگئی تھی۔ کیونکہ ایسا نہین ہوا تہا۔ بلکہ برسات کے قریب آجانے کی وجہہ سے بادشاہ اور مرہٹے معاملے کی بابت نامہ و پیام کئے بدون ہی ندی کی طغیانی کے خوف سے گنگا پار چلے گئے[۲]

(۵) ان چالیس لاکہہ روپیونکے دینے کا معاہدہ سفر رام گہاٹ سے پہلے واقع ہوا ہی یہ معاہدہ ۱۱۸۶ھ ہجری کے ابتدا مین منعقد ہوا تھا۔ اور سفر رام سنہ مذکور کے آخر مین وقوع مین آیا[۳]

---

[۱] دیکہو روہیلکھنڈ گزیٹیر ۱۸۸۱ء [۲] دیکہو مرات آفتاب نما ۱۲ سطر [۳] دیکہو فرح بخش ۴

عماد السعادت مین جو اسکو سفر رام گہاٹ مین سمجہا ہی یہ صحیح نہین۔

(۶) نواب ضابطہ خان کی بادشاہ سے صفائی مرہٹون کی بامردی سے ہوئی تھی۔ مرات آفتاب نما اور شاہ عالم نامہ مولفہ منشی منولال اور شاہ نواز خانی وغیرہ مین لکھا ہے کہ ۱۱۸۶ہجری مین نواب ضابطہ خان نے تکو جی ہلکر سے ملے اور اوس سے وعدہ کیا کہ مین تم کو کئی لاکھ روپئے دونگا۔ اگر بادشاہ سے قصور معاف کرادو۔ تکو نے حامی بھرلی۔ اور نواب ضابطہ خان نے تکو کی معرفت بیساجی اور مہادجی سے بھی تصفیہ کرلیا۔ تکو ضابطہ خان کو لیکر دلی کیطرف بڑہا اور بادشاہ سے اونکے عفو قصور کی درخواست کی۔ مگر پذیرا نہوئی اسلئے مرہٹون اور بادشاہ مین لڑائی ہوئی۔ چونکہ بادشاہی مختصر سا لشکر مرہٹون کی پچاس ہزار فوج کا نقطہ مقابل نہین ہو سکتا تھا آخر کار بادشاہ اور مرہٹون مین صلح ہو گئی ۲۔ شوال ۱۱۸۵ہجری کو مرہٹے نواب ضابطہ خان کے ہاتھ باندھکر بادشاہ کے حضور مین لیگئے اور قصور معاف کرایا۔ اور منصب میر الامرائی اور سہارنپور کی جاگیر دلادی۔ اس معاملے مین نہ حافظ رحمت خان کا احسان تہا نہ شجاع الدولہ کی منت

(۷) بادشاہ نے دکہنیون سے یہ وعدہ کیا تہا کہ جو کچھ ہم اور تم ملکر ملک فتح کرین اور غنیمت ہاتھ لگے آدہی ہماری آدہی تمہاری بادشاہ نے چالیس لاکھ روپئے مرہٹون کو دینے کا وعدہ نہین کیا تہا پس اخبار حسن مین جو لکہا ہے کہ بادشاہ نے مرہٹون کو چالیس لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کرکے اس مہم مین اپنے ہمراہ لیا تہا یہ غلط ہے۔

(۸) اصل واقعہ یہ ہی کہ حافظ رحمت خان نے ایک اقرارنامہ اس مضمون کا شجاع الدولہ کو لکھ دیا تہا کہ وہ اکر یا صلح کرکے مرہٹے تکو روہیلون کے ملک سے نکالدین۔ اور اگر موسم برسات کے بعد پہر وہ لوگ روہیلونکے ملک کا قصد کرین تو اونکا مقابلہ اور اخراج بہر شجاع الدولہ کے ذمے رہیگا اسکے عوض مین حافظ رحمت خان تین سال کے عرصے مین چالیس لاکھ روپئے شجاع الدولہ کو خرچہ جنگ کی بابت ادا کرینگے۔ اور اس اقرارنامے پر سر رابرٹ بارکر انگریزی کمانڈر انچیف کے دستخط بطور گواہ کے کرائے گئے تھے۔ اور یہ اقرارنامہ حافظ رحمت خان نے اور سردارون کے مشورے کے بدون لکھا تہا۔ مولف گلستان رحمت نے جو یہ لکھا ہی کہ اور بھی سردارونکی صلاح لیکر لکھا تھا یہ قول صحیح نہین اوس نے محض اس نظر سے یہ فقرہ لکھا ہے۔ کہ حافظ رحمت خانصاحب کی صفائی

دیکھو مرات آفتاب نما ۱۲

اور دوسرے روہیلہ سردار ذنکی کچھ ادائی ثابت ہو فرح بخش کا مولف لکہتا ہے کہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو چکنی چپڑی باتومین پہنچا کر چالیس لاکھہ روپئے کا تمسک لکہوا لیا اور وعدہ کیا کہ مین مرہٹون سی معاملہ کرادونگا - اور اونکی جنگ کو اپنے ذمے لیا - سبحان اللہ دکہنیون کے معاملے کا شجاع الدولہ سے کیا کام مگر حافظ الملک کے ہوش و حواس پیرانہ سالی کی وجہہ یا اجل کے قریب آجانے کے باعث سے بجا نہ تھے کہ بے سبب اپنے آپکو سرداران قوم سے مشورہ لئے بغیر شجاع الدولہ اور انگریزون کے پاس چالیس لاکہہ دیکر اونکے عوض مین دکہنیون کی بابت مقید اور مرتھن کرا دیا - نہین تو حافظ صاحب جیسے ذہوش فریب کہا کر اسطرح دام بلا مین کبہی گرفتار ہوتے -

بہرصورت بادشاہ اور مرہٹے موسم برسات کیوجہ سے خود بخود نجیب آباد کے ملک سے دہلی کیطرف چلے گئے - شجاع الدولہ کو مرہٹے کے لگانے مین اونگلی بھی نہین ہلانا پڑی - اور وہ لشکر مرہٹہ اور بادشاہ کی واپسی کی خبر سنکر فیض آباد کو کوچ کر گئے - شجاع الدولہ نے اپنی دستار سربستہ محمد الیچ خان کے ہاتھ مہاجی سیندہیا کے پاس بہیجی - اور اوس کو اس مضمون کا ایک خط لکھا کہ دکہن کے سرداران عالیشان عفت اور جوانمردی مین شہرہ آفاق ہین یعنی یہ لوگ کسی کی ناموس سے کام نہین رکہتے - بلکہ دشمن کی ناموس کی اپنی ناموس سے زیادہ حفاظت کرتے ہین - اور یہ لوگ عورتون اور بچون پر جور و جفا روا نہین رکہتے - مرد و پر سختی کرتے ہین - اسلئے آپ کو لکھا جاتا ہے کہ ضابطہ خان تقصیر وار ہین نہ اونکے جورو بچے - یہ بھی ممکن نہین کہ نواب موصوف اپنے جورو بچونکی محبت مین آپکے لشکر مین حاضر ہو جائین - کیونکہ اونکو وہان جانے مین اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہے - پس اونکا آپکے لشکر مین آجانا آپنے کیسے متصور کیا ہے - اس صورت مین اونکے زن و فرزند کے قید رکہنے مین کیا فائدہ ہے اسلئے مناسب یہ ہی کہ اپنی قوم کے عمدہ شیوے کی رعایت ملحوظ کرکے اون قیدیونکو یہان پہنچا دیا جاتے - اس مین آپ کی بلند نامی متصور ہی اور اگر کسی وجہ خاص سی اس موقع پر دستور قدیم کی رعایت خلاف طبیعت معلوم ہو تو میری سفارش کو قبول کرکے اونکو رہائی دیجئے اور اس تحریر کو عالم دوستی مین پہلا امتحان تصور کرکے ہم کو شکر گذار بنائیے - فرض کیا کہ نجیب الدولہ نے آپکی قوم کے ساتھ بدسلوکی کی ہے لیکن آپ اپنی نیک عادت کو نچہوڑئیے - سیندہیا نے اس دستار اور تحریر کی بڑی عزت کی - اور پیشوائی کرکے دستار کو سر پر رکھہ لیا - اور ضابطہ خان کے اہل و عیال کو اسباب سفر دیکر جو بریلی مین ضابطہ خان کے پاس پہنچ گئے -

شجاع الدولہ کا بینی بہادر کو فریب سے گرفتار کرکے نابینا کر دینا

تاریخ مظفری مین لکھا ہی کہ شجاع الدولہ بینی بہادر کی بعض حرکات نمک حرامی کی وجہ سے اون سے
ناراض تھے اور بوستان اودہ سے معلوم ہوتا ہی کہ نواب کے بعض مصاحبون نے بینی بہادر کی طرف سے
نواب کے دل مین عداوت کی جڑ جما دی تھی۔ چنانچہ نواب نے بغیر تحقیق اصلیت کے راجہ کی گرفتاری
کی تدبیر کی۔ اور ایک ہزار سوار ساتھ لیکر مقام باڑی سے بینی بہادر کی گرفتاری کے لئے لکھنو کو متوجہ ہوے
اور اس مسافت کو راتون رات قطع کرکے راجہ کے لشکر مین داخل ہوے۔ راجہ نواب کی آمد کا حال سنکر
اپنی خرگاہ سے پیشوائی کو نکلا اور اشرفیان نذر دکھائین۔ چونکہ راجہ کے تحت مین تمام مغلیہ سپاہ تھی اور
پیادہ و سوار کی ایک جماعت کثیر رکھتا تھا اس لئے نواب نے بظاہر تمامت شروع کی اور حکمت عملی سے
ساتھ اوسکو گرفتار کرنا چاہا اوس کے حال پر نہایت شفقت و مہربانی کرکے اوس کے خیمے مین ٹھیر گئے
اور فرمایا کہ مجھکو بھوک ہی کچھہ کھانا منگا ... راجہ نے اپنی رسوئی مین سے کھانا منگواکر کھلایا۔ نواب نے
دنیا... راحت کی جبکہ دوپہر کی گرمی کم ہوگئی۔ اور دن ڈہل گیا تو شکار کے حیلے سے سوار ہوے اور
چلتے وقت راجہ کو باصرار اپنے ہاتھی پر خواصے مین بٹہایا کہ چلو آج کا شکار دیکھنے کے قابل ہی۔ راجہ
جانے سے انکار کرتا تھا۔ مگر نواب نے نہ مانا۔ جبکہ اپنے لشکر کے قریب پہونچے تو اپنے مصاحبون مین سے
ایک شخص کو خواصی مین بلالیا۔ اور راجہ سے کہا کہ تم کو تکلیف ہوتی ہی تم اس عماری وا ہاتھی پر سوار ہولو۔ اگرچہ
راجہ... سے اون کا مافی الضمیر سمجھہ گیا۔ مگر حکم کی تعمیل کی۔ جب راجہ عماری مین بیٹھہ گیا تو ہاتھی بان کو
نواب نے حکم دیا کہ تمام عماری پر غلاف ڈھکدے اور فیض آباد کو روانہ ہوے اور یساولون کو حکم دیا
کہ بینی بہادر کے لشکر مین جاکر سنادو کہ تم تمام حضور کے نوکر ہو ہمارے حکم سے اب تک اس بے دولت کے
ساتھ رہتے تھے۔ آج کہ یہ ناسپاس اپنی سزاے اعمال کو پہنچا تم کو بھی چاہئے کہ شکر الہی بجالاؤ اور راجہ
کے تمام ... مال کی محافظت حکم ثانی تک کرتے رہو۔ انشاء اللہ تمھارے ساتھ اچھی رعایت کیجائیگی
یساولون نے حکم جاکر سنایا تو سب نے کلمۂ دعا و کر بار تسلیم خم کیا۔ لیکن مغلیہ فوج راجہ کی گرفتاری سے رنجیدہ ہوئی
ہر ایک ... باندھ بھاگنے لگا۔ حتی کہ ہتیار اور گھوڑے بھی چھوڑ ہوڑ گئے۔ القصہ راجہ کا تمام نقد وجنس
ضبط ہوگیا۔ راجہ کے اصطبل مین اسپ خاصہ ۱۲۰۰ تھے۔ ایک سو اسی ہاتھی تھے۔ شجاع الدولہ نے
راجہ سے فرمایا کہ تم کہتے تھے کہ جس کو قید کرے ایسا نہ چھوڑے کہ پھر کسی قابل ہو اور مقابلہ کرسکے اس سبب سے
محمد قلی خانکو مروا ڈالا۔ وہی پاداش تمکو دیتا ہون۔ اور راجہ کو اندہا کرادیا[1]۔ راجہ بینی بہادر ایک برہمن تہا

[1] دیکھو گیان پرکاش ۱۲

بیسواڑہ توابع اودہ کا رہنے والا راجہ رام نراین دیوان نواب شجاع الدولہ کی خدمت مین آمد و شد
رکھتا تھا رام نراین نے اوس کو اپنا مصاحب بنا لیا نہایت کفایت اور امانت سے کام کرتا تھا اوسکی
دیانت و امانت کی شہرت تمام مین ہوگئی - مہا نراین پسر کلان رام نراین نے اوس کو باپ سے لیکر اپنے
پاس رکھ لیا اور اپنے تمام کامون کا مختار کر دیا - رام نراین کے بعد دیوانی کا تمام کام مہا نراین سے متعلق
ہوگیا مہا نراین چونکہ عیاش اور آرام طلب تھا رات کو لہو و لعب مین اور دن کو سونے مین مصروف رہتا
تہا اس لئے نواب شجاع الدولہ اوس نہایت آزردہ تھے - مگر اوس کی قدیم الخدمتی کی وجہ سے اس کو جدا
نہ کرتے تھے سب کام بینی بہادر کرتا تھا - ایک دن تین لاکہ روپئے نواب نے منگائے مہا نراین نشہ
مین مست پڑا ہوا تہا جو بدا کئی بار آیا اور گیا مگر کام نہ چلا نواب کو اسوجہ سے غصہ آیا - بینی بہادر نواب کے
پاس گیا - اور عرض کیا کہ اگر تین دن کی مہلت مرحمت ہو - اور سو و مقیدی دو روپیہ منظور کیا جائے -
اور خیر آباد کی نظامت فدوی کو دیجائے تو روپیون کا انتظام کر کے حاضر کرے - پھر پرگنہ خیر آباد سے
یہ روپیہ وصول کر کے مہاجن کو دیکر رسید خزانے مین داخل کر دیجائے گی - نواب نے اوس کی عرض
قبول کر کے خلعت فاخرہ بخشا - راجہ نے دوسرے دن ہی زر مطلوبہ عصر کے وقت حضور مین پہونچا دیا
اس لئے بینی بہادر تمام مقربون سے بڑھ گیا - اور اس کے بعد مہا نراین عہدہ دیوانی سے معزول ہوکر خانہ نشین
ہوا - اور اوس کے گذارے کے لئے چالیس ہزار روپیہ کی جاگیر مقرر ہوگئی اور بینی بہادر راجگی کے
خطاب کے ساتھ مخاطب ہوکر عہدہ دیوانی پر فائز ہوا اور اس سے بھی گذر کر نائب اور مختار مہمات
مالی و ملکی کا ہوگیا -

چیت سنگھ ولد بلونت سنگھ راجہ بنارس کے ساتھ معاہدہ

جبکہ شجاع الدولہ نے انگریزونکے ہاتھ سے بکسر مین شکست پائی تھی تو بلونت سنگھ زمیندار بنارس جو شجاع
الدولہ کے ہمراہ تھا بادشاہ کے ساتھ انگریزی فوج مین چلا گیا - بموجب فرمان بادشاہ کے ۱۷۶۴ء مین
اوسکی زمینداری اور اضلاع غازیپور اودھ سے گورمنٹ انگریزی کے پاس منتقل ہو - مگر کورٹ آف
ڈائرکٹرز نے اس تجویز کو وقت طلب اور بے سود ہونیکی وجہ سے نامنظور کیا اور اسواسطے شجاع الدولہ ۱۷۶۵ء
مین اپنے ملک پر بحال رہے - علاقہ بنارس اور اضلاع غازیپور بھی دوبارہ وزیر کو دے گئے اور سرکار کمپنی
نے وزیر سے یہ شرط مقرر کر لی کہ راجہ کو اوس کے علاقہ پر قابض رکھین - بشرطیکہ راجہ جسقدر مالگذاری سابق
مین ادا کرتا تھا اوسی قدر ادا کرے - بلونت سنگھ اکیس لاکھ اٹھانوے ہزار چارسو انچاس روپیہ خراج کے

نواب وزیر کو دیتا تھا۔ سنہ ۱۷۶۱ء میں بلونت سنگھ نے وفات پائی تو شجاع الدولہ نے چاہا کہ راجہ کے خاندان کو بیدخل کر دے۔ مگر گورنمنٹ انگریزی نے نامنظور کیا۔ اور چیت سنگھ پسر بلونت سنگھ کو جانشین کرایا۔ اور نواب سے ایک سند مرقومہ ۱۸۔ جمادی الاخری سنہ ۱۱۹۰ ہجری مطابق ۲۔ ستمبر سنہ ۱۷۷۳ء اپنی ضمانت پر لوائی چیت سنگھ کو اوس خراج پر جو اوس کا باپ وزیر کو دیتا تھا ڈھائی لاکھ روپئے اضافہ کئے۔ نواب نے اس سند میں تحریر کیا کہ اگر تم اپنی فرمانبرداری پر قایم اور ثابت قدم رہوگے اور مالگذاری دیتے رہوگے تو تمھارا ملک تمھاری رعیت اسباب سے بچی رہیگی۔ بحکم خدا و قرآن شریف و امام پاک یہ عہدنامہ جو میرے اور میرے وارثون کے اور تمھارے اور تمھارے وارثون کے درمیان ہوا ہی اس سے کبھی انحراف نہوگا۔

شجاع الدولہ کے بہکانے سے عنایت خان کا اپنے باپ حافظ رحمت خان سے بغاوت کرنا

عنایت خان حافظ رحمت خان کا بڑا بیٹا اور ولیعہد تھا۔ حافظ صاحب کو اوس سے بہت محبت تھی تین چار لاکھ روپیہ سالانہ اوس کے لااوبالی مصارف کے لئے دیا کرتے تھے۔ اخبار حسن مین مذکور ہی کہ عنایت خان شجاع الدولہ کے ساتھ بہت پیار و اتحاد رکھتا تھا۔ اور شجاع الدولہ حافظ صاحب کی بربادی و خانہ ویرانی کے دلسے خواہان تھے اس لئے عنایت خان کو طرح طرح سے ترغیب و تحریص کرکے باپ کے ساتھ مخالفت اور بغاوت پر آمادہ کیا۔ چنانچہ سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین اوس نے حافظ رحمت خان سے بغاوت کی۔ اور آخر کار شکست و ذلت اوٹھاکر اپنے تمام متعلقین کو لیکر بغیر کسی سامان اور بندوبست کے شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا۔ شجاع الدولہ نواحی مین جو فیض آباد سے سات کوس کے فاصلے پر ہی مقیم تھے عنایت خان کی سنکر اپنے بیٹے سعادت علی خان اور مرتضی خان بڑیچ اور رحمت بہادر کو پیشوائی کے لئے بھیجا۔ عنایت خان شجاع الدولہ کے لشکر مین پہنچا۔ اور رات کو مرزا علی کے ڈیرے مین آرام کیا دوسرے دن شجاع الدولہ سے ملاقات ہوئی۔ اونھون نے خلعت اور شمشیر اور جیغہ اوس کو اور اوس کے دونوں بھائیون کو جو ہمراہ تھے بخشے اور اوسکی بہت خاطر کی۔ اور عنایت خان کے آنے کو غنیمت سمجھا اس لئے کہ شجاع الدولہ حافظ رحمت خان کے ملک کے فتح کرنے کی تاک مین تھے چنانچہ ایک دن اونھون نے عنایت خان پر اپنا مافی الضمیر اسطرح ظاہر کیا کہ ہمارا اسقدر قلیل ملک ایک لاکھ فوج اور کارخانون کے مصارف کیواسطے کافی نہین۔ اسلئے ہمارا ارادہ ہی کہ کوئی نیا ملک فتح کرین۔ اور یہ اشارہ حافظ صاحب

ملک کے فتح کرنیکی طرف تھا - عنایت خان معزعن کو پہونچ گیا اور اپنے دیرے پر آکر اپنے بہائیون سے بیان کیا کہ بالفعل یہان رہنا مناسب نہین - شجاع الدولہ کو روہیلکھنڈ کے فتح کرنے کا خیال ہے - شجاع الدولہ نے نوراہی سے کوچ کیا تو عنایت خان ساتھ تھا لکھنو داخل ہوئے - اور یہان آٹھ ہزار روپئے عنایت خان کو بھیجے - اور کہلا بھیجا کہ تھوڑے دنون کے بعد تمھارے مصارف کے لئے جائداد مقرر کردونگا - اور ایک ہفتے کے بعد شجاع الدولہ نے یہان سے سہی گہاٹ کیطرف کوچ کیا - عنایت خان بدون رخصت حاصل کئے اونکے لشکر سے جدا ہوکر روہیلکھنڈ کیطرف روانہ ہوا - یہ بیان گل رحمت کے مولف کا ہی - لیکن تاریخ بخش کا مصنف کہتا ہے کہ عنایت خان کے حال پر شجاع الدولہ نے ذرا بھی التفات نہ کیا - برس روز تک فیض آباد مین بڑی سختی سے گذر کی - آخر کار مجبور ہوکر پھر بریلی کو لوٹ گیا -

مرہٹونکے مقابلے کے لئے رام گھاٹ نامی گنگا کے گھاٹ واقع ضلع بدایون کی طرف روانگی

۱۱۸۶ہجری مین بیساجی پیشوا اور مہاجی سیندھیا عرف پٹیل اور تکوجی ہلکر نے بادشاہ سے نواب ضابطہ خان کی صفائی کرا کے نجف خان کے تین ہزار روپئے روزینہ بقوں لے پانچہزار روپیہ روز مقرر کرکے اپنے ساتھ لیا - اور روہیلکھنڈ کے سردارون کو بھی اپنے ساتھ ملانا چاہا تاکہ شجاع الدولہ کے ملک پر یورش کرین - مگر حافظ رحمت خان مرہٹون کو ایسا بے ایمان جانتے تھے کہ وہ ہزار قسمین کہاتے تب بھی حافظ صاحب اونکی بات کا اعتبار نہ کرتے - تفصیل اس اجمال کی گلستان رحمت سے اسطرح معلوم ہوتی ہی کہ مہاجی سیندھیا اور تکوجی ہلکر کا سفیر آیا اور اوس نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ ہمارا ارادہ ہی کہ شجاع الدولہ کے ملک پر حملہ کرین اگر آپ ہمارے ساتھ ہوجائین تو جو ملک ہاتھ لگے وہ آدھا ہمارا اور آدھا تمھارا ہے - اور اگر آپ کسی طرف نہ بولین اور گنگا پار ہونے مین ہمارے سامنے مقابلہ کرنے نہ آئین - اور ہمارے سفرمین حارج نہ ہون تو ہم چالیس لاکھ روپئے کا تمسک جسکے ضامن شجاع الدولہ ہین واپس دیدیدین - اور اگر دونون شرطین آپکو نامنظور ہونگی تو ہم آپکے ملک کو لوٹ کھسوٹینگے - اور آبادی کو ویرانہ بنا دین گے - اسپر حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ مینے یہ عہد کیا ہی کہ کبھی ہر گز فرنگیے ساتھ ملکر مسلمانون سے نہین لڑونگا اس لئے مین تمھاری شرائط ترغیب و تحریص مین نہین آتا - اور اپنے عہد کو نہین توڑنا اوس کا پھل خواہ کیسا ہی کڑوا ہو چکھنے کو مین موجود ہون - اور شجاع الدولہ کو سارے

اس ماجرے سے اطلاع دی اور لکھا کہ مین سپاہ لیکر بہت جلد میدان جنگ مین جاتا ہون - اور یہ صلاح
بتلائی کہ تمام گہاٹون کا انتظام کر لینا چاہیئے - اور اوس کے ساتھ یہ بھی درخواست کی کہ وہ چالیس لاکھہ روپیے
کا تمسک واپس کیا جاوے جس کا اب تک روپیہ مرہٹون کے پاس نہین بھیجا گیا ہی - اور نہ آیندہ ایسی حالت مین
مرہٹونکے پاس بھیجا جاوے گا - اسپر نواب وزیر نے سید شاہ مدن کو اپنا وکیل بنا کر حافظ صاحب کے پاس
بھیجا اور اس احسان اور منت کا شکریہ ادا کیا کہ سارے حال سے مجھے اطلاع دی اور لشکر لیکر آپ میری
مدد کو آتے ہین - اور وعدہ کیا کہ مرہٹونکو شکست ہونے کے بعد وہ تمسک واپس کیا جاوے گا - انتہی -
یہان یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہی کہ چالیس لاکھہ روپیہ کا جو تمسک حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ کو
دیا تھا اوس کا روپیہ مرہٹون کو دینا نہ ٹھیرا تھا - نہ اس قسم کا کوئی عہدنامہ مرہٹونکے ساتھ ہوا تھا اور نہ یہ
تمسک شجاع الدولہ نے مرہٹونکے حوالے کیا تھا صحیح روایت یہ ہی کہ حافظ رحمت خان نے مرہٹونکے
اخراج کے لئے خود شجاع الدولہ کو چالیس لاکھہ روپیہ تین سال کے عرصے مین معاوضۂ امداد کے طور پر
دینے کا اقرار کیا تھا - بہرصورت مرہٹونکی فوج ۱۱۸۶ ہجری مین روہیلکھنڈ مین گھس آئی - اس بار اونکی یورش
بدایون اور سنبھل اور مراد آباد کے علاقے مین تھی -

روہیلکھنڈ گزیٹیر مین لکھا ہی کہ پہلے مرہٹون نے ایک پیام روہیلون کے پاس اوس معاہدے کے روپیونکے
ادا کرنے کا جو لال ڈانگ کے محاصرے کے وقت صفدر جنگ سے ہوا تھا کہلا بھیجا - یہ پیام گویا لڑائی
کے واسطے ایک بہانہ تھا - اور فرح بخش کا مولف کہتا ہی کہ مرہٹون نے اوس تمسک کے چالیس لاکھہ
روپیون کے وصول کرنے کا حیلہ کھڑا کیا جو شجاع الدولہ نے روہیلون سے لکھا لیا تھا اور اپنے وکیل
حافظ رحمت خان کے پاس بھیجکر اون روپیون کا تقاضا کیا - اور حقیقت مین بایاب گہاٹونکی تلاش مین
مصروف تھے - روہیلونکی طرف سے اس کا کچھہ جواب نہ گیا - اور حافظ رحمت خان اور صاحبزادہ محمد یار خان
ابن نواب علی خان روہیلہ اور فتح خان خانسامان اور احمد خان پسر بخشی سردار خان اور محب اللہ خان
پسر دوندے خان اپنا فوجی سامان تیار کر کے روانہ ہوئے اور بسولی مین جا کر ٹھیر گئے - احمد خان بخشی
کی جاگیر مین اہرات کا علاقہ تہا اسلئے اوس کو آگے کو بھیجدیا تاکہ وہ سام گہاٹ پر پہونچکر گہاٹ کا بندوبست
اور کشتیونکی حفاظت رکھے اور مرہٹون کی فوج کو گنگا کے عبور کرنے سے روکے احمد خان گہاٹ
کے قریب پہونچا اسد پور مین ایک ۲۷ ذالحجہ ۱۱۸۶ ہجری کو مرہٹون کی ایک جمعیت نے گنگا اوتر کر اوسکی
فوج پر حملہ کیا اور بعد شکست تکو جی ہلکر بھی اپنی فوج کے ساتھ اس جمعیت کی مدد کو آگیا - اور احمد خانکو
گہیر لیا - اور وہ مغلوب ہو گئے تمام توپخانہ اور سارا مال و اسباب گہوڑے ہاتھی ضبط کر کے

[illegible]

۱۹۶ دیکھو [illegible] گل رحمت وغیرہ ۱۲

احمد خان کو اپنے کیمپ مین گنگا پار بھیجدیا - اب مرہٹے بکمال اطمینان کے ساتھ اس علاقے مین پھرنے لگے - حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ کو متواتر تحریر کیا کہ آپ حسب وعدہ مدد کیجئے - اور چونکہ مرہٹونکے یہ حرکات شاہ عالم بادشاہ کی مرضی کے خلاف تھی اسلئے اونہون نے بھی شجاع الدولہ کو دربردہ لکھا کہ اس قوم کا استیصال کر دینا چاہیے - بادشاہ کا دل مرہٹون سے مکدر ہو گیا تھا مگر وہ اونکے ہاتھ سے مجبور تھے اسلئے ذوالفقار الدولہ نجف خان کو اس جنگ مین بادشاہ کی جانب سے مرہٹون کا شریک ہونا پڑا - افاغنہ علی محمد خانی کے فتح کر لینے کے بعد ایکبار مرہٹون کا ارادہ خاص شجاع الدولہ اور انگریزون کے ملک پر چڑہائی کرنے کا تھا[1] -

شجاع الدولہ کو جسوقت مرہٹونکی یورش کی خبر پہنچی اوسی وقت انہون نے اپنے رفیق انگریزی حکومت سے مدد طلب کی اوسکے جواب مین سر رابرٹ بارکر اپنا بریگیڈ لیکر اودہ پہنچا - اور وہان سے شجاع الدولہ اپنی فوج لیکر انگریزی فوج کے ساتھ دو منزلیان کرتے ہوئے روہیلکھنڈ کی جانب روانہ ہوئے -

غلام علی آزاد نے یہان بڑی ڈینگ کی لی ہے - شجاع الدولہ کے لشکر مین ایک لاکھ پندرہ ہزار دو سواونکی تعداد درج کی ہے - جب دو سوا رونکی تعداد یہ تھی تو لشکر و بہیر کا حساب دس پندرہ لاکھ کا ہوگا - یہ بزرگوار آنکھین بند کر کے جو چاہا لکھ گئے ہین - لطف یہ ہے کہ کم فہم سی کو ان [illegible] ہین -

روہیلکھنڈ مین پہنچکر یہ حالت معلوم ہوئی کہ احمد خان بخشی ہلکر کی فوج مین گرفتار ہو گیا - اور مرہٹونکی فوج مع اپنے توپخانہ کے گنگا پار اوتر آئی - اس فوج کا بڑا افسر بساجی پنڈت تھا - حافظ رحمت خان اسوقت بسولی مین ہین - احمد خان کی امداد کے واسطے آگے بڑہنے کا ارادہ کر رہے ہین - اونکا منشا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس جھگڑے سے اپنی جان بھی بچے - اور شجاع الدولہ کے معاہدے کے روپیونکی ادا کرنے سے بھی کوئی حجت ہاتھ لگ جائے[2] - لیکن مستجاب خان مصنف گلستان رحمت کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ حافظ رحمت خان احمد خان کی رہائی کے واسطے بسولی سے روانہ ہو گئے تھے اور مرہٹون کی ایک ٹولی کو شکست بھی دے چکے تھے - مرہٹون کے گنگا پار اوتر آنے اور احمد خان کے گرفتار ہو جانے کی خبر سننے سے انگریزی فوج کو زیادہ کوشش کرنی پڑی - اور وہ مرہٹونکی زیادہ پیشقدمی کو روکنے کے لئے آگے بڑھی - مرہٹون کے چار ہزار سوار رام گھاٹ سے تھوڑی دنیا پور[3] کے گھاٹ پر گنگا کو عبور کرنے کی فکر مین مشغول تھے - لیکن انگریزی فوج کے پہونچتے ہی وہ لوگ

---

[1] دیکھو مرآت آفتاب نما و تاریخ مظفری [2] دیکھو روہیلکھنڈ گزیٹیر ۱۲ [3] ہٹن نے غرق پور لکھا ہے - مگر اصل دنیا پور مشہور ہے - ۱۲

دکھنی کنارے کو بھاگ گئی۔ اور انگریزی فوج نے دریا کے کنارے کنارے اونکا تعاقب کیا۔ اس جگہ سے بیساجی پنڈت اور ہلکر کی فوج علحدہ علحدہ ہوگئی۔ یعنی ہلکر کی فوج اس سے پہلے مرادآباد کی طرف روانہ ہو چکی تھی۔ اور بیساجی کی فوج گنگا کے دکھنی کنارے پر رہی۔ اسدپور کے پاس پہونچکر مرہٹوں کی فوج میں سے ایک گولا انگریزی لشکر میں آیا۔ اوس کے جواب میں ادہر سے ایسے گولے مارے گئے کہ اونکی توپ بند ہوگئی اور مرہٹوں نے اپنا کیمپ اوٹھاکر دوسری طرف کا راستہ لیا[۹]۔ اوس کے دوسرے روز حافظ رحمت خان شجاع الدولہ سے آکر ملے۔ اور جے پور بسی کہ نواب شہر کے مقابل گنگا کے کنارے پہ ٹھہرے[۱۰]۔ عماد السعادت میں لکھا ہے کہ اس سفر میں نواب شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان دونوں کے ہاتھی برابر رہتے تھے۔ اور حافظ رحمت خان نواب شجاع الدولہ کو نواب سلامت کہکر خطاب کرتے تھے۔ اور نواب شجاع الدولہ اونکو حافظ جیو کہتے تھے۔ اور یہ بات قرار پائی کہ انگریزی فوج بیساجی کے تعاقب میں روانہ ہو۔ اور شجاع الدولہ مع حافظ رحمت خان کے ہلکر کی جماعت کا تعاقب کریں۔ اس صلاح کے بموجب سر رابرٹ بارکر اپنی فوج لیکر رام گھاٹ کے روبرو کشتیوں کے ذریعہ سے گنگا کو عبور کرکے بیساجی پنڈت کے تعاقب میں روانہ ہوا جو ایک ایسے مقام سے جہان گھوڑے کی قسم تر ہو سکتی تھی[۱۱] گنگا کو عبور کرنے کی فکر میں تھا اور اوس کے ساتھ پندرہ ہزار سوار تھے۔ محبوب علی خان شجاع الدولہ کا فوجی افسر بھی برق ملین کے ساتھ انگریزی فوج کا شریک تھا۔ بیساجی بغیر کسی مقابلہ کے ایسا بھاگا کہ بدایون کی آخری حد تک کہیں ٹھیرا مسقدر اوس کا مال و اسباب انگریزی فوج کے ہاتھ لگا وہ لوٹ لیا۔ اور دوسرے دن سرحد بدایون تک یہ فوج اوس کا پیچھا کرآئی۔ یہان پر شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان آپس کے شکوک کے باعث یا معاہدے کے رو سے روہیلوں میں جھگڑا ڈالنے کے واسطے خاموش بیٹھے رہے۔ اور اپنی فوج کو کسی جانب بھی بڑہانیکی کوشش نہ کی۔ جب انگریزی فوج بیساجی کے تعاقب سے واپس آئی تو اونکے ذمے کا کام بھی اوسی کو پورا کرنا پڑا۔ چنانچہ سر رابرٹ بارکر نے اپنی فوج کو سنبھل کیجانب بڑہاکر ہلکر کی جماعت کو بھی بغیر کسی مقابلے کے روہیلکھنڈ چھوڑنے پر مجبور کیا۔ یہ بیان روہیلکھنڈ گزیٹیر کا ہے۔ اور گلستان رحمت و گل رحمت اور عبرت بخش وغیرہ فارسی کی تاریخوں کے خلاف ہے۔ اونمیں لکھا ہے کہ مہاجی سیندھیا کا انگریزی فوج اور شجاع الدولہ کی فوج نے تعاقب کیا اور تکوکی فوج کا پیچھا حافظ رحمت خان نے کیا۔ مگر تکو اس تیزی سے نکل گیا کہ حافظ رحمت خان کی سپاہ جو تھکی ماندی تھی اوس کا تعاقب نہ کر سکی۔ تکو کی فوج کا ایک حصہ سنبھل اور مرادآباد کو لوٹ لاتا کر غرہ محرم سنہ ۱۱۸۸ ہجری کو قصبہ ااار کے گھاٹ سے گنگا کو اوتر گیا جس قدر سپاہ روہیلوں کی گھاٹوں کی حفاظت کے لئے معین تھی اوسے خبر بھی نہ ہوئی ایسی

[۹] دیکھو روہیلکھنڈ گزیٹیر اسد [۱۰] دیکھو گل رحمت وغیرہ ۱۲ [۱۱] دیکھو عماد السعادت ۱۲

ہوشیاری سے مرہٹے نکل گئے اور ضونکو جس کے سفاقب حافظ رحمت خان بہے چھپوند کے قریب گنگا کو
عبور کرگیا حافظ رحمت خان تکو کے تعاقب سے معاودت کرکے شجاع الدولہ کے پاس چلے آئے۔
اس کام کو پورا کرکے سنہ ۱۱۸۴ء مین شجاع الدولہ دہلکہنٹ سے فیض آباد کو واپسی کے ارادے سے رام گہاٹ پر
اس نیت سے ٹہیر گئے کہ بعض وہیلہ سرداردن سے موافقت پیدا کرلین - احمد خان بخشی نے تکو کو ستر
ہزار روپیے دے کے لوٹ مار کی باتی - احمد خان اپنے لشکر مین پہنچا - اور حافظ صاحب سے ملکر اور شباش
حیلکر نواب شجاع الدولہ کے پاس گیا جو ابھی رام گہاٹ پر پڑے ہوئے تھے اور اون سے عہد و پیمان دین
و ایمان کی قسم کے ساتھ کرکے رخصت ہوا - شجاع الدولہ نے احمد خان کو اپنی طرف سے نوابی کا خطاب دیا
اور خلعت اور ہاتھی اور پالکی عطا کی - شجاع الدولہ فیض آباد مین داخل ہوئے -

شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان مین جنگ پیدا ہونے کے اسباب

گلستان رحمت مین لکھا ہے کہ جب رام گہاٹ کی مہم مین مرہٹون کو شکست ہو جانے کے بعد نواب وزیر
اوده مین گئے تو حافظ رحمت خان نے اپنے سفیر واپسی تمسک کے لئے اون کے پاس بھیجے - اونہون نے
کانون پر ہاتھ دہرا کہ ہینے وعدہ واپسی تمسک کا نہین کیا مجھپر یہ تہمت ہے کہ شاہ مدن (جنکی معرفت
شجاع الدولہ نے مرہٹون کی جڑ ہائی کے وقت واپسی تمسک کا وعدہ کیا تھا) گواہی کے لیے بلائے
گئے - اونھون نے بھی کہا کہ واپسی تمسک کا وعدہ کیا گیا ہے - غرض سفیر حافظ صاحب کے بے نیل مرام
چلے آئے - اور سارا حال حافظ صاحب سے گوش گذار کیا - اس وقت شجاع الدولہ پرگنات اٹاوه اور
شکوه آباد سے مرہٹونکو نکال رہے تھے - حافظ صاحب نے اونکو لکھا کہ یہ پرگنے بادشاہ نے مجھکو جاگیر
مین دئے مین مین لشکر لیکر اونکا بندوبست کرنے جاتا ہون مجبوری سے مرہٹون کے ہاتھ مین وہ چلے گئے تھے -
اس کا جواب شجاع الدولہ نے یہ دیا کہ آپ کا دعوے ان پرگنونپر کچہہ نہین ہے مین انکو اوسی طرح اپنے قبضے مین
رکھونگا جیسے اور ملک مرہٹون کا فتح کرکے اپنے قبضہ مین رکھا ہے اس پر پھر حافظ صاحب نے کچھہ لکھا
اونھون نے جواب لکھا کہ پرگنون کی بابت پھر سوچونگا - اور جواب دونگا - بالفعل ۴۰ لاکھہ روپیہ
بابت تمسک کے ادا کیجئے یہ فقط بہانہ ملک روہلکہنڈ پر قبضہ کرلینے کے لئے تھا - ادہر اونھون نے سپاہ
کو جمع کرنا شروع کیا - حافظ رحمت خان نے اس کا جواب یہ دیا کہ جسقدر روپیہ آپنے مرہٹون کو دیا ہے
وہ مجھ سے لیجئے - اسوقت حافظ صاحب کی حالت اچھی نہ تھی - بڑے بڑے سردار ابنا ذکی لڑائیون مین

مارے گئے تھے جو باقی تھے اونپر اعتبار نہ تھا۔ شجاع الدولہ نے حافظ صاحب کی درخواست منظور کی
شاہ مدن سا شجاع الدولہ کے منہ پر یہ کہنا کہ واپسی ملک کا وعدہ کیا گیا ہے صحیح نہیں معلوم ہوتا۔
یہ شاہ مدن پیرزادے حضرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے
ہیں نہایت دانا اور خوش خلق تھے ابتدا میں صفدر جنگ کی مصاحبت میں رہتے تھے۔ اور اوسکے ہر ایک
مشورے میں شریک ہوتے تھے۔ صفدر جنگ کی وفات کے بعد الہ وردی خان مہابت جنگ ناظم
بنگالہ کے پاس چلے گئے وہاں بھی عزت کے ساتھ رہے۔ جب بنگالہ خراب ہوا تو پھر اودھ میں چلے آئے
شاہ آباد ضلع ہردوئی میں جو شاہجہانپور کے متصل ہے رہنے لگے۔ اور شجاع الدولہ سے توسل پیدا
کر لیا۔ شجاع الدولہ اونکی عزت کرتے تھے۔ پھر فالص پور میں جو لکھنؤ سے پانچ کوس پر ہے سکونت
اختیار کرلی۔ کیونکہ شاہ آباد کی سکونت میں اونکی نسبت شجاع الدولہ کو یہ شبہہ ہوتا تھا کہ یہ روہیلوں کی
دوستی اور جنبہ داری رکھتے ہیں۔ شاہ مدن کے ہاں ہر سال حضرت محبوب سبحانی کا عرس ہوا کرتا تھا۔
ہندوستان کے شہروں سے ہزاروں علما طلبا۔ مشایخ۔ پیرزادے آتے اور شریک ہوتے۔ ان سب
کی آمد ورفت کے مصارف شاہ صاحب کے یہاں سے ادا کئے جاتے۔ اور اونکو کھانا دیا جاتا۔
تین روز تک بڑا انبوہ رہتا تھا۔ اور صبح سے شام تک آدمیونکو جنس تقسیم ہوتی رہتی تھی۔ کئی نقال اس
کام پر مقرر رہتے تھے۔ بہت سے ننگے اور بیراگی بھی اس میں شریک ہوتے تھے۔ ایسے لوگوں کو سوائے
خوراک کے بھنگ چرس بوزہ بھی ملتا تھا۔ تیس ہزار کے قریب آدمی جمع ہوتے تھے۔ روہیلے بھی اونکی
پیرزادگی کی وجہ سے ہمیشہ تحفے بھیجتے رہتے تھے۔

عماد السعادت میں لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان کو شجاع الدولہ سے ملال پیدا ہو جانے کی بڑی
وجہ یہ تھی کہ دوآبہ گنگا و جمنا کے درمیان کا جسقدر ملک حافظ رحمت خان کا مرہٹوں نے دبا لیا تھا
اور مرہٹے دکھن کو چلے گئے تھے تو اوسپر شجاع الدولہ نے قبضہ کر لیا تھا۔ جبکہ شجاع الدولہ نے
حافظ رحمت خان کو لکھا کہ آپ وہ چالیس لاکھ دیتے جو مرہٹوں کی بابت آپکے ذمے ہیں اور آپکے
حافظ صاحب نے جواب دیا کہ میں تمام ملک روہیلکھنڈ کا مالک نہیں ہوں۔ دوسرے سردار بھی یہانکے
رئیس ہیں اول آپ اونسے طلب کریں۔ میں اونکو بہت کچھ سمجھایا وہ میری بات پر عمل نہیں کرتے۔ اون
روپیوں میں سے میرے حصے میں بیس لاکھ دینے ہیں تو اس کا تقاضا مجھپر کرنا آپ کو مناسب نہیں۔ کیونکہ
ملک دوآبہ جو میرا تھا اوسپر آپنے قبضہ کر لیا ہے۔ اور میں خاموش ہوں۔ اس قدر ملک اس تھوڑے سے
روپیے میں گران نہیں ہے۔ میں ایک روپیہ بھی نہیں دونگا۔ آپکا جو ارادہ ہو کیجئے میں مقابلہ کو حاضر

ہون - تو ابن دستگیری مین حروف تاکید کی بحث مین حافظ رحمت خان کے اوس خط کے دو فقرے
نقل کیتے ہین جو اونہون نے شجاع الدولہ کو جواب مین لکھا تھا اون فقرون سے حافظ رحمت خان کی راے
کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہی - کہ وہ دل سے صلح کے خواہان تھے - جنگ پر مجبوراً آمادہ تھی - وہ فقرے یہ ہین
اگر با صلح کیشان ہمرنگ حکم اللہ و اگر با ستیزہ و جنگ بسم اللہ - کتب تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ اگرچہ شجاع الدولہ کو روہیلون سے موروثی عداوت تھی - اور کبھی وقت وہ انکے شریک ہو جاتے تھے
تو وہ کسی خاص مصلحت اور تقاضاے وقت کے سبب سے ہوتا تھا مگر فی الحال سفر رام گھاٹ مین جو کہ روہیلون
نے شجاع الدولہ کے ساتھ عہد و پیمان [illegible] نہین کیا تھا - اور چالیس لاکھ روپیہ دینے مین حیلہ و حجت کرتے تھے
اسلیے شجاع الدولہ کے دل مین روہیلون کیطرف سے کینہ دیرینہ تازہ ہو گیا تھا[۱] - انکے علاوہ ایک امر تو
ایسا واقع ہو گیا تھا جسنے شجاع الدولہ کو روہیلون کے خون کا پیاسا کر دیا تھا - اولوالعزمی - ملک گیری
بہانہ جوئی - بے مروتی اونکی طبیعت مین پڑی ہوئی تھی - روہیلون کے ضعف اور انگریزون کے مختلف ارادون
کی مدد سے اونکو روہیلون کی بیخ کنی پر بخوبی آمادہ کر رہا تھا - اودھر روہیلون کا اتفاق بھی آپس کے نفاق
کی وجہ سے باطل ہو گیا تھا - وہ امر جو شجاع الدولہ کو روہیلون سے عداوت پیدا ہونے کا قوی سبب تھا
ایک خط کا واقعہ ہی جسکا بیان مختلف کتابون مین طرح طرح سے کیا گیا ہی - اور کچھہ نہین ہوتا کہ اصل
کیا ہے -

(الف) عماد السعادت مین لکھا ہے کہ منیر الدولہ رضا قلی خان حاکم الہ آباد نے حافظ رحمت خان
اور دوسرے سرداران روہیلہ سے خط و کتابت کر کے اونسے دوستی پیدا کر لی - اور نواب شجاع الدولہ کا
وہ خط جو اونہون نے بکسر کی شکست کے بعد قبل صلح کے انگریزون کے ساتھ مدد دینے کی بابت حافظ
رحمت خان کو لکھا تھا کسی حکمت عملی سے طلب کر لیا - اور اوسکے سنہ ہجری کو بدل دیا یعنی بجاے [illegible]
ہجری کے [illegible] ہجری بنا کر اپنا سوچ اور کمال [illegible] [illegible] انگریز صاحب گورنر کے
پاس بھیج دیا جسکا مضمون یہ تھا - کہ اگر آج آفت ہمارے نصیب ہے کل کو تمہارے نصیب ہوگی یہ
خیال ہرگز نہ کرنا چاہیے کہ یہ بلا ہمہی سے مخصوص ہی - اگر ہمارے کا ہاتھ ہو سکتا تو ایک [illegible]
کو بھی ہندوستان مین نہ چھوڑینگے [illegible]
انکو قوت حاصل ہو جاے تباہ کر دین ابھی فتنے کی ابتدا ہے [illegible]
باتون انہون نے جمایا تو ان کا بیان [illegible]
اگرچہ آپکا ہمارے ساتھ شریک ہونا [illegible]

[۱] دیکھو جام جہان نما [illegible]

لاکھ روپئے اپنے پاس سے دونگا۔ اور آپ کی ذات کے سوا کہ آپ مین صفات آدمیت ہین دوسرون کا
قول قابل اعتبار نہین جب تک وہ لوگ عہدنامہ اپنی طرف سے مہر و نشان کے ساتھ مرتب کرکے نہ دینگے
اون کا قول مسموع نہوگا۔ دوندیخان آپکے بھائی اگرچہ خوب آدمی اور شجاع بینظیر ہین لیکن عقلمند نہین
اسلئے اونکی بات قابل اعتبار نہین۔ جب تک اونکی مہری تحریر قسم اور ایمان کے ساتھ موکد نہوگی اونکی بات
کی صداقت تسلیم نہین کرونگا۔ مسٹر ہسٹنگز صاحب گورنر اس خط کے مضمون سے بیحد برآشفتہ ہوئے اور
شجاع الدولہ کو ایک خط شکایت آمیز لکھکر اس بات کی تحقیق کے لئے کلکتہ سے بنارس کو روانہ ہوے
نواب شجاع الدولہ بھی عین برسات مین بنارس کو گورنر سے ملنے کے لئے چلے اور جبکہ بنارس مین یہ دونون
پہنچ گئے تو شجاع الدولہ نے ایلچ خان کی معرفت گورنر کے پاس صفائی اور خیرخواہی کے پیام بھیجے۔ گورنر نے
وہ خط اپنے ایک معتمد کے ہاتھ شجاع الدولہ کے پاس بھیجا۔ شجاع الدولہ اپنی مہر دیکھکر بہت خجل ہوے
دریاے حیرت مین ڈوب گئے۔ آخر محمد ایلچ خان کے ذہن مین یہ بات آئی کہ شجاع الدولہ سے کہا کہ آپ
گورنر کو کہلا بھیجین کہ واقعی یہ خط میرا ہے۔ مگر مینے حافظ رحمت خان کو اوس وقت مین لکھا تھا جبکہ میرے
اور سرکار کمپنی کے درمیان مین صلح نہوئی تھی۔ معاہدے سے پہلے جو کچھ لکھا اوس کا مضائقہ نہین یہ پرانا خط
تاریخ ہے لیکن دشمنون نے ہمارے اور آپکے درمیان فساد پیدا کرنے کو بھیجا ہے اور دلیل اسپر یہ ہی
کہ دوندیخان حافظ رحمت خان کے چچازاد بھائی کا اس مین ذکر ہے حالانکہ دوندیخان حاکم بسولی ۱۱۸۴ہجری
مین فوت ہوچکے ہین۔ اور اس خط مین ۱۱۸۶ہجری مرقوم ہے اگر یہ خط دوندیخان کی وفات سے قبل لکھا گیا ہے
تو جس نے یہ خط پیش کیا ہی اوس کا قول درست ہے اور اگر دوندیخانکی وفات کے بعد لکھا گیا ہے تو اوس سے
یہ دریافت کرنا چاہیے کہ سوای اوس دوندیخان کے جو بسولی کا حاکم تھا کیا کوئی اور بھی ایسا دوندیخان ہی
جو امرا اور وزرا کے خطون مین لکھنے کے لائق ہی۔ جبکہ نواب شجاع الدولہ نے اس مضمون کا خط لکھکر گورنر کے
پاس بھیجا تو گورنر کا دل صاف ہوگیا۔ گورنر کلکتہ کو چلا گیا۔ شجاع الدولہ فرخ آباد کو روانہ ہوئے۔ مگر
حافظ رحمت خان کی طرف سے بہت ملال تھا کہ منیر الدولہ کو یہ خط کیون دیدیا حافظ رحمت خان یہ خوب
جانتے تھے کہ منیر الدولہ شجاع الدولہ کا دشمن ہے۔ منتخب العلوم اور قیصر التواریخ مین بھی اس بیان کو اسی طرح بطور
اختصار کے لکھا ہے۔

(ب) انتخاب یادگار مؤلفہ منشی امیر احمد مینائی مین ہے کہ انگریزون کے ساتھ شجاع الدولہ کی صلح ہوگئی
لیکن بکسر کی شکست کا داغ کسی طرح دل سے نہ مٹا اسلئے خفیہ فوج کی نگہداشت شروع کی۔ مقصود یہ ہو کہ
فوج مرتب کرکے انگریزون سے پھر لڑے۔ جب فوج قریب ترتیب پہونچی۔ اپنے دوست سردارون کو

اس راز سے آگاہ کرنا چاہا ایک خط حافظ رحمت خان کے نام بھی بھیجا جسپر شجاع الدولہ کے منشی کے
سہو یا انتہا کی خیرخواہی کی وجہہ سے تاریخ لکھنی رہگئی تھی حافظ رحمت خان نے وہ خریطہ اپنے خریطے
مین ملفوف کرکے گورنر جنرل کو بھیجدیا اور نواب فیض اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ نے عرضیات
حافظ رحمت خان کی نسبت فاسد سے ایک سفیر معتمد کے ذریعے سے شجاع الدولہ کو اطلاع دی اور جب
گورنر جنرل اور شجاع الدولہ سے بنارس مین ملاقات ہوئی اور گورنر نے وہ خریطہ شجاع الدولہ کو الزام دینے
کے لیے دکھلایا تو اونہون نے جواب دیا کہ بے شبہہ یہ تحریر میری ہی مگر اوس زمانے کی ہی کہ مجھسے اور سلطنت
انگلشیہ سے مصالحہ نہوا تھا - اور بکسر پر لڑائی تھی بعد صلح اور تحریر عہدنامہ کے ہرگز نہین لکھی
گئی اب گورنر جنرل اور سب انگریزون نے دیکھا کہ واقعی اس تحریر مین تاریخ نہین ہی - گورنر جنرل اصل
کار کو سمجھہ تو گئے - مگر ثابت نہ کرسکے -

درج اخبار حسن مین یون لکھا ہی کہ نواب شجاع الدولہ اور جنرل چمپین عنایت خان کی تعزیت کے لیے
بریلی مین آئے - نواب شجاع الدولہ نے ایکدن تخلیہ مین حافظ رحمت خان سے کہا کہ مینے تمام افسران
انگریزی کو گانٹھہ لیا ہی - مناسب وقت یہ ہی کہ فرصت کو غنیمت جانکر انگریزون کو گرفتار کرلو - حافظ
رحمت خان نے جواب دیا کہ انگریز ہمہ مہمان ہمارے شریک ہوتے ہین اونکے ساتھہ یہ دغا بازی فتوت
کے خلاف ہی - شجاع الدولہ نے کہا کہ اگر یہ مناسب نہین ہی تو بظاہر اون سے جنگ کرنا چاہیئے -
حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ یہ کام ہماری طاقت سے باہر ہے - اگر شاہ افغانستان مدد کرین
تو انگریزون سے جنگ کرنا ممکن ہی - یہ مشورہ قرار پاکر شجاع الدولہ نے ایک عرضی تیمور شاہ ابن
احمد شاہ درّانی کی خدمت مین لکھی - اور ہندوستان کو تشریف لانے کی استدعا کی - اور وہ عرضی بھیجنے
کے لیے حافظ رحمت خان کے حوالے کردی - بعد دو تین روز کے حافظ رحمت خان نے اپنے بھائی
خان محمد خان اور عبید اللہ خان کشمیری کو نواب شجاع الدولہ کے پاس بھیجکر وہ تمسک واپس طلب کیا
جو نواب ضابطہ خان کے معاملے مین چالیس لاکھہ روپیہ دینے کی بابت تحریر ہوا تھا - شجاع الدولہ نے
واپس نہ کیا اوسکی واپسی مین صریح انکار تو نہ کیا - مگر اتنا لیت و لعل کیا کہ خان محمد خان نے دق ہوکر
شجاع الدولہ سے رنجش کے کلمات کہے - شجاع الدولہ خان محمد خان کی تقریر سے ملول ہوئے اور دینے
تمسک سے انکار کردیا - خان محمد خان نے بگڑ کر شجاع الدولہ کی وہ تحریر جو تیمور شاہ کے نام بھیجی تھی
جنرل چمپین کے حوالے کردی - نواب شجاع الدولہ اور جنرل چمپین اودھ کو واپس روانہ ہوئے
اور جنرل صاحب نے وہ عرضی ہسٹنگز صاحب گورنر کے پاس بھیجدی - گورنر نے مقام بنارس مین

وہ عرضی شجاع الدولہ کو دکھائی - شجاع الدولہ نے جواب دیا کہ فی الحقیقت یہ عرضی مینے لکھی تھی لیکن اوسوقت میں لکھی تھی جب مجھسے اور انگریزوں سے یکسر لڑائی ٹھنی ہوئی تھی - حافظ رحمت خان نے تبدیل تاریخ کرکے آپ کو میری طرف سے آزردہ کرنے کے لئے اب بھیجی ہے -

(۶) مولوی سید ولی اللہ فرخ آبادی نے تاریخ فرخ آباد میں لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے جو بعض خطوط شکست بکسر کے قبل حافظ رحمت خان کو لکھے تھے وہ حضرت حافظ صاحب نے منیر الدولہ کے ذریعہ سے انگریزوں کو بھیجا دئے تاکہ شجاع الدولہ اور انگریزوں میں مخالفت پیدا ہو جاوے - انگریزوں کو شجاع الدولہ کی طرف سے کدورت پیدا ہو گئی - اور منیر الدولہ نے یہ کہکر کہ شجاع الدولہ اپنی فوج کو بڑھا رہے ہیں اور انکی قواعد و پریڈ اور ہتھیاروں کی درستی کر رہے ہیں اس کدورت کو اور زیادہ کر دیا انگریز شجاعت سے نہایت اس امر کی تحقیقات کرنے میں آئے - شجاع الدولہ نے ایلچی خان کی معرفت اونکے دل صاف کردئے اور ظاہر کیا کہ یہ خطوط بکسر کی لڑائی کے بعد اور صلح سے قبل لکھے گئے تھے - اور یہ جدید فوج سرکار کمپنی کے دشمنوں کی سرکوبی کے لئے تیار کی گئی ہے

فرح بخش میں لکھا ہے کہ جب گورنر ہیسٹنگز بنارس میں اس واقعہ کی تحقیقات کو آیا تو شجاع الدولہ اوسکے ارادے سے مطلع ہو کر اپنی عورتوں اور بچوں کے ساتھ فریدہ وہاں گئے - اور تیس لاکھ روپئے ساتھ لیتے گئے - وہ روپئے گورنر کی نذر کئے اور صفائی کر دی - بہرصورت اس قصہ کی تحقیقات کا واقعہ بنارس کے اندر ستمبر ۱۷۷۳ء میں ہوا - کیونکہ اس زمانے میں ہیسٹنگز کی اور شجاع الدولہ کی بنارس میں ملاقات ہوئی تھی - ایک بڑا معاملہ اوس ملاقات میں گورنر اور شجاع الدولہ کے درمیان طے ہوا کہ کوڑہ اور الہ آباد کے اضلاع جنکو زبردستی بادشاہ سے مرہٹوں نے اپنے نام لکھا لیا تھا - اور ناظم شاہی نے مرہٹوں سے اونہیں بچانے کے لئے انگریزوں کے سپرد کیا تھا - وہ اضلاع فروخت کئے جاتے - سرکار کمپنی کا منشا سے ارادہ تھا کہ ان اضلاع کو اپنی حفاظت میں نہ رکھے کیونکہ وہ اوسکی حکومت سے بہت دور ہے - اور گورنمنٹ کا خرچ بہت پڑتا تھا - پانچ برس میں دو کروڑ روپیہ صرف خرچ ہو گیا تھا - اور آمدنی اسقدر نہ تھی اسلئے یہ امر قرین مصلحت معلوم ہوا کہ مرہٹوں کے ہاتھ میں اونکا دینا تو اندیشہ اور خوف سے خالی نہیں - بادشاہ میں خود یہ قابلیت نہیں کہ اونکو اپنے پاس رکھہ سکیں اسلئے وزیر کو دینا مناسب ہے - منشی ذکاء اللہ لکھتے ہیں کہ اسوقت اس بات پر خیال نہیں کیا کہ بادشاہ نہ اوسوقت ان اضلاع کی حکومت کے قابل تھا جبکہ اوسکو یہ اضلاع دئے گئے تھے - اور نہ کبھی وہ اس قابل ہوا ہے - مگر جس وزیر کو یہ اضلاع دئے جاتے ہیں وہ اودھ

کب اس قابل تہا کہ ان اضلاع پر بغیر انگریزونکی دستگیری کے حکومت کر سکتا - کیونکہ گورنر خود لکہتاہے کہ وزیر ایسا ضعیف العقل اور کمزور ہے کہ اپنے قدیمی ملک کی حفاظت بغیر ہماری استعانت کے نہین کرسکتا تو ان جدید اضلاع کی کیا وہ خاک کرتا مگر ہان ہم بہول گئے کہ بادشاہ روپیہ نہین دے سکتا تہا - اور وزیر دے سکتا تہا - اور گورنر کو یہ منظور تہا کہ جو معاملہ ہو اوس سے روپیہ پیدا سمجہتے اس لیئے اوس نے ان اضلاع کو بہی اپنی ٹکسال مین ڈھالکر روپیہ بنایا اور وزیر کے ہاتہ پچاس لاکہ روپیہ کو فروخت کیا جس مین بیس لاکہ روپئے نقد دیئے گئے - باقی دوبرس کے وعدے پر پندرہ لاکہ روپیہ اوسوقت کہ یہ اضلاع اوسکے اضلاع مین بالکل شامل ہوجائین اس ملک کے لینے سے وہ بڑا خوش تہا جس مین چند برس ہوئے کہ سب دیکہ چکے تہے کہ اوس نے اپنے عزیز رشتہ دار کو کیسی بے رحمی اور دغا بازی و بے ایمانی کرکے مار ڈالا تہا - اور گورنر نے ۲۶ لاکہ روپئے بنگال اور بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی کے خراج کے بادشاہ کو دینا بہی موقوف کردئے اسی مقام پر وزیر سے یہ شرط بہی طے ہوئی کہ جب فوج سرکار کمپنی کی اوسکی مدد کو آئے تو اوسکے اخراجات کی یہ صورت ہوگی کہ ایک برگیڈ کا خرچ دو لاکہ دس ہزار روپیہ سکہ رائج الوقت اودہ ہوگا - اور ہر برگیڈ مین اتنی سپاہ ہوگی دو پلٹن گورونکی - چہہ پلٹن سپاہ ہندوستانی کی ایک کمپنی توپخانہ کی - اس فوج کا خرچہ وزیر کے ذمے اوس تاریخ سے ہوگا جس تاریخ مین وہ اون کی حد مین پہونچے گی - اور اوس تاریخ تک ہوگا جس تاریخ تک وہ واپس حد ضلع بہار مین آئے - اور اگر کمپنی یا افسران انگریزی وزیر کی فوج کو طلب کرینگے تو کمپنی بہی اوسی طرح اوس کا خرچہ ادا کرے گی - یہ عہدنامہ ۷ ستمبر کو مکمل ہوا - گورنر نے اس ملاقات کے بعد ۴ اکتوبر کو کونسل کلکتہ کو یہ رپورٹ بہیجی کہ وزیر کو عناد دلی روہیلون سے تہی وہی سبب ملاقات مین اونہون نے بیان کی اور استدعا کی کہ انگریز اوسکی امداد کرکے روہیلون کے ملک پر قبضہ کرادین - گورنر نے بے تامل اس کام کی حامی بہر لی - بلکہ شجاع الدولہ کو اوسنے اس کام پر کیا مبلغ علیہ السلام روہیلون کے ستیاناس ملانے والے تہے اور انگریزون کے وہ حضرت پیر و مرشد تہی جو وہ کہتے تہے - کمپنی کو اس کام کا کرنا اپنی اغراض کے واسطے ضرور تہا - گو کبہی بیچارے روہیلون نے کمپنی کو نہین ستایا - اور کوئی آپسنے بگاڑ کی بات نہین کی - مگر حضرت برائے مصلحت سب کچہ جائز ہے - اودہر انگلستان سے کورٹ ڈائرکٹرز کی چٹھی پر چٹھی آئی کہ روپیہ بہیجو روپیہ بہیجو

اور سپاہ کا خرچ کم کروا دیں یہان فوج کی تنخواہ کا چڑھنا فصلون کا کمتا
ہونا کاشتکارون کا بھاگنا - آمد کا خرچ سے کم ہونا سوا کرور روپیہ کا قرض
پھر اوس کا سود بر سود چڑھنا گیا آفتین عقبین - یہ وقت بہت نازک تھا - اس لئے آپس مین
معاہدہ ہو گیا کہ چالیس لاکھ روپیے نواب وزیر کو دین اور سپاہ جب تک اون کے
کام مین رہے سارا خرچ اوس کا ماہوار ادا کرین - گورنر خود لکھتا ہے کہ اس معاہدہ سے
ایک تہائی خرچ سپاہ کا جب تک وہ شجاع الدولہ کے کام مین لگی رہے گی کم ہو جائیگا
اور چالیس لاکھ روپیہ سے خزانہ معمور ہوگا - اور وزیر کے ہمسایہ بد سے نجات ہوگی -
اور اون کا ملک محفوظ ہو جاوے گا - انگریزون کو روپیہ کا اور وزیر کو ملک کا فائدہ تھا
مگر بنی نوع انسان کے ایک گروہ شریف کا برباد کرنا اپنے آرام اور فائدے کے لیے
جب تک ضرورت اشد داعی اور عدالت کا مقتضے نہو بڑے حیف کی بات ہی - اور ایسی
ہی کامون کے کرنے والے ظالم اور بے رحم کہلاتے ہین - عدالت اور ضرورت
جوابنے عذرات اس حرکت کے لئے پیش کرتے ہین وہ عجیب و غریب و ضعیف و کمزور ہین
عدل اور انصاف کا یہ کہنا کہ روہیلون کے سردارون نے زر موعود کے ادا کرنے مین حیلہ
و حوالہ بتلایا یا انکار کیا محض ناانصافی ہے اسلئے کہ یہ زر موعود ملک کی حفاظت کرنے اور مرہٹون
کے نکالنے پر موعود تھا جبکہ مرہٹہ کی یورش برابر کھٹکا لگا ہوا تھا - اور روہیلون کو اونکی
طرفسے اطمینان خاطر حاصل نہوا تھا تو ایک ایسے شخص کو روپیہ کیونکر دیدیتے جو پھر کبھی ذرا
اونکے دفع کرنے مین انگلی بھی نہ ہلاتا - وزیر ابھی زر موعود کس منہ سے مانگتے تھے
کہین بھی یہ انصاف ہے - روہیلے ایسے شخص کو جو اون کے استیصال کے در پے ہو
کیسے روپیہ دیدیتے اوس آگ کو کیونکر مشتعل کرتے جو اونکو بھسم کرتی اپنے پیر مین
آپ کیون کلہاڑی مارتے پھر عدل اور انصاف کا روہیلون پر یہ الزام لگانا کہ اوہنون نے مرہٹون کی
امداد کی تھی محض غلط ہے - وہ ساری اپنی سپاہ اونسے لڑنے کے لئے آمادہ رکھتے تھے - مگر
کہین ایسی ضرورت آن پڑی کہ اوہنون نے کہا اب ہم بالکل مرہٹون کے ہاتھ سے غارت
ہوتے ہیں تو کچھ دیکر اونکی آتش غضب کو دہیما کرنا یا حق پوچھئے تو روہیلونکے مرہٹونکی مدد نہ کرنے پر
ہی مرہٹی روہیلونکو ملک کو غارت و تاراج کر دی تھی - اگر یہ لوگ نہ ملجاتے تو وزیر اور اونکے ملک کی خیر نہ تھی مرہٹے اون کے
ملک کا یہ حال کرتے کہ کسی گھر کے چولہے مین آگ اور گھڑے مین پانی تک نہ چھوڑتے وزیر نے اگر

جسونے یہ چیز سے کچھ روہیلونکی مدد کی تو یہ عین اونکی ملک کی حفاظت تھی۔ انگریزونکو روپیہ
کی ضرورت اونپر یہ فرض نہین کرتی تہی کہ وہ روہیلونکا استیصال قزاقی سے کرین استیصال کرنا
تو عقلا بہی نامناسب تہا گورنر خود لکہتا ہی کہ وزیر ایسا ضعیف العقل اور کمزور ہے کہ وہ اپنے قدیمی
ملک کی حفاظت بے استعانت انگریزون کے نہین کرسکتا اس لیے اوس کا ملک بڑہنا سرکار
کمپنی کی گردن پر ملک کی حفاظت کا بوجہ رکہنا ہی۔ بنارس ہی گورنر کلکتہ کو گیا اور تمام معاملات کی
کونسل اور کورٹ ڈائرکٹرز کو اطلاع دی۔ مگر روہیلونکے استیصال کی خبر مخفی رکہی اور شجاع الدولہ کو
اپنی طرف سے اوس کے لئے اوکساتے رہی۔ ہیسٹنگز جو ہندوستان کا گورنر جنرل تہا اور اپنی
کونسل کے ساتہہ شریک ہو کر سارے انگریزی علاقونکا حاکم اعلے تہا اوسکی کونسل مین پہلے
یہ لوگ ممبر مقرر ہوتے تہے فرنسس جو بعد اوسکے سر فلپ فرنسس ہوا اور کرنل مونسن اور
اور جنرل کلیورنگ اور بارول کلکتے مین آنکر ہیسٹنگز صاحب نے ایک اور بڑا کام کیا جس کے بڑے
عمدہ عمدہ نتیجے حاصل ہوے۔ اب تک یہ دستور تہا کہ ہندوستانی رئیسون سے جو خط کتابت
ہوتی تھی وہ اون افسران جنگی سے ہوا کرتی تھی جو وہان اوس مقام پر ہوتے تھے اس سبب سے
سارا اختیار افسران جنگی کے ہاتھہ مین تھا اس لیے گورنر جنرل نے بیان کیا کہ اسطرح بھی کوئی
اندیشہ نہین ہی۔ مگر وہ خالی از تکلیف نہین۔ بہتر یہ ہی کہ ریاست ہاے عمدہ سے جو سول گورنمنٹ
کا افسر ہو وہ خط و کتابت کیا کرے۔ اونہون نے یہ بھی ذکر کونسل کے روبرو کیا کہ مجہہ مین اور شجاع الدولہ
مین باتفاق رائے یہ امر قرار پایا ہی کہ خط و کتابت کے لیے اور بہت سے معاملات کے انفصال کے
واسطے جن مین تجربات سے پہیلا ہوا ہی ایک ایجنٹ مقرر ہو کہ وہ ہمیشہ اونکی ساتھ رہا کرے اور
اوسکے مقرر کرنے کا فقط مجھے ہی اختیار دیا جاے اور مین ہی اوس سے خط و کتابت کیا کرون اور
اوسمین کوئی اور دخل انداز نہو کونسل نے سب باتون کو مان لیا اور گورنر نے منشی تصدیق مڈلٹن
کو کچہہ اوسکی تنخواہ مین اضافہ کرکے ایجنٹ اپنا مقرر کیا۔ کہ وہ شجاع الدولہ کے ساتھ اپنی اور
خفیہ خط و کتابت شجاع الدولہ سے کیا کرے۔ کچہہ عرصے کے کونسل کے ممبر وہین ہی فرنسس
اس بات پر کہ تمام تقررات معاملات اودہ کی ہیسٹنگز صاحب نے اوسکو ند کہا مین افروختہ خاطر ہوکر
ہیسٹنگز سے سخت دشمنی کرنے لگا۔ اور اوسکی ساری تدبیرون کو کاٹنے لگا۔ اور مونسن اور
کلیورنگ بھی اسی کا دم بہرنے لگے۔ اسلیے کونسل مین انکا فریق غالب تہا اور صرف بارول جسنے
ہند مین مدت تک کام کیا تہا ہیسٹنگز کا طرفدار تہا۔ فرنسس نے مڈلٹن صاحب کو لکہہ بہیجا کہ تم ہم سے

ساری حفظ وکتابت رکھے اور پھر تھوڑے دنوں بعد یہ تجویز ہوئی کہ اوس کو اودھ ہی واپس بلالیں۔ اسپر ہسٹنگز نے کہا کہ یہ حرکت مت کرو اس سے سارے ہندوستانیوں کی نظر میں گورنمنٹ کی آشفتگی ظاہر ہو جاوے گی اور نواب وزیر جو اپنے ذہن میں بالکل یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ گورنر جنرل ہی کو سارا اختیار رہے اوسکو ساقط الاعتبار جاننے لگیں گے اور اس سے تمام خانات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہوگا مگر کسی نے نہ مانا چونکہ فریق مخالف کی تعداد زیادہ تھی اس لیے اونکی رائے کو غلبہ رہتا تھا گورنر کے سارے اختیارات جاتے رہے ساری گورنمنٹ کا اقتدار مخالف ممبرون کے ہاتھ مین آگیا۔ ہسٹنگز صاحب کو ناچار نواب وزیر کو لکھنا پڑا کہ اس ایجنٹ کو واپس بھیجدو ایک اور ایجنٹ اونکے پاس پہنچتا ہے۔

نواب شجاع الدولہ کا اٹاوہ وغیرہ محالات دوآب پر قبضہ کرنا اور ریاست فرخ آباد کو اپنا خراجگذار بنانا اور نواب ضابطہ خان کو بھی اپنا ساتھ متفق کر لینا

بنارس مین ہسٹنگز صاحب سے ملاقات کرکے شجاع الدولہ فیض آباد کو چلے گئے اسوقت بہت ایسی سخت بارش ہو رہی تھی کہ پرندوں کا اوڑنا دشوار تھا تھوڑی سی برسات باقی رہی تھی وہ موسم وہان بسر کرکے شروع موسم سرما مین گنگا پر پل بندھوا کر اوس کو عبور کیا۔ اور دوآبے کیطرف کوچ کیا۔ اور محالات متعلقہ اٹاوہ وغیرہ پر قبضہ کرنا شروع کیا جو مرہٹوں کے قبضے مین تھے انتخاب فیض بخش مولفہ محمد فیض ابن غلام سرور مین ایک عبارت مندرج ہے۔ جس سے اس مہم کی کچھ تفصیل معلوم ہوتی ہے۔ اس کتاب مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے قریب پچاس ہزار پیادہ وسوار کے ہمراہ لیکر ۲۰ رمضان سنہ ۱۱۸۷ ہجری کو فتح اٹاوہ کا ارادہ کیا۔ اور اٹاوے سے چار کوس اسطرف مقام کیا۔ نواب کا گذر ایک گاؤن مین ہوا یہان چار تلنگون کو لوٹ کھسوٹ مین مصروف دیکھا۔ نواب نے چارون کی گردن اوڑوا دی۔ کیونکہ نواب نے حکم دے رکھا تھا کہ کوئی فوجی آدمی کسی کو رعیت مین سے نہ ستائے۔ اسی مقام مین سنا کہ چار پانچ ہزار مرہٹے قلعے اٹاوہ مین لڑائی کا سامان جمع کرکے جنگ کے لئے مستعد ہین نواب کی فہم سے

مرتضے خان اور محمد بشیر خان اور لطافت علیخان اور محبوب علیخان نے توپخانہ و فوج لیجا کر محاصرہ کیا مرہٹون نے بھی دیوار قلعہ پر پانچ چیہ توپین چڑہا کر مقابلہ شروع کیا۔ مگر نواب کی فوج نے ایسی دلیری سے حملہ کیا اور اتشبازی کی کہ مرہٹونکی توپ بیکار ہو گئی اور اونکو یہانتک تنگ پکڑا کہ ۲۹۔ رمضان کو اونہون نے اطاعت کا پیام دیا۔ ہری وت پنڈت مرہٹون کا افسر اس قلعہ مین حاکم تہا اوس نے بذریعہ محبوب علیخان کے عفو قصور کر کے قلعہ خالی کر دیا نواب نے یہین عید کی۔ نواب نے ہری وت کو خلعت عطا کیا اور وہ دکن کو چلا گیا میر سید علی داروغہ پلٹن کو نواب نے لڑائی کے وقت یہ حکم دیا تہا کہ تم دریاے جمنا کو عبور کر کے اوس پار مقیم ہو جاؤ تا کہ مرہٹون کی کوئی فوج اودہر سے عبور کر کے قلعہ کیطرف مدد کے لئے نہ آسکے اور نہ اودہر سے رسد پہنچ سکے اتفاقاً ایک مرہٹہ سردار ہاتھی پر سوار چار سو سوار اور بار بردار اونٹونکے ساتھ اودہر کو آتا ہوا نظر آیا سید علی نے اس جماعت کو گھیر کر بارہ ہونہر رکھ لیا بہت سے آدمی مارے گئے اور باقی نے اطاعت کر کے ہتہیار ڈالدئے میر مذکور نے اونکو رہا نہ کیا۔ بلکہ اوسی حالت مین نواب کے پاس لایا۔ نواب نے اونکے سردار کو خلعت اور دوسرون کو خرچ راہ دلوا کر چہوڑ دیا۔ اور اون کے مال و اسباب ذاتی سے کوئی مزاحمت نہ کی ۳۔ شوال کو نواب شہر مین داخل ہوئے اور یہان فرخ آباد اور روہیلکہنڈ کے بہت سے رئیس نواب سے ملنے کو آئے۔ بال گوبند وغیرہ اٹاوے کے ساہوکارون نے نواب کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا جب قلعہ سے لڑائی ہوتی ہے ہماری آبادی کو نقصان پہنچتا ہے۔ نواب وزیر نے حکم دیا کہ قلعہ کو منہدم کر دو اور حاکم کے رہنے کی جگہ شہر مین بنوائی۔ اٹاوے کو فتح کر کے فرخ آباد کی طرف کوچ کیا اور اوس کے متصل ٹہیر کر مظفر جنگ خلف احمد خان بنگش کی تالیف قلب کی جسکی عمر اوس وقت ۱۳ خواہ ۱۴ برس کی تھی اور اپنے بیٹے احمد خان بنگش کی تعزیت کے لئے فرخ آباد کو بہیجا اور اوس کو اپنا خراجگذار کر لیا ۱۱۸۵ ہجری مطابق ۱۷۷۱ء مین یہ نواب بنگش اودہ کی سلطنت کا خراجگذار ہوا اور اس امر کی خاص وجہ سمجہ دریافت نہین ہوئی اوسوقت سے نواب شجاع الدولہ کو سالانہ چار یا ساڑہے چار لاکھہ روپیہ فرخ آباد سے ملنے لگا۔ بعد چندے ایک جز اس خراج کا انگریزی فوج کے کمپو کی تنخواہ کے لئے مقرر کیا گیا جو کہ فوج فتحگڈہ مین مقیم تھی سلہ آرون صاحب تاریخ فرخ آباد سے

سلہ دیکھو فرح بخش و گیان پرکاش ۱۲

یہ معلوم ہوتا ہی کہ رحمت خان مظفر جنگ کا مدار المہام اٹاوہ فتح کرنے مین بھی شجاع الدولہ کا شریک ہوا تھا
نواب مظفر جنگ نے بذات خود اٹاوہ جانے مین اصرار کیا اور وہان نواب وزیر اوسکی ساتھ تعظیم و تکریم
سے پیش آئے اور ہمراہ نواب وزیر کے نواب مظفر جنگ ضلع علیگڑھ مین کوڑیا گنج و ہرد گنج کو روانہ
ہوا اوس سال مین محرم کی رسومات اوسی ضلع کے قصبہ جلالی مین جو کہ شیعون کی بستی ہے
انجام دئے گئے۔ ایک حکایت یہ ہی کہ نواب مظفر جنگ اسی موقع پر شیعہ ہو گیا۔ فی الحقیقت اس
لڑائی مین نواب شجاع الدولہ نے پرگنات فرخ آباد جنوبی ضلع قنوج مین سے تال[۱] گرام
و تروا و ٹھٹھیا اور سکت پور[۲] اور کسی قدر حصہ سارخ سے مرہٹون کو بیدخل کر دیا جو حصہ ملک
کہ اسطرح سے اودہ مین حاصل کیا گیا تھا وہ کل فرخ آباد مین کالی ندی کے دکھن شامل ہو گیا
ماسواے چھبرامئو[۳] د سکراو[۴] کے اور شاید بہت سے حصے سارخ کے ان دو پرگنون مین
شامل ہین۔ تھوڑے عرصے کے الماس علی خان خواجہ سرا جو اوس زمانے کا مشہور
شخص تھا ملک مفتوحہ کا حاکم مقرر کیا گیا۔ عام نتیجہ اوسکی حکومت کا یہ تھا کہ اوس نے اپنے
ماتحتون کو یہ جرات دلائی کہ راجپوتون کی زمینین جتنے وہ قدیم سے مالک تھے چھین لین
راجہ تروا اور ٹھٹھیا او چودھری نیست کئے گئے کو اس کارروائی سے کل جاہ و منصب پیدا ہوا
کالی ندی کے جانب شمال جہانتک نواب بنگش کا علاقہ تھا وہان کوئی تعلق اوس قسم کا
اور اوس ظالمانہ کارروائی کا نہین ہونے دیا۔ ریاست مین تفرقہ ہونے سے بڑا خلاف زراعتون
کی حالتو مین پیدا ہوا۔ اسمین شبہہ نہین کہ اس دریا کے اوتر کنارے کے رہنے والون کی
بہ نسبت دکھن کے کنارے کے رہنے والونپر انتظام حکومت زیادہ تر خراب ہو گیا۔

عماد السعادت مین لکھا ہے کہ جب نواب مظفر جنگ اودہ کی سلطنت کا خراجگذار ہو گیا۔
تو حافظ رحمت خان والی بریلی نے مظفر جنگ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ تمپر کیا مصیبت
آئی تھی جو شجاع الدولہ کی اطاعت کر لی اور ایک مغل کے خراجگذار بنگئے اور پٹھانون کا نام
ڈبو دیا کاش تمہاری جگہ نواب احمد خان کے لڑکی پیدا ہوئی ہوتی۔ اگر
تم فرخ آباد سے نہ نکلتے۔ اور اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے تو

---

[۱] تحصیل چھبرامئو ضلع فرخ آباد مین ہی اوس زمانہ مین اسمین تعلقہ ٹھٹھیا و تروا شامل تھا ۱۲ [۲] تحصیل
تروا ضلع فرخ آباد مین ہی ۔ [۳] ضلع فرخ آباد مین ہی ۱۲ [۴] تحصیل تروا ضلع فرخ آباد مین ہے ۱۲

شجاع الدولہ اپنے اوس لشکر اور خدم حشم کے ساتھ تمہارا کچھ بھی نہ کر سکتے اگر وہ فرخ آباد
کا قصد کرتے تو ایک لاکھ پٹھان تمہاری مدد کو مستعد تھے اسقدر خوف اور بزدلی کیوں کی
فتح اور شکست خدا کے اختیار میں ہے۔ خدا بخشے تمہارے باپ نواب احمد خان نے اپنی
تھوڑی سی فوج کے ساتھ نواب صفدر جنگ سے جنکی مدد کو تمام ہندوستان موجود تھا مقابلہ
کیا اور فتحیاب ہوئے۔ افسوس تم نے اپنے باپ کی روح کو صدمہ پہنچایا اور ہم لوگوں کو بے اعتبار
کر دیا نواب مظفر جنگ نے وہ خط شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیا جو اوسسے بہت آزردہ
ہوئے۔ فرح بخش میں لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ مظفر جنگ کو اپنے ساتھ لیکر ملدوہ
اور کوڑیا گنج کے نواح میں پہنچے چند روز وہاں قیام کیا اور نواب ضابطہ خان کو نرم وچرب
باتیں لکھکر اپنے ساتھ اپنے پاس بلایا اور دونوں نواب اپنے تمام خدم وحشم کے ساتھ نواب
شجاع الدولہ کے تبع ہو گئے۔ حالانکہ انکے باپ شجاع الدولہ کو کبھی خیال میں نہ لاتے تھے
ہمیشہ مقابلے پر آمادہ رہے انہوں نے عزت وحمیت کو خیرباد کرکے اپنے باپوں کا نام
ڈبودیا اور شجاع الدولہ کے سلامیوں اور مجرائیوں میں داخل ہو گئے درجہ امارت وحکومت کو ہاتھ سے کھو دیا

شجاع الدولہ کی نجف خان کے ساتھ جانبازی

۱۱۸۸ ہجری میں نجف خان ذوالفقار الدولہ نے نول سنگھ جاٹ والی بھرت پور کے ملک کے فتح
کرنے کا ارادہ کیا اور اوسکو شکست دیکر مقابلے سے بھگا دیا نول سنگھ ڈیگ میں پناہ گزین ہوا
قلعہ اکبرآباد پر جاٹوں کا قبضہ تھا اور بھرتپور کی ریاست کیطرف سے دانا دہ وہاں نجف خان کا مقابلہ
کرتا تھا نجف خان نے قلعہ کا بخوبی محاصرہ کرکے محصورین پر بڑی شدت کی اور قلعہ پر توپوں سے
آتشباری کرائی شجاع الدولہ نے نجف خان کے ہاتھ سے نول سنگھ کی ہزیمت کی خبر سنکر
یہ خیال کیا کہ اگر وہ بھی نجف خان ضرور فتح کرے گا۔ فوراً فیض آباد سے کوچ کرکے اٹاوہ وغیرہ پر
قبضہ کر لیا اور چونکہ اونکو ذوالفقار الدولہ کیطرف سے بیحد کدورت تھی اسلیئے ایلچ خان کو بادشاہ
کی خدمت میں بھیجکر عرض کرایا کہ اس خانہ زاد کے ذریعہ سے جاٹوں کا پیشکش قبول فرمایا جائے
اور اون کا قصور معاف ہو جائے۔ حضور کی خوشنودی نول سنگھ کی
بڑی آرزو ہے۔ بادشاہ نے اس موقع پر بڑی دانائی کی کہ شجاع الدولہ کی

درخواست پر التفات نہ کیا ذوالفقار الدولہ سے مجد الدولہ بھی رنجیدہ تھے انہوں نے
نواب ضابطہ خان کو موافق کرکے اور بادشاہ سے عرض کرکے ملک اونکا جو [illegible] نواب
ضابطہ خان کے سپرد کرادیا ضابطہ خان وہان جاکر ذوالفقار الدولہ کی تباہی و بربادی
کی فکر کرنے لگے۔ جبکہ وزیر نے دیکھا کہ میرا داؤن نہ چلا تو انہوں نے ریاکاری سے دلی
دشمنی کو ظاہری دوستی سے بدل دیا۔ اور ذوالفقار الدولہ سے محبت کا سلسلہ جاری کیا
اور اون سے ملاقات کرکے پولیر صاحب فرنگی کو توپخانہ اور پلٹن دیکر اور بسنت علی خان کو
ہمراہ کرکے مقام[1] اٹاوہ سے اکبرآباد کے قلعہ کے فتح کرنے میں مدد دینے کو بھیجا اور
اس وجہ سے بادشاہ کا دل ذوالفقار الدولہ سے مکدر ہوگیا کہ ہماری مرضی کے بغیر وزیر سے
کیون اتفاق کیا[2] غرضکہ شجاع الدولہ ملک میانہ دوآب پر قبضہ کرکے فرخ آباد ہوتے ہوئے
گنگا کو عبور کر گئے اور حافظ رحمت خان سے لڑائی کا بندوبست کرنے لگے۔ نواب نجیب الدولہ
کے مرنے کے بعد سے روہیلوں میں کوئی شخص حافظ رحمت خانکی برابر بہادر اور
دانشمند نہ مانا جاتا تھا۔ مگر اسوقت وہ خود مخصوں میں مبتلا ہورہے تھے۔ سیرالمتاخرین
کا مصنف لکھتا ہے کہ شجاع الدولہ کو پٹھانون کے ساتھ قدیم سے عداوت تھی اسلئے
روہیلون کے استیصال کا ارادہ کیا اور جسقدر محبت و اخلاص نواب سعد اللہ خان اور
عنایت خان پسر حافظ رحمت خان کے ساتھ اونکو تھا بالکل فراموش کردیا۔ عنایت خان
پانچہزار فوج کے ساتھ شجاع الدولہ کا شریک تھا جبکہ عظیم آباد پر انگریزون سے اونکو
جنگ پیش تھی یہ سب احسانات اونہون نے بالائے طاق رکھدئے۔ اور مسٹر
صاحب گورنر کو تیس لاکھ روپے رشوت میں دیکر اور فوج خرچ مقرر کرکے حافظ رحمت خان
سے جنگ کے لئے اپنا شریک کرلیا۔ گورنر کو اگرچہ کمپنی کی طرف سے یہ حکم نہ تھا
کہ اپنے ممالک مقبوضہ اور شجاع الدولہ کے ملک سے جو کرمناسہ اور حدود صوبہ اودہ
و الہ آباد سے آگے کو قدم رکھے اور بے سبب دوسرون کا ملک فتح کرنے
کے لئے لڑائی میں انگریزی فوج کو لگاتے۔ اور نہ یہ حکم تھا کہ شجاع الدولہ کے لئے کسی کا
ملک فتح کرے۔ اوسکو کونسل کا صرف یہ حکم تھا کہ اگر کوئی شجاع الدولہ کے . . . .

[1] دیکھو [illegible] فیض بخش ۱۲ [2] دیکھو مرآت آفتاب نما ۱۲

ملک [illegible] تو فوج انگریزی مدد کے لئے روانہ کرکے دشمن کے حملوں سے اوس ملک کو محفوظ
رکھے اور اگر نواب انگریزوں کا دشمن بنگالہ اور عظیم آباد مین قدم رکھے تو شجاع الدولہ انگریزوں کی شرکت
کرے کیونکہ سرکار کمپنی نے سمجھ رکھا تھا کہ پٹھانوں کا ملک ہمارے اور شجاع الدولہ کے ملک کا سینہ
اور فدیہ ہے جو کوئی ارادہ کا قصد کرے گا پہلے روہیلے ہی اپنے بچاو کے لئے اوس سے لڑینگے
مگر گورنر بعض فوائد کی وجہ سے شجاع الدولہ کا شریک ہوگیا۔

اپنے دوست انگریزوں کی مدد سے شجاع الدولہ کی روہیلکھنڈ پر چڑھائی حافظ رحمت خان کی تباہی

جبکہ شجاع الدولہ نے روہیلوں کو اوسی طرح غافل پایا جیسے سال بھر قبل مرہٹوں کی چڑھائی کے وقت پایا تھا تو اون
چالیس لاکھ روپیوں کے پورا کرنے کے واسطے جو بوجہ عہدنامہ کے مرہٹوں کے مقابلے مین
مدد دینے کی بابت روہیلوں سے وہ طلب کرتے تھے اور حافظ رحمت خان نے اونکے دینے
سے انکار کیا تھا بلکہ بعض روہیلہ سرداروں نے اس عہدنامے کے اقرار سے بھی مخالفت ظاہر
کی تھی روہیلکھنڈ کو اپنے ملک مین شامل کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ تنقیح الاخبار اور مرات آفتاب نما
مین ذکر کیا ہے کہ شجاع الدولہ نے ۱۱۸۸ ہجری مین شاہ عالم بادشاہ کو بھی لکھا کہ اگر حضور روہیلوں
کے ملک پر چڑھائی کرین تو [illegible] کئی لاکھ روپئے ایلچ خان کی معرفت نذر کرونگا۔ اور خالصے کے
علاقے پٹھانوں کے ہاتھ سے نکال لیگا۔ ذوالفقار الدولہ نجف خان کو بھی اس فوجکشی مین ساتھ
لانا چاہئے۔ حافظ رحمت خان نے جو اپنے ملک سے مرہٹوں کے نکال دینے کے واسطے
مجھ سے کمک چاہی تھی۔ اور اوس کے عوض روپئے دینے کا وعدہ کیا تھا اب اوس رقم کی ادائی
مین کج معاملگی کرتے ہین۔ بادشاہ نے شجاع الدولہ کے ساتھ روہیلوں پر لشکر لیجانے
کا وعدہ کرلیا اور اپنی فوج لیکر قلعہ سے روانہ ہوئے۔ دریائے جمنا کے دوسرے کنارے خیمے
کھڑے کرائے۔ اور نجف خان کو حکم دیا کہ اوسکی فوج ہماری لشکر کا ہراول رہے۔ اوسی دن بادشاہ کو
[illegible] وہ تو قلعہ کو لوٹ گئے نجف خان کو فوج دیکر ایلچ خان کے ساتھ روانہ ہونے کا حکم دیا شجاع الدولہ
نے احمد خان بخشی پسر سردار خان اور محب اللہ خان اور فتح اللہ خان پسران حافظ رحمت خان دوندیخان سے بھی
اس معاملہ مین سازش کرلی کیونکہ اکثر بداوں کا علاقہ ان لوگوں کے قبضہ مین تھا بلکہ انتخاب یادگار سے

ثابت ہی کہ روہیلوں کی نسبت اس خانہ برانداز سازش مین نواب فیض اللہ خان والی رامپور بھی شریک تھے - مگر اون پر محض افترا ہے -

۸ - نومبر سنہ ۱۷۷۳ء کو یکایک شجاع الدولہ نے گورنر کو لکھا کہ روہیلونکے استیصال سے قطع وعدہ امداد کا کیا گیا ہے اور سکا ایفا ہو اس کا ایک درخواست سے گورنر چکا ہے - اتبک کونسل کو کچھ خبر نہ تھی - غرض بہت تکرار اور مباحثے کے بعد یہ بات ٹہیری کہ سپاہ کمک کے لئے بہیجی جاے اور شرایط سپاہ بھیجنے کی وہی رہیں جو گورنر اور شجاع الدولہ کے درمیان ٹہری ہتیں اسوقت گورنر اپنی مغفرت کو یہ کہا گیا کہ اوس نے اپنے ہمراہیون کو اس امر کی ترغیب دی کہ وہ کورٹ اف ڈایرکٹرز پر یہ بات ظاہر کریں کہ شرایط کمک سرکار کمپنی کے حق میں بہت فائدہ مند ہیں - اور وزیر برابر بار گزار ہیں اس لئے ظن غالب ہے کہ وزیر اونکو منظور کرینگے اور سپاہ انگریزی کو لڑائی میں نہ بھیجنا پڑے گا اس لئے اس کا نتیجہ وہی ہوگا جو اکثر گورنمنٹ کے اعلے ارکان کی مرضی ہے کہ لڑائی سے جہانتک ہو سکے احتراز کیا جاے - اگرچہ لندن میں کورٹ ڈایرکٹرز نے روہیلوں کی طرف سپاہ بھیجنے پر لعنت ملامت کی - مگر بعد سوچ بچار کے آخر کار اوس عہد نامہ کو جو بنارس میں ہوا تھا منظور کیا - اور یہی وجہ ہے کہ جب ہسٹنگز کے گورنری ہندوستان سے مستعفی ہونے کے بعد ولایت کے ہوس آف کامنز (دیوان دکلاے عام) میں ۴ - اپریل سنہ ۱۷۸۶ء کو اوپر اس خیانت و ظلم کے ملتے سرکار کمپنی کی فوج سے شجاع الدولہ کی مدد کرنے پر بہت الزام لگایا گیا - تو ۲ - جون سنہ ۱۷۸۶ء کو یہ الزام یوں ضعیف ہوا کہ اوسکو کورٹ ڈایرکٹرز نے منظور کر لیا تھا -

اس مدد کے عوض میں شجاع الدولہ نے انگریزوں کو چالیس لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا سرکار کمپنی کی سپاہ بنگال کے تین بریگیڈوں میں سے جو دوسرا بریگیڈ الہ آباد میں رہتا تھا - اوس کو حکم ہوا کہ شجاع الدولہ کے لشکر سے جا کر ملے - کرنیل چیمپن جو کمانڈر انچیف تھا اسکو سالار لڑائی کا اہتمام سپرد ہوا وہ وسط فروری سنہ ۱۷۷۴ء میں لشکر لیکر چلا - ۲۴ - فروری کو شجاع الدولہ کے ملک میں پہنچا - شجاع الدولہ شاہ آباد ضلع ہردوئی میں جو اونکی سرحد پر واقع تھا - انگریزی فوج سے ملے - اون کا ارادہ روہیلکھنڈ پر چڑہائی کرنے کا فرخ آباد کیطرف سے مصمم ہوا تھا چنانچہ اپنے فوجی افسر خواجہ لطافت کو فرخ آباد کی جانب سے گنگا کی طرف فوج بڑہانے کا حکم دیا اور رام گھاٹ پر کشتیوں کا پل تیار کرنے کی ہدایت کی گئی - اور آخری مانگ روپیہ کی بابت دہمکی کے ساتھ حافظ رحمت خان کو لکھی گئی - حافظ صاحب اس کارپردازی سے آگاہ

ہوکر لڑائی کا بندوبست کرنے لگے۔ مگر اسوقت روہیلکھنڈ میں طوفان بے تمیزی برپا تھا
محب اللہ خاں اور فتح اللہ خاں وغیرہ اولاد دوندے خاں احمد خاں و محمد خاں وغیرہ
پسران بخشی سردار خاں اور احمد خاں و اعظم خاں وغیرہ ابنائے فتح خاں خانساماں نے
حافظ صاحب کے ساتھ عجیب ناہمواری کا برتاو کر رکھا تھا۔ اونکو خیال میں نہیں لاتے تھے
اور ہر ایک اپنے آپ کو رئیس مستقل جانتا تھا۔ ۱۱۸۷ھ ہجری کے آخر سال جب شجاع الدولہ کی
طرف اون لوگوں کے دل ایسے مائل ہو گئے تھے۔ اور اونکی خیراندیشی کے درخت نے یہانتک اونکے
دلوں میں نشو و نما کی تھی کہ حافظ صاحب سے بدظن ہو گئے۔ اور اسی خیالات سے بعض نے علانیہ
اور بعض نے خفیہ شجاع الدولہ سے موافقت کا عہد و پیمان کر لیا تھا۔ چنانچہ محب اللہ خاں
اور فتح اللہ خاں نے قرآن پر شجاع الدولہ کی طرف سے یہ مضمون لکھا کہ میں روہیلکھنڈ کا مالک
ہو گیا تو تمہاری مرضی کے موافق تمہارے ساتھ سلوک کیا جاوے گا۔ شجاع الدولہ کے پاس
بھیجا اور یہ چاہا کہ وہ اسپر مہر کر دیں۔ وہ تو یہ دن خدا سے چاہتے تھے منظور کر کے مہر کر دی
اسیطرح احمد خاں بخشی نے بھی اپنے مطالب پر شجاع الدولہ سے وعدہ لے لیا تھا۔ اور خود
وعدہ کیا تھا کہ حافظ رحمت خاں کی شرکت نہ کرونگا۔ اسیطرح محتشم خاں نے جو ایک نامی
اور مغرور رسالدار تھا حافظ صاحب اوس کو پندرہ سو روپیہ ماہوار ذات کے اور رسالہ کی
تنخواہ علحدہ دیتے تھے۔ اور چند گانوں جاگیر میں دے رکھے تھے۔ شجاع الدولہ سے خفیہ
سازش کر کے پچاس ہزار روپیہ کی ہنڈی طلب کی۔ جب شجاع الدولہ نے ہنڈی
بھیجدی تو اونکے پاس چلا گیا۔ حافظ صاحب ان تمام حالات کو معلوم کر کے تعجب کرتے تھے
اور کسی سے تعرض نہیں کرتے تھے۔

جب حافظ صاحب نے یہ خبر سنی کہ شجاع الدولہ کا مقصد فرخ آباد کی جانب سے روہیلکھنڈ
پر چڑھائی کرنے کا ہے۔ اسواسطے حافظ صاحب اپنا سامان درست کر کے ۱۱ محرم ۱۱۸۸ھ
ہجری کو لڑائی کے عزم سے قلعہ بریلی سے نکلے۔ اور آنولے میں بھگل پہاں لڑائی کا جھنڈا
کھڑا کیا۔ اس جھنڈے کے نیچے روہیلہ سرداروں کا مجمع ہوتے۔ کچھ راجپوت چھوٹے چھوٹے
جاگیردار اور میاں جو آپ یعنی فرخ آباد کے بنگش پٹھان شریک ہوئے۔ نواب فیض اللہ خاں
والی رامپور پانچہزار سوار اور پانچہزار پیادوں کے ساتھ رامپور سے حافظ صاحب کے
پاس چلے گئے۔ اور اون کے بھائی محمد یار خاں اور اونکے بھتیجے نصر اللہ خاں بھی دو دو

پہنچا آدمیونکی جمعیت سے پہنچ گئے۔ مفتی کے بعد احمد خان پسر بخشی سردار خان اور احمد خان پسر محمد خان خانساماں بھی حافظ صاحب کے لشکر مین شامل ہو گئے۔ مگر یہ دونوں باطناً بھی چاہتے تھے کہ حافظ صاحب ماری جائین کیونکہ حافظ صاحب نے روہیلکھنڈ کے ہر ایک رئیس کو اپنی طرف سے پھیل کر رکھا تھا۔ اور ہر ایک سے بے موجب مواخذہ کرتے تھے۔ غرضکہ تھوڑے عرصہ سے روہیلکھنڈ مین حسد و عداوت کا ایک زہریلا مادہ پھیل گیا تھا اور ہر ایک دوسرے کی بربادی کیطرف مصروف تھا۔ اور دوسرے کی خرابی کے لئے میزون کو کھڑا کرتا تھا محب اللہ خان ابنائے دوندیخان اس لڑائی مین اول سے شریک تھے۔ کیونکہ انکو جسقدر حافظ رحمت خان کی مدد کرنے کا خیال تھا اوسی قدر شجاع الدولہ کے معاہدے کا پاس تھا یہ دونوں سردار نواب شجاع الدولہ کی چٹھی چیزی تحریر دن اور علام محمد کی چرب زبانی پر کہ قرآن مجید لاکر عہد و پیمان کیا تھا حافظ صاحب سے باطناً منحرف تھے اسکے علاوہ انکے پاس سامان درست تھا نہ روپیہ تھا سپاہ فقر و فاقہ کی وجہ سے گریبان گیر تھی اس لئے ان دونوں بھائیون نے روپیہ نہونے کا عذر پیش کرکے حاضری سے مجبوری ظاہر کی اور سی کچھ بھیجا اسپر بھی وہ لوگ جو شجاع الدولہ سے ملے ہوئے تھے سامان سفر کی تیاری کا بہانہ کرکے اپنے مقامون سے نہ نکلے۔ مو فرخ آباد اور روہیلکھنڈ کے پٹھان نوکر بے نوکر ننگ قومی کی وجہ سے جوق جوق آکر جمع ہونے لگے جب جمعیت زیادہ ہو گئی تو منافق بھی اپنے بیگانون کی طعن و تشنیع کی وجہ سے تھوڑی تھوڑی جمعیت کے ساتھ آنے لگے۔

جسوقت حافظ رحمت خان آنولے مین اپنی سامان جنگ کی درستی مین مصروف تھے اوسوقت شجاع الدولہ کو کرنیل چمپین نے یہ صلاح دی کہ دشمن کے علاقے مین یعنی رام گھاٹ پر گنگا کے پل کی تیاری مناسب نہین اپنے ہی علاقے مین پل تیار کرکے سیدھی اپنی ملک سی روہیلکھنڈ مین داخل ہو دین اسلئے کہ سیدھی اچھی طرح اپنی ملک سے پہنچ سکنے کی اسباب برائے قائم ہو کر شجاع الدولہ نے گھاٹ نانا مئو پر پل تیار کرایا۔ اور انگریزی فوج کے ساتھ جس کا افسر کرنیل چمپین تھا روہیلکھنڈ کی جانب روانہ ہوئے۔ نواب ضابطہ خان ابن نواب نجیب الدولہ اور مظفر جنگ پسر نواب احمد خان بنگش بھی ایک ایک ہزار سپاہ کے ساتھ شجاع الدولہ کی شریک تھے شجاع الدولہ نے کچھ بھیجکر سیا کی راجا کو

دیکھو تاریخ فرخ آباد مولفہ ولی اللہ۔ و سیر المتاخرین و فرح بخش و اخبار و تذکرۃ حکومت السلمین وغیرہ

جو حافظ الملک سے منحرف کردیا شجاع الدولہ جب روہیلکھنڈ کی سرحد پر پہنچے تو اتمام حجت کے لئے
ایک تحریر روپیونکی طلبی مین حافظ رحمت خان کو اور بھیجی گئی اونہون نے اس تحریر کو دیکھ کر
اپنی فوج کے ساتھ مخالف کی جانب بڑھنا شروع کیا اور کیارا کے گھاٹ رام گنگا کو عبور کر کے
فرید پور پہنچے جو بریلی سے مشرق کی جانب سات کوس کے فاصلے پر ہے شجاع الدولہ کی فوج
روہیلکھنڈ مین داخل ہو کر شاہجہانپور کے قریب پہنچی۔ عبد اللہ خان نبیرۂ نواب بہادر خان
رئیس شاہ جہان پور حافظ صاحب کی طرف سے یہان کے انتظام پر مقرر تھا یہ شخص حافظ صاحب
سے علاوہ دوستی رکھنے کے اونکے بیٹے ارادت خان کا سسر بھی تھا جب اوس نے یہ حال
سنا کہ شجاع الدولہ فوج لیکر آرہی ہین تو شاہجہانپور سے تین چار کوس کے فاصلے پر استقبال کیا
شجاع الدولہ نے اوس کو مصلحۃً خلعت عنایت کیا اور ساتھ لیکر شاہجہانپور سے دو تین کوس
پر مقام کیا۔ سنا جاتا ہے کہ شاہجہانپور کے پٹھانوں کی ہمدردی اور اتفاق بہ نسبت روہیلون کے
لکھنؤ والون سے بہت زیادہ تھا۔ علاقہ اودہ اور روہیلکھنڈ کے خاص دہورے پر ہونے
کی وجہ سے ہمیشہ جھگڑے اور مباحثے مین رہا کرتا تھا بلکہ روہیلکھنڈ کا علاقہ شجاع الدولہ
کی دست برد مین رہنے سے اس علاقے مین سے تحصیل گولا اور کانٹھ یعنی شمالی اور مشرقی
حصے پر حافظ رحمت خان کا پورا پورا قبضہ نہ تھا البتہ مغرب کی سمت کا علاقہ بخوبی پٹھانون کے
تصرف مین تھا۔

حافظ صاحب شجاع الدولہ کے شاہ جہان پور پہنچنے کی خبر سنکر چوبیس ہزار سوار اور چار ہزار بان انداز
اور ساتھ توپون کے ساتھ فرید پور سے روانہ ہوئے اور بہگل ندی کو عبور کر کے میران پور کٹرے کے
مقام پر آئے یہان آبادی کے قریب انہون نے باغوں مین فوج کا حصار بنا کر قیام کیا حافظ رحمت خان
کی طرف سے جس قدر تاخیر ہوتی تھی وہ اونکے واسطے مفید تھی کہ اونکی جماعت روز بروز بڑھتی جاتی
تھی اور انگریزی فوج کے واسطے مضر تھی کہ موسم خراب ہوتا جاتا تھا۔ آخرکار انگریزی فوج اور شجاع
الدولہ کی فوج تلہر ضلع شاہجہانپور کی جانب اس خیال سے بڑھی کہ روہیلون کو جلد ہی لڑائی
مین مشغول کرے اور بہولی کے قریب میدان مین ٹھہری۔ اس پیشقدمی سے روہیلون پر ظاہر کیا کہ
مخالف کا ارادہ پیلی بھیت پر دھاوا کرنیکا ہے جہان پر حافظ صاحب کے اہل و عیال موجود تھے اسواسطے حافظ رحمت خان نے

---

[1] دیکھو روہیلکھنڈ گزیٹیر ۔ ۱۲

اس فوج کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے واسطے اپنا حصار چھوڑ کر میدان میں نکل آئے شجاع الدولہ
کی فوج ترتیب وار بڑھتی ہوئی میرانپور کٹرہ ضلع شاہجہانپور میں آپہونچی۔ جبکہ حافظ صاحب
کٹرہ سے نکل آئے جو کسی قدر امن کے قابل جگہ تھی تو کرنیل چمپین صاحب جنہوں نے وہ تدبیر
بتائی تھی۔ اور نقشہ جنگ تیار کرنے میں نہایت قابلیت رکھتا تھا اپنی تدبیر پر ناز کرنے لگا
حافظ صاحب کی فوج کی مذکورہ بالا تعداد گزیٹیر کے حصہ شاہجہانپور کی جلد میں بیان کی ہے
اور گل رحمت میں اونکی سپاہ کی تعداد ۴۰ ہزار بتائی ہے۔ اور اس میں نوکر سب
شامل ہیں اور کرنیل چمپین کے بیان سے چالیس ہزار سپاہ ثابت ہوتی ہے۔ اور
سیرالمتاخرین اور تاریخ مظفری اور تنقیح الاخبار کے مولفوں نے کہا ہے کہ اونکی فوج پچاس
ساٹھ ہزار تھی اور عماد السعادت میں لکھا ہے کہ حافظ الملک کے ساتھ ستر ہزار کے قریب
ملکہ اس سے زیادہ پٹھان جمع تھے۔ فرح بخش میں بیان کیا ہے کہ اس عرصے میں کئی بار
آنولے اور نانڈے میں نواب فیض اللہ خاں نے حافظ رحمت خاں کو سمجھایا کہ بالفعل
نواب شجاع الدولہ سے بگاڑنا چاہیے نہ بڑی بھاری فوج کے ساتھ آئے ہیں اونسے صلح
کرلینا چاہیے۔ حافظ صاحب نے جواب دیا کہ میرے پاس روپیہ کہاں ہے کہ دیکر صلح کروں
نواب فیض اللہ خاں نے کہا کہ جسقدر روپیہ مطلوب ہے میں دے سکتا ہوں مجھے شجاع الدولہ
کے پاس بھیجدو میں اون سے بات چیت کرلونگا۔ اگر ضرورت ہوگی تو روپیہ بھی دیدونگا
پھر سب سے سہولت کے ساتھ حصہ رسدی وصول کرلیا جائیگا۔ حافظ صاحب کی موت
کا زمانہ قریب آچکا تھا۔ نواب فیض اللہ خاں کا کہنا نہ مانا۔ مگر اس کے خلاف سیرالمتاخرین
میں یوں لکھا ہے کہ جب شجاع الدولہ نے اپنے چالیس لاکھ روپیوں کا تقاضا حافظ
رحمت خاں پر کیا۔ اور لکھا کہ زر موعود پہونچانے کی مدت گذر چکی اور اب تک آپنے وہ روپیہ
ادا نہ کئے۔ اب مناسب یہی کہ وہ روپئے جلد پہونچاتے۔ ورنہ لڑائی کے لئے تیار رہنا
چاہیے تو حافظ رحمت خاں نے کہ نہایت ہوشیار اور دوراندیش تھے فتح اللہ خاں وغیرہ
اولاد دوندے خاں اور نواب فیض اللہ خاں اور دوسرے سرداران روہیلہ کو جمع کرکے
کہا کہ شجاع الدولہ نے اس تقویت پر کہ اونکی فوج انگریزی طریقے پر تیار ہے۔ اور
انگریزی فوج بھی اونکی مدد کو تیار ہے۔ ہم سے لڑنے کا ارادہ کیا ہے وہ چاہتے ہیں
کہ ہمارا ملک چھین لیں۔ اونکی اور اونکے مددگاروں کی جنگ سے عہدہ برا ہونا نہایت مشکل ہے

بہتر یہ ہو کہ اس بلا کو روپیہ دیکر ٹال دین کیونکہ اس معاملہ میں حق اونہیں کے ہاتھ میں ہے
ورنہ لڑکر مقابلے میں کامیابی حاصل کرنا مشکل ہوگا۔ چونکہ شجاع الدولہ نے فریب کی راہ سے
ا ریردہ دوندے خان وغیرہ کی اولاد کو کہلا بھیجا تہا کہ مجھے تمہارے ملک سے کچھ غرض نہیں
البتہ اگر حافظ رحمت خاں کی اعانت کروگے تو تمسے بھی کینہ قایم ہوگا اس بنیاد کے سمجھنے
سے وہ احمق لوگ مفرد ہو بیٹھے۔ اوران احمقوں نے اون روپیونکے دینے میں جتنے ضامن
اونکے اور دوسروں کی طرف سے حافظ رحمت خاں ہوتے تھے پہلو تہی کی[۱] اور لڑائی کرنے
کے لئے صلاح دینے لگے اور دوسرے نوجوان سرداروں نے بھی اپنے عزو رشجاعت
کی ترنگ میں آکر اون روپیوں کے دینے میں تنگدستی کے عذر پیش کئے۔ اور حافظ صاحب
کو لڑائی کی ترغیب دینے لگے۔ اوراون سے شراکت کا وعدہ کیا۔ حافظ صاحب نے
بہت سا سمجھایا کہ فرنگیوں کی لڑائی سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہے۔ میدان جنگ میں آبروے
مردمی جاتی رہیگی بھاگتے نظر آوینگے۔ انگریزی فوج کی اشتہاری تم کو خاک میں ملادیگی
چونکہ ان روہیلوں کے ہاتھ سے بے انتہا ظلم مقیم و مسافر۔ اور ہر قسم کے بندگان خدا پر
ہوتے تھے انتقام کا پیالہ لبریز ہوچکا تھا۔ اون کا وقت آچکا تھا۔ اونکی عقلوں پر بیوقوفی کے
پردے پڑگئے تھے۔ اسلئے اون کمبختوں عاقبت اندیشی میں سے کسی نے بھی حافظ صاحب کی نصیحت
پر التفات نہ کیا۔ اور لڑائی کی ٹھن ہی گئی۔ مگر مولف گلستان رحمت کچھ اور ہی راگ گاتا ہے
وہ کہتا ہے کہ جب شجاع الدولہ نے انگریزی اور اپنے لشکر کو گنگا پار اترلے لینے کے ارادے
سے اوتار تو پہاڑ سنگہہ نے جو حافظ صاحب کا دیوان تھا کہا کہ روپیہ موجود ہے آپ لیکر
شجاع الدولہ کو دیدیجئے۔ اور کرنیل چمپین کو جو انگریزی لشکر لیکر آیا ہے چمپین واسطہ
کیجئے۔ مگر حافظ صاحب نے فرمایا کہ مرنا مسلم ہے۔ میں قرض نہیں لیتا۔ مجھے بھلا ایسی عزت
کی موت اپنے ملک کی حفاظت کرنے میں کب ملے گی۔ اسلئے وہ اپنی سپاہ جمع کرکے لڑائی کے
لئے تیار ہوتے۔ یہ اسبات نہیں معلوم ہوتی کہ حافظ صاحب نے لڑنے مرنے ہی پر عزم جزم
کرلیا اور مصالحت کا خیال نہیں کیا اسلئے کہ کرنیل چمپین خود لکھتا ہے کہ میرے پاس حافظ
صاحب کا خط آیا کہ آپ صلح کرادیجئے۔ مگر جب شجاع الدولہ سے اسکا ذکر کیا گیا تو اون کے

---

[۱] دیکھو تاریخ مظفری سے بھی یہی ثابت ہے۔

چالیس لاکھ روپیون نے بیچے دیدے اور اونہون نے دو کروڑ روپئے لینگے غرضکہ میدان کارزار مین حافظ صاحب ۹ - اور ۱۰ صفر سنہ ۱۱۸۸ ہجری کو لڑائی کے لئے سوار ہوئے مگر شجاع الدولہ کی طرف سے مقابلہ ہوا - ۱۱ صفر شنبے کی رات کو انگریزون نے تمام شب تیاری کر کے توپخانے کو بنا کر لاہی کہیڑے[۵۱] کے نشیب مین دریاے بہگل کے کنارے پر جما دیا - حافظ صاحبکو اونکی مخبرون نے اوسی رات کو خبر دی کہ شجاع الدولہ نے مخمون کے کہنے کے موافق لڑائی کیلئے کل کا دن مقرر کیا ہے[۵۲] ۱۱ صفر سنہ ۱۱۸۸ ہجری مطابق ۲۲ - اپریل سنہ ۱۷۷۴ء کو سنیچر کے دن صبح کے وقت نواب شجاع الدولہ نے جنگ کی تیاری کی اونکے لشکر مین ایک لاکھ ... ہزار سپاہ تھی شجاع الدولہ نے نسبت علی خان خواجہ سرا کے ساتھ چودہ ہزار تلنگے بندوقچی اور سید علی کے ساتھ چار ہزار بندوقچی تلنگے اور توپخانہ مقرر کر کے انگریزی لشکر مین متعین کیا جو میدان جنگ مین شجاع الدولہ کی تمام سپاہ سے آگے تھا - اور محبوب علی خواجہ سرا کو نو ہزار پیادہ برق انداز کے ساتھ جنکو برق کہتے تھے اور لطف علیخان خواجہ سرا عرف خواجہ لطافت کو سات ہزار پیادہ بندوقچی کے ساتھ جن کو نجیب کہتے تھے بہاری توپخانہ دیکر انگریزی لشکر کے میمنہ اور میسرہ پر بہیجا اور میر احمد کو ۲۲ ہزار بندوقچیون کے ساتھ جو بائیسی کہلاتے تھے ایک بڑا توپخانہ انگریزی فوج کے عقب مین رکھا اور شجاع الدولہ بذات خاص سوارون کے غول کے ساتھ رزمگاہ سے فاصلہ پر ہٹ کر توپخانے کے پیچھے ٹہیرے - فرح بخش مین ذکر کیا ہے کہ حافظ صاحب کا لشکر آج بالکل لڑائی کے لئے تیار ہوا تھا - حافظ

[۵۱] جام جہان نما مین لکھا ہی کہ مقام لاہی کہیڑے مین دریاے بہگل کے کنارے فریدپور کے متصل میدان کرک مین جنگ ہوئی تہی - اور عماد السعادت مین بیان کیا ہی کہ کٹرہ کمالزئی خان اور فریدپور کے درمیان مین یہ جنگ ہوئی تھی اور مولف فرح بخش نے ذکر کیا ہے کہ لاہی کہیڑے کے نشیب مین انگریزی توپخانہ قایم کیا گیا تہا - کٹرہ تحصیل تلہر ضلع شاہجہانپور ممالک مغربی و شمالی مین شاہجہانپور بریلی کی پختہ سڑک پر تلہر سے چھہ میل اور شاہجہانپور سے اٹھارہ میل کے فاصلہ پر آباد ہے - آجکل یہ قصبہ تحصیل تلہر کا چھوٹا سا پرگنہ ہے - اور روہیلکھنڈ ریلوے کا اسٹیشن بھی اس قصبے مین موجود ہی - ۱۲

[۵۲] دیکھو گل رحمت ۱۲

صاحب یہ سمجھے کہ ہم دو دن تک لڑائی کے لئے سوار ہوئے کوئی مقابلے کو نہ آیا شاید ہمارا مقابل
ڈر گیا بس آج سوار ہونا کیا ضرور حافظ صاحب اپنے اوراد و وظائف مین مصروف تھے کہ انگریزی
لشکر اور شجاع الدولہ کی فوج تیار ہو کر میدان مین آگئی ۔ حافظ صاحب نماز اشراق پڑھنے پائے
تھے کہ ہرکارے خبر لائے کہ انگریزون نے آپکے لشکر کے متصل توپخانہ جما دیا ہے اور لڑائی کے لئے
کھڑے ہوئے ہین حافظ صاحب گھبرا کر پالکی مین سوار ہوئے اور نواب فیض اللہ خان کے ڈیرے
مین آئے ۔ اور اون سے مشورہ کیا ۔ حافظ صاحب نے نواب فیض اللہ خان سے کہدیا کہ میاں اگر
اگر ہمکو شکست ہو جائے اور مین مارا جاؤن تو تم لڑائی نکرنا اور پہاڑ کی جانب چلے جانا پہلکہٹ
مین وہانسے بہتر کوئی جگہ امن کی نہین اور جو کوئی میرے بیٹون مین سے تمہارے ساتھ جانے
کا ارادہ کرے تو اوسے بھی ہمراہ لے جانا ابھی تک روہیلونکا لشکر پورے طور پر درست ہونے
اور سنبھلنے بلکہ جمع بھی ہونے نہ پایا تھا نہ تک کہ نقارہ بجانے کا اور عہدہ دارون کو تیار رہنے کا حکم بھی
عام طور پر نہ دیا گیا ۔ سائیس گھوڑے لیکر اور ساربان اونٹ لیکر گھاس چارہ کی فکر مین اور
بیوپاری رسد کی تلاش مین چلے گئے ۔ آج بڑی غفلت روہیلونکے لشکر مین رہی دشمن لڑائی
کو سر پر موجود ہے اور یہان ابھی مشورہ ہو رہا ہے ۔ پھر حافظ رحمت خان کو خبر ہوئی کہ مستقیم خان
ابن شیخ کبیر سے غنیم کا مقابلہ بھی ہو گیا جو بقول مولف گلستان رحمت حافظ رحمت خان کے لشکر
کے ہراول بات تھے ۔ گل رحمت مین لکھا ہے کہ عین لڑائی کے وقت محب اللہ خان چار سو آدمیون
کے ساتھ میدان جنگ مین پہنچکر مستقیم خان کے غول مین داخل ہو گیا اور احمد خان بخشی تین سو جوانو
ساتھ دو تین دن قبل لڑائی سے آیا تھا ۔ سب سے اول مستقیم خان نے دو تین ہزار سپاہ کے
ساتھ جانب جب سے انگریزی فوج پر حملہ کیا ۔ اونکے ساتھ کے بہت سے آدمی مارے گئے
اور زخمی ہوئے ۔ مگر بہت سے سپاہی فوج کی زد سے نکلکر تلنگون کی گولیون کی باڑھ تک جا پہنچے
اور کچھ اول کے صدمے سے ہلاک ہوئے ۔ مگر پھر بھی کسیقدر دل سے انگریزی لشکر مین
گھس گئے ۔ اور توپون پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا ۔ مگر جب مدد نہ پہنچی تو کامیاب
نہوسکے ۔ اسیطرح نواب فیض اللہ خان پانچ چھہ ہزار پیادہ و سوار کے ساتھ
سیدھی طرف سے اپنے مخالف پر حملہ آور ہوئے ۔ اور دشمن کے غول
مین گھس گئے ۔ اور بڑی خونریزی کے بعد مخالفون سے وہ تلنگون
چھین لیا ۔ جس کی آڑ مین وہ لڑ رہے تھے ۔

اور خود اوسکی آنشکر مندوق زبان سے ترشنے لگے تفتیح الاخبار میں لکھا ہے کہ نواب فیض اللہ خان
اور مستقیم خان بخت علی خانکی فوجسے لڑنے لگے ۔ اور حافظ صاحب انگریزوں کا مقابلہ کرنے لگے
جبکہ حافظ صاحب کی فوج انگریزی فوجکے مقابلےمیں منودار ہوئی تو اونکے توپخانے نے بڑی تیزی سے
ساتھ حافظ صاحب کی فوج پر گولہ باری کی کہ ناگہہ احمد خاں پسر سردار خاں بخشی جو شجاع الدولہ
سے ملا ہوا تھا بغیر لڑے بھڑے بھاگ گئے کا غلغلہ لشکر میں ڈالکر بھاگ نکلا تاکہ روہیلوں کے پاؤں میدان جنگ سے
اوکھڑنے لگے ۔ یہ خبر مشہور ہوتے ہی پٹھان جوق جوق بغیر تحقیق و تفتیش بھاگ نکلے یہانتک کہ حافظ صاحبکے
ساتھ بہت تھوڑی فوج رہگئی جبکہ مخالف نے یہ حال دیکھا تو اونے تین طرفسے زور دیا ایکطرف مستقیم خاں پر
دوسری جانب نواب فیض اللہ خان پر تیسری جانب حافظ صاحب پر جب گولوں کی خوب بارش
ہونے لگی تو خاص حافظ صاحب کے ساتھ کی فوج بھی بھاگنے لگی ۔ اس عرصے میں مستقیم خاں نے
کمک طلب کی ۔ حافظ صاحب نے باوجود کمی فوجکے معقدر سپاہ ساتھ تھی اوسی سے اوسکی مدد کی مگر
دو حملے تھے کہ مستقیم خاں کے قدم میدان سے اوکھڑ گئے ۔ حافظ صاحب دوبارہ انگریزی فوجکے
مقابلے کو لوٹے ۔ سواروں کے کئی دھاوے انگریزی فوجکی جانب سے ہوئے ۔ مگر کوئی نتیجے
کی بات پیدا نہوئی ۔ عماد السعادت کا مولف کہتا ہے کہ حافظ صاحب نہایت دلیر تھے ۔ اونکی
غیرت بزدلی کو قبول نہیں کرتی تھی ۔ اونہوں نے میدان جنگ میں یہ چاہا کہ انگریزی فوج مع لشکر
سب کو تہ تیغ کرکے نواب شجاع الدولہ تک پہونچ جاؤں اونکو اپنی فتح اور بہادری کا یہانتک
گھمنڈ تھا کہ فیض آباد کے محلے اپنے سرداروں پر تقسیم کر دیئے تھے ۔ اور کہدیا تھا کہ جو جس محلے میں
داخل ہو وہاں کا تمام مال اسباب اور عورتیں اوسکیلئے معاف ہیں ۔ کرنیل چمپین بھی حافظ
رحمت خان کی بہادری کی تعریف کرتا ہے ۔ اور لکھتا ہے کوئی چالیس ہزار اونکی سپاہ ہوگی
وہ نہایت مردانہ اور دلیرانہ ہمسے لڑے بہت دفعہ روہیلے ہمارے لشکر میں گھس آئے اور اپنے
جھنڈے گاڑ دیتے تاکہ اورونکو حوصلہ آگے بڑھنے کا ہو ۔ بار بار ہماری توپوں کے چھیننے کا
قصد کیا ۔ مگر ہماری توپوں نے اونکو بڑھنے نہ دیا جب پاس آئے اونکو اوڑا دیا ۔ اونکی بہادری
کا بیان ناممکن ہے ۔ اونہوں نے سب طرحسے عمدہ سپاہگری دکھایا غرض دو گھنٹے اور بیس منٹ
تک آدمیوں پر توپوں سے خوب آگ برسی ۔ اور کچھ اور منٹ بندوقوں کی گولیوں کے اولے خوب برسے
سپاہی اور گھوڑے اور اونٹ کاغذ کے پرچوں کی طرح اوڑتے تھے دو ہزار روہیلے اور بہت سے
سردار میدان جنگ میں راہ عدم کے رہبر ہوئے ۔ مستقیم خاں کے فرار ہونے کے بعد حافظ

رحمت خاں جب اونکی طرف سے لوٹے اور انگریزی لشکر کی طرف آرہے تھے تو گھوڑ دوڑتے بڑھا کر انگریزی فوج کے سامنے آہستہ آہستہ قدم جمے انگریزوں نے دوربین سے سوچ لی کو اونکے سر پہچان کر ایسا گولا مارا کہ اونکے سینے میں قلب کے محاذی لگکر کہا کر فلک سے پر گر پڑا۔ منتخب الاخبار کا مولف کہتا ہے کہ راجہ ہلاس رائے پسر راجہ مان رائے جو اوسجگہ موجود تھا۔ کہتا تھا کہ گولہ حافظ صاحب کے پہلو کی برابر سے گذرا تھا جسکا ایک نیلگون داغ اونکی جلد پر پڑ گیا تھا مختصر التواریخ میں لکھا ہے۔ عجیب بات یہ ہے جسے سب نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ اوسوقت حافظ صاحب جامہ ہندوستانی قدیم پہنے قرآن شریف پہنے ہوئے تھے۔ وہ جامہ قرآن کی برکت سے نہ جلا چھاتی میں ایک سیاہ نشان گولے کی دہمک کا لگ گیا تھا جس کے صدمے سے حافظ صاحب گھوڑے سے گر پڑے۔ پگڑی سر سے اوتر گئی۔ خدمتگاروں نے اوٹھا کر سر پر رکھی اور منہ میں پانی ڈالا۔ ایک دم تھے جو تھے سب اور دن کے بارہ ابھی نہیں بجے تھے کہ اونکی جان نکلی احمد خان پسر فتح خان اپنی فوجکو لئے ہوئے علیحدہ کھڑا تھا۔ یہ حال دیکھکر فرار ہو گیا۔ حافظ صاحب کے بیٹے یعنی محبت خاں اور حافظ محمد یار خان اور محمد دیدار خان اور الہ یار خان اور عظمت خان یہ خبر سنکر حافظ صاحب کے پاس آئے تھے۔ تمام ہمراہی بھاگنے لگے تو یہ بھی میدان سے بھاگ نکلے اور پیلی بھیت کیطرف بھاگ گئے۔ نواب فیض اللہ خان اسوقت تک اوس گاوں کی آڑ پکڑے ہوئے لڑ رہے تھے۔ حافظ صاحب کی شہادت کا حال سنکر دو تین رستا بند فوج خواجہ لطافت کی فوج پر کرکے ویرو کی طرف لوٹے اور یہ ارادہ کیا کہ وہاں پہنچکر فوجکو جمع کرکے حافظ صاحب کے بیٹوں کو تسلی دیکر پھر مقابلہ کرینگے۔ ویرو میں پہونچے تو بالکل گنتی کے رہ گئے تھے۔ بازار لشکر کا نام ونشان بھی باقی نہ تھا۔ افسوس کیا اور خود بھی اپنی ریاست کیطرف روانہ ہوگئے۔ محب اللہ خان جو عین معرکے پہنچا تھا وہ ایک حملے کرکے یہ بھی بھاگ نکلا۔ اسیطرح دوسرے افسر جو اپنا لڑائی میں مصروف تھے یہ خبریں سنکر بھاگنے لگے۔ انگریزوں نے بھی اور شجاع الدولہ کی فوج نے مفرورین کا تعاقب دور تک کرکے بہت سے گولے مارے۔ نواب شجاع الدولہ کو جب یہ خبر پہونچی تو ہاتھی سے اوتر کر سجدہ شکر ادا کیا۔ اور سواروں کو لوٹنے کیلئے حافظ صاحب کے کیمپ میں بھیجا۔ سلطان خاں برادر

ف دیکھو گل رحمت ۱۲

مرتضیٰ خان بڑیچ حافظ رحمت خان کا سر کاٹ کر شجاع الدولہ کے پاس لے گیا جب یہ شناخت ہوا کہ یہ سر حافظ رحمت خان کا ہے تو دو شکرانہ کے دوبارہ سجدہ ادا کیا جب سجدہ سے سر اوٹھایا تو سالار جنگ نے جو شجاع الدولہ کا سالا تھا چاہا کہ اونکی پیشانی کی خاک رومال سے صاف کردے شجاع الدولہ نے منع کیا۔ اور کہا کہ یہ خاک میری پیشانی کی زینت ہے الحمد للہ کہ آج اس قوم کی بے انتہا گستاخیوں کا جو میرے باپ اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ کی تہین بدلہ خاطر خواہ لے لیا۔ اور حافظ صاحب کے سر کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا خدا شاہد حال ہی میں ایسا روز بد تمہارے لئے تجویز تہا[۱]۔ اور سلطان خان بڑیچ کو ایک ہاتھی اور دو شالہ اور زر نقد عطا کیا۔ اور مرزا نجیب بانگلے کو ایک لاکھ روپیہ دیئے نواب ضابطہ خان اور نواب مظفر جنگ بہی شجاع الدولہ کی لشکر مین تہے۔ شجاع الدولہ کے لشکر مین تہے۔ شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ یہ سر ان دونون نوابون کے پاس شناخت کے لئے بہیجا و اور شاہ مدن بہی شجاع الدولہ کے لشکر مین تھے شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ یہ سر ان دونون نوابون کے پاس شناخت کے لئے لیجاؤ اور شاہ مدن پیرزادے کو بہی جو حافظ رحمت خان کو پہچانتے تھے دکہاؤ نواب ضابطہ خان نے دیکہہ کر کہا کہ واقعی یہ سر حافظ رحمت خان کا ہے دوسرے کا نہین اور نواب مظفر جنگ نے یہ کہا کہ اسی بنی وقش (دهمطراق) پر جنابعالی کے ساتھ لڑنے کو آمادہ ہوئے تہے۔ اور شاہ مدن آنکہون مین آنسو بہر لائے اور کہا کہ ہاں یہ اوسی مسلمان کا سر ہے۔ اس بات سے شجاع الدولہ کو بہت رنج ہوا مگر بظاہر تاسف کیا اور کہا کہ اسنے یہ توقع نہتی دوسرون کا کام ہے۔ پہر کچہہ دنون کے بعد شجاع الدولہ نے شاہ مدن کو قید کردیا اور اونکی جاگیر بہی جو ایک لاکہہ روپئے کے قریب تہی ضبط کرلی اور نواب نے اپنے دستخط سے سنقر بیگ اہل علی خان کو اس مضمون کا لکہا کہ شاہ مدن کو مع متعلقات اور معتقدین کے قید کرکے اپنے پاس نگاہ رکہو شجاع الدولہ نے پالکی خاصہ بہیجکر حافظ صاحب کی لاش میدان سے منگا کر سر اوس کے ساتھ سلوا کر عزیز خان رسالہ دار کے ہمراہ بریلی کو روانہ کی یکشنبہ کی صبح کو قاضی مفتی علما۔ شرفا۔ سادات اور فقرا نے جمع ہو کر تجہیز و تکفین کی۔ اور ظہر و عصر کے درمیان شہر کے باہر غربی جانب دفن کیا قبر مین اوتارنے کے وقت تک گردن سے خون جاری تہا اونکی وفات کی تاریخ بہی فی جنت خ احل (۱۱۸۸ ہجری) ایک صاحب نے حافظ صاحب کی شہادت کی تاریخ لطافت ضمیمہ کے ساتھ اسطرح پائی ہے ÷ جو از لفظ ظفر تاریخ جستند بشنید باقی سر حافظ برید ند

[۱] دیکہو قیصر التواریخ۔ ۱۱۸۵ دیکہو تاریخ اودھ مولفہ ۔ رسہاے ۱۱۸۵ مصطفیٰ تات واز مین پیش قدمی کے یہی معنی لکہی ہین

لفظ ظفر کے اعداد ہیں کہ گیارہ سو اسی ہجری عدد سر لفظ حافظ کے کہ ح ہی ملانے سے سال مطلوب
یعنی ۱۱۸۸ھ ہجری حاصل ہوتے ہیں مآثر فلسفی میں مذکور ہی کہ جس مقام پر شجاع الدولہ کو حافظ
رحمت خان پر فتح حاصل ہوئی تھی اونہون نے وہان گنج آباد کر کے نام اوس کا فتح گنج رکھا۔
گورمہات سے نے اپنی فارسی کی تاریخ اودہ میں لکھا ہی کہ ایک دن شجاع الدولہ نے فرمایا کہ میر
نعیم خان کے ہاتھ سے جو غم و غصہ میرے دل میں ہی اس فتح سے اوس کا ازالہ نہیں ہو سکتا
اور نامبردہ ثابت خانیون کا رسالہ دار تہا کہ اثناے میں اوسکو نعیم الدولہ بہادر ثابت جنگ کا
خطاب ملا تہا اور تیس ہزار آدمیون کی جمعیت کے ساتھہ بندیلکھنڈ کو فتح کرنے کے لئے بہیجا گیا تہا
قطع نظر اوس کے مصارف ذات کے ۲۰ ہزار روپیہ ماہوار اوس کے لئے جو کہ رسالہ یا [illegible] تہا
مقرر ہوا تہا باوجود اس کے اوس نے آمد آمد بالاراو مرہٹہ سے کالپی کو خالی کر دیا اور سات سو
سواران مرہٹہ اور دو ہزار بوندیلون کے مقابلے کی تاب جو سنیو سرن قانون گوے کالپی کے
شریک ہو گئے تھے نہ لایا اور حریف سے منہ پھیر کر ملک دوآبہ میں چلا آیا نواب چاہتے تھے کہ اوسکو
توپ سے اوڑا دیں اور آپ بندیلکھنڈ کو جاتے۔ گر پٹھانون کے معاملات کی وجہ سے تامل کیا اور
بسنت کو کمیو کے اودہر بہیجا جسنے وہان جا کر عمدہ کام کیا۔

کرنیل چمپین کے قلم سے شجاع الدولہ کا حال

کرنیل چمپین صاحب نے پٹھانون کی بہادری اور دلیری اور جوانمردی کی جو تعریف کی وہ اوپر بیان ہوئی
اب جو وہ شجاع الدولہ کا حال بیان کرتا ہی وہ بھی سننے کے قابل ہی وہ لکھتا ہے کہ میں حیران ہون
کہ کیا کرون شجاع الدولہ کو اس فتح کی تہنیت دون یا اوسکی نامردی پر لعنت ملامت کرون مجھے اوس کا
حال بیان کرنا ضرور ہی تاکہ گورمنٹ انگریزی جان لے کہ یہ ہمارا دوست ایسا ہی کہ ذرا بھی
اعتبار کے قابل نہیں - لڑائی سے ایک رات پہلے میں نے بعض خاص توپیں اوسکی مانگیں مجھے
اونکی لڑائی میں بہت ضرورت تھی - مگر اوس نے صاف انکار کر دیا - اور میرے کام میں اونکو آنے نہ
دیا وعدہ کیا کہ کل میں سارا لشکر لے کر تمہارے ساتھ ہونگا اور سب طرح کی مدد کرونگا اور سوارونکو تمہارے پاس
کھڑا رکھونگا - مگر وہ لڑائی میں پاس کیا آتا دور ہی ٹیلے پر وہان کھڑا رہا جہان میں نے اوس کو لشکر لئے
صبح کو دیکھا جب فتح کی خبر پہونچی تو اوسی وقت فوج لیکر میدان جنگ میں آ کودا اور
[illegible] سلون کے کیمپ - خوب دل کھول کر لوٹا سپاہ کمپنی نے جو قاعدہ کی پابندی کی بموافق [illegible]

تھا کہ فتح کی عزت ہمکو حاصل۔ مگر اوسکی منفعت ان لیہ و نکو ملی
اور لیتھ برج صاحب ایم اے کی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب تک لڑائی ہوتی رہی شجاع الدولہ
اور اوسکی فوج اس انتظار میں رہی کہ دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور کس کا پاسا زبردست
رہتا ہے۔ اور جب انگریزوں نے لڑائی فتح کی تو روہیلوں کا مال لوٹنے میں شریک ہونیکو جھٹ
دوڑ پڑی۔ اس لڑائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ روہیلوں نے جو ملک روہیلکھنڈ میں فتح کیا تھا اوس سے
اونھوں نے ہاتھ اوٹھایا۔ اور وہ ملک نواب وزیر کے قبضے میں آیا۔

روہیلوں کی فوج کا شکست پانے کے بعد مقام لال ڈانگ میں پناہ لینا

حافظ رحمت خان کے مارے جانے اور روہیلوں کی فوج کو پوری شکست ہو چکنے پر انگریزی
فوج نے تین منزل تک تعاقب کیا۔ ہزیمت یافتوں کے متعاقب کوچ نہیں کیا اسلئے یہ تمام بھاگی ہوئی
جماعت اپنے اپنے گھروں کو زندہ بچ گئی۔ نواب فیض اللہ خاں کہ کثرت عقل و دانش اور فرزانگی میں
دوسرے ہمراہیوں سے ممتاز تھے ہمروزہ چلکر رامپور آئے۔ اور سامان و اسباب اہل و عیال لیکر
مراد آباد اور نجیب آباد ہوتے ہوئے لال ڈانگ چلے گئے۔ یہ مقام کوہستان نجیب آباد ہی واقع
کوہ [illegible] کے دامن پر تھا [illegible] اور اپنی حفاظت کے لئے مورچے تیار کرائے۔ ہمروزہ اسکے
پاس روہیلوں کی جماعت اکٹھی ہوتی جاتی تھی۔ چنانچہ احمد خاں بخشی اور احمد خان [illegible]
میدان جنگ سے ہمروزہ بھاگ کر لوٹے آئے۔ اور رات بھر خرابی کا تکرار [illegible]
اسباب اور اہل و عیال کو لیکر لال ڈانگ کو چلے گئے۔ اور مستقیم خان کہ نہایت نمک اندیش
آدمی تھا [illegible] بریلی سے اپنے متعلقین کو لیکر لال ڈانگ پہنچ گیا۔

دوندیخاں اور حافظ رحمت خاں کی اولاد کا حال

محب اللہ خاں اور فتح اللہ خاں بسولی میں اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئے کیونکہ انکی ساتھ
نواب شجاع الدولہ کا مکرر عہد و پیمان ہو چکا تھا۔ اور حافظ رحمت خان کے بیٹے پیلی بھیت
کو بھاگ گئے۔ گلستان رحمت کے مؤلف نے لکھا ہے کہ حافظ صاحب کے بیٹے ذوالفقار خاں کو

بریلی کی حفاظت پر مامور کئے گئے تھے۔ اوس نے بریلی میں شہر کے رئیسوں کو جمع کر کے شجاع الدولہ کے پاس ایک سفارت روانہ کرنے کا قصد کیا تھا۔ مگر لڑائی کے ختم ہونے کے بعد ہی شجاع الدولہ کے سواروں نے بریلی پر قبضہ کر لیا۔ اور حافظ صاحب کے بیٹے ناامیدی اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے پیلی بھیت سے نہ نکلے جنگل داسن کوہ جو اوس مقام سے نہایت قریب تھا۔ سواری اور باربرداری افراط سے موجود تھی۔ کاش اگر اونکو سواری اور باربرداری نہ بھی ملتی تب بھی پیدل پانچ چار پانچ کوس کا جنگل طے کرنا کیا مشکل تھا۔ محبت خاں شاہ ابو الفتح کی معیت میں جن کا شمار اوس وقت کے نامی مشایخ میں تھا یکشنبہ کی شب کے وقت پیلی بھیت سے نکلا اور شجاع الدولہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ اور ذوالفقار خاں بھی جو بریلی میں تھا اپنے بھتیجے کو دیوان بنا کر شجاع الدولہ کی ملازمت کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ جبکہ ذوالفقار خاں شجاع الدولہ کے لشکر کے قریب پہونچا تو ہرکاروں نے اوس سے دریافت کیا کہ کہاں کا قصد ہے۔ بیان کیا شجاع الدولہ کے پاس جاتا ہوں۔ اونہوں نے شجاع الدولہ کو خبر پہونچائی اونہوں نے خواجہ لطافت کو ذوالفقار خاں کے پاس بھیجا اور یہ حکم دیا کہ ذوالفقار خاں کو ڈیرہ ملازمت میں پہنچائے۔ اوس دن تو ملاقات نہ ہوئی دوسرے دن شام کے قریب محبت خاں بھی شجاع الدولہ کے لشکر میں پہنچ گیا۔ شجاع الدولہ نے محبت خاں کے پاس مرتضی خاں کو بھیجا اور اوسکو ڈیرہ ملازمت میں بھیجا ہے۔

۱۴ صفر دوشنبہ کی صبح کو شجاع الدولہ سے ذوالفقار خاں اور محبت خاں کی ملاقات ہوئی جب یہ دونوں بھائی نذریں دکھا کر بیٹھے تو شجاع الدولہ نے تالیف کے لئے فرمایا کہ خوب ہوا تم یہاں آگئے۔ پھر مرزا نجیب بیگ بانگس سے کہا کہ ہم میں اور حافظ جیو میں بڑی محبت تھی۔ جو دن جو سامنے آیا اوس کا خیال بھی نہ تھا۔ حافظ جیو سے بھی کوئی قصور سرزد نہیں ہوا جو کچھ کیا بہار الدولہ عبید اللہ خاں کشمیری اور خان محمد خاں حافظ جیو کے بھانجے نے کیا۔ پھر ایک ایک خلعت دونوں بھائیوں کے لئے طلب کیا۔ محبت خاں نے عرض کیا کہ اگر ہماری سرفرازی منظور ہے تو کل آپ کا لشکر پیلی بھیت میں پہنچے تو وہاں خلعت مرحمت ہو تاکہ یہ حال دیکھکر سب متوسلوں کے دل مطمئن ہو جائیں۔ شجاع الدولہ نے منظور کر لیا۔ اور اوسی وقت محبت خاں کو پیلی بھیت کو بھیجدیا۔ اور ذوالفقار خاں کو اپنے پاس رکھکر پیلی بھیت کی روانگی کا عزم کیا اور محبت خاں کے روانہ ہو جانے کے بعد یہ کارروائی کی کہ شیدی بشیر غلام حبشی کو جو اپنی فوج کے ساتھ پیلی بھیت کی راہ میں مقیم تھا یہ حکم لکھا کہ محبت خاں پیلی بھیت کو جاتا ہے

اوس کو کسی حیلے سے رات کو اپنے پاس ٹہیرا کر صبح کو ساتھ ٹنک پلی بہیت بہیجکر تمام شہر کا محاصرہ کر لے
کسی کو نہ نکلنے دے - سیدی نے تعمیل کی اور ۳ صفر کو پلی بہیت کا محاصرہ کر لیا جو رعایا اوس
سے قبل شہر سے باہر نکل گئی تہی وہ بچ گئی باقی سب گہر گئی - محمد یار خان - اللہ یار خان رحمت
خان غلام مصطفی خان محمد اکبر خان وغیرہ حافظ رحمت خان کے بیٹے کہ سب جوان صاحب عیال
واطفال تہے نواب شجاع الدولہ کی آمد آمد کا حال سنکر خوشی کے مارے جامے مین پہولے
نہین سماتے تہے اور یہ سمجہتے تہے کہ نواب شجاع الدولہ اونکے والد کی تعزیت اور اونپر بحالی ملک
ودولت کے لئے آتے مین ادبار و نکبت اون کے سرونپر سوار تہی وہ کہنے ملیسے دشمن تہا - ان
افاغنہ کے ہند سے سے نکلنے دیتے دامن کوہ کا جنگل یہان سے کیا دور تہا ارادت خان پسر
حافظ رحمت خان اپنے باپ کی شہادت کے بعد محمد یار خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ کے
ساتہ میدان جنگ سے نکلکر ٹانڈے مین جو آنولے سے قریب ہے پہونچا اور وہان سے
بسولی فتح اللہ خان کے پاس چلا گیا - شجاع الدولہ دو تین کوچ کرکے مع انگریزی فوج کے
۱۲ - صفر کو پلی بہیت کے شمس پہنچگئے - اور قلعہ دوہا کے قریب جہان حافظ رحمت خان کے عیال
واطفال محصور تہے خیمہ زن ہوئے اور ڈہنڈورا پٹوا دیا کہ تمام شہر کے باشندے گہوڑے
اور ہتہیار مصلوں کو دیکر شہر سے نکل جائین اور اپنا مال و اسباب نہ چہپائین - شیدی بشیر کے
آدمیون نے شہر کے لوگون سے ہتہیار و اسباب چہین کر بہت سے نکالدئے - اور کچہ قید کر لئے
اسکے بعد شجاع الدولہ نے محبت خان کو حکم بہیجا کہ حافظ صاحب کا خزانہ بتاؤ محبت خان نے
جواب دیا کہ اگر خزانہ ہوتا تو نوبت اس دن کو نہ پہنچتی - اس کے بعد یہ حکم دیا کہ ایک دو روز کے
لئے محلسرا خالی کردو اور سب متعلقین کو لیکر لشکر مین چلے آؤ مستورات کا زیور اور دوسرا اسباب
محلسرا ہی مین چہوڑ دیا جائے تاکہ ہمارے آدمی خزانہ تلاش کرین - اس حکم کی پہونچتا صفر کو
محبت خان نے تمام عورتون اور بچون اور بہائیون سے زر و زیور اور اسباب لیکر شیدی
بشیر کے سپرد کر دیا - اور پہننے کے کپڑے مکانات مین چہوڑ دئے - اور خود گہوڑے پر
سوار ہوکر اور ایک مصحف ہاتہ مین لیکر شیدی بشیر کے آدمیون کے ہمراہ شجاع الدولہ کے
کیمپ مین چلا گیا - اسکے بعد شیدی مذکور کے آدمیون نے حافظ صاحب کے عیال
واطفال کو کشان کشان بیحرمتی اور رسوائی کے ساتہ نکالکر رتہہ اور چہکڑون پر سوار کراکر اوس
ڈیرے مین اوتارا جو اونکے لئے شجاع الدولہ کے کیمپ مین کہڑا کیا گیا تہا - اور بسنت علی خان نے ملنگمہ

تین کمپنیان ہمراہ لاکر اس ڈیرے کے پاس پاس مقرر کردین اور اس بندوبست کے بعد حسن رضا خان محبت خان کے پاس آیا اور شجاع الدولہ کا پیغام دیا کہ مین آج چاہتا تہا کہ تم کو طلب کرکے سرفرازی کا خلعت دون - لیکن دنبل کی تکلیف کی وجہ سے جو بسبب گزشتہ شب پیدا ہوئی ہے طبیعت بچین ہے - اگر ایک دو روز مین آرام ہوگیا تو وعدہ وفا کرونگا - حافظ رحمت خان کے خزانے کی تلاش کے لئے بہت سی زمین کہودڈالی پر بہی کوئی چیز دستیاب نہوئی شجاع الدولہ شہدی بشیر کو حافظ رحمت خان کے کارخانون کی ضبطی اور شہر کی لوٹ کے لئے چہوڑکر اور حافظ صاحب کی اولاد اور عورتون کو ساتھ لیکر جو بریلی کو مع فوج انگریزی آئے - حافظ صاحب کا بہانجا خان محمد خان مع بہائیون کے بریلی مین موجود تہا - اور نواب شجاع الدولہ کی تشریف آوری کی گہڑیان گن رہا تہا - کہ کب نواب موصوف آئین اور بجہپر مہربانی و تفضلات مبذول کرین - شجاع الدولہ نے اوس کو مع عیال و اطفال گرفتار کرکے اپنے ہمراہ لیا - محب اللہ خان وغیرہ دوندیخان کی اولاد نے - اور نواب سعداللہ خان کی بیگم نے جو دوندیخان کی بیٹی تہی یہ واقعات سنے - اور پہر بہی بسولی اور آونلے سے نہ ٹلے

نواب سعداللہ خان کی بیگم کو شجاع الدولہ کا تسلی آمیز شقے بہیجکر تغافل مین ڈالدینا

نواب سعداللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ کی بیگم کو جب حافظ رحمت خان کی شکست کی خبر پہونچی تو اوس نے شجاع الدولہ کے پاس ایک عرضی میان حسن شاہ کی معرفت اس مضمون کی بہیجی کہ اس بیوہ کے باب مین کیا حکم ہے - میرا کوئی وارث نہین ہے - اگر میری ضبطی اسباب منظور ہے تو حکم ہو کہ اپنا تمام سامان بارکرا کے آپکے لشکر مین بہیجدون - اگر میری حرمت محفوظ رہنے کا اقرار کیا جائے تو مین اپنی حکومت کی فرمانبرداری مین حاضر ہون میرا بہی آپ پر حق ہے اسلئے کہ مین آپکے بہائی سعداللہ خان کی ناموس ہون جنہنے آپ کے بڑے بڑے کام کئے ہین اس درخواست پر نواب شجاع نے کئی شقے بیگم کے پاس اطمینان دینے والے مضامین کے لکہکر بہیجے - اور شاہ صدق علی کو میان سید معصوم کے ساتھ بیگم کے پاس بہیجا کہ بیگم کو ہماری طرف سے دین و ایمان کی قسم کے ساتھ مطمئن کردے - اور بیگم کو کہلا بہیجا کہ تم کو شش کے ساتھ

آنولے کے شور وشر کے دفع کرنے میں ثابت قدمی اختیار کرو اور آنولے کی رعایا کو پریشان ہونے دو تمھارے مصارف کے لیے جو تین لاکھ روپئے مقرر ہیں ہم اوس سے زیادہ مقرر کر دیگے۔ بجگر ان بیتابوں کی وجہ سے آنولے سے نہ نکلی۔

فتح اللہ خان ابن دوندیخان کا شجاع الدولہ کے لشکر میں حاضر ہونا

فتح اللہ خاں اس خیال سے کہ نواب شجاع الدولہ تک مجھکو دید بنگے بسولی سے کوچ کر کے بریلی کے پاس شجاع الدولہ کے لشکر میں داخل ہوا۔ اور سالار جنگ کی معرفت اوسنے ملا اور سادات خان کو بھی اپنے ہمراہ لیگیا جو بسولی میں مقیم تہا۔ اور جسنے اپنے بہائیوں کی گرفتاری کا حال سنکر یہ چاہا تھا کہ پہاڑ کو چلا جائے۔ مگر فتح اللہ خان نے اوسکو لیا تہا۔ فتح اللہ خان کے ساتھ عقیدت رکھنے والے اور دولتخواہ تھی سید خان مذکور کو سمجہایا کہ اگر تم کو کشود کار مقصود ہی تو جیمن صاحب کی معرفت شجاع الدولہ سے ملو۔ سالار جنگ سے کچھ حاصل نہوگا۔ جس معاملے میں انگریزوں کا قدم درمیان میں ہوگا وہ معاملہ اچھے طور سے سلجھ جائے گا۔ خان مذکور نے کسی کا کہا نہ مانا اور سالار جنگ کی معرفت ملا نواب شجاع الدولہ نے بہت تعظیم و تکریم کی یعنی میعادی کے داون گہات پورے طور پر اکثر پیشکار رہنا تھا۔ اوس کو دلیر کرکے نشانوں کی برابر لائی رخصت کے وقت شجاع الدولہ نے سادات خان کو روک کر سالار جنگ کے سپرد کیا کہ وہ اوسکی خبرگیری کرتا رہے

محب اللہ خان ابن دوندے خان اور ایلچ خان سے ملاقات

محب اللہ خان کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ میرا بہائی فتح اللہ خان نواب شجاع الدولہ کے پاس حصہ ملک و دولت کی سند حاصل کرنے کے لیے گیا ہے اور عنقریب اپنے مقصد کو پہنچنے والا ہے تو اوس کو رشک پیدا ہوا اور آپ بھی اپنے ملک و دولت کی سند حاصل کرنیکی آرزو میں

نواب ذوالفقار الدولہ نجف خان کے پاس روانہ ہوا جو بادشاہ کی ملازمت میں تھے۔ احمد خان بنگش اور شجاع الدولہ کے ہمراہ روہیلون کے استیصال میں شریک ہونے کو دہلی آ رہا تھا اور اسکے پہنچنے سے پیشتر ہی انگریزی سپاہ نے اون کا کام تمام کر دیا تھا۔ مرزا صاحب لشکر انوپ شہر کے گھاٹ سے گنگا عبور کرکے امراءت کے علاقے میں پہنچا کہ محب اللہ خان اوس لشکر میں داخل ہوا اور مگر مجوشی اور اوس سے اختلاط پیدا کرنے لگا۔ شجاع الدولہ مرزا کو اور احمد خان کو پہلے سے لکھ چکے تھے کہ دریائے گنگا کو جلدی عبور کرکے بسولی پہونچکر محب اللہ خان کو قید اور بسولی کا محاصرہ کرلین تاکہ کوئی پٹھان اور کسی پٹھان کا مال و اسباب کہین نکلنے نہ پائے۔ محب اللہ خان کو اونہون نے بلا تلاش اور بے جنگ محاصرہ دام بلا مین گرفتار پایا تو بہت خوش ہوئے اور شکر خدا بجا لائے۔ ورنہ رستے مین متفکر تھے کہ محب اللہ خان ایک پہلوان آدمی ہے اوسکا گرفتار کرنا دشوار ہوگا۔ اور بے خونریزی کے وہ ہاتھ نہ آئیگا۔ بسولی کا محاصرہ دشوار ہے۔ کیونکہ اوس مین ہزارون پٹھان نواب دوندیخان کے وقت کے معرکے دیکھے ہوئے موجود مین اسلئے یہ دونون ڈرتے ہوئے بسولی کی سمت آ رہے تھے اور دو تین کوس کا کوچ کرتے تھے۔ اس خیال سے کہ شاید محب اللہ خان سبقت کرکے لڑائی کے لئے آ جائے تو عہدہ برا ہونا دشوار ہے۔ جبکہ انکو خبر پہونچی کہ محب اللہ خان آ رہا ہے تو بڑی فکر پیدا ہوئی اور ہرکارے اسلئے بھیجے کہ اوس کے مافی الضمیر سے مطلع کرین کہ کس ارادے سے آ رہا ہے۔ ہرکارون نے محب اللہ خان کی سواری دیکھکر اپنے آقاؤن کو خبر دی کہ محب اللہ خان نہایت سادہ طور پر شادان اور فرحان آ رہا ہے اوس کا ارادہ جنگ کا نہین۔ اگرچہ ہرکارون کی اس تقریر سے کسقدر تشویش دفع ہوئی۔ مگر اندیشہ رہا کہ مبادا دھوکے اور فریب کی راہ سے اسطرح آتا ہو اور لوٹ لے۔ جب محب اللہ خان پاس پہونچگیا تو اونکی روح کا صدمہ رفع ہوا۔ اور بظاہر اوس کی تالیف کرکے اپنے ہمراہ لیکر بسولی کو آئے اور بسولی پر سپاہ مستولی کرکے اوسکو لٹوا دیا۔ اور جس حویلی مین دوندے خان اور محب اللہ خان کے اہل و عیال تھے اوسے گھیر لیا۔ پھر بھی یہ جوان سادہ مزاج نجف خان اور احمد خان سے بکشادہ پیشانی رخصت ہوکر حویلی مین گیا۔ اور وہان کا حال دیکھکر بھی خواب غفلت سے بیدار نہوا۔ اور اپنی مان سے محمد نجف خان اور احمد خان کے الطاف کے حالات بیان کئے اور گویا یہ سمجھا کہ یہ بہرے اور تلنگے میرے ہی ہین۔

نواب شجاع الدولہ کا آنولے کو جانا

نواب شجاع الدولہ دو روز بریلی میں ٹھہرے اور وہاں کا بندوبست کرکے آنولے کو روانہ ہوئے
اور وہاں پہونچکر جابجا اشتہار جاری کیئے کہ جو لوگ روہیلوں میں ہنوز راہ اطاعت ہوئے ہیں اونکو لازم ہے
کہ اب زیادہ سرکشی نہ کریں اور خوشی کے ساتھ اپنے اپنے مقام پر بیخوف و خطر رہیں اور نواب
سعد اللہ خان کی بیگم کی ڈیوڑھی پر پہرہ کھڑا کر دیا۔ اور آنولہ کا محاصرہ کرکے اہل شہر پر آنا
جانا بند کر دیا اور رات کو گنونہ کے میدان میں ٹھہرے۔ صبح کو دونوں فوجیں بسولی کی طرف
روانہ ہوئیں۔

محمد یار خان ابن نواب علی محمد خان کی شجاع الدولہ سے ملاقات

محمد یار خان نواب فیض اللہ خان والی رامپور کے چھوٹے بھائی ہنوز زندہ تھے۔ شجاع الدولہ
سنونے میں مقیم تھے کہ محمد یار خان نقد دو ہزار روپیہ اور جیغہ مرصع لیکر شجاع الدولہ کے
لشکر میں پہنچے۔ مرزا آغا [illegible] اور مرزا اصفہانی کو جنکی مصاحبت آجکل شجاع الدولہ سے گرم تھی
یہ روپئے اور جیغہ دیں دیئے۔ اور اون کی معرفت شجاع الدولہ سے ملاقات کی۔ شجاع الدولہ
بڑے اخلاق اور دلجوئی کے ساتھ ان سے ملے اور لڑائی کا حال دریافت کیا اور رخصت کی
وقت فرمایا کہ آپ ہمارے ساتھ رہیں۔ اور کسیطرح کا دلمیں اندیشہ نہ کریں۔ تمہارے ساتھ
اچھی طرح سلوک کرونگا۔ اور رضاجوئی کی غرض سے ایک چوبدار متعین کر دیا کہ کوئی شخص ہمارے
لشکر کا ان کی حویلی سے تعرض نہ کرے۔ لیکن بعد اس کے جتنی مدت لشکر میں رہے
پھر کبھی اون کا حال نہ پوچھا۔ ایکدن محمد ایلچ خان سے دریافت کیا تھا کہ کیا محمد یار خان ہمارے
لشکر کے ساتھ آئے ہیں۔ اور کسیطرح کا سلوک شجاع الدولہ نے اون کے ساتھ نہ کیا
اتنا احسان ضرور کیا کہ اون کی حویلی اور اسباب اور گھوڑے ہاتھیوں سے تعرض نہ کیا۔
سیدی بشیر کو جب آنولے کی ضبطی کے لیے بھیجا تھا تو اوس کو حکم دیا تھا کہ ہمنے محمد یار خان
کا مال و اسباب معاف کر دیا ہے۔ کسی طرح کی اون کے سامان کے ساتھ مزاحمت نہو۔
جس وقت سیدی بشیر آنولے میں پہونچا تو آنولے کے بہت سے آدمی اونکی حویلی میں پناہگیر
ہوئے۔

شجاع الدولہ کا بسولی پہنچکر دوندے خان کی حویلی کو ضبط کرنا

نواب شجاع الدولہ نے منونے سے کوچ کرکے دریاے سوت کے کنارے پہنچ استادہ کرلئے اور انگریز بسولی کے قریب پہنچے اور رحمت خان کا کمبود دوندے خان کے مقبرے کے قریب تھا شجاع الدولہ نے اپنی فوج کو بسولی کی لوٹ اور محاصرے کے لئے حکم دیا مقبرہ رہتا ہی نجف خان کی سپاہ کے ہاتھ سے باقی رہ گئی اوس کو شجاع الدولہ کی سپاہ نے برباد کیا اور شجاع الدولہ نے دوندیخان کی حویلی کے آس پاس نجف خان کے پہرو نکے ساتھ اپنے یہاں سے بھی پہرے کھڑے کردئے - جب نواب کو پورا اطمینان ہوگیا تو سالار جنگ کی معرفت فتح اللہ خان کو کہلا بھیجا کہ تم اپنی مان کے پاس جاکر ہمارا نذرانہ طلب کرو اوس نے ملنکے پاس پہنچکر شجاع الدولہ کی عنایات اور خصوصیات کی داستان بیان کی - اور آب بھی پیرومیں گہر گیا دوسرے روز شجاع الدولہ خود سوار ہوکر دوندیخان کی حویلی میں پہنچے خواجہ سرا ان کو حویلی کے اندر بھیجکر مستورات کا جہاڑ لینا اور مکانات جہڑوانا شروع کیا - دوندیخان کے عیال و اطفال اور تمام بچون کو نہایت سختی اور بے رحمی کے ساتھ حویلی سے نکالکر رتھوا ور جہلمنون میں بٹھاکر تیلیون کے خیمون میں اوتارا - شجاع الدولہ ہر روز دوندیخان کی حویلی مین جاتے اور ادہر سے کہدواتے - اس خیال سے کہ خزاین اور دفاین نکلینگے - مگر خاک نہ نکلا - کنوئین مین جو حویلی کے اندر تھے غوطہ خور گہسائے - اومین سے چند صندوقچے اور چلمون کے دو تین بات برآمد ہوئے - اس سے سب کو حیرت ہوئی

شجاع الدولہ کا چالیس لاکھ روپے کلکتے کو گورنر کے پاس بھیجنا

فرح بخش مین لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے چالیس لاکھ روپئے جو حافظ رحمت خان کی جنگ مین فوجی امداد کی بابت انگریزون کو دینے کا وعدہ کیا تہا بھیجے - اون روپیونکی دو ہنڈیان کرکے

پچیس لاکھہ روپئے کی ہنڈی فیض آباد کو مرزا علی کے نام لکھدی اور پندرہ لاکھہ روپیہ کی ہنڈی راجہ جیت سنگھہ زمیندار بنارس پر لکھی اور ادائے لکھے بٹنے کے لئے ایک ماہ کی میعاد دی گئی یہ تجویز کیا کہ ایک ماہ کے اندر روپیہ دیدین - کوبری صاحب اور منشی غلام باسط یہ روپئے دونون مقامون سے وصول کر کے کشتیون مین بار کر کے کلکتہ کو لے گئے اور گورنر کے پاس پہنچائے

روہیلکھنڈ کے قیدیونکی الہ آباد کو روانگی

شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان اور دوندے خان کے عیال واطفال کو رمضا اور جھگڑون مین بٹھاکر بریلی اور پیلی بہیت اور آنولہ اور بسولی وغیرہ کے ہزارون بیگناہ نام آور سردارون اور عالمون فاضلون کے ساتھہ سالار جنگ کی معیت مین بسولی سے الہ آباد کو بھیدیا اور وہان قلعہ مین قید کردیا اور انکا علاقہ تمام وکمال ضبط کرلیا - محبت خان بھی ان قیدیون کے ساتھ الہ آباد کو بھیجدیا گیا - سو روپئے روزنہ حافظ رحمت خان اور دوندے خان کے عیال واطفال کے مصارف کے لئے اس تفصیل سے مقرر کئے گئے - پچاس روز محب اللہ خان اور فتح اللہ خان وغیرہ متعلقان دوندیخان کے لئے اور چالیس روپئے روز محبت خان اور عظمت خان اور مستقل خان اور رحمت خان اور محمد یار خان اور غلام مصطفےٰ خان اور اکبر خان وغیرہ پسران حافظ رحمت خان کے لئے اور دس روپے روز عنایت خان پسر حافظ رحمت خان کے عیال واطفال کے لئے - ارادت خان اور ذوالفقار خان سعادت علی ابن نواب شجاع الدولہ کی سفارش سے محفوظ رہے تھے

شجاع الدولہ کا بسولی مین علیل ہوجانا

شجاع الدولہ کو روہیلو نپر ایسی عظیم الشان فتح جسکے ارمان کو انکے اسلاف قبر مین ساتھہ لیگئے مبارک ہوئی - ہفتے عشرے کے بعد مقام بسولی مین اونکی ران مین ایک دنبل جسکو ہندی مین بد کہتے ہین نکل آیا جسکی ابتدا کسیقدر پیلی بہیت ہی سے ہوگئی تھی اور مشہور اس زمانے مین یہ ہوگیا تھا کہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کی بیٹی کو شب کے وقت اپنے بستر پر بلایا

سلہ دیکھو گل رحمت ۱۲

وہ غیرت کی وجہ سے ایک چاقو زہر سے بجھا ہوا اپنے ساتھ لیگئی - اور جب شجاع الدولہ ننگے ہوئے تو اوسنکے مار دیا - مگر اس شہرت کی کوئی اصل نہیں[1] - اور بعض کہتے ہیں[2] کہ شجاع الدولہ نے خواب میں دیکھا کہ حافظ رحمت خان نے میری ران میں نیزہ مارا جب آنکھہ کھلی تو ران میں درد پایا جسکے صدمے سے ہلاک ہوئے جاتے تھے - مگر صحیح یہ ہے[3] کہ یہ بد بھی جسکا مادہ[4] آتشک سے تھا اور وہ مادہ اتنا بڑا تھا کہ اوسکی تکلیف اور سوزش سے دو تین دن تک کھانا پینا چھوڑ رہا رات دن تڑپنے لگے - غش پر غش طاری ہوتا - بیقراری کی حالتیں و بل مذکور کو شگاف دلوا دیا پھر تو اوس نے اور بھی شدت پکڑی - اور شریان کی طرف سے دوسرا منہ کر لیا - پیپ اور لہو بلا کے شامل آنے لگا - ڈاکٹرون اور ہندوستانی اطبا نے اوس کے معالجے میں نہایت کوشش کی - مگر کسی صورت سے صحت نہ ہوئی - روز بروز ترقی ہوتی تھی - جراح یہاں تک دعوے کرنے لگے کہ کسی لکڑی کو شگاف دیکر مرہم لگایا جاوے تو ہمیں یقین ہے کہ وہ بھی بھر جاوے - خدا جانے یہ کیسا زخم ہے کہ مندمل نہیں ہو سکتا -

شیدی بشیر کا آنولے کی ضبطی کو روانہ ہونا

نواب شجاع الدولہ نے بسولی کے مقام سے بشیر کو آنولے کی ضبطی کے لئے بھیجا - اور اوسکو سمجھا دیا کہ محمد یار خان ابن نواب علی محمد خاں - اور نواب سعد اللہ خان کی بیگم اور میاں حسن شاہ کی حویلیوں سے مزاحمت نکرے باقی تمام آنولے کو لوٹ لے - یہ شخص شجاع الدولہ کا غلام زرخرید تھا - اور پٹھانوں سے سخت عداوت رکھتا تھا - اوس بیرحم نے پہنچکر تمام آنولے کو تباہ و برباد کر دیا - کوئی تحقیقات نہ کی اپنی آتش غضب میں تر و خشک سبکو جلا دیا - رادھا کشن ایک عطار تھا اوسکے دونوں کان کاٹ لئے اوسکی اس ظلم ناک کارروائی نے تمام آنولے میں تہلکہ ڈالدیا جسکے پاس جو کچھہ موجود تھا اوسنے بے طلب لا کر حاضر کر دیا - ناک کان کے خوف سے کسی نے اپنے پاس ایک حبہ باقی نہ رکھا - یہ روز بھی طرفہ حشر و النشر کا تھا -

مولوی غلام جیلانی خاں کی شجاع الدولہ سے ملاقات

[1] دیکھو سیر المتاخرین [2] دیکھو منتخب العلوم [3] دیکھو تاریخ بخش وغیرہ ۱۲ [4] دیکھو مختصر نجابی ۱۲

اور اونکی حویلی کا ضبطی سے بچ جانا

مولوی غلام جیلانی خان روہیلون مین ایک ممتاز رسالدار تھے۔ اور اونکی اولاد ابھی سہاور مین باقی ہی اور اعزاز رکھتی ہے۔ حافظ رحمت خان کی شکست کے بعد اونہون نے آنولہ نہین چھوڑا بلکہ اونہین کے اصرار سے نواب سعد اللہ خان کی بیگم بھی آنولے سے نہین نکلی تھی۔ مولوی غلام جیلانی خان بسولی مین راجہ ہلاس رائے کی معرفت شجاع الدولہ سے ملے شجاع الدولہ مولوی صاحب کو اپنے خیمے تک ہمراہ لے گئے اور جنگ کا حال دریافت کرتے رہے۔ لشبیر خان جب آنولے کی ضبطی کو گیا تو اوس نے مولوی غلام جیلانی خان کی حویلی پر بھی پہرہ بٹھا دیا۔ واسباب سب قرق کرلیا مولوی صاحب کے معتمد شیخ لطف اللہ کو قید کرادیا۔ مولوی صاحب بسولی مین شجاع الدولہ کے لشکر مین موجود تھے۔ عبد الرحمن خان اور محمد سعد اللہ خان پسران یوسف خان قندھاری کی سفارش لشبیر کے پاس آنولے مین لائے۔ اور اس صورت سے اون کی حویلی واگذاشت ہوئی ایک ہاتھی اور کچھ برتن اور کپڑے ضبطی مین آئے اور جسقدر گھوڑے اونٹ تھے چھکڑے وغیرہ سامان بسولی مین ان کے پاس تھا وہ بھی ان دونون رسالدارون کی وجہ سے محفوظ رہا۔

شجاع الدولہ نے روہیلون کو ایسی بے رحمی اور بے حرمتی کے ساتھ پامال کیا کہ جسکا درد انگریزی مورخون اور پارلیمنٹ کے ممبرون اور کورٹ ڈائرکٹرز نے بھی محسوس کیا اور ہندوستان کی تاریخ مین جو کوئی ہمدردی نوع انسان اس مقام پر پہونچتا ہے ان حالات پر دو دو آنسو بہا جاتا ہے

شجاع الدولہ نے تمام روہیلکھنڈ کو کھنڈیل ڈالا۔ اور سارے ملک مین ہلچل ڈالدی

اور تمام شہر و تیر جہاڑہ پھیرو ہی۔ کرنیل چمپین نے عجب یہ حال دیکھا تو گورنر کو لکھا۔ مگر وہ اوسوقت مجبور تہا
کہ نواب شجاع الدولہ سے کوئی عہد اس باب مین ٹہیرا تہا کہ فتح کے بعد کیا کیا جاوے۔ غرض کرنیل
مجبور رہا۔ نواب کو سمجہاتا تہا کہ یہ ظلم بست کرو۔ منٹر صاحب نے اپنی تاریخ مین کہا ہے
کہ وزیر اودہ نے انگریزونکی کمک سے روہیلون کی کمال بے رحمی کے ساتھ جیسا کہ ایشیائی
ملکون کی لڑائی مین ہوا کرتا ہے پامال کیا۔ تاریخ ہندوستان جمیس گرینٹ مین لکہا ہے کہ بہادر حافظ رحمت خانکی
موت نے اونکے ملک کی قسمت کا فیصلہ کر دیا تہا جو بغیر رحم کے لوٹا جاتا تہا۔ اور اوسکی بدقسمت باشندے
ہر ایک طرح کے مظالم کا شکار رہی۔ کرنیل چمپین کہتا ہے کہ ہمارا بریگیڈ فتح کے بعد اس افسوسناک منظر کا ایک تماشائی تہا
اور ایسا منظر دیکہا جو مذکور کے قابل نہین۔ مولف تاریخ مذکور لکہتا ہے کہ چمپین صاحب کے اس فقرے سے لارڈ
مکالے کے اوس کلام کی کنجی ہمکو ملگئی جو اونہون نے اپنی فصاحت آمیز تقریر مین کہا تہا۔ وہ یہ تہا۔ اوسکی بعد جو
ہندوستان کی لڑائی خوبصورت وادی اور روہیلکہنڈ کے شہرون مین شروع ہوئی وہ تمام ملک شعلہ
جوالہ تہا ایک لاکہہ سے زیادہ آدمی جنگل اور بن مین اپنا گہر چہوڑ کر سب چلے گئے۔ اور یہ سمجہی کہ بہوک و بیماری
مرنا اور شیر و نہنگ کے منہ مین پڑنا اوس ظالم کے پہندے مین پہنسنے سے اچہا ہے جس کے ہاتہہ عیسائی
گورنمنٹ نے اونکے جان و مال اور عزت و آبرو چارونچے سب بیچ ڈالے ہین۔ مولوی ذکاء اللہ صاحب
نے تاریخ ہندوستان مین لکہا ہے کہ کیا افسوس کی بات ہے کہ وہ لشکر او سامہ جو اپنی بہادری اور
شجاعت کا دعوے کرتے ہون وہ بیگناہون کے گانون کی آگ مین جلنے اور بچونکو ماؤنکی چہاتیون سے الگ ہوتے
ہوتے صاحب عصمت عورتونکی عصمت ہوتی ہوئی دیکہا کرین اور اونکی حمایت نکرین اور ظالمونکو ظلم کرنے سے نروکین
غرض ان بہادرون نے آدمیونکو شیرونکی بہٹے مین بہیجا۔ اور شیرونکی جگہہ خنزیرون کو بہایا۔ نتیجہ لڑائی کا
یہ تہا کہ شجاع الدولہ روہیلون کے ذبح کرنے مین قصائی بن گیا اونکی ننگ و ناموس اور جان و مال کو
خاک مین ملا دیا شجاع الدولہ کے دل مین اس گروہ کی طرف سے ایسا کینہ تہا کہ اوس نے گورنر سے پہلے
ہی کہا تہا کہ مین اونکا بالکل استیصال چاہتا ہون وہی اوس نے کر دکہایا کوئی قطعہ زمین اس ملک کا
ایسا نہ تہا کہ جسکو اوس نے ویرانہ نہ بنایا۔ جبکہ روہیلونکی لڑائی کی خبر کورٹ ڈائرکٹرز کو ہوئی تو
اوس نے ایک مراسلہ وارن ہسٹنگز کو بہت خشونت آمیز نا ملایم عبارت مین لکہہ بہیجا۔ اور خاص اس بات پر کہ
کہ وہ روپیہ کی طمع سے اس لڑائی کو لڑا نہایت تفضیح اور تنبیہ کی۔
اس لڑائی پر مورخون اور محققون نے بڑی بحث کی ہے۔ گلیج صاحب لکہتے ہین کہ ملکی ضرورتون کی اعتبار سے
دیکہتے یا اخلاق انسانی کے لحاظ سے غور کیجئے تو میرے نزدیک کوئی کام وارن ہسٹنگز نے

ایسا نہین کیا کہ اوسکی پیشانی پر بدنامی کا طغرا بنایا جائے۔ مولوی ذکاءاللہ صاحب نے اسکا جواب یون دیا ہی کہ اگر ہم کچھ سمجھ رکھتے ہون تو اس امر کو تسلیم کرینگے کہ برا کام کرنا اجرت پر برا ہی لڑائی بھی ناحق کرنی جب تک دوسرا ہم کو نہ چھیڑے برا کام ہی اسلئے روہیلون سے لڑنا برا تھا اور روہیلون کے ساتھ لڑنے کا کوئی اور مقصود نتھا سوا اس کے کہ ایک عمدہ انتظام ملکی کو شجاعت شعار اور معدلت گستر قوم سے لیکر ایک ظالم نامرد موذی کو دیدین گو کہ اس بات کو خوب سمجھتا تھا کہ مین کیا کرتا ہون۔

بعض سکوٹ جو اس بدکرداری کے عذر کرتے ہین وہ بدتر از گناہ ہی کہ روہیلے کچھ اصلی متوطن اس ملک کے نتھے یون ہی لٹیرے غارتگر گھس آئے تھے اونکا ملک سے نکالدینا عین عدالت تھی صاحب شاید اسوقت اپنے تئین بھول گئے۔ اونکی نزدیک آکر کلکتہ اور مدراس سے انگریزون کو کوئی نکالتا تو بھی انصاف ہوتا۔ اسوقت ایسے غاصب تو ہندوستان مین سومین نوے تھے اودہ کی سلطنت بھی غضب سے نہ بنی تھی تو کیسے بنی تھی۔ غرض جو اس فعل کی زشت کرداری کو ڈہانکتے ہین وہ بے شرمی سے اپنا سارا پردہ کھولتے ہین۔

روہیلون کے علاوہ عام رعایا سے روہیلکھنڈ بھی تون برباد رہی

بلاسرائے ین دیوان مان رائے نے شجاع الدولہ سے دو کرور روپے مین اجارہ روہیلکھنڈ کی ضبطی کا لیا اور آپ اس کام کو اختیار کیا۔ اوس نے عبدالستار خان کا مکان لوٹ لیا اور شاہ اشرف خان کو کہ انہون نے مین رنگیؔ اُٹھے قید کردیا۔ دولت رام اور لالجی ساہوکار کو بھی باندھ لیا۔ غربا ساکین مرزا فضلا اور گوشہ نشینون پر طرفہ حشر برپا کیا۔ دیوان کا عمل اور راو پہاڑ سنگھ نے کہ روہیلونکی دولت کے پروردہ یافتہ تھے۔ اور تمام ملکی ومالی معاملات سے واقف تھے۔ روہیلکھنڈ کی المضاعف تحصیل بر ذمہ داری کی اور تمام برسون کی باقیات اور سالہا سال کی تقاوی کو رعایا سے جبراً وصول کیا جبکہ انکی تحریر کی موافق روپیہ وصول ہوا تو ساہوکارون بقالان شرفا غربا کو لوٹنا شروع کیا اور سب کو نان شبینہ کو محتاج کردیا۔ نتیجہ اس کا خود بھی شدید البشر کے ہاتھ بہت برا پایا۔ طرفہ یہ کہ دیوان کا نہل کے اعمال بد کی پاداش مین پسران دیوان مان رائے اور بسنتی دھر اور نانک چند اور بخت مل بھی سزایاب ہوئے۔ ان پر بھی سعادت یسے مین خوب مار پڑی۔ اور بے حرمت کئے گئے

بہار سنگھ پر اتنی کشاکش اور تقاضا اور سختی ہوئی کہ صدمہ سے مرگیا۔ جی گوپال پسر بہار سنگھ نے کندن لال گماشتہ بہار سنگھ کے ہاتھہ سے اتنی اذیت اٹھائی کہ محالات کے اجارہ سے دست بردار ہوگیا۔ کندن لال نے چالیس لاکھہ روپیہ سالانہ کو بریلی وغیرہ حافظ رحمت خان کے ملک کا ٹھیکہ لیا تھا۔ اور بریلی میں کچھہ دنون حکومت کرکے عیش و عشرت سے بسر کی۔ جب چالیس لاکھہ روپئے فراہم نہو سکے تو تقاضون اور ساہوکارون کو ستانا شروع کیا جنکو حافظ رحمت خان نے بریلی مین آباد کیا تھا اوس نے ان لوگون کو دو تین مہینے مین ویران اور پریشان کردیا اور کندن لال کو اس کا بدلہ منتقم حقیقی کیطرف سے ملا کہ راجہ سورت سنگھہ نے اس کے خاندان کو ضبط کرکے اور خدمات سے معزول کرکے قید کردیا۔

اسلامی مقدس چیزونکی اہانت و بیحرمتی

شجاع الدولہ کی فتح سے روہیلکھنڈ مین اسلامی آثار کو بہت صدمہ پہونچا۔ فرح بخش کا مولف شیو پرشاد لکھتا ہے کہ مسجدون مدرسون۔ خانقاہون اور مقبرون مین تلنگے گوبر سے چولہا لگاتے اور کھانا پکاتے ہین آنولہ نواب علی محمد خان روہیلہ کے عہد مین دارالاسلام تھا۔ اور نواب ممدوح نے بڑی کوشش کے ساتھہ آبادی مین ترقی دی تھی قلعہ اور مسجدین تعمیر کرائی تھین۔ آنولے کی دینداری بریلاد اسلام کو رشک تھا۔ شجاع الدولہ کی فتح کے بعد اس شہر کی یہ نوبت پہونچی کہ اخون محمد رحیم کی مسجد مین کہ جو ایک مقدس اور بہت متبرک جگہ تھی رنڈیان اور فاحشہ عورتین رہنے لگین۔ اور علانیہ منہ کھول کر بیٹھہ کر کسب کراتین۔ بدفعلی مین مشغول ہوتین۔ اونسے کوئی تعرض نہین کرتا کہ تم مسلمانون کے ایک مقدس مقام مین ایسا کیون کرتی ہو۔ یہ تو والیان اودہ کی روہیلکھنڈ مین حکومت کا اثر تھا اب روہیلونکی حکومت کی برکات کا حال سنئے۔ جام جہان نما اور تکملہ ذکر ملوک مین لکھا ہے۔ انصاف یہ ہے کہ اسلام کے مراسم اور دینداری کی باتین جیسی اس قوم مین جاری ہین دوسری جگہہ نہونگی۔ نماز روزہ اور تلاوت قرآن اور علوم کی تحصیل وغیرہ بڑے اہتمام سے ادا کرتے ہین۔ حافظ صاحب مین خود بہت سے فضائل موجود تھے۔ حافظ قرآن تھے۔ علم دین سے واقف تھے۔ عفو اور تواضع اور کرم اور تقوے اور دیانت سے متصف تھے۔

لال ڈانگ کا حال

جب سے روہیلکھنڈ مین بخشی سردار خان فتح خان خانسامان اور دوسرے خان وغیرہ کا انتقال ہوکر اونکی اولاد مین نفاق و فساد پیدا ہوا تھا تو اکثر رسالہ دارون اور جماعہ دارون کی کمرین کھولدین تھین۔ بہت دنون سے نوکری ترک کرکے خانہ نشین ہوگئے تھے۔ کوئی تجارت کرنے لگا تھا۔ کوئی کھیتی کرتا تھا۔ جب شجاع الدولہ کے ہاتھ سے افغانون کی تباہی کی یہ نوبت پہونچی تو یہ تمام لوگ بال بچون کو ساتھ لیکر راتون کو پیادہ پا اپنے مکانون سے نکلے اور جوق جوق لال ڈانگ پر پہونچے اسوجہ سے ایک بھاری جمعیت نواب فیض اللہ خان کے پاس ہوگئی۔ مگر تمام پٹھان نہایت بے نوائی کیحالت مین وہان پہونچے تھے۔ بریلی۔ آنولہ۔ بسولی۔ اوجھیانی۔ سنبھل۔ امروہہ۔ پیلی بہیت وغیرہ سے جو لوگ نکلے وہ بیک بینی و دوگوش تھے۔ بدن پر لباس بھی درست نہ تھا۔ سامان جنگ درکنار کثیر تلنگون نے سالم کپڑا بھی بدن پر نہ چھوڑا تھا۔ نواب فیض اللہ خان نے اپنی قوم کی تباہی اور پریشانی ملاحظہ کرکے خزانے کا منہ کھولدیا۔ اور تمام لوگون کو دیا۔ خبر مشہور ہوتے ہی ہزارون آدمی آپکے جھنڈے کے تلے جمع ہوگئے اور نواب مستقیم خان ولد شیخ کبیر کو ایک بڑی فوج کے ساتھ شجاع الدولہ کے ستانے کے لئے نجیب آباد کی طرف بھیجا۔ گیان پرکاش مولفہ رامونداس عرف منہولال ساکن قنوج سے معلوم ہوتا ہے کہ شجاع الدولہ نے مستقیم خان کو ایک شقہ اس مضمون کا لکھا کہ تم ہمارے پاس چلے آؤ اور ہماری نوکری قبول کرو۔ اور ہم تم کو ملک دینگے۔ مستقیم خان نے جواب مین ایک عرضداشت اس مضمون کی لکھی کہ غلام نوکری پیشہ ہے کسی مالک ملک کو آباد و دنیا کر ملک دینا اور سرفراز فرمانا چاہتا ہے۔ غلام سرکار کا غلام ہے۔ پھر شجاع الدولہ نے شقہ بھیجا کہ حسب تحریر کے ہم اوسکو سرفرازی دینگے۔ اوسوقت مستقیم خان نے نواب فیض اللہ خان پسر علی محمد خان روہیلہ کا نام لیا بلکہ گل رحمت سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے دوسرے سرداران روہیلہ کی پاس بھی شقے بھیجے تھے کہ ہمارے پاس چلے آؤ ہم تمہارے لئے جاگیر مقرر کردینگے مگر کسی نے منظور نہ کیا نواب فیض اللہ خان صاحب نے دہندار پنجابی کی معرفت چمپین صاحب سے خفیہ خط و کتابت شروع کی جبکہ باہم تحریرات خوب جاری ہوگئین تو عبدالرحیم خان داروغہ شترخانہ کو سفیر بناکر کرنیل چمپین کے پاس بھیجکر دوستی کو مضبوط کیا۔ اس سفارت کا اصلی منشا یہ تھا کہ نواب علی محمد خان کے باقیماندہ بیٹون مین سے اب بڑے بیٹے نواب فیض اللہ خان ہی ہین۔ اس بنا پر اگر ملک روہیلکھنڈ نواب فیض اللہ خان کے سپرد کیا جائے تو نواب فیض اللہ خان نواب شجاع الدولہ کو اس ملک کا پورا پورا اخراج دیتے رہینگے۔ اور ایسٹ انڈیا کمپنی کو ایک معقول رقم ہرجہ جنگ کی بابت ادا کرینگے اس سفارت کا

مضمون کرنیل چمپین نے لارڈ وارن ہیسٹنگ کی خدمت مین تحریر کیا - لیکن انگریزی حکومت نے روہیلکھنڈ کا ملک شجاع الدولہ کے سپرد کردینے کا پہلے سے اقرار کرلیا تھا - اسواسطے لارڈ موصوف نے کرنیل چمپین کو جواب دیا کہ تم کو اس معاملے مین دست اندازی کرنا بیجا ہے - شجاع الدولہ کو ہتیاری اس خط و کتابت اور سفارت کے درمیان مین کئی مہینے گذر گئے - گرمی کا موسم ختم ہو گیا - اتنے دنون تک نواب فیض اللہ خان ایکدم کو بھی اپنے بندوبست سے غافل نرہے - اور جابجا منادی کرا کر روہیلونکو اپنے پاس بلاتے رہے - یہانتک کہ قریب چالیس ہزار روہیلون کے لال ڈانگ پر جمع ہو گئے اس کے علاوہ ناکہ بندی اور خندق وغیرہ کا خوب انتظام کیلیا -

فرح بخش سے مستفاد ہوتا ہی کہ نواب شجاع الدولہ نے ایک بھاری دعوت انگریزونکی ترتیب دی تمام لشکر کے صاحبان انگریز کو مدعو کیا - اور سب کو کہانا کھلا کر اونکے ساتھ تپاک خوب ظاہر کیا بعد اسکے محمد ایلچ خان کو کرنیل چمپین کے پاس بھیجا - اور اونکی تالیف کی اور روزانہ بہت سے تحائف اونکے پاس بھیجنا شروع کئے - پھر ایک دن یہ کہلا بھیجا کہ اگر آپ کی مرضی اور صلاح وقت ہو تو یہانسے لال ڈانگ کیطرف کوچ کرنا چاہیے کہ پٹھانون کا مجمع بڑھ رہا ہے - برسات کا موسم شروع ہو گیا تھا کرنیل صاحب نے یہ جواب دیا کہ برسات کا موسم ہے روز بارش ہوتی ہی - اس صورت مین باربرداری اور توپخانہ کا روانہ ہونا دشوار ہے - یہ جواب سنکر شجاع الدولہ نے پچاس ہاتھی اور پچاس خیمے پنج چوبہ اور سایبری قناتون کے انگریزی لشکر مین بھیجدئے اور آخر جمادی الاولی ۱۱۸۸ھ مین شجاع الدولہ نے خود بسولی کی چھاونی سے شدت بارش اور سخت علالت کی حالت[۱] مین کوچ کیا اور دریاے سوت کو عبور کر کے خیمہ زن ہوئے - اور یہان ایک مقام انگریزی لشکر کے سامان کی درستی مین کیا - اور ایلچ خان کو تحریک کے لیئے کرنیل چمپین کے پاس بھیجدیا - انگریزی فوج بھی بسولی سے روانہ ہوئی - اور یہ متفقہ فوجین لال ڈانگ پر حملہ کرنے کو آگے بڑہین - شجاع الدولہ نے پہلے ضلع بجنور مین پہنچکر نجیب آباد اور قلعہ پتھرگڈہ پر قبضہ کیا - اور یہان کئی مقام کر کے موہن پور کیجانب کوچ کیا - یہ گانون ٹھنیس گھاٹ ناگل کے قریب واقع ہی - اور لال ڈانگ کی نکر جا پہونچے اور ڈیرے کھڑے کرائے - اور مورچے قایم کرائے - شجاع الدولہ کے اہلکارون نے اپنے آقا سے عرض کیا کہ روہیلون کا کمپ یہانسے سولہا کوس پر ہے - اور راہ مین کئی بن حائل ہین اور

---

[۱] دیکھو جام جہان نما ۱۲

اور کانس اتنی بڑی ہی کہ اوس مین ہاتھی نہین معلوم پڑتے - اور ڈہاک کا بن بھی بجد گنجان ہی
اور بانس اس کثرت سے ہین کہ پیادہ و سوار کا گذر روہیلون کے مورچون تک دشوار ہے یہان سے
تو کوئی صورت ایسی نہین نکل سکتی جس سے روہیلے مغلوب ہون - نواب شجاع الدولہ بجد متفکر ہے
مصاحبون سے کہنے لگے کہ ہمنے ادہر آنے مین اتنی جلدی کی - پھر معطل بیٹہنا جوانمردی کی خلاف ہی
ایسا کام کرنا چاہئے جس سے روہیلون پر ہراس غالب ہو اور وہ گہبرا جاتین اسلئے جنگل کو صاف کرانا
چاہئے اہلکارون نے جواب دیا کہ ایسا وسیع جنگل صاف کرنے اور اوسکا پہاڑ جہنکار کاٹنے
سے قابو مین نہین آسکیگا - اگر آپکی مرضی ہو تو کانس کو اسطرح کٹوانا شروع کرین جس سے ایک صاف راستہ
نکل آئے اور روہیلون پر عسرت غالب آئے - شجاع الدولہ نے یہی حکم دیدیا - چنانچہ بیلدارون اور مزدورون
کے گروہ نے کانس کاٹ کر دو تین کوس تک راستہ صاف کیا اہلکارون نے شجاع الدولہ سے
کہا - اگر دو تین کوس تک اس طرح راستہ بن گیا تو اس سے کوئی کشود کار نہین ہوتا کیونکہ روہیلون
کے ڈیرا و تک کئی قسم کی لکڑی کے جنگل پڑتے ہین ایسے بڑے بن کا کاٹنا مشکل ہے -
نواب شجاع الدولہ نے روہیلون کے تنگ کرنے کی دوسری تدبیر یہ نکالی کہ روہیلون پر رسد بند
کرنا چاہئے اور اس رای کو سب نے پسند کیا - پہاڑ کی جانب سے جو رسد روہیلون کو پہنچتی تہی
وہ اسقدر نہین سمجھی جاتی تھی کہ چالیس پچاس ہزار آدمیون کو کافی ہو سکے شجاع الدولہ نے
تمام ضلع اور تحصیلدارونکو پروانے بہیجدیے کہ پہاڑون کے پاس لال ڈانگ پر کسی طرف سے غلہ نہین
نہ پہنچنے دین اور تنقیح الاخبار کا مولف کہتا ہے کہ الموڑہ کا راجہ بھی شجاع الدولہ سے ملگیا تہا اس حکم کی
بڑی سختی سے پابندی ہوئی - اور اس تدبیر سے ایک قسم کی اذیت محصورین پر گذرنے لگی تمام سپاہی
اور دوکاندار مجبور ہوگئے - غلہ گران ہوگیا محمد عباس خان سوانح عباس تخلص ابن نجابت خان سولہا
برس کی عمر مین اپنے بہائی اخونزادے محمد ارادت خان کے ساتھ نواب فیض اللہ خان کے لشکر مین
موجود تہا اوس نے اپنی سوانح عمری مین بیان کیا ہی کہ اسوقت مین ایک روپئے کا سنسیر
غلہ بڑی مشکل سے دستیاب ہوتا تہا مگر اللہ تعالے نے ان مجبورون کی روزی رسانی کا یہ بندوبست کیا کہ دوار
کے گہاٹ سے گنگا کو عبور کر کے بیوپاری اور بنجارے غلہ لانے لگے - اور اب پہر غلہ ارزان ہوگیا -
ہرکارون نے شجاع الدولہ کو خبر پہنچائی کہ نواب فیض اللہ خان کے لشکر پر پہلے غلہ کی نایابی سے سختی ہوگئی
تہی مگر اب غلہ گنگا پار سے بافراط آگیا - اور محصورین فارغ البال ہوگئے اور اونکا یہ ارادہ ہی
کہ آپکے لشکر پر شبخون ماریں - شجاع الدولہ نے نجف خان ذوالفقار الدولہ کو لکھا کہ آپ

اپنی سپاہ ہرداروغیرہ کے گہاٹونکی حفاظت کے تئے متعین کردین اوس نے اپنے بیٹے افراسیاب کو بہت سی فوج کے ساتھ بہیجا کہ نواب شجاع الدولہ کی تجویز کے موافق ہرددار کے گہاٹ کی نگرانی کرے اور غلہ کا ایک دانہ بہٹانون کے پاس نہ پہنچنے دے اوس نے ناکہ بندی کرنا شروع کی تاکہ کوئی چیز روہیلون کے لشکر مین گنگا پار نہ پہنچ سکے اسواسطے اب محصورین پر تکلیف شروع ہوگئی اور بھوک اور بخار نے اونکی جماعت کو روز بروز گہٹانا شروع۔ مگر روہیلے چونکہ پہاڑی قوم ہے وہ اوس مین طاق ہی پہاڑ پر دوڑنے اور پیادہ پا چلنے کے عادی تہی پہاڑ پر جانے لگے۔ اور غلہ کی گٹہریاں بوجہ سر اٹہا کر لانے لگے خود بہی کہاتے اور فروخت بہی کرتے۔ البتہ ہندوستانی آدمی بوجہ آرام طلبی کے تکلیف پاتی تھے اب غلہ ایک روپیہ کا چار سیر فروخت ہوتا تہا۔ گہوڑے خچر۔ بیل دانہ نہ ملنے سے کمزور ہوگئی اور چونکہ ہری گہاس کی عادی تہی۔ ہزارون تلف ہوئے۔ اور جو باقی رہی وہ بہی نہایت ناتوان تہی۔ سورج کے لوگ کہتے تھے کہ یہان گہاس چوپایون کے موافق نہین۔ البتہ پہاڑی گہوڑون کو جنہیں گونٹ[1] کہتی ہین موافق ہی عہدہ دارونکے گہوڑے معمولی راتب ملنے کی وجہ سے فربہ تھے۔ محمد عباس خان کہتا ہے کہ ہر روز مورچون اور میدان کی جنگ طرفین مین کئی مہینہ تک ہوتی رہی۔

صلح کی تکمیل اور عہدنامہ

روہیلون کو ابہی تک یہی گمان تہا کہ مخالف کی فوج موسمی بیماری اور آب و ہوا کے نقصان کی باعث بہت جلد اوٹہانے پر مجبور ہوگی۔ مگر باوجود بیماریونکی کثرت۔ اور روہیلون کے بے تعداد حملونکے فوج فاتح نے محاصرے سے دست برداری کا ارادہ نہ کیا اسوجہ سے روہیلونکے اکثر سردارونکی رائے صلح کرنے کی طرف مائل ہوئی۔ آخرکار نواب فیض اللہ خان نے کرنیل چمپین کو اس معاملے مین الگ صلح کی بات چیت شروع کی۔ نواب فیض اللہ خان کی خیالات بہت وسیع تہے اور اونکی طلب بہت زیادہ تہی۔ ملک میان دوآب مین ڈیڑہ لاکہہ روپیہ سال کی جاگیر اونکے واسطے نواب شجاع الدولہ نے تجویز کی۔ مگر اون کے صلاح کار احمد خان خانساماں نے اون کو اس عطیہ پر راضی ہونے نہ دیا۔ اس تقرر مین بہی ایک مہینہ کا عرصہ صرف ہوگیا۔ اور ہنوز کوئی نتیجہ قرار پذیر نہوا۔ ناچار شجاع الدولہ اور انگریزی فوجنے موہن پور سے آگے بڑہکر دو میل تک روہیلون کے کئی مورچے توڑکر خراب کردیے۔ اور پہاڑ کی تلی تک جا پہونچے۔ روہیلونکو خوف ہوا کہ مخالف یکایک حملہ کرکے پہاڑی قصبہ

---

[1] پہاڑی گہوڑا گونٹ ہوتا ہے جو چہوٹا ہوتا ہے ۱۲ تزک جہانگیری

دوسرے پہاڑ کی جانب سے رسد کی کمی بھی شروع ہو گئی فرح بخش میں لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ
روز فتح سے ملاقات ملا میں یہ کہا کرتے تھے کہ میں نے تمام روہیلکھنڈ کو فتح کر لیا ہے۔ اب پٹھانوں کا
تخم یہاں سے شاید نکلے گا۔ اور بالفعل پھر زمین انکو نہ دونگا۔ اونکی دانا نیف کا عیانہ خدا کی طرف سے اونکو
ملا کہ سہنگنہ صاحب گورنر نے ایک چٹھی کرنیل چمپین کو لکھی کہ تم فوراً روہیلکھنڈ سے چلے آؤ۔ کرنیل
چمپین نے چٹھی کے پہنچتے ہی کالی چرن کی زبانی نواب شجاع الدولہ کو کہلا بھیجا کہ میں اب یہاں نہیں
ٹھیر سکتا۔ کلکتہ کو جاؤں گا۔ جب یہ مضمون شجاع الدولہ نے سنا تو بہت متحیر ہوئے اور نہایت منت
پذیری کے ساتھ کرنیل صاحب کو کہلا بھیجا کہ مجھسے ایکبار نواب فیض اللہ خان کی ملاقات کرا دیں۔
اور کالی چرن کو کچھ بطور رشوت کے بھیجا اور اُسے رخصت کر کے دوسرے پر آئے۔ اور اون کو اس
بات پر آمادہ کرنا چاہا کہ آپ خود نواب فیض اللہ خان کے پاس جا کر اونہیں سمجھا کر میرے
پاس یا اپنے لشکر میں لے آئیں۔ اور کالی چرن کو پیشتر سے بھیج دیں۔ نواب شجاع الدولہ یہ باتیں
کر کے کرنیل چمپین سے رخصت ہو کر اپنے خیمے میں آئے۔ اور کالی چرن کو بھی ساتھ لیتے آئے اور اوسکو
یہ پیغام دیکر کرنیل صاحب کے واپس بھیجا کہ میں پندرہ لاکھ روپیہ کا ملک نواب فیض اللہ خان کو
دیتا ہوں۔ اس کارروائی کے علاوہ شجاع الدولہ نے نواب فیض اللہ خان کو لکھا کہ اگر آپ ہمارے
پاس نہ چلے آئے تو ہم محبت خان کو بلا کر خلعت سرفرازی عطا کریں گے۔ پھر اونکی باپ کے
رسالہ دار آپ کا ساتھ چھوڑ دینگے۔ چنانچہ نواب فیض اللہ خان کے رجوع ہونے کے لئے ایک شقہ
الہ آباد کے قلعہ دار کو لکھا کہ محبت خان کو یہاں بھیجدو[2] کرنیل چمپین نے اپنی طرف سے تورک صاحب اور
بلدی صاحب کو نواب فیض اللہ خان کے پاس صلح کی بات چیت کرنے کے لئے بھیجا۔ سوال و جواب منقح
ہو گئے تو کرنیل چمپین خود نواب فیض اللہ خان کے پاس گئے۔ اور اون سے ملاقات کی اور مشورہ کیا۔
اور اونکا اطمینان کر کے اپنے ساتھ انگریزی کمپ میں لے آیا۔ کرنیل صاحب نے ایک خاص ڈیرہ
نواب صاحب کے ٹھیرنے کے لئے استادہ کرایا۔ اور نواب صاحب کو اپنے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس
لیگیا اور بڑے اکرام کے ساتھ ملاقات کرائی۔ اور ایک مرتبہ نواب شجاع الدولہ نواب فیض خان کے ڈیرے
پر بازدید کے لئے آئے۔ شجاع الدولہ نے دنبل کی تکلیف کی وجہ سے نواب صاحب کا آنا غنیمت جانا

---

[1] یہاں تک فرح بخش سے نقل کیا ہے۔ اس کے آگے گلستان رحمت وگل رحمت واخبار حسن
وغیرہ کا اقتباس ہے ۱۲ [2] دیکھو جام جہان نما ۱۲

اور اونکی اصلی جاگیر پر کہ شاہ آباد اور سہاوان اور جو محلات تھے چھ پرگنے احاطوں اوسکا پر
اور بلاسپور اور بہیرا اور ٹہاکردوارہ اور سترکہ اضافہ کرکے نو پرگنے چودہ لاکھ چہتر ہزار روپیہ
کی آمدنی میں مقرر کرکے نواب صاحب کی جاگیر میں مقرر کئے۔ روہیلکھنڈ گزیٹیر میں مذکور ہے کہ
اس معاہدے کے وقت روہیلوں نے حافظ رحمت خاں کے اہل و عیال اور دوندیخاں کے
اہل و عیال کی رہائی کے بارے میں بہت زور ڈالا۔ اسواسطے شجاع الدولہ نے اونکی رہائی کی بابت
حکم دیکر محبت خان کو الہ آباد سے واپس بلایا۔ لیکن صلح کی کارروائی اوسکی واپسی سے پہلے ختم ہوچکی
عہدنامہ کرنیل چیمپین صاحب کے ڈیرے پر ۷۔ اکتوبر ۱۷۷۴ء مطابق رجب ۱۱۸۸ ہجری کو تحریر ہوا۔
اس عہدنامے میں یہ بھی تھا کہ نواب فیض اللہ خان اپنی فوجیں پانچہزار آدمیوں سے زیادہ نوکر
نہ رکھ سکیں گے۔ اور اس فوج میں سے بحکم ضرورت شجاع الدولہ کی امداد کے واسطے دو تین ہزار
سپاہ دیا کرینگے۔ اور اگر وزیر خود فوج لیکے ہمراہ جاوینگے تو وہ بھی خود مع اپنی سپاہ کے اونکے ہمراہ
رہینگے اور وزیر اونکے خرچ کے متحمل ہونگے۔ باقی روہیلوں کو اپنے ملک سے گنگا پار نکالدینگے
اور وزیر کے سوا کسی سے اتفاق پیدا نہ کرینگے۔ اور انگریزی عملداری کے سوا اور کسی سے تحریری
رسم جاری نہ کرسکیں گے اور وزیر کے دوستوں کو اپنا دوست اور اونکے دشمنوں کو اپنا دشمن تصور کرینگے
اور ہمیشہ نواب کے تابعدار اور فرمانبردار رہینگے۔ اور نواب وزیر جو حکم اونکو دینگے اوسکی تعمیل کرینگے
اور ہمیشہ ہر مصیبت و بہبودی کے وقت میں اونکے شریک لاجنبے رہینگے۔ جام جہاں نما میں
لکھا ہے کہ اس عطیہ کے عوض میں نواب فیض اللہ خاں سے چالیس لاکھ روپیہ نذر کے طور پر شجاع
الدولہ نے لئے تھے۔ اور تنقیح الاخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ کرنیل چیمپین کی معرفت پندرہ لاکھ روپیہ نواب فیض اللہ خان
نے نواب وزیر کی نذر کئے تھے۔ اور فرح بخش میں لکھا ہے کہ نواب فیض اللہ خاں نے چالیس لاکھ روپیہ
کے قریب نواب شجاع الدولہ و صاحبان انگریز و امداد علیخاں اور کالی جیت وغیرہ کے تواضع کئے
نواب فیض اللہ خان خواجہ لطافت کے ڈیرے پر شجاع الدولہ سے رخصت ہوئے اور اونہوں نے
وقت رخصت شجاع الدولہ سے کہا کہ ہم چھ بھائیوں میں سے دو بھائی باقی رہگئے ہیں۔ محمد یار خاں جو ایک مدت سے
آپکے لشکر میں ہیں اور علیل ہیں اونکو میرے ہمراہ رخصت کر دیجئے۔ شجاع الدولہ نے قبول کرکے
اجازت دیدی۔ نواب فیض اللہ خان نے اس خیال سے کہ زبانی بات کا کیا اعتبار ایک تحریر اونکی رخصت
کر دینے کے بابمیں شجاع الدولہ کے پاس بھیجی۔ اور اوسپر تحریری حکم لیلیا۔ نواب شجاع الدولہ نے
اپنے چوبدار کی زبانی بھی محمد یار خاں کو کہلا بھیجا کہ ہمنے تمکو رخصت کیا۔ نواب فیض اللہ خاں کے ہمراہ

جلسے جاوے محمد یار خاں نے جو بہار کی بات کا اعتبار نہ کیا ۔ بلکہ شیو پرشاد کو تفرح بخش کو جو مبارک
ہمراہ بھیجکر شجاع الدولہ سے یہ عرض کرایا کہ جو دن جائداد کے ہیں آپکے لشکر سے نہیں جاونگا
شیو پرشاد نے ایک عرضی اس مضمون کی لکھکر نواب شجاع الدولہ کی خدمت میں پیش کی وہ نشیر
شجاع الدولہ نے اپنے قلم سے یہ حکم لکہا ۔ الحال درمیان ما و نواب فیض اللہ خان ہیچ تفاوت
نماندہ شمارا بخواہش و آرزو تمامی اوی جو بند البتہ یک چیزی جائداد مقرر خواہند نمود الا بعد چندے از فیض آباد
نزد اینجانب بیایند از فضل الٰہی جائداد مقرر خواہد شد ۔ گیان پرکاش کا مؤلف کہتا ہے کہ معاہدے
کے بعد مستقیم خان بھی شجاع الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خلعت پایا ۔

روہیلکھنڈ گزیٹیر مین لکھاہے کہ اس عہد نامے پر دستخط ہونے کے بعد نواب فیض اللہ خاں نے
سترہ اٹھارہ ہزار روہیلوں کو جو بڑی عاجزی کے ساتھ امان طلب کرتے تھے مع اونکے عیال
و اطفال کے اس ملک سے نکالکر میان دوآب میں بھیجا دیا ۔ اور فرح بخش کا مؤلف بتاتا ہے کہ صلح
کی کارروائی کے بعد پچاس ہزار پیادہ و سوار کہ جن میں سے اکثر نواب شجاع الدولہ کے بھی رشتہ دار
اور ملاقی تھے کرنیل چمپین کے مواجہ میں گنگا پار اتار دیے گئے ۔ ان لوگوں میں احمد خان وغیرہ
پسران بخشی سردار خاں بھی تھے ۔ تاریخ جیمس گرینڈ میں مذکور ہے کہ سنہ ۱۷۷۸ء میں جو ایک
بیان لندن میں شایع ہوا تہا اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ لاکھ آدمی روہیلکھنڈ سے دریا پار نکالے
گئے تھے ۔ ایک بیان سے اٹھارہ ہزار آدمی نکالے جاتے ہیں جنکے ہاتھ میں ہتھیار تھے ان
روہیلونکو اس ملک سے نکالنے کے واسطے انگریزی فوج بداؤنکے ضلع میں رام گھاٹ کے پاس کئی ہفتے
تک پڑی رہی ۔ اسکے بعد واپس چلی آئی ۔ لیکن ہندو جنکی تعداد سات لاکھ تھی اونہوں نے
فاتحونکے ہاتھ سے اس سے زیادہ تجربہ حاصل نہ کیا جیسا کہ حاکم کے وقت ہوا کرتا ہے ۔

شجاع الدولہ اور مرزا نجف خاں ذوالفقار الدولہ میں ملک مفتوحہ کا سمجھوتہ اور اوسکا انتظام

سیر المتاخرین مین لکھاہے کہ مرزا نجف خاں اس زمانے مین ایک ادنے مرتبہ سے اعلی مرتبے
کو پہنچا تہا یہانتک کہ شجاع الدولہ کے ساتھ برابری کا دم بھرتا تھا ۔ شجاع الدولہ اوس کے
دشمن تھے ۔ مگر مقتضائے وقت دوست بنکر ظاہر داری میں مصروف تھے یہانتک کہ اپنی بیٹی اوسکے
ساتھ منسوب کردی تھی ۔ اور ہمیشہ اوس کے قلب کی تالیف کرتی رہتی تھے ۔ مرزا نجف خان نہایت

جوانمردی اور فتوت کا آدمی تہا وہ ہمیشہ شجاع الدولہ کی چاپلوسی کو دلی بات سمجھتا تہا اور پرانی
رسم کے بموجب شجاع الدولہ کے روبرو آداب بجالاتا تہا۔ اسوقت ہیں کہ روہیلوں کی قسمت پلٹا کہایا
اور انکا ملک چہن گیا اونکی ملک میں سے جسقدر ملک سنہ ۱۱۸۸ ہجری میں مرہٹونکی دستی نواب ضابطہ خان
سے نکلکر نواب نجف خان کے قبضے میں آیا تہا اوسمین ہی بعض حصہ جیسے چاند پور نگینہ اور پتھر گرہ
وغیرہ گنگا کے اس پار شمال رویہ فتح اللہ خان اور محب اللہ خان ابنائے دوندیخان کے ملک سے
ملحق تہا اور اکثر ملک جیسے بارہ اور سہارنپور وغیرہ گنگا کے اوس پار مغرب اور جنوب رویہ واقع تہا اور
جو ملک اب شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان اور اولاد دوندیخان و پسران بخشی سردار خان
و ابنائے فتح خان خانسامان سے فتح کیا اوس میں سے نصف حصہ تو گنگا کے شرقی اور شمالی سمت صوبہ
اودہ سے ملحق تہا جیسے شاہجہانپور۔ بریلی۔ آنولہ۔ شاہ آباد۔ بداون وغیرہ۔ اور نصف ملک وہ آپ کیطرف تہا
جیسے سنبہل مراد آباد اور امروہہ وغیرہ۔ اور کچھہ ملک کاسگنج اور دریا گنج اور پٹیالی گنج وغیرہ وہ تہا
کہ احمد خان بنگش سے نکالکر صفدر جنگ کے عہد میں مرہٹونکو دیا گیا تہا۔ اور دوسرے ملک
مقبوضہ مرہٹونکے جو پانی پت پر احمد شاہ درانی کے ہاتھ سے اونکو شکست عظیم حاصل ہونے کے
بعد احمد شاہ کے حکم سے حافظ رحمت خان اور احمد خان بنگش اور دوندیخان اور نجیب الدولہ
نے باہم تقسیم کر لئے تھے۔

غرضکہ ان تمام علاقونکی تقسیم کے لئے مرزا نجف خان ذوالفقار الدولہ نے جو بادشاہی سپاہ لیکر
آیا تہا شجاع الدولہ سے کہا اور غنیمت میں سے بادشاہی حصہ مانگا۔ نواب وزیر نے عہدنامے سے انکار نہیں کیا۔
اوسکی نقل شاہ عالم بادشاہ نے کرنیل چمپین کے پاس بہی بہیجدی تہی۔ مگر شجاع الدولہ نے کہا کہ میرے
پاس جو مثنی عہدنامے کا ہے اوسمین یہ شرط ٹہیری ہے کہ بادشاہ بذات خاص لشکر لیکر کمک کو آئیں
اور چونکہ وہ خود نہیں آئے اسلئے عہدنامے کی تمام شرائط باطل ہوگئیں۔ مگر کرنیل صاحب کے پاس جو
اوسکا مثنی موجود تہا اوس میں کہیں اس بات کا ذکر نہ تہا۔ جب اسکی خبر انگریزی گورنمنٹ کو ہوئی تو اوسنے
اپنے سپہ سالار کو ہدایت کی کہ فقط ہمارا کام روہیلوں کا ملک فتح کردینا تہا اگر شجاع الدولہ نے اپنا
عہد بادشاہ سے توڑ دیا اور اسکے سبب سے نجف خان اور بادشاہ اوس سے لڑیں تو تم کسی کیطرف
نہ بولنا۔ مگر لڑائی تک نوبت نہ پہنچی۔ شجاع الدولہ نے حاصل ملک ذوالفقار الدولہ کو سمجہا دیا
اور نجیب الدولہ کے ملک میں سے جو ملک گنگا کے اس پار تہا جیسے چاند پور نگینہ۔ اور پتھر گرہ
وغیرہ وہ شجاع الدولہ کو ملا۔ اور تہوڑا سا ملک نواب فرخ آباد کا کچھہ ملک حافظ رحمت خان

اور اولاد دوندیخان کا جو صوبہ اکبر آباد اور شاہجہان آباد سے ملحق تھا نجف خاں نے خود لیا اور بعد تنقیح و تصفیہ حدود ملک کے نجف خان ضابطہ خان کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ سے رخصت ہوا اور شجاع الدولہ روہیلوں کے ملک کے انتظام میں مصروف ہوئے۔ اور اونہوں نے پچاس ہزار کے قریب پیادہ و سوار ملک روہیلکھنڈ اور علاقہ نواب ضابطہ خان اور ملک میان دوآب کے انتظام کے لیے مقرر کیے۔ شیدی محمد بشیر کو بہت سی سپاہ کے ساتھ نجیب آباد کے علاقے کے انتظام کے لیے قلعہ پتھر گڈھ میں رکھا اور اپنے بیٹے سعادت علیخان کو بریلی میں چھوڑا۔ اور اونکے ساتھ مرتضی خان بڑیچ اور لطافت اور گوپال راؤ مرہٹہ کو بہت سی سپاہ کے ساتھ متعین کیا۔ اور محبوب کو آنولے مین مقرر کیا اور ہمت بہادر اور راجہ اوگر کو انوا سے میں۔ اور بسنت علیخاں کے کمبو کو رامپور کے ساحت میں مقرر کیا۔

لال ڈانگ سے محاصرین و محصورین کی روانگی

نواب شجاع الدولہ معاہدے کی تکمیل کے بعد غرہ شعبان ۱۱۸۸ ہجری کو لال ڈانگ سے روانہ ہوئے اور اونکے کوچ سے پانچویں دن روہیلے لال ڈانگ سے اوترے۔ نواب شجاع الدولہ بسولی آئے وہان اونکے متعلقین اور بال بچے پڑے ہوئے تھے۔ اون سب کو ہمراہ لیکر لکھنؤ کو روانہ ہوئے جب سنبھل پہنچے تو محبت خاں ۲۶۔ رجب ۱۱۸۸ھ کو یہان آ ملے۔[1] شجاع الدولہ محبت خان کو اپنے ساتھ لے گئے اور وعدہ کیا کہ فیض آباد پہونچکر جو تمہارے حق میں تجویز کیا ہے عمل میں لاؤنگا۔ پانچویں رمضان کو لکھنؤ پہنچے اور شوال میں فیض آباد پہونچ گئے۔ اور محبت خان سے ایفاے وعدہ میں شدت مرض کا عذر کیا۔ اور ہزار روپیہ ماہوار خرچ کے لیے مقرر کر دی۔

نواب سعد اللہ خاں کی بیگم کے ساتھ نواب شجاع الدولہ کی بیوفائی اور بیگم کی نواب کے حکم سے فیض آباد کو روانگی

[1] فرح بخش مین اسیطرح ہے ۱۲

[2] لال ڈانگ سے غرہ شعبان کو شجاع الدولہ کی روانگی کتاب ذکر ملوک مولفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے تکملے میں حاجی محمد رفیع الدین خان مراد آبادی نے لکھی ہے اور ۲۶ رجب کو سنبھل مین محبت خان کا اونسے ملنا گل رحمت مین بیان کیا ہے ۱۲

نواب شجاع الدولہ نے بسولی سے فیض آباد کیطرف روانگی کے وقت مرزا حسن رضا خان داروغہ
توشکخانہ کو جو نواب سعد اللہ خان کی بیگم کے سوال و جواب مین رہتا تہا اور منو دائی کو جو شجاع الدولہ
کے لشکر مین بیگم کیطرف سے حاضر تہی حکم دیا کہ نواب سعد اللہ خان کی بیگم کو تمام اسباب و سامان سمیت
آنولے سے سوار کرا کے ہمارے ہمراہ فیض آباد کو لاوین - مرزا اور منو آنولے میں آئے جب یہ حکم سنایا
تو محل میں ایک عجیب شور و ماتم مچ گیا - آنولے کے تمام باشندے رو رہے تھے - محل کی عورتین
نالے کرتین تہین - اور جسقدر شقے شجاع الدولہ نے بیگم کی تسلی اور دلاسے کے لئے بہیجے تہے
اور اونمین خدا اور رسول و دین و ایمان اور حضرت بخش کی قسمین لکہی تہین اونکو دیکہتی تہی اور آہ
آہ کرتی تہیں - جو کوئی اونکا شور و شیون سنتا تہا وہ بہی سر دہنتا تہا - کہتے ہین کہ اون دنون آنولے
مین حشر برپا رہا - کہانا پینا سب پر بند تہا - غرضکہ بیگم کو محل کی تمام مستورات کے ساتھ فیض آباد کو لیگئے

بخشی سردار خان کے دو بیٹونکا حال

احمد خان پسر بخشی سردار خان سے شجاع الدولہ کو سخت عداوت تہی - کیونکہ احمد خان نے
اپنے رام گہاٹ پر ملاقات کر کے عہد و پیمان باہم کر لیا تہا - اور جبکہ شجاع الدولہ نے روہیلکہنڈ
پر چڑہائی کے ارادے سے گنگا کے گہاٹ پر پل کی تیاری کا خواجہ لطافت کو حکم دیا تو احمد خان نے
پہر اپنا ایک سفیر گنگا پار موضع کورہا گنج مین شجاع الدولہ کے پاس بہیجکر پہلے عہد و پیمان کو
تازہ کر لیا تہا - اور جب جنگ شروع ہوئی تو حافظ رحمت خان کا ساتھ دیا اس سے نواب
شجاع الدولہ اوس پر بہت غصے تہے - فتح حاصل ہونے کے بعد وہ ہمیشہ یہ کہا کرتے تہے خدا کا
شکر ہے اوس نے مجکو روہیلکہنڈ کے آدمیون کے خون مین مبتلا ہونے سے محفوظ رکہا
مگر مین احمد خان کو ضرور قتل کراؤنگا - اور اپنے افسرونکو حکم دیدیا تہا کہ احمد خان کو جہان پائین
قتل کر ڈالین - مگر احمد خان شکست کے بعد میدان جنگ سے نکلکر لال ڈانگ مین پہونچگیا اور
برابر مورچونکی تیاری اور نواب فیض اللہ خان کی خدمتگذاری مین مصروف رہا جب نواب
فیض اللہ خان اور نواب شجاع الدولہ مین معاہدہ قرار پاکر صلح ہوئی تو اول ہی ملاقات مین نواب
فیض اللہ خان سے کہا کہ مجکو احمد خان کے قتل کی بڑی لاگ ہے - مگر چونکہ یہ وہ آپکی رفاقت مین ہے
تو مینے اوس خیال سے درگذر کی اب آپ اوسکو اپنے پاس سے علحدہ کر دین - یہ وہ زمانہ تہا کہ شجاع
الدولہ کے حکم کو ٹالنا کسی کی مجال نہ تہی - نواب فیض اللہ خان نے مجبور ہوکر قبول کیا اور

اور احمد خان اور اوسکی بھائیونکو اپنے لشکر میں سے رخصت کر دیا۔

شہامت خان ابن بخشی سردار خان پندرہ سال سے شجاع الدولہ کی خدمات انجام دیتا تھا۔ اور ہر ایک طرحسے اونکی ساتھہ اخلاص رکھتا تھا۔ خلا و ملا میں اونکی تعریف کرتا رہتا تھا۔ اور ہمیشہ عمدہ عمدہ گھوڑے طلائی اور نقرئی زیور سے آراستہ کرکے اور اچھے اچھے شال دوشالے اونکی پاس تحفۃً بھیجا کرتا تھا۔ اور اپنی آپ کو شجاع الدولہ کا بڑا یار اور گہرا دوست سمجھتا تھا۔ ہمیشہ اوسکی آرزو یہ تھی کہ شجاع الدولہ کی دولت و ملک کو ترقی رہے۔ جب حافظ رحمت خان مارے گئے اور شجاع الدولہ نے فتح پائی تو خوشی کے مارے جامے میں پھولا نہیں سماتا تھا اور ہر دم اللہ کا شکر ادا کرتا تھا اور دلجمعی سے آنولے میں بیٹھا رہا اور ہر وقت اس انتظار میں تھا کہ میری جاگیر بلکہ بخشی مرحوم کا تمام علاقہ شجاع الدولہ مجھکو دیدینگے۔ جو کوئی شجاع الدولہ کے لشکر سے آتا تو خان مذکور یہ سمجھتا کہ میرے لئے جاگیر کی بحالی کا پروانہ لایا ہوگا۔ اسیطرح ناعاقبت اندیش صاحبونکے اغوا سے آنولے میں بیٹھا رہا اور شاہ صدق علی کے ساتھہ جو نواب شجاع الدولہ کیطرف سے نواب سعد اللہ خان کی بیگم کی دلجوئی اور اطمینان کے لئے آنولے میں آیا ہوا تھا بہت گہری دوستی پیدا کرلی۔ ہزاروں روپیہ اوس سید عیار کی تواضع کردیا تھا۔ صدق علی نے جو دیکھا کہ خان مذکور بالکل سادہ لوح ہے تو اوس کا سارا مال و اسباب بطور امانت کے اپنی پاس رکھہ لیا شہامت خان اپنی اس حرکت سے ازبس مسرور تھا کہا کرتا تھا کہ میرا خانزاد شاہ صدق علی مصاحب نواب شجاع الدولہ ہے۔ میرا مال بڑی حفاظت سے رہیگا۔ صدق علی اللہ کی جناب میں ہزار شکر کرتا تھا کہ ایک سستی کا مال بے محنت کے ہاتھہ لگا۔ صدق علی نے بعد اس کے یہ عیاری کی کہ شہامت خان کی ساری اشرفیاں شیدی بشیر کے ساہوکار نانک چند کے پاس بسولی کی چھاونی میں جمع کردیں۔ بشیر کو پٹھانوں سے دلی عداوت تھی۔ اوس نے شجاع الدولہ کو لکھہ بھیجا کہ میںنے شہامت خان کا سارا مال جمع کرا کے فلاں دوکان پر رکھوا دیا ہے۔ اگر مرضی مبارک ہو تو مال حلال ہونے لیا جاوے۔ شجاع الدولہ ایک بڑی لالچی طبیعت رکھتے تھے اونہیں دوستی اور شناسائی سے کیا واسطہ فوراً چوبدار کو بھیجکر دوکان سے وہ سارا مال طلب کرکے بہو بیگم کے سپرد کردیا۔ اور خوش ہوکر کہنے لگی کہ تمام روہیلکھنڈ میں یہی مال طیب ہاتھہ آیا ہے۔

انگریزی کونسل کلکتہ کے روہیلونکی مہم کی بابت خیالات

گورنر جنرل کی کونسل کلکتہ کے پانچ ممبرون مین سی تین ممبر مونسن اور کلیورنگ اور فرنسس
روہیلونکی لڑائی کو سراسر ظلم و ناانصافی سمجھتے تھے - اور ابتک اون کو یہ علم بھی نہ تھا کہ
لڑائی ختم ہوگئی ہے یا نہین مگر روپیہ لینے پر وہ بھی غش تھے - اونہون نے کرنیل چمپین کے نام
مراسلے میں لکھوایا کہ ہماری چٹھی پہنچتے ہی وہ چالیس لاکھہ روپیہ جو روہیلوں کے استیصال کے
واسطے ٹھیرا ہے اور اور روپیہ جو نواب وزیر پر واجب الادا ہی لے لو اور اگر جانو کہ کسی طرح سے
نواب وزیر اوس روپیہ کو ادا نہیں کرسکتے ہیں تو جسقدر روپیہ وصول ہوسکے وصول کرو اور
باقی روپیہ کی ضمانت لے لو - اور اوسکو یہ بھی ہدایت ہوئی کہ وہ چودہ دن کے عرصے میں اپنی ساری سپاہ
کو روہیلون کے ملک سے نکالکر اودہ کی سرحد قدیم میں لے آئے - اور اگر نواب اسپر راضی نہوں
تو وہ اپنی سپاہ کو بالکل اونکی خدمات سے جدا کرکے سرکار کمپنی کے علاقے مین لے آئے -
مگر اس سے پہلے کہ مراسلہ ارسال کیا جائے خبر آگئی کہ فیض اللہ خان سے صلح ہوگئی اور اونکے
اسباب وغیرہ سے پندرہ لاکھہ روپیے سرکار کمپنی کو وصول ہوگئے - اور نواب وزیر اپنے دار السلطنت
مین اسلئے آگئے ہین کہ روپیہ سرکار کمپنی کا ادا کرین - اور انگریزی سپاہ رام گھاٹ مین آگئی ہے
جو سرحد اودہ کے قریب واقع ہے - اسپر گورنر جنرل نے پھر کونسل سے کہا کہ جلدی اور اضطراب
نواب وزیر سے مت کرو - مگر جو بات نواب وزیر کے معاملے مین وہ کہتا ہی وہ ممبران کونسل کو زہر
معلوم ہوتی ہی اور اوسکی غرض نفسانی پر محمول ہوتی - اوسکے کہنے پر کچھہ خیال نہین کیا کہ کون بکتا ہے
مراسلے میں فقط اتنی ترمیم کردی کہ کرنیل چمپین دار السلطنت اودہ میں آجائے اور نواب کی
ملاقات سے چودہ روز شمار کرکے وہی کام کرے جو اوسکو لکھے گئے ہین

نواب شجاع الدولہ کی وفات

شجاع الدولہ لال ڈانگ کے محاصرے کے وقت سے بیمار تھے - فیض آباد پہونچکر کئی مہینے علیل
رہکر اوسی پھوڑے کے صدمے سے ۲۴[1] ذیقعد ۱۱۸۸ ہجری روز پنجشنبہ مطابق ۲۹ جنوری ۱۷۷۵ء
کو راہی شبستان عدم ہوئے - محتشم خانی میں لکھا ہے کہ شجاع الدولہ اولو العزم تھے اسلئے

---

[1] مفتاح التواریخ میں یوں لکھا ہی - اور خزانہ عامرہ میں ۲۳ ذیقعد ہی - اور سیر المتاخرین و تاریخ
مظفری میں ۲۲ ذیقعد ہ [illegible] تکملہ ذکر ملوک میں ۲۵ ذیقعدہ ہے ۱۲

لوگون کو ایسا گمان ہوا کہ ڈاکٹر نے مرہم زہرآلود سے ہلاک کردیا ہے۔ علامہ علی آزاد نے اونکی وفات کی تاریخ ایک عدد کے اسقاط کے تعمیہ سے یون نظم کی ہے ؎

کرد از عالم فانی رحلت ٭ بامر و غالب صاحب صولت ٭ گشت تاریخ چو آن یکتا مرد ٭ رفت نواب شجاع الدولہ

دیگر

چون شجاع صفدر منصور برہان علیاں ٭ رفت سوے ملک باقی زین سرای بر گزند

شد شجاعت بے سر و با سخاوت عزم ہم ٭ تاج عوذا را زمین از گریہ و زاری بکند

یعنی اگر لفظ شجاعت کے سرو پا کو کہ حرف شین و تا ہین دور کرکے اور لفظ عزم کا سر کہ عین ہے جدا کرکے باقی حروف کے اعداد کو لفظ سخاوت کے اعداد کے ساتھ جمع کرین۔ تو گیارہ سو اٹھاسی پورے ہو جاوین۔

دیگر

چون شجاع الدولہ شتافت از جہان ٭ عالمی در ماتمش مغموم شد

رفتہ از ذیقعدہ بست و چار روز ٭ رفت شب زین عالم فانی گذشت

بود سال فوت آن والا نژاد ٭ یکہزار و یکصد و ہشتاد و ہشت

لمسے کیا کیا اولوالعزمیاں دکہائین کیسی کیسی خونریزیان کین۔ انجام یہ کہ خاک۔ بموجب آیہ کریمہ **لایستاخرون ساعة ولا یستقدمون** کے موت سی تاخیر نہین ہوسکتی۔ لیکن چونکہ حق تعالے نے ہر ایک امر کے حدوث کے اسباب مقرر کئے ہین جن مین سی بعض خفی اور بعض جلی ہوتے ہین بعض مرتبہ اسباب خفی کے آثار بھی ہوشیاران دقیقہ رس کی نظر مین جلوہ گر ہو جاتے ہین۔ حضور قضا وفات شجاع الدولہ کے جو وجہات مولف سیر المتاخرین کے دل مین پیدا ہوتے وہ اوسنے اسطرح لکھے ہین۔ شجاع الدولہ نوجوان ارزومند دنیا سے گذرے۔ اور جسقدر اونہوں نے اقتدار پایا تھا اوس سے بھی [illegible] ارمان نہ نکلا اور حسرت و یاس لیکر دنیا سے چلے گئے۔ اگرچہ صفات حمیدہ بھی اونکی ذات مین تھے۔ مگر بعض باتین ایسی بھی اونسے سرزد ہوئین کہ جنکی باداش مین حق تعالے نے بیچ جوانی مین اوسکے حاصلات دولت سے لذت اوٹہانے کی مہلت نہ دی۔ اور ہزار [illegible] سکے سب [illegible] گراسے ملک عدم ہوئے۔

(۱) میر قاسم علی جاہ کے ساتھ بد عہدی کی۔ گو خان مذکور اس کا سزاوار تھا۔ لیکن شجاع الدولہ کو یہ لازم نہ تھا کہ جو کوئی اپنی پناہ میں آئے اور اوس کے ساتھ کلام الٰہی اور انبیا اور آئمۂ طاہرین کی قسموں کا واسطہ کر کے عہد و پیمان کیا جائے اوسی کے ساتھ بد عہدی کر کے دغا بازی کرے اور لوٹ مار کر کے ایسے امیر با توقیر کو ننگا دھڑنگا نکالدے (۲) اپنے ممالک محروسہ کے وظیفہ خواروں کے حق میں ایسے بدگمان ہوئے کہ اوس جماعت کو جو لاکھ سے زیادہ تھی بکقلم روزینہ اور وجہ معاش سے کردیا اونکی اراضی اور دیہات کو ضبط کر لیا۔ جس کے نتیجے میں خلق اللہ ایسی تنگ ہوئی کہ بعض نے تو غیرت کے مارے اپنے گھر کے دروازے بند کر کے شرم سے منہ نہ دکھایا۔ اور جان دی۔ اور بعض نے فقیری کا پیالہ ہیں لیکر در بدر بھیک مانگنا شروع کی۔ ممکن ہے کہ دس بیس نے کوئی خطا کی ہوگی تو مناسب یہ تھا کہ اونہیں کو سزا دیجاتی بلکہ بہتر تو یہ تھا کہ ایسے بھی اغماض فرمایا جاتا جیسا کہ حق تعالے کسی نیک و بد کی روزی کبھی نہیں بند فرماتا (۳) عموماً اپنے خاص آدمیوں اور ماتحتوں کی ننگ و ناموس کا پاس و لحاظ بہت کم کرتے تھے۔ اور نہ اونکی عرض و معروض پر کان دھرتے تھے (۴) اپنے مکانات کے بنوانے میں کسی کے محل اور جھونپڑے کی پروا نہیں کرتے تھے۔ اکثر لوگوں کے مکانات مع مال و اسباب بیلداروں کے ہاتھ سے کھدوائے۔ اور خاطر خواہ اپنی عمارات بنوائیں۔ اس ظلم و بیداد کو بھی بجز خدا کے اور کون سنتا تھا۔ مولف سیر المتاخرین نے سبب قریبی کو چھوڑ دیا تعصب کی پٹی اوسکی آنکھوں پر چڑھی ہوئی تھی اسلئے وہ اُسے نہیں دیکھ سکا۔ اور وہ سبب قریبی روہیلوں کا نہایت قساوت اور بے رحمی کے ساتھ پامال کرنا ہے۔ ہزاروں امرا۔ علما۔ فضلا۔ مشایخ اور گوشہ نشینوں کی جاگیریں اور ملکیں محض تعصب مذہبی اور قومی کی وجہ سے ضبط کر کے نان شبینہ کو محتاج کر دیا۔ اور اون میں سے ہزاروں کو نہایت مصیبت کے ساتھ قید کیا۔ اون کی عبادتگاہوں کو خراب و برباد کرایا۔ اون کی عورتوں کی ننگ و ناموس کو خاک میں ملوایا۔ اونکی گانوں کو آگ میں جلوایا۔ بچوں کو ماؤں کی چھاتیوں پر قتل کرایا لاکھوں آدمیوں کو گھر سے بے گھر کر دیا۔ اور اون کو قتل کرا کے اونکی لاشیں چیل کوؤں کو کھلوا اونکی ساتھ اللہ اور رسول کی قسمیں کھائیں۔ پنجتن اور قرآن کا درمیان میں واسطہ دیا۔ اور پھر دھوکا دیا۔ اور کسی وعدے پر لحاظ نہ کیا۔ غرضکہ روہیلوں کے ساتھ شجاع الدولہ نے ایسی بے رحمی کی کہ اون بیکسوں کی مظلومی سے غیرت الٰہی جوش میں آ کر شجاع الدولہ سے

انتقام لینے کو آمادہ ہوگئی - اور اوسکو ملیامیٹ کر دیا - اور جن لوگون نے انکے خون سے
ہاتھ رنگے تھے اونکے گھروں میں سے یک لخت حکومت و ثروت شامل ہوگئی - اور منتقم حقیقی نے
مکافات میں ایسی مساوات برتی کہ شجاع الدولہ نے جو روہیلو نکی بیکس عورتو نپر زر و مال
کے لیئے تشدد کیا تہا اوس سے زیادہ تشدد اونکی بی بی اور ماں وغیرہ پر پانچ چھ برس کے
ہی عرصے میں ظہور میں آگیا - باوجودیکہ اونکی ریاست بنی ہوئی تہی - سیر المتاخرین کے مولف کو
دو وجہ سے روہیلوں سے سخت عداوت ہے - ایک تو اوس کے باپنے نواب علی محمد خاں کے
ہاتھ سے بریلی مین زک پائی تھی - دوسرے یہ کہ روہیلے نہایت دیندار پابند صوم و صلوۃ تھے
اور سیر المتاخرین کا مولف شیعہ غالی تہا - اور وہ اسی تعصب عداوت کی وجہ سے روہیلو نکو اپنی
کتاب میں افاغنہ ملاعنہ اور افواج شام اور افاغنہ عفریت نژاد اور دون زادان کے
ساتھ یاد کرتا ہے - شجاع الدولہ کی وفات سے ایک سال قبل اونکی پشت پا میں دنبل نکلا تہا
چونکہ اونکے باپ اور نانا نے مادہ سرطانی سے وفات پائی تھی اوسکے نکلتے ہی مادہ سرطانی
کا خوف پیدا ہوا - اور پانچ لاکھ روپیہ نذر مانا - اور بعد غسل صحت کے ایفاے نذر موعود فرمایا
مگر مقدر تو مرگ موروثی تہا آخر کار دنبل نے یہانتک زور پکڑا کہ مادہ سرطانی ہوگیا - اور
اوسی بلا میں مبتلا ہو کر اقلیم بقا کی راہ لی - شجاع الدولہ نے ۴۴ - ۴۵ برس کی عمر پائی
سنہ ۱۱۴۴ ہجری میں پیدا ہوئے تھے - اور سنہ گیارہ سنیتہ میں ۲۳ - ۲۴ برس کی عمر میں مسند نشین
ہوئے ۱۸ برس حکومت و سلطنت کی - اونکی وفات کے دن فیض آباد مین شور محشر برپا تہا کوئی
شخص ایسا نہ تہا جسکی آنکھوں سے آنسو نہ گرتے ہوں جسطرح ایام محرم میں بعض مجالس مین شور قیامت
ہوتا ہے یہی حال اونکے واقعہ ہائلہ میں گذرا تہا - تجہیز و تکفین کے بعد جنازہ بڑے تجمل و
اور شان و شوکت کے ساتھ اوٹھایا گیا - مرزا علی خان اور سالار جنگ بنائے محمد اسحاق خاں
جو شجاع الدولہ کے سالے تھے مع عمائد کے جنازے کے ہمراہ ہوئے ابھی مدفن تک
نہ پہونچے تھے کہ شجاع الدولہ کے بڑے بیٹے مرزا امانی ملقب بآصف الدولہ جانشینی
کی تمنا میں بہت مضطرب ہوئے - اور خیال کیا کہ ارکان دولت مبادا کسی دوسرے بھائی
کو مسند نشین کر دیں - پس صوت مدعا کو بالاے طاق رکھکر اپنے متوسلوں کو حکم دیا کہ جلد ہمارے
ماموؤنکو جنازے کی ہمراہی سے مجبور کر کے حضور میں لائیں [۵۱] - خلاصہ کلام یہ ہے کہ شجاع الدولہ

---

۵۱ دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

گلاب باڑی فیض آباد میں مدفون ہوئے جہاں انکے والدین کے تعویض ہوئے تھے۔

ازواج و اولاد نواب شجاع الدولہ

قیصر التواریخ میں لکھا ہے کہ نواب جلال الدین حیدر عرف شجاع الدولہ کی کثرت ازواج ہزاروں کو پہنچ گئی تھی۔ لیکن انمیں سے صاحب اولاد کم ہوئیں۔ نواب شجاع الدولہ شادی بنۃ الزہرا بیگم بنت موتمن الدولہ محمد اسحاق خان ابن غلام علی ابن مرزا محسن شوستری سے ہوئی تھی ان بیگم کا خطاب عالیہ بہو بیگم خطاب تھا۔ نواب شجاع الدولہ کی اولاد ۲۷ تھیں۔ انمیں سے بہو بیگم کے بطن سے صرف ایک نواب آصف الدولہ ہوئے۔ باقی اور بطنوں سے ہیں۔

صاحبزادونکی تفصیل

(۱) مرزا یحییٰ عرف مرزا امانی المخاطب بہ نواب آصف الدولہ۔

(۲) نواب یمین الدولہ سعادت علیخاں عرف مرزا منگلی ایک کنیز کے بطن سے

(۳) نواب عضد الدولہ شجاعت علیخان عرف مرزا جنگلی۔

(۴) نواب امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ عرف مرزا مینڈھو امیر تخلص (یہ دونوں صاحبزادے عہد دولت نواب سعادت علیخاں میں لکھنؤ سے بحکومت نکالے گئے۔ عظیم آباد مر گئے)

(۵) نواب نصیر الدین حیدر عرف مرزا ماہر

(۶) محمد علی خاں (یہ مرزا ماہر کے حقیقی بھائی تھے۔

(۷) نواب رستم علیخان۔

(۸) نواب معین الدولہ مرزا عنایت علیخاں

(۹) نواب شمس الدین حیدر خاں (یہ مرزا عنایت علیخاں کے حقیقی بھائی تھے)

(۱۰) نواب مرزا سیف علیخاں۔

(۱۱) مرزا حیدر علیخاں۔

(۱۲) مرزا فخر الدین حیدر خاں۔

(۱۳) مرزا نجم الدین حیدر خاں۔

(۱۴) مرزا کمال الدین حیدر خان۔ یہ صاحب نواب سعادت علیخاں کے عہد میں فیض آباد سے لکھنؤ آئے۔ امام بارہ نواب آصف الدولہ میں اوترے۔ ہر روز دربار میں ظہر نوشی کے وقت جایا کرتے تھے۔ عطر کا بہت شوق تہا۔ ایکدن نواب سعادت علیخاں کی فرمایش کے بموجب تحفہ عطر لے گئے۔ اونہوں نے ناپسند کیا۔ اونہوں نے بوتل کو اونکے سامنے توڑ ڈالا اور بے باکانہ چند کلمے کہکر چلے آئے۔ بلکہ حاکم وقت کے خوف سے کہ مبادا کوئی صورت خلاف پیش آئے تو باعث توہین ہوگا کربلاے معلی کو چلے گئے۔ زیارت کرکے بصرے میں آئے اور ہالینڈ کے مہمان ہوئے۔ کچھہ بیمار ہوئے انتقال کیا۔ تابوت روانہ نجف اشرف ہوا۔

(۱۵) نواب مرزا صفدر علیخان بڑے

(۱۶) نواب مرزا صفدر علیخاں چہوٹے۔

(۱۷) نواب مرزا بندہ علیخان۔

(۱۸) نواب مرزا صادق علیخاں۔

(۱۹) نواب مرزا بہادر علیخان بڑے

(۲۰) نواب مرزا بہادر علیخان چہوٹے

(۲۱) نواب غضنفر علیخان

(۲۲) نواب نجابت علیخاں۔

(۲۳) نواب سراج الدین حیدر خان

(۲۴) نواب مرزا حسین علیخاں۔

(۲۵) نواب مرزا شجاعت علیخاں۔

ان میں سے نواب شجاع الدولہ کے سامنے نواب آصف الدولہ کے سوا اور کسی صاحب کی شادی نہوئی تھی۔ اونکے انتقال کے بعد ہر ایک نے اپنی خوشی اور پسند سے عورتیں کیں۔ نواب آصف الدولہ کا بیاہ نواب شمس النسا بیگم دختر نواب انتظام الدولہ خان خانان خلف اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ کے ساتھہ ہوا تھا۔ اس شادی کے دنوں میں شاہ عالم بھی فیض آباد میں موجود تھے۔ اور شادی میں شریک تھے۔

صاحبزادیوں کی تفصیل

(۱) سنگین بیگم بڑی صاحبزادی۔ میر محمد باقر عرف مرزا بندو کے ساتھ جو سید محمد خان مخاطب بہ سیادت خان کے بیٹے اور برہان الملک کے نواسے تھے کتخدائی ہوئی۔ اور بے اولاد رہی۔

(۲) سیتی بیگم۔ یہ مرزا گھسیٹا مرزا بندو کے بے مات بھائی سے کتخدا ہوئی۔ سنگین محل کے پیچھے رہتی تھی۔ اسکے چار بیٹیاں اور دو بیٹے پیدا ہوئے۔

(۳) جمنی بیگم۔ یہ صمصام الدولہ عرف مرزا جھجو سے بیاہی گئی۔ فیض آباد میں جھولے سے گر کر مر گئی۔ آغا سید نامی ایک بیٹا اور معصومہ بیگم ایک بیٹی اس سے رہی۔

(۴) عزت النسا بیگم۔ اسکی شادی جمنی بیگم کے مرنے کے بعد لکھنؤ میں نواب سعادت علیخاں کے عہد حکومت میں مرزا جھجو کے ساتھ ہوئی۔ اور بے اولاد رہی۔ اور شوہر سے موافقت بھی نہ تھی

(۵) حسینی بیگم

(۶) زیب النسا بیگم۔

(۷) جنا بیگم

(۸) صدر النسا بیگم۔

(۹) حاجی بیگم۔

(۱۰) براتی بیگم

(۱۱) وزیر النسا بیگم۔

(۱۲) اشرف النسا بیگم

(۱۳) آمنہ بیگم

(۱۴) ولایتی بیگم

(۱۵) محمدی بیگم۔

(۱۶) انجم النسا بیگم۔ مشہور ہی کہ انجم النسا بیگم کی شادی ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خاں بہادر غالب جنگ کے ساتھ ٹھہری تھی۔ اس عرصے میں نواب شجاع الدولہ کا انتقال ہوگیا وہاں نجف خاں بھی مرگیا۔ انجم النسا واجد علیشاہ کے عہد میں کہ ۱۲۶۷ ہجری مطابق سنہ ۱۸۵۱ء تھے روانہ عتبات عالیات ہوئی۔ بادشاہ جو ذمع شاہزادوں اور امرا کے

کربلاسے خدابخش میں بھاتے آئے۔ بندر بمبئی سے اپنی جزرسی کے سبب کسی جہاز عرب پر سوار ہوکر روانہ ہوئی۔ جہاز کے صدموں کی سن پیری کے سبب کہ ۶۰ برس کی ہوچکی تھی متحمل نہیں ہوئی۔ انتقال کیا جنازے کو صاحب جہاز بوجہ طمع زر لے گیا۔ شاید نجف اشرف میں دفن ہوئی۔

ان صاحبزادیوں کے بارے میں نواب سعادت علیخان کو یہ منظور رہا کہ جو لوگ عالی خاندان اگرچہ غریب ہوں اون سے شادی کردیجائے۔ مگر سوائے عزت النسا بیگم کے سب نے اپنی سن رسیدگی کا عذر کیا کہ ہم سے شوہر کی تابعداری نہو سکے گی۔ بیگمایتی کے ساتھ مردانہ وار رہیں۔ انکی تنخواہ ستر روپے رکابی فیض آباد میں تھے۔ حسب الطلب نواب سعادت علیخان کے گیارہ صاحبزادیاں لکھنؤ آئیں۔ پنج محلہ رہنے ملا۔ جہان اور محل نواب آصف الدولہ کے رہتے تھے۔ نواب سعادت علیخاں نے ان سب کی تنخواہ اڑھائی اڑھائی سو روپئے ماہوار مقرر کردی۔ محمد تحسین علیخان ناظر تھا۔ ایک دفعہ قلت تنخواہ اور اپنے کثرت اخراجات سے بگڑ کر محل سے باہر نکل پڑیں۔ سنگین دروازہ اور صحن باغ کے راستے بند کردئے۔ پنج محلہ میں سرکاری کوٹھی تھی۔ بیبا کانہ اپنے باپ کا مال سمجھہ کر ایک کوٹھی کا اسباب لوٹ لیا۔ نواب نے سب کی تنخواہ پانسو پانسو روپیہ ماہواہ مقرر کردی ساوہنون نے کچھہ اسباب فضول اپنی لوٹ کا مسترد کردیا۔ اور نواب سعادت علیخاں کو اکثر کہتی تہیں کہ جو تم ہو وہی ہم ہیں۔ اگر انصاف کرو تو ہم واجب الرحم ہیں۔ نواب صلۂ رحمی کے خیال سے درگذر کرتے تھے۔ نواب سعادت علیخان کے انتقال کے بعد انجم النسا اور زیب النسا اور رضیا بیگم نواب غازی الدین حیدر با ستغاثے لئے لارڈ ہاسٹنگز کے پاس بنارس تک گئیں۔ اور لارڈ صاحب کی کوٹھی پر جا کر اپنے قلت مشاہرہ کی بابت عرض حال کیا۔ جواب ملا کہ آپنے کیون اتنی تکلیف اوٹھائی۔ ہم جو لکھنؤ جاتے ہیں جیسا مناسب ہوگا کیا جائے گا۔ ناکام پھر آئیں۔ غازی الدین حیدر نے سب کے سات سات سو روپئے مقرر کردی۔

شجاع الدولہ کی باقی صاحبزادیاں سن طفولیت میں مرگئیں۔

شجاع الدولہ کے پگڑی بدل بھائی

پگڑی کا بدلنا ہندوستان میں نہایت اتحاد کی علامت ہے۔ ایسے شخص باہم بھائی

سمجھے جاتے ہیں۔ کتب تواریخ میں تلاش سے یہ معلوم ہوا کہ نواب شجاع الدولہ نے جن شخصوں سے پگڑی بدلی تھی۔

(۱) راجہ اجیت سنگھ جگیلہ والی ریواں مکندپور کے ودھیائی سلہ
(۲) نواب سعد اللہ خان پسر نواب علی محمد خاں روہیلہ سلہ
(۳) نجیب الدولہ امیر الامرائے دہلی والی نجیب آباد سلہ
(۴) مہاجی سیندھیہ جو ریاست گوالیار کا بانی تھے سلہ
(۵) غازی الدین خان عماد الملک وزیر عالمگیر ثانی سلہ

نواب آصف الدولہ یحییٰ خاں بہادر ہزبر جنگ

ان کا نام مرزا یحییٰ خان اور عرف مرزا امانی تھا اواخر سنہ ۱۱۶۱ ہجری میں پیدا ہوئے تھے صاحبزادگی میں انکو شاہ عالم نے عہدہ میر آتشی اور غسل خانے کی خدمت دی تھی ان کا تلے کا دھڑ اوپر کے دھڑ سے چھوٹا تھا اسوجہ سے گھوڑے پر سوار نہیں ہو سکتے تھے۔ ہاتھی اور پالکی پر سوار ہوتے تھے۔ قوت حافظہ نہایت قوی تھی۔ جسکو ایک نظر دیکھ لیا وہ چیز پھر انکے ذہن سے نہیں اوتر سکتی تھی۔ تعزیہ داری دہوم دہام سے کرتے تھے۔ جس دوکان میں سر بازار تعزیہ ملاحظہ کرتے تو اودہر سے پیادہ پا نکلتے۔ کم سے کم پانچ روپیہ اور زیادہ سے زیادہ ہزار روپے نذر کرتے تھے۔ کئی لاکھ روپیہ کا ہر سال محرم میں خرچ تھا اعیت اور جشن نوروز میں بھی ہر سال لاکھوں روپئے صرف کرتے تھے۔ اونکے باورچی خانہ صرف روزانہ بائیسسو روپیہ سے زیادہ تھا۔ جب ہاتھی انکے شکار کو جاتے تو اون کے ہمراہ چالیس چالیس ہاتھی باندھ لاتے۔

نواب آصف الدولہ کا مسند نشین ہونا

۲۴ ذیقعد ۱۱۸۸ ہجری روز پنجشنبہ کو شجاع الدولہ کا جام ہستی لبریز ہوا۔ اور تجہیز و تکفین کے

سلہ دیکھو گیان پرکاش ۱۲ سلہ دیکھو فرخ بخش وگل رحمت ۱۲ سلہ دیکھو تاریخ فرخ آباد مؤلفہ آرون ۱۲
سلہ دیکھو عماد السعادت ۱۲ سلہ دیکھو عماد السعادت ۱۲

بعد اونکے جنازے کو دفن کے لئے لے چلے تو مرزا علی خاں اور سالار جنگ بھی جو آصف الدولہ کے حقیقی ماموں تھے دفن کرانے کے لئے جنازے کے ساتھ گئے۔ آصف الدولہ نے اپنی مسندنشینی کی تعجیل کے لئے اپنے محرمان اسرار اونکے واپس لانے کو روانہ کئے۔ اول تو اونہوں نے دنیوی شرم و لحاظ کرکے مراجعت سے عذر ظاہر کیا۔ مگر جب دوبارہ آصف الدولہ کا تاکیدی حکم صادر ہوا کہ ضرور حاضر ہوں اوسوقت دونوں بھائی مجبور ہو کر واپس ہوئے۔ اور اونکے واپس ہوتے ہی اور لوگ بھی خوشامد کی راہ سے جنازے کا ساتھ چھوڑ چھوڑ کر چلے آئے۔ آصف الدولہ نے بعد تشفیع مصلحت کے نواب ممتاز الدولہ کرنیل کلیس اور مسٹر کنڈی کو جو اہالیان کمپنی کیطرف سے ناظر تھے اور شجاع الدولہ کی مصاحبت میں رہا کرتے تھے طلب کر کے کہا کہ تاخیر مناسب نہیں مشیت ایزدی سے کیا جا رہے۔ اب مصلحت یہی ہے کہ مجھے مسند حکومت پر جا نشین کرو۔ اول سرداران مذکور نے عجلت مناسب نہ سمجھی۔ باتوں میں آصف الدولہ کی تسلی کر کے انجام کار پر نظر دوڑائی۔ مگر جب آصف الدولہ نے عجلت ظاہر کی اور یہ بھی وعدہ کیا کہ درصورت جلد ہو جانے ہماری مسندنشینی کے بہت سا روپیہ آپ لوگونکو دیا جائیگا۔ اونہوں نے سوچا کہ اول تو شجاع الدولہ کا بڑا بیٹا۔ اور بموجب آئین وراثت کا بھی مستحق ہے۔ دوسرے ہمارا کچھ نقصان نہیں۔ بلکہ ہمارا فائدہ ہوتا ہے۔ بس اس خیال سے دستاویز ریاست اونکے سر پر باندھی۔ اون دونوں انگریزوں نے تہنیت ادا کی۔ اعیان دولت حاضر تھے۔ اور نقارچی بھی جنازے کی ہمراہی چھوڑ کر نوبت خانے میں آئے۔ ہنوز باپ کی لاش دفن بھی نہ کرنے پائے تھے کہ نوبت خانے سے شادیانے کی آواز بلند ہوئی۔ اور کوئی جھگڑا اونکی جانشینی کے واسطے نہیں کھڑا ہوا۔ کیونکہ کوئی اور مدعی سلطنت نہ تھا۔

تاریخ مسندنشینی آصف الدولہ

گشت از بازی آصف الدولہ ؛ رونق مسند وزارت ہند

سید مرتضی خاں جو ایام صاحبزادگی سے میرساماں تھے آصف الدولہ نے اونکو اپنا نائب

سلہ دیکھو قیصر التواریخ ۱۲

بنایا اور مختار الدولہ بہبت جنگ خطاب دیا۔ اور سیر المتاخرین مین لکہا ہے کہ ہفت ہزاری منصب اور نوبت اور ماہی مراتب بہی عطا کیا اور جرنیلی کا عہدہ اونکے بڑے بیٹے مرزا بزرگ کے نامزد کیا اور اقبال الدولہ خطاب دیا۔ اور عہدہ کی نیابت خوشحال راے بسر نول راے کو عنایت کی۔ اور عہدہ نظارت۔ خانسامانی تحسین علی خان اور آفرین علی خان خواجہ سرا اونکی سپرد کیا۔

حسب ونسب مختار الدولہ

سید مرتضیٰ عرف آغا خانی بن سید محمد باقر بن مصطفیٰ المخاطب بہ مصطفوی بن سید احمد الملقب بہ طیا طیا خان صحیح النسب ایران سے ہین۔ سید احمد نادر شاہ کے عہد مین ایران سے نکلکر اپنے بیٹے مصطفیٰ کو ہمراہ لیکر ہندوستان مین آئے تھے اوس زمانے مین بہادر شاہ اورنگ زیب کا عہد حکومت تہا شاہجہان آباد مین موسوی خان کے مہمان ہوئے اور فرخ سیر کے عہد تک یہان رہے نواب برہان الملک کے ساتہہ ولایت سے شناسائی رکہتے تھے۔ اون سے ملاقات کرکے فرخ سیر کی ملازمت سے مشرف ہوئے۔ نواب برہان الملک کی بیگم نے ایک سید کی لڑکی رقیہ بیگم نامی پالی تہی وہ لڑکی سید مصطفیٰ کے ساتھ منعقد کردی ایک لاکہہ روپیہ کا جہیز عطا کیا اور پرگنہ مہونہ پارچہ قلمرو لکہنؤ مین اون کو جاگیر بھی ملی۔ سید مصطفیٰ اپنی جاگیر کو نواب برہان الملک کے ساتھ آئے۔ سید احمد کا لکہنؤ مین انتقال ہوگیا۔ مقبرہ اونکا راجگہاٹ مین دریاے گومتی کے کنارے تعمیر ہوا۔ سید مصطفیٰ صفدر جنگ کے عہد مین شیر کوٹ اور نگینہ وغیرہ کے حاکم تہے اور وہ سید مصطفیٰ کی بہت عزت کرتے تھے اور حضرت نجف عرب اور میرزا ہانسے برہان الملک سعادتخان سے جانتے تھے۔ صفدر جنگ کے انتقال کے بعد سید مصطفیٰ شجاع الدولہ سے زیارت عتبات عالیات کی اجازت لیکر جہاز مین سوار ہونے کے لیے بنگالے کیطرف روانہ ہوئے۔ چونکہ اوس زمانہ مین انگریزوں اور فرانسیسیون مین لڑائی جاری تہی اسلیے اودہر سے راستہ بند تہا۔ مجبوراً بنگالے مین قیام کیا۔ قاسم علیخان عالیجاہ والی مرشدآباد نے قدردانی کی۔ سید مصطفیٰ کا بنگالے مین انتقال ہوگیا۔ انکے کئی بیٹے تھے (۱) سید صاحب جو پیاری بیگم زوجہ مختار الدولہ کا باپ ہے (۲)

۱؎ دیکھو فرح بخش

سید مکرم (۴) میر محمد باقر (۵) میر محمد طاہر۔ محمد طاہر کے چار بیٹے تھے (۱) میر محمد نصیر (۲) محمد سعید (۳) میر بابا (۴) محمد شفیع۔ اور میر محمد باقر کے تین بیٹے تھے (۱) سید محمد خان۔ اقتدار الدولہ (۲) سید مرتضیٰ خان مختار الدولہ (۳) سید اسمٰعیل نصیر الدولہ معزز خان۔ جب میر قاسم خان نے انگریزون کے ہاتھ سے ہزیمت پائی تو مصطفےٰ خان کی اولاد بھی عالمگیر ضبط ہوجانے کی وجہ سے لکھنو کو چلی آئی۔ شجاع الدولہ نے تو اون کا کوئی بندوبست نہ کیا۔ آغا صادق وغیرہ بعض امرا کی وجہ سے فیض آباد مین آصف الدولہ کے پاس چلے گئے۔ اونہوں نے سید مرتضیٰ خان کو اپنی سرکار کا خانساماں کیا۔ اور بہو بیگم آصف الدولہ کی ڈیوڑہی کا کام اقتدار الدولہ سید محمد خان کے سپرد ہوا۔

مختار الدولہ کی نیابت کا زمانہ

ترح بخش مین لکہا ہے کہ آصف الدولہ کی مسند نشینی سے ہفتے عشرے کے بعد ارکان دولت اور عزیزو اقارب کے مزاجون مین اختلاف پیدا ہوگیا۔ نواب موصوف کہ نہایت نیک طینت تہی امورات دنیا و مافیہا سے بےخبر ہو گئے کہ تنگ اندیشون اور ناتجربہ کارون کے اغوا سے اپنے باپ کے دولت خواہون سے بدظن ہوگئے اسوجہ سے ارکان دولت کے دلون پر صدمہ پیدا ہوا اور ہر ایک نے اونسے علیحدہ ہونے کی تدبیر شروع کی۔ محمد ایلچ خان کہ نہایت معتمد مشیر شجاع الدولہ کا تہا۔ اور انگریزون سے پہلے سے تعارف رکہتا تہا وہ اونسے مل گیا۔ اسیطرح اور لوگ بھی اپنی اپنی فکر مین مصروف ہوئے سیر المتاخرین مین آیا ہے کہ مختار الدولہ کی نیابت ایسی جمی کہ آصف الدولہ سے بجز نام کے کچھ ظاہر نہ تہا مختار الدولہ نے اپنے بڑے بہائی سید محمد کو اقتدار الدولہ بہادر کا خطاب دلاکر صوبہ اودہ کا نائب کرادیا اور دوسرے بہائی معزز خان کو معز الدولہ بہادر کا خطاب دلا کر صوبہ الہ آباد کا نائب بنایا اور اپنی ہر ایک دوست اور اقربا کو صاحب اقتدار کردیا شجاع الدولہ اور آصف الدولہ کے تمام نوکر مختار الدولہ کے دست نگر تہے۔ کسی کی مجال نہتی کہ اوس کے برخلاف دم مار سکے۔ اور انگریزون نے نواب آصف الدولہ اور مختار الدولہ کو قوت سلطنت گہٹانے کے لئے بساہت پر آمادہ کردیا تہا کہ جہانتک ہوسکے فوجین کمی کرنا چاہیئے۔ اودہر نواب شجاع الدولہ کی تمام فوج مزد و رہی۔ اونکو یہ زعم تہا کہ ہمکو ہرگز کوئی موقوف نہین کرسکتا۔ آصف الدولہ اونکے موقوف کرنے کے واسطے کوئی حیلہ چاہتے تھے کہ ہو نے سے جرم

نافرمانی موقوف فرمائیں

ایلچ خان کے معاملات

یہ شخص افغان زادہ حنفی مذہب ایک مفلس آدمی کا بیٹا دہولپور باڑی کا رہنے والا تہا۔
پہلے راے لالچند چہار اٹاوہ کے فراشون مین نوکر تہا پہر مسعود خان خواجہ سراے بادشاہی کے
پاس رہنے لگا۔ پہر شجاع الدولہ کی سرکار مین آکر بازار لشکر کی داروغگی پر مقرر ہوا اپنی چستی و
چالاکی کی بدولت یہانتک ترقی کی کہ شجاع الدولہ کے زبانی احکام لوگون کو پہونچاتا تہا مغلیہ
ملازمان شجاع الدولہ اوسکے ساتہہ سلوک کرتے تھے۔ لکہا پڑہا نہ تہا تہوڑے سے عرصے مین
صاحب دولت ہوگیا۔ شجاع الدولہ کے عہد مین عہدہ نیابت کسی سے نامزد نہ تہا۔ مگر ایلچ خان
کارہاے ریاست انجام دیتا تہا۔ چونکہ نواب شجاع الدولہ تمام کام آپ کرتے تہے نائب کا
کوئی اختیار نہ تہا جبکہ آصف الدولہ نے میر مرتضیٰ کو اپنا نائب بنایا اور انکو مختار الدولہ کا خطاب
دیا تو چونکہ محمد ایلچ خان مدت سے یہ کام کرتا تہا وہ اس بات سے آزردہ ہوا اور اوس نے انگریزون
سے میر مرتضیٰ کی مختاری کی شکایت کی جو خلعت انگریزون نے میر مرتضیٰ کیلئے تجویز کیا تہا وہ
واپس کرادیا اب میر مرتضیٰ اور ایلچ خان مین عناد بڑہگیا آصف الدولہ خان مذکور کے استیصال
کی فکر مین مصروف ہوئے اور بہانہ ڈہونڈہنے لگے۔ ایلچ خان نے نواب کے مزاج کا انحراف
معلوم کرکے کرنیل کلیس سے کہا کہ میرا یہان ٹہیرنا اب مشکل ہے میرے حق مین یہ بہتر ہے کہ کسی تقریب
سے مجہے یہان سے کسی جگہہ رخصت کرادیجئے کہ میری آبرو بچے ورنہ کسی دن ندامت و خجالت
حاصل ہوگی کرنیل نے جواب دیا کہ جو بات تم اپنے لئے بہتر سمجہو وہ تجویز کرکے مجہے مطلع کردو مین
کوشش کرونگا۔ ایلچ خان نے کہا کہ خلعت وزارت بادشاہ سے حاصل کرنے کے بہانے سے
اب مجہے دہلی کو رخصت کردیجئے کچہہ دنون وہان بسر کرونگا۔ کرنیل صاحب نے ایلچ خان
کی راے کو پسند کیا اور دوسرے روز آصف الدولہ کے پاس پہونچکر عرض کیا کہ ایلچ خان یہان بیکار بیٹہا ہے
اور خلعت وزارت حاصل ہونا تمام کامون سے زیادہ ضروری ہے مناسب یہ ہے کہ خان مذکور کو وہان
بہیجدیا جائے وہ بادشاہ کے مزاج مین رسائی رکہتا ہے۔ عرض معروض کرکے خلعت وزارت
حاصل کرلےگا۔ ریاست کے کام کو مختار الدولہ اچہی طرح انجام دیتے ہین۔ آصف الدولہ نے
کرنیل صاحب کے مشورے کو پسند کیا۔ ایلچ خان کو بادشاہ کی نذر کے لئے بہت سے تحائف

اور بارہ لاکھ روپیہ کی ہنڈوی[1] دیکر رخصت کیا۔ ایلچ خان اپنا تمام سامان اور بال بچے لیکر
دہلی کو روانہ ہوا اور بادشاہ کی خدمت میں پہنچکر بہرہ ور تفضلات ہوا۔ اور بادشاہ نے خلعت خاصہ
عطا کیا۔ اور قمر الدین خان کی حویلی رہنے کو دی۔ مرآت آفتاب نما میں لکھا ہے کہ ایلچ خان نے
بادشاہ سے سترہ لاکھ روپئے نذرانے پر خلعت وزارت کی درخواست کی۔ فرح بخش میں ثابت ہے
کہ خان مذکور نے بادشاہ کو بہت راضی کر لیا تھا۔ قریب تھا کہ خلعت وزارت اور دوسرے عطیات
آصف الدولہ کے لئے حاصل ہوں۔ جبکہ مختار الدولہ کو یہ خبر پہنچی کہ عنقریب ایلچ خان خلعت وزارت
حاصل کر کے ادہر آتا ہے تو یقین یہ فکر ہوئی کہ اب ایلچ خان کیطرف آصف الدولہ کا التفات پیدا
ہو جائے گا۔ اور میری نیابت کو ضرر پہونچیگا اسلئے نواب مجد الدولہ کو متواتر لکہا کہ جیسے ہو سکے
بادشاہی خلعت وزارت آصف الدولہ کے لئے محمد ایلچ خان کی معرفت حاصل نہوں بہت جلد نیاز علی
خان کے ہمراہ تحائف و ہدایا اور پیشکش کے بادشاہ کی حضور میں بھیجتا ہوں۔ مجد الدولہ بھی نہایت بدباطن تہا
اور اوسکی دلی یہ خواہش تھی کہ بادشاہی کام کو صرف میری ذات سے حاصل ہو۔ اوس نے مختار الدولہ
کی مرضی کے موافق بادشاہ کے مزاج کو ایلچ خان کیطرف سے منحرف کر دیا اور خلعت وزارت
دلانے میں دیر لگائی۔ مجد الدولہ ایلچ خان کے معاملات میں عمداً لیت و لعل کرتا تہا اور
نظروں میں تہا کہ یہ سونے کی چڑیا جال سے نکلنے نہ پائے۔ گوپال پنڈت وغیرہ افسران سپاہ جو ریاست
لکہنؤ کی طرف سے ایلچ خان کے ساتھ تھے انہوں نے اپنی تنخواہ شاہجہان آباد میں طلب کی
ایلچ خان نہایت ممسک تہا ایک کوڑی اپنے پاس سے دینا جان دینے کی برابر تھی۔ اس حیلے حوالے
میں کہا کہ آج کل میں خلعت وزارت لیکر چلتا ہوں۔ اور شاہ عالم کے درباری اوسکو ذلیل قوم
سمجہتا اکثر مضحکہ کیتے تھے۔ ایکدن راجہ رام ناتھ نے کوئی ایسی ہنسی کی بات کہی کہ خان
مذکور کو جواب بن نہ آیا۔ فرط خجالت سے گوپال پنڈت سے جو تنخواہ کا متقاضی تہا کہا کہ راجہ رامناتھ
میرے رخصت کے معاملے میں خلل انداز ہے اون سے سمجھنا چاہیے۔ سپاہیوں اور افسروں نے شب
میں آکر اوس کے مکان پر بلوا کیا۔ رام ناتھ تو عالم اضطراب میں کسی طرف سے نکلگیا لیکن حکم بادشاہی
ایلچ خان کے نام نافذ ہوا کہ دار السلطنت میں یہ حرکتیں خلاف ضابطہ ہیں۔ ناچار ایلچ خان
نے باون ہزار روپے اپنے پاس سے دیکر سپاہ کو روانہ لکہنؤ کیا۔ ایلچ خان بخوبی سمجھ گیا تہا کہ

---

[1] دیکہو فرح بخش ۱۲

مجدالدولہ دنیا سازی کرتا ہے اور مجدالدولہ میری تذلیل کے درپے ہے ایسا نہو کہ مجھ
یہان کسی بلا مین پھنسوا دین اور پھر یہان سے نجات نہ مل سکے اس سے بہتر ہو گا کہ مین چلا جاؤن ابھی
نکلجاؤن اسلیے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور کے تفضلات مین تو کوئی شبہہ نہین لیکن ارکان دولت
دشمنون کے اغوا سے عزت و ذلت کے درپے ہین اسلیے غلام رخصت ہوتا ہے۔ بادشاہ نے
نیم آستین عطا کرکے رخصت کیا۔ خان مذکور نے یہان سے رخصت حاصل کرکے چلتے وقت نواب
آصف الدولہ کے پاس جانا مناسب نہ تصور کیا۔ اور یہ خیال کیا کہ دشمن اور زیادہ چغلخوری
کرکے تخریب کے درپے ہوجائینگے۔ اسلیے نواب نجف خان کو جو قلعہ ڈیگ کے محاصرے مین
مصروف تہا لکہا کہ مجدالدولہ میرا تمام مال و اسباب لینا چاہتا ہے۔ نجف خان ایسے فرزند برگزیدہ
برآوازتہا دیلج خان کو اپنے پاس طلب کیا۔ ایلچ خان اکبرآباد کو چلا گیا۔ اتفاقاً مجدالدولہ محمد
نجف خان نے ایلچ خان کا اکبرآباد مین پہنچنا اور نواب آصف الدولہ سے اختلاف نہیت
جانکر بہت خاطر کی اور اپنے آدمی بھیجکر ڈیگ مین اوس کو بلالیا۔ اول نجف خان ایلچ خان کے
ڈیرے مین گیا۔ اور رسم دوستی کے مراسم بجا لایا۔ جس سے ایلچ خان نہایت محظوظ ہوا۔ اور
نجف خان کی اطاعت مین ہمہ تن مصروف ہو گیا۔ اور ذکی رفاقت کو غنیمت سمجھا نجف خان نے
محالات قلعہ اکبرآباد وغیرہ کی حکومت اوس کے سپرد کردی۔ اور نجف خان اوس کی صلاح سے
کام کرنے لگا۔ اوس نے کئی لاکہ روپئے فوج شاہی کے خرچ کے لیے دیے۔ آصف الدولہ
نے مصاحبون کے اغوا سے ایلچ خان کی حویلی کو جو فیض آباد مین تھی ضبط کرلیا جس مین پرانے
خیمون اور تانبے کے ٹوٹے ہوئے برتنون کے سوا کچہ نہ تہا۔ لال محمد [illegible] کا آصف
الدولہ کے پاس رہگیا۔

قلعہ الہ آباد مین روہیلکہنڈ کے قیدیون کو تکلیفین پہنچنا

نواب آصف الدولہ نے اپنے جلوس کی خوشی مین روہیلکہنڈ کے بعض قیدیون کو جو مکین لوگ تہے
رہا کردیا۔ مگر عرب خان بریچ اور خان محمد خان بوکمالزی خان اور [illegible] اور عالم [illegible]
عشقی۔ اور حرمت خان اور ملا حسن خان۔ اور ملا عالم خان۔ اور ملا عبدالواحد خان۔ اور [illegible]
محمد سعید خان اور سوخانسامان اور اختیار خان کنبلیہ اور ملا احمد خواجہ سرا کو کہ [illegible]

اور اولوالعزم آدمی تھے نہ چھوٹا اور نہ زر و حصول ترکے کی جن توقع تھی ورنہ حافظ رحمت خان اور دوندے
خان کے خاندان کو چھوڑا بلکہ کئی محبت خان کو بھی الہ آباد بھیجنا چاہا۔ مگر مرزا علی خان
آصف الدولہ کے ماموں نے شفاعت کی جس سے وہ بچ گیا۔ تاہم بعض حسد پیشہ مصاحبوں
کے اغوا سے حافظ صاحب کے خاندان کی ایذا دہی میں خفیہ کارروائی شروع کی محبت خان
کی ملاقات اور تنخواہ بالکل بند کردی اور آصف الدولہ کے ایما سے سید معزز خان قلعہ دار
الہ آباد قیدیوں پر سختی کرنے لگا اور سو روپیہ یومیہ جو ان کی خوراک کے لئے شجاع الدولہ کے
عہد سے مقرر تھا اس کے دینے میں حیلہ حوالہ کرنے لگا۔ اور تھوڑا تھوڑا دیتا تھا۔ اس عرصے میں
آصف الدولہ مہندی گھاٹ کو گئے۔ محبت خان اور ذوالفقار خان پسران حافظ رحمت خان
جو لشکر کے ساتھ تھے بے سرو سامانی کی حالت میں ہمراہ گئے۔ مہندی گھاٹ کے مقام پر جان برسٹو
صاحب رزیڈنٹ گورنمنٹ کا مراسلہ آیا اور اس نے محمد ذاکر کی زبانی محبت خان اور ذوالفقار خان
کا یہاں موجود ہونا نہایت بے سروسامانی کی حالت میں سنا تو انکے پاس ہرکارہ بھیجکر اپنے
پاس بلایا۔ مگر انھوں نے علانیہ رزیڈنٹ کے پاس جانا نامناسب سمجھا اسلئے خفیہ رات کے وقت
ملے اور اس نے انکی تسلی تشفی کی اور انکی بہبودی کی کوشش کرنے کا وعدہ کیا اور اسکے بعد اپنے
ڈیروں کے پاس انکو ٹھہرنے کو جگہ دی اور انکی عسرت کی خبر سنکر اپنے پاس سے پانچ ہزار روپیے
انکو دیئے اور کہا کہ تم بے اندیشہ اپنے حالات ہمسے بیان کرتے رہا کرو[۵]

آصف الدولہ کے حکم سے نواب سعد اللہ خان کی بیگم کا اسباب ضبط ہو جانا اور پھر اسکا واگذاشت ہونا

فرح بخش نے لکھا ہے کہ نواب سعد اللہ خان کی بیگم فیض آباد میں رہتی تھی اور اپنا اسباب بیچ کر
گذر کرتی تھی اور نہایت پریشان حال رہتی تھی۔ وہاں کوئی اسکی خبر گیری نہیں کرتا تھا۔
نواب سعد اللہ خان نے جو سلوک شجاع الدولہ کے ساتھ کئے تھے اسکا عوض یہ دیا گیا کہ
انولے سے انکی بیگم کو حراست میں رکھ کر فیض آباد کو لے گئے اور وہاں قید کردیا نواب آصف الدولہ

۵ دیکھو اخبار حسن و گل رحمت

اوسیر طرفگی یہ کی کہ مسند نشین ہوتے ہی بیگم کا تمام اسباب ضبط کرلیا اور مفت بدنام طلاق ہوے
اس لئے کہ اسوقت بیگم کے پاس سوا کپڑون اور چلمون اور ظروف کے زر نقد تہا۔ یہ سارا قصور
اہلکارون کا ہی جو نیک و بد مین تمیز نہین کرتے۔ اونہون نے نواب کو اس پوچ حرکت پر کیون
آمادہ کیا۔ نواب فیض اللہ خان والی رامپور کو جب یہ خبر ہوئی تو اونہون نے احترام الدولہ
کالون صاحب کو اس بارہ مین بہت کچہ لکہا۔ صاحب موصوف نے آصف الدولہ پر ایسے پوچ
کام کی تمام قباحت ظاہر کرکے وہ شقّے جو شجاع الدولہ نے بیگم کو بہیجے تہے اور اومین وعدہ
کیا تہا کہ تمہاری بنشن کے حقوق پہلے کے بموجب قایم کئے جاوینگے دکہائے۔ نواب نے
سرشندہ ہوکر تمام اسباب واپس کیا۔

نواب آصف الدولہ کا فیض آباد کو ترک کرکی لکہنو کو دار السلطنت قرار دینا اور اپنی مان سے جبراً روپیہ لینا۔ اور اپنے ذلیل نوکرون کو بڑی عہدی دینا

سیر المتاخرین ذکیا ان بر کا ص مین لکہا ہی کہ نواب آصف الدولہ نے پہلا سال مسند نشینی کا فیض آباد مین
گذرا برسات کے بعد آب و ہوای فیض آباد کی ناموافقت کی وجہ سے کل فوج اور مال اور رداوی
کو لیکر فیض آباد سے لکہنو کا عزم کیا۔ اور شہر سے باہر نکلتے ہی اپنی مان کو پیام دیا کہ باپ کا خزانہ
ہمارے سپرد کرو۔ شجاع الدولہ کی یہ عادت تہی کہ اپنا تمام خزانہ اپنی بیگم کی تحویل مین رکہتے تہی
اس باب مین آصف الدولہ اور اونکی مان کے درمیان ناچاقی کی گفتگو واقع ہوئی اور آخرکار
بیگم اس شرط پر روپیہ دینے کو راضی ہوئی کہ آصف الدولہ آیندہ کیلئے اونکو فارغخطی لکہدین غرضکہ
تیس لاکہ روپئے اپنی مان سے لیکر آصف الدولہ نے فارغخطی لکہدی۔ آصف الدولہ
لکہنو مین پہنچکر وہان مقیم ہوئے۔ سیر المتاخرین مین بیان ہے کہ آصف الدولہ کی خدمت مین
ایام صاحبزادگی سے چند ہندو تلنگے تقرب رکہتے تہے۔ اسوقت مین کہ وہ خود فرمانروا ہوئے

---

۵۱ دیکہو سیر المتاخرین ۲،

نوکران پیادون کو بڑے بڑے عہدے اور منصب عطا کئے۔ اور سلسلے اور جہالردار پالکیان دیکر بڑے اقتدار پر پہونچایا۔ اونمین سے ایک کو سواڑہ کی عطا کرکے گویا اپنی بدنامی خریدی۔ اور اپنی پالکی کے کہار ون مین سے ایک کہار کو راجہ مہرا کا خطاب دیکر سرفراز کیا۔ غرضکہ اون کے مصاحب بجز رذیل اور پوچ لوگون کے نہین ہین

آصف الدولہ کا فرخ آباد اور اٹاوہ وغیرہ کو جانا

آصف الدولہ نے لکھنؤ سے کوچ کرکے گنگا کو عبور کیا۔ اور فرخ آباد کے نواح مین پہنچکر قیام کیا اور کئی مقام وہان کئے۔ اور وہان سے کئی توپین اور دو تین ہاتھی اور کچہہ گہوڑے پسند کرکے لے لیے کہتے ہین کہ پانچ لاکہہ خرچ کی ریاست فرخ آباد سے مقرر ہوئے۔ ایک روز ایسی بڑی برچھے اولے پڑے کہ ایک ایک اولہ پانچ پانچ سیر کا تہا انکے صدمے سے بہت سے آدمی اور جانور ہلاک ہوئے پھر یہان سے اٹاوہ کی طرف کوچ کیا سیر المتاخرین[1] مین لکھاہی کہ آصف الدولہ نے اٹاوہ سے پہونچکے یہان قیام کیا۔ یہ مقام صوبہ اودہ اور انتربید[2] کی حدود مین واقع ہے جہان سے اپنے بہائی سعادت علی خان کو جو روہیلکہنڈ کی حکومت پر متعین تھے اور شیدی بشیر کو طلب کیا

شیدی بشیر کا نہایت ذلت اوٹھانا اور بہاگ کر ذوالفقار الدولہ نجف خانکے پاس چلا جانا

[illegible] کا غلام زرخرید تہا۔ اور نواب موصوف کی خدمت مین نہایت تقرب رکہتا تہا [illegible] آباد کے انتظام پر مقرر کردیا تہا۔ فرح بخش مین بیان کیاہے کہ آصف الدولہ نے [illegible] کے اغوا سے اوسکی بربادی کی فکر کی۔ اور اوس کو اپنے پاس طلب کیا سیر المتاخرین مین ہی کہ جس وقت شیدی مذکور حاضر ہوا تو اوس پر عنایت کرکے غافل کیا۔ [illegible] کے رفقا کو اپنا طرفدار کرلیا چند روز کے بعد مخفی اشارہ کیا کہ بشیر کو قید کرلین

---

[1] [illegible] [2] انتربید اوس ملک کا نام ہی جو گنگا اور جمنا کے درمیان مین ہی یہ دولت [illegible] گنگا الہ آباد کے پاس مل گئی ہین تو انتربید کا مبدا اوس جگہ کہا جاتا ہی [illegible]

اتفاقاً اس نے بھی اس منصوبے کی خبر پائی بچارہ مع رفقا کے متوجہ ہوا کہ اب کیا کرے فرح بخش مین
ذکر کیا ہے کہ مختار الدولہ نے نجیبون کو بہکا کر بشیر کی ذلت پر آمادہ کر دیا۔ ایک دن نجیب لوگ اوسکی اذیت
اور گرفتاری کے لیے تیار ہوئے۔ اور ہجوم کر کے اوس کے یہان آ پہنچے اور ارادہ کیا کہ اوس کی زنانے
مین گھسکر اوس کو گرفتار کر کے اوس کو بے حرمت کرین۔ میر بہادر علی کہ سادات بارہ مین سے ایک
شریف آدمی تہا اور حبشی مذکور کا ہمراز رفیق تہا اور مرہون احسان تہا اور شجاع الدولہ کی طرف سے اسکی
نیابت کا کام انجام دیتا تہا اوس نے نجیبون کو اس ارادے سے روکا اور کہا کہ محل کے اندر نہ گھسنا
چاہیے۔ نجیبون نے اوس سید کو قتل کر ڈالا اور بشیر کو پکڑ کر پہرے مین بٹہا دیا۔ اور کوئی دقیقہ اوسکی
بے حرمتی مین باقی نہ چہوڑا۔ بشیر دو شبانہ روز نجیبون کے طویلے مین سقیون کے زمرہ مین چہپا
پڑا رہا آخرکار اوس نے پہرے کے آدمیون کو رشوت دیکر اپنا مال و اسباب جو قارون کے خزانے
سے کم نہ تہا لیکر کشتیون کے ذریعے سے دریاے گنگا کو عبور کیا۔ اور فرح بخش مین یون ہی مذکور ہے
اور سیر المتاخرین کے مولف نے کہا ہے کہ میر بہادر علی نے شیدی سے دشمنون کے ہنگامے مین
بیشتر یہ کہا کہ بندہ ان لوگون کو باتون مین لگاتا ہے آپ جس طرح سے ممکن ہو جلد اپنی راہ لین۔ اور چند انجاس
معتبر کو کہا کہ دریا یہان سے قریب ہے۔ آپ لوگ شیدی کے ہمراہ ہوکر اوس کو دریا کے پار کر کے نجف خان
کے ملک مین پہنچا دین۔ یہ کہکر بشیر کو گہوڑے پر سوار کیا۔ اور چند معتبر آدمی ہمراہ کیے۔ اور کہا کہ اب
حتی الامکان یہان سے فرار ہو جئے۔ اس عرصے مین لوگ بشیر کے سہمے بڑہے چلے آئے شور و شر پیدا ہوگیا
عقیقی مذکور نے اس معرکے مین اپنی راہ لی اور میر بہادر علی نے دشمنون کا مقابلہ شروع کیا۔ صدمہ زنان
ہو آخر دم تک مردانگی کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا کہ آدہ گہڑی تک کسی کی جرات نہوئی کہ بشیر کے خیمے
مین داخل ہوکر حقیقت حال سے مطلع ہو اس عرصے مین شیدی بشیر گنگا پار ہوکر آصف الدولہ کی سی
سلامت نکلگیا۔ یہان جب میر بہادر علی مارا گیا تو مخالفون نے بشیر کے خیمے مین گہسکر اوسکو ڈہونڈا
تو نپایا۔ بشیر اکبرآباد مین اربع خان کے پاس چلا گیا نجف خان نے اسکے ورود کو بھی نعمت غیر مترقبہ
خیال کیا اور تہوڑے دنون کے بعد جتنے لشکری جو ڈیگ کو محاصرہ کیے ہوے تہا طلب کر کے
معانقہ اور مصافحہ کیا اور بہت مہربانی فرمائی اور محالات لالپور اور رہتک و ہانسی حصار وغیرہ
اوس کے سپرد کر کے فرمایا کہ وہان کی آمدنی سے اپنے رسالہ کی تنخواہ ادا کرے اور اپنی مصارف
چلائے اور سپاہ جمع کرے بشیر نے وہان پہنچکر مخالفون اور سرکشون کو مغلوب کیا۔ اور موسی خان
آذربیجی کو موافق کر کے لالپور علاقہ رہتک مین مقابلہ کیا۔ ملا رحمداد خان کہ نیابت عبد الاحد کے

ایماسے ۳۰ کوس کی مسافت کا دہاوا کے بشیر کے لشکر پر شبخون مارا بشیر اور موسیٰ خان بلوچ دونون میدان جنگ سے گھوڑونپر سوار ہوکر فرخ آباد بھاگ گئے یہ مقام بلوچ مذکور کا تہا - اور عجز سے اوس فرخ آباد سے - جو نوابان بنگش کی حکومت مین تھا - ملا رحمداد خان سے گھوڑون - ہاتھیون - تیون - پالکیون اور دوسرے تمام سامان پر قبضہ کرلیا - تھوڑے دونوں بشیر موسیٰ خان بلوچ کے علاقے میں - پھر ذوالفقار الدولہ کے علاقے مین چلا گیا - اوس نے بہتو جہانی کی اور وہی علاقہ سوبینہ نکالبشیر - یہ قول نہین کہا - گورسہاے نے تاریخ اودہ مین لکھا ہے کہ بشیر کے چلے جانے کے بعد مختار الدولہ نے نواب کی دیوانی کا خلعت مع خطاب راجگی کے راجہ ٹکیت ناتھ دادا راجہ صورت سنگھہ دیوان نواب شجاع الدولہ کے لئے تجویز کیا اور راجہ صورت سنگھہ کو مہاراجہ کا خطاب دیکر بشیر کے علاقہ پر روانہ کیا -

مختار الدولہ کا انوپ گر اور امراؤ گر گوشائیونکی خرابی کا سامان پیدا کرنا انوپ گر کا ذوالفقار الدولہ کے پاس چلا جانا

راجہ اندرگر گوشائین نواب صفدر جنگ کے پورانے متوسلین مین سے تہا جب صفدر جنگ نے اپنے بادشاہ احمد شاہ بن محمد شاہ سے بغاوت کی اور دلی کا محاصرہ کرلیا تو کالی پہاڑی کی لڑائی مین اندرگر گولی سے مارا گیا - انوپ گر اور امراؤ گر دونون اوس کے چیلے قوم برہمن ستھے جو اندرگر کے مرنیکے بعد صفدر جنگ نے ان دونون چیلوں پر نظر عنایت رکھی - اور ہرایک کے لئے جدا جدا رسالی مقرر کی صفدر جنگ کی وفات کے بعد شجاع الدولہ نے دونون کو مرتبہ امارت پر پہونچایا - انوپ گر کو راجہ ہمت گر بہادر کا خطاب دیا اور امراؤ گر کو بھی راجہ کا خطاب عطا کیا اور اپنے تمام امرا اور سرداروں سے انکی عزت بڑہا دی تھی - اپنی زندگی مین اٹاوہ وغیرہ محالات سے میان دوآب اور کالپی وغیرہ بچاس لاکھہ روپیہ کی آمدنی کا ملک ان دونون گوشائیونکی سپرد کردیا - ان گوشائیون نے اپنی ہمت اور جرات اور تلوار شعاری سے مرہٹون سے دوسرے محالات بھی دبا لئے - اور قلعہ جہانسی کو گھیر لیا - محصورین عاجز آکر اپنی نجات کی استدعا کرتے تھے - کہ مختار الدولہ نے ایلچ خان اور بشیر خان کے اخراج کے بعد یہ ارادہ مصمم کرلیا کہ ان دونون گوشائین کو اٹاوے وغیرہ سے معزول کردے - مگر یہ کام اوس سے ظہور مین نہین آسکتا تہا - اس لئے ان دونون کے پاس تیس ہزار کی قریب پیادہ تھی - میر مذکور

انکی تخریب کے لئے آصف الدولہ کو آمادہ کو لیگیا - ہمت گیر بہادر نے تاڑ لیا کہ خیر نہیں ہی اسلئے
اپنے حاضر ہونے میں لیت ولعل کیا اور محاصرہ کے بہانے سے جہانسی کیطرف رہا آخر کار
عہد و پیمان کی بعد آصف الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا نواب نے اوس پر بہت مہربانی کی اور
اور سر بستہ دستاویز گوشوارہ کے عنایت کی نواب آصف الدولہ تو اونکی تالیف قلوب کی طرف متوجہ
تھے اور مختار الدولہ اونکی تخریب میں قصور نہیں کرتے تھے اور نواب کے مزاج کو اونکی طرف سے
منحرف کرتے رہتے تھے - تاہم نواب گوشائیون کے باب میں مختار الدولہ کا مشورہ نہیں مانتے تھے
میر مذکور نے یہ ٹہان لی کہ اگر نواب نے نہ مانا تو جان برسٹو صاحب سے موافقت کرکے دونون
گوشائیون کو آمادہ اور کالپی کی خدمات سے معزول کرا دینا چاہیے - گوشائیون نے اپنی نوجوان
اور چیلون کو کالپی اور محاصرہ جہانسی سے طلب کرکے اپنے پاس رکھ لیا - اور بیدل و خفا ہو کر
ترک روزگار کا ارادہ کیا نواب آصف الدولہ نے اونکی مافی الضمیر پر مطلع ہو کر راجہ جہاؤ لال کی معرفت
اونکی دلجوئی کی کالپی اور جہانسی وغیرہ کی خدمات اونپر بدستور بحال رکھی - مگراب جہانسی کا فتح کرنا
مشکل ہوگیا - کیونکہ محاصرہ کے اُٹھتے ہی لچھمی راؤ اور بالا راؤ وغیرہ مرہٹون نے بہت سا سامان رسد
اور فوج جہانسی مین جمع کرلی - اور لڑائی کا سامان بخوبی فراہم کرلیا تھا - اور قلعہ جہانسی کا استحکام کرکے
مورچے جدید بنائے تھے - نواب آصف الدولہ اگرچہ گوشائیون کے حال پر مہربان تھے لیکن مطمئن
نہ تھے اور مختار الدولہ کی فیلسوفی سے خائف تھے اسلئے ہمت گیر جہانسی کے انتظام کی بہانے سے
آصف الدولہ سے رخصت ہو کر تھوڑے دنون بہنڈ کے ضلع مین مقیم رہا - اور اوس ضلع کو ویران کرکے
اور بہنڈ کی آبادی جلا کے اکبرآباد کو اطلع خان کے پاس چلا گیا - کیونکہ دونون مین مدت سے عہد و
پیمان ہو رہا تہا وہان سے اطلع خان کی تحریک و ذریعہ سے نواب ذوالفقار الدولہ کے پاس جو ڈیگ کے محاصرہ مین
مصروف تہا چلا گیا اوس نے اوسپر بڑی مہربانی کی - نواب نے ڈیگ کو فتح کرکے محالات سنکہانہ وغیرہ
بارہ لاکہہ کی آمدنی کا ملک ہمت گیر کو جاگیر اور رسالے کی تنخواہ مین دیدیا فرح بخش کا مولف اسکے
بعد کہتا ہے کہ مدت گیر ابھی آصف الدولہ کے پاس موجود ہے لیکن مختار الدولہ کی چالبازی سے مدت تک
اوسنے آمادہ وغیرہ میان دوآب کا ملک گوشائیون کی حکومت سے نکال کر زین العابدین خان کو اونکی جگہ
مقرر کردیا ہے - وہ اپنے متعلقہ کا انتظام کرکے زر تحصیل اقساط کے موجب خزانے مین بہیجتا ہے
بالفعل آصف الدولہ کی سرکار مین مختار الدولہ کا کسا طاعی رابط ہو نا ہے - اور اوسے تمام ساختہ پرداختہ مقبول
نہے - اور وہ مال اندیشی کی وجہ سے جان برسٹو سے ملا ہوا ہے - دونون تمام ریاست پر حاوی ہین

اولاد حافظ رحمت خان اور دوندے خان کی قلعہ الہ آباد سے رہائی

فرح بخش مین لکھاہی کہ دو ندیخان اور حافظ رحمت خان کی اولاد اور جسقدر روہلکہنڈ کے علما و فضلا و شرفا قلعہ الہ آباد مین قید تھے اوہنون نے متواتر عرضیان نواب فیض اللہ خان والی رامپور کی خدمت مین بھیجین - اور استدعا کی اس قید محنت سے ہم کو رہا کر دیجئے - نواب موصوف نے رحم کہا کر مسٹر جان برسٹو لکہنو کے انگریزی رزیڈنٹ کو ان کی رہائی مین کوشش کرنے کے لئے لکھا رزیڈنٹ نے آصف الدولہ سے سفارش کی اور اس معاملے مین بہت دباو ڈالا - آصف الدولہ نے تین لاکہہ روپئے ان قیدیونکی رہائی کے عوض مین طلب کئے - اور یہ رقم اس طرح سے پوری کی گئی - کہ ایک لاکہہ اسی ہزار روپئے نواب فیض اللہ خان نے عطا کئے - اور ایک لاکہہ بیس ہزار روپئے نواب سعد اللہ خان کی بیگم نے دئے اسطرح تین لاکہہ روپئے جمع ہوکر جان برسٹو صاحب کے پاس پہنچ گئے جنہون نے آصف الدولہ سے قیدیونکی رہائی کا حکم سید معزز خان قلعہ دار الہ آباد کے نام حاصل کر کے بہیجا اوس نے ایک مہینے تک سامان کی تیاری کے بہانے مین تعلل کیا[1] - اور آخر کار (۱۱۹۵ ہجری) کو جان برسٹو صاحب کے ہرکارون اور اپنے آدمیون کے ساتہہ ان قیدیون کا قافلہ لکہنو کو روانہ کیا - یہ لوگ گورکہپور کی راستے سے ۲۹ شعبان ۱۱۹۵ ہجری کو لکہنو پہونچے - کچہہ دنون خواجہ یاقوت کے باغ مین خیمون کے اندر رہے پہر کرایہ کی حویلیون مین رہنے لگے - نواب فیض اللہ خان کی استدعا کے بموجب آصف الدولہ نے عنایت خان کی بی بی کو جو نواب موصوف کی حقیقی بہن تہی اور فتح خان خانسامان کے عیال و اطفال اور عبد الجبار خان کے اہل و عیال کو رامپور کو بہیجدیا - روہلکہنڈ گزیٹیر مین لکہاہی کہ دوسرے سال جان برسٹو صاحب نے بڑی تقریر کے بعد آصف الدولہ کو ایک لاکہہ روپئے سال کی پنشن ان لوگون کے واسطے مقرر کرنے پر مجبور کیا فرح بخش کا مولف کہتاہی کہ ایک سال کی تنخواہ دینے کا حکم میر علی رضا فوجدار خیرآباد کے نام حاصل کرکے جان برسٹو صاحب نے اونپر تقسیم کر دی -

---

[1] دیکہو گل رحمت ۱۲۶

۶۰۳ ہزار ۴ سو ۶۹ روپیہ مقرر تہا اور نواب نے یہ بہی اقرار کیا کہ ایک برگیڈ انگریزی سپاہ کی تنخواہ جو مدد اور اعانت کے لیے اونکی ہمراہ رہیگی ماہوار بڑہا کر دو لاکہ ساٹہ ہزار روپیہ مہینہ کردینگی اور اس عہدنامے مین نواب نے یہ بہی اقرار کیا کہ وہ قاسم علیخان صوبہ دار سابق بنگالہ اور سمرو قاتل انگریزون کو اپنی ملک مین آنے نہ دینگے اور نہ اپنے پاس رکہین گے۔ اور اگر وہ اونکی قابو مین آجاوین گے تو اونکو قید کرکے انگریزی کمپنی کے سپرد کردین گے۔ اور یورپ کی کسی اور قوم کو اپنی ملازمی مین بغیر رضامندی انگریزی کمپنی کے نرکہین گے۔ اور جو کوئی انگریزی کمپنی سے پروانے کے بغیر اونکی ملک مین آئیگا یا اوس مین گذرے گا یا رہیگا یا معلوم ہوگا کہ ملک مین ہے تو وہ اوس کو آنے نہ دین گے بلکہ اوس کے آنے مین مانع ہونگی۔ اور اگر آ بہی جاویگا تو اوسکو واپس بہیجدینگے۔ تمام یورپین کسی قوم کے ہون جو نواب مذکور کی ملازم ہین اس عہد کی روسے برخاست ہوئے اور اونہون نے وعدہ کیا کہ اونکو نوکر نرکہین گے اور جو شخص انگریزی کمپنی سے مفرور ہوکر آیا ہے یا آیندہ آئیگا بشرط گرفتار ہونے کے انگریزی کمپنی کے حوالہ کردیا جاویگا۔ اور طرفین نے یہ بہی اقرار کیا کہ اگر بادشاہ کوئی بات ایک کی نسبت دوسرے کو لکہین گے تو وہ اوسکی رضامندی اور ارادے کے موافق کارروائی کریگا۔ اور بادشاہ کی تحریر و تقریر پر کچہہ بہی لحاظ نہ کیا جائیگا۔ اور نواب نے ایک اقرارنامہ مہری علاوہ اس مضمون کا بہی لکہدیا کہ زر بقایاے انگریزی کمپنی بابت کورہ الہ آباد و روہلکہنڈ و تنخواہ فوج حسب عہدنامہ نواب شجاع الدولہ بلا عذر و تکرار بروقت واجب ہونے کے ادا ہوگا۔ سیر المتاخرین مین لکہا ہی کہ ہسٹنگز صاحب گورنر اگرچہ اس بات سے کہ ملک بنارس ضمیمہ سرکار کمپنی ہوا خوش ہوا۔ مگر اسوجہ سے کہ شجاع الدولہ کے عہد مین وہ خود بنارس تک آیا تہا۔ اور ملک مذکور کی درخواست کی تہی۔ اور شجاع الدولہ نے بہت سے عذر کرکے ٹالے بالے بتا دئے تہے اور نہ دیا تہا۔ اور جان برسٹو نے جو اوسکی طرفسے رزیڈنٹ تہا ایسا بڑا کام کرکے ممبران کونسل کے سامنے ناموری حاصل کی کسی قدر ملول ہوا۔ اور اسوجہ سے اُسنے ان شرطون کو منظور کرنے مین یہ عذر کیا کہ وہ بالکل برخلاف اون عہد و پیمان کے ہین جو شجاع الدولہ کے ساتہہ ہوئے تہے۔ اور گورنر نے یہ کہا کہ اسوقت جبرًا قہرًا نواب سے جو شرطین چاہو ٹہیرالو وہ اپنی ضرورت کے سبب سے سب کو منظور کرلینگے مگر اون کا ایفا نہ کرسکین گے۔ جب کورٹ ڈائرکٹرز کو اس نئے عہدنامے کی خبر ہوئی کہ بہت سا ملک ہاتہہ آیا ہی۔ اور زیادہ روپیہ دینے کا اقرار ٹہیرا ہے تو اونہون نے مراسلہ ۲۴ دسمبر

[illegible] مین یہ لکھا کہ ہم کو کبھی ایسی خوشی خاطر اپنے ملازمون کی کارگذاری سے حاصل نہین ہوئی جیسی کہ آصف الدولہ کے ساتھ اونکے عہد و پیمان کرنے سے ہوئی۔ جو عہد و پیمان آصف الدولہ کے ساتھ کئے گئے ہین ہم اونکو بطیب خاطر منظور کرتے ہین۔

سیر المتاخرین کا مولف لکھتا ہی کہ مختار الدولہ اون سنتے باوجود اس قدر قواعد سعت کے اپنے حق مین کچھ بھی عہد و پیمان ارباب کونسل کلکتہ سے نہ لیا۔ اس وقت جو کچھ چاہتا پورا ہو جاتا۔ اور کسی کی مجال نہوتی کہ اوسکی طرف آنکھ اوٹھا کر دیکھتا نہ کہ مار ڈالتا۔ اگر اوسکو مار ڈالا جاتا تو دم کے انتقام مین قیامت برپا ہو جاتی بلکہ آصف الدولہ کی ریاست اوسکی اولاد کو ملجاتی۔ لیکن تقدیر مین یہی تھی العقصہ بنارس مع توابع کے ضمیمہ بنگالہ ہوا۔ اور معاملات ملکی و مالی صوبہ اودہ۔ اور الہ آباد اور گھر گھر اور کوڑہ اور اٹاوہ اور روہلکھنڈ مین بدون صلاح جان برسٹو صاحب کے کچھ نہوتا تہا آصف الدولہ اپنے باپ کی فوجکو تنخواہ دینا عبث سمجھا اور اوسکی استیصال کی فکر مین مشغول ہوئے۔ آخرکار رسالہ دار موقوف کئے گئے۔ جانخم بہادر اور اوسکا بھائی امراو گر اور مرتضی خان بڑیچ اور شیخ احسان وغیرہ یہان سے برطرف ہو کر لشکر نجف خان مین پہنچے۔ اور بعض اشخاص پریشان ہو کر اور جانب سدھاری۔

آصف الدولہ کا مختار الدولہ کو نجیب پلٹن سے لڑانا اور اوس پلٹن کا شکست پانا

ملخص تاریخ اور تاریخ مظفری اور سیر المتاخرین مین ہی کہ شجاع الدولہ نے چار پانچ ہزار آدمی شریف مغل شاہجہان آبادی فی کس پندرہ روپیہ ماہوار نوکر رکھے تھے اور سید احمد نامی اون کا افسر تہا اور اونمین تعلیم قواعد انگریزی کا اہتمام تہا گو اونکے پاس بندوقین توڑہ دار تھین مگر وہ اونہین نہایت پھرتی سے آگ لگا لیتے تھے۔ بلکہ وہ لوگ چونکہ شریف و نجیب تھے اسلئے اونکی خاطر داری زیادہ تھی آصف الدولہ رفقاے پدری سے بیزار اور درپے ایذا تھے جو رسالہ کالپی مین متعین تہا اوسی دن سے اپنے پاس مقام اٹاوہ مین بلا لیا۔ جب پہونچا حکم دیا کہ ہمارے لشکر سے فاصلہ پر قیام کرے اور فرمایا کہ توپین توپخانے مین داخل کر دیجائین۔ نجیب پلٹن کے لئے ایک باڑہ کافی ہین۔ اور تمام بندوقین اپنی پاس رکھکر باقی توپخانے مین داخل کردین آصف الدولہ نے اون توپون اور تمام بندوقون کے داخل کرنے کا بھی حکم دیا سپاہیون نے سمجھ لیا کہ تنخواہ دینے کی نیت نہی عرض کیا کہ ہماری تنخواہ عنایت ہو تو ہم توپ و بندوق سبا

داخل کردیں آصف الدولہ نے آشفتہ ہو کر مختار الدولہ سے کہا کہ انکی سرتابی کی کیا وجہ ہے اوسنے عرض
کیا کہ یہ لوگ اپنی تنخواہ مانگتے ہیں اور کچھ غرض نہیں رکھتے آصف الدولہ نے فرمایا کہ اگر تمھیں یہ تکلیف گوارا
نہیں تو ہم خود جاتے ہیں جب اونہوں نے دیکھا کہ خود بدولت سوار ہوتے ہیں تو مجبور ہو کر فوج متعینہ
لیکر اونکی سرکوبی کو گیا - وہ لوگ باوجودیکہ کوئی سردار نہ رکھتے تھے میر احمد سرگروہ تھا مگر لڑے آصف الدولہ
نزدیک تھا کہ مختار الدولہ بھاگ دیں لیکن جھاؤ لال سنگھ پاس اور فوج کمکی پہنچ گئی - اور ہجوم کثرت
اور سامان بھی پاس تھا اس لئے اونہوں نے پاسداری کی - اور وہ لوگ بہت سے مقتول و مجروح ہو چکے
اور باقیماندہ بھاگ کر جانبر ہوئے - یہ واقعہ محرم ۱۱۹۰ھ ہجری کو مقام ام دہین ظہور میں آیا آصف الدولہ
کے اکثر نوکر جو سلطنت کا زور بازو تھے اس لڑائی میں کام آئے - اور وہ اس فتح سے نہایت خوش ہوئے
اکثر خاص خاص نوکر اور بعض خواجہ سرا جن کو شجاع الدولہ نے انگریزی فوج کی تقلید سے جرنیل بنایا تھا
ہر ایک کے ساتھ چھ پلٹن رہتی تھی توپخانہ اور اسباب متعلقات کے رہتے تھے - صاحبزادوں کا یہ حال ہے کہ
اودھ سے چلے جانے کے خیالات میں مصروف ہوئے - سیر المتاخرین کا مولف لکھتا ہے کہ میں لکھنؤ میں
آیا تو ان بے عقلوں کو دیکھا کہ درحقیقت بموجب اس آیت کے اولئک کالانعام بل ہم اضل
سبیلا سراپا جہالت تھے - اور یہ مصنف نواب کو حق کو تاریخ سے ناواقف لوگ زشت سیرت اور اونکی طبیعت
کو عموماً متحمل اور بے پروا بتانے میں بہت حق کہتا ہے - اور اونکے حال چلن کو ناپسند رکھتا ہے اور لکھتا ہے
کہ اونہوں نے ریاست کو برباد اور انتظام سابقہ کو برہم کر دیا -

پاسی پلٹن کی بربادی

گور صاحب نے تاریخ اودھ میں لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے جبکہ جنگ افاغنہ کے عزم سے گنگا کو
عبور کیا تو ملک دوآبہ کو راجہ ہمت بہادر کے تفویض کر دیا راجہ کے ساتھ میر افضل علی بھی تھا نواب کی وفات
کے بعد بھی ایک مدت تک یہ دونوں متصرف رہے - مختار الدولہ نے میر افضل علی کو لکھا کہ ہمت بہادر سے
مخالفت کرے اور اوسکے لشکر کو تباہ کر دے - میں کسی شخص کو یہاں سے بھیجوں گا - تم اوس کے اتفاق سے
کام کرو اور یہی جانتا ہوں کہ وہ ملک سرکاری علاقہ نہیں رکھتا ہے - اور جو کچھ تمہارے سپاہیوں کے لئے مقرری
ہم اوس سے زیادہ دینگے - اور علاوہ فوج موجودہ کی جو کچھ فوج اور نوکر رکھے گے اوسکی تنخواہ بھی ملک
محسوب ہوگی - اور دو لاکھ روپیہ کی جاگیر تمہارے واسطے مقرر ہوگی - لیکن کسی کو اسکی اطلاع نہو افضل
علی نے بپاس حق نمک جو ابا الدولہ کے مشورے پر عمل کیا بلکہ اپنے ایک دوست کی پاس جو جھاؤلال

کسکے ساتھ رہتا تھا اوس کا شقہ بھیجدیا تاکہ راجہ کی معرفت نواب آصف الدولہ کو دکھادیا جاوی شخص
مذکور نے لالچ کی توقع سے میر مذکور کا خط اور مختار الدولہ کا شقہ مختار الدولہ کے دیوانخانے کی داروغہ
مرزا الّو کے پاس بھیجدیا مختار الدولہ نے اون خطوں کو چاک کرکے شخص متوسط عنایت کا امیدوار کیا
اور راجہ جہاؤ لال کو خلوت مین طلب کرکے کہا کہ ایک خط اس مضمون کا میر افضل کو لکھ بھیجین کہ سر ہمت
بہادر کی حکم سے تخلف نہ کرے اور یکدلی کے ساتھ کام کرے راجہ نے مختار الدولہ کے ایما سے لکھا
کہ تمنے راجہ ہمت بہادر کی ساتھ کسلئے مداوت اختیار کر رکھی ہی کہ اوس نے عرضی تمہاری شکایت مین
حضور مین بھیجی ہی بہتر یہ ہی کہ باہم شیر و شکر ہو کر رہو۔ میر مذکور اصل کار سے غافل تھا۔ اور خط پہنچتے ہی
راجہ کی ساتھ آمادہ جنگ ہو۔ راجہ بھی مقابلہ کو تیار رہا۔ مگر چونکہ راجہ دور اندیش آدمی تھا چند
آدمیون کو درمیان مین واسطہ کرکے تصفیہ کرلیا اور پھر ایک مختار الدولہ کو لکھا۔ اور ایک عرضی حضور مین
لکھی کہ میر افضل علی بوجہ مجھسے لڑنے کو آمادہ ہوا مگر فدوی نے پاس ادب کیا اور تحمل کیا امیدوار کہ حضور
کا شقہ میر مذکور کی نام صادر ہو جاوے کہ بوجہ فساد نہ پیدا کرے۔ نواب نے مختار الدولہ سے فرمایا کہ میر
افضل علی کو یہان بلا لیا جاوے۔ اوس نے عرض کیا کہ میر مذکور خود بجو ہمت بہادر کے ساتھ لڑنے کو
تیار ہوا ہی اور چاہتا ہے کہ نئے ملک کو اپنے تصرف مین لاوے۔ الغرض شقہ طلبی مین روانہ کیا۔
وہ یہ حکم پہنچتے ہی روانہ ہوا۔ جبکہ لشکر کے متصل پہنچا تو بسبب اس کی کہ شام ہوگئی تھی قریب دو کوس کی لشکر
سے اپنی سپاہ کو لیکر اوترا اور چاہا کہ صبح کو حضور مین حاضر ہو مختار الدولہ نے موقع پاکر حضور مین عرض کیا
کہ میر افضل بسبب اوس عداوت کے جو مجھسے رکھتا ہی لشکر سے علیحدہ اوترا ہے اور چاہتا ہی کہ ہاتھی
تنخواہ کا سوال و جواب کرے۔ جواب ملا کہ تم جانو اور وہ جانے بموجب حکم کے مختار الدولہ نے جلدی
سے میر افضل کی سپاہ کے چارون طرف نواب کی ساری فوج اور توپخانہ جمادیا اور قبل اس کی کہ میر
افضل کی فوج بیدار ہو ادہر سے آتشباری شروع ہوگئی ظہر تک ہنگامہ جدال و قتال گرم رہا جبکہ
سپاہیان میر افضل نے دیکھا کہ ڈیڑھ لاکھ کے قریب پیادہ و سوار اور توپخانہ ہمکو گھیرے ہوئی ہی تو
بھاگنے لگے میر افضل اپنے دو تین بھائیون کے ساتھ آمادہ مرگ کھڑا رہا اوسوقت مختار الدولہ نے
عبدالرحمن خان قندہاری کو قسم کھاکر بھیجا کہ میر افضل کو کسیطرح کی اذیت نہ پہونچیگی وہ حاضر ہو جاوے
خان موصوف میر مذکور کو لایا۔ مختار الدولہ نے کہلا بھیجا کہ تمنے کسلئے بے سبب ہمت بہادر سے برخاش
کی تھی جواب دیا کہ راجہ جہاؤ لال کے خط سے معلوم ہوا تھا کہ بے سبب ہمت بہادر نے میری شکایت
حضور مین لکھی ہے جب یہ جواب مختار الدولہ کی پاس پہنچا تو اوس خط کو میر مذکور سے منگا کر

حضور مین پیش کردیا ۱۱۹۱ ہجری مین نواب نے جھاؤلال کو قید کردیا۔ جھاؤلال شجاع الدولہ کے عہد مین نوکر ہوا تھا نواب آصف الدولہ کی خدمت مین مقرب ہوگیا۔ اوسکی گرفتاری کے بعد دیوانخانہ کی کارخانگی سیان نسبت کوئی اور پہلے سے جلتے اوسکی سپرد تھے

محبوب علیخان خواجہ سرا کا مقہور ہونا۔ اور لطافت علی کا حال

سیرالمتاخرین مین لکہا ہی کہ شجاع الدولہ کے سردار ایسی ایسی حرکات دیکھہ کر اپنی اپنی فکر مین مصروف تھے چونکہ اب ہندوستان مین نوکری تو رہی نہین تھی اور نہ کوئی ایسا رئیس مقتدر رہا تھا بہرحال اوقات بسری کرتے تھے منجملہ اونکے محبوب علیخان خواجہ سرا جو شجاع الدولہ کیطرفسے کوڑے اور اٹاوہ کا حاکم تہا اوس کسی قدر صاحب جرات وغیرت بھی تھا صاحبزادے کے اطوار سے نہایت متحیر تہا کہ کیا کرنا چاہئے لیکن فوج اور عمدہ اسباب جنگ اوسکے ساتھ تہا اوس کے پیادونکی رجمٹ کا نام برق انداز تہا مع پیادہ و سوار کے اوس کے پاس دس ہزار آدمیونکی جمعیت تھی۔ اور کوڑے و اٹاوے کے اطراف مین حسب الحکم شجاع الدولہ نہایت کروفر کے ساتھ بسر کرتا تھا۔ آصف الدولہ کو اُس کا بھی استیصال مدنظر ہوا۔ اور یہ خیال ہوا کہ نکل نہ جائے پائے چند لوگونکے ساتھ حاضر حضور رہے۔ یہ حال محبوب علیخان کو بھی معلوم ہوگیا اوسنے یہ ارادہ کرلیا کہ جب آصف الدولہ ظاہر طور کوئی بات اوس کے خلاف کرینگے وہ بھی نمکحرامی کا داغ لگاکر نجف خان سے جاملے آصف الدولہ نے مخفی مسٹر جان برسٹو سے اوس کے استیصال کے باب مین مشورہ کیا تو اوس نے انگریزی تین چار پلٹنین جنکے افسر نکی ماتحتی مین مقرر کر کے محبوب علیخان کی تنبیہ کے لئے بہیجین۔ اور یہ اسطرح بہیجین کہ جسکا منشا بظاہر مسافرت معلوم ہوتا تہا۔ یہ لشکر محبوب علی خان کی سپاہ کے قریب رہگذر کے بہانے سے پہنچادیا گیا۔ اور کپتانون نے محبوب علیخان سے ملاقات کی محبوب علیخان نے بازدید کی اور دوم انتے ملک شہر مین اپنے مکان کو چلا گیا۔ فوج و توپخانہ شہر کے باہر چہوڑا۔ بعد تین چار روز کے انگریزی کپتانون نے پچھلی رات کے وقت نہایت احتیاط کے ساتھ اپنی فوج اور توپخانہ تیار کر کے کوچ کیا۔ اور صبح ہوتے ہی محبوب علیخان کے سر پر جا پہنچے وہ لوگ بالکل بے خبر تھے کوئی مقتضائے حاجت کو گیا ہوا تہا کوئی کہین کسی کام مین مصروف تہا کوئی سوتا تہا۔ کوئی جاگتا تہا۔ محبوب علیخان کی سپاہ بالکل تیار نہ تھی صرف چند تلنگے پہرے پر موجود تہے وہ حسب قاعدہ مزاحم ہوئے۔ انگریزی فوج نے پہونچنا اور

ایک گولے کے پہٹنے سے پہنچا میدان مین کہڑی ہوئی اوراب انگریزی سپاہ کے افسرون نے یہ کہا کہ ہم
فلان طرف جاتے ہین اوسکی راہ تمہارے لشکر کے درمیان مین ہی۔ محبوب علی کی سپاہ نے منع کیا۔
اورا ونہون نے کچہہ نہ سنا لڑائی ہوئی ادہر کچہہ تیاری تو تھی نہین انگریزونکی ایک باڑھ نے بہتونکو بچہاڑا
باقیماندہ متوحش ہوکر مفرور ہوئے۔ لشکر کے لچون نے مال و اسباب بربادہ صاف کیا۔ اور جو کچہہ بچا
ضبطی مین آیا۔ انگریزی افسرونمین سے کپتان وطل کام آیا محبوب علی خان اس خبر کو سنکر سخت متحیر ہوا
چونکہ بروقت ملاقات عہد و پیمان ہوچکا تھا اون کپتانون سے رخصت ہوکر مع اسباب کے آصف الدولہ
کے حضور مین حاضر ہوا۔ وہ اوس کا حاضر ہونا چاہتے ہی تہے بہت خاطر کی۔ مگر آخرکار یہ بھی یہانسے
خارج کیا گیا۔ اور نجف خان کے پاس چلا گیا۔ لطافت علی خواجہ سرا جو ایک برگیڈ کا مالک تہا اس
حال کو دیکھ کر باہر نکل جانے کی راہ ڈہونڈہنے لگا۔ چونکہ ہمیشہ سے یہ مقرر تھا کہ کچہہ فوج شجاع
الدولہ کی سرکار سے بادشاہ کی خدمت مین حاضر رہتی تھی اور ایک شخص سوال و جواب کے لئے بادشاہ
کے پاس رہا کرتا تھا اوسنے اسکو غنیمت جانا اور کارسازی کرکے بادشاہ کی پاس مع پانچ پلٹنون کے
چلا گیا۔ اور مرزا نجف خان وغیرہ سے موافق ہوکر آجتک کہ ۱۲۸۵ ہجری ہے دعا بخیر کرتا ہے۔

نواب آصف الدولہ اور اونکی والدہ مین عہدنامہ مقرر ہونا

مولوی ذکاء اللہ صاحب لکہتے ہین کہ شجاع الدولہ کو مرے ہوئے بہت دن نہین گذرے تھے
کہ نواب آصف الدولہ نے اپنی ماں کو بہت تنگ کرکے ۲۶ لاکہہ روپیہ لیکر اوٹہا دیا اور بیس لاکہہ
اور مانگنے لگے بلکہ اونہون نے یہانتک ارادہ کیا کہ جو علاقہ اونکی ماں اور دادی کے پاس ہی وہ چہین
لین۔ ۱۷۷۵ء مین بہو بیگم نے گورنر جنرل کے یہان نالش کی کہ اون کا ۲۶ لاکہہ روپیہ تو نواب نے اس بہانے
چہین لیا ہی کہ سرکار کمپنی کا روپیہ دینا نہایت ضروری ہی۔ اب دوبارہ تیس لاکہہ روپیہ وہ اور مانگتے ہین
کہ سرکار کمپنی کو عہد و پیمان کے موافق دینا ناگزیر ہی۔ اگر وہ نہ ادا کیا جاے گا تو مین تباہ ہو جاؤنگا۔
بیگم نے لکہا کہ مین اپنے بیٹے کی لوٹ سے بہت تنگ ہون۔ اہہر انگریزون نے بیچ بچاؤ کرکے ۱۹ شعبان
۱۱۸۹ ہجری مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۷۷۵ء کو ایک عہد سوتی بیگم کے ساتھ کیا کہ بالفعل بیگم یہ تیس لاکہہ
روپیہ اونکو دیدین۔ اور نواب نے یہ اقرار کیا کہ بیٹے اپنی والدہ سے تیس لاکہہ روپیہ بابت قرضہ حال

دیکہو مرأت آفتاب نما

اور چھبیس لاکھہ روپیہ بابت قرضۂ سابق کے کچھہ نقد اور کچھہ اسباب اور جواہرات اور ہاتھی اور اونٹ وغیرہ ورثۂ پدری لیا اور اب کچھہ دعوے میرا اونپر باقی نہین رہا یہ سب بیچ افسران انگریزی کے ذریعہ سے لیا اور اب مطالبہ زیادہ اس سے ترک کیا اور مین یہ بھی دعوٰے کرتا ہون کہ اپنی والدہ سے مزاحمت بہ نسبت جاگیر اور کنجیات اور بارہ دری اور باغات اور ٹکسال اودہ فیض آباد کے جو اون کو نواب مرحوم نے دیا نکرونگا۔ اور اونکی حین حیات انکو قابض ان سب پر رہنے دونگا۔ اور جب تک میری والدہ زندہ رہین گی اوسوقت تک مین اونکو ان سب کی نسبت دق نکرونگا۔ وہ اپنی جاگیر مین اپنے ملازمین کی معرفت تحصیل زر کرین مین اونکو نہ روکونگا اگر میری والدہ حج کرنے جاینگی تو اونکو اختیار ہے جسے چاہین اپنی جاگیر وغیرہ مین بطور مہتمم چھوڑ جاین یہ کلیۃً اونکے اختیار مین ہے۔ مین اوس مین مزاحم نہین گا خواہ وہ یہان رہین یا حج کو جاینگی یہ سب جاگیر وغیرہ اونکے قبضہ مین متصور ہوگی۔ اور کوئی شخص اوس سے مزاحم ہوگا جس کسی کو میری والدہ مہتمم جاگیر وغیرہ قرار دینگی اوسکی مین مدد اور حفاظت کرونگا۔ اور جب وہ حج کو جاینگی تو اونکو اختیار ہے جس ملازم مرد و عورت کو چاہین اور جو اسباب چاہین اپنے ہمراہ لے جاینگی مین مزاحم اوس کا نہونگا اور مین کچھہ وقت کسی قسم کا مطالبہ کرکے جواہر علیخان اور بہار علیخان اور نشاط علیخان اور شکوہ علیخان اور تحویلدارون کو نہ دونگا۔ میری والدہ کو اختیار رہے اپنی جاگیر وغیرہ مین جو چاہین کرین وہ مالک ہین ان شرایط کے لحاظ رکھنے کی بابت مین خدا اور اوسکے رسول اور دوازدہ امام اور چہاردہ معصوم اور سرداران انگریزی کو گواہ دیتا ہون۔ سرداران انگریزی اس قولنامے مین شریک میرے ہین۔ وہ مرے یہ کہ مین زر قرضہ اپنی مان سے طلب نہ کرونگا۔ میرا کچھہ دعوٰے اب اونپر نہین ہی۔ اور مین ہرگز اس عہدنامہ سے انحراف نہ کرونگا۔ اگر مین احیاناً خلاف ورزی اس عہدنامہ کی کرون تو یہ تصور کرنا چاہیے کہ مین سرداران انگریزی کمپنی سے منحرف ہوگیا۔ سرکار انگریزی طرفین کی ضامن ہوئی

نواب آصف الدولہ کو شاہ عالم بادشاہ کے ہان سے خلعت وزارت حاصل ہونا۔ نواب کا بادشاہ کے حضور مین زر نقد اور اسباب اور چتر و تخت بھیجنا

مولوی ذکاءاللہ صاحب تاریخ ہندوستان مین لکھتے ہین کہ نواب آصف الدولہ مین نوابی

کرسکتے تھے خزانہ اونکا خالی تہا۔ سپاہ کی تخفیف کرنا چاہتے تھے۔ عام مین اونکی بُری ہاتین۔ گھر مین بھی فساد تہا باہر بھی۔ ملک مین بدنظمی ہو رہی ہتی۔ غرض ایسے مشکلات برپا ہو رہے تھے کہ جس سے نواب کو خود اندیشہ اور رفیق انگریزون کو خوف تہا سنہ ۱۷۸۴ء کے موسم سرما مین یہ افواہ اوڑی کہ شاہ عالم اور مرہٹے اور روہیلے اور سکھ مرزا نجف خان کے رفیق بن گئے ہین آصف الدولہ پر حملہ کرنے کو چلے آتے ہین۔ گورنر جنرل نے نواب کو سمجھایا کہ وہ نجف خان سے آشتی کر لین جس سے یہ مصیبت سر سے ٹلے۔ آصف الدولہ کو ابتک وزارت کا خطاب بادشاہ کے یہان سے ملا تہا۔ اگرچہ اوس کا ملنا نہ ملنا برابر تہا۔ مگر وہ اوس خالی خطاب کے لئے بیتاب تھے مختار الدولہ نے مجد الدولہ سے سازش کرکے اپنے خاص ذریعہ سے خطاب و خلعت وزارت منگانے کا بندوبست کیا۔ پیشکش اور پانچہزار سپاہ بادشاہ کے پاس بطور کمک بھیجکر یہ خطاب حاصل کیا چنانچہ خلعت وزارت مع جواہر اور قلمدان طلائی مرصع اور فیل و اسپ خاصہ کے آصف الدولہ کے لئے بادشاہ کے یہان سے روانہ ہوا۔ یہ خلعت قطب الدولہ اور راجہ دیارام کے حوالے ہوا تہا بادشاہ نے ان دونون شخصون سے فرمایا کہ اول اس خلعت کو ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان کے پاس لیجاؤ اوس کے صوابدید کے بعد آصف الدولہ کے پاس بہیجاؤ۔ اور یہ بات ذوالفقار الدولہ کی عزت افزائی کے لئے کی گئی تھی۔ چنانچہ قطب الدولہ اور دیارام نیاز علی خان کے ساتھ جو آصف الدولہ کی طرف سے اس سوال و جواب کے لئے آیا تہا اوس کے پاس خلعت لیکر پہنچے جو اون دنون ڈیگ کے محاصرے مین مصروف تہا۔ پھر قطب الدولہ اوس سے رخصت ہوکر اودہ کو روانہ ہوا۔ جب آصف الدولہ کی قیامگاہ کے قریب پہونچا تو مختار الدولہ نے مع خدم و حشم کے استقبال کرکے قربان بارڑی برپا کی۔ اور نواب نے بہی استقبال کیا۔ اور خلعت پہنکر بادشاہ کے خطاب سے معزز ہوئے۔ اور اس عطیہ کے شکرانے مین محفل آراستہ کی اوسی دن مختار الدولہ مارے گئے[1] وزیر نے ایک لاکھ روپے اور ہر قسم کے تحف و ہدایا اور اسباب و سامان مع چتر اور تخت روان کے مرزا خلیل اور نیاز علی خان کی معرفت بادشاہ کو بہیجے۔ اور قطب الدولہ کو خلعت ملبوس اور سرپیچ اور جیغہ مکلل اور مالائے مروارید اور ایک ہاتھی اور آٹھ ہزار روپے دئے۔ اور راجہ دیارام کو بھی خلعت دیا۔ اور ادا کئے

[1] دیکھو مراۃ آفتاب نما۔ ۱۲

رفقا کو علی قدر مراتب دوشالے عطا کئے۔ اور بادشاہ کے پاس رخصت کیا اور ذوالفقار
الدولہ کے لئے اپنی نیابت کا خلعت مع فیل و عماری زر اور سائبان اور زربفت کی جھول
اور اسپ بھیجا اور مجدالدولہ کے لئے دو ہاتھی اور ایک گھوڑا روانہ کیا۔ بعض کتابوں میں
لکھا ہے کہ مختارالدولہ نے ایک خلعت آصف الدولہ کے لئے شاہ درانی سے بھی حاصل کیا۔
اور دونوں بادشاہوں کے ہاں سے مختارالدولہ کو بھی خلعت ملے۔ تاریخ مظفری سے معلوم ہوتا ہے
کہ شاہ عالم نے آصف الدولہ کو مسند نشینی کے بعد ہزبر جنگ خطاب دیا تھا۔

مختارالدولہ کے قتل کے لئے سازش ہونا اور اوس کا کھل جانا

جس زمانے میں کہ مختارالدولہ قتل ہوئے تو یہ بات مشہور ہوئی تھی کہ نواب آصف الدولہ کے
خاص اشارے سے مختارالدولہ مقتول ہوئے۔ تاریخ مظفری اور ملخص التواریخ اور فرح بخش
اور سیرالمتاخرین سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ نواب آصف الدولہ کی اوس کے قتل پر مرضی تھی
مگر بعض صاحب کہتے ہیں کہ یہ بات محض افترا ہے۔ مؤلف عماد السعادت بھی لکھتا ہے کہ جسوقت
مرزا محمد امین ابن مرزا محمد یوسف کوکہ نے آصف الدولہ سے عرض کیا کہ میں مختارالدولہ کو
درمیان سے اوٹھاتا ہوں تو نواب ممدوح نے اجازت نہ دی اور نواب سالار جنگ نے
بھی جنکی بیٹی مختارالدولہ کے فرزند سے منسوب تھی ایک دن امتحاناً نواب وزیر سے پوچھا کہ مختارالدولہ
کے قتل کے باب میں کیا حکم ہے۔ اوسوقت بھی آصف الدولہ راضی نہوئے۔ اگر آصف الدولہ
کو مختارالدولہ کا موقوف کرنا منظور ہوتا تو کون روک سکتا تھا۔ پھر قتل کرانے کی کیا وجہ تھی
بعض اہل تحقیق نے اس واقعہ کی اصلیت یوں بیان کی ہے کہ اور یہ خیال اون لوگوں سے
زبان بزبان شائع ہوا جو اوسوقت میں ریاست میں اقتدار رکھتے تھے کہ مختارالدولہ شیرازی
نشو نما کے عہد ایران سے آئے تھے۔ نشہ شراب غرور و نخوت جو لازمہ اہل ایران ہے آنکھوں
میں بھرا ہوا تھا اہل ہند سے اختلاط کم رکھتے تھے۔ امرائے نہایت کج ادائی کے ساتھ ملاقات
کرتے تھے۔ باقی ملازمان نواب وزیر انکی نظروں میں کب جچتے تھے۔ راجہ جھاؤلال
اور بسنت علی خاں نے ایک دن نواب وزیر سے عرض کیا کہ ہم لوگ جو حضور کے ساتھ

بزمِ شراب گرم کرتے ہیں تو یقین ہی مختار الدولہ ہم کو آبِ شمشیر سے سرد کر دینگے جب دار خالی گیا۔ نکر ز پھر عرض کیا کہ کرور روپیہ کا محاسبہ مختار الدولہ سے لینا چاہئے اسپر بھی نواب نے التفات نہ کیا جب کسی شمشیر تدبیر نے جوہر نہ دکھایا تو اونہوں نے یہ مشورہ قرار دیا کہ جس وقت بندگانِ عالی بسترِ خواب سے آنکھ کھولتے ہیں تو مختار الدولہ آتے ہیں اور نواب اونکی صورت دیکھکر آنکھ کھولتے ہیں اور کمپنیاں سلامی کے واسطے دولت خانہ کے اندر آتی ہیں بہتر یہ ہی کہ اوس دم مختار الدولہ کے گولی ماردیجائے۔ نواب وزیر کو اس مشورہ پر اطلاع نہ تھی مرزا حسن رضا خاں سرفراز الدولہ بھی اس مشورے میں شریک تھے۔ اور انسے اور مختار الدولہ سے قرابت بھی۔ اور صورت اس قرابت کی یہ ہی کہ نواب علی مردانخاں شاہجہانی کے پوتے نواب کلب علیخاں کی چند لڑکیاں تھیں اون میں سے ایک لڑکی مرزا حسن رضا خاں سے بیاہی تھی ایک لڑکی مینڈو بیگم سید صاحب ابن سید مصطفیٰ المخاطب مصطفوی خاں سے منعقد تھی اس مینڈو بیگم کی ایک بیٹی پیاری بیگم نامی مختار الدولہ کی زوجیت میں تھی۔ اس قرابت قریبہ کی وجہ سے مرزا حسن رضا خاں نے مختار الدولہ کو اُن کے منصوبہ قتل سے اطلاع دی بلکہ مدت تک یہ پارگراں پیاری بیگم کو اقبال الدولہ زوجہ و پسر مختار الدولہ کی گردن پر رکھا کہ مینے مختار الدولہ کو قاتلوں کے ہاتھ سے بچایا ورنہ اُسی وقت کام تمام ہو چکا تھا۔ غرض یہ کیفیت سنکر مختار الدولہ اندیشہ مند ہوے اور صبح کے وقت نواب کے پاس نہ گیے دو مرتبہ سرکاری عصابردار بھی بلانے کے لئے آیا مختار الدولہ نے کسلِ طبیعت کا عذر کر دیا جب تیسری بار عصابردار یہ پیام لایا کہ جو طبیب علاج تمہارے گھر میں مہیا ہی وہ یہاں بھی موجود ہی۔ مناسب ہی کہ جلد آؤ جنابعالی تمہارے انتظار میں ابھی تک خوابگاہ سے برآمد نہیں ہوتے تو مختار الدولہ نے مجبور ہوکر چھ سات سوار سکار گذار اور اکثر عزیز و اقارب اپنے ساتھ لئے اور پہلے مسٹر جان برسٹو رزیڈنٹ کے پاس گئے کہ اون کو فی الجملہ اپنی کیفیت سے مطلع کریں۔ یہ معاملہ سفر مقام اٹاوہ میں پیش آیا تھا لوجب آصف الدولہ کو جو خبر ہوئی تو وہ بھی سوار ہو کر فی الفور جان برسٹو کے ڈیرے پر پہونچے۔ نائب اور منیب سکے پیش بینی بھیجنے میں چند منٹ کا تفاوت واقع ہوا ابھی مختار الدولہ نے باتیں شروع کی تھیں کہ نواب وزیر کی آمد آمد کی خبر ہوئی مختار الدولہ اور صاحب رزیڈنٹ نے استقبال کیا۔ نواب نے مختار الدولہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ ہمنے کیا بدی کی تھی کہ تمنے ہمارا دو تین کروڑ روپیہ خراب کیا۔ اور اوسکا حساب نہ سمجھایا۔ مختار الدولہ نے یہ ارشاد سنکر بے مہر جان برسٹو صاحب کے حوالے کی

اور جواب دیا کہ صاحب میرے ضامن ہین ایک کرور دو کرور روپئے تک جو میرے ذمہ ثابت ہون
مین اوس کے ادا کرنے کو حاضر ہون لیکن جسوقت یہ بات غلط نکلے امیدوار ہون کہ جناب عالی اون مفسد
پردازون کے نام سے اطلاع فرمائین کہ مین اسقدر روپیہ اونسے لیکر سرکار عالی مین حاضر کرون یہ امر بھی
دولت خواہی سے خالی نہین - نواب نے اوسوقت ہر ایک کا نام بتلا دیا - مختار الدولہ نے عرض کیا
کہ میری دولت خواہی یہی کہ ایام صاحبزادگی مین کارخانہ سرکار کا جو نہایت ابتر تھا بخوبی انتظام کیا
دوسرے نواب شجاع الدولہ سے حضور کی جاگیر کی سند مقرر کی جس سے سرکار کے کارخانے کو خوب
رونق ہوئی تیسری مسند نشینی کے وقت سب اعیان ریاست یہ کہتے تھے کہ آصف الدولہ عیاش
اور صاحبزادہ مزاج آدمی ریاست کی لیاقت نہین رکھتے دولت خواہ نے اوسوقت کرنل کلیبن اور مسٹر کنوی
کو برخلاف مسٹر ہتوار صاحب کے حضور کی مسند نشینی کے لئے ارادہ کیا - چوتھی محب اللہ خان شاہجہان آباد
سے خلعت نہ لا سکا تھے بدون صرف روپیہ کے وہانسے خلعت حاصل کر دیا اور بادشاہ قندہار سے
بھی خلعت منگوا دیا اوسوقت کسی شخص نے خیر طلبی اور دولت خواہی کا دعوے نہ کیا اب جملہ کام
پوری ہو چکے تو ہر ایک خیر خواہی بگہارنے لگا - بہر صورت ان باتون کا انصاف حضور کے ہاتھ مین
ہے - اگر ان باتون پر بھی مزاج عالی مین کدورت ہے تو اس وزارت سے تو نان جوین ہزار درجہ بہتر ہی زیادہ
ہوتی ہین جب تک جناب عالی کا سایہ ہے یعنی مجھہ دولت خواہ کو تکلیف نوکری معاف ہو صاحب
رزیڈنٹ نے بھی اقرار ضمانت کیا - یہ باتین سنکر تو نواب وزیر نے مختار الدولہ کو آغوش لطف مین
لیکر فرمایا کہ مین ہمیشہ تم سے رضا مند رہا اور اب بھی خوش ہون اور کوئی خلاف خیال نکرو اور اسوقت
میرے ساتھ چلکر اپنے مخالفون کو مجھہ سے لو - چنانچہ مختار الدولہ کو اپنی خواصی مین بٹھا کر اپنے خیمہ مین لائے
ابھی انکی سواری خیمے مین نہ پہونچی تھی کہ بسنت علی خان وغیرہ نے یہ خبر سنلی اور اونپر بدنیتی سے
ہجوم کیا بسنت علی خان تو سلامی دیکر بھاگ کر اپنی قوم مین جا چھپا - اسیطرح اور بھی روپوش ہو گئے
فقط راجہ جہاؤلال کی شامت سر پر سوار تھی حاضر رہا - اوسکو نواب نے بلا کر مختار الدولہ کے حوالے
کیا اور فرمایا کہ اس کو قید رکھو - مختار الدولہ نے جہاؤلال کو ایک خیمے مین قید کر دیا - فقط اسی قدر
ممانعت کی قلمدان اور ہتھیار اس کے پاس نہ جانے پائین - اور بہو مسرور رہے - اسکی سوا
کہانا نلت - اور کپڑے اور ناچ گانے مین کوئی فتور نہ تہا - دوسرے روز بسنت علی خان کلام اللہ
ہاتھ مین لیکر مختار الدولہ کے پاس گیا - اور قسم کھائی کہ مجھکو اطاعت کے سوا کوئی بات منظور نہین
مختار الدولہ نے کلام مجید اوس کے ہاتھ سے لیکر خلعت دیا - اور فرزند خانہ زاد بنایا - ایک ہفتہ تک

یہ معاملہ اسیطرح رہا کوئی صدا نہ اوٹھی

مختارالدولہ او ربسنت علیخاں خواجہ سرا کا مارا جانا۔ اور سعادتعلیخاں کا بدنامی اُٹھانا

یمین الدولہ سعادتعلیخاں چوبیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ شجاع الدولہ کے عہد سے بریلی کے انتظام میں مصروف تھے۔ اور اس عہد حکومت میں مختارالدولہ نے جان برسٹو سے اجازت لیکر اونکو اوس کام سے معزول کرکے بلا لیا تہا۔ یہ نہایت مدبر تھے حکام کمپنی کے ساتھ خط و کتابت جاری تہی۔ لیاقت و دانائی کی وجہ سے شجاع الدولہ کی جملہ اولاد میں ممتاز تھے۔ اور علامہ تفضل حسین خاں اونکی آتالیقی میں رہتے تھے۔ سعادتعلیخاں بھی اسوقت اودے میں نواب وزیر کے ہمراہ تھے۔ اورسلطنت کی تمنا دامنگیر تھی۔ اونہوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ جب تک مختارالدولہ کے عروج بربائی نہ بھرے گا کوئی مدعا کا ہاتھ آنا دشوار ہے۔ بسنت علیخاں سے موافقت پیدا کی۔ اوربسنت علیخاں دہجاولال سے اودہ کی نیابت دینے کا وعدہ کیا۔ اور مختارالدولہ و آصف الدولہ کے قتل کرنے کی فکر کی۔ راجہ جہاؤلال و مفضل علی و طالب علی و خیالی خاں و مراد علی و نورالدین اس کام پر مامور ہوئے۔ اور میر باقر و یوسف خاں جو محمد بشیر کے ساتھ والوں میں سے اونہوں نے بھی شراکت کی۔ اور تفضل حسین خاں بہی اس سوال و جواب میں شیر و شکر تھے۔ بسنت علیخاں نیابت کی امید میں ہمہ تن اس کام میں مصروف تہا۔ اور آگے سے زیادہ حاضرباشی مختارالدولہ کے پاس شروع کی بظاہر دوست صادق اور جان نثار بنا[1] سیرالمتاخرین میں لکھا ہے کہ بسنت علیخاں خواجہ سرا کہ جو شجاع الدولہ کا نہایت معتمد علیہ تہا اور فی الحقیقت جرأت سے خالی نتہا مختارالدولہ سے ہمسری کرکے اطاعت نہیں کرتا تہا۔ اسلئے تکرر باہم گزرا جاتی ہوئی اور وسائل او و ایک صفائی ہوئی۔ اسی ضمن میں ایکمرتبہ علیبخش بزم کہ آمیزش کی صورت ہوئی۔ آصف الدولہ بھی دل میں بسبب خود مختاری مختارالدولہ کے جو مسٹر جان برسٹو سے متفق تہے

---

[1] دیکہو طلسم سنہ ۱۲

آخر وہ جوگ اونکے معزول کرنے اور قتل کرنے کی فکر میں ہوئے۔ بسنت علیخاں خواجہ سرا جرنیل اس
بات کا بانی ہوا کہ مختار الدولہ کو کسی طرح سے مار کر آصف الدولہ کا مورد عتاب ہو اور ساتھ مرزا سعادت علیخاں
سے سازش کی کہ جب بندہ مختار الدولہ کو مار کر آئے تو تم مع چند ہمراہیوں کے سوار ہو کر پہونچ جانا
[illegible] آصف الدولہ کے پاس پہونچکر اون کا کام بھی تمام کر دے گا اور آپ کو مسند ریاست ملجائیگی
[illegible] پا گیا تو بسنت علیخاں نے از سر نو مختار الدولہ سے براہ مکر و فریب ملاپ کیے۔
[illegible] ذکر کیا ہے کہ مختار الدولہ کو نیابت حاصل ہوئے عرصہ نہ گذرا تھا کہ اعیان سلطنت
کے استیصال پر کمر باندھی اور بتدریج ہر ایک کو برباد کر دیا۔ اور جو ہاتھ لگا اوسکو قید کر کے
[illegible] ساتھ ہلاک کیا۔ اول جو شخص اونکے پنجے سے اپنی جان بچا لیگیا
[illegible] صحبت بدلا ہوا دیکھ کر حصول خلعت وزارت کے بہانے سے دہلی کو
[illegible] الدولہ کی درازدستی کا وجہہ بادشاہ کے ہاں سے بدون حصول خلعت
[illegible] مختار الدولہ کی حمایت میں چلا گیا۔ دوسرا محمد بشیر ہے کہ جب اوس نے دیکھا
[illegible] بادی کے درپے ہیں۔ تو بجبر گرد علاقہ نجیب آباد سے کنارہ کشی کر کے اکبرآباد
[illegible] تیسرا الف بیگ گوشا ہے کہ وہ اناوہ سے بہت کے انتظام کا بہانہ کر کے
[illegible] کے اکبرآباد کو چلا گیا۔ اور بھنڈ کو جلا کر اور لوٹ کر ذو الفقار
[illegible] فتح آباد اور سعادت آباد اوسکی جا بجا دمیں ذو الفقار الدولہ نے مقرر
کیا۔ [illegible] کہ [illegible] دونوں سے نواب آصف الدولہ کے مزاج میں مختار الدولہ
[illegible] آ گئی تھی۔ اور مختار الدولہ کی طرف سے بھی روز بروز وہ حرکات جو آصف
[illegible] کا باعث ہوتیں ظہور میں آتی تھیں۔ اور آثار نافرمانی صادر ہوتے تھے
[illegible] حرکات سے تنگ آ گئے تھے۔ اسلیے اونکی گرفتاری و قتل کے درپے تھے
[illegible] نواب آصف الدولہ کا رازدار تھا اونکے ارادے اور منشا پر مطلع ہو کر مختار
الدولہ کے قتل پر آمادہ ہو گیا۔ بلکہ خاص آصف الدولہ کی اجازت سے[۵۵] اس کام پر مستعد ہوا۔
اور مختار الدولہ کی دعوت پر عداوت مقرر کی اور ۲۷ صفر سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو چہارشنبہ کے دن کہ آخری
چہارشنبہ تھا اوس نے سامان دعوت تیار کر کے مختار الدولہ کو نیوتہ دیا۔ اور اون سے یہ چاہا کہ

---

۵۵ جیسا کہ فرح بخش اور تاریخ مظفری سے ثابت ہے ۱۲

اول صبح سے آکر دونوں وقت کا کھانا نوش کریں اور آخر شب بعد تماشائے رقص و سرود
و آتشبازی کے واپس تہ خانہ ہوں۔ چونکہ موت نزدیک آگئی تھی مختار الدولہ نے منظور کیا ان
دنوں آصف الدولہ اٹاوے میں مقیم تھے۔ بسنت علیخان نے عمدہ عمدہ کھانے پکواتے مختار الدولہ
دربار میں آکر آصف الدولہ سے رخصت ہوتے۔ اور بسنت علیخاں کے ڈیرہ کی طرف روانہ ہوئے
مختار الدولہ کے بعض ہواخواہوں نے منع کیا کہ ناگاہ نہ جانا چاہیئے۔ لیکن قضا نے آنکھ پر غفلت
کے پردے ڈال دیئے تھے کچھ سماعت نہ کی۔ دشمن جانی دوست صادق نظر آتا تھا بسنت علیخاں
نے اوس وقت بعض اپنے مخلصوں کو کہ ان میں سے میر قدرت اللہ کے دونوں بھانجے
میر اعلی و یوسف علی تھے مطلع کیا کہ قتل مختار الدولہ کا عزم ہے۔ جب مختار الدولہ بسنت علیخاں کے
گھر پہنچے تو اوس نے صدر دروازہ تک استقبال کیا۔ اور نہایت تواضع کے ساتھ سواری سے اوتار
کر مسند پر لا بٹھایا جس قدر جمعیت جلو اور سواری کی ہمراہ تھی مختار الدولہ نے اوسکو رخصت کر دیا وہاں پر
سوائے چند طوائفوں کے اور کوئی نہ تھا۔ اور جلا لو طوائف بھی جو مختار الدولہ کی مرغوب تھی وہاں موجود
تھی اور سوتا و گمن قوال جو نہایت خوش گلو تھے حاضر ہوتے۔ بسنت علی خان نے اول عمدہ عمدہ
کھانے کھلاتے۔ اس زمانے میں گرمی شدت سے پڑتی تھی۔ اور لو چلتی تھی۔ لشکر میں اکثر امیروں
نے تہ خانے بنوائے تھے۔ بسنت علی خاں بھی ایک تہ خانہ بنوا کر فرش و اسباب وغیرہ سے آراستہ
کیا تھا جب دھوپ تیز ہوئی مختار الدولہ کو تہ خانے میں چلنے کی تکلیف دی۔ اونکا جام حیات
لبریز ہو چکا تھا اونہیں ہیبت کی خبر تو تھی نہیں اپنے پیروں سے قبر میں اوترے۔ غرضکہ رہا بڑی کپڑ
اوتار کر آرام تمام استراحت فرمائی۔ اور اونکی محبوبہ دلنواز کو بھی حاضر کیا۔ دور ساغر کا رنگ جما
بعض اقربائے مختار الدولہ مولف سیر المتاخرین سے کہتے تھے کہ شراب میں زہر ملایا تھا اگر نہ مارے
تو بھی زہر سے مر جاتے۔ جب دوپہر ہوئی مختار الدولہ نے بعض خدمتگاروں کو بھی رخصت کر کے
ارادۂ خواب آخرت فرمایا یہاں تک کہ کوئی پاس نہ رہا شراب کی زیادتی کی وجہ سے مدہوش تھے
فرح بخش میں لکھا ہے کہ جب وہ سو گئے تو راجہ جھاؤ لال کے مغلوں نے بسنت علی خاں کے ایما سے
چھری سے کام تمام کر دیا۔ اور سیر المتاخرین میں ہے کہ میر مراد علی اور اوسکے بھائی نے
مع دو تین اور ہمراہیوں کے منکر و نکیر کی صورت تہ خانے میں آکر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اونکی
مقتول ہونے کی تاریخ فقیہ کے ساتھ یہ ہے۔ مرتضی خاں شہید آمد شد از دغائے
سپہر گرداں شوم ٭ سر قاتل گرفتہ ہاتف گفت ٭ بہر تاریخ سید مظلوم

بعض خدمتگار جو حاضر تھے قتل کے خوف سے جان بچا کر نکل گئے۔ اور جیمنے میں خبر پہونچائی۔
لسبنت علیخاں خواجہ سراے دو تین کمپنی کے تیار مسلح آصف الدولہ کے پاس آیا اور اپنی فوج کو بہ
توپخانہ تیار کرا آیا تھا محافظوں نے کمپنیوں کو روک لیا اوسے تنہا جانے دیا اوسنے شمشیر برہنہ
در دست عین نشست میں آکر تسلیم مبارکباد عرض کی کہ دشمن حضور بموجب حکم قتل ہوا۔ آصف الدولہ بیحد
مسرور ہوئے[1] مگر ظاہرداری کے واسطے تاکہ مخلوق میں مطعون نہوں غضب آلود ہوکر کہا کہ اے
نمکحرام تو نے یہ کیا غضب کیا تجھکو کسنے اجازت دی تھی۔ لسبنت علی نے نواب کے مزاج کو برہم دیکھ کر
عرض کیا کہ راجہ جہاولال کے فلاں سپاہی نے اوس بیگناہ کو مار ڈالا ہے۔ اور تاریخ مظفری میں
لکھا ہے کہ لسبنت نے یہ جواب دیا کہ کسی کے حکم پر کیا موقوف تہا جبکہ اوسکو آقا کا دشمن پایا
مار ڈالا۔ سیرالمتاخرین سے معلوم ہوتا ہے کہ لسبنت علی کو شمشیر بکف دیکھ آصف الدولہ نے اپنی
جان کے خوف سے کہا کہ شمشیر برہنہ کیوں آتا ہے کیا میرا ارادہ رکھتا ہے اوس نے بغلیں جہانکنا
شروع کیں اور دیکھا کہ راجہ نواز سنگھہ اور جانی خان اور چند اشخاص نواب کے پاس مسلح کہڑے
ہیں دفت ہاتھ سے جاچکا تھا عرض کیا کیا مجال کہ نمک حرامی کروں آصف الدولہ نے فرمایا کہ
شمشیر پھینک دے۔ اوس نے دور ڈالدی۔ جب نہتا ہو گیا تو آصف الدولہ نے لوگوں کو اشارہ کیا
کہ اسکو قتل کر ڈالیں۔ نواز سنگھہ اور ہولاس سنگھہ اور موتی سنگھہ وغیرہ مردم حضوری نے جو لسبنت
دشمنی رکھتے تھے فوراً تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور سر تن سے اوڑا دیا۔ اور قتل کرنے کے بعد
گالیاں دیکر پاپوشکاری بھی کی۔ اور نواب وزیر فوراً اوٹھکر خیمہ کے بالاخانے پر جسپر کبوتر خانہ
نصب تہا پہنچے۔ غلام محمد خاں عرف بڑے مرزا جو لسبنت علی خان کا بھائی سنہو تہا۔ اور بعض نے
بیجا یا خالو بتایا ہے اکثر دربار میں آیا کرتا تھا قضارا اوسوقت بھی آن پہنچا اور لسبنت علی خان کو مقتول
دیکھہ متحیر ہوا۔ بالاخانہ پر پہنچکر اپنی حفظ آبرو کے لئے ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈالا اور تلوار کو سونت لیا۔
جانی خان نے بھی تلوار لیکر قصد مقابلہ کیا تب بڑے مرزا نے کہا کہ مجھکو کسی سے خصومت نہیں
اگر کوئی متعرض نہو یہاں سے آبرو کے ساتھ نکل جاؤں۔ سیرالمتاخرین میں بیان کیا ہے کہ آصف
الدولہ نے ڈر کر کہا کہ تجھسے کسی کو مطلب نہیں باہر چلا جا وہ نکل گیا۔ جب بڑے مرزا بالاخانہ
سے نیچے اوترا جوہوں کے خاص برداروں سے چاہا کہ مدد و قونبرہ ہر لیں۔ نواب نے فرمایا کہ ہمنے اسکو

---

[1] دیکھو سیرالمتاخرین ۱۲ [2] دیکھو فرحت بخش ۱۲

پناہ دی ہے - تاریخ مظفری میں یوں لکھا ہے کہ جب بڑے مرزا نے سنا کہ بسنت علی خان مارا گیا تو ننگی تلوار لیکر آصف الدولہ کے ہاں پہنچا - اور بسنت کی لاش کو دیکھکر کہا کہ اسکو کسنے مارا ہے حاضرین میں سے ایک شخص غصّے کے ساتھ بولا کہ میں نے مارا ہے بڑے مرزا نے اوسکو وہیں مجروح کیا وزیر نے یہ حال دیکھکر کہا کہ ہمارے سامنے سے چلا جا اوس نے عرض کیا کہ اگر کوئی مجھ سے تعرض نکرے گا تو مجھے بھی کسی سے پرخاش نہیں وزیر نے کہا کہ جا تجھ سے کسی کو کام نہیں وہ وہاں سے چلا گیا اور فرح بخش سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے مرزا نے نواز سنگھ کو زخمی کیا اور صحیح و سلامت دربار سے نکلکر اپنے ڈیرے میں آیا اور گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے جان و مال کی سلامتی سے اکبر آباد کو ایلچ خاں کے پاس پہنچا - اس عرصے میں بسنت علی خاں کی پلٹنیں جو نواب وزیر کے مقتول ہونے کی منتظر تھیں سراپردے تک آپہنچیں - جب معلوم ہوا کہ بسنت علی خان مارا گیا اور نواب بالا خانے پر ہیں تو اپنا سا منہ لیے ہوئے پھر گئیں - مگر اوسوقت لشکر میں ایک تلاطم برپا تھا - قریب تھا کہ بدمعاش لوٹ مار شروع کردیں - مگر نواب سب کی تسلی کے لیے ہاتھی پر سوار ہوکر خیمے سے باہر نکلے - الور علیخاں خواجہ سرا جو مختار الدولہ کا معتمد تھا خواصی میں تھا - علامہ تفضل حسین خاں نے یہ تمام سانحہ سعادت علیخاں تک پہنچایا - اور کہا کہ لشکری اس خونریزی کا واقع ہونا آپکے اشارے سے مشہور کرتے ہیں - سعادت علیخاں اس خبر سے پریشان اور اندیشہ مند ہوئے کہ کیا کریں مفت میں بدنام ہوئے نہ آصف الدولہ سے مقابلے کا مقدور تھا نہ یارائے قیام تھا - لاچار ہوکر اوسی دم امراؤ گر گوسائیں کے خیمے میں پہنچکر مدد چاہی سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ اوس سے سعادت علیخاں نے یہ بھی کہا کہ اگر حمایت کرو اور میرے بھائی کو مسند سے اوٹھا کر مجھکو مسند آرا کرو تو تمھیں بڑے مرتبے پر پہنچا دوں ہرکاروں اخبار نے یہ خبر نواب آصف الدولہ تک پہنچائی نواب وزیر جلد سوار ہوکر امراؤ گر گوسائیں کے خیمے میں گئے - اور سعادت علیخاں کے آنے کا سبب دریافت کیا گوسائیں نے سخن سازی کی راہ سے قسم کھائی اور کہا کہ مجھکو کسی طرح حضور کے ساتھ دغا منظور نہیں آخر کار نواب آصف الدولہ وہاں سے اوٹھکر جان برسٹو صاحب کے خیمے میں چلے گئے - اور مختار الدولہ کے قتل کے بارے میں کلمات حسرت آمیز کہنے لگے - جان برسٹو صاحب نے بھی بہت افسوس کیا جسوقت نواب آصف الدولہ نے رزیڈنٹ کے خیمے کی طرف رخ کیا گوسائیں نے سعادت علیخاں سے کہا کہ اسوقت آپکی حمایت کرنا انگریزوں سے جنگ مول لینا ہے - بہتر یہ ہے کہ آپ یہاں سے تشریف لیجائیں - نواب وزیر بھی آپ کی طرف سے بدگمان ہیں - اوسوقت علیخاں نے

اوسکی کمر میں ہاتھ ڈالکر کہا کا اگر تمکو مرات سے گریز ہے تو مجھکو کسیطرف حفاظت کے ساتھ بھیجا دو
گوشائیں نے کہا کہ یہ بات بھی ہو نہیں سکتی۔ مگر میں آپکو ایک گھوڑی ایسی دیتا ہوں جو سو کوس
راہ طے کر سکتی ہے نواب سعادت علیخاں اوس گھوڑیسے پر بیٹھکر مع تفضل حسین خان وغیرہ
چند لوگوں کے بدون مزاحمت کے نکل گئے۔ اور نجف خاں کی حدود کیطرف روانہ ہوئے۔ یہاں
نوازش علیخاں خواجہ سرا نے مختارالدولہ کی لاش کو تجہیز و تکفین کے بعد آغوش لحد میں سونپا اور
اور وہیں اٹاوے سے دو کوس نکلکر اوسکا مقبرہ بنوایا۔ اور بسنت علیخاں کی فوج کے آدمیوں نے
اوسکی لاش کو بڑے کروفر سے اوٹھایا اور خاک میں ملایا۔ اور کہانے تقسیم کئے۔ مختارالدولہ نے
لکھنؤ میں دریاے گومتی کے پاس جہاں حسن باغ اور سیدواں کا احاطہ بقیہ ہے لاکھوں روپئے کے
مصارف سے مظفر حسین خاں کے اہتمام میں عالیشان عمارات بنوائی تھیں۔ اور سیدوں کا احاطہ
اوس زمانے میں مختارالدولہ کا احاطہ مشہور تہا۔ اون عمارات میں سے اکثر منہدم ہوگئیں اور
کچھ ضبط ہوگئیں۔ فرح بخش میں لکھاہے کہ نواب آصف الدولہ نے بسنت علیخاں کا علاقہ مرزا
حسن رضا خاں اور راجہ ٹکیت راے داماد راجہ صورت سنگہ کے سپرد کردیا۔ راسے پنڈت چند خزانچی
کہ نواب شجاع الدولہ کے عہد میں بسنت علی خاں کی سپاہ کی موجودات اور بخشی گری کا کام کیا کرتا
تہا اوسکو راجہ جہاؤلال نے بسنت علیخاں کی حیات میں ہزاروں بیحرمتی اور ذلت کے ساتھ
قید کردیا تھا۔ اب اوس سے جہاؤلال نے مختارالدولہ اور بسنت علی خاں کا تمام مال واسباب
وصول کرکے قید سے رہا کردیا۔ مگر ابھی منالال دیوان بسنت علی خان قید میں ہے۔ لالہ
عالم چند کہ دیوان کا منشی رہی اوس طوفان بے تمیزی سے رہائی پاکر کمپ میں پہنچگیا

سعادت علی خاں کا نجف خاں ذوالفقارالدولہ کے پاس چلا جانا

فرح بخش میں لکھاہے کہ مرزا سعادت علیخاں خلف شجاع الدولہ ۲۰۔ صفر کو مختارالدولہ کے
قتل کے دن ڈر کے مارے گہبراکر اپنے ڈیرے سے نکلکر امراؤ گر کے ڈیرے میں گئے اور
حمایت چاہی۔ امراؤ گوسنے تاب و طاقت حفاظت حراست جان و مال مرزاے موصوف اپنے
میں نہ پائی۔ اور آصف الدولہ کی جواب دہی سے عہدہ برا ہونا اپنی قوت سے باہر دیکھا اسلئے

جواب صاف دیا کہ مجھ سے کچھ نہ ہو سکیگا مرزا مایوس ہو کر گھوڑی راجہ سے لیکر اکبرآباد کیطرف
گھبرا کر چلے گئے سلاست بھول گئے تو گنواروں نے فخیوں کے پاس اونکا مال و اسباب لوٹ لیا
مرزا راہ بھولکر گوہد میں راناچھتر سنگھہ کے پاس پہنچ گئے رانانے تعظیم و تکریم کی اور ایلچ خان کے
پاس اکبرآباد میں بھجوا دیا۔ جبکہ ایلچ خاں کو سعادت علیخاں کے اکبرآباد کے قریب پہنچنے کی خبر
ہوئی تو گھوڑے ہاتھی پالکی اور دوسرے سامان امارت ایک دو منزل پر بھیجکر بادجود علالت کے
استقبال کر کے کپڑوں کے خوان اور گھوڑے ہاتھی اور اشرفیاں اور روپیہ نذر کئے۔
اور بہت سا سامان مرزا کے پاس معزز کر دیا۔ اور بڑی خاطر داری کی چند روز مرزا اکبرآباد
میں رہے اور مدارالدولہ کی بیٹی سے جو شجاع الدولہ کی زندگی سے اونکے ساتھ منسوب تھی
نکاح کیا۔ اور اسکے بعد ذوالفقارالدولہ کے پاس چلے گئے۔ سیرالمتاخرین میں لکھا ہے
کہ ذوالفقارالدولہ نے مرزا کے قریب پہونچنے کی خبر سنکر استقبال کیا اور کمال عزت کی اور کپڑوں
اور جواہر کے خوان اور گھوڑے ہاتھی دیے اور دلجوئی کرنے لگا۔ اور آمد و رفت میں بہت
پاس ادب کرتا اکثر خود جاکر ملاقات کرتا سعادت علیخان کے تکلیف پہنچنے کا روادار نہ تھا
اگر اتفاقاً مرزا سعادت علیخاں اوسکے قیامگاہ پر چلے جاتے تو دروازے تک استقبال
کر کے اپنی مسند پر بٹھاتا اور خود مودب نیچے بیٹھتا۔ فرح بخش میں بیان کیا ہے کہ نجف خاں نے
یہ تجویز کی کہ وزارت کی نیابت سعادت علیخان کو دیں۔ اور عمل خالصے کی داروغگی مدارالدولہ
کے لئے اور رفاہ سامانی کی خدمت کرم قلی خان بن منیرالدولہ کے لئے مقرر ہو کہ ایک دن سعادت علیخاں
اکبرآباد میں اپنی ناکامیابی سے خفا ہو کر دریاے جمنا سے عبور کر کے شاہدرے میں جا اوترے
اور ارادہ کیا کہ فوج جمع کر کے بریلی وغیرہ اقطاع روہیلکھنڈ پر قبضہ کرلیں۔ ذوالفقارالدولہ نے
اونکے مزاج کی ناخوشی پر مطلع ہو کر کرم قلی خاں کو بھیجکر سعادت علیخان کو سمجھا کر لوٹایا
اور راضی و خوش دل کر لیا۔ اور بیانہ وغیرہ تین محال اونکی جاگیر میں مقرر کر دئے اور وعدہ کیا
کہ سقایہ کرنیل مارکس سے کوڑے اور اٹاوے کیطرف سے بہاگ کراتی ہتیں وہ سعادت علیخان
کے سپرد کردیں اور آصف الدولہ کو تحریر کیا کہ شجاع الدولہ کے عہد سے اقطاع روہیلکھنڈ
سعادت علیخان کے تحت حکومت ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ آپ بدستور وہ ملک مرزا کے سپرد کر دیں
اگر آپ تعویق و اغماض کرینگے تو مرزا بہ ارادہ ناصواب کوئی حرکت کرینگے۔ آصف الدولہ نے
یہ تحریر دیکھکر ایلچ خان کو جو آصف الدولہ کے پاس لکھنؤ میں بھیجکر نیابت کا کام کرنے لگا تھا

طلب کرکے اوس سے مشورہ کیا اور دریافت کیا کہ سعادت علیخان کے باب میں کیا کیا جاے اوراوسکو ہدایت کی کہ جان برسٹو صاحب پر یہ امر ظاہر کرکے اونسے درخواست کرے کہ وہ اسکا تصفیہ کردیں تاکہ فتنۂ خانگی خاموش رہے۔ ایلچ خاں جان برسٹو صاحب کے دبہسے بہ[illegible] اوراوس سے صلاح کی تو اوس نے کہا کہ چند پرگنے سعادت علیخان کی جاگیر میں دیدے جائیں اور نواب بہادر اور مرزا جنگلی کو اونکے پاس بہیجکر منالیا جاے۔

ایلچ خاں کا آصف الدولہ کے پاس آجانا اور مختار الدولہ کی جگہ مقرر ہونا

مختار الدولہ کے مارے جانے کے بعد نواب وزیر نے چاہا کہ مہر نیابت اقتدار الدولہ سید محمد خان بہادر کلاں مختار الدولہ یا سید معز خاں اونکے منجہلے بہائی کے تفویض کرے۔ مگر اونہوں نے قبول نہ کیا اس عرصے میں الوز علی خاں خواجہ سرا جس کا اخبار الدولہ خطاب تہا امور نیابت کو سرانجام دیتا تہا کچہ دنوں کے بعد مہر نیابت سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان کے سپرد ہوئی۔ لیکن یہ حرف ناآشنا تہا معاملہ فہمی کی قوت نہ تھی اسلئے انگریزوں نے اس بہاری عہدہ پر اس کا تقرر تسلیم کرنے میں تامل کیا جبکہ کوئی نیابت کے لایق نہ پایا گیا تو ایرج خاں کا ذکر ہوا۔ جو شجاع الدولہ کے مرنے کے بعد مختار الدولہ کی معاونت کی وجہ سے خلعت وزارت لاسنے کے بہانے سے نکل گیا تہا۔ اور برس روز سے اکبر آباد میں تہا مرزا نجف خان کی طرف سے یہاں کا صوبہ تہا اوس زمانے میں نجف خاں اس خیال سے کہ ایرج خان کے پاس پچاس لاکہہ روپیہ ہے۔ اوس سے لے لیا جاے ڈیگ سے اکبر آباد کی طرف آرہا تہا۔ سعادت علیخان اوس کے ساتھ تھے ابھی منزل مقصود تک نہ پہنچا تہا کہ آصف الدولہ نے دلجوئی کے مضامین کے پروانے اوس کے پاس بہیجے اگرچہ ایلچ خان اکبر آباد سے چلا جانا چاہتا تھا۔ کیونکہ نجف خان کے روپیہ طلب کرنے سے وہ ہمیشہ اوس سے طلب کرتا رہتا تہا تنگ آگیا تہا۔ مگر اوسکو آصف الدولہ کی تحریر پر اعتماد نہ تہا۔ مسٹر جان برسٹو سے حفظ آبرو کا وعدہ چاہا۔ جب اوسکی تحریر پہونچی تو

دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

غنیمت جان کر ۹ ربیع الاول ۱۱۹۰ ہجری کو مع عیال و اطفال اور سامان اور مرتضی خاں
بڑیچ برادر محمد بشیر خاں کے اکبر آباد سے بے اطلاع اور مشورہ ذوالفقار الدولہ محمد نجف خاں کے
گلکریات کو شاہدرے میں پہنچا صبح کو وہاں سے کوچ کر کے کڑی کڑی منزلیں طے کرتا ہوا فیروزآباد
اور شکوہ آباد کی راہ سے نبی گنج کے پاس پہنچکر نواب مظفر جنگ کو پیام دیا کہ دریاے گنگا کا پل
بلا توقف تیار کر دیں۔ نواب نے جواب میں لکھا کہ گھاٹوں اور کشتیوں پر انگریزوں کا اختیار ہے
یہاں سے متعلق نہیں اسلئے ایلچ خاں قنوج کے پاس سراے میراں پور کے نزدیک مقیم ہوا
اور گنگا کو عبور کرنے کے لئے جنرل اسٹ برٹ رستم جنگ کو لکھا اوس نے جواب دیا کہ اجتماع
اور انبوہ لشکر کی ضرورت نہیں سپاہ کو دور کر کے جریدہ اوتر کر چلے آئیں ایلچ خاں کے ساتھ
جمعیت زیادہ تھی اوس نے آصف الدولہ کو لکھا کہ غلام بموجب طلبی حضور کے دس ہزار پیادہ
و سوار کے ساتھ قنوج میں پہونچ گیا ہے۔ جنرل صاحب نہیں اوترنے دیتے اوتر نے کا امیدوار
ہے نواب آصف الدولہ نے ایلچ خاں کی استدعا کی بموجب ایک خط جنرل صاحب کو لکھا کہ محمد
ایلچ خاں اور مرتضے خان بڑیچ میری طلبی سے آتے ہیں اونکو عبور کی اجازت دیدیجئے۔
اور محمد بشیر خاں کو نہ اوترنے دینا چاہیے۔ آخرالامر محمد ایلچ خاں اور مرتضی خاں بڑیچ نے
آصف الدولہ کی تحریر اور جنرل صاحب کے ایما سے زیادہ سپاہ کو برطرف کر کے پانسو جوانوں کے
ساتھ ۱۱ ربیع الثانی کو گنگا کو گھاٹ نانا متو پر نگلینہ کے پاس عبور کیا اور وہاں سے موہان پہونچکر
متواتر عرضیاں اجازت اور عقیدت کی متضمن وزیر کے حضور میں بھیجیں نواب نے فرط کرم اور نوازش سے
سے مرزا حسن رضا خاں داروغہ دیوانخانہ کو استقبال کے لئے بھیجا۔ مرزا نے بموجب ارشاد
استقبال کیا۔ اور ایلچ خاں کی تسلی و تشفی کر کے ۲۰ ربیع الثانی ۱۱۹۰ ہجری کو سہ شنبہ کے دن
نواب آصف الدولہ کی ملازمت کرائی۔ نواب نے بڑی قدر دانی کی اور خلعت ہفت پارچہ اور
پالکی جہالر دار اور ہاتھی اور گھوڑا ایلچ خاں کو عطا کیا۔ اور خلعت پنج پارچہ اور پالکی سادہ اوسکے
بیٹے مرتضی علامہ نبی خاں کو دی۔ اور ۲۳ ماہ مذکور کو خلعت نیابت اور مختاری امورات جزو کل
کا ایلچ خاں کو عنایت کیا۔ اور اوسکی پیشدستی میں مرزا حسن رضا خاں مامور ہوئے۔ نواب نے
تمام رسالہ داروں اور حاکموں اور سرداروں پر تاکید کردی کہ ایلچ خاں کو نائب کل تصور
کر کے سب مقدمات مالی و ملکی اوس کے پاس بھیجتے رہیں۔ جو کوئی اوس کے حکم سے خلاف ورزی کریگا
اوس کے حق میں بہتر نہو گا۔ ایلچ خاں نے اپنی کمان چڑھی ہوئی دیکھ کر الہ آباد سے

سید معز خاں کو علیحدہ کر کے حبیب رائے کو وہاں مقرر کیا اور بہرائچ و اعظم گڑھ کی حکومت سید محمد خاں سے نکالکر بسنتی رام کو دی یہ دونوں مختار الدولہ کے بھائی تھے اور بالیسی وغیرہ کے محالات پر سیتارام کو مقرر کیا۔ اور سانڈی پالی کا علاقہ غلام نبی خاں کے تفویض کیا اون اودہ کے تعلقہ پر الماس علی خاں کو قایم کیا۔ اونکو دوسرے کی خدمت میر سلیماں کو جو نواب قاسم علیخاں عالی جاہ والی بنگالہ کا خانساماں بٹھا دی۔ جبکہ مختار الدولہ کے بھائیونکو محمد ایلچ خاں نے علیحدہ کرنا چاہا تو جان برسٹو صاحب نے اونکی طرفداری کر کے کہا کہ خان مقتول کے بھائیونکو اپنی اپنی جگہہ بدستور سابق بحال رکھو۔ ایلچ خاں نے جواب دیا کہ عزل و نصب عمال میں دخل دینا صلاح دولت نہیں۔ ایلچ خاں نے برادران مختار الدولہ کے ساتھ صرف معزولی ہی تک بس نہیں کیا۔ بلکہ انکے ساتھ بلا قصور نہایت سخت برتاو کیا یہانتک کہ اقتدار الدولہ کو دہوپ میں بٹھایا اور کانومیں زنبور لگا کر طالب محاسبہ ہوا۔ اور آب و دانہ دبول و براز مسدود کیا۔ اور سپاہ سلطنت میں بہت تخفیف کی۔

شیدی بشیر کا باقی حال

ایلچ خاں نے آصف الدولہ کے پاس پہونچکر ظاہر میں تو شیدی بشیر خاں کے عفو قصور کی درخواست کی اور در پردہ نواب سکندر جاہ کو اوسکی طرف سے اور مکدر کر دیا اور آصف الدولہ سے اس مضمون کا ایک شقہ لکھا کر کہ ہمارے پاس حاضر ہونے کا ارادہ موقوف کر کے جہاں دل ہو چلا جاے بشیر خاں کے پاس بھجوا دیا منشا الیہ آصف الدولہ کی عنایات اور ایلچ خانکی شوخ چشمی سے مایوس ہو کر مکن کو رستے لوٹا اثناء دہ گیا وہاں ٹہیرنا مناسب نہ جانکر فیروز آباد کو رانجیہ سمت گر کے پاس چلا گیا جس سے پہلے سے دوستی رکہتا تہا اور وہیں قیام اختیار کیا۔ کتاب برساتی میں لکھاہے کہ آخر کار بشیر خاں نابینا ہو گیا تہا۔

امام بخش غلام بچہ اور اوسکا اقتدار

سیر المتاخرین میں لکھاہے کہ کسی کا ایک غلام بچہ امام بخش نام نہایت مہ آغاز و نا فرجام تہا۔ آصف الدولہ کے عہد طفلی میں اپنے آقا کے پاس سے بہاگ کر آصف الدولہ کے پاس پہنچا اور مقرب ہوا۔ شجاع الدولہ نے اوس کے شر و فساد پر مطلع ہو کر مدتوں قید رکہا۔ اور عرصہ

درازکے بعد رفقاے عزیز کی سفارش سے رہا کرکے اخراج کا حکم دیا تھا وہ مخفی پرگنہ ٹانڈہ کے نواح میں رہتا تھا۔ اور اپنی اقامت کی خبر آصف الدولہ کو دیا کرتا تھا شجاع الدولہ کے مرتے ہی طلبی کا پروانہ اوسکے نام صادر فرمایا مختارالدولہ اور بسنت علی خان کے مقتول ہونے کے بعد وہی غلام بچہ تمام فوج ملازم سرکار آصف الدولہ کا جس میں قریب تیس چالیس ہزار کے تلنگے اور چار پانچ ہزار ترک سوار تھے جنرل ہوا مولف سیرالمتاخرین کہتا ہے کہ اوسی غلام بچے کی وجہ سے مکرر ملاقات ہوئی اور میں نے اوسکی بات چیت سنی خدا جانتا ہے کہ نہایت پاجی اور صورت و سیرت میں جملہ مخلوق سے بدتر تھا دو روپیہ ماہوار نوکری کی بھی لیاقت اپنے فسادات ذاتی کی وجہ سے نرکھتا تھا وہ تو اس لائق تھا کہ لشکر میں بھنگ فروشی کی دوکان کرتا حسن رضا خان نائب جو تمام اقتدار کے اس ملعون سے ڈرتا رہتا تھا۔ مگر تھوڑے دنوں کے بعد آصف الدولہ کی طبیعت اوسکی مصاحبت سے سیر ہو گئی نہایت مذلت اور خواری کے ساتھ اپنے ملک سے خارج کیا اور حکم دیا کہ اگر کوئی اوسے جگہ یا سواری کو جانور دے گا تو اوس کا مال و اسباب ضبط کیا جائے گا وہ بد انجام برہنہ پا ملک سے بدر ہوا۔ تاریخ مظفری میں ذکر کیا ہے کہ وہ عظیم آباد کو گیا چونکہ آدمیوں نے اوسکو شان و شوکت کے ساتھ دیکھا تھا اوس نے لوگوں پر یہ بات ظاہر کی کہ شجاع الدولہ کا بیٹا ہوں اس وجہ سے اوسکی عزت ہونے لگی۔ اور اوس نے زبان کی قوت سے لوگوں کا ایک مجمع اپنے پاس کرکے سرکار دربار آراستہ کر لیا۔ اس عرصہ میں مبارزالملک سعادت علیخاں خلف نواب شجاع الدولہ کلکتے سے ہوکر بنارس کی طرف لوٹ رہے تھے اونہوں نے یہ خبر لشکر عظیم آباد ات ہوکر کی راہ میں امام بخش کو اپنے پاس بلایا وہ اونکے پاس حاضر ہوا۔ اور اس بات سے انکار کیا کہ میں نے یہ دعوے کیا تھا کہ شجاع الدولہ کا بیٹا ہوں۔ سعادت علی خاں نے اس کا جرم معاف کرکے چھوڑ دیا۔ جو لوگ اوس کے پاس جمع تھے انہوں نے یہ حال دیکھ کر سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور وہ تباہ حال ہوگیا۔ آخر کار مفقود الخبر ہوگیا۔

آصف الدولہ کی بعض عادات کا تذکرہ

مولف سیرالمتاخرین کہتا ہے کہ ہم کو کمتر آصف الدولہ کی حضوری خلوت میسر کی ظاہر اشعور و خرد سے بے نصیب تھے نہایت درجہ صحبت اراذل اور پوچ نوکروں میں مصروف تھے

اور بجز لہو ولعب کے کسی طرف راغب نتھے - جس شغل کے ساتھ آصف الدولہ کو عوام متہم کرتے ہیں
وہ اونکی ظاہری وضع سے پایا جاتا تھا بلکہ نہایت دور معلوم ہوتا تھا - کبھی کبھی اپنے اردلی والونکی ترغیب
سے بندوق بازی اور تیراندازی کرنے لگتے تھے ہر روز صبح سے دوپہر تک ایک باغ سے دوسرے
باغ میں یا ایک جنگل سے دوسرے جنگل میں جاتے اور ہاتھیونکے تماشے میں بسر کرتے بعد دو تین
روز کے ہمیشہ ہاتھیوں کی لڑائی دیکھتے - ایسے ہی مشاغل میں دن رات گذارتے تھے - دوسرا کوئی کام نہ تھا
اور نوکروں کی تنخواہ دینے کے باب میں اونکا یہ حال تھا کہ اونکی اردلی والونکے سوا ملازمان لشکر میں سے
جو کوئی تنخواہ طلب کرتا تو اوس کے دشمن ہوجاتے اور توپ سے اوڑا دینے میں نہایت بے باک تھے
بعض لوگ بلوا کرکے اپنی تنخواہ لے گئے تھے - اون میں سے چند آدمی آصف الدولہ کے ہاتھ
لگ گئے اول تو کچھ دنوں قید رکھے گئے - بعدہ اونکو توپ سے اوڑوا دیا - آب حیات میں
جو نواب کو فرشتہ سیرت بتایا ہے اور لکہا ہے کہ اونکی طبیعت میں عموماً تحمل اور بے پروائی تھی اوس سے
معلوم ہوتا ہے کہ محمد حسین آزاد کو تاریخ کے ان حالات پر اطلاع نہتی یا یہ کہ یہ حال اونکا اپنی خاص
مرضی والونکے ساتھ ہوگا - اور دوسرے نوکروں اور رعایا کے حق میں سفاک تھے - یا یہ کہ نواب کا
مزاج اوائل عمر میں سفاک واقع ہوا تہا - اور آخر عمر میں طبیعت پر تحمل اور بے پروائی غالب آگئی - مولف
سیر المتاخرین نے محبوب علیخاں خواجہ سرا کے معتوب ہونے کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ آصف
الدولہ کے اپنی جنگی فوج کے استیصال کا سبب یہ تہا کہ وہ روز و شب لہو و لعب جو پڑ بازی مرغونکی
لڑائی - پتنگ بازی وغیرہ میں مصروف رہتے تھے - اسلئے اونکو ہر کام سے نفرت تھی نہیں چاہتے تھے
کہ ایک گھڑی بھی امور مملکت داری میں مصروف ہوں - اور مملکت داری بدون اسکے ناممکن ہے
انتظام ملکی میں غور کیا جاوے بڑے بڑے کاموں کو انجام دیا جاوے - لوگوں کے سوال و جواب سننے
کی دردسری گوارا کی جاوے - حضرت کا وہ مزاج تہا کہ ایسے امور میں ایک گھڑی بھر بھی متوجہ ہونا
دم بند کرتا تھا - او انگریزونکی نسبت یقین تھا کہ یہ میرے ہمیشہ خیر اندیش ہیں - میرے نقصانات
کے ہرگز روادار نہونگے - اور انگریز چونکہ ہوشیار تھے اسلئے ایسے شخص کو نعمت غیر مترقبہ سمجھتے تھے
اور کسیطرح اوسکو بہر نہیں کرتے تھے - انگریزوں نے معاملات ملکی و مالی و انتظام فوج تو
اپنے اختیار میں لے لیا تھا - باقی ہر امر میں آصف الدولہ کو مع اونکے مصاحبوں کے مطلق

یہ اشتہار بھی طرف اسبات کے کہ وہ لونڈی بازی کرتے نہے - یا یہ کہ خود اغلام کراتے تھے ۱۲

القاب کر دیا تھا کیا حسن اتفاق ہے کہ دونوں اپنی اپنی دانست میں فارغ البال ایک دوسرے کو
مغتنم سمجھتے تھے۔ افسوس شجاع الدولہ کی وہ ریاست تھی کہ اس زمانے میں سلاطین ہند کی
قایم مقام تھی لاکھوں بڑے بڑے آدمی اور شمار زمیندار اور راجے اس ملک میں بسر کرتے تھے
اور اب بجز رذیل اور پوچ مصاحبان آصف الدولہ کے اون میں سے کسی کا نشان بھی نہیں
چند روز کے بعد امراو گرگوشائیں بھی چلا گیا اسیطرح برہان الملک اور صفدر جنگ کے اکثر
اقربا نجف خان کے پاس چلے گئے۔ جہاں پر مبں تیس ہزار سوار اور پچاس ساٹھ ہزار پیادہ
حرار رہتے تھے۔ وہ مقام ویران ہوا۔ چند پیادے بکسیر دو دو تین روپئے کی نوکری میں افتخار
سمجھتے ہیں۔ اور پڑے ہیں۔ منشی فرکار اللہ تاریخ ہند میں لکھتے ہیں کہ آصف الدولہ کا دل دماغ
اوباشی اور ... نوشی نے خراب کر دیا تھا۔

مختار الدولہ کے اقربا کا باقی حال

مختار الدولہ کے بھائی ... اونکے بعض رفیقوں نے کڑی جیل کہ تا ہی پائی اونکا مال
و اسباب ضبط ہوا دونوں بھائی کبھی کبھی باریاب حضور ہوتے تھے۔ اکثر خلوت اور گوشے میں
بسر کرتے تھے۔ جبکہ نواب وزیر کا لشکر اتاوہ سے پھر کر لکھنؤ میں آیا تو اقبال الدولہ پسر مختار الدولہ
نے نواب کی دعوت کا سامان کیا اور اس سامان میں بڑی دھوم دھام دکھائی۔ ہزاروں روپیوں کا کپھر
فرش پا انداز میں بچھوایا اور سوا لاکھ روپیہ کا چبوترہ تیار کرایا اور نواب وزیر وہاں تشریف لیگئے
ناچ رنگ ہوا۔ خاصہ تناول کیا۔ اور کشتیاں نقد و جنس کی پیش ہوئیں۔ جو نواب آصف الدولہ
نے قبول کیں۔ وقت رخصت اقبال الدولہ نواب وزیر کو پالکی تک پہونچانے گئے اور ... نواب
رخصت ہوئے۔ ابھی دیوانخانے میں پہنچے تھے کہ اوسی وقت نواب کے حکم سے اونکو کچھ
پہرے ... بصورت بلا آ پہونچے۔ اور حکم دیا کہ دیوانخانے سے جانب محلسرا قدم ... تھا
کچھ دنوں وہیں نظربند رہے۔ اور پھر سرنو اونکے گھر کی ضبطی ہوئی جب یہ کارروائی ہو چکی
تو نواب وزیر اقربا سے مختار الدولہ کی تالیف قلوب کی جانب متوجہ ہوئے۔ اور اونکے
مکانوں پر آنے جانے لگے۔ پیاری بیگم زوجہ مختار الدولہ کے گھر اکثر جایا کرتے تھے اور
اقبال الدولہ کے حال پر بہت مہربانی کرتے تھے۔ پرگنہ اوریا کی جاگیر جسکی جمع ایک لاکھ
روپیہ تھی۔ اور جو اقبال الدولہ کے نام زد تھی بحال رکھی۔ مختار الدولہ کی حیات اور ... بار

کے زمانے مین اقبال الدولہ کی نسبت نواب سالار جنگ کی بیٹی کے ساتھ قرار پائی تھی اور بائی بیگم دختر مختار الدولہ کی نسبت جو بطن مختلف سے تھی مرزا مجھو پسر نواب سالار جنگ کے ساتھ مقرر ہوچکی تھی اور سالار جنگ مختار الدولہ کے مقتول ہونے کے بعد اپنی بیٹی کی نسبت سے اقبال الدولہ کے ساتھ منکر تھے آصف الدولہ نے سالار جنگ کو مبالغہ واصرار سے راضی کیا اور خود متصدی اس شادی کے ہوے اور دس ہزار روپیہ مختار الدولہ کی بیگم کو اس صرف کے واسطے دیکر بخوبی سرانجام دیا۔ آفرین علیخاں خواجہ سرا اس بزم شادی مین شریک ہوے۔ اور اون کے روبرو رسمیں ادا ہوئیں۔

موئف سیر المتاخرین کہتا ہے کہ آصف الدولہ اس عمل کے نہایت شایق تھی جہاں شادی ہوتی ایکطرف آپ ہو جاتے اور دوسری طرف کسی عملے کو مقرر کرتے۔ ایکمرتبہ مولف سیر المتاخرین کے قیام کے زمانے میں بھی قایم خان فوجدار جلیخانہ کے بیاہ میں شریک ہوکر اہتمام کیا تھا۔

نواب وزیر دولت النسا بیگم صاحب زوجہ اقبال الدولہ کو ہمشیرہ صاحب کہا کرتے تھے۔ کیونکہ دولت النسا نواب سالار جنگ کی بیٹی تھی۔ اور سالار جنگ نواب وزیر کا ماموں تھا۔ پرگنہ دلمئو اقبال الدولہ کی جاگیر میں تھا۔ یہ پرگنہ معرکہ ضیافت کے بعد ضبط کر لیا گیا۔ اور اس جاگیر کے عوض جیکلہ بہرایچ وغیرہ بارہ لاکھہ روپیہ کا علاقہ صیغہ متاجری میں اونکے حوالے کیا گیا۔ اونہوں نے اپنے علاقہ متاجری میں پہنچکر زمینداران ہوڈل سے میدان جنگ گرم کیا۔ اور مختار الدولہ کے دوسرے بھائی نصیر الدولہ اقبال الدولہ کی جاگیر میں سے کچھہ زر نقد لیکر دکن کو چلے گئے۔ مگر پلواں تک پہنچکر کچھہ دنون کے بعد لوٹ آئے۔ اور اقبال الدولہ چند سال کے بعد علاقہ داری سے معزول ہوکر خانہ نشین ہوے۔ مگر چند سال تک پرگنہ ادریا کی جاگیر اقبال الدولہ کے نام برقرار رہی ایکبار معدنیات سایر میں عمال الماس علیخاں اور عمال اقبال الدولہ میں نزاع واقع ہوئی۔ پیاری بیگم زوجہ مختار الدولہ اور دولت النسا بیگم زوجہ اقبال الدولہ نے نواب وزیر سے متاجری سایر جاگیر کی بھی چاہی۔ مگر نواب نے یہ کیا کہ ادریا کو بھی الماس علیخاں کی متاجری میں ملا دیا اور مصارف سپاہ کے وضع ہو جانے کے بعد سات ہزار روپیہ مہینہ نقد جاگیر کا مقرر ہوگیا۔ اسکے بعد چار ہزار روپیہ ماہوار گھٹا کر تین ہزار روپیہ مہینہ جاگیر کی عوض رہگیا۔ غرض حسبنا اتفاق حکام انگریزی بسا مختار الدولہ کے لواحقین کی طرف مبذول ہوتا او سعد رسکار بردازان سلطنت اون سے بدظن ہوتے تھے۔ یہانتک کہ وہ تین ہزار روپیہ بھی مسدود ہوگیا۔ اور آصف الدولہ مختار الدولہ

کے مخالف مشہور رہتی حالانکہ برہمی جاگیرا ورکمی مواجب کی وجہ نا ہموکی بدسلوکی تھی۔
آصف الدولہ لکھنؤ میں رہنے لگے صرف نواب بیگم زوجہ وزیرالممالک صفدرجنگ بنت برہان الملک
والدہ شجاع الدولہ اور بہو بیگم زوجہ شجاع الدولہ فیض آباد میں شجاع الدولہ کی تعمیرات کی
انس کی وجہ سے متوطن تھیں۔

انتقال کرنا ایرچ خاں کا اور ظاہر ہونا حسن رضا خاں وحیدر بیگ خاں کا

اکبر آباد سے آکر دو تین مہینے کے عرصے میں ایرچ خاں کارگذار نے جو کہ دربار آصفی کا مرجع صغار
وکبار رہتا تھوڑا سا انتظام کیا تھا۔ اور جان برسٹو سے سوال وجواب کرتا تھا کہ آپ معاملات ملکی ومالی میں
دست انداز ہوں جو روپیہ اپنا بابت قرض کے آصف الدولہ کے ذمے عائد کرتے ہو اوسکی قسط
مقرر کر دو مجھ سے نقد لیا کرو اور موافق عہد شجاع الدولہ کے ملک سے دست برداری کر لے
اور مطابق عہدنامہ کمپنی کے عمل کیجئے۔ یہ بات اگر آپ کو نا منظور ہو اور سوال وجواب کرنا ہو تو بندہ
آپکے ساتھ کونسل میں گفتگو کرنے کو تیار ہے۔ مسٹر جان برسٹو اوسکے طلب کرنے سے نہایت
شرمندہ ہوا متردد میں تھا کہ کیا کرے۔ ایلچ خان اکبر آباد سے علیل آیا تھا لکھنؤ میں پہنچکر سخت علیل
ہو گیا۔ مختار الدولہ کے بھائیوں کو جو سید صحیح النسب تھے سخت اذیت پہنچائی۔ مدت دو ماہ اور اون
بیماری کی حالت میں نیابت کا کام اچھا کیا عارضہ سوء القنیہ اور ضعف وبرودت جگر میں پہلے سے
مبتلا تھا آخر آخر استسقا ہو گیا ۸ ماہ رجب ۱۱۹۰ ہجری کو راہی ملک آخرت ہوا۔ شیخ شفیع اللہ سے
پانچ لاکھ روپیہ مال کی نذر ایلچ خاں نے اپنی حیات میں چڑھوائی تھی۔ وہ اوسنے نواب آصف الدولہ
کی نذر گذرانی نواب نے فرد کو ملاحظہ کر کے تمام مال ضبط کر لیا۔ اور چھ چھ پارچہ کے خلعت علیم
بنی خان اور معل محمد خان پسران متبنائے ایلچ خاں کو مرحمت ہوئے[۱]۔ ایلچ خاں اور مختار الدولہ
دونوں کی حویلیوں کی ضبطی ایک ساتھ قریب ہوئی۔ اب آصف الدولہ اور جان برسٹو
کو تقرر نائب کی فکر ہوئی خواجہ حسن رضا خان شجاع الدولہ کے عہد سے باورچیخانے کی داروغگی

---

[۱] دیکھو فرح بخش ۱۲

اور کسی قدر تقرب رکہتا تہا اور اس عہد میں بھی زیادہ تر ہاجب تقرب اور خلوت و جلوت میں حاضر باش تہا نیابت کی تجویز اسکے لئے ہوئی لیکن اس نظر سے کہ محض عامی آدمی تہا اور آرام طلب عشرت دوست اور کم محنت تھا اوس نے اس بار کے قبول کرنے سے انکار کیا اور لوگ بھی حیران تہے کہ عہدہ نیابت سے جو بات مقصود ہے وہ اس سے کیسے برائے گی۔ پس اس بیچارے کو کیوں تکلیف دیجائے۔ خدا جانے کس مصلحت سے مسٹر جان برسٹو کی یہی رائے قایم ہوئی کہ آصف الدولہ کی نیابت خواہ مخواہ اسی پر مقرر ہو اور اس کا نایب دوسرا شخص کاروان اور ہوشیار کر دیا جائے۔ اور اس خدمت کے لئے حیدر بیگ خاں تجویز ہوا۔ اور وجہ اسکی یہ ہوئی کہ اسمٰعیل بیگ خان نامی مغل ولایتی[۱] کہ نہایت عیار اور دنیادار تہا اس زمانے میں کہ شاہ عالم بادشاہ اور فوج انگریزی الہ آباد میں تھی سرکار کمپنی کیطرف سے ڈاک در اخبار کا داروغہ تھا۔ یہ اسمٰعیل بیگ خان حیدر بیگ خان کا دلی سے موافقت اور لالچ رکہتا تھا۔ اور وہ بھی اسکے لئے سبز باغ بویا کرتا تھا۔ ایرچ خاں کی بیماری کے وقت سے اسمٰعیل بیگ خاں جان برسٹو سے حیدر بیگ خاں کے اس تقرر کے لئے کوشش کرتا تھا۔

حیدر بیگ خاں کا حال

یہ حیدر بیگ اور اس کا بھائی مرزا نور بیگ دونوں کابل کی پیدایش تھے اور مذہب حنفی رکھتے تھے۔ دونوں بھائی احمد شاہ بن محمد شاہ کے عہد میں کہ صفدر جنگ کی وزارت کا زمانہ تھا ہندوستان میں آئے صفدر جنگ کی سرکار میں نوکر ہوئے صفدر جنگ کے انتقال کے بعد نور بیگ خان سلئے راجہ بینی بہادر کی سفارش سے شجاع الدولہ سے اعظم گڈہ وسلطان پور وغیرہ چند محال ٹھیکے میں لئے نہایت سخت گیر تھے یہاں تک کہ دوستوں سے بھی غرض آشنا تہے تہوڑے دنوں کے بعد ڈیڑہ لاکھ روپیہ مالگذاری کے نور بیگ خان کے ذمے عائد ہوئے اور دونوں بھائی قید کر دیے گئے۔ جبکہ روپیہ داخل نہ ہو سکا تو ان پر تشدد ہوا ان کو دہوپ میں بٹھلاتے تھے۔ کھانے میں بہت سا نمک ڈالکر کہلاتے تھے۔ اور پانی نہیں دیتے تھے یہاں تک کہ نور بیگ خان صدموں سے مر گیا[۲] اور حیدر بیگ خاں نے سفارش سے رہائی پائی۔ اور بہار علی خان خواجہ سرا نے بہو بیگم سے

---

[۱] دیکہو تاریخ مظفری ۱۲

سفارش کرکے اونکی جاگیر کوڑیا[۵۴] کی تحصیلداری کی خدمت اوس کو دلادی جبکہ وہان بہی حسب عادت دست تصرف دراز کیا تو محاسبی کی علت مین کشاکشی مین مبتلا ہوا آخرکار سید محمد خان اقتدار الدولہ نے ضمانت کرکے اوس بلا سے نجات دلائی۔ اوس کے بعد چکلہ داری کوڑہ جہان آباد پر مقرر ہوا[۵۵] محمد ایرج خان نے بہر اوس کو محاسبے مین جکڑا۔ مگر مرتضی خان مُبیع نے ضامن ہوکر آبرو بچائی۔ ایرج خان کے بعد طالع خوابیدہ بیدار ہوا حسن رضا خانکی پیشدستی کی عزت پائی سرچند حسن رضا خان نے انکار کیا مگر یاوری قسمت اور فیض عنایت مسٹر جان برسٹو سو آصف الدولہ کی نیابت اوس کے نام مقرر ہوئی۔ مگر اوسکی بے علمی کیوجہ سے مسٹر جان برسٹو کو ہمیشہ سوال وجواب کاغذی درپیش رہتے تھے۔ صاحب علم کی تلاش تھی اسمٰعیل بیگ خان نوواردہ نے جو ڈاک خانہ اور رزیڈنسی کے ہرکارون کا داروغہ تہا مسٹر موصوف سے حیدر بیگ خان کی لیاقت کی تعریف کی اونہون نے حسن رضا خان کی پیشدستی مین مقرر کراکر امیر الدولہ کا خطاب دلایا۔ غرض دونون کو خلعت فاخرہ اور جواہر اور ہاتھی اور گہوڑا عنایت ہوا۔ حیدر بیگ خان دانشمند کارکردہ اور لائق اور شریف تھا سیاق وسیاق مین ید طولے رکہتا تہا ذی علم تہا دفتر کی تہذیب بشائستگی اچھی طرح کی شجاع الدولہ کے عہد مین جو دفتر مرتب نہتا اوسے ترتیب دیا۔ گورنر جنرل نے بھی حسن رضا خان کو نائب اودہ تسلیم کرلیا۔

حسن رضا خان سرفراز الدولہ کا حال او عہد اونکا انتظام

حسن رضا خان جان نثار خان کا پوتا تہا جو شاہ جہان شہنشاہ ہندوستان کے خواصان معتمد سے تہا اوس کے چار بیٹے تھے (۱) محمد عسکری خان (۲) محمد ابراہیم خان (۳) صمصام الدین خان (۴) مرزا علی رضا۔ انمین سے محمد عسکری خان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ بیٹی مرزا علی خان سے بیاہی تھی۔ نواب ظفر النسا بیگم کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ اور مرزا عسکری کے بیٹون کو مرزا نتھے اور مغلو صاحب کہتے تھے۔ محمد ابراہیم خان کے کوئی اولاد نہوئی۔ اور صمصام الدین خان کے جو بیٹا تہا وہ جوہر لیاقت سے محروم تہا اسلیے غیر مشہور رہا۔ مرزا علی رضا کے تین بیٹے اور تین ہی بیٹیان تہین۔ بیٹون کے یہ نام ہین (۱) موسیٰ خان (۲) غلام رضا خان (۳) حسن رضا خان

---

[۵۴] دیکہو طلسم ہند
[۵۵] دیکہو فرح بخش ۱۲

انکی بیٹیوں میں سے بنارسی بیگم لطف علیخان ابن بندہ علیخان داروغہ تسبیح کی ساتھہ منسوب ہوئی تھی اور دوسری لڑکی مرزا جعفر کی زوجیت میں تھی جو جان بیلی صاحب رزیڈنٹ کی وجہ سے سرکار انگریزی کے متوسلوں میں قرار پایا تہا اور نواب سعادت علیخان کے عہد حکومت میں اوسکا ذکر کیا جائیگا تیسری لڑکی مرزا چھیکو صاحب پسر آغا زین العابدین ابن نواب کلب علیخان کے ساتھہ بیاہی گئی یہ کلب علیخان بندہ علی خان کے چچا اور مردان علی خان کے پوتے تھے۔ مرزا علی خان کی یہ تینوں بیٹیاں اور حسن رضا خان ایک بیٹا ایک بطن سے تھے اور وہ دونوں بیٹے مختلف بطنوں سے تھے حسن رضا خان کو اونکے چچا ابراہیم خان نے پرورش کیا تہا مگر محض بے علم تھے اسلئے جان پرسٹو نے حیدر بیگ خان کو انکی نیابت میں مقرر کر دیا۔ اور عہدہ دیوانی ٹکیت راے کایستہ سری باستم کے سپرد ہوا۔ غرضکہ حیدر بیگ خان امیر الدولہ اور حسن خان سرفراز الدولہ اور راجہ ٹکیت راے تمام معاملات مالی و ملکی سرانجام دینے لگے۔ منتخب العلوم میں لکھا ہے کہ حسن رضا خان بہت نیک اور نیک کردار تھے اپنی رحمدلی سے اوس نے کاروبار مالی و ملکی میں تنزلی کی تمام ریاست کی کام کا دارمدار امیر الدولہ کی ذات پر کر دیا ہے جو کہ پورے طور پر کاروبار پر حاوی ہوگیا ہے بیلی فریزر میں بیان لکہا ہے کہ حیدر بیگ خان کاروبار میں مصروف ہوا صحبت شراب و کباب میں شاغل اور آمد و رفت دربار سے غافل ہوگیا اور جو زیادہ فوج و ملازمین میں تخفیف کرتا تہا باقی عہدہ ان کا اسطرح انتظام ہوا کہ جرنیلی سپاہ کا عہدہ محمد رضا خان فرزند سرفراز الدولہ سے نامزد ہوا۔ یہ شخص مرض صرع میں مبتلا تہا اور مجنون صفت آزاد مشرب تہا اور جرنیلی کی نیابت امام بخش کے نام قرار پائی اوسی سال کرنیل گاڈرڈ کلکتہ سے آکر نواب وزیر کی سرکار میں نوکر ہوا۔ فوج کا افسر ہوا اوس نے وہ پلٹنیں جو ایرج خان نے ہر طرف کی تہیں پہر جمع کیں۔

راجہ ٹکیت راے کا حال

یہ شخص رستم علی خان محو بلدار جواہر خانہ نواب شجاع الدولہ کے داماد کے پاس نوکر تہا دس بارہ روپیہ سے زیادہ اوس زمانے میں درماہہ نصیب نہوا تہا یہاں سے علحدہ ہوکر اکبر علی خان داروغہ دیوان خانہ مختار الدولہ کے پاس نوکر ہوا۔ تہوڑے دنوں میں اپنی خوش کلامی کی وجہ سے کہ شعر و سخن سے طبیعت آشنا تہی انوار علی خان خواجہ سرا سے مختار الدولہ تک آمد و رفت جاری ہوگئی

اور منصب دیوانی نہ ہو گیا [illegible] الدولہ کے بعد سرفراز الدولہ نے ملک رسوخ حاصل کیا عہدہ دیوانی اور راجگی کا خطاب پایا یہ شخص خوش وضع اور حلیم الطبع تہا اوسنے خیرات نیکنامی کے ساتہہ شہرت حاصل کی سرکار لکہنؤ میں برہمنوں کے واسطے روزینہ اور [illegible] کا دروازہ اسی کی وجہ سے کہلا ہزار دو ہزار روپیہ تا انقلاب سلطنت تمام قلمرو اودہ میں بحراست دفتر سلطانی تہا مواجب [illegible] راجہ نے عمارات عالی او میوہ دار باغات اکثر [illegible] تیار کرائے او بہت سے پختہ پل بنوائے [illegible] کے [illegible] سے معابد [illegible] بنوائے او [illegible] کرائے۔ ان صاحب قلم کی بدولت ابتک لاکہوں روپیہ کے وظیفہ جو اوسنے اکثر [illegible] قائم کیا بہت سے دہات و اراضی بصیغہ معافی میں اس نے محتاجوں او غریبوں کو سرکار اودہ سے دلا کر [illegible] جو ابتک جاری ہیں۔ اوس کی صحبت میں ہمیشہ مثنوی روم اور تصنیفات شیخ سعدی اور دیوان حافظ کا چرچا رہا کرتا تھا۔ گیان پرکاش میں لکھا ہے کہ راجہ نے ایک مسجد اور امام باڑہ [illegible] صدر گنج کے پاس بنوائی تہی۔

حرمت خان ابن حافظ رحمت خان کا بریلی پہنچکر پیلی بہیت کے لے لینے کی کوشش کرنا آخر کار آصف الدولہ اور نواب فیض اللہ خان والی رامپور کی فوجوں سے مغلوب ہوکر بہاگ جانا

حافظ رحمت خان کے بیٹوں میں سے حرمت خان اور اکبر خان اور عظمت خان نے جان بخشی صاحب نے درماہہ کو قبول نہ کیا اور سنہ ۱۱۹۱ ہجری میں روہیلکہنڈ کو پہنچے حرمت خان تہوڑے سے پیادہ و سوار جمع کرکے پیلی بہیت کیطرف روانہ ہوا۔ اور اوس مقام کو فتح کرنا چاہا۔ نواب آصف الدولہ کی جسقدر فوج یہاں متعین تہی اوس نے مدافعت کی حرمت خانکی جمعیت کم تہی۔ اور قلعہ مضبوط تہا سر نہو سکا وہاں سے بہاگ کر نانک متہ کے جنگل میں جو دامن کوہ میں واقع ہے چلا گیا۔ آصف الدولہ نے خبر پاکر حاکم بریلی کو حکم دیا کہ حرمت خان کے تعاقب میں فوج بہیجکر

رہا سنے نکال دی اور نواب فیض اللہ خان کو بھی لکھا کہ آپ اپنی فوج حرمت خان کے تعاقب مین روانہ کرین اور اسکو پہاڑ سے نکال دین نواب فیض اللہ خان نے ملا صید خان بخشی احمد خان ولد فتح خان خانہ زمان کے رسالے حرمت خان کے پیچھے ناٹک بھی کیطرف بھیجے ان دونون فوجون سے حرمت خان کا مقابلہ ہوا۔ تھوڑی سی لڑائی ہونیکے بعد حرمت خان کوہ کماؤن پر چڑھ گیا۔

واقعات متفرق

(۱) فتح چند نایک قلعہ دار تال کانون سے جو فرخ آباد کے قریب ہے بغاوت کی تو کرنیل گارڈنر لشکر لیکر اوسکی سر پر پہنچا اور اوسکو گرفتار کیا۔

(۲) اسکے بعد گورنر جنرل کے حکم سے کرنیل گاڈرڈ گجرات اور دکن کی مہمون مین انگریزونکی کمک کے لئے مامور ہوا اور گوہد وغیرہ قبضہ و تصرف مین لایا۔

(۳) اس عرصہ مین امیر الدولہ حیدر بیگ خان نے راجہ صورت سنگھ کو جو بریلی کی حکومت پر سعادت علیخان کی بعد سے مقرر ہوا تھا معزول کیا اور اوسکی جگہہ کندن لال مقرر ہوا۔ جیسا کہ طلسم ہند سے ثابت ہے مگر فرح بخش سے معلوم ہوتا ہے کہ کندن لال پہلے مقرر ہوا تھا اوسکے بعد راجہ صورت سنگھ مقرر ہوا۔ جسنے کندن لال کے خاندان کو خدمات سے معزول و موقوف کرکے قید کر دیا۔

(۴) ارکان سلطنت نے سید جمیل الدین تورانی کا رسالہ توڑ دیا تو یہ رسالہ مرزا نجف خان ذوالفقار الدولہ کے پاس چلا گیا یہ شخص سید تھا اور میر شجاع الدین ابن شاہ قلی ابن میر تقی کا بیٹا تھا یہ میر تقی اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے مین بڑے مرتبے کا آدمی تھا۔

(۵) اس دور حکومت مین میان دوآب کا تمام ملک رکن الدولہ الماس علیخان خواجہ سرا کو ایک کرور کلکتی لاکھہ روپیے کو ٹھیکے مین ملا۔ میر زین العابدین خان معروف بہ کوڑی والا اوسکی طرف سے میان دوآبہ مین کسی پرگنہ پر حکومت رکھتا تھا۔ اور الماس علیخان کی رفاقت مین بڑے اعزاز سے رہتا تھا اور اسطرح لاکھون روپیہ کا سرمایہ بہم پہونچا کر بھوڑی مین ایک امام باڑہ اور مسجد لب دریا سنہ ۱۱۹۳ ہجری مین تعمیر کرائی اور سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین جعفر گنج مین ایک مسجد تیار کرائی۔ ماہ شعبان سنہ ۱۲۱۳ ہجری مین میر زین العابدین نے انتقال کیا۔ بعض تو یہ کہتے مین کہ

علت محاسبہ مین گرفتار ہوکر قید ہستی سے رہائی پائی مولوی فائق نے اوسکی وفات کی تاریخ اسطرح نظم کی سنہ ۵ جون وفات میرزین العابدین * خلق راافزود صد رنج و قلق * ماہ شعبان بود یوم الخمیس کز غمش گردید جانم سینہ شق * سال تاریخش نوشتن خاستم * از سواد خامۂ غم بر ورق * گفت فائق یادو حرف خزان دل * گشتہ زین العابدین واصل بحق * الفاظ حزن اول سے حا اور زا کے عدد لیکر مصرعہ آخر کے اعداد کے ساتھ ملانے تو سنہ ۱۲۰۶ ہجری ہوجاتے زین العابدین کی وفات کے بعد اوسکی زوجہ مصری بیگم کے ہاتھ لاکھہ روپیہ کا ترکہ نقد و جنس آیا یہانتک کہ بعض نے ستر لاکھہ روپیہ کا ترکہ بتایا ہے۔ مصری بیگم نے الماس علی خان سے کہا کہ اسقدر نقد و جنس شوہر کے متروکے مین سے میرے پاس حاضر ہے اوس خواجہ سرا نے سیر چشم عالی ہمت نے جواب دیا کہ مردے کا مال مردے کے پیچھے جانا چاہیے اسلئے مناسب یہی کہ لڑکون کو تقسیم کردو مین محتاج اور کوتاہ ہمت نہین کہ اوس کو لون مصری بیگم نے وہ تمام متروکہ اپنے بیٹونکو تقسیم کردیا سب زین العابدین کی نیز اولاد تھا اوس کے بعض بیٹون نے وہ زر نقد عالم شباب مین اوڑا دیا او بعض اولاد نہایت رشید و نامور ہوئی اونکو نواب وزیر کی سرکار سے نظامتین ملین اونمین سے سید کاظم اور مہدی علی خان اور میر باقر علی خان تھے۔

حافظ رحمت خان کے بیٹون کے ساتھ سلطنت کی بدسلوکی

سنہ ۱۱۹۶ ہجری مین جان برسٹو صاحب معزول ہوکر مڈلٹن صاحب اوسکی جگہہ لکھنو کا رزیڈنٹ مقرر ہوا تو پھر لکھنو کے اہلکارون نے حافظ رحمت خان کے خاندان کی تنخواہ دینے مین تساہل کیا محبت خان مجبور ہوکر کلکتے کو گیا اور گورنر جنرل سے استغاثہ کیا طلسم ہند سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ سلطنت اودھ نے گورنر جنرل کو لکھدیا تھا کہ محبت خان سے ملاقات نہ کرنا چاہیے اس لئے گورنر جنرل نے نواب محبت خان سے ملاقات نہ کی۔ مگر گل رحمت مین بیان کیا ہے کہ گورنر جنرل نے محبت خان کی بہت دلجوئی کی اور پانچہزار روپیے دعوت کی اور ایک گھوڑا محبت خان کو عنایت کیا اور وعدہ کیا کہ مین آپکے معاملہ مین آصف الدولہ سے سفارش کرونگا۔ چنانچہ جب امیر الدولہ حیدر بیگ خان[5] آصف الدولہ کے مرسلہ کلکتے

[5] حیدر بیگ خان کلکتہ کو دو بار گیا ایک بار وارن ہسٹنگ کے عہد مین سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین اور دوسری مرتبہ سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین لارڈ کارنوالس کے زمانے مین۔ مستفاد از تاریخ مظفری ۱۲

کو گئے تو گورنر جنرل نے اونسے نواب محبت خان کی سفارش کی اور محبت خان کو اپنے ساتھ لکھنو لیتا
لے آئے اور اوس کا ماہانہ دو ہزار روپیہ کا بدستور بحال کروا دیا اور جب خود گورنر جنرل لکھنو سے جانے لگے تو انہون
نے آصف الدولہ سے کہا کہ محبت خان کی تنخواہ آئندہ سے ریزیڈنسی کے خزانہ مین جایا کرے
وہان سے محبت خان کو ملجایا کریگی اوسوقت سے محبت خان کی تنخواہ کا تعلق ریزیڈنٹ کی وساطت سے ہوگیا
اور حافظ صاحب کا خاندان کمپنی کے متوسلین مین شریک ہوگیا محبت خان انگریزون کا اتباع سمجھکر
ریزیڈنٹ کے دربار مین جایا کرتا اور نواب آصف الدولہ کے دربار مین بھی حاضر ہوتا

نواب سعادت علیخان اور مرزا جنگلی بھائی شجاع الدولہ

نواب آصف الدولہ کی مسندنشینی سے چوتھے سال مین الدولہ سعادت علی خان لشکر مرزا نجف خان
سے پھر کر لکھنو مین آئے اور کچھ دنون سعادت گنج مین قیام کیا اور پھر بنارس مین رہنے پر تیار ہوگئے
اور وہین اونکی مصارف کے لئے جو کچھ ریاست سے انگریزون کی معرفت ماہ بماہ پہنچتا تھا بعد اس کے مرزا جنگلی
صاحب شجاع الدولہ کے بیٹے نجف خان کے لشکر مین چلے گئے جہان زیادہ قیام نہ کیا تھا کہ مرزا نجف خان
نے قضا کی مرزا جنگلی نے بھی وہان سے مراجعت کی اور پھر کچھ دنون کے بعد عظیم آباد کو چلے گئے۔

کرنیل ہانی کے اجارے مین سے علاقہ کا نکال لیا جانا
اور مرزا ابوطالب خان کا کچھ ذکر

کرنیل ہانی نے نواب وزیر سے بہت سا علاقہ اجارہ لیکر مرزا ابوطالب خان پسر محمد بیگ خان کو وہان کا کاروبار
سپرد کیا۔ مختار الدولہ کے عہد تک مرزا جی کے ساتھ بخوبی گذری۔ مختار الدولہ کے بعد حیدر بیگ خان
نے مرزا ابوطالب خان کی تنخواہ کہ پانسو روپیہ ماہوار پاتا تھا موقوف کی اس وجہ سے اس کا دل ٹوٹ گیا
چنانچہ اوس نے یہ تمام کیفیت سیر طالبی مین لکھی ہے۔ حیدر بیگ خان اور کرنیل ہانی مین کچھ صورت عناد
پیدا ہوئی اسلئے کرنیل ہانی کلکتہ کو چلا گیا اور مرزا ابوطالب خان کا بھی کاروبار برہم ہوا۔ ناچار یہ بھی
[illegible]ء مین کلکتہ کو اس غرض سے چلا گیا کہ خود جاکر گورنر جنرل سے دادخواہ ہو۔ اگرچہ لارڈ کارنوالس گورنر
جنرل اوس سے نہایت تپاک سے پیش آئے۔ لیکن وہ اسکی کچھ مدد نہ کرسکے۔ کیونکہ ٹیپو سلطان کے خلاف

فوج کے لیا نندرا نحیف ہو کر مرزا اس جا ہی تھے چار برس تک وہ سخت انتظار کی حالت میں کلکتہ میں پڑا رہا کہ شاید اس کو وہاں سے کچھ نفع ہو جائے۔ جب ۱۷۹۲ء میں لارڈ کارن والس کلکتہ واپس آئے تو اس کو گورنر جنرل کا سفارشی خط نواب اور ریذیڈنٹ لکھنو کے نام ملا جس میں لکھا تھا کہ مرزا سے موصوف کو کوئی عہدہ عطا کر دیا جائے۔ یہ خطوط لیکر مرزا ابوطالب خان لکھنو پہنچا۔ نواب آصف الدولہ اوس سے بمراحم خسروانہ پیش آئے اور اس کو یہ امید دلائی کہ کوئی معقول عہدہ دیا جائیگا۔ لیکن بدقسمتی سے لارڈ کارن والس کے ہندوستان چھوڑتے ہی نواب کا سلوک برعکس ہو گیا اور بجائے اسکے کہ اسکو حسب وعدہ کوئی عہدہ دیا جاتا اس کو حکم دیا کہ لکھنو خالی کر دے مجبوراً اسکو پھر کلکتہ آنا پڑا اسوقت سر جان شور گورنر جنرل تھے اونہوں نے بھی اسکی امداد کا وعدہ کیا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس وعدے نے کبھی شرف ایفا حاصل نہ کیا اس مرتبہ پھر اوسکو تین سال متواتر سخت انتظار سے سابقہ پڑا اور آخر مایوسی نے نہ صرف اوس کا دل ہی توڑ دیا بلکہ اوسکی صحت پر بھی بہت برا اثر کیا۔ شاید اسی وجہ سے اوس نے اپنے ایک انگریز دوست کے ہمراہ انگلستان جانے کا قصد کیا۔

مرزا ابوطالب خان فروری ۱۷۹۹ء میں روانہ انگلستان ہوا۔ عام خیال یہ ہے کہ سب سے پہلے جو ہندوستانی آدمی انگلستان گیا ہے وہ راجہ رام موہن رائے تھے۔ یہ سنکر لوگوں کو تعجب ہوگا کہ راجہ موصوف کے جانے سے پہلے مرزا ابوطالب خان ولایت پہنچ چکا ہے انگلستان میں وہ ایرانی شاہزادہ مشہور تھا اوس نے چار سال سفر میں صرف کیے اور اس عرصہ میں تینوں براعظم یعنی ایشیا افریقہ اور یورپ دیکھ لیے۔ جب وہ کلکتہ میں واپس آیا تو اوس نے اپنے روزنامچوں سے سفرنامہ مرتب کیا اور نام اوس کا مسیر طالبی رکھا۔ جس کو مسٹر چارلس سٹوارٹ پروفیسر زبان ایشیائی نے انگریزی میں ترجمہ کر کے ۱۸۱۰ء میں انگلستان میں چھپوایا تھا۔ ہندوستان میں آکر وہ بندیلکھنڈ کے ایک ضلع میں کلکٹر مقرر کر دیا گیا اور اسی عہدہ پر ۱۲۲۱ ہجری مطابق ۱۸۰۶ء میں اوس نے انتقال کیا چونکہ وہ پسماندگان کے لیے کوئی کافی ذخیرہ اوقات بسری نہیں چھوڑ گیا تھا اس لیے ایسٹ انڈیا کمپنی نے اوسکی بیوہ اور بچوں کی پنشن مقرر کر دی۔

اسمٰعیل بیگ خان شورہ والہ

اوسی زمانہ میں اسمٰعیل بیگ خان شورہ والہ کے تھے جو حیدر بیگ خان کا سالی زادہ تھا صوبہ الہ آباد کی حکومت [illegible] پائی چنانچہ اوس نے وہاں پہنچکر مطالبہ و باقیات میں اکثر رعیت اور زمینداروں کی املاک و منقولہ لیکر صاحب دولت ہوگیا۔ مگر دولت [illegible] ہاتھ سے کھو دیا۔ اوس کا بیٹا زین العابدین خان چند مدت بریلی میں سرکار

انگریزی کا نوکر رہا۔ آخر بیکاری کی حالت مین لکہنؤ مین قضا کی۔

خواجہ عین الدین انصاری صوبہ دار بریلی

دوسرے برس خواجہ عین الدین انصاری عملداری صوبہ بریلی پر مقرر ہوا یہ شخص خادم حسین خان بنگالے والے کے رفقا مین سے تہا آئمہ اطہار سے بیحد محبت رکہتا تہا یہ روایت مشہور ہی کہ عشرہ محرم مین معمول تہا کہ عاشورہ کو تمام متاع ونقد وجنس اور عمارات اور زن وفرزند بلکہ اپنی ذات بہمیت جناب سید الشہدا علیہ السلام کے نام خیرات کردیتا تہا اور پھر مومن دوامسے زر نقد بہم پہنچا کر یون لیتا تہا غرضنکہ جسجگہ اس شخص نے عملداری کی بے مثل رہا پہلے فیض آباد مین مامور ہوا وہان چوری کا بہت زور شور تہا وہان حکم جاری کردیا کہ کوئی شخص شب کو اپنے گہر کا دروازہ بند نہ کرے۔ خدانخواستہ اگر کوئی صورت نقصان کی ظہور مین آئے تو سرکار اوس کو عوض نقصان دیگی۔ اور جو کوئی چوری کی علت مین گرفتار ہوتا اوسکو قتل کروا دیتا اور ہاتھ کاٹ ڈالنا تو ایک بات تھی۔ اس سببسے چورون کا نام باقی نرہا۔ اور جسجگہ تہوڑے دنون کے لئے جاتا تہا تو امام باڑہ اور مسجد کی پہلے نیو ڈالتا تہا اور اپنی قبر بنواتا تہا اور کہتا تھا کہ آخر ایکدن یہان سے اٹھنا ہی اور جبکہ نواب آصف الدولہ نے آستانہ نجف اشرف کی درستی کے لئے پانچ لاکہہ روپئے اور سرفراز الدولہ نے دولاکہہ روپئے حاجی محمد کی معرفت بہیجے تو خواجہ صاحب نے بھی اپنی مقدرت کے موجب ایک معقول رقم بہیجکر تعمیر مین شرکت کی تھی اور ہمیشہ چرمی تسمہ زیب کمر اور لباس سنجرفی دربر رہتا تہا۔ اور جب حکام کو عرضی لکہتا تھا تو اول یہ عبارت لکہدیتا تہا کہ زنان برحق موجود ہے تک اس فقرے کے بعد قلم جانب مطالب اوٹہاتا تہا۔ اور غریبون کو اوس نے لنگرخانے سے کہانا اور جاڑون مین لباس سرمائی دیتا تہا۔ اوسکی انتقال کے بعد اوس کا بیٹا ابراہیم علیخان بریلی مین چندمدت عہدہ دیوانی پر مامور رہا۔ پھر انگریزی تحصیلداری پر نوکر ہوا۔

جنرل کوٹ کمانڈر انچیف کی لکہنؤ مین آمد۔ اقبال الدولہ کی خرابی

جنرل کوٹ کمانڈر انچیف کلکتے سے لکہنؤ مین آیا۔ نواب وزیر نے الہ آباد تک استقبال کیا اور کمال اطراق کے ساتھ شہر لکہنؤ مین لائے بزم ضیافت آراستہ کی ان دنون سرکار کمپنی کو دکن مین حیدر نایک سے

جسکا دار السلطنت سرنگ پٹن تھا سخت جنگ درپیش تھی - جرنیل صاحب نے نواب وزیر سے زر نقد اور فوج کے ساتھ مدد کرنے کی درخواست کی چنانچہ امرائے لکھنؤ اور جملہ جاگیرداروں پر کئی لاکھ روپیہ کا چندہ قرار پایا - مگر ہر ایک کو اس بات مین اغماض تھا اقبال الدولہ پسر مختار الدولہ نے پیشقدمی کی اور ساٹھہ ہزار روپیہ دیا تو چندے کا راستہ طوعاً و کرہاً جاری ہوا - حیدر بیگ خان اور سرفراز الدولہ کو اقبال الدولہ کا یہ معاملہ خوش نہ آیا اسلئے اونکی جاگیر قرق کی اور تین ہزار روپیہ جو اونکا ورماہہ تھا موقوف کیا -

متفرق واقعات

(۱) آصف الدولہ کے جلوس سے ساتوین برس راجہ بلبھدر سنگھ ناظم اور حیدر بیگ خان سے ترقی تنخواہ کی علت مین مقابلہ پیش آیا بندیلون نے اوسکی مدد کی آخر کار فوج انگریزی کے ہاتھہ سے مارا گیا -

(۲) اوراسی سال بھیراج متوطن شہر بنارس سے کسی فتنہ انگیزی کے باعث کہ خوف سیاست دامنگیر تہا بھاگ کر آیا بعد خرچند خزانچی کے عزل کے بعد خزانچی مقرر ہوا - اور راجہ کا خطاب ملا

(۳) جلوس آصفی سے آٹھوین سال لکھنؤ مین محکمہ عدالت قایم ہوا - مفتی غلام حضرت اور قاضی غلام مصطفےٰ سے فتواے مسائل شرعیہ و احکامات عدالت متعلق تھے - مگر ہوانی سنگھہ اردلی کا اقتدار اتنا بڑھا گیا تہا کہ اوسکی مداخلت کی وجہ سے معدمات عدالت ضعیف بذبر رہے اسلئے عدالت کی افسری سید محمد نصیر برادر عم زاد مختار الدولہ سے نامزد ہوئی اور مولوی محمد امین فتوے کے واسطے مقرر تھے انکی تنخواہین سرکار سے مقرر تہین لیکن عملہ عدالت کو تنخواہ تساہل کے ساتھہ ملتی تھی - راجہ ٹکیت راے مدار المہام دیوانی چونکہ مفتی غلام حضرت پر مہربانی رکھتا تہا اسواسطے سید محمد نصیر برداشتہ خاطر ہو کر بنارس کو چلے گئے اور غلام حضرت کا حوصلہ بڑھا مولوی دلدار علی اور میر مرتضیٰ وغیرہ علماے مذہب امامیہ نے حسن رضا خاں کی وجہ سے نام پیدا کیا - جمعہ و جماعت کی نماز جس کا رواج اس ملک مین نہ تہا جاری کی اور کربلا جا کر اجتہاد کا حکم وہانکے مجتہدون سے حاصل کر کے لوٹ آئے اور اپنا اجتہاد جاری کیا -

(۴) ایکبار غلام قادر خان ابن نواب ضابطہ خان خلف نجیب الدولہ اپنے باپ سے روٹھ کر لکھنؤ مین آئے نواب آصف الدولہ نے چھا لرداربالکی بخشی اور نواب ضابطہ خان سے اون کی سفارش کی اسوجہ سے پھر اپنے وطن کو لوٹ گئے -

نواب آصف الدولہ اور اون کے اہلکارون کے مصارف

نواب آصف الدولہ ساٹھ لاکہہ روپیہ سالانہ ہولی اور بسنت وغیرہ کے جشن مین اور دوسرے لاابالی مصارف مین خرچ کرتے تھے اور ہرسال جو شکار کے لئے کوچ درپیش ہوتا تہا تو کارپردازونپر اسقدر سختی روپیہ کی طلبی مین فرماتے تھے کہ حیدر بیگ خان اور راجہ ٹکیت راے کا دم ضیق مین پڑتا تہا اوسی وقت حاضر کرتے تھے اسکے سوا نواب وزیر کے مزاجمین یہ بات بہی تہی کہ جو تاجر کوئی عمدہ شے لاتا تہا بلا تکلف خرید فرماتے تہے خصوصًا انگریزی سوداگرون کا مال ایک روپیہ سے لاکہہ روپیہ تک مول لینے مین دریغ نتہا مارٹین صاحب فرانسیس جو میجر پہولیر صاحب کے مصاحبون مین سے تہا اوسنے لاکھون روپیہ نواب وزیر کی بدولت تجارت مین پیدا کیا۔ یہ کیفیت نواب وزیر کے مصارف کی تہی حیدر بیگ خان جو سرفراز الدولہ حسن رضا خان کے نائب تھے بلکہ نصیب سے بڑہکر اقتدار رکھتے تھے انکے مصارف چھتیس لاکہہ روپیہ سالانہ سے کم نتھے۔ گوٹہ کناری عطر اور پھلیل لاکھون روپیہ کا انکے محل مین صرف ہوتا تہا اور راجہ ٹکیت راے کے مصارف اوربھی زیادہ تہے۔ انہون نے بڑی بڑی عمارتین اور متعدد باغات اور اکثر کٹرے اور بہت سے پل اور معابد بنوائے جو آجتک اونکے یادگار ہین اور الماس علی خان جو ہمیشہ متاجری کرتے رہے انکے مصارف اوربھی بڑھے ہوے تہے وکیل اور متصدی ان حضرات کے اپنے گھرون مین بادشاہ وقت تہے ایک ایک نے لاکھون روپیہ کی عمارت بنوائی۔ غرض ان مصارف نے حیدر بیگ خان کو دریاے فکر مین ڈبو دیا تہا۔ آخرکار سپاہ پر کمی کا قلم پھرا۔ قدیمی رسالدار موقوف ہوئے

نواب وزیر کا انگریزی سپاہ اور ملازمون کے مصارف کی زیر باری سے گھبرا جانا اور اون کا وارن ہسٹنگز سے ان مصارف کے بار سے سبکدوش کر دینے کے لئے التجا کرنا اور نیا عہدنامہ منعقد ہونا

مولوی ذکاء اللہ صاحب کہتے ہین کہ جو کچھہ نواب آصف الدولہ کو سرکار کمپنی کا روپیہ ادا کرنا چاہیے تہا وہ اونسے ادا نہو سکتا تہا روز بروز قرض بڑہتا جاتا تہا آصف الدولہ خود تو رات دن عیش و عشرت مین مشغول رہتے تھے اونکے اہلکار رشوت اور تغلب مین مصروف تہے۔ اس سبب سے ساری ملک مین اندہیر تہا۔ زمیندار سرکش تھے۔ رعایا افلاس اور تباہی کیحالت مین ڈوبی ہوئی تھی جب تک نواب کا تعلق انگریزون سے نہوا تہا تین کرور روپیہ کی آمدنی اونکے ملک کی تھی ۱۷۹۷ء مین ملک کی آمدنی اس سے آدھی بہی ہوئی۔ اور اگلے سالون مین اور بھی زیادہ خاک اوڑی فیض آباد مین جو عہد و پیمان روہیلونکی لڑائی سے پہلے نواب سے ہوتے تھے جس عہدنامے پر شروع ۱۷۷۵ء مین آصف الدولہ پر دستخط کیا تہا اوس مین یہ ٹھیرا تھا کہ سرکار کمپنی کی سپاہ کا ایک برگیڈ اودہ مین رہیگا اور اوس کا سارا خرچ نواب کی ذمے ہوگا۔ کورٹ ڈائرکٹرز نے بھی اس امر کو منظور کر لیا تہا کہ اگر نواب کی مرضی ایسی ہو تو ایک برگیڈ وہان رہا کرے غرض اس سپاہ کا رہنا جبراً و قہراً نواب کے ذمے نہین لگایا گیا تہا اونکی مرضی پر موقوف تہا ۱۷۷۹ء مین ایک اور برگیڈ انگریزی سپاہ کا جسمین انگریزی افسر حکمران اور چھہ پلٹنین پیادونکی اور ایک توپخانہ اور ایک حصہ سوارون کا شامل تہا چندروز کے لیے اور بڑہایا گیا اور فتحگڈہ مین تعینات ہوا۔ کیونکہ نواب کو خوف آس پاس کے حملون کا تہا اور نواب کی بہت سی سپاہ انگریزی افسرونکی ماتحت ہوئی اس جدید برگیڈ کے خرچے کے واسطے کوئی مقدار معین ہوئی اور مختلف اوقات مین تہوڑی تہوڑی سپاہ ضرورتونکی وقت ملائی گئی۔ ۱۷۸۰ء مین اس برگیڈ چندروزہ کا خرچ آٹھ لاکھہ روپیہ اور نواب کی سپاہ مین افسرون کا خرچ چار لاکھہ روپیہ تخمینے سے زیادہ ہوا۔ یہ تو سپاہ کے خرچ کا حال تھا۔ اب دوسرا خرچ رزیڈنٹ اور اوس کے عملے کا تہا۔ اب اوس پر گورنر جنرل کے ایک اور ایجنٹ کا خرچ زیادہ ہوا۔ اس کے علاوہ ملازمان سرکار کمپنی کے تحفہ تحایف مینشن وغیرہ کا جدا صرف تھا۔ ۱۷۸۰ء مین نواب نے گورنر جنرل سے اس کمپو کے خرچ سے سبکدوشی پانیکی التجا کی اور کہا کہ مین اوس کی بار کے تلے دبکر مرا جاتا ہون وہ تین برس مین سارے میرے ملک کی آمدنی کہا گیا۔ اب میرے گھر کے آدمیون کو بھی کھانے کو کچھہ نہین بچا۔ شجاع الدولہ کی اولاد کو جو تہائی تنخواہ ملی ہے ان ضرورتون کے سبب سے ملک کا خرچ بڑہانا پڑا اس سے اوسکی تحصیل مین اور بھی زیادہ خسارہ آگیا زمیندار اور کاشتکار بھاگ بھاگ کر چلے گئے سپاہی اور پرانے شریف اور نجیب زادے حیران ہوکر ملک کو چھوڑے چلے جاتے ہین۔ کچھہ تہوڑی سی سپاہ میرے پاس رہگئی ہے جو ملک سے خراج وصول کرتی ہے۔ سب کے گھر مین فاقے کا گھر رہتا ہے۔ بڑی مشکل سے گذارہ ہوتا ہے۔ یہ خرچ اس سپاہ کا

مجھہ سے نہین اٹھہ سکتا سپاہ کام کی نہین اوس کے افسر ایسے سرکش اور متمرد ہین کہ وہ ملک کا اپنے تئین
مالک سمجھتے ہین۔ ملک کا محصول نہین وصول ہونے دیتے اور ساری میرے ملکی معاملات کو درہم برہم
کر دیا ہے۔ کب تک میرے گلے پر چھری رہے گی۔ گورنر جنرل کب ایسی سنتے تہے اونہون نے خفا ہوکر
لکہا کہ نواب نے خود ہی اپنے ملک کی حفاظت کے واسطے انگریزی سپاہ کو بلایا ہے اوس کے سارے
خرچ اوٹھانا اونکو ہمیشہ واجب ہے اوس کو بلا لینے یا گھٹانے کا اختیار ہم کو ہے۔ ہم جب چاہین ایسا کرین
نواب کو اپنے عہد کے موافق تنخواہ دینی چاہئے خواہ اس مین ملک کی آمدنی اونکی چاہے اونکو بہوکا مارے
یا اوس کو موقوف کر دین یہ اون کا اپنا قصور ہے۔ کیون عیاشی اور بدکاری مین پھنسے رہتے ہین جس سے
ملک کا یہ حال ہو گیا ہے۔ عہدنامے مین تو میعاد سپاہ کے رہنے کی معین نہین تھی اس لئے ضرور تھا کہ اوسکا
فیصلہ فریقین آپسمین ملکر کر لیتے لیکن فریقین مین اختلاف تھا۔ اسلئے زبردست فریق کے ہاتھہ مین اختیار تھا
جو چاہے فیصلہ کرے۔ مگر ہمارے نزدیک یہ ہیسٹنگز صاحب کی ہٹ دھرمی تھی عہدنامے مین اور کورٹ
ڈائرکٹرز کے احکام مین صاف لکھا ہوا تھا کہ نواب کو سپاہ اپنی مرضی کے موافق رکھنے کا اختیار ہے جس کے
معنے صاف ہین کہ جب چاہین رکھین جب چاہین نہ رکھین۔ مگر اوسوقت گورنر جنرل کو اور مشکلات درپیش
تھین کہ اگر انگریزی سپاہ کو وہ اودھ سے بلا لیتے تو ملک مین اندھیر مچ جاتا۔ میدان خالی دیکھہ کر آس
پاس کے دشمن اودھ پر ٹوٹ پڑتے حضور صاحب پہلے اس تاک مین بیٹھے ہوے تھے وہ ضرور ملک پر چڑہائی کرتے
اور پامال کر ڈالتے اور سرکار کمپنی کا قرضہ نواب سے بیک وصول ہوتا وہ سارا مارا جاتا۔ مرہٹون سے
ڈانڈا ملا ہوا سرحد کی حفاظت مین اور اونسے لڑنے مین سرکار کا اور روپیہ خرچ ہوتا اب بھی سرکار کمپنی
دوابے مین بھی کچھہ معلوم نہین کیا ہوتا۔ حفاظت خود اختیاری کا قانون انصاف کے قانون پر غالب تھا
نواب اودھ حقیقت مین سرکار کمپنی کے تابعین سے تھا بغیر اوسکی حفاظت و حمایت کے وہ ایک روز
نوابی نہین کر سکتا تھا۔ ہیسٹنگز نے جیسے کوئی اپنے تابعین کو حکم دیتا ہے نواب کو لکھا کہ اونکو سپاہ رکھنی
پڑے گی جو استحقاق آقا کو ملازم پر حاصل ہوتا ہے سرکار کو نواب پر اور اوس کے ملک پر یہ حق حاصل
تھا گورنر جنرل سے جب اس بات کی دلیل ولایت مین پوچھی گئی کہ اوس نے ایسا کیون کیا تو اوس نے
کہا کہ عہدنامے کی عبارت پہلودار تھی اوس کے معنی مشتبہ تھے اسلئے زبردست کو اختیار تھا کہ جو معنی چاہتا
وہ عبارت مشتبہ کے مقرر کرتا۔ مگر یہ جواب ہٹ دھرمی پر فریب اور دھوکے کا روغن چڑھانا تھا۔ عہدنامے
مین کوئی عبارت مشتبہ نہ تھی۔ سوا اس کے گورنر جنرل نے یہ کہا کہ نواب نے جو یہ درخواست دی تھی
کچھہ اپنی ضرورت کی وجہ سے نہین دی۔ بلکہ اوسکے صلاح کارون اور مشیرونکو یہ معلوم ہوا تھا

کہ سرکار کمپنی کے ممبران کونسل مین آپس مین نفاق جہر رہا ہے اوس بیچ مین وہ خود غارت ہوا چاہتی ہے اعلیٰ
نواب کو ایسی درخواست پر مبارکت ہوئی اس سئے بیٹے اوس کا جواب ایسا سخت دیا تہا اگر اوس کا سبب
نہوتا تو مین کچھہ بات نواب کی مان لیتا - اب سرکار کمپنی کا قرض نواب پر ۱۷۸۰ء مین ایک کروڑ چالیس
لاکھہ روپیہ ہوگیا - سپریم کونسل نے تقاضے پر تقاضا شروع کیا - نواب نے عذر پر عذر کرنے شروع کئے
کہ ملک مین میرے جان نہین - میرے پاس کہانے کو بھی نہین - امیر گورنر جنرل نے یہ ارادہ کیا کہ لکھنؤ
کو خود جاتے اور آصف الدولہ سے روبرو گفتگو کیجئے - مگر نواب نے کچھہ چکنی چپڑی باتین بنا کر اوسکو
اپنے ارادے سے باز رکھا اور خود بہی تہوڑے مصاحبون کے ساتھہ گورنر جنرل کے پاس چنار گڈھہ
کے قلعہ مین آئے ظاہر معلوم ہوتا تہا کہ اس ملاقات کا انجام بخیر ہوگا کیونکہ نواب تو یہ چاہتے تہے
کہ برگیڈ جو رہ رہ اور رزیڈنٹ اور اونکی سپاہ کے انگریز افسرون کا اور بہت سے اخراجات کا بوجہہ اونکی
گردن سے اوٹھہ جاے اور ہیسٹنگز صاحب کو روپیہ لینا منظور تہا - مگر اتفاق سے ان باتون پر اتفاق کیا
گیا اور گورنر جنرل نے مان لیا کہ سوا اوس برگیڈ کے جسکا خرچ شجاع الدولہ کے زمانے مین بھی لیا گیا تہا
اور جسکی تنخواہ دو لاکھہ ہزار روپیہ ماہوار تھی اور ماسوا ایک پلٹن کی جو رزیڈنٹ کی حفاظت کرے اور
جسکی تنخواہ پچیس ہزار روپیہ ماہوار قرار پائی ہے باقی تمام سپاہ کے خرچ نواب کے ذمے سے اوٹھا لیئے گئے
آصف الدولہ نے گورنر جنرل سے کہا کہ کمپنی کا روپیہ جو مجھکو دینا چاہئے اوس کے ادا کرنے کی مجہہ
استطاعت نہین میری والدہ اور دادی نے جو خزانہ لے لیا ہے اوس کو چہین لینے کی مجھکو پروانگی ہو[۱]
چنانچہ دوسری شرط یہ قرار پائی کہ نواب کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنے ملک مین جسکی چاہین جاگیر ضبط
کر لین - مگر جس جاگیردار کی سرکار کمپنی دستگیری کرے اوسکی پنشن بعقد موافق محاصل جاگیر کے
نواب بہ رزیڈنٹ کی معرفت دیتا اس عہدنامے مین چوتھی شرط یہ تھی کہ کوئی رزیڈنٹ فرخ آباد مین
مقرر نہو -

قولنامہ جو وزیر نے گورنر جنرل سے کیا

چونکہ میری درخواستین بلا کمی و تامل کے منظور ہوئی ہین اب مکرر وہ درخواست گذارش کرتا ہون کہ جسے
زبانی عرض کیا تہا اور امید ہے کہ آپ میرے تمام معروضات پر لحاظ فرماوینگے - اور یقین ہے کہ

---

[۱] دیکھو تاریخ ہندوستان مولفہ بشر ص ۱۱

انکی منظوری بلا تامل فرمائی جائیگی - کیونکہ اونہین صرف آپکی مہربانی دیکہنا ہے - اور کمپنی کو کچہہ تعلق
اوسنے نہین ہے صرف اسقدر کہ جو روپیہ مجہسے لینا ہے وہ کمپنی کو دیا جائے - مین اسواسطے عرض کرتا ہون
کہ جو تعداد نفری اسپہ بندی اور وہ سری فوج کی کثرت سے ہوگئی ہے وہ کمیجائے - اور ایک مقرر ہو
جائے اور اونکی تنخواہ آمدنی پرنہ دلائی جائے بلکہ خزانے سے نقد ملاکرے - اور اوسکی تعداد
نفری اوسی قدر ہو جسقدر روپیہ خزانے سے مل سکتا ہو - مگر چونکہ یہ امر بہت مشکل ہوگا جب تک کہ میرے
خانگی اور علاقے کے اخراجات جدا نہون - مین یہ بھی عرض کرتا ہون کہ مجھکو کچہہ روپیہ مقرر ہو کر
اخراجات خانگی کے واسطے ملا کرے - اور باقی آمدنی خزانہ عامرہ مین رکھی جایا کرے اور صاحب
رزیڈنٹ بہادر اوس کا ملاحظہ کرلیا کرین اور اوس مین سے اخراجات اسپاہ دوفاتر ہوا کرین اس
صلاح سے مراد یہ نہین ہے کہ سالانہ ادائے سرکار کمپنی مین خلل واقع ہو - بلکہ وہ بیتی ادائے قرضہ
سابق و مطالبہ حال کمپنی ہر سال بتعداد مختلف دیا جائے گا -

عہدنامے کی دوسری شرط کے مضمون پر بحث

اس عہدنامے کو دیکہہ کر کہ نواب اپنے ملک مین جسکی چاہین جاگیر ضبط کرلیں تم کو تعجب ہوگا کہ
اس مین ظاہرا کوئی نفع انگریزون کا نظر نہین آتا - مگر اس مین بڑا فائدہ نقاب مین منہ چہپائے
ہوئے تہا - اب آشکارا ہوتا ہے - آصف الدولہ کی دادی اور مان دو بڑی بوڑہی بیگمین
تہین شجاع الدولہ کے وقت مین اونکا بڑا دور دورہ رہتا تہا - اور اونکے مرنے کے بعد بہی
بہت بڑی جاگیر پر قابض تہین - اس جاگیر کا اہتمام اور بندوبست اونہون نے اپنے ہی
ہاتہہ مین رکہا تہا اور آپ ہی اوس کا کل روپیہ وصول کرتی تہین - اسکے سوا شجاع الدولہ
نے خزانہ کثیر جمع کیا تہا جس کا تخمینہ تین کروڑ روپیہ تہا وہ بہی انہین کے قبضہ مین تہا
یہ دونون ساس بہو فیض آباد مین بڑے عمدہ محلون مین رہا کرتی تہین - اور آصف الدولہ
لکہنؤ مین رہتے تہے - گومتی کے کنارے پر اونہون نے عمارتین تعمیر کرائی تہین چونکہ
اسوقت سرکار کمپنی کو بہت سے اخراجات درپیش تہے - اسلئے ہسٹنگز صاحب کو یہ سوجہی
کہ ان بیگمون کی دولت کو کسی طرح لینا چاہیے - انگریزون کو دولت اپنے اخراجات
ضروری کے لئے چاہئے تہی - نواب کو اپنے کلچہرے اوڑانے کے لئے درکار تہی غرض

ان دونوں بھلے مانسوں کے آپسمیں قول وقسم ہوگئے کہ ہیسٹنگز صاحب تو نواب کو فوج اور افسران ملکی کے بارخرچ سے سبکدوش کردے اور نواب ان دونوں عورتوں سے دولت لیکر اینا قرضہ سرکار کمپنی کا چکا دیں - نواب کو بحیثیت نوابی ان بیگموں کی جاگیر پر اختیار تھا اور اونکی دولت کے وہ وارث موافق شرع کے بیٹے کے ہوتے ماں کا حق آٹھویں حصے کا ہوتا ہی اور ماں کے ہوتے دادی کا کچھ حق نہیں ہوتا نواب آصف الدولہ کی غفلت یا بے پروائی سے یا فیاضی تھی کہ اونکی ماں اور دادی یہ خزانہ دبا بیٹھی تھیں - آصف الدولہ نے ماں کو بہت تنگ کرکے بہت سا روپیہ تو لیکر ادا دیا تھا - شستہ ہو میں کہ شجاع الدولہ کو مرے ہوئے بہت دن نہیں گذرے تھے اونکی بیوی نے گورمنٹ انگریزی کو یہ شکایت لکھی تھی کہ میں اپنے بیٹے کے ہاتھ سے تنگ ہوں ایک دفعہ ۲۶ لاکھ روپیہ اور مانگتا ہے کہ سرکار کو عہد و پیمان کے موافق دینا فاگریز ہی - اگر وہ نہ ادا کیا جائے گا تو میں تباہ ہو جاونگا - اسپر انگریزوں نے بیچ میں پڑکر ایک عہد موثق بیگم کے ساتھ کیا کہ اب آیندہ آصف الدولہ اون کو روپیہ کے لئے نہیں دق کریگا - اور وہ اپنی جاگیر و مال پر قابض رہینگی - اور اونکو اختیار ہی کہ جہاں چاہیں وہاں رہیں - بالفعل یہ تیس لاکھ روپئے دیدیں - مگر اب زمانہ بدلگیا - خود ضامن و محافظ کو روپیہ کی ضرورت تھی جسنے ضمانت دی تھی اوس کو کچھ شرم و لحاظ اس کا نہ تھا کہ وہ آصف الدولہ سے وہ بد تمکین کراسے جنکو کرتے ہوئے وہ جھجکتے تھے - اب ضرور تھا کہ ان بیگموں کی جاگیر و مال و دولت ضبط کرنے کے واسطے کوئی وجہ بھی نکالنی چاہئے - اور وجہ بھی ایسی ہو کہ جو رسم و رواج اور دین و ایمان اور آئین و انصاف کے موافق اور آدمیت و انسانیت کے مطابق ہو - اور ادب فرزندی کے بھی خلاف نہو ماں کا ادب اور پاس عزت تو وحشیوں میں بھی ہوتا ہے اسلئے سوچتے سوچتے یہ سوجھی کہ چیت سنگھ زمیندار بنارس کی بغاوت کا الزام لگاتے کہ اونہوں نے چیت سنگھ کی اعانت کی اور اوسکو فوج بھی اور روپیہ بھی بھیجا جسکی مفصل کیفیت یہ ہے -

چیت سنگھ زمیندار بنارس کے حالات

اس سے پہلے بیان ہوچکا ہے کہ راجہ بنارس جو پیشتر نواب وزیر کے ماتحت تھا - اب انگریزوں نے تابعین میں قرار دیا تھا اس راجہ کا نام چیت سنگھ تھا اس کا خاندان قدیمی

نہ تھا جب وقت سلطنت مغلیہ کو نادر شاہ کی حملہ کا صدمہ پہنچا تو اس افراتفری مین گنگا پور کے
زمیندار برہمن منسا رام نے کچھ ملک دبا کر محمد شاہ سے راجہ کا خطاب حاصل کیا - یہ راجہ
کا خطاب پہلے بادشاہ کے ہان سے اوسی شخص کو ملتا تھا جو صاحب ملک حشمت ہوتا تھا
آجکل کا راجگی کا خطاب نہتا کہ بے ملک دیا جاتا بعد ازان بلونت سنگھہ اوس کا جانشین ہوا
اور اوسکو بھی خطاب راجگی کا ملگیا - عالمگیر کے عہد سے بنارس کا علاقہ صوبہ اودھ سے
شامل ہو گیا تھا اسلئے یہ راجہ شجاع الدولہ کو خراج دیتا تھا اوس نے جو خدمات سرکار کمپنی
کی شجاع الدولہ اور انگریزونکی لڑائی مین بکسر مین کین اور اوسکی عوض مین جو سلوک انگریزون
نے اوسکی ساتھ کیا وہ بیان ہو چکا ہے وہ انگریزون کی لطف و عنایت سے اپنی ملک مین
خیر و عافیت کے ساتھ راج کرتا تھا - جب وہ ۱۷۷۰ع مین مرگیا تو اوس کا بیٹا جو بیاہتا
رانی سے نہ تھا اوس کا اسطرح سے جانشین ہوا کہ نواب شجاع الدولہ کو بہت سا نذرانہ دیا
اور کچھہ خراج کے زیادہ دینے کا وعدہ کیا - کچھہ انگریزون کا سہارا ڈھونڈا اونھون نے
شجاع الدولہ سے سند بنارس کے راجہ ہونیکی اور انہین ذریعہ کے ساتھہ جو اوس کے
ساتھ تھین دلادی - ۱۷۷۳ع مین جب ہسٹنگز کی ملاقات شجاع الدولہ سے ہوئی تو اونھون
نے یہ کہا کہ مجھے دس لاکھہ روپئے دو اور اس راجہ کو معطل کردو - پر گورنر جنرل نے
کہا کہ ہم اون عہد و پیمان کو جو بلونت سنگھہ کے ساتھ ہوئے ہین چیت سنگھہ کے ساتھہ نہین
توڑ سکتے - اور گورنر جنرل نے بھی چیت سنگھہ کو لکھی کہ تمہاری عزت و دولت و حکومت
و ثروت کی جب ہی تک خیر ہے کہ تم سرکار کمپنی کے سایہ عاطفت مین پناہ گزین ہو اور یہہ
بھی تمہاری حرمت ملحوظ ہے تمہارا ملک ہماری سرحد پر واقع ہے اور تمہارا دوست ہونا ہماری
پشت و پناہ ہے - مجکو یقین ہے کہ تم ہمارے ساتھ ہمیشہ وفادار رہو گے اور جب ہم کو تمہاری
کام پڑیگا تو اوس کو جلدی سے کروگے اور تمسے وعدہ کیا جاتا ہے کہ خراج زیادہ نہین لیا جائیگا
جب سرکار کمپنی کے آصف الدولہ کے ساتھہ عہد و پیمان جدید ہوئے اور نیا انتظام
کیا گیا تو جس ملک پر چیت سنگھہ حکومت کرتا تھا وہ ۱۷۷۵ع مین سرکار کمپنی کے حوالے کردیا گیا
مگر سرکار کمپنی نے بھی چیت سنگھہ کو بدستور اپنی حال پر بحال رکھا اور بائیس لاکھہ چھیاسٹھہ ہزار
ایک سو اسی روپیہ سالیانہ خراج ٹھیرالیا - اور اقرار کیا کہ راجہ سے اور زیادہ خراج نہین
مانگا جائیگا - سنہ مین اسوقت انگریزون سے کئی جگہہ لڑائیان ہو رہی تھین - اور اونکی

مصارف کے لیے روپیہ بہم پہنچانا گورنر جنرل کا کام تہا اسوجہ سے ہیسٹنگز کے سرپر اسوقت اسقدر بوجہ پڑا کہ شاید ہی کبہی کسی اکیلے شخص پر پڑا ہوگا کیسا ہی عالی حوصلہ کیون نہو اس سے زیادہ پڑا ہو - حیدر والی میسور - فرانسیس - ولندیز - مرہٹے - یہ سب کے سب ایک ہی دفعہ انگریزونکی مخالفت پر اوٹھ کھڑے ہوئے تھے - اور سب مقابلہ کا رزار گرم تہا مگر لڑائی بدون روپیہ بغیر کب ہوسکتی ہے اسلیے ہیسٹنگز کو روپیہ فراہم کرنے کی فکر تھی اسلیے اوس نے راجہ چیت سنگہہ والی بنارس سے یہ کہا کہ سرکار انگریزی جو تمہاری حاکم اور محسن ہے اوسکی اس ضرورت کے وقت روپیے اور فوج سے مدد کرو راجہ نے اس سے پہلو تہی کی اسلیے گورنر جنرل آپ بنارس چلا آیا اس سے اوسکا خاص منشا یہ تہا کہ چیت سنگہہ کو دبا کر اپنا کام نکالے - پہر گورنر جنرل نے اوسکی احسان فراموشی سے جہلا کر اوس کو نظر بند کر دیا راجہ کا نظر بند ہونا تہا کہ اوسکی رعیت طیش مین آکر اوٹہہ کہڑی ہوئی - اور جن سپاہیون نے راجہ پر ہاتھ ڈالا تہا اونکو قتل کر ڈالا پھر جس جگہ گورنر اوترا ہوا تہا اوس کو آگہیر لیا - راجہ شہر سے بہاگ گیا اور گورنر جنرل کو اپنی جان کے لالے پڑے مگر اوسان و استقلال کو اوس نے اب بہی ہاتھ سے نہ دیا آخر کار وہ بہاگ کر چنار گڑھ کو چلا گیا - اور ہر طرف سے فوجین منگا کر راجہ بنارس کی بیس ہزار فوج کو شکست دیکر بیجے گڑھ کو جہان وہ چہپا ہوا تہا فتح کر لیا - مگر جو خزانہ قلعہ مین موجود تہا اوسکو فوج نے ہاتھون ہاتھ سلگوالیا اور گورنر جنرل منہ تکتا اور ہاتھ ملتا رہگیا کہ نہ تو خزانہ اوسکے ہاتھ لگا جسکی بڑی ضرورت تھی اور نہ راجہ قابو مین آیا کیونکہ وہ بہاگ کر گوالیار پہنچا اور وہان ۲۹ برس رہکر رہگرائے ملک عدم ہوا - اوس کے بعد اوس کے بہانجے کو گدی پر بٹہایا -

آصف الدولہ کی ماں اور دادی سے نہایت سختی کے ساتھ روپیہ لیا جانا

اودہ کی رعایا نے جو چیت سنگہہ کے ہنگامے مین فساد برپا کیا تہا گورنر جنرل نے اوس کو آصف الدولہ کی ماں اور دادی پر ڈالنا چاہا - اس فساد کو بیگمون کے ذمہ لگا دینا آسان تہا مگر اس الزام کے لیے کوئی شہادت موجود نہتی - مگر زبان خلق اس امر کی شہادت دیتی تہی - کرنیل امپی بیگمون پر جرم بغاوت ثابت کرنے مین بڑے سرگرم تہے - کرنیل صاحب بہی غضب کے چلتے تہے

اوہنون نے ایک زمانے مین نواب آصف الدولہ کے ہاتہون مین ستر دے رکہا تہا نواب نے
گورنر جنرل کو کہا کہ خدا کے واسطے اوسکو یہان سے بلوا لیجئے اور میری جان کے پیچہے سے جنجال چہڑائیے
ہاتہون مین نوابی سے ایسی درگذرا اب بیگمون کے پیچہے پیچہے جہاڑ کے چہٹے غرض اس اولٹ پلٹ مین
کیا لکہنؤ جب آئے تھے تو قرضدار تہے یا اب اونکے پاس تیس لاکہہ روپے تھے اس ملک مین
انگریزون کے بیوپاری تھے۔ ہیسٹنگز صاحب نے نہایت عقلمندی کی کہ اس فساد کا
مقدمہ کوئی نہین بنایا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس الزام کے لئے کوئی شہادت بہم نہ ہوسکیگی
اسلئے بیگمین لوٹ سے بچ جاینگی اوہنون نے نواب کو سمجہایا کہ تم جاتے ہی بیگمونکی جاگیر
ضبط کرکے اپنا قبضہ اوٹہاؤ اور خزانہ ضبط کرکے سرکار کمپنی کا قرض چکاؤ اور خرچ اوٹہاؤ جس سے
پہر کوئی گورنمنٹ بنگال کا اوسپر مواخذہ نہ ہو۔ نواب آصف الدولہ جب تک چنارگڈہ مین رہے تو
ہیسٹنگز صاحب کی دلالفظی اور قوت عقل کے آگے کچہہ نہ کرسکے۔ مگر جب وہ لکہنؤ آئے اور
راہ مین اپنی مان اور دادی کے پاس گئے تو اون کا کہرام دیکہہ کر دل اونکا بہر آیا۔ گو دل و دماغ
اونکا کہیل اوباشی اور شراب نوشی نے خراب کر دیا تہا۔ مگر اسوقت اون کا دل نرم ہوا اور
اوہنون نے ارادہ کیا کہ اقرار سے پہر جائین یہ معاملہ ایسا سنگدلی کا تہا کہ رزیڈنٹ مڈلٹن صاحب
جو ہیسٹنگز صاحب کی ناک کے بال تھے وہ بہی ایسے کام کو کرتے ہوئے جہجکتے تھے مگر گورنر جنرل
کا دل اس معاملے مین پتہر تہا اوس پر کچہہ اثر نہین ہوتا تہا۔ نواب کے پیچہے ہی پیچہے اوہنون نے
رزیڈنٹ کو نہایت سختی سے لکہا کہ نواب سے عہدنامے کی موافق تعمیل جلد کراؤ اگر اس مین
تم ڈہیل کروگے تو مین خود ہی لکہنؤ مین آؤنگا اور وہ کام جو تمسے دلوانے نہین ہوسکتی خود کر دونگا
رزیڈنٹ کی اس دہمکی سے چہکے چہوٹ گئے۔ اوس نے گورنر کو لکہا کہ چنارگڈہ کے عہدنامہ کی پوری
تعمیل ابہی حضور ہوئی جاتی ہے۔ آصف الدولہ یہ کہنے لگے کہ سچ ہے تو یہ عہدنامہ زبردستی گورنر
جنرل نے لکہا لیا ہے۔ غرض جیسے ہو ہوا جاگیر تو بیگمون کی ضبط ہوگئی مگر خزانہ ہاتہ نہ آیا اس لئے
جبر و ظلم کی ضرورت پڑی سرکاری فوج فیض آباد مین بہیجی گئی۔ ۱۲ جنوری سنہ ۱۷۸۲ع کو اوس نے
جاتے ہی دونون بیگمون کو اونکے محلون مین نظربند کرلیا۔ مگر روپیہ دینے سے اوہنون نے اسپر بہی
انکار کیا۔ اون بیچاری عورتون پر طرح طرح کا تشدد کیا اونکا کہانا پانی تک بند کیا اونکے لئے کربلا بنادیا اونکی
مصیبتون کے بیان سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اور بدن سارا خشک ہوجاتا ہے۔ ان بیچاری بیگمون
کے مختار اور ... کار بہار علی اور جواہر علی خان دو خواجہ سرا تھے انگریزی گورنمنٹ کے حکم سے

پکڑے گئے اونکی پیرون مین بیڑیان ڈالی گئین - کہانا پینا اونکا بند کیا گیا - غرض اور کیا کیا جبر و قہر
بیان کئے جا سکتی کہ اونپر اسبات پر ہوتے کہ وہ بیگمون سے خزانہ دلوادین جب دو مہینے ان سختیون کو
جہیلتے ہو گئے وہ بیچارے بیمار زار و نزار ہو گئے اسلئے اونہون نے افسر محبس سے اجازت چاہی کہ ہم
باغ مین تہوڑا ٹہل لیا کرین افسر محبس نے اونکو اجازت اس سبب سے نہ دی کہ اوس کو اندیشہ تہا
کہ وہ کہین بہاگ نہ جائین لوہے کی زنجیرین اونکی پابند رکہنے کے واسطے کافی نہین تہین یہ تشدد
تو ہو رہے تہے پہر اور زیادہ شکنجہ فرسائی کے قصے لکہنؤ بہیجے گئے یہان جو کچہ اونکا برا حال کیا گیا وہ
بیان نہین ہو سکتا پارلیمنٹ کے کاغذات مین وہ چٹہی موجود ہی جو رزیڈنٹ نے ان قیدیون کے
روبرو لکہی تہی کہ صاحب من نواب نے یہ مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ جو خواجہ سرا تمہاری قید مین ہین
انکو سزاے جسمانی دیجاے اسلئے جو افسر نواب کے آئین اونہین قیدیون کے پاس جانے دو
اور جو اونکا جی چاہے وہ قیدیون کے ساتہ کرنے دو لکہنؤ مین خواجہ سراؤن پر یہ ظلم ٹوٹ رہا تہا
بیگمین اپنے گہر مین قید تہین - کہانے کو انکی پاس اتنا بہیجا تہا کہ اونکی ملازم عورتون کا پیٹ نہ بہرتا
تہا - اور وہ بہوک کے مارے مرنے کے قریب ہوگئین تہین - غرض ان کمبخت بیبیون پر محرم کے
دہے گذر گئی - جب ان بیگمون نے ایک کروڑ بیس لاکہہ روپیہ دیکر اپنی جان کو ان جلادون سے
چہوڑایا - ہیسٹنگز صاحب نے خیال کرلیا کہ اب اور زیادہ سختی سے روپیہ ہاتہ نہین آئے گا -
اسلئے اونہون نے اون دونون کمبختی کے مارے خواجہ سراؤن کو بہی چہوڑ دیا - جسوقت دروازہ قیدخانہ
کا کہلا ہے اور اونکی بیڑیان کٹی ہین تو اونکی رخسارون پر آنکہون سے آنسوؤن کا دریا رواں تہا اور لرزتے
ہوئے ہونٹون پر کپکپاتی آواز سے شکر الہی ورد زبان تہا - یہ حال دیکہہ دیکہہ کر جن سنگدلون کا دل
پتہر تہا وہ بہی پانی ہوا جاتا تہا - ہیسٹنگز صاحب کے دشمن کہتے ہین کہ اونہون نے بیگمات پر وہ بیرحمی
اور بیدردی کی کہ کسی وحشی قوم سے بہی اوس وقت تک ظہور مین نہ آئی تہی - دوست اونکے اس
الزام کو یون سلجہاتے ہین کہ مال آصف الدولہ کے باوا کا تہا - اوسکو بیگمون نے ناحق غصب کیا تہا
اونہون نے شرع اسلام کے موافق دلادیا - منصف مزاج اسپر اعتراض کرتے ہین کہ ہیسٹنگز
صاحب مفت مال مارنے کے لئے مفتی شرع اسلام بنگئے - جسوقت اونہون نے بیگمون سے عہد
استوار کیا تہا کہ ہم آصف الدولہ کو روپیہ کے لئے اونکو تنگ نہ کرنے دینگے اوسوقت مفتی
صاحب کا فتوے معلوم نہین کہان گیا تہا - مگر اسوقت ہم کو سر ایلجہ امپی کے انصاف کی داد دینی
چاہئے اسوقت وہ مجبور تہی کہ اس معاملے مین اپنا دخل نہین دے سکتے تہے - اونکی تمام حکومت

بنگال پر ختم ہو جاتی تہی - اونکو اودہ کے معاملات مین کسی طرح بولنے کا منصب نتہا - وہ لکہنو مین پالکی
کی ڈاک مین ان واقعات کو سنکر آئے ایک بہیڑ آدمیونکی اونہین دیکہنے موجود ہوئی اور بیگمونکی شکایت
مین اظہار حلفی لکہے ہوئے ہاتہہ مین لائے رہ صاحب جج کو اونہون نے دئیے اونہون نے لے لئے
... اونکو پڑہ نہین سکتے تہے - اور نہ کوئی مترجم اونکے ساتہہ تہا - غرض وہ ان سب اظہارات کو کلکتے اولٹے
چلے گئے - اب سوال یہ ہو کہ اونہون نے اپنا لمبا چوڑا سفر کیون کیا - تو اوس کا جواب یہ ہی کہ اس سفر سے
اونکی غرض یہ تہی کہ جس معاملے مین وہ قانون کے موافق حکم نہین دے سکتے تہے اوس مین بیقاعدہ
کچھہ اپنا بہی قلم لگائین اور اظہار حلفی جو اونہون نے جمع کئے وہ کچھہ کام آئین -

نواب آصف الدولہ کا دس لاکہہ روپیہ ہیسٹنگز کو دینا

چنار گڈہہ مین جو گورنر اور نواب کی ملاقات ہوئی تہی اوس مین یہ بات بیان کرنی باقی تہی کہ نواب
آصف الدولہ نے گورنر جنرل کو دس لاکہہ روپئے بطور نذر کے دئے تہے جسکی وجہہ سے گورنر جنرل نے
نواب کی اوسقدر رعایت کی تہی حالانکہ نواب اسوقت مین قرضدار تہے نقد روپیہ تو نواب کے پاس تہا
نہین ہنڈوی ایک بڑے مہاجن کے نام تہی - گورنر نے اپنی چٹہی مورخہ ۲۰ - جنوری سنہ ۱۷۸۲ء کے
ذریعہ سے کورٹ ڈائرکٹرز کو اس رقم کی اطلاع کر دی - اور لکہا کہ یہ روپیہ مجہے میرے حق خدمات کے
صلہ مین ملجائے - مگر کورٹ ڈائرکٹرز نے اس عطا کے دینے مین بخل کیا - اور صاف انکار کر دیا -

لکہنو کی ریزیڈنسی سے مڈلٹن صاحب کا موقوف ہونا اور جان برسٹو صاحب کا دوبارہ اونکی جگہہ مقرر ہونا

جب سنہ ۱۷۸۲ء شروع ہوا - اور بیگمون سے روپیہ زبردستی مڈلٹن صاحب نہ چہین سکے - اور احکام گورنر
جو اونکے پاس گئے اونکی تعمیل مین بہی اونہون نے التوا کی تو معقول حجتین پیش کین تو گورنر ریزیڈنٹ سے
خفا ہوگئے اور ۲۳ ستمبر سنہ ۱۷۸۲ء کو اونہون نے اس الزام مین کہ اپنے فرایض منصبی کو اچہی طرح
ادا نہین کیا معزول کر دیا - اور برسٹو صاحب کو جنکی بحالی کا حکم کورٹ ڈائرکٹرز بہیج چکی تہی اونکی جگہہ
مقرر کر دیا - اور ۱۸ - مئی کو میجر پامر صاحب کو اپنا خانگی نجی کا ایجنٹ مقرر کرکے نواب آصف الدولہ
کے پاس بہیجا - اور اونکی معرفت اور کئی درخواستین کی گئین مڈلٹن صاحب کے تقرر سے پہلے جو سنہ ۱۷۸۲

مین ہو، سالانہ خرچ نواب آصف الدولہ سے ستر لاکھ روپیہ سالانہ سے ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ تک بڑھ جاتا تھا اور رزیڈنٹ اس روپیہ مین سے ساٹھ لاکھ روپیہ سے لیکر اسی لاکھ روپیہ تک وصول کرکے بھیجا کرتا تھا اسلئے ہر سال قرض زیادہ ہوتا جاتا تھا جسوقت چنار گڑھ مین نواب اور گورنر کی ملاقات ہوئی تو یہ قرض چالیس لاکھ روپیہ کا تھا۔ رزیڈنٹ نے بجاے اسی لاکھ روپیہ کے جو سب سے زیادہ روپیہ وصول ہونیکی امید تھی ایک کرور چالیس لاکھ روپیہ وصول کیا تھا۔ مگر نواب پر اس سال کے حسابو نکے بیچ پانچ لگاکر ڈہائی کرور روپیہ باندھا گیا۔ جو ملک کی سالانہ آمدنی سے زیادہ چند تھا۔

نواب فیض اللہ خانکی سپاہ کی فوج آصفی و انگریزی کے ساتھ عمبر دارانگر پر تقرری اور نواب فیض اللہ خان کی سپاہ کی ساتھ اون دونون فوجون کا جھگڑا ہونا

جبکہ سکھونکی شورش اور تاخت و تاراج سکا اثر دریاے گنگا کے کنارے تک ظاہر ہونے لگا تو نواب آصف الدولہ نے کچھ سپاہ انگریزی اور اپنی فوج دارانگر پر گنگا کے متصل متعین کردی۔ اور فیض اللہ خان کو لکھا کہ آپ بھی کچھ اپنی فوج وہان بھیجدین تاکہ یہ دونون فوجین ملکر سکھون کے ادہر آنے مین مزاحمت کرین۔ نواب فیض اللہ خان نے مولوی غلام جیلانی خان کا رسالہ وہان بھیجدیا۔ باوصف اس فوج کے وہان پہونچ جانے کے اور گنگا کے گہاٹ پر احتیاط رکھنے کے بہی سکھون نے ایک باریورش کرکے دریاے گنگا کو عبور کیا اور سنبھل کو لوٹ لیا اور شرفا کی ننگ و ناموس کو برباد کیا۔ اسی طرح کئی سال یہ فوجین دارانگر مین مقیم رہین ماہ رمضان ۱۱۹۵ھ ہجری مین نواب آصف الدولہ کی اور انگریزی سپاہ کے ساتھ نواب فیض اللہ خان کے آدمیونکی لڑائی ہوئی۔ انگریزی و آصفی سپاہ کو ہزیمت ہوئی پٹہانون نے اُن پلٹنون کا اسباب اور سامان لوٹ لیا۔ اس فساد کے بعد سپاہ کی تعیناتی دارانگر کے مقام سے موقوف ہوگئی۔ مگر انگریز اور آصف الدولہ اس جھگڑے کا حال سنکر ناراض ہوئے۔ اور لکھنؤ سے یار صاحب اور تفضل حسین خان کشمیری تھوڑی سی جمعیت کے ساتھ تاوان وصول کرنے کے لئے رامپور آئے اور نواب فیض اللہ خان سے بات چیت ہوئی نواب صاحب چونکہ نہایت دور اندیش تھے اسلئے پندرہ لاکھ روپیہ دیکر راضی کردیا۔ یہ

بیان جام جہان نما مؤلفہ مولوی قدرت اللہ صدیقی کے مطابق ہی۔ مگر انگریزی کتب تواریخ مین ان پندرہ لاکھ روپیونکے دیئے جانے کی حقیقت دوسرے طور پر لکہی ہی کہ یہ واقعہ بہی ضمناً اوس مین شامل ہو۔

گورنمنٹ انگریزی کا آصف الدولہ کو ترغیب دینا کہ وہ ریاست رامپور ضبط کرلین اور اس حیلہ سی پندرہ لاکھ روپئے اور بقولے تیس لاکھ روپئے نواب فیض اللہ خان سی وصول کرنا

عہدنامہ لال ڈانگ کے موجب جو ۱۷۷۴ء مین انگریزی حکومت کی ضمانت لیکئی تہی نواب فیض اللہ خان سی یہ شرط قرار پائی تہی کہ پانچہزار سی زیادہ سپاہ اپنے پاس نرکہین اور نواب اودہ کی اعانت دو تین ہزار سپاہ سے بنظام جنگ موافق اپنی قابلیت کے کیا کرین۔ جب انگریزون اور فرانسیسیون مین لڑائی شروع ہوئی تو نواب فیض اللہ خان نے دو ہزار سوار بہیجنے کی درخواست انگریزون سے کی جسپر لارڈ وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل نے اونکا بہت شکریہ ادا کیا۔ کوئی کہتا ہی کہ ۱۷۸۰ء مین گورنر جنرل نے نواب فیض اللہ خان سے پانچہزار سپاہ مندرجہ عہدنامہ مانگی اونہون نے حسب الحکم انگریزی تین ہزار سپاہ بہیجی مگر وہ اسقدر نہ تہی جو انسے مانگی گئی تہی اسلیئے وہ فوج نامنظور کیگئی اور گورنر جنرل نے مقام چنار گڑہ مین آصف الدولہ سے ملاقات کرکے اون کو نواب فیض اللہ خان کی جاگیر چہین لینے کی اجازت دیدی تہی۔ چنانچہ ۱۹ ستمبر ۱۷۸۱ء کو جو عہدنامہ وہان لکہا گیا تہا اوسکی تیسری دفعہ نواب فیض اللہ خان سے متعلق تہی کہ چونکہ نواب فیض اللہ خان بسبب شکست کرنے عہد کے حقوق حفاظت وحمایت گورنمنٹ انگریزی ضبط کرادئے اور اپنی خودسری سی نواب آصف الدولہ کو بہت دقت اور تکلیف دیتے ہین اسلئے آصف الدولہ کو اجازت ہی کہ جب موقع وقت ہو اونکی جاگیر ضبط کرکے اونکو نقد روپیہ مشروطہ عہدنامہ معرفت صاحب رزیڈنٹ لکہنو کے دیا کرین۔ مگر جسقدر روپیہ اوس ضلع کا ہوگا جو اونہون نے

عہدنامے کی روسی سرانجام کرنے کی شرط کی تہی وہ روپیہ اونکی نقدی مین سے منہا ہوکر حساب کمپنی
مین تا قایم رہنے جنگ حال کے محسوب ہوگا یہ اجازت لارڈ مذکور کی سوانح عمری مین ایک مشہور
یادگار باقی ہی یہ تدبیر صرف نواب فیض اللہ خان کے ڈرانے کے واسطے کی گئی تہی - کیونکہ آصف الدولہ
کو اوس جاگیر سے نفع خاص لینے کی اجازت نہ تہی جب مدراس اور بمبئی کے حاطونمین لڑائی کی
آگ بہڑک رہی ہتی تو لارڈ ہیسٹنگز نے نواب آصف الدولہ سی کہا کہ تم نواب فیض اللہ خان سے پانچہزار
سوار اپنی خدمت کے لئے مانگو تاکہ انگریزی اسپاہ مدراس جانے کے لئے کافی ہو اور گورنر جنرل نے
نواب فیض اللہ خان کو بہی پانچہزار فوج آصف الدولہ کے واسطے تیار کرنیکی ہدایت کی اس سوال
پر نواب فیض اللہ خان نے لکہا کہ مجھے عہدنامہ کی موافق پانچہزار سپاہ کل رکھنے کی اجازت ہے
جس مین دو ہزار سوار ہین جو اسوقت سرکار کمپنی کی خدمتگذاری مین مصروف ہین اور تین ہزار پیادے
ہین وہ ملک کی تحصیل آمدنی کرتے ہین - اونکے بغیر کام ملکداری کا نہین چل سکتا ہے - مین
سپاہ کہان سی لاؤن گورنر جنرل نے نواب فیض اللہ خان کے اس جواب پر جان برسٹو لکہنؤ کے رزیڈنٹ
کو لکہا کہ وہ نواب فیض اللہ خان سی تین ہزار سوار مانگے اسپر بہی اونہون نے عذر کیا - مگر دو ہزار
سوار اور ایکہزار پیدل بہیجدئے اسپر انگریزون نے نواب آصف الدولہ کو سمجہایا کہ وہ راضی
نہون غرض موافق دفعہ سوم عہدنامہ جنارگڑھ نواب آصف الدولہ نے ارادہ کیا کہ نواب فیض اللہ خان
کی ریاست ضبط کرلین کیونکہ انگریز اس عہدنامہ کے ضامن جب تک تہے کہ کوئی نقض عہد نواب
فیض اللہ خان کی طرف سی نہو - اب یہ بڑی ہٹ دہرمی ہتی کہ انگریز اس بہانے سے عہدنامہ لال
ڈانگ سے پہرتے تہے اوس مین یہ کہان لکہا ہوا تہا کہ پانچہزار سوارون سی نواب اودہ کی اعانت
کی جائیگی - اوس مین تو دو تین ہزار سپاہ کا حسب قابلیت وعدہ تہا وہ بہی سوارون کا نتہا غرض
کہان یہ عہد کہ پانچہزار سپاہ سے زیادہ نرکہو کہان یہ معنی اوس کے کہ پانچہزار سوار نواب اودہ
کی خدمت کے لئے بہیجو زمین آسمان کا فرق تہا مگر زبردستون کو اختیار تہا کہ جو چاہین سو کرین
اس وقت تو فقط اس اصول پر ہیسٹنگز صاحب کا عمل تہا کہ جس رئیس اعلا میرے جو کہنا نہ مانے
وہ اپنے ہی جو مرغی موٹی ہو اوسے ذبح کیجئے - ۱۷۸۲ء مین آصف الدولہ کو از حد اصرار ہوا کہ
گورنر جنرل اجازت دیدین کہ وہ نواب فیض اللہ خان اس خدمت کے عوض ہرجہ کا روپیہ
دینے پر راضی ہوئے چونکہ وہ ایک غنی مقدرت رئیس خیال کئے جاتے تھے اسواسطے پندرہ لاکہہ
روپئے ہرجے کی بابت طلب کئے گئے - اس روپے کے ادا کرنے پر نواب فیض اللہ خان راضی

ہو گئے اور میجر پامر صاحب انگریزوں کی طرف سے گئے اور وہان ایک مہینہ رہی اور نواب فیض اللہ خان
سے پندرہ لاکھہ روپے لئے اسطرح کہ پانچ لاکھہ روپئے فوراً دیے اور پانچ لاکھہ فصل خریف مین
اور دو لاکھہ بیچ سنہ ۱۱۹۱ فصلی مین اور باقی تین لاکھہ روپئے شروع خریف سنہ ۱۱۹۰ فصلی مین ادا
کرنے کا وعدہ کیا اور ۲۷ ربیع الاول سنہ ۱۱۹۷ ہجری مطابق ۱۷ فروری سنہ ۱۷۸۳ء کو پامر صاحب نے نواب
وزیر کی طرف سے اوس شرط کو جس سی اوپر فرض تہا کہ بوقت ضرورت دو تین ہزار سپاہ سے نواب وزیر
کی مدد کرین عہد نامہ سابق سے منسوخ کر دیا - اور اس تاریخ سی نواب فیض اللہ خان فرض مدد دہی
سپاہ سے بری کیے گئے

اس کی علاوہ پندرہ لاکھہ روپئے اور اس بہانے سے وصول کئے کہ یہ جاگیر نواب فیض اللہ خان کے
حین حیات تک تہی اب یہ اُنسے عہد کیا گیا کہ نسلاً بعد نسل یہ ملک قایم رہیگا مگر مل کی انگریزی تاریخ مین
لکھا ہے کہ اس دوسری رقم کے دینے سے نواب فیض اللہ خان نے انکار کر دیا - گورنر جنرل نے
کورٹ ڈایرکٹرز کو رپورٹ بہیجی کہ آصف الدولہ کی درخواست نواب فیض اللہ خان سے
پانچہزار سواروں کی بیجا تہی - سوا فوق عہدنامے کے دو تین ہزار سپاہ سے خدمتگذاری اونکی
ذمے واجب تھی - اور جو افواہین کہ اونکی بغاوت کی نسبت مشہور ہوئی ہتین وہ محض بے اصل
ہتین - مل کی تاریخ مین لکہا ہے کہ اس معاملے مین انگریزی دست اندازی نے صرف
اپنا اعتبار ثابت کرنا چاہا - مگر اوس کے خلاف لوگون مین یہ مشہور ہوا کہ آصف الدولہ نے
اس دست اندازی کی بابت انگریزی حکومت کو کچہہ معاوضہ دینے کا وعدہ کیا تہا -

ہیسٹنگز صاحب گورنر کا لکھنؤ مین ورود اور آصف الدولہ کی مان اور دادی کی جاگیر پھر اون پر بحال کرا دینا

تاریخ مظفری مین لکہا ہی کہ آصف الدولہ نے سنہ ۱۱۹۸ ہجری مین حیدر بیگ خان کو کلکتہ
کو ہیسٹنگز صاحب کے پاس بہیجا جس کام کے لئے وہ بہیجے گئے تہے اوس کو اچہی طرح
انجام کو پہنچایا کہ آصف الدولہ نہایت رضامند ہوے - گورنر جنرل ہیسٹنگز صاحب

کے کام سے بھی ایسے ناراض ہوگئے جیسے وہ مڈلٹن صاحب کے کام سے ہوئے تھے اس لئے
اونکو چند مہینے کے بعد ہی معزول کرنا چاہا مگر اور ممبران کونسل نے گورنر جنرل کی رائے کے ساتھ
اتفاق نکیا اور وہ بدستور کام کرتے رہے ۔ مگر گورنر جس کام کے پیچھے پڑتے تھے اُسے کرکے چھوڑتے
تھے اب اونھون نے یہ تجویز پیش کی کہ لکھنؤ مین رزیڈنٹ ہی نرہے اور جو رزیڈنٹ سے کام لیا جاتا ہی
وہ ہندوستانیون ہی لیا جائے اسلئے کہ نواب کو بڑی شکایت ان رزیڈنٹون کے ہاتھ سے رہی ہے
ہمیشہ نواب کے خط اونکی شکایت مین آتے رہتے ہین - اس پر کونسل مین کئی روز تک مباحثہ رہا مگر آخر کار
سنہ ۱۷۸۴ء مین گورنر جنرل کو اپنی رائے مین کامیابی ہوئی - اور اونھون نے اب خود لکھنؤ آنے کا ارادہ کیا
اور ۲۷ مارچ سنہ ۱۷۸۴ء مطابق سنہ ۱۱۹۸ ہجری کو وہ لکھنؤ مین آئے اون کا منشا مطلب یہان آنے سے یہ
تھا کہ نواب وزیر سے سرکار کمپنی کا قرض وصول کرین - اونھون نے آصف الدولہ کے نائب سے روپیہ
وصول کیا معلوم نہین اون مصیبت کی ماری رانڈ بیگمون پر کیا دلمین رحم آیا کہ اونکی جاگیر کا ایک حصہ بھی
فرو گذاشت کرایا ان بیگمون کے ظلم و ستم پر انگلستان مین بڑی ہاے واے مچ رہی تھی اور تحقیقات ہوتی تھی
گورنر نے وزیر سے یہ کہدیا کہ اونکو جاگیر دینے مین تمہارا اور تمہارے ملک کا بھلا ہی - مجھکو یقین ہے تمہین انتظام مین
بڑی مدد پہنچے گی ۔ ۲۷ اگست سنہ ۱۷۸۴ء کو گورنر جنرل نے لکھنؤ سے مراجعت کی

مرزا جوان بخت اور مرزا سلیمان شکوہ اور مرزا سکندر شکوہ شہزادگان دہلی کا لکھنؤ مین ورود اور اونکے معاملات

مرزا جوان بخت جو شاہ عالم کی نیابت مین دہلی مین مدبر تھے سنہ ۱۱۹۶ ہجری مین[ل] قلعہ سے
نکلکر لکھنؤ کیطرف روانہ ہوئے تو نواب آصف الدولہ نے وارن ہیسٹنگز کے لکھنے کے بموجب شاہزادے کو
کمال آبرو کے ساتھ ہاتھون ہاتھ لیا اور رسم خدمتگذاری ادا کی دو لاکھ روپیہ نقد اور چند کشتیان جواہرات
و پوشاک نفیسہ کی اور دو ہاتھی اور ۲ گھوڑے کرم قلی خان پسر منیر الدولہ کی معرفت برائے استقبال
روانہ کئے الغرض کرم قلی وزیر کے حکم سے کئی پلٹنین تلنگون کی اور کئی سو سوار اور تحائف مذکور لیکر روانہ ہوا
جب شاہزادے قریب پہنچے تو نواب وزیر نے بھی استقبال کیا - اور اعزاز و اکرام سے اپنے ساتھ لائے

[ل] دیکھو جام جہان نما

اور ۵ ہزار روپیہ ماہوار سطع اور کارخانجات وغیرہ کے تھے مقرر کیا اور بارہ دری نگینہ محل مین ٹھیرایا۔
گو شاہزادے کی صحبت نواب وزیر سے مرغبازی پتنگ بازی و آتشبازی و خوش عقدی مین دو مہینہ کٹی
اچھی تھی۔ مگر کسی ضعیف کے بعد شاہزادے کی صحبت وزیر سے برہم ہوئی۔ شاہزادے کا مزاج اعلاف پسند تھا
ایک لکھنوی طوائف کرم بخش نامی سے جو محبت مین آنکھین لڑ گئین اور اوس کو شمع کاشانہ محل بنایا بیگم
صاحبہ کی پاسداری کی وجہ سے یہ امر نواب وزیر کی ناخوشی کا باعث ہوا اور شاہزادے کی صحبت مرغبازون
وغیرہ اراذل سے زیادہ بڑھی آخر کار شاہزادے نے بنارس مین جا کر قیام کیا۔ جبکہ وارن ہیسٹنگز اپنے
عہدہ گورنری سے مستعفی ہو کر کلکتے سے چلے گئے اور لارڈ کارن والس اونکی جگہ مقرر ہو کر آئے اور سنہ ۱۲۰۱
ہجری مین لکھنو کو وزیر سے ملنے کے ارادے سے روانہ ہوئے تو راہ مین بنارس کے اندر شاہزادے سے
ملاقات ہوئی شاہزادے نے گورنر جنرل کو خلعت عطا کیا۔ دوسرے دن نواب سعادت علیخان گورنر جنرل کی
ملاقات کو گئے اور تھوڑی دیر بات چیت کر کے اپنے مقام کو لوٹ آئے گورنر جنرل نے دوسرے دن
سعادت علی خان کے قیام گاہ پر جا کر رسم بازدید ادا کی نواب نے اونکی ضیافت کی پھر شاہزادہ جوانبخت
گورنر جنرل سے ملنے کے لئے اونکی فرودگاہ پر گئے۔ اور اپنی خواہش بنا ہتی پر نواب سعادت علی خان کو تو
نہ بٹھایا۔ ایک خواجہ سرا کو لے گئے۔ وجہ اسکی یہ تھی کہ اونکو گورنر جنرل سے تنہائی مین کچھ باتین کرنا تھین
جب یہ حال نواب سعادت علی خان کو معلوم ہوا تو وہ بہت کبیدہ خاطر ہوئے۔ شاہزادے نے گورنر جنرل
سے کہا کہ الہ آباد اور کوڑے کے اضلاع جس طرح بادشاہ سلامت کے قبضے مین دے گئے تھے
اوسی طرح ہم کو ملجانا چاہیے۔ گورنر جنرل نے کہا کہ آپ لکھنو کا قصد رکھتے ہین اور مین بھی وہین جاتا
ہون وہان پہنچکر یہ بات وزیر الممالک سے کہی جائے گی غرضکہ گورنر جنرل لکھنو کو گئے اونکے پیچھے پیچھے
شاہزادے بھی لکھنو کو روانہ ہوئے۔ گورنر جنرل نے وزیر پر شاہزادے کی خواہش ظاہر کی آصف الدولہ
نے لطائف الحیل کے ساتھ اون اضلاع کے دینے سے انکار کر دیا اور شاہزادے سے ظاہر باطن
مین ایسے کبیدہ ہوئے کہ شاہزادے کو اونکی عملداری مین رہنا ناگوار گذرنے لگا اسلئے گورنر جنرل کے
مشورے سے اکبر آباد کی طرف چلے گئے۔ فرخ آباد کے مقام سے شاہ عالم بادشاہ کو یہ اطلاع گذری
کہ مرزا جوان بخت اکبر آباد کی طرف جا رہے ہین تو بادشاہ نے اونکو شاہجہان آباد مین بلا لیا۔ کچھ دنون
یہان رہکر شاہزادے رخصت حاصل کر کے ۲۲ ربیع الثانی سنہ ۱۲۰۲ ہجری کو اکبر آباد پہنچے مگر یہان
اتنی آمدنی نہ تھی کہ اونکے مصارف کو مکتفی ہوتی۔ اسلئے دوبارہ لکھنو کا عزم کیا۔ اور ۵ رجب سنہ ۱۲۰۲
کو فرخ آباد کے رستے سے لکھنو مین آئے۔ اور وہان سے بنارس کو روانہ ہوئے۔ اونکی آمد مین

چار ہزار پیادہ و سوار اور دس توپین اور پندرہ بیس ہاتھی تھے۔ بنارس مین آنکر مادھو داس کے باغمین قیام کیا۔ گورنمنٹ نے سولہ ہزار روپیہ ماہوار شاہزادے کا سرکار نواب وزیر کی حسابات ملکی سے جداگانہ مقرر کردیا آخر شاہزادے نے ۲۵ شعبان ۱۲۱۲ ہجری کو عارضہ سہ ضیق مین مبتلا ہوکر انتقال کیا۔ نواب سعادت علیخان اور رزیڈنٹ بنارس کے اہتمام سے مدفون ہوئے

وقایع عالم شاہی مین لکہا ہے کہ ۱۲۰۹ ہجری مین **شاہزادہ سلیمان شکوہ** مخفی قلعہ دہلی سے نکلکر لکہنو کے ارادے سے روانہ ہوئے اور ۳ جمادی الاخرے روز سہ شنبہ کو مقام بریلی مین راجہ صورت سنگہہ اور راجہ جگتناتھ اوسکے داماد نے ملازمت شاہزادے سے مشرف ہوکر ایک ہاتھی اور پانچہزار روپیے نذر کیے۔ شاہزادے نے صورت سنگہہ کو اپنا خاص دو پٹہ اور اوس کے داماد کو دو شالہ عطا کیا۔ اتفاق سے اوس زمانے مین گورنر جنرل خود لکہنو مین آئے ہوئے تھے ۷ جمادی الاخرے کو شاہجہانپور کی منزل مین آصف الدولہ اور عماد الدولہ ہیسٹنگز صاحب بہادر جلادت جنگ گورنر جنرل کی عرضداشتین پہنچین اونکے ساتھ شاہ عالم کے شقہ شریف کی نقل بھی تھی جو شقہ ان دونون رئیسون کے نام تھا اور مضمون اوس کا یہ تھا کہ مرشد زادہ بے اشتہار سامے اقدس سے چلا گیا ہو شاہزادے نے اون کو جواب ایسا لکہا دیا جس سے اونکی تشویش رفع ہوئی ۱۳ جمادی الاخرے کو راج گوبند رام وزیر کی جانب سے اور کپتان اسکاٹ گورنر جنرل کی طرف سے اپنے اپنے موکلون کے عرایض لیکر شاہزادے کے حضور مین پہنچے کپتان نے تین ہاتھی مع عماری ہائے سلیمان دار اور نقرئی خوصتون کے اور نشان وبان گورنر جنرل کی جانب سے پیش کیے اور جبکہ منزل بہان مین شاہزادے نے یہ سنا کہ وہ دونون رئیس خود استقبال کو آتے ہین تو شاہزادے نے مکرم الدولہ کو اون لینے کے لئے روانہ کیا ۱۴ ماہ مذکور کو نواب وزیر نے چار ہاتھی مع عماری نقرہ اور پانچ گھوڑے اسباب مراتب ونشان وبان شاہزادے کی خدمت مین نذر گذرانے اور اوس دن دونون سرداروں نے عطائے شائستہ سے سرمفاخرت بلند کیا ۱۸ جمادی الاخرے کو شاہزادے لکہنو مین داخل ہوئے اور وزیر کے دولت خانے پر تشریف لے گئے وزیر نے دو ہاتھی اور دو گھوڑے اور ایک نقرئی پالکی اور جواہر اور کپڑون کے خوان اور ہتہیار پیشکش گئے شاہزادے نے بمنظور قبول کرکے اوس مقام پر چلے گئے جو اونکے رہنے کے لئے تجویز ہوا تہا۔ جام جہان نما مین مولوی قدرت اللہ نے لکہا ہے کہ آصف الدولہ نے شاہزادے کے مصارف کیلئے چھ ہزار روپیہ مقرر کیا

مرزا سکندر شکوہ بھی لکہنو مین آئے تھے۔ اس زمانے مین نواب آصف الدولہ

مرض الموت مین مبتلا تھے کچھ دنون مراتب خدمت گذاری ادا ہوتے لیکن جیسا کہ مد نظر تھا
ویسی مدارات ظہور مین نہ آئی کہ وزیر موصوف نے انتقال فرمایا۔ مگر سولہا ہزار روپیہ بنارس
مین اولاد مرزا خرم بخت و مرزا جوان بخت کے لئے جاتا رہا اور سات ہزار روپیہ ماہوار قدیم سے
شاہ عالم بادشاہ کے باورچیخانہ خرد کے مصارف کے لئے بھیجا جاتا تھا اور مرزا سلیمان شکوہ کیلئی
چھ ہزار روپیہ اور سکندر شکوہ کے لئے دو ہزار روپیہ ماہیہ قرار پایا۔ مگر نواب سعادتعلیخان کی مسندنشینی
کے وقت جو عہدنامہ ہوا تھا اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جوان بخت کی بیگم اور شاہزادگان بنارس
کی تنخواہ سالانہ دو لاکھ چار ہزار روپیہ جاتی تھی

لارڈ کارن والس کے پاس کلکتہ کو حیدر بیگ خان کا آصف الدولہ کی طرف سے جانا تاکہ سپاہ انگریزی کا بوجھ ریاست کے سر سے ٹالے۔ گورنر جنرل کا بہت سا خرچ سپاہ اور انگریزوں کا نواب کے ذمے گھسا دینا

جبکہ مسٹر ہیسٹنگز صاحب کی جگہ لارڈ کارن والس گورنر جنرل ہوے تو آصف الدولہ نے اپنے وزیر حیدر بیگ
خان کو کلکتہ کو بھیجا حیدر بیگ خان آخر محرم سنہ ۱۲۰۱ ہجری مطابق نومبر سنہ ۱۷۸۶ء عین برسات مین لکھنؤ سے کلکتہ
کی طرف روانہ ہوتے و ربیع الاول کو عظیم آباد پٹنہ کے علاقے مین پہنچے ایک دن وہان ٹھیر کر
آگے کو روانہ ہوا۔ کلکتہ پہونچکر گورنر جنرل سے ملے نواب آصف الدولہ کا انکے بھیجنے سے مطلب یہ تھا
کہ سپاہ انگریزی کا بوجھ اپنی گردن سے ٹالین۔ اور فتح گڈھ کے برگیڈ کو جسکے بلا لینے کا وعدہ ہیسٹنگز
صاحب کر گئے تھے اپنے ملک سے نکالین۔ حساب دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب نو برس سے
چوبیس لاکھ روپیہ سالانہ انگریزوں کو دیتے تھے سنہ ۱۷۷۵ء کے عہدنامے کے مطابق اونکو ۳۱۲۰۰۰
روپیہ اور سنہ ۱۷۸۱ء کے صلح نامے کے موافق ۰۰۰۳۴۰ روپیہ دینا چاہئے تھا۔ گورنر جنرل نے جو ملازمان
کمپنی نواب اودہ کا روپیہ بیٹھے کہا رہے تھے اوس کا انتظام کر دیا اور بہت خرچ گھٹا کیا ایک دوسرے
برگیڈ کا خرچ اونکے ذمے رکھا جو ہمیشہ اونکی حفاظت کے لئے تیار رہے کیونکہ سکھون کا خوف اودہ کے
پیچھے لگا ہوا تھا۔ اوسی قدر سپاہ اوسکے ملک کی حفاظت کے لئے کافی تھی۔ بام صاحب کو جو

گورنر جنرل کے اجنٹ صرف اس لئے رہتے تھے کہ نواب آصف الدولہ اور گورنر جنرل کے خطوط ایکدوسرے
کے پاس پہنچا دیں موقوف کردیا اس اجنٹ کا خرچ ۱۱۲۲۳۰۰ روپیہ سالانہ کا تھا فقط اجنٹ کی تنخواہ
۲۲۸۰۰۰ روپیہ سالانہ تھی ہیسٹنگز صاحب جب لکھنؤ میں آئے تھے تو اون کا باڈی گارڈ معزول ہوا
وہ برخاست کیا غرضکہ لارڈ کارنوالس نے روپئے کو گھٹا کر پچاس لاکھ روپیہ سالانہ خراج نواب کے ذمے
رکھا مگر باعث ضعف انتظام نواب کم کرنا فوج انگریزی کا حسب عہدنامہ سنہ ۱۷۸۱ء مناسب تصور نہین
ہوا اور گورنر جنرل نے ۱۵ اپریل سنہ ۱۷۸۷ء کو نواب کو لکھا کہ جو عہدنامہ انگریزی کمپنی اور نواب شجاع الدولہ
کے درمیان ہوا تھا اوس مین طرفین کا نفع ملحوظ رکھا گیا ہے اور وہی مطلب آپکی اور کمپنی کی دوستی اور
اتفاق مین ملحوظ رہا ہے پس جو اتفاق طرفین کی بہبودی اور رفاہ کے واسطے ہو اوسکو پائدار ہونا
چاہئے اس سبب سے کہ میری تقرری یہان امورات کے انتظام کے لئے ہوئی ہے میری نیت ہمیشہ
اسپر متوجہ رہی ہے کہ یہ اتفاق دوستانہ مضبوط اور مستحکم ہو چونکہ مین کمپنی کے اور آپکے ملکون کو یکسان
تصور کرتا ہون تو حفاظت آپکے ملک کی ضروری ہوئی اس سبب سے کہ وہ سرحدی ملک ہے اور
اور اوس مین غیر کا حملہ ممکن ہے اور یہ حفاظت کمپنی کی فوج کی مدد کے بغیر بخوبی نہین ہوسکتی اسلئے
مین آپکے روبرو وہ امور ظاہر کرتا ہون جو بہت سے غور و تامل کے بعد میرے نزدیک مناسب
ہین - فوج مقیم فتحگڈھ کے باب مین جسکی برخاستگی عہدنامہ چنار گڑھ سنہ ۱۷۸۱ء کے مطابق ہوئی ہے
مین صلاح دیتا ہون کہ وہ برخاست نکی جاوے بلکہ وہان مقیم رہے مین یہ صلاح اس وجہ سے دیتا ہون
کہ آپ کا ملک وسیع ہے اور جو فوج وہان مقیم ہوگی وہ آپکے ملک کی حفاظت کے واسطے ضرور کارآمد
ہوگی - اگرچہ بالفعل کوئی فوجکشی آپکے ملک پر خیال مین نہین ہے مگر آخرکار آپکے ملک کی حفاظت
فوج موجودہ ملک پر منحصر ہوگی - اور جب تک فوج آپکے ملک مین رہیگی اوس وقت تک کوئی
خیال فوجکشی بھی آپکے اوپر نہ کریگا - اور یہ بات ظاہر ہے کہ فوج کمپنی کی دلاوری اور قوت
اکثر جنگ گاہون مین آزمائی گئی ہے یہانتک کہ جب اوس کے دشمن کی فوج اوس سے بیس گنی بھی
زیادہ تھی تاہم اوسکی قوت اور طاقت ظاہر ہوئی ہے - اور خدا کی برکت سے وہ ہمیشہ اپنے دشمن پر
زور آور رہیگی اور فتحیاب ہوگی - مگر چونکہ ہمیشہ واقعات جنگ مین ہمیشہ شبہہ رہا کرتا ہے تو عقل
و احتیاط مقتضی اسکی ہے کہ ہر ایک تدبیر ممکن الوقوع عمل مین آوے تاکہ یقینی فتح ہماری طرف
عاید ہو آپکو بھی معلوم ہوگا کہ کچھہ نسبت کمپنی کی فوجین اور آپکی فوجین نہین ہے اور یہ کہ بغیر مدد کمپنی کی فوج کی
آپکی حکومت اور آپ کا ملک محفوظ نہین رہسکتا - مجھے یقین ہے کہ اگر آپ میری رائے پر غور کرینگے

تو آپ کو راجی میرے بیان کی معلوم ہوگی اور آپ قیام ایسی فوج کا منظور کرینگے جسکی دلاوری اور وفا
پر اعتبار کلی ہے اور اُنکے مقابلے مین جو دشمن اور جنگ کچھ نہین چلسکتے اور مجھکو شک نہین کہ آپ خرچ زیادہ
اس فوج کا منظور کرینگے کیونکہ اس سے حفاظت ملک مقصود ہے اس واسطے مین بلا تامل صلاح دیتا ہون
کہ آپ اوس قدر اپنی فوج کو برخاست کرینگے جسقدر اس زائد کا امداد فوج کے قیام کے واسطے کفی
ہوگا ۔ اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو کہ جسقدر روپیہ اس فوج کے لیے ضروری ہے وہ آپکے ملک مین صرف
ہوتا ہے ۔ اصل مطلب اس صلاح کا یہ ہے کہ آپکے ملک کی حفاظت کی تدبیر کامل ہو ۔ اور آپ کو اس امر کا
یقین ہوگا کہ ہماری حمایت کا فائدہ کیا ہے ۔ کیونکہ تمام ملک ہندوستان مین دیکھو فساد اور خرابی ہو رہی ہے
مگر آپ کے ملک مین امن و امان جاری ہے اس صدر کی تائید مین اور بہت سے دلائل قوی تر
بیان ہو سکتے ہین ۔ مگر میری رائے مین جس قدر کہ مین نے بیان کیا ہے اوس کا نتیجہ بھی کم نہین اور اوس سے
آپکی رائے مین بھی میری صلاح قرین مصلحت ہوگی ۔ اس واسطے زیادہ طول دینا ضرورت نہین رکھتا
میرا مصمم ارادہ یہ ہے کہ آپ کو تکلیف اوس خرچ سے زیادہ جو کمپنی کا آپکی دوستی اور آپکے ملک کی
حفاظت کے باعث سے ہوتا ہے نہ دی جائے اور جو حساب میرے پاس ہے اوس سے ظاہر ہے کہ
پچاس لاکھ فیض آبادی سکہ سولہ سنہ کا خرچ ہوتا ہے ۔ اسی روپیہ مین نواب سعادت علی خان کا وثیقہ
اور دیہلو کی تنخواہ اور رزیڈنٹ صاحب گورنمنٹ انگریزی کے اخراجات شامل ہین ۔ الغرض میری
تجویز اور نیت یہ ہے کہ اس عہدنامہ کی منظوری کی تاریخ سے آپ سے زیادہ اوس پچاس لاکھ روپیہ ہی
نہ لیا جاسے گا ۔ اور کسی طرح کا مطالبہ نہوگا ۔ اگر آپ بعد ازین کمپنی سے زیادہ فوج طلب کرین سکے تو اوس کا
خرچہ واجبی اسکے سوا آپ ہی کو دینا ہوگا اور اگر کوئی ہر دو بر گیڈ یا رسالہ سوارون مین سے واپس طلب کیا جائیگا
یا فوج مین زیادہ کمی ہوگی اوسی قدر حساب واجبی کرکے آپ کو دلاؤنگا ۔ اس نظر سے کہ اس عہد نامے
کے مطالب مین کوئی وجہ اختلاف رائے کی باقی نرہے ۔ مین آپ کو اطلاع دینا ضروری تصور کرتا ہون
کہ اگر کسی ضرورت پر کچھ تبدیلی اس فوج مین واقع ہو خواہ بہ زیادتی یا کمی رسالہ یا پیادگان کی تو یہ
شرط مانع اوسکی نہوگی ۔ اگر کل فوج مین زیادہ کمی واقع نہوا اور یہ بھی واضح ہو کہ اس تبدیلی کے عوض
کچھ زیادہ آپسے مطالبہ نہوگا ایک رزیڈنٹ جیسا اب ہے آپ کے دربار مین رہے گا ۔ مگر چونکہ ابتدای
کمپنی کی اور میرا ارادہ ہے کہ آپ کی حکومت مین کسی طرح کی مداخلت نہ کی جاے ۔ اس لیے احکام
تاکیدی رزیڈنٹ کے نام جاری ہونگے کہ وہ مداخلت خود نہ کرے ۔ اور نہ کسی رعایاے انگریزی
کی طرف سے معافی محصول وغیرہ کا یا کسی اور طرح کا دعوے بذریعہ حکم گورنمنٹ انگریزی کے پیش

کرانے کا حاصل کلام یہ ہے کہ تمام انتظام آپ کے ملک کا آپکے اور آپکے اہلکاران کے سپرد رکھو کرمین غیر کی مداخلت کا انسداد کرونگا اور تاکہ یہ امر بلا حجت وقوع میں آئے مین صلاح دیتا ہون کہ آپ کسی یورپین کو اپنے ملک مین بغیر میرے حکم تحریری کے رہنے نہ دین اور اگر مین کسی کو ایسی اجازت یا حکم دونگا تو اوسکی نقل آپکے پاس بھیجی جاسے گی - اگر کوئی یورپین بغیر میری اجازت تحریری کے آپکے ملک مین جا کر رہے تو آپ اوسکو زبردستی اوٹھا دین اور اگر اوسکی طلبی ہو تو آپ صاحب رزیڈنٹ کے پاس جو کمپنی کیجانب سے رہیگا اوسکو بھیجدین - مینے جو حالات گذشتہ ملاحظہ کئے اور آپ کی دوستی کا حال جو آپ کے اور کمپنی کے درمیان مین ہے مشہور عام ہے دیکھا تو مجھے حال ذیل لکھنا مناسب متصور ہوا کہ چند سال گذشتہ مین آپکے ملک والون نے خود غرضی سے اکثر استغاثے گورنمنٹ انگریزی مین کئے تھے جسکے سبب سے بدنامی آپکے انتظام کی ہوئی ہے میرا ارادہ یہ ہے کہ اس کا انسداد ہو اور سینے تہیہ توجہ اونکے استغاثے پر نہین کی ہے - مگر چونکہ دوستی باہم منظور ہے - اس لئے اگر آپ انصاف کو کار فرماوین تو طرفین کی نیکنامی اور شہرت کا موجب ہے - فرخ آباد کے بارے مین عہدنامہ چہارم کی شرط چہارم کا لحاظ رہیگا اور انگریزی رزیڈنٹ وہانسے اب خواہ بعد انقسام سنہ ۱۲۴۹ فصلی کے طلب کرلیا جاسے گا - اور بعد اس سنہ کے وہ وہان نہ رہے گا اور نہ دوسرا مامور ہوگا اس بارے مین بسبب اسکے کہ اتبک مداخلت اس گورنمنٹ کی اوس ضلع کے بندوبست مین تھی مین آپ کی اطلاع دینی مناسب تصور کرتا ہون کہ آپ نواب مظفر جنگ کے حقوق کا لحاظ رکھین گے اور اگر کسی وجہ سے آپ کو فرخ آباد کے معاملات کا انتظام کرنا پڑے تو آپ وعدہ کرین کہ آپ اوس علاقے کی آمدنی سے کافی روپیہ نواب مظفر جنگ کے اچھی طرح گذارے کے لایق علیحدہ کردینگے اور چونکہ مظفر جنگ کی ماں اور بھائی دل دلیر خان اور دیپ چند دیوان سابق نے انگریزی گورنمنٹ کے ساتھ وجوہ دوستی ظاہر کی ہین اسلئے یہ بات ضروری ہے کہ کچھ گذارہ اونکے لئے بلا واسطہ مظفر جنگ تجویز ہو - مشہور ہے کہ دل دلیر خان کو مظفر جنگ اپنا دشمن تصور کرتا ہے اور جو اعتبار کہ دل دلیر خان پر اس گورنمنٹ کا ہے اوسکی وجہ سے اندیشہ ہے کہ اگر اوسکی پورے طور پر حفاظت نہو گی تو وہ مظفر جنگ کی خفگی سے نقصان اوٹھائے گا اسلئے مجھے امید ہے کہ آپ وعدہ کرین کہ خاص اون لوگونکی پنشن مظفر جنگ کے خرچ مین سے اون کو علیحدہ صاحب رزیڈنٹ کی معرفت دلوایا کرین - اوس حساب کی رو سے جو آپکے اور کمپنی کے درمیان مین تیار ہوا ہے ظاہر ہوتا ہے کہ آپکے ذمے بہت باقی ہے - مگر حسب نیت مذکورہ بالا مین نہین چاہتا کہ آپ کو زیادہ دینے کی تکلیف ہو - مگر جو ضروری اخراجات ہون اونکا ادا کرنا منظور ہے - مین اسواسطے

صلاح دیتا ہون کہ آپ جس تاریخ سے یہ عہدنامہ قرار پاسے گا آپ اوس تاریخ کو تمام تعداد سے
تنخواہ فوج جو آپ کے ملک مین موجود ہے۔ اور سند بستی اور نواب سعادت علیخان اور سرداران روہیلہ کا
خرچ اور فیض زنعابلے مسترا مذربین اوا کرد ین اور باقی جو کچھ رہیگا وہ حساب کے کاغذات سے
پاک ہوگا۔ اور اس گورنمنٹ کے قرضے کے علاوہ آپکے ذمے لغو نہ کیا جائے گا۔ جو مطالب کہ امین
لکھے گئے ہین اونکی بابت مین اکثر گفتگو حیدر بیگ خان سے ہوئی وہ آپ کا بڑا خیرخواہ ہے اور دونون
سرکارون کا دوست ہے۔ او چونکہ وہ آپ کے کل امور سے واقف ہے اور آپ کا معتبر ملازم اور وزیر اعظم
ہے اسلیئے مینے اوسکو امور فوائد باہمی کا مجاز تصور کرکے بلا تامل اوس سے وہ سب حال جو میری رائے مین
فوائد سطرفین کی ترقی کے لئے مناسب اور مفید متصور ہوا کہا ہے اور میری راے مین اوس سے کہنا بمنزلے
آپکے ساتھ کہنے کے ہے۔ مگر چونکہ آپکی منظوری بھی شرائط مقبولہ حیدر بیگ خان سکے لئے ضروری اسلئے
مینے مناسب تصور کیا کہ علت غائی اوسکی اس تحریر مین درج کرون باقی حال مفصل حیدر بیگ خان آپسے
بیان کرے گا۔ آپ اطمینان رکھین کہ نہایت ایمانداری سے تمام شرائط کی تعمیل انراہل کمپنی طرفسے
کروںگا۔ طلسم ہند مین لکھا ہے کہ حیدر بیگ خان نے کرور روپے کا جواہرات گورنر جنرل کی نذر کیا تہا
اونھون نے اپنی عالی ہمتی سے کہا کہ اس تحفے کے عوض کونسی نایاب شئے نواب وزیر کے پاس اپنی طرفسے
روانہ کرون اس سے بہتر یہ ہے کہ یہی تحائف نواب وزیر کو ہماری طرفسے پہنچا دو۔ تاریخ مظفری مین بیان
کیا ہے کہ گورنر جنرل نے آصف الدولہ کے تحائف اس وجہ سے نہین قبول کیئے کہ وہ ولایت مین انجیل
اوٹھا کر آئے تھے کہ مین ہندوستان کے کسی رئیس کا تحفہ نہین لونگا۔ اور اونھون نے صراحت کے ساتھ
حیدر بیگ خان سے ان تحائف کے نہ لینے کا عذر کردیا حیدر بیگ خان تھوڑے دنون کلکتے مین رہکر
گورنر جنرل سے رخصت ہوئے اور راستے سے لوٹ عظیم آباد مین باقی پور کے پاس حیدر وز توقف
کرکے لکھنؤ پہنچے اس سفر مین بہت سا روپیہ اہل حاجات کو دیا تہا بعض کہتے ہین کہ انہون نے اس کام مین
ایک لاکھ روپئے صرف کیے بعض اس سے بھی زیادہ بتاتے ہین۔ اس کارروائی کے ظہور سے نواب
آصف الدولہ حیدر بیگ خان سے بہت خوش ہوے اور اونکو سب سے زیادہ دولت خواہ سمجھنے لگے

نواب وزیر کی طرف سے گورنر جنرل کی تحریر کا جواب

نواب وزیر نے گورنر جنرل کی تحریر کے جواب میں ایک خط جولائی ۱۷۸۵ء مین اونکو لکھا کہ آپ کی دوستانہ
تحریر پہونچی۔ مضمون اوس کا یہ ہے کہ کمپنی کا اور آپ کا یہ مصمم ارادہ ہے کہ میری حکومت اور انتظام مین

مداخلت نہوگی اور رزیڈنٹ لکھنؤ کو حکم تاکیدی ہوگا کہ وہ نہ آپ مداخلت کرے گا اور نہ کوئی
اور شخص آپ کا ماتحت کسیطرحکی مداخلت کرنے پاے گا۔ اور میرے ملک کی حکومت میرے
اور میرے اہلکارونکی متعلق رہے گی اور غیر کی مداخلت بالکل مسدود ہوگی۔ نواب حیدر بیگ
خان نے اون سب امور کو مفصل بیان کیا جو آپ کی مہربانی اور الطاف کے سبب میرے کامونکے
بند و بست کرنے کا باعث ہوے۔ مجھے نہایت خوشی ہوئی میں ہمیشہ آپ کی نیک نیتی کے بھروسے مین
خوش تھا اب اوس کے نتیجے دیکھہ کر خوش ہوتا ہون اور اسقدر شکر گذار ہون کہ اوس کا ایک شمہ
بیان کرنے کے واسطے دفتر چاہیے یہ مشہور ہے کہ نواب مرحوم کی زندگی مین اور اون کے انتقال کے
وقت اور میری جانشینی اور حکومت کے زمانے مین انگریزونکی دوستی کمال درستی اور بے ریائی سے رہی ہے
اور اللہ کی عنایت سے آیندہ یوماً فیوماً ترقی پر ہوگی۔ اس وقت مین ایسا بزرگ رئیس صاحب علم و خبر تمامتر
عقل اور حکومت کامل کے ساتھ میرے ملک کے انتظام کے واسطے آیا مین سمجھتا ہون کہ ایسے رئیس کا
ورود صرف میری خوش نصیبی سے ہوا مجھے امید قوی اور اطمینان کامل ہے کہ میرے تمام کام میری مرضی
کے موافق سرانجام پاوینگے فوج مقیم فرخ آباد کے قایم اور جاری رہنے کے باب مین جو آپنے
تحریر فرمایا ہے کہ وہ مثل سابق قایم رہے مینے بخوبی غور کیا اور سمجھا باوجودیکہ میرے ملک کا بڑا صرف
اس فوج کے سبب سے سال بسال ہوتا ہے۔ سابق مین جو عہد و پیمان سرداران انگریزی کے ساتھ
اس بارے مین ہوئے ہین اور جس طریق پر یہ معاملہ بہت سی گفتگو کے بعد طے ہوا ہے اوس سب سے
آپ بخوبی واقف ہین۔ بہر حال مجھے آپ کی توجہ سے بہتری و بہبودی کی امید ہے اور مجھے لازم آیا کہ
اوس کا اصل و مفصل حال بیان کرون۔ مگر مینے سنا ہے کہ آپ اس طرف تشریف لاتے ہین یہ میری
عین دلی خوشی ہے اور آپ کی ملاقات سے مجھے خوشی حاصل ہوگی۔ اسواسطے اس مطلب کو اوس
وقت پر منحصر رکھا اور یہ ضروری تصور کیا کہ اول آپکی مہمانی حاصل کرون بعد اوس کے آپ مہربانی
و الطاف سے جو مشہور عالم ہے وہ تحریر فرمائینگے جو میری بہبودی اور خوشی کا باعث ہو اور آپ کو بھی
منظور ہو اس لیے آپ کی رضامندی اور خوشی کے قایم رکھنے کے لیے مین منظور کرتا ہون کہ
جو فوج اب فرخ آباد اور کانپور مین ہے وہ بدستور قایم رہے اور اپنے بھائی سعادت علیخان اور
سرداران روہیلہ کی تنخواہین اور رزیڈنٹی اور دوسرے انگریزان اور صاحب رزیڈنٹ ہمراہی
مہاراجہ سیندھیا کے اخراجات اور انکا خرچ وغیرہ بھی جو آپنے پچاس لاکھہ روپیہ مقرر کردیا ہے
کہ مین دیا کرون یہ مجھے منظور ہے اور آپنے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ میرا خرچ اس پچاس لاکھہ سے

زیادہ ہوگا اور اگر کسی طرح کا مطالبہ اسکے سوا نہوگا اور یہ بھی درج فرمایا ہے کہ جب کبھی کوئی
ان دو بریگیڈ مین سے یا رسالہ سواران مین سے واپس طلب کئے جاینگے یا زیادہ کمی لوس کو جمعیت
ہوگی تو کمی خرچ کے مطابق روپیہ کمی کا اس پچاس لاکھہ مین سے مجرا ہوگا مین یہ بھی منظور کرکے
فرد قسط بندی ارسال کرتا ہون - اور مجھے یقین ہی کہ آپ ہمیشہ مہربان اور عنایت فرما میرے
حال پر رہینگے جس مین میری بہبودی اور آسایش کا باعث ہوگا - آپکے مہربانی نامے کے امر
کا جواب نینے نہین دیا ہے اسوجہ سے کہ مینے سنا ہے کہ آپ ضرور اس نواح مین تشریف لائینگے
بس بروقت ملاقات ہر امر مین دوستانہ گفتگو کی جاے گی اب یہ خیال کرکے کہ آپکے حکم کی تعمیل
اور آپ کی رضا جوئی اسمہرایت دوستی سے ہے مینے اپنی منظوری تحریر کی - فرخ آباد کے بارے مین
آپ تحریر فرماتے ہین کہ وہ ملک سابق میرے ماتحت رہیگا اور رزیڈنٹ جو وہان مقیم ہے وہ خواہ اوسوقت
خواہ سنہ ۱۱۹۴ فصلی کے ختم ہونے کے بعد برخاست ہوگا اور سنہ مذکور کے بعد وہ وہان نرہے گا -
اور نہ کوئی اور اوسکی جگہہ مامور ہوگا - اور آپ حکم دیتے ہین کہ مین مظفر جنگ کے ساتھ مہربانی سے پیش
آؤن اور انکے حقوق کا لحاظ رکھون اور جبکہ انتظام امور ضلع مذکور کا مناسب منظور ہو تو معقول پنشن
نواب مظفر جنگ کے لئے مقرر کرون - اور نواب مظفر جنگ کی مان اور اونکے بھائی دل دلیر خان اور
راے دیپ چند دیوان سابق نے جو خواہش دلی گورنمنٹ انگریزی کمپنی کی نسبت ظاہر کی ہی یہ ضرور ہے
کہ کچھہ گذارہ اون کا بالواسطہ نواب مظفر جنگ کے مقرر ہو چونکہ نواب کی دشمنی اونکے ساتھ ظاہر ہے
اور دل دلیر خان پر گورنمنٹ انگریزی کا اعتبار ہونے کی وجہ سے یہ اندیشہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اوسکی
حفاظت نہوگی تو مظفر جنگ کی وجہ سے اوسکو تکلیف ہوگی مین اوس کے واسطے کچھہ گذارہ مظفر جنگ کی
[illegible] مین سے مقرر کرکے لکھنؤ کے رزیڈنٹ کی معرفت اوسکو دلایا کرونگا مین ان سب امور مین
آپکے حکم کی تعمیل کرونگا اور مظفر جنگ کی مان اور دل دلیر خان اور راے دیپ چند کو رزیڈنٹ کی
معرفت گذارہ دلوایا کرونگا اور اونکو حفاظت مین رکھونگا - امید کہ ملاقات حاصل ہونے تک
تحریرات سے معزز اور مسرور ہوتا رہون - اس خط کے ساتھ پچاس لاکھہ روپیہ کی قسط بندی بھی
بھیجی گئی تھی -

حیدر بیگ خان نے اپنی طرف سے بھی ایک عریضہ گورنر جنرل کو بھیجا جس کا مضمون یہ ہی - سابق مین
ایک عرضی اپنے لکھنؤ مین پہنچنے کی حال کی حضور کی خدمت مین بھیجی ہے یقین ہے کہ ملاحظہ مین
گذری ہوگی اب حضور کی تحریر دوستانہ کا جواب نواب وزیر کی جانب سے بھیجا جاتا ہے اور اوسکے

حضور کی رضا جوئی کا حال نواب وزیر کی طرف سے واضح رائے عالی ہوگا حضور نے اونکے امور میں
از حد مہربانی ظاہر فرمائی ہے۔ اور یقین ہے کہ آیندہ بھی وہی عنایات اونکی نسبت مرعی رہینگی
کیونکہ اونکو حضور کی ذات سے نہایت توقع ہے۔ ایک فرد قسط بندی زر اخراجات فوج وغیرہ کی
نواب صاحب کے خط کے ساتھ مرسل خدمت ہے اور مین ایک ہنڈی اوس قدر روپیہ کی جسقدر
دومینول صاحب نے فرمایا تھا کہ ماہ فروری سنہ [illegible] تک تو مجکو چاہیئے بھیجتا ہون اور دو ہنڈیان
اوس روپیہ کی بابت بھی جو شاہزادون اور نواب سعادت علی خان کی تنخواہ کا فروری سنہ [illegible]
تک ہے بھیجتا ہون یہ سب حضور کی ملاحظہ مین گذرینگی۔ چونکہ مجھے سفر مین بہت عرصہ ہوگیا اسلیے
اکثر طریق کارروائی مین بد انتظامی واقع ہوئی ہے اور توقف اور تساہل بھی زر سرکار کمپنی کی ادائی
مین ہوگیا اور اب کہ مین یہان آگیا ہون اور فصل کے تردد وغیرہ کا وقت ہے مین سرکار کے کام مین مصروف
ہوا ہون اور اللہ کی مدد اور حضور کی عنایات سے ہر ایک کام کا انتظام ہو جائے گا اور جو زیادتی کہ اہل
کار پر صاحب اور دوسرے صاحبان انگریز کا ہے وہ جسقدر رسید تحقیقات آخر ماہ فروری سنہ [illegible]
تک ہوگا۔ تمام و کمال ادا ہو جائے گا۔ روپیہ قسط بندی بابت اخراجات فوج ابتدائی تاریخ [illegible]
سے جون سنہ [illegible] تک سرکاری خزانے مین داخل ہوگیا اور آیندہ اللہ کی عنایت سے ماہ بماہ
قسط بندی کے مطابق ادا ہوتا رہیگا امید کہ تحریرات عالی سے سرفراز ہوتا ہون۔

گورنر جنرل کی لکھنو مین تشریف آوری۔ عہدنامہ تجارت

کارن والس صاحب آپ بھی لکھنو مین آئے۔ سلطنت کی طرف سے رسم استقبال اور دعوت
علی قدر مراتب حسن و خوبی کے ساتھ ادا ہوئی۔ تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ اول ملاقات مین آصف
الدولہ نے گورنر جنرل کو تحفے پیش کیے اونہون نے کچھ نہ لیا اور وہی عذر بیان کیا جو حیدر بیگ
خان سے کیا تھا جب آصف الدولہ گورنر جنرل سے ملنے کو گئے تو اونہون نے ولایت فرنگ
اور انگلستان کے تحفے نواب کو دیے نواب نے اونکی خاطر سے دو ایک چیزین لے لین باقی
وہین چھوڑ دین پھر گورنر آصف الدولہ سے رخصت ہوکر بنارس کی طرف راہی ہوئے۔
سنہ [illegible] ہجری مین ایک عہدنامہ تجارت کا سرکار کمپنی کے ساتھ قرار پایا۔ جسکی رو سے
ہر ایک محصول فیصدی قیمت اجناس پر لینا تجویز ہوا۔ اور زمینداران وغیرہ کو ممانعت ہوئی کہ
کہ محصول گذارات کا نہ لیا کرین۔

امیر الدولہ حیدر بیگ خانکی وفات - ملکی انتظامات

یہ شخص مدت تک اودہ کے انتظام مین مصروف رہا نواب وزیر کا خیر طلب تہا تشخیص اور تحصیل کا
اسکا کام خوب کیا رعایا بھی راضی رہی - مگر فوج و سپاہ مین انگشت نما تہا فرح بخش مین لکہا ہے کہ
حیدر بیگ خان نے کلکتے جاکر ایسا معاملہ درست کہ کوئی صاحب حکم فرنگی نواب کے علاقے مین نہین رہا
مگر اسقدر خرابی کی کہ سپاہ کی تنخواہ کم کردی اور ملک کی خبر گیری نہ کی حیدر بیگ خان ایک سال سے
ضعف معدہ کے عارضے مین مبتلا تھا - مگر دو تین مہینون سے دستونکا ایسا عارضہ پیدا ہوا کہ گھٹنے
گھٹنے کی طاقت جاتی رہی علاج سے کسیطرح نفع نہوا اوائل ذیقعد سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین سنہیا ناجل کا
شکار ہوا کشمیری باغ واقع لکہنو مین دفن ہوا - **تاریخ وفات**

زین جہان نواب حیدر بیگ خان — عازم ملک عدم گردید ہاے
سال تاریخ وفاتش بہر عقل — گفت رحلت کرد امیر الدولہ واے

اپنی وفات سے پہلے اوس نے اپنی تمام نقد و جنس کی فرد تیار کرا کے نواب وزیر کے پاس بھیجدی
اور لکہا کہ یہ مال سرکار کا ہے چاہین لین اور چاہین بخشدین - اکبر علی خان اپنے دونون بیٹون
کو نواب کے سپرد کردیا - اونکے متروکات مین بیس لاکھ روپئے کے قریب نقد و جنس تھا لڑکے بھی
کمسن تھے چونکہ نواب وزیر حسن خدمات حیدر بیگ خان سے مسرور تھے اسلئے وہ مال و اسباب ضبط کیا
اونکی اولاد کو بخشدیا اور اوسکی تنخواہ بھی اوس کے بیٹونپر مقرر کردی - فرح بخش مین لکہا ہے کہ حیدر بیگ
کے بعد راجہ تکیت رائے کی ذات پر نظم و نسق کا روبار کا مقرر ہوگیا جو سابق مین چاروں صوبون
کی دیوان کا رپردازمالی و ملکی تھا - اور اوس کو وزیر نے مہاراجہ ادھراج رزمدر راجہ تکیت رائے بہادر
کا خطاب دیا اور راجہ دہنپت رائے خزانے کا کام کرتا تھا اور راجہ بلاس رائے پیش کار بخشی گری کا کام
کرتا تھا - گیان برکاش مین نواب آصف الدولہ کے منصبداروں کارپردازون کا اسطرح تذکرہ کیا ہے کہ راجہ
خوشحال رائے پسر راجہ نولرائے الہ آباد کا صوبہ دار رہا اور راجہ بھگوانداس کا بڑا بیٹا رائے بہادر
سنگھ اور چھوٹا بیٹا رائے بالکرام دونون جہاؤلال کی رفاقت مین کام کرتے مین اور کارخانجات
کے کام پر مامور ہین اور راجہ بھگوانداس جو راجہ جہاؤلال کا بڑا دوست تہا خطاب راجگی کے ساتھ
سرفراز ہو کر بریلی اور روہیلکھنڈ کا صوبہ دار رہا - اور راجہ بولاس رائے کہ راجہ تکیت رائے کا رشتہ دار
اور رفیق تہا مالی و ملکی مین اوسکی ذات پر بھی دارومدار تہا اس شخص نے امام باڑہ اور مسجد بنائی تھی -

نواب آصف الدولہ کا لکھنؤ مین ایک عالیشان امام باڑہ تعمیر فرمانا اور نجف اشرف مین نہر لانیکے لئے روپیہ بھیجنا

نواب نے ۱۱۹۹ھ ہجری مین ایک عالیشان امام باڑہ اور ایک بڑی مسجد اور رومی دروازہ تعمیر کرایا ان عمارتونکی چھتونمین ایک ستون یا لکڑی کا نام نہین سب چھتین ڈاٹ کی ہین۔ امام باڑے کے دالان کا طول ساٹھ گز اور عرض بیس گز تھا اور رومی دروازے کی بلندی چالیس پچاس گز سے اونچی تھی۔ لاکھون روپیہ کا قیمتی اسباب امام باڑے مین سجایا گیا اور کانچ کا سامان ایک لاکھ روپیہ کا ڈاکٹر فلنش صاحب کی معرفت طلب کیا۔ مگر نواب کی رحلت کے بعد یہ اسباب لکھنؤ مین پہنچا۔ مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ جس زمانے مین اس امام باڑے کی تیاری شروع ہوئی تو اوسوقت سخت قحط سالی تھی غلہ روپے کا آٹھ سیر بکتا تھا۔ شاعرون نے اسکی تاریخین لکھی تھین یہان بھی اونمین سے بعض کو نقل کیا جاتا ہے ؎ وزیر شہید سلیمان جناب آصف جاہ ✤ ہزبر جنگ خدیو جہان کلاہ کبار ✤ رفیق گشت چو توفیق حق بنا کردش ✤ امام باڑہ گردون نشان بہشت آثار ✤ بگوش اہل جہان گفت عقل تاریخش ✤ رواق عرش جناب ائمہ اطہار ✤ دیگر بقعہ شاہ کربلا آل نبی ابن علی ✤ دیگر بزم گاہ شہید راہ خدا ✤ دیگر مقام آل پیمبر مقام محمود است ✤ کیان برکاتی کا موقت آصف الدولہ کی تعمیر عمارات کی بڑی تعریف کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ نواب نے دریاے گومتی کا پل بنوایا اوسکی تاریخ صراط مستقیم ہے۔ باغ اور باغیچے اور صدہا بارہ دریان اور نہرین اور حوض اور پانی کے خزانے اور فوارے اور حمام خشتی و سنگین اور شیشہ کا محل بے مثل اور ہاتھی دانت کا بنگلہ بنوایا۔ اور نواب نے سات لاکھ روپیہ حاجی محمد طہرانی کی معرفت نہر فرات سے ایک نہر نجف[۱] اشرف مین

---

[۱] اور بعض نوشتون سے کربلا مین نہر کا بنوانا پایا جاتا ہے اور میر محمد اسمعیل الہ آبادی کی نظم سے مشہد مین نہر جاری کرانا ثابت ہے مشہد ایک شہر کا نام ہے ایران مین علاقہ ہی پہلے زمانے مین طوس کہلاتا تھا۔ حضرت علی موسیٰ رضا علیہ السلام کا مزار مشہد مین ہی اسلئے مشہد مقدس کہلاتا ہے ۱۲ منہ

لانے کے واسطے بھیجا اس کام میں مدد کیے تھے مرزا حسن رضا خان اور خواجہ عین الدین انصاری نے بھی نے بھی روپیہ دیا اس نہر کا نام نہر آصفیہ کہا اور اس نہر کے جاری ہونے سے پانی کا قحط رفع ہو گیا۔

درگاہ حضرت عباس کی حقیقت

فقیر بیگ نام ایک شخص نواب آصف الدولہ کے عہد میں تھا اوس نے ایک علم دریاے گومتی کے کنارے پوشیدہ دفن کر دیا اور شہر کے لوگوں سے یہ بات ظاہر کی کہ مجھکو خواب میں یہ الہام ہوا ہے کہ حضرت عباس کے ہاتھ میں جو علم معرکہ کربلا میں تھا وہ فلان مقام پر دفن ہے تو اوسکو نکال لے اور اپنے طریق کے چند رفیق جمع کرکے اوس مقام پر گیا اور جگہ کو کہود کر وہ علم نکالا اور گہر میں کہ رستم نگر کے اندر واقع تھا نہایت تعظیم کے ساتھ رکھا اس حکایت نے شہرت پائی نواب آصف الدولہ ہزار جان و دل سے شہداے کربلا کے جان نثار تھے اوس علم کی زیارت کے لیے فقیر بیگ کے گہر پر گئے اور علم کی زیارت کی اب اہل شہر بھی جو اس طریق کے تھے جوق جوق آنے لگے شیرینیان اور نیازین حاجتمندون نے حاضر کرنی شروع کین جب فقیر نے قضا کی تو اوسکے بیٹے نے بھی جمعرات کے دن وہ طریقہ جاری رکھا اور اوسکی آمدنی سے اوقات بسر کرتا تھا عشرہ محرم میں زیادہ رونق ہوتی تھی پہلے وہ مکان خام تھا چہت کی عوض کہپریل تھی۔
عمارت عالی نواب سعادت علی خان کے عہد میں تعمیر ہوئی جیسا کہ مفتاح التواریخ میں لکھا ہے اوسکی آمدنی کچھ خادموں کے حصے میں آتی تھی اور کچھ سرکار میں داخل ہوتی تھی رفتہ رفتہ اوسکی آمدنی لاکھوں روپیہ سالانہ کو پہنچی ہر جمعرات کو خصوصاً نوچندی جمعرات کے دن اوس درگاہ میں بڑا جلسہ منعقد ہوتا تھا زیارت کرنے والونکے سوا ہزارون تماشائی اور شہر کی بڑی بیگم خواتین بن ٹہن کے جمع ہوتی تہین۔ سلطنت کے قیام تک یہ جلسہ بڑی دہوم دہام سے رہا۔ اب بقول شخصے ع آن قدح بشکست و آن ساقی نماند ؎ ارباب شہر اب تک لکیر پیٹتے ہین نہ وہ آمدنی ہے نہ وہ آرایش و زینت

مرزا حسن رضا خان اور راجہ ٹکیت راے کا کلکتہ کو بھیجا جانا

نواب آصف الدولہ نے مرزا حسن رضا خان سرفراز الدولہ اور راجہ ٹکیت راے کو کلکتہ
کو گورنر جنرل کے پاس بھیجا چنانچہ یہ دونون اوایل شوال سنہ ۱۲۰۷ ہجری مین عید الفطر کی نماز کے
بعد آصف الدولہ سے رخصت ہو کر پندرہ سو پیادہ ہزار سوار اور دو توپون کے ساتھ شہر سے باہر نکلکر شہر کے
متصل ٹھیرے اون کے ہمراہ انگریزی فوج کی چار کمپنیان بھی ارکاٹ صاحب کے زیر حکم ہوئین
اسی مہینے مین یہ دونون صاحب اس لاو لشکر کے ساتھ کلکتہ کی طرف روانہ ہوئے غازیپور
اور جونپور کی راہ سے بنارس پہنچے وہان صاحب رزیڈنٹ اور نصیر الدین خان بن علی ابراہیم خان
حاکم عدالت دیوانی و فوجداری نے استقبال کیا۔ سرفراز الدولہ نے آصف الدولہ کی
جانب سے خلعت جسکے ساتھ مالا سے مروارید اور جیغہ اور سرپیچ مرصع تھا علی ابراہیم خان
کے بیٹے کو دیا علی ابراہیم خان ان دنون علیل تھا۔ اس لئے وہ خود نہ ملا وہان سے کوچ
کرکے سلخ ذیقعد کو دانا پور کے متصل پہنچے یہان کے حکام انگریزی سول و فوجی سے ملاقات کی
وہان سے ذیحجہ روز چہارشنبہ کو آگے کو کوچ کیا عظیم آباد مین باغ جعفر خان المخاطب بہ مرشد
قلی خان مین ٹھیرے پھر وہان سے چلکر آخر ذیحجہ مین مرشد آباد پہنچے اور عشرہ محرم کے دن یہان
کئے اس مقام مین سرفراز الدولہ نے مسافرون محتاجون اور سیدون کو بہت کچھ دیا یہان انگریزون
سے بھی ملاقات ہوئی اور جو نامی آدمی ہندوستانی اون سے ملے اونہین خلعت عطا کئے۔
پھر یہان سے روانہ ہو کر کلکتہ پہنچے۔ اور شہر کے باہر مقام کیا لارڈ کارنوالس صاحب گورنر جنرل سے
کئی ملاقاتین ہوئین۔ گورنر جنرل نے دونون کو کمپنی کی طرف سے خلعت مکلف دئے۔ گورنر
تو وہان سے جہاز پر سوار ہو کر ولایت کیطرف روانہ ہوئے یہ دونون جدید گورنر جنرل سے
ملنے کے انتظار مین ٹھیرے رہے اور اس وجہ سے دو مہینہ تک وہان رہنا ہوا۔ جبکہ
جدید گورنر جنرل سر جان شور صاحب کلکتے مین پہنچے تو اون سے ملکر سنہ ۱۲۰۸ ہجری مین وہان سے
معاودت کی ۷۔ جمادی الاولے کو عظیم آباد مین پہنچے یہان تین چار مقام کرکے اور غریبونکو
اپنی سخاوت سے فیضیاب کرکے لکھنو کیطرف چلے۔ اوایل ماہ جمادی الاخرے مین مقام
بہرائچ مین آصف الدولہ کے پاس پہنچ گئے۔ آصف الدولہ سیر و شکار کے بعد لکھنو کو روانہ ہوے
یہ دونون ہمراہ تھے۔ ۸۔ جمادی الاخرے روز پنجشنبہ کو آصف الدولہ لکھنو مین داخل ہوگئے
اور دونون کو خلعت فاخرہ دئے یہ سفر نو مہینے کے عرصہ مین ابتدائے شوال سنہ ۱۲۰۷ ہجری
سے اوایل جمادی الاخرے سنہ ۱۲۰۸ ہجری تک پورا ہوا۔ دونون کا گذارہ پندرہ لاکھ روپیہ

صرف کیے بہر آئے سواسے اپنی راہ و رسم کے ارباب کونسل سے کوئی بات نواب کے فائدے کی ظہور مین نہ لائے ۔

وزیر علی خان کی شادی

ماہ شعبان سنہ ۱۲۰۹ ہجری مین نواب آصف الدولہ نے مرزا وزیر علی خان کی شادی کا سامان کیا یہ شادی اشرف علیخان ابن بندہ علی خان کی بیٹی سے قرار پائی تھی۔ یہ بندہ علی خان نواب برہان الملک اور نواب صفدر جنگ اور نواب شجاع الدولہ کے عہد مین داغ و تصحیحہ[۱] کی خدمت رکہتا تھا اس تقریب مین نواب آصف الدولہ نے بہت روپیہ صرف کیا صرف روشنی مین تین لاکہہ روپیہ کا تیل جلا تھا ہزارون نقرئی گھڑے ساتھ مین تھے۔ اور آرایش کی ٹٹیان مقیش و بادلہ و تمامی سے آراستہ تہین یہ تمام سامان دولت خانہ سے بیچ کر چار باغ تک کہ درمیان مین تین کوس کا فاصلہ ہی کیا۔ گیان پرکاش مین لکہا ہے کہ آتشبازی نہایت نفیس تیار کرائی ایک قسم کا غبارہ تھا کہ آسمان مین بطور تارے کے جاتا اور ایک گھڑی تک وہان ٹہرتا دو رویہ ٹھاٹر بنگلہ کرتولیا اور برج سے آراستہ کئے تھے۔ سات روز تک یہ جشن رہا اس شادی کے مصارف کی وجہ سے تمام چیزین بہت گران ہوگئین۔ غلہ و تیل اور ہر قسم کا کرانہ اور کپڑا زیادہ قیمت پر چڑہ گیا۔ بیوپاریون نے بیوپار سے تھے۔ اس شادی کا صرف کم سے کم بیس لاکہہ اور زیادہ سے زیادہ چالیس لاکہہ روپے تک بتاتے مین۔ نواب مظفر جنگ پسر نواب احمد خان بنگش والی فرخ آباد اور محمد علی خان ولیعہد نواب فیض اللہ خان والی رامپور بھی ایک ماہ پیشتر سے مہمان آئے تھے۔ موزون نے آصف نامہ کے آخر مین ایک مثنوی اس شادی کے حال مین لکھی ہے اور یہ تاریخ یون موزون کی ہے ؎

ازین عقد چون دلم شاد شد ٭ دلم کرد موزون بنی فرط طرب
ز من سال تاریخ را جو ان طلب ٭ بیک بیت گفتم دو تاریخ نغز

---

[۱] عمدہ عمدہ گہوڑون و غیرہ پر ان کی صحت کی پہچان کے واسطے نشان لگا دینے کو داغ کہتے ہیں اور تمام جانورون مین سے جانچ کر عمدہ جانورون کے چہانٹنے کو تصحیحہ کہتے ہیں ۔ ۱۲
فرہنگ انتخاب شاہجہان نامہ منضمن شرح اردو انٹرنس کورس ۔

سخن را برآوردم از پوست مغز ✤ دہی ہمت یا رب این عقد را ✤ کہ گرداند از خلق واعداد را
ز روئے وفاق و زرہ ی وداد ✤ کہ کمتر چنین اتفاق اوفتاد ✤ و گر سال تاریخ آمد بکبت ✤
قران دو کوکب بہ برج شرف ✤ اس شادی کے بعد مرزا علی رضا خان کی جو وزیر علیخان
سے چھوٹا اور متبنی تہا مرزا جنگلی کی بیٹی سے شادی کی - اس مین روپیہ کم صرف ہوا غرضکہ
نواب کے عہد مین ملک کی زیادہ تر آمدنی سے ہی مصارف مین خرچ ہوتی تھی سوا عیش و عشرت
کے کسی کو کسی سے کام نہ تہا - ہر روز عید اور ہر شب شب برات تھی -

نواب وزیر کی افاغنہ رامپور پر چڑہائی

نواب فیض اللہ خان والی رامپور کے انتقال کے بعد اونکے بڑے بیٹے نواب محمد علیخان
۱۷ - ذیحجہ ۱۲۰۸ ہجری کو مسند نشین ہوئے ۱۳ محرم ۱۲۰۹ ہجری کو افسران فوج نے اونکی
بے نوشی ناحق کوشی بدمزاجی اور سخت گیری کی وجہ سے اونکو مجروح و معزول اور مقید کرکے
اونکے چھوٹے بہائی نواب غلام محمد خان کو مسند نشین کر دیا - جام جہان نما مین لکہا ہے کہ جبکہ
استغاثہ قتل نواب محمد علی خان بوکالت صاحبزادہ مصطفے خان ابن الہ یار خان ابن نواب علی محمد خان
روہیلہ کے جن سے نواب محمد علی خان کی حقیقی بہن منسوب تھی آصف الدولہ کے حضور مین ہوا
تو وہ بہت برہم ہوئے اور رامپور کے افسران فوج کو لکہا کہ غلام محمد خان کو گرفتار کرکے یہان
بہیجدو ورنہ تم لوگون کو سخت سزا دیجائیگی اور معظم کہتا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے نواب محمد علیخان
مجروح کو ڈاکٹرون سے علاج کرانے کے لئے لکہنو بلایا تہا - اس تحریر کے پہنچتے ہی اونکے سب
مخالفون نے صلاح کرکے اونکو مروا ڈالا - اور اونکی تجہیز و تکفین کے بعد نواب غلام محمد خان نے
ایک محضر تیار کرایا جس کا یہ مضمون تہا کہ نواب محمد علیخان نے غیرت کی وجہ سے تمنچہ مار کر خودکشی
کرلی ہے شب کو اونکی آرامگاہ مین ایک فیر ہوا دیکہا تو وہ مرے پڑے تھے اور یہ محضر ایک
عرضی کے ساتھ نواب وزیر کے پاس بہیجا اور اپنے چھوٹے بہائی فتح علی خان کو اس مقدمہ
مین جوابدہی اور پیروی کے واسطے روانہ کیا - فتح علی خان لکہنو پہونچکر ایک باغ مین مقیم ہوا -
دیوان جہاؤلال کے ذریعہ سے جس کو اوس عہد مین بڑا رسوخ حاصل تہا گفتگو شروع ہوئی
مولوی قدرت اللہ خان نے جام جہان نما مین لکہا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے
فتح علی خان کو غائبانہ کہلا بہیجا کہ تم تمام سرداران فوج کو خفیہ خط لکہکر اپنے ساتھ متفق

کرکے یہان بلالوین تحکم کر ریاست دیدو نگا گمر فتح علی خان نے کسی مصلحت کی وجہ سے یہ بات
قبول نکی رو ہیلکھنڈ گزیٹر مین ذکر کیا ہے کہ آصف الدولہ کو جب اس بلوے کی خبر ہوئی تو پہلے
اُنھون نے معقول رشوت لیکر اس معاملے کی طرف توجہ نہ کی اور کہا کہ یہ آپس کا فساد ہے
لیکن مسٹر چیری انگریزی ریذیڈنٹ اس خبر کی تصدیق سے انکار کرتا ہی بلکہ اوس کا بیان ہی کہ
آصف الدولہ کا خیال یہ تھا کہ نواب محمد علی خان اور نواب غلام محمد خان دونون اس جاگیر
کے مستحق نہین ہین کیونکہ یہ جاگیر انکے باپ کی حین حیات تھی۔ آصف نامے کے مولف نے
بھی لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے نواب غلام محمد خان کی سفارت کے مقاصد کو نامنظور کیا
وہ نظم یہ ہے ؎

کہ ناگہ بدرگاہ گردون سپر | زرنز و برادر کشش آمد سفیر
کہ بوزشش گران گناہش نمود | برین آستان عذر خواہش نمود
ازین در بعفو و عطا پرسش مگر | جز جیانہ بذرفتہ کو ہے زر
ہرین استان سپہر اقتدار | سے تا مہدیش را لشکرش بار
بذیرا نشد عذر آن زشت خو | کہ سرزد چنین خون ناحق ازو
زانگر بر آن عذر بیجا شود | کہ مرضی و دستور اعظم بود
بطبق شریعت بحکم رسول | نگردید عذر گناہش قبول

مگر یہ قول صحیح نہین معلوم ہوتا کہ نواب آصف الدولہ نے نواب غلام محمد خان کی سفارت کے
مضمون پر توجہ نہ کی بلکہ انتخاب یادگار مولفہ منشی امیر احمد مینائی اور شمس العلماء ذکاء اللہ صاحب
کی تاریخ ہندسے ثابت ہے کہ نواب غلام محمد خان نے نواب آصف الدولہ کو بیش بہا تحائف
بھیجکر درخواست کی کہ مجھے نوابی مرحمت کیجئے اوس کے عوض مین دو بیس لاکھ روپئے نذرانے
کے بھیجے نواب آصف الدولہ کچھ راضی سے ہوگئے۔ مگر یہ معاملہ ایسا نہ تہا کہ بغیر انگریزی
گورنمنٹ کی مرضی کے طے ہوتا جب اوس سے کہا گیا تو اوس نے نواب غلام محمد خان کی
جانشینی سے انکار کر دیا۔ مگر یہ اوسکا منشا تہا کہ تھوڑی کفو نواب فیض اللہ خان کا سارا ملک
لیکر نواب اودھ کو دیدیجئے۔ یہ نہ خیال آیا کہ یہ سزا آگیا تیگا یا وجہ کہ گناہ دونون کو ہوئی ہے۔
نواب غلام محمد خان قصور وار تھے۔ مگر جو خاندان انکے ہاتھ سے ستم رسیدہ تہا اوس پر
ظلم توڑنے کا کیون ارادہ کیا ... اس کے نواب فیض اللہ خان کے حسن انتظام سے اون کا

ملک نہایت سرسبز و شاداب تھا اور نواب اودہ کا ملک ویران اور تباہ ایسے ملک کو ایک
ظالم سرکار کے حوالے کرنا کب انصاف تھا چونکہ یہ علاقہ انگریزی گورنمنٹ کی وساطت
اور ضمانت سے تھا اسلئے اوسپر لازم آیا کہ وہ آصف الدولہ کی مدد کرے نواب غلام محمد خان سے
ملک نکال دے اسلئے گورنر جنرل کے حکم سے سر ابرٹ ابرکرمبی فرخ آباد سے انگریزی فوج
لیکر اس بلوے کے انسداد کے واسطے روانہ ہوا۔ اور معظم جنگ نامہ وہ جو شاہین کہتا ہے
کہ اوس کے ساتھ کا جور کا کیپٹھی تھا۔ عماد السعادت مین لکھا ہے کہ انگریزی فوجمین دو پلٹنین
گوروں کی اور بارہ پلٹنین تلنگوں کی اور دو رجمنٹ ترک سوار وکی تھی اور معظم نے انگریزی فوجکی
تعداد چودہ ہزار بتائی ہے جن مین سے سات سو گورے تھے اور تاریخ مظفری مین انگریزی
سپاہ کی تعداد پندرہ سو لکھا ہزار لکھی ہے۔ اور نواب آصف الدولہ بھی تیاری کر کے اوائل ماہ
ربیع الاول ۱۲۰۹ ہجری مین الہ آباد سے لکھنؤ کو آتے ہوے اور یہان تین مقام کر کے رام گھاٹ کوچ
کیا اونکی توپون کے عجیب و غریب نام ہین جو بعض شعرا دان نے نظم کئے ہین مین اونکو یہان
لطف کے لئے بیان کرتا ہون۔ دہور دہانی۔ فتح نشان۔ نہنگ۔ شمشیر جنگ۔ جمہر کار۔ ملک میدان
فتح بار۔ اژدہا۔ نو ولیب۔ کہنا ذونانی۔ [illegible]۔ [illegible]۔ گہن گرج۔ شکار دل۔ فتح لشکر
صف شکن۔ وزیری۔ جہانگیر۔ [illegible]۔ [illegible]۔ فتحیاب۔ عماری۔ انگریزیان
سنگ ربان۔ کرنال۔ [illegible]۔ [illegible] [illegible] الماس خان خواجہ سرا بھی
اکا وسے سے فوج لیکر چلا۔ نواب آصف الدولہ کے لشکر مین بہت سے امرا اور افسر تھے
سہو مان سنگھ کپتان ہرنام سنگھ [illegible] اور سالار جنگ کے دونون بیٹے آکا علیخان
و قاسم علیخان اور عبد الرحمن خان قندہاری اور مرزا اشرف الدین اور مرزا حسن رضا خان
اور مرزا [illegible] حبیب خان [illegible] اور راجہ بلاس راے اور راجہ ٹکیت راے اور راجہ
دہنپت راے یہ سب امرا اور افسر ساتھ تھے۔ سید ولی اللہ نے تاریخ فرخ آباد مین لکھا ہے
کہ معظم جنگ بھی فرخ آباد بھی ہمراہ تھا۔ اور انگریزی رزیڈنٹ چیری صاحب بھی نواب وزیر کے
ساتھ تھا۔ نواب آصف الدولہ کی پہلی منزل نواب گنج مین دوسری الماس گنج مین تیسری سلطان
گنج مین چوتھی باون مین۔ پانچوین سری نگر مین۔ چھٹی شاہ آباد مین۔ ساتوین شاہجہانپور مین
آٹھوین قریب تلہر کے ہوئی۔ انگریزی فوج بھی بڑی بڑی منزلین کوچ کرتی بریلی پہنچ گئی
اور وہان قیام کیا۔ لکھنؤ کی فوج کا انتظار کرنے لگی۔ تکیہ ویہی سے نے اس فتح مین شریک ہوئے

کی سرفرازی کی کوشش نہ کی جب نواب غلام محمد خان کو اس جرٹالی کی خبر پہونچی تو اونہون نے
بھی تیاری کی اور بہت سی جدید سپاہ بھرتی کرکے بریلی کی جانب کوچ کیا اور حمید خان کو
ایکہزار آدمیون کے رسالے کے ساتھ رامپور کی بندوبست پر چھوڑا۔ نواب صاحب کی فوج کی تعداد
عماد السعادت مین ۵۴ ہزار سے ۶۰ ہزار تک بتاتی ہے اور لکہا ہے کہ توپون کے علاوہ بانون کے
بھی کئی جہکڑے تھے اور منتخب العلوم مین پچاس ہزار لکھی ہے اور روہیلکھنڈ گزیٹر مین چھبیس ہزار
بیان کی ہے۔ اور جام جہان نما مین تیس ہزار ذکر کی ہے۔ اور بعض نے صحیح تعداد بتائی ہے۔ اوسکی
روایت کے موافق سرسٹھ ہزار آدمی تھے جس مین ہر قسم کے آدمی تھے اور وہ کہتا ہے کہ تیرہ توپین
بڑی بڑی تہین اور چالیس شتر نال تہین۔ نواب غلام محمد خان کی فوج کا پہلا مقام موضع ملک
علاقہ رامپور مین ہوا اور یہان اونہون نے سپاہ کو تنخواہ مین اشرفیان تقسیم کین۔ نواب صاحب نے
اس مقام سے جنرل ابرکرمبی کو لکھا کہ آپ درمیان مین پڑکر نواب وزیر سے ہماری صفائی کرادیجیے
جرنیل صاحب نے جواب بھیجا کہ آپ مطمئن رہیے۔ جب نواب آصف الدولہ یہان آجائینگے۔
تو مین صلح کرا دونگا۔ مگر جسقدر خزانہ نواب فیض اللہ خان کا ہے وہ میرے پاس بھیجا دیا جاے
اور آپ اپنی سرحد سے قدم آگے کو نہ بڑہائین جب یہ جواب نواب صاحب کے پاس پہونچا۔
تو افسران سپاہ کو جمع کرکے کہا کہ اپنے ملک کے ڈیرے سے آگے کو قدم نہ بڑہانا چاہیے
خدا چاہے گا تو سب کام یہین درست ہوجاے گا۔ مگر روہیلہ سردارون نے جواب دیا کہ انگریزون
کی بات کا اعتبار نہین جرنیل صاحب نے یہ بات صرف اسواسطے لکھی ہے کہ اونکی غرض جسے
وزیر اودہ کی فوج بھی آکر مل جاے اور دونون فوجین ملکر جنگ کرین اور سب نے یہی راے دی
کہ صبح کو آگے بڑہنا چاہیے۔ نواب صاحب نے مجبوراً آگے کو کوچ کیا۔ نواب صاحب کے چھ
بھائی اور تہے جن مین نظام علیخان سرفتح علیخان۔ حسن علیخان بریلی مین انگریزون کے پاس
پہونچ گئے تہے۔ کیونکہ انمین سے ہر ایک ریاست کا امیدوار تہا اور انگریزون خفیہ عہد پیمان
کرچکا تہا۔ اور اونکے تین بھائی یعنی یعقوب علیخان۔ کریم اللہ خان۔ اور قاسم علیخان اونکے
ہمراہ تھے۔ بلکہ ایکدن ایک اور گل کہلا کہ سپاہی نواب صاحب کے پاس ایک اور شخص کو
پکڑ کر لائے اس شخص کو مار پیٹ کر تلاشی لی تو اوس کی کمر مین سے کئی خط نکلے یہ خط بعض
افسرونکی طرف سے جنرل ابرکرمبی کے نام تھے۔ اون کا مضمون یہ تھا کہ آپ آکر جنگ کیجیے
ہم طرح دیجائینگے۔ روہیلے اوسوقت اون افسران نمک حرام کے ڈیرون پر چڑہ گئے۔ مگر یہ

افسر پہلے ہی سے قاصد کی گرفتاری کی خبر سنکر لشکر سے نکلکر جنگل کی طرف بھاگ گئے تھے۔
روہیلون نے اونکی ڈیرے لوٹ لیے۔ نواب صاحب بہت متحیر ہوئے اور اون کا دل ٹوٹ گیا
اور اب وہ ہر ایک کو قسمین دیکر کہنے لگے کہ جسکی خوشی اس جنگ مین شریک ہونے کی نہو وہ
چلا جائے میری طرف سے اوسکو اجازت ہے۔ اور جسکو رہنا ہو رہجائے میری طرف سے کسی پر جبر نہین
پٹھانونکی فوج تین روز مین میر گنج ہوپہنچی۔ صبح کو آگے بڑھی اور دوجوڑہ کو عبور کرنے لگی
انگریزی فوج نے بھی بریلی سے آگے بڑھکر دس سات میل پٹھان کی طرف سنکھا کے پل کے
پل کے پاس قیام کیا بریلی کا صوبہ شنبھو ناتھ بھی یا بخزادہ سپاہ کے ساتھ انگریزی فوج کے ہمراہ تھا
جنرل ایبر کرمبی کو یہ خبر پہونچی کہ نواب غلام محمد خان ملک سے کوچ کر کے دوجوڑہ کو عبور کر آئے
تو اوس نے ناخوش ہوکر نواب غلام محمد خان کے سفیر کو جو انگریزی کیمپ مین موجود تھا بلاکر کہا کہ
نواب صاحب نے یہ اچھا نہین کیا جو آگے کو بڑھ آئے ہمارا اون کا عہد و پیمان اب شکست
ہوگیا۔ اونکو لڑائی کا بندوبست کرنا چاہیے اور اوس سفیر کو لشکر سے رخصت کر دیا۔ اب
نواب صاحب کو صلح کی امید جاتی رہی۔ اور دوسرے دن ہاتھی پر سوار ہوکر آگے کو بڑھنے
اور موضع بھوڑہ کے کھیڑے پر اونکی فوج قبضہ کرنے لگی۔ یہ مقام انگریزی فوج کے سامنے
دو میل کے فاصلے پر معلوم ہوتا تھا۔ اور یہ مقام اب فتح گنج دیا (فتح گنج غربی) کہلاتا ہے۔

مقابلے مین روہیلون کا انگریزی فوج پر غلبہ ظاہر کرنا مگر آخر کار شکست فاش پانا اور دامن کوہ کمایون مین پناہ لینا

۲۴۔ اکتوبر ۱۷۹۴ء مطابق ۲۰۔ ربیع الاول ۱۲۰۹ ہجری روز جمعہ کو سنکھا کے مغربی کنارے
پر دن نکلنے سے ایک گھنٹہ پہلے انگریزی فوج کی کمربندی ہوئی۔ فوجی جنرل نے گھوڑے پر سوار
ہوکر نواب غلام محمد خان کی فوج کا تاو بھاو لیا تو معلوم ہوا کہ اونکی فوج موضع بھوڑہ کے سامنے
میدان مین پڑی ہوئی ہے۔ اس میدان مین تھوڑا تھوڑا جنگل بھی ہے جو کسی قدر اونکی
جماعت کو چھپائے ہوئے ہے۔ نواب کی فوج کا اگلا حصہ کسی قدر آگے بڑھا ہوا تھا۔

اسواسطے انگریزی جنرل نے اپنی جماعت کو زیادہ پھیلنے کا حکم دیا۔ دن نکلتے نکلتے انگریزی فوجنے اپنا کام شروع کیا نواب غلام محمد خان نے بھی اپنی فوج کو مقابلے کے لئے تیار کیا۔ اور اونکی فوجنے آگے بڑہکر جنگل پر قبضہ کرلیا اور دونون طرف سے توپین چلنے لگین اور نواب کی فوجین یہان بھی جہوٹنے لگے اسنتامین انگریزی فوجین سے کپتان رامزی کو ہندوستانی رجمنٹ (ترکسواران) کے ساتھ نواب صاحب کی فوج پر دہاوا کرنیکا حکم ملا۔ مگر کپتان مذکوریا تو اوس حکم کو بہولگیا۔ یا گہبراگیا۔ کہ اوس نے اپنی رجمنٹ کو جلدی نواب صاحب کی جانب پہیردیا اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ رجمنٹ مذکورا انگریزی فوجکے محاذمین ہوکر گذرا اس حالت کو دیکہکر بخوخان اور بلند خان وغیرہ نے اپنے سوارون کے ساتھ انگریزی فوج پر حملہ کرکے کپتان رامزی کو پوری شکست دی اور اوسکی بہاگی ہوئی جماعت کو انگریزی کیمپ تک لتاڑتے ہوئے چلے گئے اور انگریزی فوج کا داہنا بازو توڑ ڈالا شکست یافتہ جماعت انگریزی کیمپ کی داہنی طرف بہاگ کرآئی یہ لوگ توپون کے سامنے بہاگتے ہوئے آرہے تھے اسواسطے انگریزی بہاگے ہوئے رسالون اور باقیماندہ بائین بازو کی فوج کو لفٹنٹ گارین اور ٹرچارڈ ین نے دوبارہ درست کرکے صف آراکیا۔ لیکن روہیلے غول باندہکر انگریزی کیمپ مین گہس آئے اور تلوار و نیزہ اور بندوق سے مردانہ وار لڑنے لگے۔ انگریزی ملازمون نے بھی سیدہے ہاتھ مین تلوار اور بائین مین سانگین لیکر ان لوگون کا خوب مقابلہ کیا۔ عماد السعادت مین لکہا ہے کہ روہیلون نے تلنگون کے سر اوڑانا شروع کئے اونکے زبردست و بازو کی یہ حالت تھی کہ جس آدمی کے سر پر پٹہان کی تلوار پڑی اوس کے ککڑی کی طرح دو ٹکڑے کردیے اور اگر بندوق کی نال پر پڑی تو اوس کے بھی دو حصے ہوگئے۔ تمام پٹہان سوار انگریزی فوجین اس سرے سے اوس سرے تک نکل گئے لیکن انگریزی تلنگون پر بھی آفرین ہے کہ جہان کہڑے تہے وہین کہڑے کے کہڑے کٹ گئے قدم نہین ہٹایا اڑہائی سو کے قریب گورے اور پچاس سردار کام آئے اور سترہ سو کے قریب تلنگے (ہندوستانی پیادے) مارے گئے اور بعض کہتا ہے کہ گورے ڈیڑہ سو یا کچھہ اس سے زیادہ مارے گئے جن کی لاشون کو ایک خندق مین ڈالکر پاٹ دیا تہا اور مقتول تلنگون کی تعداد دو ہزار بتاتا ہے جو بڑے بڑے یورپین افسر مارے گئے اونکے نام ذیل مین درج کئے جاتے ہین یہ نام گورنر جنرل کے حکم سے کرنل جارج برنگٹن کی یادگار مین ایک پتھر پر کندہ کرکے وہان نصب کئے گئے ہین (۱) کرنیل جارج برنگٹن (۲) میجر تہامس بالفن (۳)

کپتان جان مونبی (۴) کپتان نارسگلیند (۵) کپتان جان مرڈینٹ (۶) لفٹنٹ
اینڈریو کمنگر (۷) لفٹنٹ اینڈ منڈ ڈیلمز (۸) لفٹنٹ رلیم ہنگسمن (۹) لفٹنٹ جان
ریچارڈسن (۱۰) لفٹنٹ جان بلر (۱۱) لفٹنٹ برج (۱۲) لفٹنٹ ولیم آدریل۔
(۱۳) لفٹنٹ ایڈورڈ بکر (۱۴) لفٹنٹ فائر ورڈنگر (۱۵) لفٹنٹ ٹمپس لیفر۔ انکے
سوا اور بہت سے یورپین اور ہندوستانی چہوٹے سوار کثرت سے مارے گئے اور زخمی ہوے۔
نواب غلام محمد خان اوس ٹیلے پر جہان آجکل انگریزی گستون کی یادگار کا پتہر نصب ہے مع اپنی بہائیون
اور نصر اللہ خان ابن نواب عبد اللہ خان خلف نواب علی محمد خان روہیلہ اور احمد یار خان
ابن محمد یار خان خلف نواب علی محمد خان روہیلہ اور محمد اکبر خان خلف حافظ رحمت خان کے
اہتیو پر سوار کہڑے ہوے اس لڑائی کا تماشا دیکہ رہے تھے اونہون نے کپتان رامزی کی
رجمنٹ کی شکست دیکہ کر قبل از وقت فتح کے نقارے بجوا دیے تہے۔ مگر جسقدر سوار کہ سوار دنکو
لتاڑتے ہوے انگریزی کیمپ مین گہس گئے تہے اونکو کوئی کمک نہو پہنچی اور وہ پٹہان جو لشکر انگریزی
مین گہس گئے تہے لوٹ مین مصروف ہو گئے تہے کہ یکایک جنرل ایبر کرمبی نے گورونکی پلٹن اور
چار توپین اور بقولے دو توپین پٹہانون کی سیدھی طرف گہما کر لگا دین۔ بعض مورخ کہتے ہین کہ تلنگونکو
جمع کر کے حلقہ باندہ دیا تہا۔ شاید اوس مقام پر گنون کا کوئی کہیت ہوگا جسمین یہ پلٹن گہنسی تہی
کیونکہ منتخب العلوم مین لکہا ہے کہ انگریزونکی ایک پلٹن گنونکے کہیت مین پہلے سے چہپی ہوئی
بیٹہی تہی اور تاریخ مظفری مین بیان کیا ہے کہ کچہہ فوج انگریزی کمین گاہ مین تہی وہ آگئی اور معظم کا
قول ہے کہ یہ پلٹن ایک نالے مین بیٹہی ہوئی تہی جسنے اوس مین سے نکلکر ان لوٹنے والے
پٹہانون پر بندوقون سے گولیان برسائین اور توپون کے گراب اور گولے مارے کہ تہوڑے
ہی عرصے مین پٹہانون کا چڑہا ہوا نور ایک دم ابلے کی مانند اوتر گیا اور بہت سے روہیلے
توپون کے منہ کا نوالہ ہوے اور پٹہان یہ سمجہے کہ کوئی تازہ فوج انگریزونکی میدان مین آگئی
ہے بخو خان کے سینے مین گولہ لگا کہ وہ ٹہنڈے ہوے بلند خان کے سر مین دو گولیان
لگین اور ٹہنڈے ہو گئے۔ اول سے آخر تک ایک ہزار روہیلے مارے گئے انجام کار روہیلون نے
منتشر اور متفرق ہو کر بہاگنا شروع کیا۔ اور بے سری بہادری با قاعدہ جرأت کو نہ پہونچ سکی
اس ہنگامے مین محمد عمر خان بزرگ بہی اور اونکے دو بیٹے عبد الصمد خان اور محمد یوسف خان
عرف جنگی خان مارے تو نہین گئے مگر زخمون سے چور ہو گئے۔ بہتورے کی میدان کی لڑ

انگریزی فوج کے نصیب مین لکھی تھی انجام کار روہیلون کو کامل شکست ہوئی اور کوئی پٹھان میدان
مین باقی نرہا بڑا باعث اس کا یہ ہے کہ دلیر خان کمالزئی جو پانچ ہزار آدمیون کے جتھے کے ساتھ
نواب کے ہمراہ کھڑا تھا اور نواب علی محمد خان مقتول کا سمدھی تھا یہ نواب غلام محمد خان سے ظاہر مین
موافق تھا اور باطن مین مخالف اوس نے انگریزی فوج پر دہاوا کرنے سے انکار کیا اور میدان
جنگ سے بھاگ گیا اور اپنے گروہ کو آواز دی کہ زن طلاق ہو جو یہان ٹھیرے یہ سنتے ہی
دفعتہً میدان مین بھاگڑ پڑگئی اور ایک دم مین میدان صاف ہو گیا۔ نواب غلام محمد خان کے
ہمراہ احمد یار خان اور نصراللہ خان اور دو چار رفیق باقی رہگئے جنکے اصرار سے نواب صاحب نے
بھی مجبور ہو کر میدان چھوڑا اور رامپور کی طرف چلے راستے مین بھاگے ہوئے اور سردار
ملے یکم ربیع الثانی سنہ ۱۲۰۹ ہجری یکشنبہ کو نواب صاحب رامپور مین داخل ہوئے اور تمام خزانون
اور بیگمات اور بچونکو لیکر پہاڑ کی طرف روانہ ہوئے۔ رعایائے رامپور مین سے بہت سے شرفا
اپنی عورتون اور بچون کو لیکر ادھر ہی کو چلے۔ مگر نواب احمد علی خان کی والدہ اپنے بیٹے کو لیکر
رامپور سے نہین نکلی نواب غلام محمد خان اور یہ تمام مغرور پٹھان پہاڑ کے ایک گھاٹے مین
جو نہایت دشوار گذار جگہ تھی مقیم ہوئے انکے پناہ کے مقام مین اختلاف ہے۔ انتخاب یادگار
مین لالڈانگ مذکور ہے۔ اور یہ محض غلط ہی اور عام جہان نما مین انکا فنا جور مین پناہ گزین
ہونا ذکر کیا ہے۔ عماد السعادت اور عبرة التواریخ و منتخب العلوم مین لکھا ہے کہ نواب غلام محمد خان
نے ریہڑ کی طرف پناہ لی تھی۔ دُرِ منظوم سے بھی کہ وہ نواب غلام محمد خان کا جنگنامہ ہے یہی ثابت
ہوتا ہے اوسکی نظم یہ ہے ؎

رو بہ این کوہ را برگرفت ۞ در فتح جان آن مظفر گرفت ۞ نخستین مقامی بہ ریہڑ نمود ۞ کہ یکجا سوی لشکر جنگ سود
سوی آن پناہ با اتفاق بلہ ۞ در آن درہ بگرفت جای پناہ ۞ بہ دریا کہ دریاست آن درہ بود ۞ دم تیغ او برق کین می نمود
گرفتہ در آن درہ رحل ۞ کہ تا نابد از خصم سیل خلل ۞ اور عباس خان عباس تخلص خلف زیارت خان نے
اپنی سوانح مین لکھا ہے کہ ۱۲۰۹ لاہور مین یہ خبر سنی تھی کہ نواب غلام محمد خان نے کوہ چلکیا مین پناہ
لی تھی۔ عماد السعادت مین نواب غلام محمد خان کے پناہ لینے کے مقام کا نام چھنا جور لکھا ہے
اور یہ لفظ اس کتاب مین ایک سے زیادہ جگہ وارد ہوا ہے۔ سررابرٹ ابرکربی۔ نے روہیلون
کا دو کوس تک تعاقب کیا۔ اسکے بعد اپنے مقتولون کی لاشین گاڑنے کے واسطے جنرل مذکور
کو ایک روز وہان قیام کرنا پڑا۔ اور زخمی بریلی کو بھیجدیئے گئے۔ اب لشکر آصف الدولہ کا

حال سنئے جو تلہر مین مقیم تہا کہ جسوقت میدان جنگ مین لڑائی بگڑ گئی اور آصف الدولہ کے پاس اس بات کی خبر پہونچی تو اونہون نے عبدالرحمن خان قندہاری اور الماس علی کے رسالون کو کرنیل مارٹین کے ساتھ جسکا خطاب اشرف الدولہ تہا اور فوج آصفی کا سب سالار تہا روانہ کیا۔ اور اونکے عقب سے نواب آصف الدولہ خود روانہ ہوئے اور جہاولال کو حکم دیا کہ میدان جنگ سے جو خبرین موصول ہون وہ ہم کو وقت ہ پہونچتی رہین نواب آصف الدولہ ابھی کٹرہ کمال زئی خان مین پہنچے تہے کہ آدہی رات کے وقت خبر ملی کہ نواب غلام محمد خان کو شکست ہوئی فتح کی نوبتین بجنے لگین جہاولال کو خلعت مرحمت ہوا۔ انگریزی فوج اپنے مقتولونکی لاشین دفنانے سے فارغ ہوکر بیرم گنج کو چلی گئی۔ اور شمبہوناتھ حاکم بریلی کے ملازم بجو خان اور بلند خان کے سرکاٹ کر آصف الدولہ کے پاس لے گئے جو کٹرے سے بریلی کو روانہ ہو چکے تھے لاتے کٹرے کے پل کے پاس سواری پہنچی تھی کہ شتر سوار بجو خان اور بلند خان کے سر لیکر پہنچا اور وہ سر نواب کو دکہائے گئے اور وہان ہی واپس لاکر فتح گنج کے کہیڑے مین دفن کئے گئے۔ آصف الدولہ نے بریلی کے باہر قیام کیا اور جنرل ابرکرمبی کو کہلا بہیجا کہ آپ ہمارے پہنچنے تک آگے کو نہ بڑہئے۔ جب نواب آصف الدولہ کا گذر میدان جنگ مین ہوا اور پہاڑون کی سی لاشین پڑی دیکہین تو راجہ جہاولال کو حکم دیا کہ جتنے مقتول اس میدان مین پڑے ہین اونکی لاشین دفن کرادینا چاہیے۔ چنانچہ بہادر علی اس خدمت پر متعین کیا گیا اوس نے کشتون کو جمع کراکے دفن کردیا[1] اور زخمیون کو جنوا کر مرہم پٹی کے لئے جراح مقرر کئے جب وہ تندرست ہوگئے تو ہرایک کو مکان تک پہنچ جانے کے لئے خرچ دیکر روانہ کیا[2]

انگریزی اور آصفی فوجون کا روہیلون کے تعاقب مین دامن کوہ کیطرف جانا اور نواب غلام محمد خان کا مجبور ہوکر اپنے آپ کو انگریزونکے حوالے کردینا۔ اور قید ہوجانا۔ آخر کار رہا ہوکر حج کو جانا

---

[1] دیکہو آصف نامہ ۱۲ [2] دیکہو تاریخ مظفری ۱۲

آصف الدولہ بریلی سے کوچ کرکے میرگنج مین انگریزی فوجیں آملے یہان سے دونون فوجون نے رامپور کی طرف کوچ کیا۔ جب یہ لشکر رامپور کے قریب پہونچا تو راجہ جہاؤلال نے آصف الدولہ کے حکم سے شہر کی محافظت کے لئے ایک پلٹن مقرر کردی تاکہ کوئی شخص سپاہ انگریزی یا آصفی مین سے رامپور مین گھسکر کسی کو لوٹے کھسوٹے نہین اور حکم سنادیا گیا کہ کوئی لشکری شہر کے اندر نہ جائے۔ نواب آصف الدولہ کوسی کے کنارے مقام کیا۔ اور یہان دو دن دولت قیام کرکے تیسرے دن نواب غلام محمد خان کے تعاقب مین کوچ کیا۔ فوجین ربہر تک پہنچین اور میدان تپہ مین ٹھیرین۔ مولوی غلام جیلانی رفعت دُر منظوم مین لکھتے ہین ؎

دنرا سپاہ و اسپہ بر بہر رسید بمیدان تپہ کمین آرسید

گروہ روہیلون نے آصف الدولہ کے قریب پہنچنے کی خبر سنکر تپہ کو پہلے ہی لوٹ کھسوٹ کر تباہ کردیا تھا۔ انگریزی فوج نے روہیلون پر بہت کچھ گولہ باری کی مگر اونکے مورچے ایسے محفوظ تھے کہ وہان مطلق نقصان کا اثر نہوا۔ جبکہ متفقہ فوجون سے اونکے مورچے مسخر نہ ہوسکے تو انگریزون نے نواب غلام محمد خان کو تحریر کیا کہ آپ ہمارے پاس چلے آئیے اور صلح کرلیجئے نواب موصوف نے جواب دیا کہ مجھکو پہلے سے صلح کا خیال تھا آپکی جانب سے لڑائی کی ابتدا ہوئی تو ناچار مجھکو بھی مقابلہ کرنا پڑا۔ اگر آپ عہد و پیمان کرین تو مین آپکے پاس چلا آؤن انگریزون نے اس تحریر کا یہ جواب دیا کہ آپ بے کھٹکے چلے آئین یہان آنے کے بعد سب امور متنازعہ منفصل ہوجائینگے۔ نواب صاحب نے اس امر کے استحکام اور صلح کی پختگی کیغرض سے اپنا ایک سفیر انگریزی کیمپ مین روانہ کیا۔ آصف نامے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سفارت پر سفر اللہ خان ابن عبداللہ خان خلف نواب علی محمد خان آئے تھے۔ اور نواب آصف الدولہ کی طرف سے جہاؤلال گفتگو کے لئے مقرر ہوا۔ سفر اللہ خان نے نواب غلام محمد خان کیطرف سے اطاعت کا ارادہ ظاہر کیا۔ جہاؤلال نے آصف الدولہ کے پاس جاکر یہ بات بیان کی نواب آصف الدولہ نے امن دینے کا وعدہ کیا۔ مگر معلوم ہوتا ہے ریاست پر نواب غلام محمد خان کو قایم رکھنے کا کوئی صریح وعدہ نہین کیا گیا اسلئے کہ

لے جنگنامہ معظم ۱۲ سکہ یہ بیان آصف نامہ اور دُر منظوم سے ماخوذ ہوتا ہے ۱۲

جنگ نامہ فارسی موسوم بہ در منظوم مین لکہا ہی کہ اس سفیر (نصر اللہ خان) نے نواب غلام
محمد خان کے پاس واپس پہنچکر بیان کیا کہ انگریز صلح کرنے اور امن دینے کو تیار ہین - مگر یہ
نہ کہلا کہ وہ اور زیادہ کیا کر سکتے - ملک دینے کا اونہون نے کوئی وعدہ نہین کیا - جب نواب
غلام محمد خان اس مجمل جواب کو پاکر امیدواری سے مایوس ہوئے تو اونہون نے مقابلہ
جاری رکہنے کے خیال سے سپاہ کو اشرفیان تقسیم کین اور رسد حاصل کرنے کا یہ انتظام
کیا کہ راجہ کہتان کے پاس اپنا ایک ایلچی بہیجکر اوس سے استدعا کی کہ وہ بیوپاریون کو حکم دیدے
کہ ہمارے لشکر مین رسد پہنچاتے رہین - راجہ نے اونکی استدعا قبول کی - اور روہیلون کے
لشکر مین رسد پہنچانے کا حکم جاری کر دیا - اور بہت سا غلہ پہاڑون کے موہرون مین آگیا -
آصف نامے مین لکہا ہے کہ جب آصف الدولہ نے دیکہا کہ روہیلے قابو مین نہین آتے
اور ہماری تدبیر کارگر نہین ہوتی تو ایک روز شب کے وقت انگریزون سے مشاورہ کرکے یہ تجویز
کیا کہ یہان سے فوج کو آگے بڑہانا چاہیے تاکہ پہاڑون پر رعب پڑے - چنانچہ صبح سے فوج
آگے بڑہائی گئی - اور پہاڑ کی تلی تک اونکا تعاقب کیا گیا - انگریزی لشکر کے پیچھے نواب آصف
الدولہ کی فوج کے آگے ٹہہرے ہوئے اور نواب کی فوج کی پشت پر ظفر جنگ کی سپاہ تھی - مگر
روہیلون کے لشکر مین اس بات نے کوئی ہراس پیدا نہ کی - بلکہ انگریزی لشکر مین ہمیشہ اس
بات کا خوف رہتا تھا کہ روہیلے توپون پر کوئی حملہ نہ کر بیٹہین یا شب خون مارین اور پہاڑی رجہی
شدت سے انگریزی سپاہ مین پیدا ہو گیا تہا - نواب غلام محمد خان نے اوس مقام دشوار گذار
کو اپنا حصار بنایا تہا کہ انگریزی فوج سے سر نہو سکا تو ناچار انگریزون نے فوج روہیلہ کے
سردارون کو خط لکھے کہ تم یہان چلے آؤ تمہارے قصور معاف کیے گئے - جب نواب غلام محمد خان
کو یہ حال معلوم ہوا کہ انگریز میرے لشکر مین تفرقہ پردازی کی فکر کر رہے ہین - اور اونہون نے
میرے افسرونکو خط بہیجے ہین تو نواب نے عہدہ دارون سے وہ خط طلب کیے تو اول سے خیرخواہ
تھے اونہون نے تو پیش کردیے - مگر منافقون نے نہ دکہائے - خط کے آنے سے انکار
محض کیا - نواب نے دلمین خیال کیا کہ دشمن تو صلح پر آمادہ ہے اور بعض غلام یا دوست
دغا و فریب کی فکر مین ہین تو یہ مناسب سمجہا کہ تہ بہ تقدیر مخالف کے لشکر مین جاکر اوسکے
رحم پر اپنی جان کو چہوڑ دینا چاہیے - اور انگریزی کیمپ مین چلے جانے کا قصد کیا - جام جہان نما
مین لکہا ہے کہ نواب غلام محمد خان کے انگریزی کیمپ مین چلے جانے کی دو وجہین تہین

ایک تو پٹھانوں کے پاس رسد ختم ہو چکی تھی - دوسرے اپنے افسران لشکر کی خیر خواہی میں
فرق دیکھا نواب صاحب نے اول صید خان جرنیل صاحب کے پاس بھیجا تاکہ وہ شرائط صلح
کو طے کریں جرنیل صاحب نے نواب صاحب کی حفاظت جان کی ذمہ داری اور وعدہ کیا
مگر ملک دینے کی نسبت کوئی عہد پیمان نہیں کیا - اور قرار پایا کہ اسکاٹ صاحب اور چیری
صاحب نواب صاحب کو لانے کے لئے بھیجے جاینگے - اور ایک اقرارنامہ جرنیل صاحب کیطرفسے
لکھا گیا اور دو مہروں سے پختہ ہو کر صید خان کو دیا - جو اسے نواب صاحب کے پاس لیگیا
نواب غلام محمد خان نے اپنے عزیز و اقارب کو جمع کر کے کہا کہ میری جگہہ نصراللہ خانکو سمجھنا
چاہئے میں انگریزی لشکر میں جاتا ہوں - خیراندیش افسروں نے اونکی اس رائے کو ناپسند
کیا اور مشورہ دیا کہ آپکے وہاں جانے میں اندیشہ ہے - اس عرصے میں اسکاٹ صاحب
کے پاس پہنچ گیا اور چیری صاحب میں سے باہر ٹھہرا - نواب صاحب اسکاٹ صاحب کے
ساتھ روانگی کو طیار ہوئے عمر خان بڑہ مو پہنچے اور نواب کے چھوٹے بہائی کریم اللہ خان
ساتھ ہوئے سپاہ نے اصرار کے ساتھ روکا مگر نواب نے نہ مانا - اور کہا کہ اس معاملے میں
تم سے زیادہ واقفیت رکھتا ہوں - میرے والد (نواب فیض اللہ خان) کا معاملہ بھی
انگریزوں کے توسط سے طے ہوا تھا - اور وہ انگریزوں کے لشکر میں چلے گئے تھے اور تم
اب لڑائی کو ختم کرو ورنہ بنا ہوا کام بگڑ جائیگا - اور بغیر کسی قسم کے قرار و مدار[1] کے اسکاٹ
صاحب کے ساتھ روانہ ہو گئے - عماد السعادت میں لکھا ہے کہ نواب غلام محمد خان چیری
صاحب کی سفارش سے ملک ملنے کی امید پر خود بخود چیری صاحب کے پاس چلے آئے -
اور اونکے کیمپ میں ٹھہرے - اور اس بات سے غافل تھے کہ ملک کے مالک آصف الدولہ
اور گورنر جنرل ہیں اور یہ دونوں اس بات کو خوب سمجھے ہوئے تھے کہ ایسے شخص کو جسنے بڑے
اپنے بھائی کو مار ڈالا ہو ملک دینا آئین عدالت کے خلاف ہے - نواب غلام محمد خان
کے انگریزی کیمپ میں چلے آنے کے بعد نصراللہ خان بہت سی جمعیت کے ساتھہ لعیناچور[2]
میں جو آتشکدہ میں تنہا ٹھہرے رہے - اس خیال سے کہ مبادا کوئی دغابازی نواب
صاحب کے ساتھ کیجائے تو میں ادہر سے جنگ کو مستعد ہوکر زور ڈالوں - اور نواب

---

[1] دیکہو سوانح محمد عاصم ابن زیارت خان ص ۱۳۵
[2] عماد السعادت میں یون ہی لکھا ہے ۱۲

آصف الدولہ چیری صاحب کی سفارش سے نواب غلام محمد خان پر ملک بحال کردین
آصف نامے مین بیان کیا ہی کہ آصف الدولہ نے انگریزون سے صاف صاف کہدیا کہ مین
نواب غلام محمد خان کو ملک نہین دونگا۔ اور تاریخ مظفری مین ذکر کیا ہی کہ نواب نے جنرل
ابر کربمبی کو عند الملاقات چینا شرفیان نذر دکہائین جسنے نذر معاف کی اور نواب کرسی پر بیٹھے
معاملات ضروری کے بارے مین چند سوال و جواب ہو کر جنرل صاحب نے نواب کو اوس خیمہ
مین جانے کیلئے رخصت کیا جو اونکے بیٹہنے کیلئے تیار تہا جب وہ اوس مین پہونچے
تو تلنگونکی تہوڑی سی فوج بیہجکر نظر بند کر لیا۔ جب نواب نے اپنے باب مین کچہ سوال کیا تو
ابر کربمبی صاحب نے یہ جواب دیا کہ آپ کی ذات کو کسی قسم کی نہین پہنچیگی۔ ہر طرحکی آسائش کا
سامان ملیگا۔ مگر ملک نہین مل سکتا۔ اب نواب صاحب کے ہاتہ چارہ کچہ نتہا مجبور تھے۔
مخالف کے قبضے مین آگئے تھے۔ اوہنون نے اپنی فوج مین کہلابہیجا کہ میرے اہل و عیال
اور خزانے کو میرے پاس پہنچادو اور تم اب مختار ہو چاہے صلح کرو یا جنگ وہان سپاہ کو جو خبر
پہنچی تو اوس نے عبد العینجان پسر دوم نواب غلام محمد خان کو سردار کرکے مقابلے پر کمر باندھی
اور جنگل کی آڑ مین سے انگریزی لشکر پر چہد شبخون مارنے لگے اور رات کو بھی ستانے لگے۔
نواب غلام محمد خان نے انگریزون سے کہا کہ جسقدر خزانہ وہان موجود ہے وہ روہیلے تلف
کر دینگے آپ مجہکو یا عمر خان کو چہوڑدین تاکہ خزانہ بربادی سے بچا کر آپ کے لشکر مین لے آمین
انگریزون نے غلام محمد خان کو تو نہ چہوڑا۔ عمر خان کو چہوڑدیا۔ جبکہ عمر خان نے لشکر روہیلہ مین
پہنچکر انگریزون کا یہ پیام دیا کہ سارا خزانہ اور نواب غلام محمد خان کے اہل و عیال کو انگریزی
لشکر مین بہیجدو۔ تو روہیلون نے یہ جواب دیا کہ جب تک ہمارے تن مین جان باقی ہی ایسا نہین
کرینگے اور عمر خان کو بھی روک لیا۔ عمر خان کے ساتہ جو آدمی انگریزی لشکر کے گئے تھے۔
عمر خان نے اونکو واپس کر دیا۔ اور کہدیا کہ مجہے بھی سپاہ روہیلہ نہین چہوڑتی ہے۔ انگریز
یہ خبر سنکر متفکر ہوے اور روسا سے افاغنہ کو کہلا بہیجا کہ ہم کو تو تمہارے معاملات کی
درستی منظور ہے اور تم ہم سے جنگ کرتے ہو نواب کا خزانہ لیکر یہان چلے آؤ۔ نصف
ملک تمکو دیدیا جائیگا۔ مگر فوج روہیلہ نے یہ جواب دیا کہ نواب غلام محمد خان کو رہا کرکے ہمارے
پاس بہیجدو۔ اسپر انگریزون نے کہا کہ وہ رہا نہین ہو سکتے۔ اسلئے کہ نواب محمد علی خان کے
بیٹے احمد علی خان مستحق ریاست ہین اونکو مسند نشین کیا جاے گا۔ البتہ نائب کا تقرر تمہاری

مرضی بہی جس کو منظور کر دئے ہم اوسکو مقرر کر دینگے ۔ مگر چونکہ علاء محمد خان کے ہوا خواہ تھے
اونہون نے اسطرح صلح پسند نہ کی بلکہ انگریزی فوج کو تیر و بندوق سے تنگ کرنے لگے
انگریزون کے یہان یہ مشورہ قرار پایا کہ جب تک نواب غلام محمد خان یہان موجود ہین گے
روہیلے اپنی ہٹ سے باز نہ آئینگے ۔ اور صلح کیطرف کبہی مائل ہونگے اسلئے جمعہ کی شب کو
آدہی رات کے وقت ہاتھی پر بٹھا کر بہت سے سوارونکی حراست مین اونکو بنارس کیطرف بہیجدیا
جام جہان نما مین لکہا ہی کہ جبکہ انگریزون نے نواب غلام محمد خان کے ساتھ نقض عہد
کیا تو اونہون نے استدعا کی کہ میری جگہہ میرے کسی بہائی کو مسند نشین کر دیا جاوے ۔
انگریزون نے جواب دیا کہ ہم کو بدون مرضی آصف الدولہ کے اس معاملے مین کوئی اختیار نہین
چند مدت کے بعد نواب غلام محمد خان نے بنارس مین اپنے عیال اطفال و اعزہ و اقربا کو
چہوڑکر اور انگریزون سے یہ اقرار کرکے کہ رامپور کو نہ جاؤنگا حج کا عزم کیا ۔ ۲۱ شوال ۱۲۰۹
ہجری کو عظیم آباد پٹنہ کی طرف چلے گئے ۔ اور کچھ دنون وہان رہکر کلکتے کی طرف جہاز مین
بیٹھنے کے ارادے سے کوچ کیا ۔ اور حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر ماہ رجب ۱۲۱۲ ہجری مین
کابل پہنچے اور وفادار خان کے ذریعہ سے زمان شاہ نبیرہ احمد شاہ کی ملازمت سے مشرف
ہوئے ۔ خلعت فاخرہ اور ناصر الملک مخلص الدولہ مستعد جنگ بہادر خطاب پایا ۔ یہ واقعہ
۲۲ ۔ شعبان ۱۲۱۲ ہجری کا ہے ۔

روہیلون کے ساتھ مصالحت ہوجانا

نواب غلام محمد خان کی روانگی کے بعد انگریزی اور آصفی روہیلون کے دبانے کے لئے اون کے
مورچونکی طرف بڑہا اودہر سے پٹہان بہی مقابل ہوئے بندوقین مارنے لگے ۔ چونکہ روہیلے
ایسے موقع پر پناہ گزین تھے کہ انگریزون کی طرف سے اونکو کوئی نقصان نہین پہنچ سکتا تہا اسلئے
اون کا کوئی آدمی کام نہ آیا اور انگریزی فوج کے بہت سے آدمی مقتول و مجروح ہوئے ۔ اگرچہ
بڑے بڑے افسران روہیلہ کی یہ مرضی نہ تھی کہ جنگ جاری رکہی جاوے ۔ مگر سپاہ برابر لڑتی
رہی کہ اثنائے جنگ مین انگریزون کی طرف سے سفید جہنڈی جنگ بند کر دینے کی علامت کے لئے
ہلائی گئی ۔ بعد اس کے انگریزون کی طرف سے ایک ایلچی اس مضمون کا خط لیکر روہیلون کے
پاس گیا کہ یہ صورت اچہی نہین سب اعزہ و اقارب تمہارے رامپور مین موجود ہین مخالفت کی

صورت مین اونکی واسطے بہت برا ہے اسلئے بہتر یہی کہ لڑائی کو موقوف کرکے نواب کا خزانہ یہان بھیجدو نواب احمد علی خان کو مسند نشین ریاست کیا جاوے گا اور جسکو تم نایب تجویز کروگے اُسے نائب ومختار ریاست بنایا جاویگا اس تحریر کو دیکھکر تمام سرداران روہیلہ جمع ہوئے اور مشورہ کیا کہ نواب غلام محمد خان مخالف کے قبضے مین آگئے اونکا رہا ہونا معلوم دو مہینے سے ہم یہان محصور ہین ہر طرح کی تکلیف اوٹھا رہے ہین اور یہان کی آب وہوا نہایت خراب ہے بہت سے روہیلے تپ دلرزہ اور اسہال کی بیماری مین مبتلا ہین عوام اور طاقت کو بے حد نقصان پہنچ رہا ہے اگر دشمن دباتا ہوا ہمارے مورچون مین گھس آیا تو تمام عزت وناموس برباد ہوجاویگی بہتر یہی کہ انگریزون کے حکم کی تعمیل کیجاوے۔ اور نواب نصر اللہ خان کی نیابت کے لئے استدعا کیجاوے۔ اس مشورے کے بعد روہیلون نے انگریزون کو کہلا بھیجا کہ حکم آپ کے حکم کی تعمیل منظور ہے۔ اور ہماری خواہش ہے کہ مختار ونائب ریاست نواب نصر اللہ خان مقرر کئے جائین آپنے جو زبانی پیام دیا ہے اوس مضمون کو تحریر کرکے اور پختگی اوسکی قسم سے فرماکے بھیجدیجئے تو ہم سارا خزانہ بھی آپکے پاس بھیجدین اور اطاعت کو حاضر ہوجائینگے۔ انگریزون نے روہیلون کی درخواست کی بموجب یہ مضمون لکھ بھیجا۔ دوسرے دن نواب نصر اللہ خان عہدنامے کی تکمیل کے لئے انگریزون کے پاس چلے آئے۔ نواب آصف الدولہ نے نواب احمد علی خان اور اونکی والدہ کو بھی رامپور سے لشکر مین طلب کرلیا تھا۔ بیگم نے بھی یہی خواہش ظاہر کی کہ نصر اللہ خان احمد علی خان کے نائب مقرر کئے جائین۔ چنانچہ موضع تپہ کے گھاٹ مین ۵ رجمادی الاول سنہ ۱۲۰۹ ہجری کو عہدنامہ تحریر ہوا۔ اس آصف نامی مین جو اس واقعہ کا مادہ تاریخ جنگ افاغنہ لکہا ہے جس سے سنہ ۱۲۰۸ ہجری نکلتے ہین اس مین ایک عدد کی کمی ہے۔ اسلئے کہ دوجوڑا کی لڑائی سنہ ۱۲۰۹ ہجری مطابق سنہ ۱۷۹۴ء مین ہوئی تھی اس عہدنامے کی رو سے یہ قرار پایا کہ جو کچھہ خزانہ خاندان نواب فیض اللہ خان مرحوم کا ہوگا فوج روہیلہ اوسکو امانتہً کمپنی کے حوالے کردیگی۔ اور بعد حوالے ہوجانے خزانے کے نواب آصف الدولہ اور انگریزی کمپنی کی فوجین یہان سے روانہ ہونگی۔ اور فوج روہیلہ منتشر اور متفرق ہوکر جہان چاہے گی چلی جاوے گی۔ اور نواب احمد علی خان کے ۱۸ سال کی عمر کو پہونچنے تک نصر اللہ خان بطور مقدم ریاست اور محافظ احمد علی خان کے مقرر ہوگئے۔ نواب احمد علی خان کو جسقدر جاگیر دیگئی طول مین زیادہ سے زیادہ ۸۰، ۹۰ میل

اور عرض میں زیادہ سے زیادہ ۴، ۳۰ میل ہے کل رقبہ اس جاگیر کا دہی کاغذات کی رو سے
۲، ۸۹۹ میل مربع ہے مگر پیمایش کے دفتر کی رو سے جو ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۶ء تک ہوئی ۸۹
مربع میل ہے اور ریاست رامپور کے صدر قانونگو ہری شنکر کو اس بات پر اصرار ہے کہ اس
جاگیر کا رقبہ ½ ۸۹۲ میل مربع ہے۔ اس جاگیر کی آمدنی دس لاکھ روپیہ سالانہ اوسط تخمین
قرار دیکر نواب احمد علی خان کے لئے مقرر کی تھی۔ نواب فیض اللہ خان کو نواب شجاع الدولہ نے
چودہ لاکھ چھہتر ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر ۱۱۸۸ ہجری میں عطا کی تھی اونکی حسن انتظام سے
اسقدر ملک کی آمدنی بائیس لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ کو پہنچ گئی تھی تو اس حساب سے
نواب وزیر نے اصل جاگیر میں سے بارہ لاکھ روپے سالانہ کی آمدنی کا ملک کاٹ دیا۔
اور اوسکی تحصیل کا سزاول عطا بیگ خان عرف مرزا کلن کو جو پہلے اعظم گڑھ کا حاکم تھا
فوج شائستہ کے ساتھ مقرر کیا۔ جب یہ عہدنامہ تمہیدی تحریر ہو چکا تو نواب نصر اللہ خان
روہیلوں کے لشکر میں گئے اور تین لاکھ اکیس ہزار اشرفیاں سکہ جیپور بارہ چھکڑوں میں
لدوا کر انگریزی لشکر میں بھجوا دیں اور چیری صاحب رزیڈنٹ کے سپرد کر دیں جو مخاطب انگریزی
کمپنی کے عہدنامے کی تعمیل کا ضامن تھا۔ تاریخ مظفری میں غلطی سے ایک لاکھ بیس ہزار
اشرفیاں لکھی ہیں۔ نواب آصف الدولہ نے دیوان فیض اللہ خان کے دیوان طوطا رام کو
رامپور سے بلوا کر نواب فیض اللہ خان کے خزانے کا سب حساب سمجھا اوس نے جمع خرچ پورا سمجھایا
اور دیوان مذکور سے نواب مرحوم کے ملک کی نکاسی کا حساب لیا گیا تو بائیس لاکھ روپیہ سے
زائد آمدنی پائی گئی۔ بعد اس کے آصف الدولہ مع لشکر ذاتی و انگریزی دامن کوہ سے
کوچ کر کے رامپور کی طرف روانہ ہوئے۔ چھ ہزار تلنگی سپاہ اپنے مورچوں سے نکلی اور نواب
نصر اللہ خان روہیلوں کے لشکر کو حضرت نگر میں چھوڑ کر آصف الدولہ کے لشکر میں شریک
ہو گئے نواب آصف الدولہ نے رامپور کے قریب پہونچکر اجیت پور میں مقام کیا۔ جام جہاں نما
میں لکھا ہے کہ دوسرے روز نواب آصف الدولہ سوار ہو کر رامپور کی سیر کو نکلے کوچہ و بازار
میں کئی ہزار روپیہ مساکین کو دیا۔ جب نواب نصر اللہ خان کے ڈیرے کے پاس
پہونچے تو انھوں نے ایکہزار اشرفیاں نذر کیں۔ اور وزیر اونکے ڈیرے کے اندر داخل
ہوئے تتمۃ التواریخ میں بیان کیا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے نواب احمد علی خان کو محل
سے بلوا کر مسند ریاست پر بٹھایا۔ احمد علی خان جب تک زندہ رہے اس احسان کے

مرہون منت رہے اونکی تحریرین نواب سعادت علیخان کے وقت تک باقی رہین۔ بعد اسکے
آصف الدولہ اور انگریز تمام فوج کے ساتھ ۵ جمادی الاولےٰ کو بریلی کی طرف روانہ ہوگئے
جب دونون لشکر سرحد رامپور سے نکل گئے تو تمام سپاہیان رامپور مین آکر اپنے اپنے گھرونمین آباد
ہوگئے اور خاندان ریاست رامپور اور نواب احمد علی خان اور نصر اللہ خان آصف الدولہ
کے ساتھ بریلی کو چلے گئے۔ وہان ۷ جمادی الاخری ۱۲۰۹ ہجری مطابق ۳ دسمبر ۱۷۹۴ع
کو تفصیلی عہدنامہ کی تکمیل ہوئی۔ لیکن ان عہدنامون مین عہدنامہ تمہیدی کی اتنی مخالفت کی
گئی کہ اوسمین تو خزانہ نواب فیض اللہ خان مرحوم کا صرف کمپنی کو سپرد کرنا قرار پایا تھا اور اب
یہ شرط لکھی گئی کہ کمپنی یہ سارا خزانہ نواب آصف الدولہ کو بطور نذرانہ بابت جاگیر رامپور کے
اور بعوض کل حقوق ضبطی و بضرہ املاک نواب فیض اللہ خان اور نواب محمد علی خان کے دیدیا۔
جبکہ نواب فیض اللہ خان کے بیٹون نے یہ دیکھا کہ نصر اللہ خان نائب ہوگئے تو انگریزون سے
کہا کہ ہماری تنخواہ کا تصفیہ کردینا چاہیے۔ تاکہ نصر اللہ خان پھر غافل نہ کرین اسلیے اونکی
تنخواہین بھی عہدنامے مین داخل کردی گئین۔ اور نواب فیض اللہ خان نے جسقدر تنخواہ
اپنے بیٹون کی مقرر کی تھی نواب آصف الدولہ نے اوس سے زیادہ اونکے درماہے مقرر
کیے۔

نواب آصف الدولہ کا نواب احمد علیخان اور اونکے امراکو خلعت عطا کرنا اور جاگیر رامپور کی آمدنی کے مصارف مقرر کردینا۔ اور بعد اسکے آصف الدولہ کا اوده کو روانہ ہوجانا

معظم کہتا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے ۵ جمادی الاخری ۱۲۰۹ ہجری کو اپنے دربار مین نواب
احمد علی خان کو طلب کرکے ایک خلعت عطا کیا جسمین ایک زرین دستار اور ایک ٹوپی اور ایک
سرپیچ اور کلغی اور موتیون کی مالا اور سپر اور تیغ تھی۔ اور ایک گھوڑا اور ایک ہاتھی اور
پالکی بخشی دی۔ جب نواب احمد علیخان خلعت پہن چکے تو ایک خلعت نصر اللہ خان کو دیا گیا بعد
ریاست رامپور کے بائیس ارکان دولت کو طلب کرکے اونکو بائیس خلعت عطا کیے۔ اور ان

فیض اللہ خان کے بیٹوں کو بھی خلعت مرحمت کیے نواب آصف الدولہ نے آمدنی ریاست مین
خرچ کا سالانہ اسطرح انتظام کیا کہ نواب احمد علی خان کی ذات خاص کے سالانہ مصارف کے
لیئے ایک لاکھ روپیہ نصر اللہ خان کے لیئے سالانہ ساٹھ ہزار روپیہ۔ حسن علی خان و فتح علی خان
وغلام علیخان ابنائے نواب فیض اللہ خان کے لیئے سالانہ بہتر ہزار روپیہ اور یعقوب علیخان
وقاسم علیخان وکریم اللہ خان ابنائے نواب فیض اللہ خان کے لیئے سالانہ ساٹھ ہزار روپیہ
اور احمد یار خان ابن محمد یار خان پسر نواب علی محمد خان روہیلہ اور مصطفے خان ابن اللہ یار خان
خلف نواب علی محمد خان روہیلہ کے لیئے پچیس ہزار روپیہ سالانہ اور محمد اکبر خان خلف حافظ رحمت خان
کے لیئے چھ ہزار روپیہ سالانہ اور بیگمات کے مصارف کے لیئے اونتیس ہزار روپیہ سالانہ۔
اور نواب غلام محمد خان کے بیٹوں کے لیئے اٹھارہ ہزار روپیہ سالانہ مجموعی تعداد مصارف کی
چار لاکھ روپیہ سالانہ ہوئی۔ باقی آمدنی سپاہ کے خرچ کے لیئے مقرر کی اور اس کے مطابق فوج
تیار ہوکر نصر اللہ خان کو دربار مین دیدیا گیا۔ ۹ جمادی الاخری سنہ ۱۲۰۹ ہجری کو نواب آصف الدولہ
مع فوج انگریزی کے اودھ کو چلے گئے اور نواب احمد علی خان اور اونکے اہل خاندان اور
افسران فوج رامپور کو روانہ ہوگئے۔ ۱۰ جمادی الاخری کو نواب لکھنؤ مین داخل ہوئے۔ جسدن
نواب کا داخلہ لکھنؤ مین ہوا تمام چوک اور دوکانین دو رویہ کمال حسن وخوبی سے نقش ونگار کے ساتھ
آراستہ کی گئی تھین تمامی اور کمخواب کے تھان دوکانون مین بچھائے گئے۔ اور پری پیکر رنڈیان
سر سے پانون تک زیور اور گران بہا پوشاکون سے آراستہ ہوکر چھتون پر کمرون مین جلوہ گر
تھین اور تماشائیون کا کوچہ وبازار مین ہجوم تھا نواب نے روپئے اور اشرفیان محتاجون اور
ارباب نشاط کو بخشین۔ ناسخ نے آصف الدولہ کی کامیابی کی تاریخ اسطرح موزون کی ہے

مژدہ ای تاریخ کہ با اقبال وجاہ ۔۔ برعدو نواب آصف فتح یافت
از پئے تاریخ این فتح مبین ۔۔ ہان بگو نواب آصف فتح یافت

نواب مظفر جنگ والی فرخ آباد اور اوسکے ساتھ سلطنت اودھ کے معاملات۔ نواب کی وفات ہونا اور اوسکا جانشین مقرر کرنیکے لیئے آصف الدولہ کا فرخ آباد کو جانا

نواب مظفر جنگ ایک کمزور اور ناتجربہ کار جوان آدمی تھا اوس کے ملک مین سے الماس علیخان
عامل اودہ نے قصبہ سہرہرہ کو ایک عرصہ کافی خراج پر لے لیا تھا - پرگنہ حافظ مئو اور سوج ہمیشہ
تاراج ہوتے رہے فتحگڈھ کے قریب کے گھاٹ اوترنے کے محصول کو نواب وزیر کے افسرون
نے بزور لے لیا تھا - فرخ آباد ویران ہوگیا وہان کوئی مستقل حکومت کئی برسون تک نہین رہی
نواب آصف الدولہ اور اونکے نائب اور لکھنو اور فرخ آباد کے رزیڈنٹون اور فتحگڈھ کے کمپو کے
حاکمون اور نواب مظفر جنگ اور اوس کے نائبون نے باری باری سے دست اندازی کی
اس نواب کی بھی سرکار کمپنی مدت سے سرپرستی کرتی تھی اور نواب اودہ کی دست برد سے بچاتی تھی
اس نواب کا ملک طول مین ۵۰ میل اور عرض مین ۵۰ میل تھا - اور سارے ملک کی آمدنی ساڑھے
بیس لاکھ روپئے کی تھی - انگلش گورنمنٹ نے مظفر جنگ اور آصف الدولہ کے درمیان ۱۷۸۶ء
مین یہ عہد و پیمان کرادئے تھے کہ نواب فرخ آباد اوسقدر سپاہ رکھے جو ریاست کے کامون کو کرسکے
اور نواب اودہ ایک پلٹن اپنی سپاہ کی فرخ آباد مین ہمیشہ رکھے - جو نواب فرخ آباد اور ملک کی حفظ
و حراست کرے اور ساڑھے چار لاکھ روپیہ سالانہ مظفر جنگ آصف الدولہ کو دیا کرے -
اپنے عہد ریاست کے اخیر حصے مین نواب مظفر جنگ نے ساڑھے چار لاکھ روپیہ خراج کی تخفیف
لکھنو سے حاصل کرنے مین بہت کوشش کی اگرچہ وہ بذات خود ایکمرتبہ وہان گیا لیکن اوسکی
کوشش نے کچھہ فائدہ نہین اوٹھایا - وہ اوس شخص کے ہاتھ سے بچ گیا جسکو وہ یقین کرتا تھا کہ
آصف الدولہ نے روپیہ دیکر اوسکی قتل پر آمادہ کیا تھا - ایک شخص تھانو خان نامی نے اس
مشکل مین اوسکی جان بچائی تھی - نواب مظفر جنگ نے ۳۸ برس کی عمر مین ایک خفیف علالت
کے بعد ۲۲ اکتوبر ۱۷۹۶ء کو انتقال کیا - زہر دینے کا شبہہ کیا گیا - نواب آصف الدولہ اور مسٹر
لمڈن رزیڈنٹ لکھنو اس معاملے کی تحقیقات کرنے اور جانشین تجویز کرنے کے لئے فرخ آباد مین
گئے - جھاؤ لال نے چاہا کہ فرخ آباد مین بھی آتش فتنہ مشتعل ہو نواب وزیر کا مزاج اس راہ پر
لایا کہ مظفر جنگ کے بڑے بیٹے رستم علی خان نے اپنے باپ کو زہر دیکر ہلاک کیا ہے مسند نشینی کے
لائق نہین مناسب یہ ہے کہ اوس کی جگہ دوسرا بیٹا امداد حسین نصیر جنگ جو عاشق محل کے بطن سے
تھا مسند نشین کیا جائے - اور خداوند خان نائب بنایا جائے - جب افاغنہ نے شمس آباد نے
جو شریک دولت فرخ آباد تھے یہ خبر سنی - اوںھون نے نواب وزیر کی مداخلت خلاف سمجھکر
مفسدہ برپا کیا - آخر وہ جماعت جو خداوند خان کی مطیع تھی راجہ جھاؤ لال کی پاسداری کی وجہ

مستعد مقابلہ ہوئی دوسری طرف سے امراؤ بیگم پہلی زوجہ بہو بیگم کی اپنے بہائی امین الدولہ کے اپنے بھتیجے ولاور جنگ پسر امین الدولہ کو جو اوس کا شتنے تہا پیش کیا۔ فریقین مقابل نے نواب آصف الدولہ کی توجہ اور مہربانی حاصل کرنے کی کوشش کی آخر کو وہ نزاع بذریعہ مصالحت کے طے پائی جس کے بموجب نواب نصیر جنگ جو اوسوقت ۱۲ یا ۱۳ برس کا تھا بنگرانی امین الدولہ جانشین ہوا اور یہ شرط ہوئی کہ نواب کو پچاس ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ ملتا جاتے اور وہ سر سے معاملات میں الدولہ اختیار تام رکھے اور مظفر جنگ کے بڑے بیٹے پر جرم زہر خورانی ثابت ہوا جو لکھنؤ میں جلاوطن کیا گیا۔

سرفرازالدولہ اور راجہ ٹکیت رائے سے نواب کی ناموافقت ہونا جہاؤلال کو سلطنت کے کاموں میں مداخلت کرنے سے انگریزونکی طرفسے ممانعت ہوجانا۔ جیری صاحب کا عہدہ رزیڈنٹی سے تبادلہ۔ علامہ تفضل حسین خان کا عہدہ سفارت کلکتہ پر مقرر ہونا

ریاست اودہ کا حال روز بروز بدتر ہوتا جاتا تھا۔ گورنمنٹ انگریزی کا زر موعود قرض سے ادا ہوتا تھا۔ اگر کوئی پرانا قرض ادا ہوتا تھا تو اوس کے لئے نیا قرض لیا جاتا تھا۔ آمدنی ملک سے ہمیں ادا ہوتا تھا۔ اس لئے سود پر سود بڑہتا جاتا تھا۔ حیدر بیگ خان کی رحلت کے بعد سرفرازالدولہ اور راجہ ٹکیت رائے کلکتہ کو گئے تھے۔ اور جو روپیہ سرکار کمپنی کا نواب وزیر کے ذمے مشتوفی رہتا ہوسکی وجہ سے سود میں تیس لاکھ روپیہ سالانہ دینا قرار پایا تہا۔ اُن روپوں کا تقاضا اہل شہر اور عاملوں سے رہتا تھا۔ آخر کار ٹکیت رائے نے نواب آصف الدولہ کے کثرت مصارف کی شکایت لکھکر گورنر جنرل کا خط نواب وزیر کے نام اس مضمون کا منگایا کہ اتنا زیادہ روپیہ مصارف

---

۵۷ دیکھو طلسم ستہ ۱۲

بیجا میں رائگان خرچ ہوتا ہے اگر اوس کے عوض خزانے مین جمع ہو تو کسی ضرورت کے وقت
کام آئے نواب وزیر اس مضمون سے تاڑ گئے کہ یہ آتش افروزی ٹکیت رائے کی ہے ورنہ انگریز
کچھہ ہمارے ناصح نہین اسوجہ سے راجہ ٹکیت رائے نواب کی نظرون سے گر گیا۔ اور اوس کے معزول
کرنے پر آمادہ ہوے ٹکیت رائے نے ایک فرد مہاجنان شہر کے قرضے کی تعدادی چہتر لاکھہ
روپیہ فاضلات کی خزانچی سے لکھواکر نواب کے ملاحظہ مین گذرانی اور عرض کیا کہ اس کا سود باعث
نقصان سرکار ہی۔ چونکہ نواب وزیر کو توجہ کاغذات کی جانب بہت کم تھی دیکھکر نہایت برافروختہ ہوے
اور غضب مین آکر راجہ جھاؤلال کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ جب تک حیدر بیگ زندہ رہا ہم کو
حساب و کتاب کی تکلیف نہین دی۔ جبکہ ہم بذات خاص متوجہ اس کام کیطرف ہون تو یہ کارپرداز
لوگ جو لاکھون روپیہ اپنے حقوق کا لیتے مین محض بیکار ہین۔ یہ سنکر پہلے راجہ جھاؤلال خاموش رہا
جب دوبارہ نواب وزیر نے ارشاد فرمایا اوسوقت جھاؤلال نے عرض کیا کہ راجہ ٹکیت رائے
شہر کے مہاجنون سے سازش رکھتا ہی۔ اور بچھراج جو خزانے کا داروغہ ہی وہ ٹکیت رائے
کا بھائی ہے۔ اور اوس کو آج اسقدر مقدرت حاصل ہے کہ چاہے تو چاندی کی عمارت
تعمیر کرے اور یہ سب دولت حضور کی بدولت ہی۔ نواب آصف الدولہ نے جھاؤلال کو حکم دیا کہ
مہاجنون کو اپنی حویلی مین یا راجہ بچھراج کے مکان مین بلاکر بات چیت کرے اور راے بالکرام
امین محاسبہ کا ہو۔ غرض بہت سی تفتیش و تحقیق کے بعد حسب فیصلہ بالکرام کل گیارہ لاکھہ روپیہ
مہاجنون کا نکلا۔ باقی سب حساب مصنوعی تھا۔ اس جرم مین بچھراج خزانے کے عہدے سے علیحدہ
ہوا۔ اور یہ کام بچھراج کو دیا گیا۔ جب ٹکیت رائے نظرون سے گر گیا تو سرفراز الدولہ کے ذریعے سے
مسٹر جیری صاحب رزیڈنٹ سے میل چاہا۔ اور سلسلہ جنبانی کی۔ مگر کوئی بات سود مند نہوئی
جسوقت راجہ ٹکیت رائے نے پھر کاغذات درست کرکے پیش کیا تو سرفراز الدولہ اور رزیڈنٹ
کی سفارش سے اوسکو دوبارہ دیوانی اور پیشکاری کا خلعت مرحمت ہوا۔ مگر نواب آصف الدولہ
کا دل اوس سے اب بھی غبار آلودہ رہا۔ بلکہ سرفراز الدولہ کیطرف سے بھی مزاج مین کدورت آگئی۔
رزیڈنٹ نے نواب کو مشورہ دیا کہ بخشی گری کی خدمت سرفراز الدولہ کے فرزند کے نامزد ہونا
بہتر ہے اور دیوانی کا تعلق راجہ ٹکیت رائے سے مناسب ہے اور جھاؤلال مصاحبت مین رہے
اور باہم کوئی شخص کسی کے عہدے مین دست اندازی نہ کرے اور بچھراج خزانے کے کام پر
رہے نواب وزیر نے سرفراز الدولہ سے کہا کہ تم ہمارے نائب ہو ہم کو جھاؤلال خیرخواہ پر نظر

التفات لازم ہے اور ٹکیت راے بدخواہ کو موقوف کرنا مناسب ہی ۔ مگر سرفراز الدولہ کو ٹکیت
راے کا عزل منظور نہتھا نواب وزیر نے کاغذات گذرانیدہ ٹکیت راے کو جعلی قرار دیا ۔
اور سرفراز الدولہ کے بیٹے کو کم سنی کے سبب سے تا مکدر خاطر کی وجہ سے بخشی گری نصیب
نہوئی یہ خدمت مرزا جعفر کو ملی جھاؤ لال کو مرزا جعفر اور راجہ ٹکیت راے کا عزل منظور تھا انکی
کارروائی کی وجہ سے نواب وزیر اور مسٹر چیری صاحب مین رنجش پیدا ہوگئی ۔ چیری صاحب سنہ ۱۲۰۹
ہجری سے رزیڈنسی لکھنو پر مقرر تھا نواب نے سرجان شور صاحب گورنر جنرل کو چیری صاحب کے
نہ ہونے کے لیے لکھا اونہون نے اوس کو اودہ سے بنارس کو بدل دیا اور وہان محکمہ اپیل کا
حاکم اعلی کر دیا ۔ اور چیری صاحب کی جگہہ مسٹر لمبڈن جو بنارس مین مقرر تھا ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۱۱
ہجری مطابق ۱۷۹۶ء کو اودہ کا رزیڈنٹ مقرر ہوکر آیا ؎ اور گورنر جنرل نے نواب آصف
الدولہ کو تحریر کیا کہ ہمنے آپکی خواہش کے مطابق چیری صاحب کو لکھنو سے علحدہ کیا اب مناسب ہے
کہ جھاؤ لال کو آپ کسی کاروبار مملکت مین مداخلت نہ دین ۔ اوسکو معطل کر دین ۔ مگر نواب وزیر نے
جھاؤ لال سے لطف وکرم کم نہ کیا ۔ اور جھاؤ لال نے بہت کوشش کی اور منشی عبدالقادر کی معرفت
مسٹر لمبڈن رزیڈنٹ سے موافقت اور صفائی چاہی ۔ مگر مسٹر چیری ایسی قباحتین نہ لکھ گیا تھا
جو رزیڈنٹ حال کے مزاج کی اصلاح ہوتی ۔ تفضل حسین خان کے نام عہدہ سفارت کلکتہ
قرار پایا وہ کلکتہ کی جانب روانہ ہوے اور راجہ گوبند رام قوم ناگر جو اس سفارت پر مامور تھا
موقوف ہوا ۔

نواب آصف الدولہ کی دادی کا انتقال

نواب شجاع الدولہ کی والدہ جو برہان الملک سعادت خانکی بیٹی تھین اونہون نے فیض آباد مین
انتقال کیا یہ بیگم عجیب بھولی بھالی تھین یہانتک کہ سکھہ چین نام اونکی لونڈی اونکے خزانے
کی کلید دار تھی جب سکھہ چین کو روپیہ کی ضرورت ہوتی تو بیگم صاحبہ سے عرض کرتی کہ روپیون کے
توڑون کو دھوپ دینے کا حکم ہو جاے اور اون سے اجازت لیکر تھیلیان دھوپ مین رکھواتی
جسقدر ضرورت ہوتی روپئے لے لیتی اور شام کے وقت پھر تھیلیان خزانے مین رکھکر

؎ دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

بیگم سے عرض کرتی کہ آج اسقدر روپیہ دہوپ مین خشک ہوگیا بیگم صاحبہ اس دروغ کو سچ سمجھکر کبھی مزاحمت نہین فرماتی تھین - بیگم صاحبہ کے لئے ایک لاکھہ روپئے کی آمدنی کی جاگیر محمد شاہ شہنشاہ ہندوستان کے ہان سے تھی اور جو جاگیر نواب صفدر جنگ اور شجاع الدولہ نے اونکے لئے مقرر کی تھی وہ جدا تھی - اور اونکے خزانے مین نقد پچاس لاکھہ روپے سے زیادہ جمع تھا اور جواہرات و اسباب طلائی و نقرئی وغیرہ لاکھون سے زیادہ کا اونکے پاس تھا نواب وزیر نے اس مال متاع کے لینے کے لئے ڈیوڑہی کے خواجہ سرا وغیرہ کو جو نواب کی اطاعت سے گریز کرتے تھے زنجیر و طوق پہنا کر کمال تشدد سے ضبطی کی -

راجہ جہاؤلال کی سرکار وزیر مین خیرخواہیان اور انگریزونکی طرف سے مخالفانہ خیالات جنکی پاداش مین عظیم آباد کو جلاوطن کیا جانا - زمان شاہ ابدالی کی چڑہائی کے حیلے اور اودھ کی اصلاح کے خیال سے گورنر جنرل کا قلعہ الہ آباد مین سپاہ فراہم کرنا

راجہ جہاؤلال نے منشی غلام قادر خان میر منشی رزیڈنٹ کا ہاتھ سہارا پاکے بردست تسلط سلطنت کے کامون مین دراز کیا اور سرداران سپاہ اور نواب کے عزیز و اقارب اور نواب برہان الملک اور صفدر جنگ کے پسماندون کے بہت سے مصارف کم اور موقوف کرکے ایسی بچت پیدا کی کہ ڈیڑہ کروڑ روپیہ انگریزی مہاجنون کا جو راجہ تکیت رائے کے وقت سے سلطنت کے ذمہ پر چڑہ گیا تھا ادا کیا - اور خزانے سے نقد چالیس لاکھہ روپئے لیکر سب انگریزون کا قرضہ بیباق کیا اور جو کچھہ فی الجملہ باقی رہا اوسکو بلا سود چہہ برس پر قسط بندیا - اور اس کے سوا کچھہ نقد بھی خزانے مین جمع کیا اور نواب کے امور خانگی مین بھی خیرخواہیان کین - نواب وزیر اکثر زبان سے فرمایا کرتے تھے کہ مرزا حسن رضا خان اور تکیت رائے نے ہمارا گھر برباد کیا مگر جہاؤلال نے

پھر سے نو قایم کیا اونکو اپنے وزیر حسن رضا خان اور راجہ ٹکیت رائے سے قلبی نفرت تھی اونکو وہ
اپنا عذاب جان اور وبال خاطر جانتے تھے جہاؤ لال پر مرتے تھے ۔ اوسی کو اپنا وزیر بنانا
چاہتے تھے ۔ اس منظور نظر کی خاطر سے اونہون نے وزارت کا کام ظاہر مین اپنے ہاتھ مین
لیا اور حقیقت مین اوسکو دیدیا جہاؤ لال نے جسطرح ریاست کا اندرونی انتظام درست کیا
گورنر جنرل اور اونکی کونسل سے موافقت پیدا نہ کرسکا ۔ بلکہ جو کچھ اوسکے ہاتھ سے وقوع مین آیا وہ انکی
خلاف تھا ۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ جب راجہ جہاؤ لال گورنر جنرل اور اونکی کونسل کے ساتھہ
صفائی ہونے سے مایوس ہوا تو اوس نے در پردہ نامہ و پیام کالپی کے مرہٹون سے شروع کیا
اور ہولکر کا جہاؤ لال کا کچھ طوائف کے بطن سے تھا اوسکو ہمت بہادر کی بیٹی کے ساتھ منعقد
کیا ۔ اور اپنی بیٹی کی شادی ہمت بہادر کے فرزند کے ساتھ کردی تاکہ سلسلہ اتحاد مضبوط ہو
اور ایک بیٹی محمد [illegible] خان کے ساتھ منعقد کی ۔ یہ شخص ترک تورانی شاہجہان آبادی تھا اور
رامپور سے عمر خان بڑے بھائی کو بلا کر نواب کی سرکار مین نوکر رکھوایا اور منظور تھا کہ فیض اللہ خان کو
نواب محمد علی خان والی رامپور کے عہدہ نیابت سے موقوف کرکے عمر خان کو رامپور کا نائب بنا
تاکہ افغانان رامپور اور تورانیان شاہجہان آباد اور مرہٹان کالپی کی ملت ضرورت کے وقت کام
آئے ۔ اور جبکہ زمان شاہ نبیرہ احمد شاہ ابدالی کی لاہور کی طرف آمد کی خبر مشہور ہوئی تو راجہ جہاؤ لال
نے چاہا کہ شاہ کی خدمت مین نیازمندی کے خطوط پیام بھیجے اور اوسسے موافقت چاہی
اور قلعہ الہ آباد کی مرمت شروع کرائی ۔ اور یہ مشہور کیا کہ اگر ابدالی کی فوج اودہ پر چڑھائی کریگی
تو قلعہ الہ آباد مین پناہ لی جائے گی اور جہاؤ لال نواب وزیر کو صلاح دیتا تھا کہ لکھنؤ سے قدم
باہر رکھین یہ تمام خبرین کونسل کلکتہ تک پہنچین گورنر جنرل اور اونکی کونسل کو گمان ہوا کہ جہاؤ لال
نواب وزیر کو آمادہ مخالفت کرتا ہے ۔ گورنر جنرل نے اس حیلہ سے کہ اگر ابدالی کا لشکر
ادھر رخ کرے گا تو ہم تدارک کرینگے قلعہ آباد مین انگریزی فوج جمع کرنا شروع کی جبکہ زمان
شاہ کو اخبار اور ہوا خواہان دولت کے عرایض سے دریافت ہوا کہ اون کے سوتیلے بھائی
محمود نے جبکہ وہ ہزیمت دیکر ترکستان کے بھاگ گئے تھے اونکی طرف بھاگا آتے تھے ہرات کیطرف
نکالا ہے تو زمان شاہ قندہار کی طرف لوٹ گئے ۔ گورنر جنرل کا منشا قلعہ الہ آباد مین فوج کے
رکھنے سے یہ تھا کہ لکھنؤ کی حالت کی اصلاح کرین ۔ نواب کے ملک مین انگریزی سپاہ بہت سی
[illegible] وہان تھی [illegible] کے وقت مین ایک بریگیڈ سپاہ رہتی تھی ۔ لارڈ کارن والس کے

زمانے مین وہ برگشتہ رہنے لگے اور نواب کی نالیاقتی[1] اور بدانتظامی کے باعث سے کمی روپے
کی ہوکر پچاس لاکھ روپیے اوسکے لیے جانے لگے اب اوس سے بھی زیادہ سپاہ رہنے لگی کیونکہ
نواب مین نہ خود لیاقت تہی نہ اونکی سپاہ اس قابل تھی کہ ملک کا انتظام کرسکتی اگر پوچھو تو
یہ سودا سستا تھا کہ ملک کی حفاظت غیر قوم کی سپاہ سے اوس کی چوتھائی آمدنی مین ہوتی تھی
اوس سے زیادہ کیا سودا سستا ہوسکتا تھا[2] ۲۲ - اپریل سنہ ۱۷۹۶ء کو کورٹ ڈائرکٹرز نے
گورنر جنرل کو لکھا کہ بنگال مین جو دو رجمنٹ ہندوستانی سوارون کی ہین اونمین دو اور رجمنٹون کا
اضافہ ہو اور سرکار کمپنی کا خرچ نہ بڑھے - اسلیے نواب آصف الدولہ کو سمجھایا جاتا ہے کہ وہ اپنے
نکمے سوار موقوف کرین - اور اونکی تنخواہ کی بچت سے ان سوارونکی رجمنٹونکی تنخواہ دیا کرین -
جب نواب سے یہ درخواست کی گئی تو اونہون نے صاف انکار کردیا تہا - مارچ سنہ ۱۷۹۷ء مطابق
سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین سرجان شور گورنر جنرل نے علامہ تفضل حسین خانکو ساتھ لیکر کلکتے سے
زمان شاہ ابدالی کے تدارک کے حیلے مین کوچ کیا - اور بنارس مین آئے - اور یہان سے بھی
انگریزی فوج اوٹھاکر لکھنؤ کی طرف روانہ ہوئے نواب وزیر نے استقبال کرکے ملاقات کی
دو مطلب گورنر جنرل کے تھے - ایک یہ کہ سوارون کا خرچ نواب اپنے ذمے لین - جس سے
وہ قطعی انکار کرچکے تھے - دوسرے انتظام ملکی مین اصلاح کرین گورنر جنرل کا کہنا خالی نہ گیا - اس
شامت[3] کے مارے نواب نے مان لیا کہ آزمائشۃً پانچ لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ خرچ ہو
تو ایک رجمنٹ گورونکے سوارونکی اور ایک ہندوستانی سوارونکی بڑہانی منظور ہے - گورنر جنرل
اور آصف الدولہ دونون لکھنؤ سے بھی آگے کو بڑھ گئے تھے - جبکہ زمان شاہ کی واپسی کابل کی
خبر ملی تو گورنر جنرل ماہ شوال سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین وزیر سے رخصت ہوکر بنارس کیطرف سدہارے[4]
چلتے وقت گورنر جنرل نے نواب آصف الدولہ سے درخواست کی کہ جہاؤلال کو جسکی ذات سے
مفسدہ پردازی اور فتنہ انگیزی کی اکثر خبرین مسموع ہوتی ہین ہمارے حوالے کرین - نواب سے
اسوقت مین کہ عالم مجبوری تھا بجز اسکے کچھہ بن نہ پڑا کہ راجہ جہاؤلال کو حوالے کیا - گورنر جنرل نے

---

[1] یہ الفاظ نواب کی شان مین جلد دوم عہدنامجات مین مندرج ہین ۱۲ [2] دیکھو تاریخ منشی ذکاء اللہ صاحب - ۱۲ [3] یہ لفظ منشی ذکاء اللہ صاحب کا عطیہ ہے - ۱۲
[4] دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

اوسکو عظیم آباد میں بھیجدیا۔ اور پانچہزار روپیہ ماہوار مقرر کردیا۔ اوسنے وہان عالیشان عمارت بنوائی
اور ہمیشہ تعزیہ داری بڑے تکلف سے کرتا تہا۔ سنہ ۱۲۲۰ ہجری مین بستر بیماری پر قضا کی اور بوقت
انتقال کے وقت اپنے وارثون کو کہ گئے بوضع اسلام وصیت کی اوس کے تکلفات اور عیش و عشرت
کا یہ حال تہا کہ جبکہ لکہنؤ مین رہتا تھا تو کہانا کہانے کے وقت اوس کے اوس فرش پر جسپر
کہانا کہاتا تہا ایک طرف روبرو مسلمان جو اوسکی مصاحبی مین تہین اور دوسری جانب
ہندو کہانا کہانے مین مشغول ہوتے تھے۔ غرضکہ اوس کا تمام خاندان مطیع الاسلام تہا۔ اوسکی
چند بیٹیان بخشن طوائف سے تہین جن مین سے ایک بیٹی نواب اشرف علیخان کے خاندان مین
مرزا ہور اولد مرزا ابراہیم کے ساتھ منسوب ہوئی تہی۔ بخشن طوائف کے بطن سے جسقدر
اولاد تہی راجہ جہاؤلال کے انتقال کے بعد اوس کے تمام متروکہ پر متصرف ہوئی۔ کیونکہ
کوئی بیٹا منکوحہ عورت سے نہ تہا۔ بخشن جہاؤلال کے بعد چند مدت رائے بالکرام سے متفق
رہی اسوجہ سے اوسکا دراہہ جاری رہا۔ تہوڑے دنون کے بعد ان دونون مین نزاع خفیف
پیدا ہوگئی۔ اس عرصے مین بخشن نے انتقال کیا۔ اور رائے بالکرام نے بھی راجہ جہاؤلال کے
بعد ترک لباس کیا۔ جہاؤلال کے بعض پسماندون نے انگریزی سردارون کا توسل پیدا کرکے
اپنے مدد خصت سے اوقات معمولی مقرر رکھکر اعزاز و امتیاز کے ساتھ بسر کی۔ بریلی مین رائے
بالکرام نے جسقدر مکانون تھے وہ اوس کے بیٹے رتن سنگھ کے نام سرکار انگریزی کیطرف سے
بحال رہے۔

سعادت علیخان کی نیابت پر تفضل حسین خان علامہ کا مامور ہونا

عظیم آباد کیطرف جہاؤلال کی روانگی کے بعد گورنر جنرل نے آصف الدولہ سے کہا کہ نیابت کا
کام بدستور مرزا حسن رضا خان سے لیا جائے۔ اور پیشکاری اور دیوانی کا کام راجہ ٹکیت رائے
کے سپرد کیا جائے۔ نواب وزیر کا مزاج جہاؤلال کے جانے کی وجہ سے نہایت افسردہ ہو رہا تہا
اونہون نے یہ جواب دیا کہ اگر انہین دونون شخصون کو نیابت اور دیوانی دینی منظور ہے تو مین
نیابت اور دیوانی کیطرف سے ... مین بھی دوسرا پیدا کرنا چاہئے یا تبدیل لباس
کرونگا۔ یہ جواب سنکر گورنر جنرل نے ٹال کیا کچھ دنون اہل شہر کو الماس علی خان خواجہ سرا
کی طرف ... گورنر جنرل کو اوسکی نیابت منظور نہ تھی۔ آخر کار گورنر جنرل کا

سفارش و مشورے سے نواب وزیر نے تفضل حسین خان کو جنکی ذہانت اور لیاقت پر نواب شجاع الدولہ کو بڑا اعتبار تہا سلطنت کے کام کے لئے مقرر کیا۔ اور وہ خلعت سے مخلع ہوئے۔ تفضل حسین خان نے اکرام اللہ خانکی معرفت سرفراز الدولہ کے پاس یہ پیام بہیجا کہ مینے بہت ساحون جگر کہایا تھا اور کار وبار سلطنت کا عل وعقد بدستور آپسے متعلق رہے لیکن اوس کے خلاف ظہور مین آیا۔ امید ہے کہ آپ اس بات کا ملال نفرمائینگے سرفرازالدولہ نے یہ خبر سنکر اظہار مسرت کیا اور حضرت عباس کی حاضری منگاکر تقسیم کی اور خان موصوف سے کہلا بھیجا کہ اس بات سے ہم بہت خوش ہوئے۔ تفضل حسین خان کا سلسلہ نسب یون ہے کہ سیف اللہ خان اور اکرام اللہ خان دو حقیقی بھائی لاہور مین رہتے تھے۔ سیف اللہ خان کے پانچ بیٹے تھے (۱) رحمت اللہ خان کہ عدالت بنارس کچھ دنون اس سے متعلق رہی (۲) انعام اللہ خان یہ شخص لکھنؤ مین رہتا تھا (۳) احسان اللہ خان (۴) افضل اللہ خان (۵) اکرام اللہ خان۔ ان پانچ بیٹون کے سوا دو بیٹیان بھی تھین جن مین سے ایک بیٹی محمد حسین خان کے بیٹے کے ساتھ منسوب ہوئی۔ اور دوسری بیٹی سلام اللہ خان پسر میر محمد کے ساتھ منعقد تھی اور سیف اللہ خان کا بھائی اکرام اللہ خان مدت تک نواب معین الملک عرف میر منو صوبہ دار لاہور پسر قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ کی طرف سے وکالت پر مقرر رہا اور تین لاکھہ روپیہ سالانہ پاتا تھا۔ تفضل حسین خان اسی اکرام اللہ خان کے بیٹے ہین قصبہ سیالکوٹ مین پیدا ہوئے تھے دہلی مین داخل ہوکر مولوی نظام الدین کے حلقہ درس مین داخل ہو اور علم ریاضی خیر اللہ مہندس سے سیکہا۔ ملا نظام الدین کے بعد لکھنؤ چلے گئے۔ اور فرنگی محل مین ملا حسن سے استفادہ کیا۔ سبق کے وقت حاکمانہ اعتراض کرتے ملا حسن خفا ہوکر کتاب کو زمین پر دے مارتے تھے آخرکار اپنے حلقۂ درس مین آنے کی ممانعت کی بعد ابوالفضل اور سعد اللہ خان شاہجہانی کے علامہ کا خطاب اگر ہو تو تفضل حسین خان کے لئے تسلیم ہوا ہے۔ انہون نے انگریزی اور لاطینی زبان بھی سیکھی تھی۔ نیوٹن صاحب کے ڈفرنشل وغیرہ کا ترجمہ فارسی مین کیا تھا۔ غرضکہ تفضل حسین خان رفتہ رفتہ یعقوب علی خان خواجہ سرا کی وساطت سے شجاع الدولہ کے حضور تک پہنچ گئے۔ اور بعد اوسکے نواب سعادت علیخان کی اتالیقی پر مقرر ہوگئے۔ جسوقت معین الدولہ الہ آباد مین تھے تو خان مذکور معروف مطالعہ رہتے تھے۔ اور مولوی سید دلدار علی جو اثنا عشریون کے مجتہد تھے اونکی وکالت کرتے تھے اور مولویان عصر سے مباحثہ رہتا تھا۔ تفضل حسین خان کے اباواجداد حنفی مذہب رکھتے تھے او نہون نے اپنی ذات سے اثنا عشری مذہب اختیار کرلیا جس زمانے مین

سعادت علیخان نے نجف خان کے لشکر سے لکھنؤ آنے کا ارادہ کیا تھا تو نواب آصف الدولہ
نے وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل کو لکھا تھا کہ اگر سعادت علی خان لکھنؤ میں آتے ہیں تو آئیں
مگر تفضل حسین خان اونکے ساتھ نہ آئیں اسلیے تفضل حسین خان کا لکھنؤ میں آنا موقوف رہا۔
بالا ہی کلکتہ کو چلے گئے۔ سنہ ۱۷۷۹ء میں گوہد کے رانا نے جسکا ملک کوہستانی بہت وسیع جمنا کے
کنارے [illegible] اودھ اور سندھیا کے ملکوں کے درمیان میں آگرے سے ساٹھ میل بر جنوب و مشرق
میں واقع تھا انگریزوں سے ارتباط پیدا کرنا چاہا جسکو سندھیا بہت دق کرتا تھا۔ گورنر جنرل نے
اور [illegible] ان شرائط پر عہد و پیمان کیے کہ رانا جو اکثر مرہٹوں کی دست درازی سے تنگ رہتا ہے
اوسکو مرہٹوں کے [illegible] خلاصی دلانے میں انگریز امداد کرینگے۔ اور وہ انگریزوں کی امداد اپنے
ذمہ [illegible] کر چکا ہے سندھیا کی ریاستوں پر ترکتاز کریں۔ جبکہ مرہٹوں نے رانا کے
ملک پر حملہ کرنا شروع کیا تو کپتان پوپھم کی افسری میں ایک دستہ سپاہ سنہ ۱۷۸۰ء میں رانا کی مدد کو
بھیجا گیا۔ جسنے گوہد کے ملک سے مرہٹوں کو نکال کر بھگا دیا۔ اور مشہور قلعہ گوالیر کا بھی ۴ اگست سنہ ۱۷۸۰ء
مطابق [illegible] شعبان سنہ ۱۱۹۴ ہجری کو فتح کرکے رانا کو دیدیا تفضل حسین خان نے اوسوقت میں
کپتان [illegible] کے ساتھ جاکر رانا ے گوہد کی کارروائی میں مدد کی تھی۔ اور انگریزوں میں اون کا
رسوخ پیدا ہوگیا تھا۔ الیگزنڈر [illegible] صاحب کے ساتھ لکھنؤ میں آئے۔ اور اونکے ساتھ
[illegible] سنہ ۱۷۸۲ء میں [illegible] نواب فیض اللہ خان سے آصف الدولہ کو دلانے کی
[illegible] میں نواب فیض اللہ خان [illegible] سپاہ [illegible] کرایا۔ بعد اسکے تفضل حسین خان پھر
کلکتے کو چلے گئے۔ اور [illegible] سنہ ۱۷۸۸ء میں کلکتے سے لکھنؤ میں آئے تو تفضل حسین خان
اونکے ہمراہ لاکر نواب آصف الدولہ کی ملازمت کرائی اور بہت کچھ سفارش کی آخر کار نواب نے تفضل حسین
خان کو راجہ ٹکیت رام کی جگہ کے عوض میں اپنی ریاست کی طرف سے گورنر جنرل کے پاس سفیر مقرر کردیا
اور [illegible] سلطنت کا عقد و حل نصیب ہوا وہ اپنے علم اور حسن تدبیر سے اودھ سرکار انگریزی کے اہم
رکن سلطنت کے تھے تفضل حسین خان نے انتظام شروع کیا سلسلہ انتظام جدید میں مرزا جعفر
کو بخشی گری کا عہدہ دیا اور خلعت دلایا۔ اور حیدر بیگ خان کے بعض رفقا کو دیوانخانہ اور کوتوالی
کی خدمت پر مامور کیا۔ اور نصیر الدولہ سید معز خان کو بھی سرکار کا امیدوار کیا۔ مگر اونہوں نے اس
زمانے میں تبدیل لباس کیا۔ اور دنیاداری کے متعلقات کو ترک کردیا تھا۔ اور سن بھی زیادہ تھا اسوجہ سے
نوکری اور علاقہ کچھ قبول نہ کیا۔ تفضل حسین خان نے مرزا مہدی علی خان کو جو سرکار وزیر کا ایک عامل تھا

اپنا منشی بنایا۔ مگر چونکہ خان مذکور ریاست کے کام سے تنگ ہوتے تھے تو اکثر کہتے تھے کہ مجھکو مطالعہ کتب اور مشغلہ درس و تدریس اس نیابت سے بہتر تھا۔

نواب آصف الدولہ کی وفات

ابھی اس تعمیر کو پورا ایک سال نہ گذرا تھا کہ اوائل صفر ۱۲۱۲ ہجری سے نواب کا مزاج جادۂ اعتدال سے منحرف ہونا شروع ہوا ابتدا میں نواب شراب پیا کرتے تھے پھر اوسکے استعمال سے توبہ کرکے بھنگ سے مشغول رہا۔ اس کو چھوڑکر افیون پر ٹھہرے اور پہلے ہی سے طبیعت کشیدہ تھی۔ مگر اب وہ ساتھا مرض نے ہاتھ پانون نکالے دوا اور غذا مین بے اعتدالیان واقع ہوئین اطبای حاذق جیسے شفائی خان اور حکیم صادق خان وغیرہ کہ ایک صاحب تصانیف تھا معالج تھے۔ مگر نواب وزیر کہا کرتے تھے کہ اب مین زندگی کا خواستگار نہین بلکہ عوام مین مشہور تھا کہ جھاؤلال کے جانے سے نواب وزیر کو اپنی عمر جان وبال ہی بلکہ دوا سے اجتناب تھا۔ آخر آخر مین استسقا پیدا ہو گیا۔ برف کا پانی کثرت سے پیتے رہے مرض نے طول کھینچا دوا کا استعمال بھی ترک ہوا اور علاج بھی موقوف کیا ۲۳ برس اور کچھ مہینے ریاست کی تھی کہ جمعرات کے دن ۲۸ ربیع الاول ۱۲۱۲ ہجری کو اس شش جہت سے کوچ کیا۔[1] ۲۴ ماہ ذیقعد ۱۱۸۸ ہجری کو مقام فیض آباد مین مسند حکومت پر بیٹھے تھے اور انھون نے اپنا دارالحکومت لکھنؤ مقرر کیا۔ تاریخ مظفری کی روایت کی موجب انچاس برس کی عمر پائی اور وزیرنامے سے ثابت ہے کہ وہ پچاس سال بھی زیادہ عمر پاکر فوت ہوئے۔ کیونکہ اواخر ۱۱۶۱ ہجری مین پیدا ہوئے تھے۔

آغا محمد ندیم روضہ خوان مصنف بحر البکا نے کہ روضہ خوانی و مرثیہ گوئی اور خوش بیانی مین کمال رکھتا تھا نواب وزیر کے مدفن کی تاریخ اس طرح نکالی ہی۔ "ہہنا روح در ریحان و جنات نعیم"۔ نواب وزیر عتبات عالیات کی زوارون کی نہایت خبرگیری کرتے تھے سیکڑون کوٹھے خاک کربلا اور تبرکات کربلا و نجف اشرف سے معمور تھے۔ باوجود اس حشمت اور عظمت کے انتقال کے وقت قبلہ کو کوٹھون پر دفعتہً مہر و قفل لگ گئی۔ اس لیے مرزا حسن رضا خان کے یہان سی خاک کربلا اور اونکا خاص کفن منگا کر دیا گیا اور وہ نواب کے نصیب ہوا۔ اور نواب اپنے امام باڑے مین دفن ہوتے۔ نواب کی کمر مین

۱؎ دیکھو مفتاح التواریخ اور تاریخ مظفری مین ۲۶ ربیع الاول لکھی ہی اور ۲۷ اونکو کہتے ہین جسکی شام کو ہلال نمودار ہو۔ شاہ محمد اجمل کی نظم سے سہ شنبہ تاریخ کا وہ دن ۲۹ ربیع الاول تھی ۲

اسوقت تک وہ ہزار ہاتھی موجود تھے انکے عہد مین برف اور پھول اورگلاب باوجود کثرت کے لوگون کو بہت کم میسر ہوتے تھے ۔ یہ جملہ چیزین سرکاری کارخانے مین جاتی تھین ۔

تاریخ وفات از آغا محمد ندیم

گلشن عشرت بتاراج خزان رفت ای ندیم ۔ شامہ استشمام حسرتی نماید در نسیم

آصفی کین دست رانک شہوار بود ۔ آن در شہوار رفت از دست وعالم شد یتیم

لکھنو کی آسمان است آسمان بے آفتاب ۔ شہر یونان بے مسیح وطور سینا بے کلیم

دانکہ آصف عصر لی ہمچو آصف بالغ علم ۔ انبیا ہمچو سلیمان ہم سخن آصف ندیم

نعش او بنما نوان برتربت آصف نوشت ۔ بہر تاریخ وریحان وجنات نعیم

قطعہ دیگر

ایا آصف الدولہ بہادر ۔ بحق نائب تو باد مغفور

نوشتم سال تاریخ وفاتش ۔ بود باحیدر کرار محشور

ایضاً

امیر جہان آصف الدولہ رفت ۔ بجنت چوزین خاکدان خراب

چو شبہاے دیجور ایام روز ۔ بدل گشتہ در دیدہ شیخ وشاب

ز سیلاب اشک صغار وکبار ۔ بناے امید جہان شد برآب

ز دنیا خلاے عالم نمود ۔ جہا آتش ماتم او کباب

ندانم جدا از سپہر روزگار ۔ بد نعمت خود کشید آن جناب

پے سال تاریخ او چون شدے ۔ گفتا ہم در اندیشہ بے حساب

ز سر زآسمانم رسید این صدا ۔ بزیر زمین حیف شد آفتاب

دیگر

ز روز رحلت چو آصف الدولہ ۔ منقلب شد جہان بماتم حسین

ہاتفے گفت سال تاریخش ۔ شد مزارش بزیر پای حسین

دیگر

اے آفتاب خود بزیر زمین شدی | دُر ملک غیب والی تاج و نگین شدی
بے توجہانیان بعذاب قیامت اند | نگر جہان نکردی بہ خلد برین شدی

دیگر بہ تعمیہ

از وفاتش جے سروپا گشتہ اند | نظم و نسق و ہیبت و ہمت کرم

دیگر

آصف الدولہ بہ فردوس برین منزل کرد

از شاہ محمد اجمل الہ آبادی

وزیر اعظم دستور انجم | گرامی گوہرے از ولد آدم
ابا عن جد امیر ابن الامیرے | ابا عن جد وزیر ابن الوزیرے
سلیمان حشمت و آصف شکوہی | فریدون صولت و در حلم کوہے
جناب آصف الدولہ کہ در جود | نظیر او بعالم کمتر کے بود
کسے از رفت جستے گر بنا ہے | بدیدے کشور شکل آرام گاہے
ہزاران مردم از اقصائے عالم | ہزاران یافتند از وے دراہم
نیاز آتش بحضرت کربلا رفت | بہ پنہان بارہ بارہ بر ملا رفت
بمشہد بہرے آورد آن یگانہ | کہ باشد یادگارش در زمانہ
علام ہمت او حاتم طائے | بود از بندگانش معن بن رائے
سراپا مظہر جود و سخاوت | ز نوشیروان فزون تر در عدالت
چو خورد روئے زمین تا بند میداشت | جہان را بخشش او زندہ میداشت
اگرچہ خانخان کان کرم بود | امیر عالی من ہم نہ کم بود
درین ایام بودے عالمی نالان | از وے خواستے انعام احسان
وزیر عفت آن امیر جوان بخت | وزیر غائبت ازین دار الفنا رخت

دریغا آن سپهر جود و حشمت　　بملک جاودانی کرد رحلت
ازین فلک فنا دل سیر گردید　　بملک لایزالی کنج بگزید
دریغا این امیر پاک طینت　　که ناید کس نظیرش در بصیرت
بتنگ آمد ز بس زین دار فانی　　نموده بند و بست جاودانی
بروز پنجشنبه آه صد آه　　وداع این جهان بنمود ناگاه
ربیع الاول بست و نهم بود　　که رحلت آن سپهر جود بنمود
بیاستعداد این غم چون رساندند　　شنیدم ماتم چون رساندند
چه گویم آنچه شد حال دل من　　چه گویم آنچه شد غم حاصل من
در آن حالت بجود هر گوش ماندم　　بچرخ هشتمین ناله رساندم
بغیر ناله آه و فغان هیچ　　نبوده با من سر ناتوان هیچ
بدل حسرت بچشم اشک و بلب آه　　ز وقت شام تا وقت سحرگاه
شماران کمی کردم دران شب　　رسانه بود از آهم لبالب
از آن جمله شمردم چون صد آه　　فزود لم هم بر آن دو آه جانکاه
شمار این دو صد آه دو آهم　　بود بر سال رحلتش گواهم
دگر تاریخ نوبت اوج بنا گاه　　غم آصف بگفتم با سر آه
دگر تاریخ گفته جان ز تعنت　　سلیمانی نماند آصفی رفت
بطور تعمیه تاریخ دیگر　　بگو بخشش تمام وجود بی سر

خدایا جای او خلد برین باد
طفیل احمد و اولاد امجاد

دیگر

آصف الدوله وزیر اعظم بهند شان　　گرد رحلت گشت حال اهل عالم سر تباه
سال تاریخ وفات آن امیر والا کرم　　گفت هاتف عمده ماتم عمده ماتم آه آه

بزبان هندی

ایکسا هی آلگهت جون سمت کا بران　　باره سو باره سنه هجری جا سکل جان
کوار ماس بیا یو اسدی جمعرات مهیان　　اٹهایسوین ربیع الاول آصف تجو پران

نواب آصف الدولہ کی ازواج واولاد

نواب آصف الدولہ شمس النسا بیگم مخاطب بہ نواب بہو بیگم بنت نواب انتظام الدولہ خانخانان ابن
نواب قمرالدین خان وزیراعظم محمد شاہ کے ساتھ بیاہی گئی تھی بہو بیگم قلعہ مچھی بھون میں رہتی تہین لاولد تہین
کبھی نواب سے موافقت نہیں تھی نواب گنج کے قریب پرتاب گنج جسکی آمدنی ساٹھ ہزار روپیہ سال کی تھی انکی جاگیر مین
تھا اور نواب آصف الدولہ کی سرکار سے ساٹھ روپئے روز کا خاصہ (امرا کا کہانا) مقرر تہا - نواب سعادت
علی خان نے اپنے عہد مین کچھ آمدنی بازار اور گومتی کے پل کی ضبط کی تو خفا ہوکر اپنی جاگیر کو چلی گئین
کرنیل بیلی صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ فہمایش کو گئے ہمارا خیال تھا کہ نواب سعادت علیخان خود منانے کو آئینگے
مگر یہ خیال خام تھا - ایک مہینے کے بعد جاگیر سے الہ آباد کو چلی گئین - وہین کئی مہینے کے بعد انتقال کیا
غازی الدین حیدر کے عہد مین اونکی لاش لکھنؤ مین آئی - ایک ضریح چاندی کی اونکی قبر پر بھی موافق
ضریح قبر نواب آصف الدولہ کے رکھوا دی تھی مرزائی صاحب وغیرہ مرحومہ کے متعلقین تھے سرکار سے
اون کے سب متعلقین کو پنشن ملتی رہی جو نسلاً بعد نسل ہے - نواب ناظر محسن علیخان کہتا تہا کہ فقط[1] دو بیٹے
مہربان علی خان وغیرہ نطفہ نواب آصف الدولہ کسی محل سے ہوئے تھے وہ سن طفلی مین مر گئے - باقی اور بیٹے
و بیٹیاں نواب کی اولاد صلبی تھے نہ نطفی - مرزا رفیع السودا نے نواب موصوف کے اون دونون فرزندونکی
ولادت کی تاریخین اسطرح موزون کی ہین

تاریخ فرزند آصف الدولہ

شدم در فکر تاریخ تولد | برائے آن گل باغ نجابت
کہ ہاتف گفت ناگہ از سر ہوش | گرامی گوہر درج سیادت

۸۹ ہجری ۱۱

دیگر

تھا اسی فکر و سوچ مین کہ مجھے | ہوا حق کی طرف سے یہ الہام
تاج اقبال سر ہے اوسکو | کہہ کہ ہے فخر مادر ایام

۹۳ ہجری ۱۱

---

[1] دیکھو تاریخ منشی ذکاءاللہ ۱۲

مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ کو عورتون سے مطلق شوق نتھا۔ بلکہ اونمین رجولیت ہی نہ تھی لیکن اونکی محلسرا مین بالسنہ کے قریب خوبصورت عورتین جمع تھین اونمین سے کتنی ایسی بھی تھین کہ اونکو نواب نے حمل کی حالت مین اپنی محل سرا مین داخل کیا تھا۔ جب کوئی بچہ ان حاملہ عورتون سے پیدا ہوتا تو نواب خوشی کرتے اور اپنے فرزند کے طور پر پرورش فرماتے چنانچہ ایسے ساٹھ بچے اونکے پاس جمع ہو گئے تھے جن مین ۴۰ لڑکے اور ۲۰ لڑکیان تھین سب سے بڑا وزیر علی خان تھا۔

نواب آصف الدولہ کی شاعری

نواب آصف الدولہ اردو مین شعر بھی کہتے تھے۔ سید محمد میر متخلص بہ سوز کے شاگرد تھے۔ نواب کی غزلون مین بالکل استاد کا انداز ہے جنکی انشا پردازی کا حسن تکلف اور صنایع مصنوعی سے بالکل پاک ہے اس خوشنمائی کی ایسی مثال ہے جیسے ایک گلاب کا پھول ہری بھری ٹہنی پر کٹورا سا دہرا ہے اور سرسبز پتونمین اپنا اصلی جوبن دکھا رہا ہے جن اہل نظر کو خدا نے نظر باز آنکھین دی ہین وہ جانتے ہین کہ ایک حسن خداداد اوسکے سامنے ہزارون بناوٹ کے بناو سنگار قربان ہوا کرتے ہین۔ وہ جیسے سیدھے سادھے مضمون باندھتے تھے ویسے ہی آسان آسان طرحین بھی لیتے تھے۔ انکے شعر کا قوام فقط محاورے کی چاشنی پر ہے۔ اضافت۔ تشبیہہ۔ استعارہ۔ فارسی ترکیبین انکے کلام مین بہت کم ہین جتنے لیے استعداد علمی کے ساتھ طبیعت مین زور اور فکر مین قوت غور ضرور ہی۔ تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ آصف الدولہ فارسی زبان مین بھی شعر کہتے تھے۔ اور علم سیر و تاریخ مین اچھی مہارت رکھتے تھے اونکی اردو اشعار یہ ہین

ع

یون فکر دل مین گر چہ تجھے سو لگی رہے	آصف یہ شرط ہے کہ اودھر لو لگی رہے
ملنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہے	پر تجھکو چاہئیے کہ تگ و دو لگی رہے

وزیر علی خان کی مسند نشینی و معزولی

نواب آصف الدولہ کے نطفے سے کوئی فرزند نہ تھا ہمیشہ آرزومند ہی کہ کوئی وارث ریاست پیدا ہو۔ لیکن نخل آرزو بارور نہوا عالم مایوسی مین ایک غریب سید کے لڑکے کو نواب نے اپنی فرزندی مین جگہ دی۔ اور وزیر علی نام رکہا۔ اسی طرح اور بھی لڑکے کے رضا علی اور شجاع علی اور

دیانت علی وغیرہ تھے مگر اونمین سے سوائے وزیر علی خانکے کسی نے نام اور نمود پائی وزیر علیخان نہایت ذہین خوبصورت بلیح خوشنما تہا۔ علم وہنر اور انشا کی تعلیم بخوبی پائی تھی خوشنویسی مین مرزا محمد علی اعجاز رقم کا شاگرد تھا۔ اور فنون سپاہگری رستم خان بھکیت سے سیکھے تھے استاذی سنسنیر افگنی تیر اندازی اور چوگان بازی مین اوسکو خوب مشق تھی نواب آصف الدولہ کو اوس سے کمال الفت تھی نواب کی وصیت کے موافق صاحب رزیڈنٹ اور جملہ ارباب سلطنت نے ملکر بکمال بادلی مین وزیر علی کو مسند ریاست پر جلوہ آرا کیا۔ خلعت بخشی گری مرزا جعفر کو ملا۔

وزیر علی خان کی مسند نشینی مین علاوہ تفضل حسین خان کی مختاری دخل تھی ؁۵۱ آصف الدولہ کے بھائیون مین سے بڑے سعادت علی خان تھے۔ اس اندیشے سے کہ کوئی سازش نہ کرین وہ بنارس مین رہنے کے لئے مجبور کئے گئے تہے اونہون نے وزیر علی خان کی جانشینی پر اعتراض کیا کہ آصف الدولہ کا کوئی بیٹا نہین ہے۔ اور جو بیٹے اونکے مشہور ہین وہ اونکے نطفے سے نہین اسلئے میرا استحقاق جانشینی کا ہے اور اس جھگڑے کے انفصال کے لئے گورنر جنرل نائث بالخیر شہر سے آصف الدولہ وزیر علی کو اپنا بیٹا اور وارث سلطنت کا اپنے بعد کہتے تھے اور یہ کہنا اونکا شرع اسلام کے موافق اوس کے استحقاق سلطنت کو مستحکم کرتا تھا آصف الدولہ کی بی بی اور ماں کی مرضی تھی کہ وہ تخت نشین ہو ساری دار السلطنتہ کے آدمی اوس کے نواب ہونے سے خوش تھے۔ غرض وزیر علی مسند آرای ریاست ہوا۔ اور انگریزون نے ذریردہ کی وجوہات پر خیال کرکے اوسکی جانشینی کو تسلیم کرلیا اور وہ افواہین جو اوس کے نطفہ ناتحقیق ہونے کی نسبت مشہور تھین اونپر خیال نہین کیا۔ وزیر علی خان ملک داری کے کوچے سے نابلد تہا ناشایستہ حرکتین اس کثرت سے وقوعمین آئین کہ جو صورتین سالہاے دراز مین پیدا ہوئی تھین وہ چند روز کے عرصے مین بہم ہوتین۔ نئے مصاحب بد اکٹے سترہ برس کی عمر تھی اور عالم شباب جوش پر تھا اور لکھنو حسن غیرت پری رخسارون سے رو کش قاف ہو رہا تھا وزیر علی خان نے کیاسی شروع کی اور شراب وبھنگ نے رنگ جمایا۔ مرزا وارث علی خان جو لکھو خان کو توال کا معشوق تہا ارباب نشاط کا داروغہ مقرر ہوا۔ اور سید عشرت علی جو رستم خان بھکیت کے شاگردون مین سے تہا بشیر اور ہمدم بنا۔ اور اسیطرح اکثر کلاوت اور قوالون کو مراتب بخشے۔ اور امیران قدیم اور

؁۵۱ دیکھو آب حیات ۱۴

اہلکاران لایق سے منہ چہپایا۔ اور اون بیچارون کے حق مین کلمات نالایم کہنے لگا۔ نواب آصف الدولہ
نے چند طوایفین اپنے نفس کے واسطے جمع کین تہین اونپر نگاہ رغبت ڈالنا شروع کی تحسین علی خان خواجہ سرا
جو نواب آصف الدولہ کے عہد مین توشہ خانے کا داروغہ تہا اور نواب کی وفات کے بعد یاس بدنکرو نہاسے
ہاتہہ اوٹہاکر نواب کی قبر پر بیٹہہ گیا تہا اوس کو وزیر علی خان نے ابتداے ریاست مین بلاکر خلعت سے
سرفراز کیا اور محل کا ناظر بنا دیا اور اوس سے بہت سا جواہرات اور اسباب لیکر بیجا مصرف مین اوڑا دیا
محتشم خانی مین لکہا ہے کہ آصف الدولہ کی صاحبات محل مین ایک حسین عورت کو چاہا کہ اپنی صحبت
کے لیے لے تحسین علی خان نے منع کیا کہ ایسا کرنا زیبا نہین آپکی تو وہ مان ہی اوس کے ساتہہ
ادب سے پیش آنا چاہیے۔ وزیر علی خان نے چند مصاحبون کے اغوا سے چاہا کہ اوس کو قید کر دے جب اوسنے
وزیر علی خان کی نظر پہری ہوئی دیکہی تو تفضل حسین خان نایب کے مکان پر جاکر پناہ گزین ہوا عقب سے
وزیر علی خان بہی گیا اور اوسکی گرفتاری کی درخواست کی۔ مگر تفضل حسین خان نے چاپلوسی کی باتین
کر کے بینیل مرام واپس کیا۔ اسطرح ان سے سب کی یہ راے ہوئی کہ اس کو معزول کر دینا چاہیے۔
ان عادات سے جملہ بیگمات خصوصاً نواب آصف الدولہ کی مان نہایت رنجیدہ خاطر ہوئین اور اب وزیر علی خانکی
شکایت زبانون پر جاری ہوئی اور رزیڈنٹ کے کانون تک یہ خبرین پہنچنے لگین اوس نے گورنر جنرل کو لکہا
آصف الدولہ کے بہائی اور دوسرے بڑے بڑے آدمی وزیر علی خان کی اطاعت مین تردد کرنے لگے۔ لکہنؤ مین
ایک عجیب تلاطم مچگیا۔ جام جہان نما مین لکہا ہے کہ ایک محضر بہی اس مضمون کا تیار ہوا کہ مرزا وزیر علی خان سلطنت
کی لیاقت بالکل نہین رکہتا۔ اوس سے حرکات ناشایستہ وقوع مین آتی ہین اور اوس کا حسب و نسب جیسا ہی
وہ سب پر ظاہر ہے اور وارثان حقیقی ریاست سے محروم ہین اسلیے اہل استحقاق کو حق ریاست پہنچنا واجب اور لازم
اور خوشنودی خدا و رسول و خلق کا باعث ہی جو شخص اس اتفاق سے انکار و اغماض کرے وہ اپنے کردار کو
پہنچے یہ محضر کوچہ و بازار مین اور خانہ بخانہ پہرا جملہ بیگمات اور خواجہ سراؤن اور افسرون اور نواب سالار جنگ کے
بیٹون وغیرہ کی اوسپر مہرین ہوئین اور بازار کے مہاجنون اور چودہریون نے بہی اوسپر دستخط کیے۔ مگر عبد الرحمن خان
اور بعض دوسرے افسران سپاہ نے یہ کہکر پہلوتہی کی کہ ہم لوگ سپاہی مسند وزارت کے نوکر ہین ہم کو خانگی معاملات سے
کیا کام جو کوئی مسند نشین ہو اوس کے مطیع ہین۔ اور وجہ اسکی یہ تہی کہ مرزا وزیر خان باوجود اون بد اطواریون کے
شجاعت دوست سپاہ پرست اور باہمت تہا اشرفیون کو کوڑیون سے بہی کم تصور کرتا تہا پس اہل سپاہ ایسے ہی
شخص کو عزیز رکہتے تہے۔ اس نوجوان نے بہت دنون سلطنت کے مزے اوڑائے تہے کہ گورنر جنرل کے پاس
والا کے جال چلن کی اور اوسکی ناحق جانشینی کی خبرین پہنچنے لگیں اور گورنر جنرل کی خدمت مین آصف الدولہ

بیویوں وغیرہ اعیان ریاست نے یہ درخواست کی کہ وزیر علی اولاد آصف الدولہ سے نہین ہی - بلکہ ایک فراش کا بچہ ہی - نواب نے اوس کو متبنی کر لیا تھا او نکو لقب نام کے لئے ہمنے اسکو اپنا والی تسلیم کر لیا چونکہ وہ قوم کا ذلیل تھا اس نعمت عظمی کی شکر گزاری نہ کی بلکہ کفران نعمت کرنے لگا - ایسی کج ادائی کے ساتھ یہ شخص قابل فرمانروائی کے نہین ہی اس ریاست کے مستحق شجاع الدولہ کی اولاد ہی اسکی تدبیر کرنی چاہئے ورنہ فساد پیدا ہوگا جس سے دونون سرکارون مین عداوت پڑجاے گی - اسلئے گورنر جنرل کے بر سر موقع آنے کی ضرورت ہوئی اسلئے اونہون نے لکھنؤ کی طرف سفر کیا جب لکھنؤ کے قریب پہنچے تو وزیر علی نے بھی پیشوائی کی راستہ مین کج اندیش مشہور کرتے تھے کہ وزیر علی کو ترقی اقبال حاصل ہوگی اور انگریزونکی شوکت برباد ہوجائے گی اور کہتے تھے کہ گورنر لکھنؤ جا کر خان علامہ کو مع چند دوسرے آدمیون کے قید کر کے وزیر علی کے سپرد کر دینگے اور وزیر علی خان بھی بادشاہ وقت بن گیا تہارا مین اپنے ہاتھی اور گھوڑے کو گورنر جنرل کے ہاتھی اور گھوڑے سے آگے آگے رکھتا تھا ایکدن ایک انگریز راہ مین ایک کھیت کے کنارے پیشاب کر رہا تھا تلنگون نے اوس کے پاس جا کر بیجا باتین اوسکو کہین اور ہزار کے قریب آدمی اوس کے گرد جمع ہوگئے - اور شور مچاتے تھے کہ پکڑ لو پکڑ لو - مگر اوس انگریز نے اور اوس کے ساتھیون نے بھی بوجہ فہمایش گورنر جنرل کے دم نہ مارا اور اسطرح لکھنؤ کو روانہ ہو کر وہان جا پہنچے [۵۱] بڑی بیگم یعنی نواب آصف الدولہ کی مان نے وزیر علی کی بدافعالی کو روکنا چاہا تہا اسلئے وہ زبردستی فیض آباد کو بھیجی گئی تھین اسلئے اب وہ دوست سے دشمن ہوگئی تھین - الماس علی خان سے گورنمنٹ انگریزی کو نفرت تھی جسنے نواب کی سرکاری خدمتون سے اوس کو جدا کر دیا تھا اب اوس نے اپنی عقل و دانش کے زور سے ایک بڑا علاقہ اپنی زمینداری مین لے رکھا تھا اور اس ریاست مین بڑے رتبے کا آدمی گنا جاتا تھا - جب بیگم کا جھگڑا نواب سے ہوگیا تھا تو اونہون نے الماس علی خان ہی کو اپنا مدار المہام بنایا اوس نے بیگم اور نواب کی ظاہر مین صلح کرادی گورنر جنرل جسوقت لکھنؤ مین پہنچے ہین تو الماس علی خان کو لکھا گیا کہ بیگم اور نواب کے درمیان جو عہد و پیمان ہوئے ہین وہ ایسے استوار ہین کہ ٹوٹنے کے نہین اور حسن خان اور راجہ ٹکیت رائے بھی اوسکی بھون مین گھس گئے نواب کے مزاج مین اوس کا خسر اشرف علی خان بڑا اثر رکھتا تھا ان تمام گروہون کا یہ مطلب تھا کہ انگریزونکی مداخلت کا مقابلہ کیجئے بلکہ افسران سپاہ فتنہ و فساد پر مستعد ہوگئے - گورنر جنرل نے یہ خیال معلوم کر کے اقبال الدولہ سے کہا کہ مرزا حسن رضا خان کو سمجھا دو کہ آپ افسران فوج کے پاس جا کر کہین کہ قرب و جوار لکھنؤ سے اوٹھ جائین - چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی - اور گورنر جنرل نے چند پلٹنین انگریزی اور ترک سوار

---

[۵۱] دیکھو گور سہائے کی تاریخ ۱۲

اور گوروں کی فوج اطراف و جوانب سے بلا کر بی بی پور کے قریب و جوار میں تعینات کر دی - تھوڑے ہی دن گورنر جنرل
کو آتے ہوئے تھے کہ نواب کی چیچک نکلی اور وہاں سازشیں شروع ہوئیں - سر جان شور خود لکھتے ہیں کہ مجھے اپنے
ہوش سے آج تک ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ ایسی بدکرداری اور حرامکاری کے معاملے میں دقت اور دشواری اوٹھانی
پڑی ہو - ۲۰ دسمبر ۱۷۹۷ء کو الماس علیخان جو تمام باتوں کو نہایت غور و خوض سے دیکھتا تھا گورنر جنرل کے پاس
گیا اور کئی روز تک اوس سے صلاح اور مشورہ کرتا رہا - اور کہنے لگا کہ وزیر علی نطفہ ناتحقیق ہے اور وہ نہایت مسرف
اور عیاش ہے - بیگم کی مرضی ہے کہ وہ معزول ہو اور شجاع الدولہ کے بیٹوں میں سے کوئی جانشین ہو - آصف الدولہ کے
سارے بیٹے جو مشہور ہیں نطفہ ناتحقیق ہیں - غرض یہی بات گورنر جنرل کے سامنے کئی دفعہ اور کمانڈر انچیف کے
سامنے ایک دفعہ بیان ہوئی - بیگم صاحب اور الماس علیخان دونوں مرزا جنگلی کو جو سعادت علی خان سے چھوٹا بھائی
تھا نواب بنانا چاہتے تھے اور گورنر سے درخواست کرتے تھے کہ اگر آپ اس پر راضی ہو جائیں تو اس عوضانہ
بہت کچھ نذر کیا جائے گا وزیر علی کی بدچلنی اور مسرفی اور زشت افعالی کی شکایتیں نہایت حکمت
اور سلیقے سے اسطرح گورنر جنرل کے سامنے پیش ہوتی تھیں کہ جس سے اوسکا دل وزیر علی سے پھر جاے
لوگوں نے کہا کہ نواب ایسا مسرف ہے کہ ساری ملک کی آمدنی اپنے گلچھروں میں اوڑا دے گا سرکار کمپنی
کا روپیہ کہاں سے ادا کریگا - مزاج اوس کا اکھڑ اور ہٹیلا ہے کہ وہ کسی بات کو سمجھانے سے سمجھتا نہیں اسلئے
وہ خاک انگریزوں کا محکوم نہیں رہیگا - بلکہ اون سے نفرت کرنے لگیگا - اور جہانتک اوس سے ہو سکیگا -
وہ اوس کے جوے کے نیچے سے نکلنا چاہیگا - جب یہ باتیں سر جان شور کے گوش گزار ہوئیں تو اون کا دل بھی
وزیر علی کے نطفہ ناتحقیق ہونے پر یقین کرنے لگا - اور اوسکی تحقیقات کے درپے ہوئے تو یہ معلوم ہوا کہ
وہ ایک ماما کا لڑکا ہے - تحسین علی خان جو آصف الدولہ کا بڑا معتمد خواجہ سرا تھا اوس نے یہ افسانہ سنایا
کہ وزیر علی کی ماں کا خاوند موجود ہے وہ نواب کے ہاں ماما تھی اور خاوند کے پاس وہ آتی جاتی تھی جب
وزیر علی اوسکے ہاں پیدا ہوا تو اوسے پانسو روپے کو نواب نے مول لیا تھا - نواب کی عادت تھی کہ وہ حاملہ
عورتوں کو مول لے لیتے تھے - اور اونکے ہاں جب بچے پیدا ہوتے تھے تو اونکو تبایا کرتے تھے - اور اونکی پرورش
بیٹوں کی طرح کیا کرتے تھے - یہی حال سب لڑکوں کا ہے جو نواب کے بیٹے مشہور ہیں - یہ تحقیق ہو گیا کہ وزیر علی کی
ماں ایک امیر کے گھر میں ماما تھی تین لڑکے اوسکے تھے - اوسکے بڑے بیٹے کو نواب آصف الدولہ نے پانسو
روپے کو مول لیا تھا - اور اوس کا نام محمد امیر رکھا تھا - دوسرا بیٹا اوس کا اپنی ذلیل حالت میں نوکری چاکری
کیا کرتا تھا - تیسرا بیٹا یہ وزیر علی تھا - اس وزیر علی کے سامنے کبھی نواب آصف الدولہ کی بیوی نہوئی
یہانتک کہ نواب کے بلانے پر بھی اوس کے بیاہ میں شریک نہوئی اور اوس نے خاوند سے کہلا بھجوایا

کہ مین ایسے ذلیل دکمینے کے روبرو ہوکر اپنے خاندان کی نام و ناموس کو بٹا نہین لگاتی - نواب آصف الدولہ
کے حقیقی دو بیٹے تھے جو صغرسنی مین مر چکے تھے اب کوئی بیٹا نہین تھا - گورنر جنرل نے تحسین علیخان سے پوچھا
کہ کیا آصف الدولہ کو خیال یہ تھا کہ وزیر علی کی مان سے جو لڑکا پیدا ہوا ہے وہ میرے نطفے سے ہے اوسنے
اوسنے کہا کہ نواب کو اوسکی مان کے حاملہ ہونے کی بھی خبر نہین ہوئی - جب لڑکا پیدا ہوا ہے تو اوس کا حاملہ ہونا
معلوم ہوا ہے - اب سرجان شور نے یہ کہا کہ جس شخص کو میننے نواب اودہ مان لیا تھا اور سوا سعادتعلیخان کے
اور سب امرا ے عالی تبار نے اوس کا اقرار کر لیا تھا اب ثابت ہوا کہ وہ آصف الدولہ کا بیٹا نہین تو چاہیے
کہ وہ تخت سے معزول کیا جاے - گو گورنر جنرل کے خیال مین یہ ایک دفعہ آیا کہ وزیر علی کی صغرسنی مین سارے
ملک کے انتظام کی عنان اپنے ہاتھ مین لیجیے - مگر بہت سے اعتراضات اوسپر ہوتے تھے - اس لئے اس
خیال سے ہاتھ اوٹھایا گو سرجان کے مہم نے کچھ بدلنے کیا ہے - مگر اوسکی تمام تحریرات اس معاملے مین
پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نیک ذات سادہ مزاج کی نظر حق رسانی - اور انصاف پر تھی وہ اپنی
ہوئی سمجھ سے مجبور تھا کہ اوس نے ایک سلطنت کا فیصلہ اوس شہادت پر تسلیم کر دیا کہ جسپر انگریزی قانون ملک
انگلستان مین چند پونڈ کا فیصلہ نکرتا - گورنر جنرل نے منشی غلام قادر خان جاسکی معرفت منشی مسٹر لمسڈن رزیڈنٹ
کی معرفت وزیر علی خان کو کہلا بھیجا کہ شرع محمدی کے موافق قرار پایا ہے کہ آپکو دولت آصفیہ مین شرعًا اور
عرفًا کسی طرح شراکت اور مداخلت نہین - اور اہل استحقاق یعنی نواب شجاع الدولہ کی اولاد اس منصب سے
محروم ہے - اسلئے اون مین سے ایک شخص مسند آرا ہوگا - اور آپکے واسطے عمدہ عمدہ کھانے اور
پہننے کے کپڑے اور سامان امارت تیار رہیگا - اور نواب سعادت علیخان مسند نشینی کے لئے
بنارس سے روانہ ہو چکے ہین - لیکن آپکو اپنے دلمین کوئی ملال نکرنا چاہیے کیونکہ جملہ اسباب حشمت
آپکو حاصل - وزیر علی خان نے جواب دیا کہ جو کچھہ مرضی گورنر جنرل کی ہو وہ عمل مین آئے گا پھر بیہوش
ہوگیا - جب ہوش بجا ہوے تو رو دیا - اشرف علی خان نے ہنسکر کہا کہ اس رونے سے کیا فائدہ تمنے
خود تیشہ اپنے پاؤن پر مارا ہے - وزیر علی نے کہا کہ جو کچھہ کیا ہے تمنے کیا ہے - باوجود اطلاع کے
کس لئے مجھکو آگاہ نہ کیا - جواب دیا کہ مینے وہ کام کیا ہے کہ تمکو اور اپنے آپکو بلا سے محفوظ رکھا ہے
شام کے وقت گورنر جنرل وزیر علی کو اپنے پاس طلب کیا اور گورنر جنرل کی ملاطفت آمیز بات چیت سے
اوسکے زخم پر کچھہ مرہم سا رکھی ہوئی اور اپنے خیمے مین واپس آیا اوسوقت عرضی خانہ زاد خان
منتظم سرکار مرزا سلیمان شکوہ کی کہ بعد عزل وزیر علی کے اخراج اوس کا اسی گناہ کی وجہ سے
ظہور مین آیا تھا اس مضمون کی پہنچی کہ جسطرح ہوسکے جناب اپنے آپ کو گھوڑے پر سوار کرکے

دریاے گومتی تک پہنچا دین ہاتھی مین لاتا ہون اور وہانسے ہاتھی پر سوار کرکے ابراہیم داروغہ توپخانہ
کے پاس پہنچا دونگا - اور شہر سے باہر نکلکر لشکر جمع کرکے انگریزون سے لڑینگے - عرضی پڑہکر
کہا کہ ملاح اوسوقت کشتی لایا کہ غریق پانی کی تہ مین پہنچگیا - ایک مخبر نے یہ خبر گورنر جنرل کو پہنچا دی
اونہون نے وزیر علی خان کو پہر طلب کرکے کوٹھی مین بٹھا لیا - اور اوس کے خیمے کو واپس کرکے
نہ جہوڑا - انگریزی پہرون نے اوسکو حراست مین لے لیا - جب یہ خبر مشہور ہوئی تو ابراہیم بیگ مسطور نے
کہا کہ وزیر علی خان کو اشرف علی خان نے اس روز بد کو پہنچایا - ورنہ ہم سب اوسکے ساتھ جان نثاری
کرتے - اگر کوئی شجاع الدولہ کی اولاد مین سے ارادہ کریگا تو مین قصور نہ کرونگا - رفتہ رفتہ یہ خبر
میرزا جنگلی برادر علاتی سعادت خان کو پہنچی - اور ابراہیم بیگ کا قول اونکے خاطر نشین ہوا - مقدمہ محاربہ کے
لئے کمر باندھی اور صف آرائی و مسند نشینی کی اجازت والدہ آصف الدولہ سے چاہی - مگر اونہون نے
کوئی جواب نہ دیا - اور رات اسی سوال و جواب مین گذری - صبح کو آفرین علی خان اور اشرف علی خان گورنر
جنرل کے حکم سے وزیر علی خان کے پاس رہے - اور رستے ملشی راہ لئے وہ اشتہار جو نواب سعادت علیخان
کے استحقاق ریاست اور وزیر علی خان کی معزولی کی نسبت خان علامہ کا لکہا ہوا تہا گورنر سے لیکر
جاری کیا اور نئی حکومت کا اعلان کیا -

عبارت اشتہار درباب معزولی وزیر علیخان

درینولا باظہار ثقات و اقرار جمیع کنیز و بیگم صاحبہ معظمہ این معنی بثبوت پیوست کہ نواب وزیر علی خان را
اصلا و مطلقاً حقے در جانشینی جناب عالی مرحوم نیست چون ملازمان این سرکار بطریقہ وفاداری موصوف
و در درجہ خدمتگذاری و حق پرستی معروف اندیقین کہ باستماع این معنی کہ محافظت ناموس شجاع الدولہ
بہادر و غمخواری فوج و رعیت بدست فرزند حقیقی ایشان متعلق باید و مال و دولت و ناموس قبائل
نواب برہان الملک و نواب صفدر جنگ و نواب شجاع الدولہ از دست تسلط شخص اجنبی محفوظ باشد
ہمہ نوکران وفادار و ملازمان از قدیم نمک خوار خوشحال خواہند شد بنابران ریاست براے نواب
والا قدر سعادت علی خان بہادر کہ باستحقاق مالک این ملک و از روے حقیت ریاست بہتر از ہمہ اند
مقرر شد بقلم می آید کہ ہر کس کہ از ملازمان جناب عالی مرحوم باطاعت و فرمانبرداری نواب صاحب ممدوح
خواہد کوشید بدستور ملازم سرکار و بقدر مرتبہ و درجہ خود مورد تفضل خاوند خویش خواہد شد و ہر کہ
طریقہ نمک حلالی گذاشتہ راہ تمرد و سرکشی اختیار خواہد ساخت از چاکری برطرف و از ملک جناب عالی

مرحوم اخراج خواہد گردید این چند سطر بنا بر اطلاع بقلم آمده تا آینده مقام عذر عدم اطلاع برای کسی باقی نباشد۔ تحریر سوم شعبان سنه ہزار و دو صد و دوازده ہجری۔

بعد اس کے گورنر جنرل نے یہ حکم دیا کہ دو سو ہتھیان اور دو سو اونٹ اور رتھ اور پالکی اور چھکڑے آٹھ سو۔ ایک حسبقدر اسباب و سامان شوکت اور نقد و جنس و جواہرات و سیمینه و اصطبل و فیلخانه وغیره نقاره و ماہی مراتب سمیت ضروریات امارت و سواری و جلوس و حشمت مرزا وزیر علیخان کو ضرورت ہو اوس کے قیام گاہ تک پہنچا دین اور ساڑھے بارہ ہزار روپیہ ماہوار وزیر علیخان کے مصارف کے لئے معرفت صاحب رزیڈنٹ کے مقرر فرمایا اور شہر بنارس مین مادہو داس کا باغ اوسکے قیام کے لئے تجویز ہوا۔ چنانچہ یہ سب صورتین ظہور مین آئین۔ مگر اس دار و گیر مین لاکھون روپیون کا مال لوگون کے تصرف مین آیا اور لاکھون روپیون کا جواہرات تلف ہوا۔ اس تغلب و تصرف مین بہت سے آدمی صاحب دولت و تجارت ہو گئے نواب آصف الدوله کے کارخانے اس قدر تھے کہ اون کا حساب و شمار مشکل تھا لاکھون روپیون کا مال ضایع ہوا۔ اور لاکھون روپیون کا مال اسباب وزیر علیخان کے ساتھ گیا اور لاکھون روپیونکے تحایف گورنر جنرل اور سرکار کمپنی تک واضح ہوتے ہے اون تحائف مین ایک شاہنامه اور ایک شاہجہان نامه مطلا و مذہب تھے۔ یہ کتابین اعلی درجہ کے خوشنویسون کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھین یہ دونون کتابین لندن کے کتب خانے مین رکھنے کو بھیجی گئین۔ باوجود اسقدر سامان نکل جانے کے اسقدر سامان اب بھی لکھنؤ مین باقی تھا کہ جسکو دیکھ چشم حقیقت بین دنگ ہوتی تھی تھالون سے کوٹھے بھرے پڑے تھے جواہرات سے جواہرخانه معمور تھا۔ وزیر علی خان کی حکومت لکھنؤ مین چار مہینے اور کئی روز رہی جشن مسند کی تیاری لاکھون روپیونکے صرف سے ہو رہی تھی مگر اس مسند کی خبر نہ تھی تقدیر نے یہ روز بد دکھایا۔ مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ وزیر علی خان کی معزولی کا صدمه لوگو بہت گذرا شعرا نے اوسکی معزولی کی تاریخین موزون کین تو اون مین اون آدمیونکی بہت مذمت کی جو اوسکی معزولی کے باعث ہوتے۔

تاریخ

از سر نام ہفت کور نمک
اول آن قاتل حسن الماس ۹۱
بار تحسین ۱۲ ده باد نفر منش

سال تاریخ شد عیان بے شک
سرگروه ہمه حرام نمک ۱۱ الماس علیخان ۲ — ۱
از سماوات ہم ز جن و ملک — ۱۲ تحسین علیخان ت ...

نتنہ پرداز ملک کشمیر — کہ شیاطین پدرش او طفلک

آن خود دشمن جسیم و سقیم — جہل بسیار و دانش اندک

ناقص العقل زنگہ نادان — دست بردار شد از ان کودک

راجہ ہم داخل لئیمان شد — کرد پاس نمک ز خاطر حک

دادن رشوہ و دغا کردن — شرف خود شناخت آن مردک

مہر کردند بہر عزل وزیر — خود سیہ رو شدند زیر فلک

تفضل حسین خان	ت	۴۰۰
حسن رضا خان	ح	۸
بہو بیگم مادر آصف الدولہ	ب	۲
راجہ ٹکیت رائے	ٹ	۴۰۰
اشرف علیخان	ا	۱
	سنہ	۱۲۱۲ھ

دیگر

اول بر نائب بسیمان
بیگم خرد و بزرگ ہر دو
بیداشدہ این یزید ثانی

دویم بر آنکہ گشت دیوان
دیگر مردک شرف علیخان
یعنی مرزا حسن رضا خان
تاریخ اسیر شیں برآمد

سویم الماس بو خناس
تحسین کہ بر و ہزار نفرین
کردند اسیر امیر خود را
لعنت بر ہمہ نمک حرامان

لعنت بروی زند فراوان
از وحش و طیور جن و انسان
از مکر و فریب کید شیطان

ایضاً در ہندی

بی بی بیگم حسن رضا خان اور الماس زنانہ
بیچا گیا وزیر علی کو جو وہ ہے مردانہ

ٹکیت و تحسین اور تفضل اشرف سب سر دیوانہ
سر سے حرف ان سات رو دہن ہے تاریخ شہانہ

ایضاً

سات حرفوں نے کیا خانہ خراب — تین تے اور دو الف یک حے و بے

تین تے سے مراد علامہ تفضل حسین خان کشمیری و تحسین علیخان خواجہ سرا و راجہ ٹکیت رائے اور دو الف سے مطلب الماس علیخان خواجہ سرا و اشرف علیخان خسر وزیر علیخان اور یک حے سے مقصود حسن رضا خان سرفراز الدولہ اور یک بے سے مراد بہو بیگم مادر آصف الدولہ ہین۔

وزیر علیخان کا بنارس مین انگریزون کو مار ڈالنا اور فرار

ہوکر جابجا مارا مارا پھرنا آخرش مہاراجہ جیپور کی معرفت اوس کا پکڑا جانا - اور کلکتہ کے قلعہ مین بحالت قید انتقال کرنا

مسٹر جان شور نے وزیر علیخان نواب معزول اودہ کی سکونت کے واسطے ایک مناسب مقام بنارس تجویز کیا تھا - چنانچہ وہ اپنی بی بی کے ساتھ بنارس مین جاکر مقیم ہوا اوس کے ساتھ چالیس ہاتھی اور دو سو گھوڑے اور تلنگون کی دو کمپنیان اور بچھیونکی کئی متن تھے اور تمام جلوس کا موجود تہا - کمال عیش و عشرت مین بسر ہوتی تھی اکثر غلام بچون اور اپنے رفیقون کی شادیون مین لاکھون روپے صرف کئے عوام الناس مین اسکی ہمت و جود نے بڑی شہرت پائی - گو مسٹر جان شور کی تحریر سے یہ معلوم ہوتا تہا کہ سب لوگ اوس سے ناراض ہین مگر اس کے خلاف جہان جہان اوسکی معزولی کی خبر پہنچی وہان کی رعایا اور اہل پیشہ کو تاسف ہوا اور بعض نے خطوط اخلاص آمیز لکھے اور بعض بے فکرے جو اپنے تئین ارسطو اور افلاطون سمجھتے تھے اوسکی مشیر و مصاحب بنے لکھنو کی مخلوق اون لوگونکی ہجو کرتی تھی جنھون نے محضر پر دستخط کئے تھے اور اشرف علی خان اور تفضل حسین خان کے حق مین وہ نئے نئے ہنے اور گالیان موزون ہوئین کہ زبان قلم پر اُن کا آنا باعث حجاب ہے اور وزیر علیخان تناخوان تھے - وزیر علیخان کے نادان مصاحبون نے اوس ناسمجھ کے ذہن مین یہ جمانا شروع کیا کہ حضور جتنے سردار اور امیر نزدیک و دور کے ہین آپکی معزولی پر رات دن روتے ہین اب وزیر علی کے رفیقون نے کاغذ کے گھوڑے دوڑانا شروع کئے اطراف کئے اطراف و نواح کے زمیندارون اور معتبر آدمیون کے ساتھ نامہ و پیام جاری کئے بہت سے زمیندار ایسے تھے کہ وہ وزیر علی کے زر و جواہر کی تاک مین کمین گاہ لگائے ہوئے تھے وہ اوسکے پاس آکر نوکر ہوگئے بعض زمیندار جو نواب سعادت علی خان کے خراج کی زیادہ ستانی سے عاجز تھے وہ بھی اُسکے پاس آپہنچے بالا بالا ایک وکیل کو نوکر رکھکر زمان شاہ والی کابل کے پاس بھیجدیا معلوم نہین اون دو چار مفلوک مغلون نے جو مرثیہ خوانی اور حدیث پڑہنے کے لئے روپئے نوکر پڑے رہتے تھے کیا اوس سے لکھوا کر بھجوایا - غرض قراین سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اوس کا ارادہ تھا کہ جب سپاہ انگریزی فاصلہ بعید پر زمان شاہ سے لڑنے جاوے تو وہ یہان ہنگامہ فتنہ پردازی برپا کرے اور سب لوگ اوسکے شریک ہونگے بد معاش مصاحبون نے اوسکو یہ سمجھایا کہ آپ ایسے شاہزادے ہین کہ جسکو چاہئے مار ڈالئے کوئی آپ سے بازپرس نہین کر سکتا - اور آپ پر

کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا - اس سبب سے اوسنے کئی دفعہ شورش برپا کی - اس راز نہان کا
کسیطرح پردہ کھل گیا مسٹر چیری جو بنارس کا رزیڈنٹ تہا وزیر علی فاسد کی نیت سے آگاہ ہوگیا اور
یہ خبرین گورنر جنرل تک پہنچین - غرض ان وجوہات سے نواب سعادت علیخان نے بھی درخواست کی
کہ وہ بنارس سے کہین اور بہیجدیا جاوے - لارڈ ولزلی گورنر جنرل نے بھی اسکو مصلحت سمجھا اور
چیری صاحب رزیڈنٹ بنارس کو لکھا کہ وہ وزیر علی کو سمجھاوے کہ وہ کلکتے کے قرب وجوار مین سکونت
اختیار کرے اوس کا اعزاز واکرام بدستور باقی رہیگا - سواے تغیر مسکن کے کوئی اور تبدل اوسکی حالتمین
نہوگا - صاحب موصوف ہمیشہ سے وزیر علی کے خیرخواہ تھے اوہنون نے یہ حکم گورنر جنرل کا اوسکو سنا دیا -
جسکے سبب سے وہ چیری صاحب کا دل سے دشمن ہوگیا - وزیر علی کو یہ حکم ناگوار ہوا - مصاحبون نے سمجھایا
کہ آپ کلکتے تشریف لے نہین گئے کہ قبر مین گئے - حکم منسوخی کے واسطے اوس نے بہت ہاتھ پیر پیٹے
جب کچھ نہوا اور بالکل مایوسی ہوئی تو اوس نے اپنی روانگی کے متعلق ہان ہون کر کے سپاہ کی بھرتی شروع
کی بندیلکھنڈ اور ملک بہار اور بنگالے کے بعض راجے بھی اس بات پر مستعد ہوئے اور ایکدن اور
ایک مہینہ خاص مقرر ہوا کہ بنارس کے انگریزون کا وزیر علی کام تمام کرے اور اوسی دن ہر ایک ضلع مین
ہر ایک آدمی اپنا حوصلہ باقی نرکھے جوہر شمشیر دکہاوے اور فوج انگریزی کو شربت فنا پلاوے - لیکن
دنیا کا کارخانہ مشیت الہی پر وابستہ ہے وہ دن جو وعدے کا قرار پایا تہا اوس سے بیشتر یہان ایک نیا رنگ
فلک نیرنگ ساز نے جمایا کہ ۱۴ جنوری ۱۷۹۹ء کو صبح کے وقت وزیر علی خان رزیڈنٹ کی کوٹھی پر جو شہر
بنارس سے تین میل تھی گیا دوستانہ موافق دستور کے ملاقات ہوئی - چاہ پی - پھر اوس حکم کی شکایت کا
دفتر کھولا - باتین کرتا جاتا تھا اور مزاج اوس کا بگڑتا جاتا تھا - اور غصے پر غصہ چلا آتا تھا جب وہ بہت گرم
اور گستاخ ہوا تو چیری صاحب نے نہایت نرمی سے اس ملک الموت سے فرمایا آپ مجھپر کیون عتاب
فرماتے ہین یہ لارڈ صاحب کا حکم ہے مجھے اوسکی تعمیل واجب ہے - یہ سنکر یہ ظالم اوسپر لپکا اور ایک تلوار لگائی - یہ
دیکھتے ہوے اور نوکر جو اس اشارے پر لگے ہوے تھے تلوارین لیکر اوس مظلوم پر ٹوٹ پڑے اور ان قصابون نے
اوس کا قیمہ قیمہ کردیا کپتان کانوی صاحب اور گریہم اونکے گھر مین تھے اونکا بھی یہی حال کیا - وزیر علی کے ساتھ جو
پچاس آدمی تھے اوہنون نے چیری صاحب کے بنگلے کو آگ دیدی اور تمام مال واسباب لوٹ لیا اور دو چار
انگریزونکو اونکی کوٹھیون پر جاکر مارا جب ڈیوس صاحب جج کی کوٹھی پر پہونچے تو یہ کوٹھی دو منزلی تھی صاحب
کوٹھی کی چھت پر چڑھ گئے اور زینے کا دروازہ بند کردیا - اور برچھا ہاتھ مین لے لیا کئی دفعہ بدمعاشون نے
حملہ کیا - مگر برچھے نے اپنا کام کیا اور سرکشون کو ناکام رکھا اسلئے سرکش کوٹھی کو لوٹ لاٹ کر چلتے ہوئے

اس مقابلے میں اتنا عرصہ لگ گیا کہ اس سے تمام انگریزوں کو خبر ہو گئی وزیر علی نے اپنے مکان پر بیٹھکر
لوگوں کو اشرفیاں اور روپیہ تقسیم کیا اور عجلت کے ساتھ آدمی جمع کئے اور مرزا جوان بخت کی بیگم کے پاس
جا کر توپ طلب کی مگر اوس نے توپ نہ دی یہاں سے لوٹ کر مرزا جہانگیر جوان بخت کے پاس گیا اور ان سے
شرکت چاہی یہ کم سن ناتجربہ کار محض تھے سلاح جنگی سے آراستہ ہوئے اور ہاتھی پر سوار ہوئے اور وزیر علی
سے بیخواہی میں جنگ پائی دو تین ہزار آدمی قدیم و جدید اس دو چار گھڑی میں جمع ہو گئے کہ دفعتہ انگریزی ترک سوار
اور تلنگے اور توپیں آگئیں اور اس فوج نے قریب شہر پہونچکر صف آرائی کی پہلے فوجی افسر نے پیام دیا
کہ اگر وزیر علی ہمارے پاس آجائے تو ہم اوس کے ساتھ کوئی بدی نہ کرینگے گر بانات اقتدا اور تک پہنچی
مقابلے کو قدم بڑھایا انگریزی افسر نے چار گولے توپ کے بادہوائی سر کئے کہ اونکی آواز سے شہر کے تماشائی
اور فوج جدید نے راہ فرار لی فقط وزیر علی خان چند آدمیوں کے ساتھ میدان کارزار میں رہگیا وزیر علیخان
نے بہت چاہا کہ ہاتھی سے اوترکر ہاتھ تلوار پر ڈالے مگر لوگوں نے سمجھایا کہ یہ جرات بے فائدہ ہے
وزیر علیخان نے میدان سے پھر کر حسب قدر جواہر اور اشرفیاں سکا سکہ بہتیں کچھ اپنی کمر میں رکھیں اور کچھ
ہمراہیوں کی کمر میں بندھوا کر دو سو سوار ہمراہ لیکر شہر سے نکلا اور باقی مال و اسباب شہر کے بدمعاشوں
نے لوٹ لیا۔ اور سوار جو ہمراہ تھے وہ بھی زر و جواہر کی طمع میں گھوڑوں سے اوترکر پیادہ پا اپنے اپنے مکان
کو راہی ہوئے۔ جن میں سے بعضوں کو کوتوال شہر بنارس نے گرفتار کیا اور بعضوں نے مال بخوبی
ہضم کیا اور بعضوں نے اس کے پیچھے جان بھی دی وزیر علی خان کے مکان کی ضبطی کے وقت اکثر
متوسلان سرکار انگریزی کے خطوط فساد انگیزی کی تحریک کے متعلق ہاتھ آئے۔ اونمیں سے شمس الدولہ
برادر ناظم ڈھاکہ کا بھی ایک خط ملا اور ایک ناصر الدولہ کا ملا جو بنو بیگم دختر علی قلی خان والہ داغستانی
کے بطن سے میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدین خان عماد الملک کا بیٹا تھا اور بندیلکھنڈ میں اپنے
باپ کی جگہ ریاست باونی پر قابض تھا۔ جو عماد الملک کو علی بہادر ولد شمشیر بہادر مرہٹہ نے دی تھی
اور اوس میں باون موضع شامل تھے اسلئے باونی کے نام سے مشہور ہوئی اور کالپی سے مشرق سمت
بارہ میل کے فاصلہ پر جمنا کے نزدیک واقع ہے۔ ناصر الدولہ نے یہ خط شمس الدولہ کی دوستی کی وجہ سے لکھا تھا
آخرکار روبکاری کے بعد بہت سے آدمیوں کا اخراج ہوا اور بہتوں کو پھانسی دیگئی اور بہتوں نے مخلصی
پائی۔ اور اکثر دایم الحبس ہوئے اور تشہیر کئے گئے۔ شمس الدولہ نے بھی بڑی بھاری روبکاری کے بعد
نجات پائی۔ جسوقت وزیر علی خان نے دریائے گنگا کو عبور کیا تو صرف دس بیس سوار ہمراہ تھے اور
راجہ بنارس کے پاس جو ملے پور میں رہتا تھا پہونچا۔ مگر یہاں پناہ نہ پائی۔ بیقرار ہوکر پہاڑ کی طرف بھاگا

بہرایچ کی طرف چلا گیا اور گھاگرہ کو عبور کرکے راجہ بہوٹ وال کے ہان پناہ لی ۔ یہ راجہ نیپال کے
راجہ کا باجگذار تھا ۔ نواب سعادت علیخان نے رسالہ قندہاری کو بھیجا اور دوسرے سردار بھی بھیجے
تاکہ وزیر علیخان کا محاصرہ کرلین اور پکڑلائین ۔ وزیر علی نے قلعہ سے نکلکر مردانہ جنگ کی انگریزون نے
اسکی شکایت راجہ نیپال سے کی اور پھر نواب سعادت علیخان نے راجہ بہوٹ وال کو اپنی طرف سے
لکھا[۵] تو راجہ بہوٹ وال بھی وزیر علی خان سے مخالف ہوگیا اسلئے وہ رات مین وہان سے بھاگ گیا ۔
اب اس فرعون بے سامان کے پاس سامان بہت سا جمع ہوگیا تھا ۔ وہ گورکھپور مین آیا یہان سرکار کمپنی
کی سپاہ سے خفیف سا مقابلہ ہوا ۔ اور اوس مین اوس کا نقصان ہوا ۔ اب اوسکی بے زری کی وجہ سے
ساتھی جدا ہونے لگے اگر نواب سعادت علیخان کی سپاہ اوس سے ملی ہوئی ہوتی تو ضرور پکڑا جاتا ۔ مگر
وہ بھاگ کر نانک متہ کی راہ جنگل مین آیا اور یہان قدرے آرام لیا اور لکھائی کردیا نئے کرتے کوچ
کرکے بھینس کھیٹ کی راہ گنگا کو عبور کرکے اور ملاح کو پانچ اشرفیان دیکر فتحپور سیکری مین داخل ہوا ۔
اور وہان سلیم چشتی کی زیارت کرکے رات وہان بسر کی بعض زمیندار پہلے اتفاق کرتے تھے اور پھر
کنارہ کرتے تھے ۔ کلب علی نے جو سابق مین سرکار کمپنی کا نوکر تہا اور بادل خان نے ساتھ دیا اور
جنگلون مین ہمراہ رہے ۔ لیکن ہرجگہ فوج انگریزی اور فوج نواب سعادت علیخان سایے کی طرح اوسکی
پیچھے پہونچتی تھی اور وزیر علی سیماب کی طرح کسی جگہ ٹھیر نہ سکتا تھا ۔ اور کمال دلاوری کے ساتھ
ہر جگہ لڑتا بھڑتا چلا جاتا تھا ۔ آخر میوات مین پہنچا ۔ مگر میواتیون سے بھی کچھ بن نہ آئی وہان سے
جیپور چلا گیا ۔ راجہ جگت سنگھ والی جیپور نے استقبال کیا اور اوسکو اپنا مہمان کیا ۔ دستاربدلی
اور راجہ کی مان نے وزیر علیخان کو اپنا بیٹا بنایا کپتان کولنس رزیڈنٹ مہاراجہ سیندہیا نے
راجہ جیپور کو لکھا کہ تم وزیر علی کو ہمارے حوالے کردو تو ہم تمکو بہت روپئے دینگے ۔ راجپوتون کا
کہ جو شخص انکی پناہ مین آئے خواہ وہ قاتل ہی کیون نہو اوسکو بھی دشمن کے حوالے نہین کرتے ۔
مگر یہ وقت تو وہ انقلاب کا تھا کہ سارے دہرم کرم اپنی جگہ پر نتھے راجہ نے دیکھا کہ مزید بدنامی مین
رزہ جواہر ہاتھ لگتے مین اسلئے اوسنے کہا اس کا دہیان نہین کیا کہ ہمیشہ کو کلنک کا ٹیکہ لگے گا ۔
سرکار انگریزی سے زرنقد اور وزیر علی سے جواہر لیکر سنہ ۱۸۰۰ء مین اوسکو اس شرط کے ساتھ
حوالے کردیا کہ وہ جان سے نہ مارا جائے نہ اوسکے پاؤن بیڑیان پڑین ۔ یہان کی مہمانداری کا

[۵] دیکھو جام جہان نما ۱۲

یہ حق ادا کر دیا کہ اوسکی جان بچا دی۔ انگریزون نے وزیر علی کو پالکی مین بٹھا کر دونون طرف قفل لگا دئے اور ڈاک کے ذریعہ سے کلکتہ کو بھیجدیا۔ شاد صاحب نے تاریخ راجستان مین لکہا ہی کہ ایک امر جسنے زیادہ تر بے اعتباری ہماری پیدا کی مہاراجہ بین لینا وزیر علی کا پناہ جیپور سے تہا جس سے ایک داغ بدنامی کا اوسکے نام کو لگا۔ جب کوئی مجرم یا مغضوب پناہ لیتا ہے تو راجپوتون کے نزدیک وہ فعل مذہبی تصور کیا جاتا ہے اس قاعدہ کا انفصال جسنے جبراً جیپور کو کرایا گو وہ اوس زمانے مین ہمارا مطلع نتہا یہ کوئی عذر بجا نہین ہوسکتا کہ پناہ گیرنی وزیر علی قاتل اور مجرم غلت مثل تھا ہم کیہ استحقاق اوسکے طلب کرنے کا نہین رکہتے تھے۔ وزیر علی کلکتے کے قلعہ مین ایک تنگ کوٹھری مین قید رہا مگر پلنگ اوسکو ملتا تھا۔ ساتہیون مین سے بعض کو بنارس مین پھانسی ملی۔ بعض قید ہوکر جلاوطن ہوے وزیر علی کو کھانا ہمیشہ ہندوستانی باورچیون کے ہاتھ کا پکایا ہوا دیا جاتا تھا۔ آخرکار بیمار ہوگیا۔ یونانی حکیمون اور انگریزی ڈاکٹرون کا معالجہ سودمند نہوا اوسی قیدخانہ مین ۳۶ سال کی عمر مین جون ۱۸۱۷ء مطابق شعبان ۱۲۳۲ہجری مین ۱۷سال ۳ ماہ ۴ دن قید سکر انتقال کیا جنازے کے ساتھ کلکتہ کے تمام چھوٹے بڑے آدمی تھے چند مدت تک قبر بیرنگار رہا پھر چھوٹا سا مقبرہ بنوا دیا جو کسی بادامان مین ٹیپو سلطان کے کسی بیٹے کی قبر کے پاس ہی اوسکی لوح قبر پر یہ اشعار کندہ ہین ؎

وزیر عہد وزیر علی آصف جاہ	چو سوے خلد برین رفت زین سرا عزور
ز دیدہ غوطہ بدریا سے فکر تا آرم	بدست گوہر تاریخ آن بغفور
بگوش ہم آمدہ تا گہ بشور و شیون گفت	نواے واہی در فیاز جن و انس و طیور

وزیر علیخان گو طفل مزاج تہا تاہم شجاعت و ہمت مین جوان بینظیر تہا بھاگتے وقت اکثر جگہ ہزارون سوارونکی غول مین سے تن تنہا بزور شمشیر مقابلہ کرتا ہوا نکل گیا۔ اور جسوقت دریاے گھاگرہ پر پہنچا تو فوج انگریزی بھی صورت موج قدم بقدم جاپہنچی۔ مگر اوس نے کمال جلادت اور جرات کے ساتھ گھوڑے کا کمربند کاٹ کر پانی مین ڈالدیا اور پار اوترا پہاڑ اور جنگلون مین اکیلا اوترا اور تیور دینمیں نہین آیا۔ ایک دن قیدخانہ کلکتہ مین پلنگ پر لیٹا ہوا تہا کہ اوسکے گلے کی مالا کا ڈورا ٹوٹ گیا اور دانے زمین پر بکھر گئے وزیر علی نے ایک دانہ اوٹھا کر جسطرح لڑکے گولی کھیلتے ہین اوسکو اونگلیون کے زور سے ساتھ دیوار پر مارا اوسکی آواز سنکر بہت خوش ہوا وہ کئی بیش قیمت دانے اسطرح مار مار کر توڑ ڈالے۔ اوسوقت آبدار پانی پلانے کے واسطے حاضر تہا اوسنے یہ حال دیکھکر کہا کہ باقی دانے مجھے دیدے جائین۔ مرزا نے وہ موتی جو کئی ہزار روپے کی تہی

دے ڈالے۔

وزیر علی خان کے انتقال کے بعد اوسکی زوجہ نے لکھنؤ مین آکر ابراہیم علی خان کے بیٹے مرزا جھورا کے ساتھ نکاح کرلیا اور اوس عورت کے لئے چھہ سو روپیہ ماہوار سرکار انگریزی سے مقرر ہوا۔ مرزا جھورا کے بعد یہ تنخواہ اون کے فرزندون پر مقرر ہوئی۔ اور وزیر علیخان کے بیٹے بھی جو خالص اوس کے نطفے سے تھے کچھ پاتے تھے۔ اور اوس عورت کا زیور جو ایک صندوقچے مین تھا وہ مرزا جھورا کے تصرف مین آیا۔

وزیر علیخان شعر بھی کہتا تھا۔ ایک غزل اوسکی یہان لکھی جاتی ہے جو اوسنے اپنی مصیبت کی حالت مین کہی تھی تخلص وزیری کرتا تھا۔

جون سبزہ زندگی کٹتی ہی پیر ونکے تلے ہم	اس گردش افلاک سے پھولے نہ پھلے ہم
روتے ہین شب و روز اسی فکر سے یارب	غنچے کی طرح باغ مین گل ہو نہ کھلے ہم
ارمان بہت رکھتے تھے ہم دیکھے چمن مین	بیٹھے نہ خوشی سے کبھی سائے کے تلے ہم
جس گل پہ نظر کرتے ہین آتا ہے نظر خار	گلشن سے چلے جاتے ہین کانٹونین پلے ہم
ہم وہ نہ قلم تھے کسی مالی کے لگائے	نرگس کے نہالونمین تھے آصف کے پلے ہم
افسوس کہ اس دل کا کنول کھلنے نہ پایا	کوئی دنکو چلے جاتے ہین مالی کے تلے ہم
اب پہلے ہی آغاز مین پامال ہوئے ہین	فریاد کرین کس سے قسمت سے جلے ہم
دکھ اپنا عبث کہتے ہین ہمدرد کے آگے	بے بس جو جہان آگرے ہرگز نہ ٹلے ہم

زندان مصیبت مین بھلا کسکو ملا امن
رہتے ہین وزیری ہی دن رات جلے ہم

تمام شد

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب تاریخ اودہ حصہ دوم مولفہ جناب مولوی نجم الغنی خانصاحب ہیڈ مولوی فارسی مہارانا ہائی اسکول اودیپور بماہ ستمبر ۱۹۰۷ء مطبع مطلع العلوم مرادآباد مین اہتمام سے منشی ایس این علیصاحب مالک مطبع کے چھپی

خاص ہمارے یہاں کی مطبوعہ کتب

جو سوائے دفتر نیر اعظم مراد آباد دوسری جگہ نہین مل سکتین

گنج شایگان معروف بہ ٹکسال قدیم شاہان ایران سے لیکر آجتک کی دنیا بھر کی بادشاہون ریاستون وغیرہ کے سونے چاندی تانبے کے سکونکی دونون طرفکی اصلی تصویر حال ۔ وزن ۔ ماہیت اور ایک مبسوط فہرست سلاطین ہندوستان و جلال الدین اکبر کے سکونکی دیگئی ہے مجلد ۱۲ عـــه

مخزن الفوائد نہایت دلچسپ کارآمد کتاب ہے ۔ لائق مصنف نے بڑی محنت اور کوشش سے اس کو ترتیب دیا ہے دنیا بھر کے اوزان ۔ پیمانے ۔ مقایر اور سکہ جات کے حالات تحقیقات کے بعد درج کئے گئے ہین ۔ ممالک غیر کے اوزان اور سکون کا مقابلہ ۔ انگریزی اور ہندوستانی اوزان اور سکون سے بڑی خوبی سے کیا گیا ہے ۔ ایران عرب ۔ اور ہندوستان کے قدیم و جدید سکون کے کل تاریخی حالات دیہانتک کہ کل کے سکہ کا بھی اسمین ذکر ہے اور تحقیقات مین مصنف نے اپنا سکہ بٹھا دیا ہے ۔ تاریخ کے شایق اور غیر ممالک اور خود ہندوستان کے مختلف صوبہ جات مین سیر کرنے والونکے لئے اس کتاب کا مطالعہ بہت مفید ہوگا ۔ عـــه

مخزن الفوائد حصہ دویم اول باب مین فوٹوگرافی کے متعلق تمام اشیا اور اونکی تصاویر اور ادویات ۔ اور اوزان باب دویم مین زنکوگرافی اور اوسکی تمام متعلقہ چیزون کا تفصیلی ذکر اور تصاویر و ہدایات ۔ زنکو ٹایپو گرافک ۔ فوٹو زنکوگرافی ۔ ہاف ٹون بلاک بنانا تصویرون کا اتارنا ۔ دہات یا شیشہ پر السیڈ سے کہودنا حسب پر طبع کے معالے تصاویر و نقشہ جات کے روغن ۔ وارنش ۔ تصویر کو صاف کرنا ۔ چوکھٹا لگانا ۔ اور بنانا ۔ فریم پر سنہری افشان ۔ گلٹ کرنا اور صاف کرنا وغیرہ ترکیب درج ہین ۔ باب چہارم مین فوٹو لیتھوگرافی کا غذ سے پتھر یا دہات یا کسی رنگین سطح پر تصویر اتارنے کی ترکیب ۔ پانچوین باب مین سٹنوگراف چھاپہ ۔ چھٹے مین نقلی ٹایپ پریس ۔ ساتوین مین فرد ٹایپ ۔ آٹھوین مین ان گرونگ ٹایپ پریس اور اسکے متعلق تمام جزوی چیزون کا ذکر تفصیل کے ساتھ مع تصاویر درج ہے ۔ نوین مین لیتھوگرافک پریس اور اوسکی ہر ایک جزوی چیز کا مشرح ذکر مع تصاویر درج ہے ۔ دسوین مین قواعد نقاشی و مصوری اور اوس کے کل آلات کا ذکر و تصاویر ۔ گیارہوین باب مین قواعد خوشنویسی اور اوسکی تمام جزوی حالات مع خوشنویسی قطعات کے درج ہین ۔ غرضیکہ اسیطرح آیندہ بابون مین سیکڑون ضروری اور مفید صنعتون کی ترکیبون اور قاعدونکو صحیح صحیح لکھا ہے ۔ جنکو لوگ باوجود روپیہ خرچ کرنے اور خدمت کرنے کے بھی حاصل نہین کرسکتے ۔ ان کیمیاوی نسخون سے آدمی گہر بیٹھے دولت کما سکتا ہے ۔ یہ تمام کمیاب اور مجربہ شدہ نسخے سینے سے سفینہ مین لائے گئے ہین (عـــه)

تاج و نشان المعروف بہ تاج الملوک دو جلد کامل دنیا بھر کے سلطنتون اور ریاستون وغیرہ کے تاج و نشان

قومی بازکے - جھریرے - نانو گرام وغیرہ کی اصلی
تصویر بہت معہ اونکی رنگتون کے دکھائی ہی عہ

دستار وکلاہ تمام دنیا کی مختلف قسم کی پگڑی - ٹوپی
کنٹوپ - خود - شملہ - دکہنی پگڑیان - پارسیون کی متفرق
ٹوپیان - انگریزی ہیٹ - ترکی - ترکمون اور ایشیا
کی مختلف اقوام کی ٹوپیان - تمام ٹوپیان ان
سب کے حالات مع تصویرین - ۸

تاریخ اودھ مکمل چار جلد - نواب برہان الملک سعادت خان
کے عہد سے واجد علی شاہ تک کی معزولی کے حالات
مفصل درج ہین سے نایاب کمیاب کتب سے - جامع تاریخ
مرتب کی گئی ہی - غور وتحقیق کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہین
رکھا گیا - فہرست مضامین بہت طول طویل ۲۰ صفحہ پر ہی
جسکے دیکھنے سے اس کتاب کی اہمیت اور وقعت معلوم ہو
سکتی ہی - کہ مولف نے برسہا برس تک کس جانکاہی -
تحقیق وتلاش اور دماغی محنت سے اسکو ترتیب دیا ہی
گویا اودھ کے حالات لکھنے والون مین اول نمبر لیا ہی
اول حصہ مین مولف کی عکسی ہاف ٹون پورے صفحہ کی
تصویر بھی لگائی گئی ہی - غرضکہ کتاب بلحاظ حسن ظاہری
و معنوی جامع ہونے کے موجودہ زمانہ کی قابل قدر
تصنیف ہی - جلد اول دوم بالکل مکمل ہین اور سوم
و چہارم پریس مین ہین جو عنقریب جلد شائع ہونگی -
صفحہ کا تعداد بہت تھوڑی جلدین طبع کی گئی ہین قیمت
فی جلد عہ مقرر ہے -

مصباح الادب پند وحکمت کے گوہر معنی خیز
اخلاقی حکایتین - شاعرانہ نکتے - شعر عاشقانہ سنجیدہ

کے مصنف ڈومی کا اردو ترجمہ دنیا کی سات اور
زبانون مین بھی اسکے ترجمے ہوچکے ہین - لندن کے
کتب خانے انڈیا آفس مین موجود ہے - ۸

عدد التاریخ معروف بہ تخمیس تاریخی - یہ کتاب بابا
منشی ابوالحسین صاحب مرحوم المخاطب بہ تسلیم سہسوانی
کی تصنیف سے ہے - ابجد کے حساب سے تاریخ نکالنے
کے فن مین انکی شہرت اور مسلم الثبوت استادی
محتاج بیان نہین ہی - نمبر ۲ سے لیکر ۲۰۰۰ نمبر تک
ہر نمبر کے مقابلہ مین اتنے ہی عدد کے نام - الفاظ -
فقرے - محاورات - ضرب الامثال - آیات - حدیث
وغیرہ لکھے ہوئے ہین اور بعض جگہ مصرعے دئے گئے ہین -
اور وہ بھی اس کثرت سے کہ پڑھنے والونکو حیرت ہوتی
ہے کہ مصنف کس بلا کا دماغ رکھتا تھا - تاریخی نام
نکالنے والون اور تاریخی کلام کہنے والون کے
لئے اس سے بہتر کوئی اور کتاب کارآمد نہین ہوسکتی عہ

کنز الطغرا معروف بہ نقش عبرت قدیم وجدید ہر قسم کے
تین سو نایاب طغرے ایک ایک صفحہ تقطیع کلان ۱۴ / ۱

تذکرۃ السلوک فلسفہ وحکمت سے بھرے ہوئے کئی
جز تک مصطلحات صوفیہ کی تشریح کی گئی ہی ۸

احسن الاذکار فی مناقب غوث الابرار
حضرت غوث پاک کی مفصل سوانحعمری - کرامات - اور
حالات سب کتب مناقب صحیحہ خوارق عادات وغیرہ ۲ / ۱

ذکر رحمانی حضرت مولانا فضل الرحمن شاہ صاحب
گنج مرادآبادی قدس سرہ کی سوانح - حالات - کرامات
اوراد وغیرہ عہ

المشتہر منیجر نیر اعظم بک ایجنسی مرادآباد

کتب خانہ
جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس رفقاء، مجلس انتظامی، مجالس تعلیمات و نصاب پانچ کتابیں ایک ایک ماہ کے لئے اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔

۲۔ اساتذۂ جامعہ عثمانیہ و کلیہ جات متعلقہ و گزیٹیڈ عہدہ داران جامعہ تین کتابیں ایک ایک ماہ کے لئے اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔ اور اراکین دارالترجمہ و رجسٹر شدہ گریجویٹ دو کتابیں ایم۔ اے، ایل ایل بی و تحقیقاتی طلبہ ... اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔

۳۔ طلبائے ایم۔ اے ... کتابیں اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔ طلبہ پانچ کتابیں ... دو ہفتہ کے لئے ...

۴۔ مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ ہوں تو طلبہ سے بحساب ایک آنہ یومیہ فی کتاب جرمانہ لیا جائے گا۔

۵۔ بشرط موقع کتابیں مکرر جاری کی جا سکیں گی مگر اس غرض کے لئے کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔

۶۔ کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو مستعیر ذمہ دار ہوگا۔

۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان یا حاشیہ نہ لکھا جائے۔

۸۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں جاری نہ کی جا سکیں گی۔ فقط